سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
41
اکتالیسواں حصہ
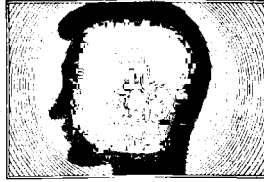
ہنگاموں، رنگینیوں اور تحیّر
کے اُس بے تاج بادشاہ کی سحر انگیز کہانی
جس نے اپنی بھرپور زندگی میں کبھی شکست
کا ذائقہ نہیں چکھا۔ وہ جب اور جس کے ذہن میں
چاہتا، جھانک لیتا اور یہی اُس کا مہلک ترین ہتھیار
تھا۔ دو نسلوں پر محیط وہ طلسم ہوش رُبا جسے قارئین
کی دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے اور
ملک و قوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم و نازک ہتھیار سے
خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی تیمور کی لازوال اور
بے مثال داستانِ عبرت جس میں وہ لہو کے سارے رشتوں کے ساتھ
حریفوں سے برسرِ پیکار ہے۔

اُردو زبان کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا طویل ترین سلسلہ

ایک سپاہی اپنے افسر کے حکم کے مطابق ہیلی کاپٹر کے اندر کھانے کا سامان لینے آیا۔ علی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ وہ اپنی گن سیدھی کرتے ہوئے پائلٹ سے بولا "ادھر دیکھو!"

پائلٹ نے سر گھما کر دیکھا۔ اس نے سر میں گولی مار دی۔ علی نے پائلٹ کو اس لیے ختم کیا کہ ہیلی کاپٹر وہیں رہے۔ کوئی اسے اڑا کر نہ لے جائے۔ فائر کی آواز سب نے سنی۔ ڈیبی نے چونک کر پوچھا "یہ گولی کس نے چلائی ہے؟"

ہوا کے شور کے باعث ڈیبی فوراً ہی سمجھ نہ سکا کہ ہیلی کاپٹر کے اندر گولی چلی ہے۔ علی سپاہی کے دماغ میں تھا۔ باقی تین ٹیلی پیتھی جاننے والے اس افسر اور دو دشمنوں کے دماغوں پر قبضہ جما چکے تھے۔ وہ سپاہی پائلٹ کو گولی مارتے ہی گھوم کر دروازے پر آیا پھر اس نے تڑا تڑ دو فائر کیے۔ دو مسلح سپاہی اچھل کر گرے پھر اٹھ نہ سکے۔ ان ہی لمحات میں تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے بھی اپنے اپنے آلۂ کار کے ذریعے فائرنگ کی۔ وہ تمام سپاہی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اپنے ہی لوگ ان پر گولیاں چلائیں گے۔ انہیں سنبھلنے اور اپنے بچاؤ کا موقع بھی نہ ملا۔ سنبھلنے سے پہلے ہی گولیاں کھا کر گرتے رہے۔ ڈیبی ایسے غیر متوقع حملوں سے بوکھلا گیا۔ وہ چار آلۂ کار بننے والے اپنے ہی لوگوں کو بیک وقت تنہا کنٹرول نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور جے فلو کے پاس پہنچ گیا۔

جے فلو اور جے ساما اس دوسرے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ اور فوجیوں کے دماغوں میں تھے۔ وہ ہیلی کاپٹر بھی برف کی ٹھوس سطح پر اتر گیا تھا۔ ڈیبی نے وہاں بھی فائرنگ کی آواز سنی۔ جے فلو نے کہا "ان مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ہمارے کئی آدمیوں کو آلۂ کار بنالیا ہے۔ ہمارے کئی فوجی جوانوں کو مار ڈالا ہے۔ پلیز جلدی آؤ۔ ہمیں فوراً جوابی کارروائی کرنی ہے۔"

جے فلو نے کہا "تم نے ابھی یہاں فائرنگ کی آواز سنی ہوگی۔ انہوں نے ہمارے پائلٹ کو ہلاک کر دیا ہے۔"

ڈیبی نے کہا "انہوں نے اس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔"

"وہ بڑی چالبازی دکھا رہے ہیں۔ شاید وہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے فوجیوں میں سے کوئی ہیلی کاپٹر اڑا نہیں سکے گا۔ تم فوجی افسر یا کسی جوان کے دماغ پر قبضہ جما کر وہ ہیلی کاپٹر وہاں سے لے جاؤ۔"

ڈیبی واپس امریکی سراغ رساں کے دماغ میں پہنچنا چاہتا

تھا۔ اس کی خیال خوانی کی لہروں کو اس کا دماغ نہیں ملا۔ بات سمجھ میں آ گئی کہ وہ مرچکا ہے۔ اس نے فوجی افسر کے اندر پہنچنا چاہا۔ اس دنیا میں اس افسر کی بھی غیر حاضری لگ چکی تھی۔ اس ہیلی کاپٹر میں افسر سمیت آٹھ مسلح فوجی آئے تھے۔ وہ سب پائلٹ کی طرح مارے گئے تھے۔ دو امریکی سراغ رساں بھی نہیں رہے۔ وہ جے فلو کے پاس آ کر بولا "ہمارے دشمن صرف تین ہیں، مگر بھاری پڑ رہے ہیں۔ انہوں نے وہاں ہمارے سب جوانوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔"

جے فلو نے کہا "اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں یہاں سے فرار ہونے کے لیے ایک ہیلی کاپٹر مل گیا ہے۔"

ایسے وقت جے سامو نے آ کر کہا "یار فلو! ہمارے چار ہیلی کاپٹر برفانی علاقے سے دور اترنے کے لیے چلے گئے ہیں۔ یہاں اترنے کی محفوظ جگہ نہیں مل رہی تھی۔ نیچے سے ہمارے سراغ رساں سگنل نہیں دے رہے تھے۔ پتا نہیں، سب کہاں مر گئے ہیں۔"

ڈیبی نے کہا "ان چار ہیلی کاپٹروں کو جانا ہی تھا۔ یونہی پرواز کرتے رہتے تو ایندھن ختم ہو جاتا۔"

اسی وقت ایک فائر کی آواز سنائی دی۔ تمام فوجی، ہیلی کاپٹر کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ پائلٹ کی ہلاکت کے بعد کسی نے باہر جانے کی نادانی نہیں کی تھی۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ فائر کرنے والے اس دھند میں کہاں چھپے ہوئے ہیں۔

جے فلو نے کہا "ان فوجیوں کا ہیلی کاپٹر کے اندر رہنا مناسب نہیں ہے۔ وہ اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر سکتے ہیں۔"

ڈیبی نے کہا "ان سب کو باہر جانے کا حکم دیا جائے۔ ان میں سے ایک دو مر سکتے ہیں۔ باہر جانے سے یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ فائرنگ کس سمت سے ہو رہی ہے۔"

جے فلو نے کہا "تم فوج کے اعلیٰ افسر ہو۔ انہیں باہر جا کر دشمنوں کو تلاش کرنے کا حکم دو۔"

ڈیبی خیال خوانی کے ذریعے انہیں حکم دینے لگا۔ جے سامو نے کہا "وہ تین ہیں۔ ان میں سے جس کا نام آفریدی ہے، اس کے پاس مائیکرو فلم ہے۔ انہوں نے ہمارے ایک ہیلی کاپٹر پر قبضہ جمایا ہے۔ آفریدی اسی ہیلی کاپٹر سے فرار ہو سکتا ہے۔ اسے ہیلی کاپٹر لے جانے کا موقع نہیں دینا چاہیے۔"

"وہ تینوں ایک جگہ ہوں گے، تب ہی ہیلی کاپٹر لے جائیں گے۔ ان میں سے ایک یا دو یہاں ہیں۔"

ان کا اندازہ درست تھا۔ وہاں للی اور آفریدی تھے۔ پہلے وہ دھند میں بھٹکتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گئے۔ آفریدی نے پائلٹ کو نشانے پر دیکھتے ہی گولی مار دی تھی پھر للی کو کھینچتا ہوا اتنی دور آ گیا تھا کہ دھند کے باعث دشمن انہیں نہیں دیکھ سکتے تھے۔

محافظ ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا "آفریدی! اسی طرح پہاڑی کے ساتھ ساتھ چلتے رہو مگر پہلے ہیلی کاپٹر کی سمت فائر کرو۔ دشمنوں پر یہ دہشت طاری رہے گی کہ تم سب وہاں موجود ہو۔"

آفریدی نے ایک فائر کیا پھر للی کے ساتھ دوسری سمت جاتے ہوئے پوچھا "ہمارا ساتھی کہاں ہے؟"

"تم اسی طرف جا رہے ہو۔"

اسی وقت ہیلی کاپٹر کے پنکھے کے گردش کرنے کی آواز سنائی دی۔ للی اور آفریدی نے پلٹ کر دیکھا۔ آفریدی نے جس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو گولی ماری تھی وہ پھر پرواز کرنے والا تھا۔ جے فلو اب اسی تدبیر پر عمل کر رہا تھا کہ پانچ فوجیوں کو ہیلی کاپٹر سے اتار دیا گیا تھا۔ ان سے کہا گیا تھا کہ وہ مائیکرو فلم والے کو نیچے پہاڑیوں میں تلاش کریں۔

جے فلو نے نئے پائلٹ سے کہا "یہاں سے دوسرے ہیلی کاپٹر تک جاتے آتے رہو۔ اگر وہ دوسرا ہیلی کاپٹر لے جانا چاہیں گے تو ہم انہیں روک سکیں گے۔"

للی نے کہا "وہ پرواز کر رہا ہے۔ ہم سرچ لائٹ کے ذریعے دیکھے جا سکتے ہیں۔"

ٹیلی پیتھی جاننے والا للی کی باتیں آفریدی تک پہنچا رہا تھا۔ آفریدی کے محافظ نے کہا "ہمیں اونچے اونچے ٹیلوں اور چٹانوں کے درمیان چھپتے ہوئے آگے بڑھنا چاہیے۔"

ہیلی کاپٹر نیچی پرواز کرتا ہوا آ رہا تھا۔ للی اور آفریدی بھاری لباس پہنے اور سامان کی وزنی کٹس اٹھائے ہوئے تھے۔ برف پر دوڑ نہیں سکتے تھے مگر تیزی سے چلتے ہوئے ایک چٹان کی طرف جا رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر سے فائرنگ ہونے لگی۔ وہ دونوں برف پر اوندھے منہ گر پڑے پھر چاروں شانے چت ہو کر ہیلی کاپٹر کی طرف متواتر گولیاں چلانے لگے۔ وہ پرواز کرتا ہوں آگے گیا پھر آگے جا کر واپسی کے لیے گھومنے لگا۔

وہ دونوں چاروں ہاتھوں پیروں سے برف پر رینگتے ہوئے ایک چٹان کی طرف جانے لگے۔ ادھر ڈیبی خیال خوانی کے ذریعے فوجیوں سے کہہ رہا تھا "جدھر ہیلی کاپٹر ایک دائرہ میں گھوم رہا ہے، ادھر جاؤ۔ دو مخالفین کو دیکھا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کے پاس مائیکرو فلم ہو سکتی ہے۔"

وہ تمام مسلح فوجی اپنی اپنی نوکیلی چھڑی ٹیکتے ہوئے، برف کی ٹھوس سطح پر چلتے ہوئے ادھر جانے لگے۔ للی اور آفریدی برف پر رینگتے ہوئے چٹان کے پیچھے آئے تو پتا چلا، اسی غار کے دہانے پر پہنچ گئے ہیں، جہاں انہوں نے پہلے پناہ لی تھی۔ آفریدی نے سوچا "جب ہیلی کاپٹر والے ہمیں نہ پا کر واپس چلے جائیں گے تب ہم یہاں سے جائیں گے۔"

محافظ ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا "غار میں نہ جاؤ۔ دشمن وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ چھپتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ۔"

وہ للی کے ساتھ غار کے دہانے سے دور ہو کر جانا چاہتا تھا۔ اسی وقت ہیلی کاپٹر کی قریب آتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس نے ایک طرف سر گھما کر دیکھا۔ ہیلی کاپٹر قریب پہنچ رہا تھا۔ وہاں سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ وہ دونوں پلٹ کر پھر غار کی طرف جانا چاہتے تھے۔ فائرنگ کرنے والے بہت کم فاصلے سے گزر رہے تھے۔ کئی گولیاں ان کی طرف آ رہی تھیں۔ اچانک للی کے حلق سے چیخ نکلی پھر خاموشی چھا گئی۔

وہ برف پر اوندھے منہ پڑی تھی۔ آفریدی فائرنگ سے بچنے کے لیے اچھل کر للی کے قریب آ کر گر پڑا۔ ہیلی کاپٹر دور جانے لگا۔ اس نے للی کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر سیدھا کیا۔ اس کی پیشانی سے بہنے والا خون شدید سردی کے باعث جم گیا تھا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

اس نے دونوں بازوؤں میں اسے اٹھایا پھر وہاں سے چلتا ہوا غار کے اندر آ گیا۔ اس وقت ہیلی کاپٹر ایک چکر لگا کر واپس آ رہا تھا۔ اب للی اور آفریدی انہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔ آفریدی غار کے اندر اسے ایک جگہ لٹا کر کٹ سے مرہم پٹی کے لیے فرسٹ ایڈ باکس نکال رہا تھا۔ للی جہاں پر اوندھے منہ گری تھی، وہاں سخت نوکیلی برف تھی۔ اس کی پیشانی میں چبھ گئی تھی۔ آفریدی اس کی مرہم پٹی کرنے لگا۔

زخم گہرا نہیں تھا۔ وہ بے ہوش نہیں ہوئی تھی۔ ذرا چکرا گئی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ محافظ ٹیلی پیتھی جاننے والے نے آفریدی سے کہا "تمہارے ساتھی نے ایک ہیلی کاپٹر پر قبضہ کیا ہے۔ یہاں سے فوراً نکلو۔ وہ تم دونوں کا انتظار کر رہا ہے۔"

للی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ آفریدی فرسٹ ایڈ باکس کو کٹ میں رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایسے ہی وقت باہر سے فائرنگ ہوئی۔ وہ دونوں غار کے اندرونی حصے کی طرف جانے لگے۔ دشمن غار کے دہانے پر پہنچے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا "ہم جانتے ہیں، تم دونوں اندر ہو۔ ہتھیار پھینک کر دونوں ہاتھ گردن پر رکھ کر باہر آ جاؤ۔"

محافظ ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا "اوہ آفریدی! یہ کیا ہو گیا؟ وہ غار کے دہانے پر ہیں۔ انہوں نے تمہارے فرار کا راستہ روک رکھا ہے۔ یہاں سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

روشنی کے مینار
اسلام کے خاموش مبلغوں اولیائے کرام کے دلچسپ اور پُراثر واقعات ضیاء تسنیم بلگرامی کے قلم سے
قیمت -/150 روپے ڈاک خرچ -/18 روپے

عظمت کے مینار
ضیاء تسنیم بلگرامی کے مضامین کا دوسرا مجموعہ
قیمت -/150 روپے ڈاک خرچ -/18 روپے

ایمان کا سفر
محی الدین نواب کی معاشرتی کہانیوں کا مجموعہ وہ فن پارے، جن کی آپ کو تلاش ہے۔
قیمت -/150 روپے ڈاک خرچ -/18 روپے

کچرا گھر
محی الدین نواب کی کہانیوں کا دوسرا مجموعہ جسے آپ آنکھوں سے نہیں دل سے پڑھیں گے۔
قیمت -/100 روپے ڈاک خرچ -/18 روپے

آدھا چہرہ
محی الدین نواب کا پہلا طویل معاشرتی ناول ان لوگوں کے لیے ایک تازیانہ جو پاکیزگی کے لبادے میں اپنا اصل چہرہ چھپا کر رکھتے ہیں
قیمت -/250 روپے ڈاک خرچ -/24 روپے

کالی کہانیاں
جرائم، جادو، شیطان ازم، ارواح، طنز و مزاح، اسرار و خوف، سسپنس اور تجسس پر مبنی ۲۶ کہانیاں
قیمت -/30 روپے ڈاک خرچ -/16 روپے

نک ویلوٹ کی چوریاں
مشہور چور نک ویلوٹ جو بے قیمت چیزیں گراں قدر معاوضے پر چراتا ہے
دو حصے۔ قیمت فی حصہ -/50 روپے
قیمت -/50 روپے ڈاک خرچ -/16 روپے

-/200 روپے کی کتابیں ایک ساتھ منگانے پر ڈاک خرچ معاف
یہ رعایت پیشگی منی آرڈر ارسال کرنے پر ہی حاصل ہوگی

لُلی اور آفریدی بری طرح پھنس گئے۔ ان کی کامیابی یقینی تھی۔ علی ایک ہیلی کاپٹر حاصل کرچکا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے یہ معلوم کررہا تھا کہ آفریدی' لُلی کے ساتھ آرہا ہے۔ ان کے آتے ہی وہ ہیلی کاپٹر میں وہاں سے چین کی طرف جاسکتے تھے لیکن ضروری نہیں ہے کہ ہر قدم پر کامیابی ہو۔ ناکامیاں بھی ساتھ چلتی ہیں اور وہ عین کامیابی حاصل کرتے وقت ناکام ہوگئے۔

محافظ ٹیلی پیتھی جاننے والے نے آفریدی کو منع کیا تھا کہ غار کے اندر نہ جائے اور آفریدی اس کی ہدایت پر عمل کررہا تھا۔ غار سے دور جانا چاہتا تھا لیکن لُلی کے زخمی ہونے کے باعث اس کی مرہم پٹی کے لیے غار کے اندر آنا پڑا۔ اس کے بعد ہی باہر جانے کا راستہ بند ہوگیا۔

غار کے دہانے پر فائرنگ ہوئی تھی اور ان سے کہا گیا تھا کہ وہ ہتھیار پھینک کر دونوں ہاتھ اپنی گردن پر رکھ کر باہر آجائیں۔ دشمنوں کو یقین تھا کہ باہر نکلنے کا وہی ایک راستہ ہے۔ لُلی اور آفریدی نہیں جانتے تھے کہ وہ غار اندر ہی اندر کہاں تک گیا ہے؟ اگر کہیں نکلنے کا دوسرا راستہ ہے تو وہ برف سے اس طرح چھپ گیا ہوگا کہ اسے تلاش کرنے کے لیے جگہ جگہ برف توڑنی ہوگی اور یہ کام آسان نہیں تھا۔ دشمن ایسا کرنے کا موقع دینے والے نہیں تھے۔

لُلی اور آفریدی اندر کی طرف غار کے ایک موڑ پر دو پتھروں کے پیچھے چھپ گئے تھے۔ جس دشمن نے انہیں ہتھیار پھینک کر باہر آنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے پھر کہا "آفریدی! تم باہر نہیں آنا چاہتے' نہ آؤ۔ کہیں سے چھپ کر اس مائیکرو فلم کو ہماری طرف پھینک دو۔ ہم تمہیں نقصان پہنچائے بغیر یہاں سے چلے جائیں گے۔"

لُلی اور آفریدی خاموش تھے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رساں اس بولنے والے دشمن کے دماغ میں پہنچ گئے تھے لیکن اسے آلہ کار نہیں بنا پارہے تھے کیونکہ ڈینی' جے فلو اور جے سامو نے اس کے دماغ پر بڑی مضبوطی سے قبضہ جما رکھا تھا۔

اس نے کہا "دیر نہ کرو۔ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے دماغ میں گڑبڑ کرنا چاہتے ہیں۔ میں تمہیں اور انہیں کہتا ہوں۔ میرے دوسرے ساتھیوں کے دماغوں میں کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ یہ سب گونگے بنے رہیں گے۔ اگر تم نے مجھے کسی چالاکی سے اپنا آلہ کار بنایا تو یہ گونگے ساتھی مجھے گولی ماردیں گے۔"

علی نے کہا "آفریدی! کٹ سے منی مشعل نکال کر جلاؤ۔ اس کی روشنی میں غار کے اندر دور تک جاؤ۔ باہر نکلنے کا کوئی دوسرا راستہ نہ ملے۔ کوئی بات نہیں' دشمن مائیکرو فلم کے لیے غار کے اندر آنے پر مجبور ہوں گے دشمنوں کو اپنے پیچھے آنے کے لیے للکارو۔"

آفریدی نے کٹ سے ایک منی مشعل نکال کر جلائی پھر بلند آواز سے کہا "یہ نہ سمجھو' ہمارے لیے باہر نکلنے کا دوسرا تیسرا راستہ نہیں ہے۔ ہم یہاں اندر ہی اندر دور تک جارہے ہیں۔ مائیکرو فلم چاہیے تو چلے آؤ۔"

اس کے ہاتھ میں ایک فٹ کی چھوٹی سی مشعل تھی۔ اس کی روشنی سے غار دور تک روشن ہوگیا تھا۔ وہ لُلی کے ساتھ دوسرے راستے کی تلاش میں جانے لگا۔ دشمنوں نے غار کے اندر بہت دور روشنی دیکھی تھی اور سمجھ گئے تھے کہ آفریدی واقعی کسی دوسرے راستے سے باہر جانے والا ہے۔ وہ سب غار کے اندر آنے پر مجبور ہوگئے۔

ان میں سے ایک ہی دشمن بول رہا تھا۔ اس نے کہا "آفریدی! تم حماقت کررہے ہو۔ دوسرا راستہ نہیں ملے گا۔ ہم تمہیں گولی ماردیں گے اور مائیکرو فلم حاصل کرلیں گے۔ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہیں ہلاکت سے نہیں بچا سکیں گے۔"

آفریدی نے مشعل بجھادی۔ دشمنوں کو بہت دور روشنی دکھائی دے رہی تھی' وہ روشنی بجھ گئی۔ پورے غار میں گہری تاریکی چھاگئی۔ وہ سب سوچ میں پڑگئے' آگے بڑھنا چاہیے یا واپس غار سے باہر جانا چاہیے؟

ڈینی' جے فلو اور جے سامو نے ان کے دماغوں میں کہا۔ "تم میں سے کوئی واپس نہیں جائے گا۔ اس مائیکرو فلم کو ہر حال میں حاصل کرنا ہے۔"

لُلی پہلے اس کا بازو تھامے ہوئے تھی۔ تاریکی پھیلتے ہی وہ اس سے چپک کر بولی "مشعل کیوں بجھادی؟ ہم آگے کیسے بڑھیں گے؟"

وہ جھک کر اس کے کان میں بولا "جو کہنا ہو' کان میں کہا کرو۔ ورنہ آواز سن کر دشمن معلوم کرسکتے ہیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔"

اس نے تاریکی میں اس کے چہرے کو ٹٹول کر اسے اپنی طرف جھکایا پھر بولی "تم کسی ٹاور کی طرح اونچے ہو۔ مجھے بات کرنے کے لیے باربار تمہارا سر پکڑ کر جھکانا ہوگا یا تم مجھے اوپر اٹھایا کروگے۔"

اس نے دونوں بازوؤں میں اسے لے کر اٹھایا۔ دونوں کے چہرے ایک دوسرے کے برابر ہوگئے۔ تاریکی میں دونوں

کی سانسیں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں۔ وہ سرگوشی میں بولی "اگر یوں رہنا ہے تو میں ساری زندگی اس غار میں گزار دوں گی۔"

آفریدی کو کچھ ہو رہا تھا۔ وہ بولا "کام کی بات کرو۔"

وہ گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "دشمن کام کریں گے۔ ہم آرام کریں گے۔"

اس نے بازو ڈھیلے کردیے۔ تاکہ وہ نیچے زمین پر کھڑی ہوجائے لیکن اس کی بانہیں گردن میں حمائل تھیں۔ وہ گردن سے لٹکی رہ گئی۔ وہ بولا "چھوڑو مجھے۔"

وہ بولی "نہ آگے جانا ہے۔ نہ پیچھے ہٹنا ہے پھر بھی کچھ تو کرنا ہے۔ کچھ تو کرو۔"

"کک۔ کیا کروں؟ گردن تو چھوڑو۔"

"پہلے کی طرح اٹھالو۔ تمہاری گردن پر بوجھ نہیں بنوں گی۔"

اس نے دوبارہ اٹھالیا۔ وہ تاریکی میں ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے تھے لیکن سانسوں کے ٹکراؤ سے پتا چل رہا تھا کہ ایک دوسرے کے چہرے کو آنچ دے رہے ہیں۔ اس نے لُلی کو باتیں کرنے کے خیال سے دونوں بازوؤں میں جکڑ کر اٹھایا تھا مگر اب خود جکڑ گیا تھا۔ ان دونوں کے لیے فرار کا راستہ نہیں تھا۔ دشمن جیسے سر پر سوار تھے۔ اس کے باوجود خاموشی اور سناٹے میں دو دلوں کی دھڑکنیں بج رہی تھیں۔

انہیں قربت کا یہ موقع اس لیے مل گیا کہ دشمن ابھی سوچ رہے تھے کہ اس گہری تاریکی میں انہیں کیا کرنا ہے۔ جے فلو نے ان سے کہا "خطرہ مول لینا پڑے گا۔ چھپ کر مشعل جلاؤ اور دور تک دیکھو۔ وہ نظر آجائیں تو گولی ماردو۔"

"ہم روشنی کریں گے تو وہ بھی ہمیں گولی مار سکتے ہیں۔"

"بحث نہ کرو۔ مشعل جلاؤ۔۔۔ کم آن!"

ایک نے مشعل جلائی۔ وہ لُلی کو بازوؤں میں اٹھائے کھڑا تھا۔ دونوں ایک چٹان کی آڑ میں تھے۔ روشنی ہوتے ہی وہ اس کے بازوؤں سے اتر گئی۔ دونوں نے اپنی گنیں سنبھال لیں۔ دشمنوں نے روشنی میں دور تک دیکھا۔ وہ نظر نہیں آئے۔ ڈینی نے کہا "آفریدی یہاں اندر ہی اندر کہیں جارہا ہے۔ اسے نظروں سے اوجھل نہ ہونے دو۔ ہاتھ سے نکلنے نہ دو۔ آگے بڑھو۔"

وہ سب آگے بڑھنے لگے۔ لُلی اور آفریدی نے چٹان کے پیچھے سے دیکھا۔ وہ تعداد میں پانچ تھے۔ ہاتھوں میں گنیں لیے ایک ایک قدم بڑھتے ہوئے چٹان کی طرف آرہے تھے۔ دونوں نے اچانک ہی چٹان کے پیچھے سے نکل کر تڑاتڑ فائرنگ کی۔ ان میں سے دو کو گولیاں لگیں۔ تیسرے کے پیر میں گولی لگی۔ وہ لنگڑاتا ہوا اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ بھاگنے لگا۔ لُلی نے پھر فائرنگ کی پھر ایک کو گولی لگی۔ وہ اچھل کر زمین پر گرا۔ اس کے ہاتھ میں مشعل تھی۔ گرتے ہی مشعل بجھ گئی۔ مشعل کے ساتھ وہ بھی بجھ گیا۔

ڈینی نے غصے سے کہا "گدھے کے بچو! تم ایک آدمی کو مار کر مائیکرو فلم نہیں لاسکتے؟"

"میں کیا کروں؟ انہوں نے اچانک فائرنگ کی تھی۔"

"تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ وہ چٹان کے پیچھے چھپے ہوں گے؟"

"سر! آپ کو بھی یہی سمجھ کر ہمیں گائیڈ کرنا چاہیے تھا۔"

"شٹ اپ۔ اپنے زخمی ساتھی کی مرہم پٹی کرو۔"

"اندھیرے میں کیسے کروں؟ یہ زخمی میرے لیے مصیبت بن جائے گا۔ دشمن اس کے دماغ میں پہنچ گئے ہوں گے۔ ہمارے جو مسلح فوجی' ہیلی کاپٹر میں تھے۔ آپ انہیں یہاں بھیجیں۔ میں تنہا رہ گیا ہوں۔"

لُلی نے آفریدی سے کہا "وہ پانچ تھے۔ ہم نے ایک کو زخمی اور تین کو ہلاک کیا۔ ایک رہ گیا ہے۔"

وہ بولا "آگے ایک بڑا پتھر ہے۔ ہم فائرنگ کرتے ہوئے اس پتھر کے پیچھے جائیں گے۔ وہ اندھیرے میں قریب ہونے والی فائرنگ سے پریشان ہوگا۔ ہم سے دور ہونے کے لیے غار کے دہانے کی طرف جائے گا۔"

"ہوں۔ اس طرح ہم اسے رگیدتے ہوئے غار کے باہر لے جائیں گے۔"

محافظ نے کہا "آئیڈیا اچھا ہے۔ اس تنہا دشمن کو غار سے باہر لے جاکر ہلاک کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہوگا لیکن فی الوقت اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو۔"

"ہمیں غار سے نکلنے کے لیے اسے ہلاک کرنا چاہیے۔"

"اسے ہلاک کرکے غار سے نکلوگے۔ باہر وہ چار مسلح فوجی ہیں' جو ہیلی کاپٹر سے تم دونوں پر فائرنگ کررہے تھے۔"

"ان سے۔۔۔ باہر نمٹنا بہتر ہوگا۔"

"ان حالات میں حکمت عملی کو سمجھو۔ وہ چاروں دشمن اپنے ساتھی کی مدد کرنے اس غار میں ضرور آئیں گے۔ وہ تم دونوں کو غار میں گھیرنا چاہتے ہیں۔ ان کی خواہش پوری ہونے دو۔"

آفریدی نے حیرانی سے پوچھا "یہ کیسا مشورہ دے رہے

ہو؟ اس طرح ہم غار سے نکل نہیں سکیں گے۔"

"آفریدی! تم اسی طرح تجربات حاصل کرو گے۔ وہ سب تمہیں گھیرنے آئیں گے۔ غار میں داخل ہوں گے۔ ان کے پیچھے تمہارا ساتھی (علی) غار کے دہانے پر راستہ روکے گا۔ ادھر تم دونوں ہو۔ اس طرح دشمن تم تینوں کے درمیان پھنس جائے گا۔"

آفریدی نے قائل ہو کر کہا "ہاں۔ یہ ہے حکمت عملی' ہمارا ساتھی انہیں غار سے باہر نہیں جانے دے گا۔ وہ ادھر سے فائر کرے گا۔ ہم ادھر سے۔ آگے اور پیچھے کا راستہ بند رہے گا۔ دشمنوں کو فرار ہونے کے لیے تیسرا راستہ نہیں ملے گا۔"

محافظ نے کہا "میں جارہا ہوں۔ تمہارے ساتھی کی پلاننگ پوری طرح سمجھنے کے بعد آؤں گا۔"

یہی باتیں دوسرا محافظ للّی کے دماغ میں بیان کر رہا تھا پھر ان دونوں کے دماغوں میں خاموشی چھاگئی۔ للّی نے کہا "ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے محافظ بہت سمجھ دار ہیں۔ ہمیں تنہا چھوڑ گئے ہیں۔"

وہ بولا "ہمیں ان کی واپسی تک دشمنوں سے محتاط رہنا چاہیے۔"

وہ اس کی کمر کے گرد بانہوں کا گھیرا ڈال کر بولی "میرے ہاتھ تمہاری گردن سے لپٹ نہیں سکتے۔ میں محتاط رہنے کے لیے تمہارے قریب کیسے رہوں؟ پلیز بیٹھ جاؤ' میرے برابر ہو جاؤ۔"

"میں مرد ہوں۔ ایک لڑکی کے برابر نہیں ہو سکتا۔"

وہ اس کے شانوں کو ٹٹول کر دونوں ہاتھ وہاں تک لے گئی پھر اچھل کر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "یہ لو' میں تمہارے برابر ہو گئی۔"

وہ بھاری بھر کم لباس میں تھی۔ بوجھ کے باعث گر سکتی تھی۔ آفریدی نے دونوں بازوؤں سے تھام لیا۔ تھامنے کے لیے جکڑ لیا۔ اس نے کہا "تم مجھے مجبور کر دیتی ہو۔ ابھی میں ایسا نہ کروں تو گر پڑو گی۔"

"تم بہت اچھے ہو' مجھے گرنے نہیں دیتے ہو۔ مجھے دشمنوں سے بچا رہے ہو۔ میرے لیے خطرات سے کھیل رہے ہو۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ مجھے اتنا دلیر اور اتنا چاہنے والا ملے گا۔"

"تم نے طیارے میں اچھے کردار کا ثبوت پیش کیا تھا پھر تمہیں بابا صاحب کے ادارے کی حمایت حاصل ہو گئی ہے۔ اس لیے میں تمہارے کام آرہا ہوں۔"

"کام آنا اور بات ہے مگر جسے دل سے چاہا جائے' اس کے لیے خطرات سے کھیلا جاتا ہے۔ میں درست کہہ رہی ہوں نا؟"

"وہ ساتھی جو باہر تنہا گیا ہے' میں اسے بھی دل سے چاہتا ہوں اور وہ ساتھی بھی ہمیں دل سے چاہتا ہے۔ ہماری سلامتی کی خاطر تنہا باہر گیا ہے۔"

"ابھی صرف میری اور اپنی بات کرو۔ کیا میں تمہارے لیے اسپیشل نہیں ہوں؟"

وہ سوچ میں پڑ گیا "اسپیشل۔۔۔؟"

"ابھی تو میں موٹے موٹے کپڑوں میں چھپی ہوئی ہوں مگر وہاں جہاز میں تم نے مجھے دیکھا تھا۔ سچ بتاؤ' میں اچھی ہوں نا؟ مجھ میں کشش ہے نا؟ ویسے یہ مجھے پوچھنا تو نہیں چاہیے۔ مجھ میں کشش ہے اسی لیے مجھے پکڑ رکھا ہے۔"

اب وہ سمجھ رہا تھا کہ طیارے میں جب وہ شرم و حیا کی خاطر اپنے دوستوں سے دشمنی مول لے رہی تھی تب ہی سے اس نے لاشعوری طور پر متاثر کیا تھا۔ وہ بڑے ہی غیر محسوس طریقے سے اندر ہی اندر سرنگ بناتی ہوئی اس کے دل تک پہنچ گئی تھی۔

اس نے پوچھا "چپ کیوں ہو؟ بولتے کیوں نہیں؟ کیا میں تمہارے لیے اسپیشل نہیں ہوں؟"

دونوں کی سانسیں ٹکرا رہی تھیں۔ آفریدی بڑی خاموشی سے اس کی سانسوں میں اترنے لگا۔

وہاں تاریکی تھی' بہت ہی گہری تاریکی۔ ایسی تاریکی جو دشمنی کے لیے عذاب تھی مگر دوستی کے لیے لاجواب تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ دوستی کے خاموش معاہدے کرتے وقت دیکھنا ضروری نہیں ہوتا۔ دیکھنے کا مسئلہ دشمنوں کا تھا۔ وہ تاریکی کو روشن کیے بغیر' آگے پیچھے دیکھے بغیر دشمنی جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔

جو دشمن غار میں تنہا رہ گیا تھا۔ وہ اپنے زخمی ساتھی کی مرہم پٹی کرنے کے لیے زخم دیکھنا چاہتا تھا۔ تاریکی میں دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ڈینی نے اس کے خیالات پڑھ کر کہا "گولی اس کے اندر رہ گئی ہے۔ وہ گولی آپریشن کے ذریعے ہی نکالی جاسکتی ہے۔ اور یہاں آپریشن ممکن نہیں ہے۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ موت اس کا مقدر بن چکی ہے۔"

وہ زخمی تکلیف سے تڑپ رہا تھا۔ کراہ رہا تھا۔ جے فلو نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے تاریکی میں واپس وہیں جانے پر مجبور کیا' جہاں سے وہ گولی کھا کر آیا تھا۔ وہ بے چارہ آخری لمحات میں چاروں ہاتھ پاؤں سے رینگتا ہوا چٹان کی

طرف جانے لگا۔ اس چٹان کے پیچھے للّی اور آفریدی بڑے پیارے خطرات بھرے لمحات گزار رہے تھے۔

زخمی دشمن کی کراہتی ہوئی آوازیں قریب آنے لگیں تو انہوں نے محتاط ہو کر اپنی گنیں سنبھال لیں۔۔ اور فائر کرنے کے لیے آواز کی صحیح سمت کا اندازہ کرنے لگے۔

محافظوں نے دونوں کے دماغوں میں آکر کہا "گولی نہ چلانا۔ وہ مرنے والا ہے۔ دشمنوں نے اسے چارہ بنا کر بھیجا ہے۔ تمہاری طرف سے گولی چلے گی تو وہ سمجھ لیں گے کہ تم دونوں ابھی تک چٹان کے پیچھے ہو اور فرار کا کوئی دوسرا راستہ تلاش کرنے ان سے دور نہیں گئے ہو۔"

آفریدی نے کہا "میں سمجھ گیا۔ دشمنوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ میں مائیکرو فلم لے کر اس غار میں بہت دور جاچکا ہوں۔ اگر میرا تعاقب نہ کیا گیا تو مجھے غار سے باہر جانے کا کوئی دوسرا راستہ مل جائے گا۔"

للّی نے کہا "بے شک! انہیں یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم ابھی تک یہاں ہیں۔ میں اس زخمی کی آواز بہت قریب سن رہی ہوں۔"

محافظ نے کہا "اسے مرنا تو ہے ہی' لہٰذا میں خیال خوانی کے ذریعے اسے ختم کر رہا ہوں۔"

آفریدی نے کہا "جسٹ اے منٹ۔ جب خدا نے اتنی تکلیف کے باوجود اسے زندہ رکھا ہے تو پھر اسے اپنی آخری سانس تک جینے دو۔"

للّی نے پوچھا "اسے گولی کہاں لگی ہے؟"

محافظ نے کہا "وہ بھاگ رہا تھا۔ ایسے وقت اس کی کمر میں پیچھے گولی پیوست ہو گئی ہے۔"

للّی نے زمین پر گھٹنے ٹیک دیے۔ وہ اس کے قدموں کے پاس آگیا تھا۔ للّی نے اسے ٹٹول کر چھو لیا۔ پھر تاریکی میں رینگتی ہوئی اس کی کمر کے پاس آئی۔ اس کے زخم کو ہاتھ لگایا تو وہ تکلیف کی شدت سے کراہنے لگا۔ محافظ نے پوچھا "کیا کر رہی ہو؟ دور کھڑے ہوئے دشمن کو تمہاری پوزیشن کا علم ہو جائے گا۔"

وہ بولی "تم اس کے دماغ میں رہو۔ اسے اسی طرح چیخنے دو' جیسے یہاں تنہا پڑا اپنا آخری وقت گزار رہا ہو۔"

"مگر۔۔۔ یہ تم نے چاقو کیوں نکال لیا ہے؟ یہ۔۔۔ تمہاری سوچ کہہ رہی ہے کہ تم اس کی کمر میں پیوست ہونے والی گولی نکالنا چاہتی ہو۔ یہ حماقت ہے للّی!"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو' یہ گولی نکلنے والی تکلیف برداشت نہیں کر سکے گا۔ مر جائے گا اور بچ جائے گا تو جتنا خون بہہ رہا ہے۔ اس کی جگہ دوسرا خون نہیں ملے گا۔ یہ ہر حال میں مرے گا۔"

"جب سمجھ رہی ہو تو گولی کیوں نکال رہی ہو؟"

"ابھی تم اسے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ میں بھی ہلاک کر رہی ہوں مگر بچانے کی کوشش کرتے ہوئے۔ پلیز اس کے دماغ میں جاؤ۔ خیال خوانی کے ذریعے اس میں توانائی اور حوصلہ پیدا کرو۔"

محافظ اس زخمی کے دماغ میں چلا گیا۔ تاریکی میں پیوست ہونے والی گولی نکالنا سراسر مضحکہ خیزیات تھی۔ لیکن علی نے محافظ سے کہا "وہ جو چاہتی ہے' اسے کرنے دو۔ اس سے تعاون کرو۔"

وہ اپنی من مانی کرنے لگی۔ گویا حماقت کرنے لگی۔ اس کے خیال کے مطابق دشمن کو اذیتیں دے کر ہلاک کیا جاتا ہے۔ وہ اس نیک مقصد سے اذیتیں دے رہی تھی کہ مرنا تو اسے ہے لیکن مقدر میں زندگی ہوگی تو جی لے گا۔

گولی گہرائی میں نہیں تھی۔ زخم کے منہ کے پاس ہی تھی۔ اس نے ایک اندھے ڈاکٹر کی طرح چاقو کی نوک سے اسے نکالا تو وہ شدید تکلیف کے باعث چیخ پڑا۔ اس کے بعد ایک دم سے خاموش ہو گیا۔ للّی نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر معلوم کیا۔ دل دھڑک رہا تھا۔ وہ زندہ تھا مگر بے ہوش ہو گیا تھا۔

آفریدی فرسٹ ایڈ باکس نکال چکا تھا۔ للّی امریکا میں میڈیکل کی طالبہ تھی۔ اندھیرے میں دواؤں کو دیکھ نہیں سکتی تھی۔ سونگھ کر مرہم اور دواؤں کو سمجھتی رہی۔ زخم سے خون کا بہاؤ روکنے اور مرہم پٹی کرنے کے طریقوں پر عمل کرتی رہی۔

ڈینی' جے فلو اور جے سامو اس زخمی کے دماغ میں تھے۔ وہ بھی تاریکی میں ہونے والے للّی کے احمقانہ آپریشن پر حیران تھے۔ انہیں یہ معلوم ہو چکا تھا کہ للّی اور آفریدی اسی چٹان کے پیچھے ہیں لیکن ان پر قاتلانہ حملہ کرانے کے لیے اس غار میں ایک ہی فوجی تھا۔ باقی چار مسلح جوان ہیلی کاپٹر چھوڑ کر اس کی مدد کے لیے آنے والے تھے۔ ان کے پہنچنے میں ابھی دیر تھی۔ اس لیے وہ زخمی کے دماغ میں رہ کر للّی کے ظالمانہ آپریشن کو سمجھ رہے تھے۔ وہ زیادہ دیر اس کے دماغ میں نہ رہ سکے۔ گولی کے نکلتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا تو وہ اس کے اندر سے نکل گئے۔ اس بے ہوشی کے بعد معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ اب وہ دونوں اس چٹان کے پیچھے کیا کر رہے ہیں؟

فی الوقت دشمنی کا وقفہ تھا۔ دشمن کوئی کارروائی نہیں کرسکتے تھے۔ للی اور آفریدی کو وہاں خاموشی سے انتظار کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔ للی نے کہا "زخمی کو انجکشن لگانا ضروری ہے۔ فرسٹ ایڈ باکس میں انجکشن کی چار شیشیاں ہیں۔ اندھیرے میں کس طرح معلوم کروں کہ زخم کے لیے اینٹی سیپٹک انجکشن کی شیشی کون سی ہے؟"

آفریدی نے پوچھا "انجکشن کیوں ضروری ہے؟"

"میں چاقو کے پھل کو گرم نہ کرسکی۔ یہاں آگ جلائی نہیں جاسکتی تھی۔ چاقو کے لوہے سے زخم میں زہر پھیل سکتا ہے۔"

"پھیلنے دو۔ میں تمہیں منی مشعل جلانے اور انجکشن کا انتخاب کرنے نہیں دوں گا۔"

"میں جانتی ہوں۔ ادھر روشنی ہوتے ہی دشمن فائر کرے گا۔"

وہ انجکشن کی ایک شیشی اٹھا کر اسے سرنج میں بھرتی ہوئی بولی "میں اندازے سے یہ انجکشن لگا رہی ہوں۔ یہ مطلوبہ انجکشن بھی ہوسکتا ہے۔"

میں آرمی ہیڈ کوارٹر میں چینی فوج کے اعلیٰ افسران کے ساتھ بیٹھا ہوا۔ انہیں للی' آفریدی اور علی کے حالات بتا رہا تھا۔ ایک اعلیٰ افسر نے حیرانی سے پوچھا "آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ وہ تینوں خطرات میں گھرے ہوئے ہیں۔ وہاں سے زندہ واپس آنا بہت بڑا کارنامہ ہوگا اور ان حالات میں بھی وہ آپریشن کرکے اپنے ایک دشمن کی جان بچانے کی کوشش کررہے ہیں؟"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا "ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے للی کو آپریشن کی اجازت نہیں دے رہے تھے لیکن علی تیمور نے بارود کے ڈھیر میں اجازت دی ہے۔ علی فرشتہ نہیں ہے لیکن اس کے لہو میں مسیحائی ہے۔"

○☆○

پارس اور پورس کو پھر ایک بار تنہا رہنے کی آزادی مل گئی تھی۔ تقدیر مہربان ہوگئی تھی۔ ثانی اور ثباتہ' بابا صاحب کے ادارے میں چلی گئی تھیں۔ پارس اسرائیل گیا تھا۔ اس کا ذکر بعد میں ہوگا۔ ابھی پورس ممبئی ائرپورٹ پر امیگریشن کاؤنٹر سے گزر رہا تھا۔

بنکاک سے ممبئی کا سفر اس کے نقطہ نظر سے بہت ہی بور تھا۔ دل پر دستک دینے والا ایک بھی حسین چہرہ دکھائی نہیں دیا تھا۔ یوں کہنے کو تو کتنی ہی جوان اور اسمارٹ لڑکیاں آس پاس رہیں۔ وہ خوب صورت بھی تھیں لیکن ان میں وہ کشش نہیں تھی' جو پہلی ہی نظر میں دل کھینچ لیتی ہے۔

ویزیٹرز ہال میں پہنچتے ہی وہ صورت نظر آگئی۔ صورت کیا تھی' اجنتا کی مورت تھی۔ ایسی من موہنی اور...... سوہنی تھی کہ اسے دیکھتے ہی پورس کے قدم رک گئے۔ اس نے ساڑی اتنے سلیقے سے پہنی تھی کہ بدن کا حسن شاعرانہ انداز میں نمایاں ہوگیا تھا۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا جبکہ وہ کسی میک اپ کی محتاج نہیں تھی۔

اس کے ساتھ ایک عورت کھڑی ہوئی تھی۔ جس طرح گلاب کے ساتھ کانٹے ہوتے ہیں۔ وہ بھی کانٹا لگ رہی تھی۔

پورس نے قریبی کاؤنٹر سے ایک ٹھنڈی بوتل لی۔ اسے پیتے ہوئے اسٹال کے مالک کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس مالک نے اس کی مرضی کے مطابق اپنے ملازم سے کہا "چندو! بک اسٹال کے سامنے نیلے اور پیلے رنگ کی ساڑیاں پہنے ہوئے دو میلائیں کھڑی ہیں۔ انہیں دو لیمن جوس دے آ۔"

چندو نے کہا "ابھی جا کر دیتا ہوں۔"

وہ دو ٹھنڈی بوتلیں لے کر جانے لگا۔ پورس اپنی بوتل کے پیسے ادا کرکے وہاں سے دور چلا گیا۔ ایک جگہ بیٹھ کر چندو کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ عورت پوچھ رہی تھی "یہ کیوں لائے ہو؟ ہم نے بوتلوں کا آرڈر نہیں دیا ہے۔"

"میرے مالک نے حکم دیا۔ میں لے آیا۔"

اس من موہنی نے ناگواری سے دور دکان کے مالک کو دیکھا۔ وہ مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ وہ بولی "اس بڈھے سے بول' منہ میں جتنے دانت رہ گئے ہیں۔ انہیں بھی توڑ کر اس کے ہاتھ پر رکھ دوں گی۔ چل پھوٹ یہاں سے۔"

چندو واپس جانے لگا۔ پورس اس حسینہ کے دماغ میں پہنچا تو وہ کچھ بے چینی محسوس کرنے لگی۔ اس کا نام کرشمہ کماری تھا۔ وہ اپنی ساتھی عورت سے مخاطب...... ہوکے کہہ رہی تھی "پدمنی! مجھے غصہ آرہا ہے۔"

پدمنی نے پریشان ہوکر کہا "بھگوان کے لیے برداشت کرو۔ میں اس دکان دار کو گالیاں دے کر آتی ہوں۔"

"مجھے دکان دار پر غصہ نہیں آرہا ہے۔ میرے دماغ میں کوئی پہنچا ہوا ہے۔ اے! کون ہو تم؟"

"کرشمہ! تم غصے میں عقل سے کام نہیں لیتی ہو۔ سانس روک لو۔ وہ چلا جائے گا۔"

"مجھے معلوم تو ہونا چاہیے کہ کون کتا مجھے پریشان کررہا ہے۔ صبح سے تیسری بار اسے محسوس کررہی ہوں۔"

پورس کو بڑا غصہ آیا۔ وہ دماغ میں آنے والے کو کتا کہہ رہی تھی۔ وہ اسے چھوڑ کر پدمنی کے دماغ میں آیا۔ وہ کہہ رہی تھی "وہ صبح پہلی بار تمہارے اندر آکر بول رہا تھا۔ دوسری بار آکر خاموش رہا۔ اب بھی خاموش ہے۔ اسے دماغ سے تھوک دو۔ وہ باہر نکل جائے گا۔"

کرشمہ نے کہا "اے! میں تمہیں آخری بار کہتی ہوں۔ دماغ میں چھپ کر مت آؤ۔ مرد کی طرح سامنے آؤ۔"

پورس حیران ہوا کیونکہ وہ اس کے دماغ میں نہیں تھا۔ یہ سمجھ میں آگیا کہ کوئی نامعلوم ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے' جو کرشمہ کو صبح سے پریشان کررہا ہے۔ وہ پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہاں کوئی کہہ رہا تھا "کرشمہ! میں تم سے کہہ چکا ہوں' لندن کے ایک میگزین میں تمہاری تصویر دیکھ کر دیوانہ ہوگیا ہوں۔"

"اپنا نام اور پتا ٹھکانا بتاؤ۔"

"میں تمہارے انڈیا میں پہلی بار آرہا ہوں پھر نام اور پتا بتاؤں گا۔ میرے آتے ہی تم اپنے دماغ میں بے چینی محسوس کرنے لگتی ہو۔ آج رات یہ بے چینی دور کردوں گا۔"

"کیسے دور کروگے؟"

"جب تم نیند میں ہوگی تو میں تم پر تنویمی عمل کروں گا۔ اس کے بعد تم مجھ سے محبت کرنے لگوگی۔"

"خبردار! مجھ پر کوئی عمل نہ کرنا۔ میں بہت بری ہوں۔ بہت خطرناک فائٹر ہوں۔ منہ ہاتھ توڑ کر رکھ دوں گی۔"

"ابھی میں نے پوری طرح تمہارے چور خیالات نہیں پڑھے ہیں پھر بھی اتنا معلوم ہوچکا ہے کہ تمہاری ذہانت میں چالاکی اور مکاری ہے اور واقعی تم ایک خطرناک فائٹر ہو۔"

"یہ جان کر بھی میرے قریب آؤ گے تو عمر بھر پچھتاؤ گے؟"

"تم ایک بیش قیمت نگینہ ہو۔ مجھ جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے کام آتی رہوگی۔ میں ابھی جارہا ہوں۔ رات کو تمہارے سونے کے وقت آؤں گا۔"

دوسرے ہی لمحے میں کرشمہ کماری نے کہا "پدمنی! وہ چلا گیا ہے لیکن کہہ رہا تھا' رات کو آئے گا اور مجھ پر تنویمی عمل کرے گا۔ تنویمی عمل کا مطلب سمجھتی ہو؟"

"ہاں! وہ تمہیں اپنی معمولہ اپنی کنیز بنالے گا۔"

"ہے بھگوان! میں کیا کروں؟ کیا میرے بھیا اپنے منتروں سے مجھے بچالیں گے۔"

"تمہارے بھیا بڑے گنی ہیں۔ تم انہیں فون کرو۔ اپنے حالات بتاؤ۔ وہ ٹیلی پیتھی کے بھوت کو تمہارے دماغ میں نہیں آنے دیں گے۔"

وہ دونوں ٹیلی فون بوتھ کی طرف جانے لگیں۔ پورس' پدمنی کے خیالات پڑھنے لگا۔ معلوم چلا کہ کرشمہ کی ماں کا نام مائی جمنا ہے۔ پورس جس فلائٹ سے آیا ہے۔ اسی فلائٹ سے مائی جمنا آئی ہے لیکن ابھی تک امیگریشن اور کسٹم چیکنگ سے گزر کر ویزیٹرز ہال میں نہیں آسکی ہے۔ بھارت کے بیشتر صوبوں میں کالا جادو جاننے والوں کی خاصی تعداد ہے۔ نارنگ اور بھیما جیسے جادو جاننے والوں کا تعلق صوبہ مہاراشٹر سے تھا۔ مائی جمنا صوبہ بنگال میں پیدا ہوئی تھی۔ کرودھ کی دیوی' کالی مائی کی پجارن تھی۔ کتنے ہی معصوم بچوں اور کنواری لڑکیوں کو اس نے کالی مائی کے چرنوں میں قربان کیا تھا۔ ان کی گردنیں کاٹ کر بلی چڑھائی تھی۔ تیس برس تک مختلف منتروں کا جاپ کرکے طرح طرح کے جادوئی ہتھکنڈوں میں مہارت حاصل کرتی رہی۔ اب وہ اتنی خطرناک جادوگرنی بن چکی تھی کہ بڑے بڑے جادوگر اسے چڑیل کہا کرتے تھے۔

مائی جمنا اپنی جوانی میں حسین رہی ہوگی۔ تب ہی کرشمہ کماری جیسی حسین بیٹی پیدا کی تھی۔ لیکن اب تیس برسوں تک کالے جادو کے عمل نے مائی جمنا کو بدصورت بنا دیا تھا اور وہ صورت سے ہی چڑیل لگنے لگی تھی۔

اس نے اپنے بیٹے جسونت پال کو جادوئی ہتھکنڈے سکھائے تھے لیکن وہ اپنی ماں کی طرح وچ ڈاکٹر نہیں بن پایا تھا۔ اس کی بیٹی کرشمہ کماری کالے جادو کی طرف مائل نہیں ہوئی۔ وہ ذہین اور نہایت مکار تھی۔ اس نے تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ جوڈو کراٹے' رائفل شوٹنگ' سوئمنگ اور ہارس رائڈنگ سیکھی تھی۔ ایک ائرلائن میں پائلٹ بننے کی بھی ٹریننگ حاصل کی تھی۔ یعنی وہ اپنی ماں اور بھائی سے مختلف تھی۔

وہ فون پر کہہ رہی تھی "ہیلو بھیا! آپ کیا کررہے ہیں۔ ماں کو لینے ائرپورٹ کیوں نہیں آئے؟"

"میں ایک معاملے میں مصروف ہوں۔ ماں میرے ہی معاملے سے نمٹنے کے لیے برما سے یہاں آئی ہیں۔ ابھی اس نے فون پر بتایا ہے کہ کسٹم والوں نے اس کا سامان روک لیا ہے۔ وہ تمہارے فون پر تم سے بات کرنے کی کوششیں کرتی رہیں لیکن تمہارا فون بند ہے۔"

"پلیز ماں کو بتائیں' میں اپنا موبائل فون گھر پر بھول آئی ہوں لیکن ماں کے گلے لگنے یہاں پہنچی ہوئی ہوں۔"

"میں ابھی بتادوں گا اور کوئی بات؟"

"ہاں بھیا! کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا صبح سے اب تک تین بار میرے دماغ میں آچکا ہے۔"

"اوہ گاڈ! یہ ٹیلی پیتھی کی مصیبت تمہارے پاس کیسے پہنچ گئی؟"

"وہ کہہ رہا تھا' لندن کے ایک میگزین میں میری تصویر دیکھی تھی اور کل یہاں پہنچ رہا ہے۔"

"میں پہلے ہی ایک مسئلے میں الجھا ہوا ہوں۔ یہ نیا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔"

"وہ کہہ رہا تھا۔ جب میں رات کو سو جاؤں گی تو مجھ پر تنویمی عمل کرے گا۔ بھیا! میں بہت پریشان ہوں۔ وہ مجھے اپنی نوکرانی بنا لے گا۔"

"حوصلہ کرو۔ ماں ہماری حفاظت کے لیے پہنچ گئی ہے۔ میں ابھی ماں سے بات کرتا ہوں۔"

پورس نے پدمنی کے دماغ سے نکل کر خیال خوانی کی پرواز کی پھر جسونت پال کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ پورس پھر پدمنی کے اندر پہنچ گیا۔ فی الحال وہی ذریعہ تھی کیونکہ کرشمہ کے دماغ میں جانے سے وہ بے چینی محسوس کرکے سانس روک لیتی تھی اور اس کا بھائی جسونت پال یوگا کا ماہر تھا۔

یہ وہی ٹھاکر جسونت پال تھا' جس نے کلپنا کو اغوا کیا تھا۔ گویا کلپنا کے اندر رہنے والے بھیما کو اغوا کیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کلپنا مر چکی تھی۔ وہ اپنے کالے عمل سے کلپنا کو ایک گھنٹا بعد زندہ کرنا چاہتا تھا لیکن اس کے عمل کرنے سے پہلے ہی وہ زندہ ہو گئی تھی۔ اس طرح وہ سمجھ رہا تھا کہ کلپنا کے اندر کوئی دوسری آتما سما گئی ہے۔

لیکن یہ معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ جس کلپنا کی عزت سے کھیلنے کے لیے اغوا کیا ہے' اس کے اندر کیسی آتما سمائی ہوئی ہے؟ کسی عورت کی آتما ہے یا مرد کی؟ اس حد تک سمجھ میں آ رہا تھا کہ وہ آتما پراسرار شکتی رکھتی ہے۔ اسی لیے کلپنا کے اندر پہنچی ہوئی ہے۔

وہ کلپنا کو اغوا کرکے گوا لے آیا تھا۔ بھیما پریشان تھا کہ اس وقت اسے کیا کرنا چاہیے؟ اس کے سامنے دو راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ کلپنا کا جسم چھوڑ کر کسی دوسرے جسم میں چلا جائے۔ ایسا کرنے سے اس کی آتما شکتی کسی حد تک کمزور ہو جاتی اور وہ کمزوری نہیں چاہتا تھا۔

دوسرا راستہ یہ تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے جسونت پال کے دماغ کو کمزور بنائے۔ اس نے یہ سوچ کر اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ وہ ایک ذرا وقفے سے دوسری بار دماغ میں پہنچا۔ جسونت پال نے پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ کلپنا کے جسم میں سمانے کے بعد بے اختیار نسوانی آواز میں بولنے لگا تھا۔ اس نے کئی بار مردانہ آواز میں بولنے کی کوششیں کیں۔ کوشش کرنے پر وہ ایک دو فقرے مردانہ آواز میں بولتا تھا پھر قدرتی طور پر اس کی آواز زنانہ ہو جاتی تھی۔

اس نے کہا "میں کلپنا ہوں۔ دروازہ کھولو۔ مجھے کمرے میں قید نہ کرو۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔"

"چلو یہ تو معلوم ہوا' تمہارے اندر ٹیلی پیتھی جاننے والی آتما سمائی ہوئی ہے۔ میں اس آتما سے کہتا ہوں' مجھ سے دوستی کرو۔ میں کالا جادو جانتا ہوں اور تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ ہماری دوستی ہمیں بہت فائدے پہنچائے گی۔"

"میں صرف ٹیلی پیتھی ہی نہیں' تم سے زیادہ کالا جادو جانتی ہوں۔ میرا مطلب ہے جانتا ہوں۔"

"جب عورت ہو تو مرد کی طرح بول کر مجھے دھوکا نہ دو۔"

"میں دھوکا نہیں دے رہی ہوں۔ میں سچ مچ مرد ہوں۔"

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا "میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں کلپنا کا خوب صورت جسم چاہتا ہوں جب میں اسے حاصل کرتا رہوں گا تو تم اپنی بے آبروئی کا ماتم کرتے رہنا۔"

"میں تمہیں اپنا بدن حاصل نہیں کرنے دوں گی .... دوں گا۔"

"تم مجھے روک نہیں سکو گی۔ یہ دیکھ چکی ہو کہ میں کس طرح کلپنا کو اغوا کرکے یہاں لے آیا ہوں۔ اسی طرح اسے دوبارہ بے ہوش کرکے یا کالے عمل سے اسے دماغی طور پر کمزور بنا کر اس کی تنہائی میں آؤں گا تو تم بالکل بے بس ہو جاؤ گی۔"

"اور جب میں تمہارے کالے عمل کا توڑ کروں گی۔ تب تمہیں معلوم ہو گا کہ میں کتنی مہاشکتی مان ہوں۔"

"اور تم یہ نہیں جانتیں کہ میری ماں بنگال کی ایسی خطرناک جادوگرنی ہے' جس کے آگے بڑے بڑے جادوگر ہاتھ جوڑتے اور سر جھکاتے ہیں۔"

جسونت پال نے یہ چیلنج کیا اور اسے کمرے میں قید کرکے چلا گیا۔ بھیما سوچتا رہ گیا کہ اگر اس کی ماں مقابلے میں زبردست ثابت ہو گی اور وہ کالے عمل کے دوران کم تر ہو گیا تو پھر کیا ہو گا؟

ہو گا کیا؟ اپنی آبرو لٹنے کا تماشا دیکھے گا اور کچھ کر نہیں پائے گا۔

اس رات جسونت پال سمندر کے ایک ویران ساحل پر جا کر کالے جادو کا عمل کرنے لگا۔ اس عمل کے ذریعے وہ کلپنا کے دل اور دماغ کو تسخیر کرنا چاہتا تھا۔ جب اس کے عمل کا اثر کلپنا کے دماغ پر ہونے لگا تو بھیما نے سمجھ لیا کہ جسونت پال اسے اپنا معمول بنانے کا عمل کر رہا ہے۔

کلپنا ایک کمرے میں قید تھی۔ وہ اسی کمرے کے فرش پر بیٹھ کر منتر پڑھنے لگا۔ جسونت پال کے عمل کا توڑ کرنے لگا۔ ایسے میں دونوں کے منتر ٹکرانے لگے۔ وہ کلپنا کے نام سے کپڑے کی ایک گڑیا بنا کر سمندر کے کنارے لے گیا تھا۔ جب اس کا جادو مکمل ہو جاتا تو وہ آخر میں ایک سوئی کپڑے کی گڑیا کے سر میں پیوست کرتا' جس کے نتیجے میں کلپنا کا دماغ بے حس ہو جاتا۔ وہ اپنا اچھا برا کچھ سوچ نہ پاتی۔ بھیما اپنی آتما شکتی سے اور خیال خوانی سے اس کے دماغ کو اپنے قابو میں نہ رکھ پاتا اور جسونت پال اپنی من مانی کرتا رہتا۔

لیکن بھیما کے آگے جسونت پال کا جادو کمزور پڑ گیا۔ اس نے کپڑے کی گڑیا کے سر میں ایک سوئی چبھوئی لیکن بھیما کے منتر کلپنا کے دماغ پر حاوی ہو چکے تھے۔ وہ سمندر کے ساحل سے اپنی کوٹھی میں واپس آیا پھر بند دروازے کے پاس پہنچ کر بولا "میں یہ تو مان گیا کہ تمہاری جادوئی شکتی مجھ سے زیادہ ہے لیکن تم بھی مان جاؤ گی کہ میری ماں تم سے زیادہ زبردست ہے۔ وہ صرف میری نہیں' شیطان کی بھی ماں ہے۔ میں نے اسے بلایا ہے۔ وہ کل دوپہر کی فلائٹ سے آنے والی ہے۔"

اور وہ آ گئی تھی۔ کرشمہ اور پدمنی اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ پورس نے پدمنی کے خیالات سے اس کا حلیہ معلوم کیا۔ معلوم ہوا' وہ بہت ہی بدصورت ہے۔ پہلے کبھی خوب صورت رہی ہو گی لیکن جوانی سے بڑھاپے تک کالا جادو کرتے کرتے کالی چڑیل بن گئی ہے۔

دو برس پہلے وہ اپنے بیٹے اور بیٹی سے کہہ کر گئی تھی کہ وہ ایک زبردست جادوئی شکتی حاصل کرنے کے لیے برما کے جنگلات میں جا رہی ہے۔ جب تک وہ شکتی حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو گی' واپس نہیں آئے گی۔ وہ فون کے ذریعے اپنے بیٹے اور بیٹی سے رابطہ رکھتی تھی۔ پچھلی رات جسونت پال نے فون پر بات کی اور اسے اپنی مدد کے لیے بلایا تو اس نے کہا "تم فون نہ کرتے' تب بھی میں ضرور آتی' میں وہ زبردست شکتی حاصل کر چکی ہوں۔"

اس نے کہا "ماں! تم اپنے بچوں کے لیے بھی پراسرار بنتی جا رہی ہو۔ ہمیں اب تک نہیں بتایا ہے کہ تم نے کون سی زبردست شکتی حاصل کی ہے؟"

"ذرا صبر کرو۔ میں آ رہی ہوں۔ جب سامنے آؤں گی تو میری شکتی دیکھ کر حیران رہ جاؤ گے۔"

کرشمہ اور پدمنی پورس سے کچھ فاصلے پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی .... تھیں۔ انہوں نے اب تک پورس کو نہیں دیکھا تھا۔ ایسے وقت کسٹم افسر کے دفتر سے ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ ٹرالی میں سامان رکھے باہر آئی۔ پورس سفر کے دوران میں اسے طیارے میں دیکھ چکا تھا اگرچہ اس کا حسن قابل دید تھا لیکن پورس نے اس میں کشش محسوس نہیں کی تھی۔ اس نے سوچا' وقت گزارنے کے لیے سفر کے دوران میں دوستی رکھی جائے۔ اس طرح شاید اس سے دلچسپی پیدا ہو جائے گی لیکن وقتی طور پر دوستی کرنے کے لیے بھی اس پر دل مائل نہیں ہوا۔

وہ حسینہ ٹرالی دھکیلتی ہوئی کرشمہ اور پدمنی کے سامنے آئی پھر بولی "کرشمہ! میری جان! تم ماں کا انتظار کر رہی ہو۔ کیا اپنی ماں کو پہچانتی ہو؟"

وہ دونوں اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ کرشمہ نے پوچھا "تم کون ہو؟ یہ کیسے جانتی ہو کہ میں اپنی ماں کا انتظار کر رہی ہوں؟"

حسینہ نے کہا "میری جان! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔"

اس نے خود ہی کرشمہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا پھر اس کے ہونٹ یوں ہلنے لگے جیسے زیر لب منتر پڑھ رہی ہو۔ کرشمہ نے سحر زدہ ہو کر کہا "تم میری ماں کی آواز اور لہجے میں بول رہی ہو۔ اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھوں میں دے کر ایسا لگ رہا ہے جیسے میں اپنی ماں کی آغوش میں آ گئی ہوں۔"

پھر وہ حسینہ کے گلے لگ کر بولی "ماں! تم میری ماں ہو۔ میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تم پلاسٹک سرجری کے ذریعے حسین اور جوان بن کر آئی ہو۔"

وہ بولی "پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرہ بدلتا ہے۔ جسم نہیں بدلتا۔ دو برس پہلے میں یہاں سے گئی تو دبلی پتلی تھی۔ ہڈیوں کا ڈھانچا لگتی تھی۔ کیا دنیا کا کوئی ڈاکٹر مجھے صحت مند اور جوان بنا سکتا ہے؟"

اس نے حیرانی سے پوچھا "پھر یہ کیا ہے؟ تم ایک دم کیسے بدل گئی ہو؟ تمہاری جوانی کی تصویریں گھر میں ہیں۔ اس لیے میں نے پہچان لیا ہے۔ کوئی دوسرا کبھی یقین نہیں کرے گا کہ تم باون برس کی ہو اور ہماری ماں ہو۔"

"یہ بات زبان پر نہ لاؤ کہ میں تمہاری ماں ہوں۔ تم اور جسونت آج سے مجھے تسنز کہا کرو گے۔"

"مگر یہ کیسے ہوگیا؟"

"میں نے کہا تھا' ایک زبردست شکتی حاصل کرنے جارہی ہوں اور وہ میں حاصل کرچکی ہوں۔ میں جب بھی بوڑھی ہونے لگوں گی تو خود کو جوان بنالیا کروں گی۔"

"ماں! اب تو تم شادی کرو گی؟ ہمارے لیے دوسرا باپ لاؤ گی؟"

"میں نے ابھی سمجھایا ہے' مجھے ماں نہیں' بہن کہو۔ بہن کے رشتے سے تمہارے لیے ایک جیجاجی (بہنوئی) پسند کرچکی ہوں۔"

"کیا سچ؟ وہ کہاں ہے؟ کیا برما میں ہے؟"

"یہاں ہے۔ میں نے اسے طیارے میں دیکھا پھر دیکھتے ہی اس پر دل آگیا۔"

"اس فلائٹ کے تمام مسافر جاچکے ہیں۔ تم نے اس سے دوستی نہیں کی؟"

"میں اپنی شکتی سے اسے اپنی طرف مائل کرتی رہی۔ اس نے مجھے کئی بار دیکھا۔ نہ معلوم کیوں میری طرف نہیں آیا۔ یوں بھی اس کی سیٹ مجھ سے دور تھی لیکن میں نے ایک ایسا منتر پڑھا ہے' جس کا اثر اس پر ہوچکا ہے۔ وہ مجھ سے دور جانے کے قابل نہیں رہا ہے۔ تمام مسافر جاچکے ہیں مگر میرے کالے جادو نے اسے یہاں بٹھا رکھا ہے۔"

کرشمہ نے خوش ہوکر پوچھا "کہاں ہے وہ؟"

اس نے پورس کی طرف اشارہ کیا۔ کرشمہ اور پدمنی اسے دیکھنے لگیں۔ پورس' پدمنی کے دماغ میں رہ کر ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ مائی جمنا' پورس پر عاشق ہوگئی ہے اور معشوق بننے کے لیے اپنے کالے جادو کے ذریعے اسے وہاں بٹھا رکھا ہے۔

پورس نے حیرانی سے سوچا "کیا میں اس کے کالے جادو کے اثر سے یہاں بیٹھا ہوا ہوں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ مجھے تو کرشمہ کی کشش نے یہاں روک رکھا ہے پھر کرشمہ اور اس کے خاندانی حالات اتنے دلچسپ ہیں کہ میں مسلسل معلومات حاصل کرنے میں مصروف ہوگیا ہوں۔"

پارس' پورس' علی' فہمی' ثانی اور ثباتہ کے دماغوں پر روحانی عمل کیا گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں پہنچ کر چور خیالات نہیں پڑھ سکتے تھے۔ ان کے دماغ کسی کالے عمل سے بھی متاثر نہیں ہوسکتے تھے۔ پورس وہاں واقعی کرشمہ کی خاطر بیٹھ گیا تھا اور مائی جمنا خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ پورس اس کے زیر اثر آگیا ہے۔

وہ تینوں اس کی طرف آنے لگیں۔ پورس نے یوں ظاہر کیا' جیسے وہاں سے جانے والا ہو۔ کرشمہ نے آواز دی "مسٹر! جسٹ اے منٹ۔"

وہ رک کر انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ اس کے قریب آگئیں۔ کرشمہ نے کہا "تم یہاں بہت دیر سے بیٹھے ہو۔ کیا کسی کا انتظار ہے؟"

وہ کچھ پریشان سا ہو [illegible] میں آرہا میری یادداشت کو کیا ہوگیا ہے۔ مجھے یاد نہیں آرہا ہے کہ میں ممبئی کیوں آیا ہوں۔ اگر میرا مکان یہاں ہے تو وہ کہاں ہے؟"

مائی جمنا خوش ہوگئی۔ اس کے جادو نے اثر دکھایا تھا۔ وہ مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا کر بولی "میرا نام جمنا کماری ہے۔"

"میرا نام شہباز ہے۔" اس نے مصافحہ کیا پھر کہا "یہ۔۔۔ یہ تمہارا ہاتھ۔۔۔ بہت۔۔۔"

جمنا مسکرا کر بولی "بہت خوب صورت ہے۔ مجھ سے ہاتھ ملانے والے سبھی لوگ یہی کہتے ہیں۔"

وہ فوراً ہی اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولا "خوب صورت تو ہے مگر بہت وہ ہے۔"

"کیا ہے؟"

"کیا بتاؤں' بہت عجیب سا ہے۔ دیکھنے میں بھرپور صحت مند جوان ہاتھ ہے مگر ہاتھ ملاتے ہی یوں لگا۔ جیسے پلپلا ہے۔ گوشت کم اور ہڈیاں زیادہ ہیں۔ جیسے کسی بوڑھی عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔"

وہ ایک دم سے چونک گئی۔ پریشان ہوکر اپنے اس ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے چھو کر محسوس کرنے لگی۔ کرشمہ نے ناگواری سے کہا "کیا بکتے ہو؟ میری بہن کا ہاتھ تمہیں کسی بوڑھی کا ہاتھ لگ رہا ہے؟"

جمنا کے دل میں اندیشہ پیدا ہوا "کیا میں اندر سے بوڑھی ہوں مگر میرا ہاتھ مجھے پلپلا نہیں لگ رہا ہے۔"

وہ بھی ناگواری سے بولی "مسٹر شہباز! کیا تم پاگل ہو؟ جوان ہاتھ کو بوڑھا کہہ رہے ہو؟"

کرشمہ نے کہا "سسٹر! یہ سچ مچ پاگل ہے۔ اسے تو یہ تک یاد نہیں ہے کہ اس شہر میں کہیں اس کا مکان ہے یا نہیں؟"

پورس نے کہا "تم بہنوں کو ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے جو محسوس کیا ہے' وہی کہا ہے۔ مس جمنا! تم کسی دوسرے شخص سے ہاتھ ملا کر معلوم کرو کہ میں نے سچ کہا ہے یا جھوٹ؟"

دو افراد باتیں کرتے ہوئے اسی طرف آرہے تھے۔ جمنا نے ان کی طرف بڑھ کر مخاطب کیا "ایکسکیوز می۔"

وہ دونوں رک گئے۔ جمنا نے ان کے قریب جاکر مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "آپ لندن کی فلائٹ کا ارائیول ٹائم بتا سکتے ہیں؟"

اس نے ہاتھ ملا کر کہا "آگے انفارمیشن بورڈ پر لکھا ہوا ہے۔"

اس کی آواز اور لہجہ سنتے ہی پورس اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس شخص نے فوراً ہی جمنا کے ہاتھ سے اپنا چھڑاتے ہوئے کہا "یہ۔۔۔ یہ تمہارا ہاتھ۔ بہت۔۔۔"

جمنا نے پوچھا "بہت کیا؟"

"بہت عجیب ہے۔ دیکھنے میں جوان ہاتھ ہے لیکن کسی بوڑھی کے ہاتھ کی طرح پلپلا لگ رہا ہے۔"

اس کے ساتھی نے حیرانی سے پوچھا "ٹونی! یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ یہ مس جوان اور خوب صورت ہے اور تم اس کے جوان ہاتھ کو بوڑھا کہہ رہے ہو؟"

جمنا اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا کر بولی "پلیز تم میرا ہاتھ تھام کر دیکھو۔"

پورس اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے جمنا کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا۔ اسے سہلانے لگا پھر پریشان ہوکر سوچنے لگا۔ کرشمہ نے پوچھا "میری سسٹر کا ہاتھ کیسا ہے؟"

وہ ہاتھ چھوڑ کر بولا "مس! تعجب ہے۔ تم دیکھنے میں جوان اور چھونے میں بوڑھی لگتی ہو۔"

جمنا نے غصے سے کہا "شٹ اپ۔ بوڑھی ہوگی تمہاری ماں۔"

ایک نے کہا "غصہ کیوں دکھاتی ہو گھر جاؤ اور لباس اتار کر دیکھو۔ اندر سے کچھ ہو۔ اوپر سے کچھ۔"

وہ اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے جانے لگا۔ جمنا نے کرشمہ کو پورس سے ذرا دور لے جاکر کہا "معلوم ہوتا ہے' میری اپنی شکتی میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ میں گھر جاکر اپنی شکتی کو پورا کرنے کے لیے عمل کروں گی مگر اس جوان کو ساتھ لے چلو۔ میرا دل اس پر آگیا ہے۔"

"تم فکر نہ کرو۔ میں اسے جانے نہیں دوں گی۔"

ادھر پورس نے پدمنی سے پوچھا "کیا تم بھی ان دونوں کی بہن ہو؟"

پدمنی نے جواب دیا "میں ان کی ملازمہ ہوں۔ مگر مجھے بہن بنا کر رکھتے ہیں۔ کیا سچ مچ جمنا بہن کا ہاتھ بوڑھی عورت جیسا ہے؟"

"مجھ سے کیا پوچھتی ہو؟ دوسرے دو آدمیوں نے بھی تمہاری جمنا بہن کو اندر سے بوڑھی کہا ہے۔ جب وہ گھر میں لباس بدلتی ہوگی تو تم اسے دیکھتی ہوگی۔ پلیز سچ کہو' وہ اوپر سے جیسی ہے' ویسی اندر سے نہیں ہے نا؟"

وہ پریشان ہوکر بولی "آں۔۔۔؟ میں۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔"

وہ آگے کچھ نہ کہہ سکی۔ وہ دونوں قریب آگئیں۔ کرشمہ نے کہا "شہباز! میں اپنی سسٹر کا ہاتھ پکڑ کر دیکھ چکی ہوں۔ یہ تو بھرپور جوان ہاتھ ہے۔"

پورس نے کہا "اس سلسلے میں' میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ تم ایک لڑکی ہو۔ تمہارے چھونے میں اور ایک مرد کے چھونے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ بہرحال اس بات کو جانے دو۔ مس جمنا بہت ہی حسین اور دلکش ہیں۔ میں ایک حسین لڑکی کا دل دکھانے کی معافی چاہتا ہوں۔"

جمنا خوش ہوکر بولی "میں ایک شرط پر معاف کروں گی۔ تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔"

"میں! میں تم بہنوں کے ساتھ کہاں جاؤں گا؟"

"ہمارے گھر۔ کیونکہ تم اپنے گھر کا راستہ بھول گئے ہو۔"

کرشمہ نے کہا "ہمارے ساتھ رہو۔ بعد میں تمہارا گھر تلاش کریں گے۔"

"مجھے کہیں نہ کہیں جاکر رہنا ہے۔ تم دونوں اصرار کررہی ہو تو تمہارے ہی ساتھ رہوں گا۔"

وہ ان کے ساتھ ائرپورٹ کی عمارت کے باہر آیا۔ کرشمہ کار لے کر آئی تھی۔ اس کار میں ممبئی سے گوا تک ایک لمبا سفر شروع ہونے والا تھا۔ جمنا کار کی پچھلی سیٹ پر پورس کے ساتھ بیٹھنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے ہی وہ بولا "دیکھو جمنا! برا نہ ماننا' میں تمہارے بالکل قریب رہنا چاہتا ہوں۔"

وہ خوش ہوکر بولی "اس میں بُرا ماننے کی کیا بات ہے؟"

"بات یہ ہے کہ تمہارے قریب رہنے سے عجیب سی بو آتی ہے۔ جیسے پورا پکا ہوا پھل رکھا رہے اور کوئی اسے نہ کھائے۔ اس پھل کی عمر گزرتی جائے تو اس میں سے بو آنے لگتی ہے۔"

کرشمہ نے کہا "تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میری بہن کی عمر گزر گئی ہے؟"

"میں پھل کی عمر کا حساب بتا رہا ہوں۔ ایک پھل کی تازگی کی مدت ختم ہوجائے تو اس میں سے بُو آنے لگتی ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ میری سچی بات بری لگتی ہے۔"

کرشمہ نے کہا "مسٹر! تم خواہ مخواہ اس پاگل کو اپنے ساتھ لے جا رہی ہو۔"

جمنا پھر کرشمہ کو پکڑ کر ایک طرف لے گئی اور بولی "غصہ نہ کرو۔ میری نئی شکتی میں ضرور کوئی کمی رہ گئی ہے۔ میں گھر جاکر مخصوص منتروں کا جاپ کروں گی تو پھر کسی مرد کو میرا بدن پلپلا نہیں لگے گا اور میرے اندر سے بڑھاپے کی بو محسوس نہیں ہوا کرے گی۔"

"ماں! تم تو اس جوان پر بری طرح مرمٹی ہو۔ ٹھیک ہے۔ اسے ساتھ لے چلتے ہیں۔"

جمنا نے واپس آکر پورس سے کہا "تم کرشمہ کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھو۔ میرے اندر جو خامیاں ہیں' وہ جلد ہی دور ہو جائیں گی۔"

"پھر میں تمہارے اتنے قریب آؤں گا کہ اس کے بعد کبھی دور نہیں جاؤں گا۔"

وہ سب کار میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ جمنا نے موبائل فون کے ذریعے جسونت پال کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "میں کرشمہ کے ساتھ آرہی ہوں۔ میرے ساتھ ایک خاص مہمان ہے۔ اس کا نام شہباز ہے۔ اس کے لیے ہماری کوٹھی میں ایک کمرا ٹھیک کرا دو۔ یہ ہمارے ساتھ رہے گا۔"

جسونت پال نے کہا "ماں! وہ نام سے مسلمان لگتا ہے۔ اس میں ایسی کیا بات ہے کہ وہ ہمارے ساتھ کوٹھی میں رہے گا؟"

جمنا بنگالی بھاشا میں اسے بتانے لگی کہ وہ اپنی نئی شکتی کے ذریعے جوان ہوگئی ہے۔ شہباز کے اور دنیا والوں کے سامنے کبھی اسے ماں نہ کہا جائے۔ مسٹر کہا جائے۔ جسونت نے ماں کے جوان ہونے پر خوشی کا اظہار کیا پھر اسے کلپنا کے بارے میں بتانے لگا۔

پورس نے بچپن سے ابتدائی جوانی تک ہندوستان میں زندگی گزاری تھی۔ وہاں کی کئی زبانیں جانتا تھا۔ جمنا کی بنگالی بھاشا کو بھی سمجھ رہا تھا۔ اسے معلوم ہو رہا تھا کہ جسونت نے کلپنا نامی کسی لڑکی کو ایک کمرے میں قید کر رکھا ہے۔ وہ کلپنا مرچکی تھی لیکن ایک آتما اس کے اندر سما گئی ہے۔ اس طرح کلپنا کو ایک نئی زندگی ملی ہے۔ اور جو آتما اس کے اندر سمائی ہوئی ہے' وہ جسونت پال کے لیے مسئلہ بنی ہوئی ہے۔

جمنا نے بیٹے کو تسلی دی "میں جلد ہی اس آتما کی شکتی کو ختم کرکے تمہاری معمول بنا دوں گی۔"

پورس سوچنے لگا۔ پہلے نیلماں آتما شکتی کی حامل تھی۔ وہ فنا ہو چکی ہے۔ فی الوقت نارنگ اور بھیما آتما شکتی رکھتے ہیں۔ ان دو میں سے کوئی ایک ایسا ہے' جو کلپنا کے جسم کے اندر گھسا ہوا ہے۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے آمنہ کو مخاطب کیا "ماما! میں ہوں آپ کا بیٹا پورس۔ السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام۔ خوش رہو بیٹے! نارنگ اور بھیما کے علاوہ مائی جمنا بھی آتما شکتی کی حامل ہے۔ کلپنا کے جسم میں بھیما کی آتما سمائی ہوئی ہے۔ اب جاؤ۔ میں عبادت میں مصروف ہوں۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔

○☆○

للّی نے زخمی دشمن کا آپریشن کیا تھا۔ گہری تاریکی میں اس کے جسم سے گولی نکالی تھی۔ اندھیرے میں دوائیں دیکھی جاسکتی تھیں' نہ پہچانی جاسکتی تھیں۔ اس نے اندازے سے مرہم لگایا تھا اور انجکشن لگائے تھے۔ ناممکن کبھی ممکن نہیں ہوتا۔ پانی میں آگ نہیں لگائی جاسکتی مگر وہ لگا رہی تھی۔

زخمی دشمن کو مرنا ہی تھا۔ ایسے میں وہ ایک انسانی زندگی کو بچانے کا تجربہ کرچکی تھی۔ اس کی جان بچا چکی تھی۔ آپریشن کے بعد وہ زندہ تھا اور بے ہوش پڑا تھا۔ اس انتہائی سرد علاقے میں ٹھنڈی زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اسے زیادہ سے زیادہ کمبل میں لپیٹ کر گرمی پہنچائی تھی لیکن گرمی پہنچانے کا کوئی سامان نہیں تھا۔ وہ بد نصیب زندگی پانے کے باوجود سرد موت سے لڑ رہا تھا۔

آفریدی نے کہا "تم نے اس کی جان بچا کر اس پر ظلم کیا ہے۔ یہ مرجاتا تو آپریشن کے بعد کی تکلیف اور ناقابل برداشت سردی کے عذاب سے بچ جاتا۔"

وہ بولی "مجھے خوشی ہے کہ میں نے تاریکی میں ناممکن کو ممکن بنایا ہے۔ یہ میری زندگی کا پہلا یادگار کارنامہ ہے۔ اگر ہم انسانی آبادی میں ہوتے تو اسے خون بھی مل جاتا اور یہ سردی کے عذاب سے بھی محفوظ رہتا۔ یہاں یہ مقدر کے رحم و کرم پر ہے۔ جیسے گایا مرجائے گا۔"

آفریدی نے محافظ سے پوچھا "کیا تم موجود ہو؟"

وہ اس وقت آفریدی کے دماغ میں نہیں تھا۔ للّی کے دماغ میں بھی کوئی نہیں تھا۔ وہ سب غار سے باہر علی کے پاس پہنچے ہوئے تھے۔ معلوم کر رہے تھے کہ ہیلی کاپٹر والے چار دشمن کہاں رہ گئے ہیں؟

غار میں ایک ہی دشمن تھا۔ اپنے چاروں ساتھیوں کا انتظار کر رہا تھا۔ ڈیمی وغیرہ نے اسے بتایا تھا کہ وہ چاروں اس

کی مدد اور آفریدی سے مائیکرو فلم چھین لینے کے لیے آرہے ہیں لیکن ان کے آنے میں دیر ہو رہی تھی۔

دراصل اس دوسرے ہیلی کاپٹر کو اترنے کے لیے کوئی مناسب جگہ نہیں مل رہی تھی۔ علی اور دوسرے ساتھی ٹیلی پیتھی جاننے والے پرواز کرنے والے ہیلی کاپٹر کی آواز سن رہے تھے۔ کبھی کبھی اس کی سرچ لائٹ دکھائی دیتی تھی پھر گہری دھند میں گم ہو جاتی تھی۔

للّی' آفریدی کی آغوش میں سمٹ آئی تھی۔ کانوں میں سرگوشیاں کرنے کے لیے دونوں کے چہرے ایک دوسرے سے لگ گئے تھے۔ آفریدی نے کہا "تم بڑی دل والی ہو۔ دشمنوں سے بھی محبت کرتی ہو۔"

"تم میری قدر کر رہے ہو' مجھے اپنی محبت دے رہے ہو' یہ میرے لیے بہت بڑا انعام ہے۔"

"میری زندگی کا یہ عجیب و غریب تجربہ ہے۔ ہمارے چاروں طرف خطرات منڈلا رہے ہیں اور ہم بڑے اعتماد اور بڑے پیار سے وقت گزار رہے ہیں۔"

"ان حالات میں محبتیں ملتی رہیں تو موت سے ڈر نہیں لگتا۔ میرے محبوب! مجھے اسی طرح سینے سے لگائے رہو۔"

وہ پہلے ہی سینے سے لگی ہوئی تھی۔ آفریدی اور لگانے لگا۔ جیسے سینے کے اندر چھپا لینا چاہتا ہو۔

میں نے علی سے کہا "بیٹے! ایسے انتہائی سرد علاقے میں زیادہ دیر نہیں رہنا چاہیے۔ للّی برفانی علاقوں میں رہنے کی عادی ہے۔ تم سخت جان ہو' تمہیں کچھ نہیں ہوگا لیکن آفریدی اپنی زندگی میں پہلی بار ایسی جگہ آیا ہے۔ وہ ناقابل برداشت سردی کو اپنے حوصلے اور قوت ارادی سے برداشت کر رہا ہے لیکن بیمار ہو سکتا ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے' اسے وہاں سے نکالو۔"

اس نے ہیلی کاپٹر کی آواز سنتے ہوئے کہا "پاپا! دشمنوں کو اترنے کی جگہ نہیں مل رہی ہے اور ہیلی کاپٹر میرے نشانے پر نہیں آرہا ہے۔ اس لیے دیر ہو رہی ہے۔ ہمارے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے میرے دماغ میں موجود ہیں۔ ہم اپنی پلاننگ میں کچھ تبدیلیاں کر رہے ہیں۔ ان کا خاطر خواہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔"

اس وقت علی غار سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر تھا۔ ادھر کی برفانی سطح ٹھوس تھی۔ اس نے نئی پلاننگ کے مطابق اس ٹھوس سطح پر ایک واکنگ اسٹک گاڑ دی۔ اس کے اوپری سرے پر ایک رومال باندھ دیا تھا پھر دور جاکر ایک چٹان کے پیچھے چھپ گیا۔

اس طرح وہ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو بتا رہا تھا کہ وہ جگہ ٹھوس ہے اور وہاں ہیلی کاپٹر کو اتارا جا سکتا ہے۔ اس طریقہ کار سے یہ ہوتا کہ ہیلی کاپٹر بحالت مجبوری اترنے آتا کیونکہ دیر تک پرواز کرتے رہنے سے ایندھن کم ہوتا جا رہا تھا۔ ان کے لیے کہیں اترنا لازمی ہوگیا تھا۔

وہ چٹان کے پیچھے انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد سرچ لائٹ کی دھندلی سی روشنی دکھائی دی۔ گردش کرتے ہوئے پنکھے کی آوازیں قریب آنے لگیں پھر سرچ لائٹ کی روشنی میں برف میں گاڑی گئی اسٹک نظر آنے لگی۔ ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ کر قدرے بلندی پر ٹھہر گیا۔ پائلٹ سمیت وہ چاروں مسلح فوجی فیصلہ کر رہے تھے کہ وہاں اترنا چاہیے یا نہیں؟ کیونکہ ان کا مخالف وہاں ضرور کہیں چھپا ہوگا۔

وہ ایک مخالف کا مقابلہ کر سکتے تھے لیکن ہیلی کاپٹر کے ایندھن میں اب کمی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس فیصلے کے مطابق ہیلی کاپٹر وہاں اتر گیا۔ اترنے کے بعد اس کا سلائیڈنگ دروازہ نہیں کھلا۔ کوئی باہر نہیں آیا۔ وہ سب اندر بیٹھے باہر کا جائزہ لے رہے تھے۔ دو سرچ لائٹس دائیں بائیں تھیں۔ ان کی روشنی کے باوجود گہری دھند میں صرف چند گز کے فاصلے تک نظر آرہا تھا۔ اس حد تک ان کا مخالف نظر نہیں آرہا تھا۔

ان سب کو یہ علم تھا کہ غار میں دو مخالفین ہیں۔ ایک للّی اور دوسرا آفریدی اور غار کے باہر صرف ایک مخالف (علی) ہے۔ وہ ایک مخالف سے خوف زدہ نہیں تھے۔ احتیاطاً یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ مخالف کہاں ہو سکتا ہے؟ کدھر سے آکر فائر کر سکتا ہے؟ انہیں یہ بھی خیال تھا کہ جب تک وہ ہیلی کاپٹر سے باہر نہیں نکلیں گے' وہ فائر نہیں کرے گا۔

یہ ان کا اپنا خیال تھا۔ علی نے اپنے خیال کے مطابق انہیں اترنے پر مجبور کیا تھا۔ یہ سمجھ گیا تھا کہ وہ ایندھن بچانے کی خاطر وہاں ضرور اتریں گے اور اترنے کے بعد فوراً ہی ہیلی کاپٹر سے باہر نہیں نکلیں گے۔ وہاں کی گہری دھند میں اپنے ایک مخالف کا انتظار کریں گے لیکن ایک جگہ بیٹھ کر دور تک نہیں دیکھ سکیں گے۔ ان کے برعکس علی چٹان کے پیچھے سے نکل کر ان کی طرف آرہا تھا۔

جب... ہیلی کاپٹر دھندلا سا نظر آنے لگا تو وہ رک گیا۔ اسے ہیلی کاپٹر نظر آرہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی ہیلی کاپٹر والوں کو نظر آسکتا تھا۔ وہ پیچھے کی طرف آیا۔ اب اگر وہ فائرنگ شروع کرتے تو... اس کے لیے انہیں دونوں طرف

کے دروازے کھولنے پڑتے۔

اس نے کاندھے سے سب مشین گن اتاری۔ اسے برف کی سطح پر جما کر کھڑا کیا پھر ہیلی کاپٹر کے اس حصے کا نشانہ لیا' جہاں ایندھن کی ٹنکی ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس نے فائرنگ شروع کردی۔ دشمن پہلے سے الرٹ تھے۔ انہوں نے دونوں طرف کے سلائیڈنگ دروازے کھولے پھر انتظار کرنے لگے۔ دوبارہ فائرنگ ہونے پر وہ معلوم کرسکتے تھے کہ ان کا دشمن کہاں ہے؟

علی تین فائر کرنے کے بعد جگہ بدل چکا تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کے اگلے حصے کی طرف پہنچ کر پائلٹ سیٹ کی طرف دو فائر کیے۔ پائلٹ بچ گیا مگر سہم گیا۔ اس کے بعد آنے والی کوئی گولی اس کی زندگی چھین سکتی تھی۔ وہ چیخ کر اپنے ساتھیوں سے بولا "وہ تیزی سے جگہ بدل رہا ہے۔ پہلے پیچھے تھا۔ اب آگے ہے۔ ہمیں پرواز کرتے ہوئے سرچ لائٹس کے ذریعے اس پر فائرنگ کرنی ہوگی۔"

ہیلی کاپٹر برفانی سطح سے بلند ہوگیا۔ نیچی پرواز کرتا ہوا ایک دائرے میں گھومتا ہوا علی کو تلاش کرنے لگا۔ وہ چٹان کے پیچھے چلا گیا تھا۔ اس کا یہ طریقہ کار سمجھ میں آگیا کہ پرواز کے دوران وہ نظر نہیں آئے گا۔ ہیلی کاپٹر کو اتارا جائے گا تو وہ گہری دھند سے فائدہ اٹھا کر چھپ کر فائر کرتا رہے گا۔

انہوں نے اس کی یہ چال سمجھنے کے بعد فیصلہ کیا کہ وہاں دوبارہ ہیلی کاپٹر کو نہیں اتارا جائے گا۔ وہ اب دوسری مناسب جگہ تلاش کرنے کے لیے وہاں سے دور جانے لگے۔ اسی وقت ڈیش بورڈ پر ایندھن کی مقدار بتانے والا میٹر تیزی سے صفر کی طرف جانے لگا اور تب معلوم ہوا کہ اس ایک مخالف نے پہلے تین فائر ایندھن کی ٹنکی پر کیے تھے۔ ٹنکی میں تین جگہ سوراخ ہوگئے تھے۔ وہ خالی ہوتی جارہی تھی۔

وہ اتنی دور آگئے تھے کہ دوبارہ اس ٹھوس برفانی سطح کی طرف واپس جاتے تو ٹنکی بالکل خالی ہوجاتی۔ ہیلی کاپٹر کہیں بھی گر سکتا تھا۔ جان بچانے کے لیے وہ جہاں پہنچے تھے' وہیں نیچی پرواز کرکے رسی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اترنے لگے۔ پہلے ایک فوجی جوان نے سیڑھی کے نچلے حصے پر آکر صرف چھ فٹ کی بلندی سے برف کی سطح پر چھلانگ لگائی۔ نیچے پہنچتے ہی وہ پیروں کی طرف سے دھنسنے لگا۔ برف کی سطح کچی تھی۔ اس کے نیچے پانی ہی پانی تھا۔ اس نے آس پاس کی سطح پر ہاتھ مار کر ڈوبنے سے بچنے کی کوششیں کیں لیکن جہاں ہاتھ مارتا گیا۔ وہاں کی کچی سطح ٹوٹتی گئی۔ کوئی اسے برف کی نامعلوم تہ میں ڈوبنے سے نہ بچا سکا۔

اپنے ساتھی کی عبرت ناک موت دیکھ کر پھر کسی نے نیچے اترنے کی جرات نہیں کی۔ رسی کی سیڑھی اوپر کھینچ لی گئی۔ پائلٹ ہیلی کاپٹر کو بلند کرکے آگے جانے لگا تو پنکھے کی گردش تھمنے لگی۔ انجن جھٹکے کھاتے ہوئے بند ہو رہا تھا۔ موت' زندگی کو آگے بڑھنے سے روک رہی تھی۔

علی نے چٹان کے پیچھے سے نکل کر دیکھا دور سرچ لائٹ نظر آتے آتے برف کی کچی سطح میں دھنس گئی تھی۔ پھر وہ لائٹ نظر نہیں آئی۔ پورے ہیلی کاپٹر کے ساتھ دھنسنے والے آخری بار چیخ رہے ہوں گے لیکن تیز و تند ہواؤں کے شور میں ان کی چیخوں کا دم گھٹ گیا تھا۔

علی واکنگ اسٹک کی نوک کو برف کی سطح پر ٹیکتے ہوئے غار کی طرف جانے لگا۔

غار میں پہلے جیسی تاریکی تھی۔ اب وہاں ایک ہی دشمن رہ گیا تھا۔ ڈینی' جے فلو اور جے سامو نے اسے یہ نہیں بتایا کہ اس کی مدد کو آنے والے موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ اسے یہ معلوم ہوجاتا تو وہ خود کو تنہا سمجھ کر ہمت ہار جاتا۔ ان تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا وہی ایک آلہ کار رہ گیا تھا۔

انہوں نے اسے حکم دیا "غار کی پتھریلی زمین پر لیٹ کر رینگتے ہوئے آگے جاؤ۔ تم پہلے دیکھ چکے ہو کہ وہ چٹان تم سے کتنے فاصلے پر ہے۔"

ڈینی نے کہا "تاریکی میں اندازے سے رینگتے رہو۔ ہم جہاں رکنے کا حکم دیں۔ رک جاؤ۔ بڑی پھرتی سے اٹھ کر ایک منی مشعل جلاؤ۔ دوسرے ہاتھ میں ریوالور رکھو۔ روشنی ہوتے ہی اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے اس چٹان کے دوسری طرف چھپ جاؤ پھر اگلی فائرنگ کے لیے دوسری گن سنبھال لو۔"

جے فلو نے کہا "شاید اگلی فائرنگ کی ضرورت پیش نہ آئے۔ تم ان کی توقع کے خلاف تاریکی میں اچانک موت بن کر پہنچو گے۔ تمہاری پہلی ہی فائرنگ نتیجہ خیز ہوگی۔"

وہ زمین پر اوندھے منہ رینگنے لگا۔ تینوں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ وہ تاریکی میں خطرہ مول لینے سے انکار نہیں کرسکتا تھا۔ وہ یہ سوال بھی نہ کرسکا کہ اس کی مدد کو آنے والے کہاں رہ گئے ہیں؟ اس تنہا بے یار و مددگار کے پاس کیوں نہیں آرہے ہیں؟

ان تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو چٹان تک فاصلے کا اندازہ تھا۔ ڈینی نے اسے ایک جگہ رکنے کا حکم دیا وہ رک گیا۔ وہ تینوں اس کے ذریعے اس سناٹے میں پوری توجہ سے سننے لگے۔ کچھ ایسی آوازیں آرہی تھیں جیسے رک رک کر

سرگوشیاں کی جارہی ہوں۔ وہ ڈینی کے حکم سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا تھا۔

للی اور آفریدی ایک دوسرے سے لگے ہوئے زمین پر بیٹھے تھے۔ ان کے ہتھیار قریب ہی ایک طرف رکھے ہوئے تھے۔ اور وہ زخمی دشمن کچھ فاصلے پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ وہ دونوں زندگی کے عملی میدان میں ابھی کچے تھے۔ انہیں سمجھنا چاہیے تھا کہ جنگ کے دوران میں وقفہ ہوتا ہے تو وہ وقفہ اگلے حملہ کی تیاریوں کے لیے ہوتا ہے' رومانس کے لیے نہیں ہوتا۔ ان کے ذہن میں یہ بات تھی کہ دشمن تاریکی میں قریب آنے کا حوصلہ نہیں کریں گے پھر یہ کہ ان کے محافظ ٹیلی پیتھی جاننے والے آئندہ اقدامات کے لیے ان کی رہنمائی کریں گے۔

لیکن وہ محافظ بھی نہیں جانتے تھے کہ ڈینی وغیرہ اپنے تنہا آلہ کار کو تاریکی میں استعمال کررہے ہیں۔ انہیں یہ اطمینان تھا کہ علی غار کی طرف جارہا ہے۔ وہ پیچھے سے اس تنہا دشمن کو للکارے گا تو وہ نہ آگے بھاگ سکے گا اور نہ ہی پیچھے علی پر حملہ کرسکے گا لیکن وہاں دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی حکمت عملی بدل گئی تھی۔

بالکل خلاف توقع' اچانک ہی منی ٹارچ روشن ہوکر ان دونوں کے قریب آکر گری۔ دشمن کو ریوالور دونوں ہاتھوں سے پکڑنے میں جتنا کم وقت لگا۔ اتنے کم وقت میں آفریدی بڑی پھرتی سے للی کو اپنے اوپر لے کر اس جگہ سے لڑھکنے لگا۔ تڑا تڑ فائرنگ ہورہی تھی۔ وہ دونوں لڑھکتے ہوئے فائرنگ سے بچتے جارہے تھے۔

صرف بچتے رہنے سے موت نہیں ٹل جاتی۔ جوابی فائرنگ لازمی ہوتی ہے لیکن وہ دونوں جہاں سے لڑھکتے ہوئے آئے تھے' ہتھیار وہاں رہ گئے تھے۔ گویا میدان جنگ میں دونوں خالی ہاتھ رہ گئے تھے۔

دشمن کے ریوالور میں چھ گولیاں تھیں۔ وہ چھ فائر کرچکا تھا۔ ادھر وہ ریوالور کو پھینک کر دوسری گن سنبھال رہا تھا۔ ادھر آفریدی دوڑتا ہوا اپنے ہتھیار کی طرف جارہا تھا۔ للی اس کے ساتھ جانے کے لیے فوراً ہی نہ اٹھ سکی۔ ڈینی نے اپنے آلہ کار کے ذریعے للی کو نشانے پر رکھتے ہوئے آفریدی سے کہا "ہالٹ! ہتھیار کو ہاتھ لگاؤ گے تو تمہاری ساتھی ماری جائے گی۔"

آفریدی اپنی گن تک پہنچتے پہنچتے رک گیا۔ وہ اپنی گن کو ہاتھ لگا کر للی کی موت نہیں چاہتا تھا۔ ڈینی نے کہا "باہر تمہارے ایک ساتھی نے ہمارے تمام آدمیوں کو ہلاک کر ڈالا ہے۔ تم خیال خوانی کے ذریعے اس سے کہو کہ تمام ہتھیار پھینک کر یہاں آجائے۔ باہر جو ایک ہیلی کاپٹر رہ گیا ہے' میں اس میں جاؤں گا۔ مائیکرو فلم مجھے دو۔"

ڈینی' جے فلو اور جے سامو اس آلہ کار کے دماغ پر سختی سے قبضہ جمائے ہوئے تھے۔ علی اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس آلہ کار کے ہاتھوں سے گن نہیں چھین سکتے تھے کسی طرح بھی اس پر قابو نہیں پاسکتے تھے۔

وہ کہہ رہا تھا "مائیکرو فلم دے دو گے تو میں تمہارے ساتھی کو بھی اس غار میں زندہ چھوڑ کر ہیلی کاپٹر میں چلا جاؤں گا۔"

مائیکرو فلم نہیں تھی۔ آفریدی کہاں سے لا کر دیتا۔ اگر ہوتی اور وہ دشمن کو دے دی جاتی۔ تب بھی وہ للی اور آفریدی کو زندہ نہ چھوڑتا۔

اس نے کہا "میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ تمہارا ساتھی اچانک یہاں آکر مصیبت بن سکتا ہے۔ میں تین تک گن رہا ہوں۔ اگر تم مائیکرو فلم نکال کر میری طرف نہیں اچھالو گے تو میں تین کہتے ہی تمہاری اس ساتھی کو گولی مار دوں گا۔"

پھر اس نے گنتی شروع کی "ایک۔۔۔"

آفریدی نے کہا "تم غلط سمجھ رہے ہو۔ مائیکرو فلم میرے پاس نہیں ہے۔ میرے ساتھی کے پاس ہے۔"

اس نے کہا "دو۔۔۔"

آفریدی نے کہا "میں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ساتھی کو بلایا ہے۔ وہ آرہا ہے۔"

"پھر تو صرف تمہارا ساتھی زندہ رہے گا۔ تم دونوں مرو گے۔"

یہ کہتے ہی اس نے للی کا نشانہ لے کر ٹریگر کو دبایا پھر اچانک ہی وہ ہوگیا' جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ دشمن کے ٹریگر دبانے سے پہلے ہی بے ہوش زخمی کے جسم میں لرزش سی پیدا ہوئی۔ اس کا ایک ہاتھ اٹھا۔ ہاتھ میں ریوالور تھا۔ اس دشمن آلہ کار کے سنبھلنے سے پہلے ہی ٹھائیں سے گولی چل گئی۔

گولی حلق میں پیوست ہوئی۔ اوپر کی سانس اوپر ہی رہ گئی۔ وہ دوسری سانس نہ لے سکا۔ تینوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اسے آخری بار کسی طرح سنبھال کر آفریدی کو ہلاک کرنا چاہا لیکن اس کے ہاتھ سے گن نکل کر زمین پر گر چکی تھی پھر وہ بھی زمین پر گر کر ٹھنڈا پڑ گیا۔

للی اور آفریدی دوڑتے ہوئے بے ہوش زخمی کے پاس

آئے۔ ٹارچ کی روشنی میں انہوں نے دیکھا۔ اس کا ریوالور والا ہاتھ ڈھلک گیا تھا۔ گردن بھی ڈھلک گئی تھی۔ اس کی پھیلی ہوئے ساکت بے جان آنکھیں للی سے کہہ رہی تھیں "نیکی رائیگاں نہیں جاتی۔"

○☆○

جیکی ہنٹر اسرائیل پہنچ گیا تھا۔ الپا اس کے اور بوبی اسمتھ کے سروں میں کیلیں پیوست کرانے کے بعد دونوں کو اپنا معمول بنا چکی تھی اورتل ابیب سے دور اپنے ایک مکان کے تہ خانے میں ٹرانسفارمر مشین تیار کرانے کے انتظامات کررہی تھی۔

ایک مختصر سی پلاسٹک سرجری کے ذریعے جیکی ہنٹر کے چہرے کو تبدیل کردیا گیا تھا۔ وہ ایک عام شہری کی حیثیت سے بوبی کے ساتھ رہتا تھا۔ مشین تیار کرنے کا ضروری سامان تل ابیب سے اس خفیہ مکان کے تہ خانے میں پہنچا رہا تھا۔ چند اہم پرزے ایسے تھے، جنہیں وہ لیتھ مشین کے ذریعے تیار کرنے کے بعد ٹرانسفارمر مشین کو مکمل کرسکتا تھا۔ اس نے الپا سے کہا تھا کہ ایک یا ڈیڑھ ماہ میں مطلوبہ مشین کامیابی سے تیار ہوسکے گی۔

امریکا میں جو ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی تھی۔ اس کے بارہ رازدار تھے۔ ان میں پانچ امریکی اکابرین، دو ٹیلی پیتھی جاننے والے لیزی گارڈ اور کینی بال، دو تکنیکی ماہرین جیکی ہنٹر اور وائزمین اور تھری جے تھے۔ ان بارہ میں سے جیکی ہنٹر کو الپا نے اغوا کرالیا تھا۔ باقی گیارہ رازدار رہ گئے تھے۔

جیکی ہنٹر کی گمشدگی ان گیارہ افراد کو پریشان کررہی تھی۔ انہوں نے چاہا تھا کہ امریکا میں ٹرانسفارمر مشین کی موجودگی کا علم کسی کو نہ ہو لیکن جیکی ہنٹر کی گمشدگی بتارہی تھی کہ کسی دشمن کو یہ راز معلوم ہوچکا ہے۔

ان گیارہ رازدار ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے جیکی ہنٹر کی بیوی اور اس کی جوان بیٹی ڈائنا کے خیالات پڑھنے کے بعد یقینی طور پر اندازہ کیا کہ اسے اغوا کیا گیا ہے۔ اس صبح وہاں سے روانہ ہونے والی تمام فلائٹس کے مسافروں کے نام چیک کیے گئے۔ ان میں ایک نام ایسا تھا، جس کا پاسپورٹ جعلی ثابت ہوا۔ جعلی پاسپورٹ کے ذریعے سفر کرنے والا اسرائیل کے شہر تل ابیب گیا تھا۔

تب یقین ہوگیا کہ الپا کسی طرح جیکی ہنٹر کو ٹریپ کرکے اسے اپنا معمول بنا چکی ہے اور یقینی طور پر اس کے خیالات سے امریکا میں ٹرانسفارمر مشین کی موجودگی کا راز معلوم کرچکی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ٹرانسفارمر مشین کے باقی گیارہ رازداروں کے نام اور پتے بھی معلوم کرچکی ہوگی۔

ڈائنا اور اس کی ماں کے خیالات سے معلوم ہوا کہ جیکی ہنٹر اپنے گھر میں کسی مشین کا نقشہ بنایا کرتا تھا۔ لیزی گارڈ نے اپنے رازدار ساتھیوں سے کہا "جیکی ہنٹر نے یقیناً ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ بنایا ہوگا۔ الپا اسے نقشے کے ساتھ ٹریپ کرچکی ہے۔"

جے کافو نے کہا "وہ بہت مکار ہے۔ وقت ضائع کیے بغیر ٹرانسفارمر مشین تیار کرانے میں مصروف ہوگی۔"

لیزی گارڈ نے ہاٹ لائن پر اسرائیلی آرمی انٹیلی جنس والوں سے رابطہ کیا۔ ان سے کہا "ہم الپا سے ضروری گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ وہ میرے دماغ میں آئے یا ہمیں اپنے دماغ میں آنے دے۔ ہم اس کا انتظار کررہے ہیں۔"

تھوڑی دیر بعد الپا نے لیزی گارڈ کے دماغ میں آکر کہا "میں الپا ہوں۔ مجھے کس لیے یاد کیا ہے؟"

"تم اچھی طرح سمجھ رہی ہو کہ ہم جیکی ہنٹر کے لیے پریشان ہیں۔"

"کس جیکی ہنٹر کی بات کررہے ہو؟ بہتر ہے، مجھ سے صاف اور سیدھی گفتگو کرو۔"

"امریکی جیکی ہنٹر ٹرانسفارمر مشین کا تکنیکی ماہر ہے۔ تم نے ٹرانسفارمر مشین کے نقشے کے ساتھ اسے اغوا کرایا ہے۔"

الپا نے حیرانی سے کہا "او مائی گاڈ! ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ تمہارے ریکارڈ روم سے چوری ہوگیا ہے؟ اور تمہارا خیال ہے کہ میں نے اسے نقشے کے ساتھ اغوا کرایا ہے۔ کاش ایسا ہوتا تو میں خوشی سے جشن مناتی۔ اس سلسلے میں مجھ پر شبہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟"

"جس دن جیکی ہنٹر گم ہوا تھا۔ اس صبح کی ایک فلائٹ سے ایک شخص جعلی پاسپورٹ کے ذریعے اسرائیل گیا ہے۔"

"کتنے ہی مجرم مختلف ہتھکنڈوں سے ہمارے ملک میں آتے ہیں۔ میں انٹیلی جنس والوں سے کہوں گی کہ وہ جعلی پاسپورٹ پر یہاں آنے والے شخص کا سراغ لگائیں۔"

"الپا! تم بڑی خوب صورتی سے انجان بن رہی ہو۔"

"اور تم بڑی حماقت سے جیکی ہنٹر کی گمشدگی کا الزام مجھ پر لگا رہے ہو۔ پچھلے دنوں نارنگ میرے لیے عذاب بن گیا تھا۔ اس سے نجات پاکر سکون کا سانس لے رہی ہوں۔ ایسے وقت تم پریشان کرنے والی باتیں کررہے ہو۔ پلیز دشمن کو پہچانو۔ تمہارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا.... آندرے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ باغی ہوکر کہیں روپوش ہوگیا ہے۔ اس پر شبہ کیوں نہیں کررہے ہو؟ تیج پال کی رہنمائی میں رہنے والے بیزون، بڈی رابرٹ، جوزف وسکی اور مائیک مورو نے بھی امریکی حکومت کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ ایسے بغاوت کرنے والوں پر شبہ کرنا چاہیے اور تم خوامخواہ مجھ پر شبہ کررہے ہو؟ صرف اس لیے کہ کوئی امریکا سے جعلی پاسپورٹ پر یہاں آیا ہے؟"

"جعلی پاسپورٹ کے ذریعے جیکی ہنٹر تمہارے پاس پہنچا ہوا ہے۔ مگر تم تسلیم نہیں کروگی۔"

"خوامخواہ الزام دیتے رہو۔ میری صحت پر اثر نہیں پڑے گا۔ میں تمہارے دماغ سے جارہی ہوں۔ آئندہ جیکی ہنٹر کے سلسلے میں میرا وقت ضائع نہ کرنا۔"

وہ لیزی گارڈ کے دماغ سے چلی گئی۔ کینی بال نے کہا "ہمیں آندرے اور تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا بھی محاسبہ کرنا چاہیے۔"

ڈیمی نے کہا "ہماری لسٹ میں الپا، آندرے اور تیج پال ہیں لیکن یہ تینوں کبھی ہمارے سامنے مجبور ہوکر حقیقت نہیں اگلیں گے۔"

جے کافو نے کہا "جیکی ہنٹر کی جوان بیٹی ڈائنا کسی بوبی نامی جوان سے محبت کرتی تھی۔ ڈائنا کے خیالات بتارہے ہیں کہ جس دن سے اس کا باپ گم ہوا ہے۔ اسی دن سے بوبی بھی لاپتا ہے۔ اس نے فون کے ذریعے بھی ڈائنا سے رابطہ نہیں کیا ہے۔"

"یہ معلوم کیا جائے کہ بوبی کون ہے؟ اور اس دن سے کہاں گم ہوگیا ہے؟"

ٹرانسفارمر مشین کے وہ گیارہ رازدار ایک ایک سوال کا جواب معلوم کرنے کے لیے باربار جیکی ہنٹر کی بیوی اور بیٹی کے دماغوں میں جاتے رہتے تھے۔ انہوں نے پھر ایک بار ڈائنا کے خیالات پڑھے۔ ظاہر ہوا جیکی ہنٹر کی پوری فیملی کی طرح بوبی بھی یہودی ہے۔ وہ جیوز ویلفیئر سوسائٹی کے اکاؤنٹ سیکشن میں ملازمت کرتا تھا۔ وہ یہودیوں کا ادارہ تھا۔ بوبی یہودی تھا۔ اس حوالے سے یہی رائے قائم کی جارہی تھی کہ بوبی اپنے ملک اسرائیل کے مفادات کے لیے امریکا میں کام کررہا تھا۔ یہودیوں کے ایک ادارے میں بظاہر ملازم تھا۔ مگر الپا کی خفیہ سراغ رسانوں کی ٹیم کا ایک جاسوس تھا۔

کڑی سے کڑی ملنے لگی کہ بوبی نے پہلے ڈائنا کو محبت کے جال میں پھانس لیا۔ اس کے ذریعے معلوم کیا کہ جیکی ہنٹر اپنے گھر میں بڑی رازداری سے کس مشین کا نقشہ بناتا رہتا ہے۔ بوبی نے کسی طرح تصدیق کی یا الپا، اس کی محبوبہ ڈائنا کے دماغ میں رہ کر جیکی ہنٹر کی بیوی کے دماغ میں پہنچ کر اس نقشے کی اہمیت کو سمجھتی رہی۔ یہ بھی معلوم کیا گیا ہوگا کہ جیکی ہنٹر امریکا میں دوبار ٹرانسفارمر مشین بنا چکا ہے۔ یہ تمام معلومات حاصل کرنے کے بعد جیکی ہنٹر کو مشین کے نقشے سمیت اسرائیل پہنچایا گیا ہے۔

ٹرانسفارمر مشین کے وہ گیارہ رازدار اس سلسلے میں آندرے اور تیج پال پر بھی شبہ کررہے تھے۔ ان کے خلاف بھی انکوائری کررہے تھے لیکن الپا پر یقین کی حد تک شبہ ہوچکا تھا۔ انہوں نے اسرائیل میں تمام امریکی سراغ رسانوں کو الرٹ کردیا۔ اپنے گیارہ رازداروں میں سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے فوج کے اعلیٰ افسر مارک فورڈ کو ان سراغ رسانوں کا رہنما مقرر کیا۔ تاکہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اور ان سراغ رسانوں کے ذریعے الپا کی مصروفیات کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں اور جیکی ہنٹر کو تلاش کیا جاسکے۔

وہ اپنے طور پر درست سوچ رہے تھے کہ الپا نقشے کو اور تکنیکی ماہر جیکی ہنٹر کو حاصل کرلینے کے بعد مشین تیار کرانے میں مصروف ہوگی۔ ویسے مصروفیات کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے الپا تک پہنچنا ان کے لیے تقریباً ناممکن تھا۔ ایک تو تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے اس کا دماغ مردہ رہتا تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ کس بہروپ میں اور کہاں رہتی ہے یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

جے کافو نے کہا "ڈائنا اب بھی بوبی کو چاہتی ہے۔ شاید بوبی اب بھی اس سے پیار کرتا ہوگا لیکن الپا کے زیر اثر اپنی محبوبہ سے دور رہنے پر مجبور ہوگا۔ میرا مشورہ ہے، ڈائنا کو اسرائیل بھیجا جائے۔"

ایک نے کہا "الپا اپنے ملک میں ڈائنا کو دیکھے گی تو بہت محتاط رہے گی۔ بوبی اور جیکی ہنٹر کو ٹیلی پیتھی کے پردوں میں چھپا کر رکھے گی۔"

"ان پردوں کو چاک کرنے کے لیے ہمارے پاس بھی ٹیلی پیتھی کے ہتھیار ہیں۔ وہاں ڈائنا کا باپ بھی ہے اور محبوب بھی، ہم اس کے ذریعے الپا کو ذہنی طور پر الجھائیں گے، تب ہی اسے ٹرانسفارمر مشین تیار کرانے سے روک سکیں گے۔"

جے کافو بظاہر انہیں مشورہ دے رہا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ وہ مشورہ ان کے لیے حکم ہے۔ کیونکہ لیزی گارڈ، کینی بال اور پانچوں اکابرین ان تھری جے کے معمول اور غلام تھے اور اپنی غلامی سے بے خبر تھے۔ جے کافو کی مرضی کے مطابق ڈائنا

پر تنویمی عمل کیا گیا۔ اسے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے مارک فورڈ کی محکوم بنایا گیا پھر اسی رات ایک فلائٹ سے اسے اسرائیل پہنچا دیا گیا۔

دوسری صبح ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسرائیل کے تمام اخبارات میں ڈائنا کی تصویر کے ساتھ ایک اطلاعی خبر شائع کرائی گئی۔ خبریوں تھی "ڈیڈی! میں تمہاری بیٹی ہوں۔ بوبی! میں تمہاری جان' تمہاری زندگی ہوں۔۔ تمہاری تلاش میں آئی ہوں۔ تم دونوں کہاں ہو؟ جب تک تم دونوں سے ملاقات نہیں ہوگی' میں اسی ملک میں رہوں گی۔"

جیکی ہنٹر اور بوبی مشین کی تیاری کے دوران میں ساتھ رہتے تھے پھر جیکی ہنٹر اسی خفیہ مکان میں آرام کرتا تھا' جس کے تہ خانے میں مشین تیار ہونے والی تھی اور بوبی رات گزارنے کے لیے الپا کے پاس چلا آتا تھا۔ اس روز اسی مصروفیت کے دوران میں انہوں نے ایک اخبار میں ڈائنا کی تصویر دیکھی۔ جیکی نے کہا "یہ میری بیٹی ہے۔ اوہ گاڈ! مجھ سے کتنی محبت کرتی ہے۔ یہاں مجھے تلاش کرنے آئی ہے۔"

بوبی بڑی محبت سے ڈائنا کی تصویر دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا "تمہاری بیٹی! مجھے بھی تلاش کررہی ہے۔ تم سمجھ سکتے ہو۔ وہ مجھے بھی دیوانہ وار چاہتی ہے۔"

جیکی ہنٹر نے سوچا' تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر بیٹی کے دماغ میں پہنچے گا۔ وہ الپا کے تنویمی عمل اور جادوئی کیل کے اثر سے اپنی بیوی اور بچوں کو بھول چکا تھا۔ تصویر دیکھ کر بیٹی یاد آگئی تھی لیکن وہ بیٹی کے پاس پہنچنے کے لیے خیال خوانی نہ کرسکا۔ تنویمی عمل کے ذریعے یہ بات بھی نقش کی گئی تھی کہ وہ کبھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنی بیوی اور بچوں سے رابطہ نہیں کرے گا۔

وہ پریشان ہو کر بولا "بوبی! میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں مگر اس کے ذریعے بیٹی سے بات نہیں کرسکتا۔ میرا دماغ مجھے خیال خوانی سے روک رہا ہے۔"

آدمی دماغ کے بغیر کوئی کام نہیں کرسکتا..... اس کا دماغ الپا کی مٹھی میں تھا۔ بوبی نے کہا "ہم ایسا کوئی کام نہیں کرسکتے' جو میڈم کی مرضی کے خلاف ہوتا ہے۔ وہ ہماری مالک ہے۔ ہمیں مالک کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا چاہیے۔"

وہ دونوں ڈائنا کی تصویر دیکھتے رہے۔ باپ کے اور عاشق کے دلوں میں اس کی چاہت تھی۔ اس سے ملنے کے لیے بے چینی تھی لیکن محکوم دماغ کے سامنے دل ہار رہا تھا۔

جب بوبی رات کو الپا کے خفیہ بنگلے میں جاتا تھا تو وہ بن سنور کر تیار رہتی تھی پھر اس کے ساتھ سیرو تفریح کے لیے بنگلے سے باہر نکلتی تھی۔ کہیں رات کا کھانا کھاتی تھی پھر اس کے ساتھ واپس آکر سوجاتی تھی۔ اس رات بوبی نے بنگلے میں پہنچ کر غسل خانے میں جاتے ہوئے پوچھا "تم نے آج کا اخبار دیکھا ہے؟"

"نہیں۔ کوئی خاص بات ہے؟"

"ڈائنا یہاں آئی ہے۔"

"کون ڈائنا؟"

"جیکی ہنٹر کی بیٹی ڈائنا۔"

وہ چونک کر باتھ روم کی طرف دیکھتی ہوئی بولی "کیا اس کی آمد کی خبر اخبار میں شائع ہوئی ہے؟ وہ ایسی تو کوئی معروف ہستی نہیں ہے۔"

"اس نے خود اپنی تصویر کے ساتھ اطلاعی خبر شائع کرائی ہے۔ مجھے اور جیکی ہنٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے کہ جب تک ہم دونوں سے ملاقات نہیں کرے گی' اسی ملک میں رہے گی۔"

الپا فوراً اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ ڈرائنگ روم میں صبح کا اخبار تھا۔ وہاں تیزی سے چلتی ہوئی گئی۔ ایک اخبار کو کھول کر دیکھا۔ پہلے ہی صفحے پر ڈائنا کی تصویر اور اطلاعی خبر دکھائی دی۔ وہ خبر پڑھتی ہوئی بیڈ روم میں آئی پھر بوبی کو مخاطب کرتی ہوئی بولی "کیا جیکی ہنٹر نے اپنی بیٹی سے رابطہ کیا تھا؟"

"وہ خیال خوانی کے ذریعے اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا دماغ خیال خوانی کی طرف مائل نہیں ہوا۔ میں نے اسے سمجھایا' ہم اپنی میڈم کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں کرسکتے اور کرنا بھی نہیں چاہیے۔ تب اس نے صبر کرلیا۔"

"شاباش بوبی! تم واقعی میرے وفادار ہو۔ ویسے تم ڈائنا سے محبت کرتے ہو۔ کیا تم اسے ملنا نہیں چاہتے؟"

"تم حکم دوگی تو ملوں گا۔ ورنہ میرے لیے یہ فخر کی بات ہے کہ تمہاری جیسی ٹیلی پیتھی کی دنیا کی ناقابل شکست ہستی میری محبوبہ بن چکی ہے۔"

"میں تم سے بہت خوش ہوں۔ ویسے میں ڈائنا کو ٹریپ کرکے تمہاری تنہائی میں پہنچاؤں گی۔ تم میرے وفادار رہو۔ میں تمہارا دل خوش کروں گی۔"

"میڈم! پہلے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ڈائنا اچانک یہاں کیوں آئی ہے؟ کیا صرف باپ اور محبوب کو تلاش کرنے؟ یا وہ گیارہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے ذریعے جیکی ہنٹر کو یہاں ڈھونڈنا چاہتے ہیں۔ انہیں جیکی ہنٹر کی یہاں موجودگی کا علم ہوگا تو یہ معلوم ہوجائے گا کہ ہم ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کررہے ہیں۔"

"بوبی! تم بے حد ذہین ہو۔ تمہاری ذہانت اور وفاداری کی وجہ سے میں الپا کی حیثیت سے تم پر ظاہر ہوچکی ہوں۔ اب آگے ذہانت سے سوچو اور بولو' ہمیں دشمنوں کو کس طرح منہ توڑ جواب دینا چاہیے؟ میں ابھی ڈائنا کے دماغ میں جارہی ہوں۔"

وہ ڈائنا کی تصویر دیکھنے لگی پھر اس کی آنکھوں میں جھانکتی ہوئی اس کے دماغ میں پہنچ گئی لیکن اسی لمحے ڈائنا نے سانس روک لی۔ بوبی نے باتھ روم کے دروازے سے جھانک کر کہا "میڈم! ابھی میرے دماغ میں بات آئی ہے کہ تمہیں ڈائنا کے دماغ میں جاکر نہیں بولنا چاہیے۔"

الپا نے بوبی کی بات سنی مگر اسے نظر انداز کیا۔ دوسری بار خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچی۔ اس نے سانس نہیں روکی۔ کسی قدر خوش ہو کر بولی "ڈیڈی! تم ہو؟ تم نے اخبار میں میری تصویر دیکھی ہے۔ میری باتیں پڑھی ہیں۔ اسی لیے آئے ہو۔"

الپا فوراً اس کے دماغ سے نکل کر جیکی ہنٹر کے پاس آئی پھر بولی "میں اجازت دے رہی ہوں۔ بیٹی سے باتیں کرو۔"

جیکی خوش ہو کر اسی وقت ڈائنا کے دماغ میں پہنچ کر بولا "میری بیٹی! میری جان! تم ہزاروں میل دور سے مجھے تلاش کرنے آئی ہو۔ تم کہاں ہو؟"

وہ بولی "ڈیڈی! تمہاری آواز اپنے دماغ میں سن کر یقین نہیں آرہا ہے کہ میں نے تمہیں ڈھونڈ لیا ہے پھر تو میں بوبی کو بھی ڈھونڈ لوں گی۔"

جیکی ہنٹر' بوبی کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ الپا نے اس کی بات بدل دی۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولا "میری بات کا جواب دو' تم کہاں ہو؟"

"تم میرے دماغ میں آکر دیکھ رہے ہو' میں اپنے بیڈ روم میں لائٹ آف کرکے بستر پر لیٹی ہوئی ہوں۔ تل ابیب میرے لیے انجانا شہر ہے۔ میں نہیں جانتی کہ یہاں کس علاقے کے کسی مکان میں ہوں۔"

"بیٹی! لائٹ آن کرو۔ باہر نکلو۔ میں معلوم کرلوں گا۔"

"پہلے تم یہ بتاؤ کہ ہم سب کو چھوڑ کر اچانک یہاں کیوں آئے ہو؟"

"میں تمہارے پاس آکر تمہارے تمام سوالات کے جواب دوں گا۔"

"نہیں ڈیڈی! میں تمہارے پاس آؤں گی۔ اپنا پتا بتاؤ۔"

"یہ شہر تمہارے لیے انجانا ہے۔ پتا بتاؤں گا۔ تب بھی بھٹکتی رہوگی۔ بات مانو۔ لائٹ آن کرو۔ باہر نکلو۔"

"ڈیڈی! تم پر کیسے بھروسا کروں؟ تم پرایا بن کر خون کے رشتوں کو چھوڑ آئے۔ میری عقل کہتی ہے کہ الپا نے تمہیں ٹریپ کیا ہے۔ تمہیں اغوا کرکے یہاں لے آئی ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ تم کس الپا کی بات کررہی ہو؟"

اسی وقت ڈائنا کے دماغ میں ایک اور آواز ابھری۔ کسی نے کہا "اے بڈھے! شرم کر۔ بیٹی تجھے تلاش کرنے پرائے ملک میں آئی ہے اور تو اپنا پتا ٹھکانا نہیں بتا رہا ہے۔ اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ جس طرح تجھے ٹریپ کیا گیا ہے۔ اسی طرح تیری بیٹی کو امریکا سے ٹریپ کرکے یہاں بھیجا گیا ہے۔"

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا فوج کا اعلیٰ افسر مارک فورڈ' ڈائنا کے دماغ میں رہا کرتا تھا۔ وہ حیرانی سے سوچنے لگا "یہاں جیکی ہنٹر کے علاوہ کون بول رہا ہے۔ ہماری بھی پول کھول رہا ہے کہ ہم نے ڈائنا کو ٹریپ کرکے یہاں بھیجا ہے۔"

الپا نے جیکی ہنٹر کے ذریعے پوچھا "اے تم کون ہو؟ یہ کیسے جانتے ہو کہ ڈائنا کو امریکا کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے بھیجا ہے؟ اور یہ غلط ہے کہ مجھے ٹریپ کیا گیا ہے۔ میں اپنی مرضی سے یہاں آیا ہوں۔"

اس اجنبی نے کہا "مگر اپنی مرضی سے بیٹی کو اپنا پتا نہیں بتا سکوگے۔ الپا تمہیں اجازت نہیں دے گی اور بیٹی اپنا پتا نہیں بتا سکے گی۔ اسے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا اجازت نہیں دے رہا ہے۔"

ڈائنا نے پریشان ہو کر پوچھا "یہ کیا ہورہا ہے ڈیڈی؟ تمہارے علاوہ اور کون بول رہا ہے۔ مجھے اس کی باتیں سچ لگ رہی ہیں۔"

الپا نے جیکی ہنٹر کو حکم دیا "دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوجاؤ۔ میری اجازت کے بغیر خیال خوانی نہ کرو۔ دس منٹ کے اندر گہری نیند سوجاؤ۔"

جیکی بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر آنکھیں بند کرنے کے بعد سونے کے لیے دماغ کو ہدایات دینے لگا۔

ڈائنا اسے مخاطب کررہی تھی "ڈیڈی! تم خاموش کیوں ہو؟ کیا میرے دماغ سے چلے گئے ہو؟"

اسے جواب نہیں مل رہا تھا۔ الپا' جیکی کو خیال خوانی نہ کرنے اور سوجانے کا حکم دے کر خود ڈائنا کے دماغ میں رہ گئی۔ یہ تجسس پیدا ہوگیا کہ وہ اجنبی کون ہے' جو ڈائنا کے دماغ میں آکر صرف اس کے ہی نہیں' امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بھی خلاف بول رہا ہے؟

ڈائنا کے دماغ میں رہنے والا امریکی مارک فورڈ بھی یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ اجنبی کون ہے؟ یہ معلوم کرنے کے لیے الپا' مارک فورڈ اور وہ اجنبی تینوں ہی ڈائنا کے دماغ میں موجود تھے اگر مارک فورڈ موجود نہ رہتا تو ڈائنا دوسروں کو محسوس کرلیتی اور سانس روک لیتی۔ وہ تینوں انتظار کررہے تھے کہ کوئی بولے گا تو بات آگے بڑھے گی پھر اس اجنبی کے متعلق کچھ معلوم ہوسکے گا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ آخر اس اجنبی نے کہا "ڈائنا! تم پر تنویمی عمل کرنے والا تمہارے دماغ میں خاموشی سے موجود ہے۔ اس کی موجودگی کے باعث تم ہماری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہی ہو۔ اچھا ہے اسے موجود رہنا چاہیے۔ میں اسے یقین دلاتا ہوں کہ اس وقت الپا بھی موجود ہے۔"

الپا حیران ہورہی تھی۔ پریشان ہورہی تھی۔ اس کا دماغ چیخ چیخ کر پوچھ رہا تھا' کیا دُور کی کوڑی لانے والا' دونوں طرف کے خیال خوانی کرنے والوں کو پہچاننے والا وہی مکار ہے؟ وہی شیطان ہے' جس سے میں ڈرتی ہوں اور جس پر مرتی بھی رہتی ہوں؟

آخر مارک فورڈ نے کہا "مسٹر اَن نون! تم جو بھی ہو۔ اس وقت سچ کہہ رہے ہو۔ ہماری آرمی کے ایک اہم تکنیکی ماہر کو الپا اغوا کرکے یہاں لے آئی ہے لیکن اس الزام کو تسلیم نہیں کررہی تھی۔ ہم نے ڈائنا کو باپ کی تلاش میں پہنچایا ہے۔ ابھی جیکی ہنٹر نے بیٹی سے رابطہ کرکے ثابت کردیا کہ وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اپنا پتا بیٹی کو نہیں بتا سکتا اور یہ ثابت ہوگیا ہے کہ ہمارا اغوا کیا جانے والا ماہر جیکی ہنٹر اس ملک میں ہے۔ الپا کا جھوٹ کھل گیا ہے۔"

اجنبی نے کہا "اب الپا خود کو نہیں چھپائے گی۔ جھوٹ کھلنے کے بعد امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی دشمنی کو اہمیت نہیں دے گی۔ یہ معلوم کرنے کے لیے بے چین رہے گی کہ میں کون ہوں؟"

مارک فورڈ نے پوچھا "تم کون ہو؟ تم ڈائنا کے دماغ میں کیسے پہنچ گئے؟"

"میں کون ہوں؟ یہ الپا پوچھے گی۔ تمہارے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ صبح کے اخبار میں ڈائنا کی تصویر دیکھی۔ یہ پڑھ کر ہمدردی ہوئی کہ ایک بیٹی باپ کو اور اپنے محبوب کو تلاش کررہی ہے۔ میں تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس وقت اس نے سانس نہیں روکی۔ کیونکہ تم اس کے دماغ میں رہ کر یہ انتظار کررہے ہو گے کہ اس کا باپ خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرے گا۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں؟"

"ہاں۔ میں صبح سے ڈائنا کے دماغ میں آتا جاتا رہا ہوں۔ یہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہے۔ میری موجودگی کے باعث تمہیں اس کے دماغ میں آنے کا موقع ملتا رہا۔"

"اس موقع سے فائدہ اٹھا کر میں نے ڈائنا کے چور خیالات پڑھے۔ جب یہ معلوم ہوا کہ اس کا باپ جیکی ہنٹر امریکن آرمی میں نمبرون مکینک ہے تو یاد آگیا کہ اسی نے ٹرانسفارمر مشین بنائی تھی۔"

مارک فورڈ نے پوچھا "تم کون ہو؟ تم نے اتنی معلومات کیسے حاصل کی ہیں؟"

"میں کہہ چکا ہوں' یہ نہ پوچھو کہ میں کون ہوں؟ یہ الپا مجبور ہوکر پوچھے گی۔ جہاں تک معلومات حاصل کرنے کا تعلق ہے تو میں کڑی سے کڑی ملا کر معلومات کی زنجیر بناتا ہوں۔ جب یہ معلوم ہوچکا ہے کہ ٹرانسفارمر مشین کا ماہر الپا کا قیدی بن گیا ہے تو کوئی نادان بھی سمجھ لے گا کہ الپا جیسی مکار عورت نے اس ماہر کو یونہی قیدی نہیں بنایا ہے۔ اسے اپنا معمول اور محکوم بنا کر ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کرا رہی ہے۔"

الپا کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی پھر وہ گہری سانس لے کر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میں جانتی ہوں' تم سانس نہیں روکو گے۔ تم دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے اپنے دماغ کے دروازے کھلے رکھتے ہو۔ مکار! شیطانوں کے شیطان! میں تمہیں گالیاں بھی نہیں دے سکتی۔ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ او گاڈ! تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"میں کہاں آیا ہوں؟ کیا تم سمجھ رہی ہو' میں اسرائیل میں ہوں؟"

اس نے بے یقینی سے پوچھا "تم یہاں تل ابیب میں نہیں ہو؟"

"ابھی نہیں ہوں۔ بلاؤ گی تو آجاؤں گا۔"

وہ جلدی سے بولی "نہیں۔ پلیز یہاں نہ آنا۔"

پھر وہ چونک کر بولی "تم پکے جھوٹے اور فراڈ ہو اگر یہاں نہیں ہو تو اخبار میں ڈائنا کی تصویر کیسے دیکھی؟"

"کیا آج کل گھاس کھا رہی ہو۔ کیا تمہارے ملک کے اخبار لندن اور پیرس نہیں پہنچتے ہیں۔ میں نے ایفل ٹاور کے فونٹین کے پاس بیٹھ کر وہ اخبار پڑھا اور ڈائنا کی تصویر

دیکھی۔"

اسے ذرا اطمینان ہوا مگر وہ پھر بے یقینی سے بولی "بڑی مشکل ہے۔ تمہارے دماغ میں رہ کر معلوم نہیں ہوتا تم کس ملک' کس شہر یا کس مکان میں ہو یا مکان کے باہر ہو۔"

"کھڑکی میں بلائنڈ گلاس (دھندلے شیشے) لگے ہوں تو دوسری طرف دکھائی نہیں دیتا۔"

"دیکھو' میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں رہا ہے۔ میں تم سے کہنے کا حق نہیں رکھتی پھر بھی التجا کرتی ہوں۔ میرے موجودہ معاملات میں مداخلت نہ کرو۔"

"میرے مکان کے ہر کمرے میں.... ایک ٹرانسفارمر مشین رکھی رہتی ہے۔ میں تم سے مشین ادھار مانگنے نہیں آؤں گا۔ ابھی بھول جاؤں گا کہ تمہارے موجودہ معاملات کیا ہیں؟"

"میں خوا مخواہ التجا کررہی ہوں۔ تم دہکتے ہوئے انگاروں پر بھی بیٹھ کر مداخلت نہ کرنے کی قسم کھاؤ گے۔ تب بھی میں یقین نہیں کروں گی۔ فار گاڈ سیک' مجھ سے کوئی سمجھوتا کرو۔"

"جب میری قسم پر یقین نہیں ہے تو کسی سمجھوتے پر کیسے یقین کرو گی؟"

"مجبوری ہے۔ کسی نہ کسی معاملے میں یقین کرنا ہی پڑے گا۔"

"مجبوری ہے تو بولو۔ کس طرح کا سمجھوتا کرو گی؟"

"میں تحفظ چاہتی ہوں اگر تم میرے موجودہ معاملات میں مداخلت نہیں کرو گے بلکہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے خلاف سیکیورٹی دو گے تو میں تمہاری کنیز بن کر رہا کروں گی۔"

"تمہیں شریک حیات بنایا تھا پھر تم سے نجات حاصل کرنے کے بعد اپنے دونوں کان پکڑ لیے۔ جو اعلیٰ شریک حیات بن کر نہ رہ سکی' وہ ادنیٰ کنیز بن کر کیا بھلا کرے گی۔"

"غلطیاں سب سے ہوتی ہیں۔ مجھ سے بھی ہوگئیں۔ تم فراخ دل ہو۔ مجھے معاف کرکے ایک موقع دو۔ میں ایک دوست بن کر تمہارے کام آتی رہوں گی اور اپنی وفاداری ثابت کرتی رہوں گی۔"

"میں نے تمہیں معاف کیا۔ میرے خدا نے تمہیں معاف کیا۔ میں تمہیں ایک بہترین دوست سمجھ کر اپنی وفاداری ثابت کرنے کا موقع دے رہا ہوں۔"

"شکریہ' تم بہت اچھے ہو۔ میں بہت نادان ہوں۔ خوا مخواہ تم سے دشمنی کرتی رہی۔ تم پھر دوستی کا موقع دے رہے ہو۔ اب میں مرتے دم تک ہر حال میں دوستی نبھاتی رہوں گی۔"

"یہ تو آنے والا وقت بتائے گا۔ ابھی کام کی باتیں کرو۔ مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"یہ تم اچھی طرح سمجھ گئے ہو کہ میں بڑی رازداری سے ٹرانسفارمر مشین تیار کرا رہی ہوں۔"

"اب رازداری کہاں رہی؟ جیکی ہنٹر اور اس کی بیٹی ڈائنا کی آمد سے تمہاری ٹرانسفارمر مشین کا راز کھل چکا ہے۔"

"یہی تو پریشانی ہے۔ وہ لوگ مشین کی تیاری کے دوران میں رکاوٹیں پیدا کریں گے۔ میں ان سے نمٹنے کا حوصلہ رکھتی ہوں پھر بھی تمہارا تعاون چاہتی ہوں۔"

"میں کس طرح تعاون کرسکتا ہوں؟"

"صرف یہ چاہتی ہوں کہ میری ٹرانسفارمر مشین کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہ کرو۔"

"تمہاری وہ مشین مہینے دو مہینے میں تیار ہوجائے گی۔ مجھ سے تمہاری دوستی اور وفاداری کی مدت بھی دو ماہ کی ہوگی۔ مشین تیار ہوتے ہی تمہارے اندر کی یہودی عورت بیدار ہوجائے گی۔"

"پلیز ایسا نہ کہو۔"

"پہلے وفاداری ثابت کرو پھر ٹرانسفارمر مشین تیار کرو۔"

"اتنی جلدی کس طرح ثابت کروں؟ کس معاملے میں وفاداری کا مظاہرہ کروں؟"

"آئندہ ایک برس تک کئی معاملات درپیش ہوں گے۔ ان تمام معاملات میں میری دوست اور وفادار رہو گی۔ جب مجھے یقین ہوجائے گا تو پھر میں تمہاری ٹرانسفارمر مشین کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہیں کروں گا۔"

وہ بے اختیار چیخ کر بولی "ایک برس؟ تم یہ چاہتے ہو کہ میں ایک برس تک تمہاری غلامی کرتی رہوں اس کے بعد ٹرانسفارمر مشین تیار کروں؟"

"اصولی بات ہے۔ پہلے دوستی اور وفاداری کا ثبوت پیش کرنا چاہیے۔"

"تم بڑے وہ ہو۔ پلیز مذاق نہ کرو۔"

"اگر یہ مذاق ہے تو بتاؤ' دوستی اور وفاداری کیسے ثابت کرو گی؟"

"جب دوستی رہے گی۔ رابطہ رہا کرے گا تو میں وفاداری ثابت کرتی رہوں گی؟"

"میں اس وفاداری کی بات کررہا ہوں' جسے مشین کی

تیاری کے بعد قائم رہنا چاہیے۔ یہ تمہارا آج تک کا ریکارڈ ہے کہ اپنا کام نکالتے ہی نظریں پھیر لیتی ہو۔"

"اب ایسا نہیں کروں گی۔ میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں؟"

"ایک برس تک یقین دلانے کے بہت سے مواقع ملتے رہیں گے۔"

"تم چاہتے ہو' اس کے بعد میں مشین تیار کراتی رہوں۔ اس ایک برس میں مشین کا ماہر جیکی ہنٹر مر سکتا ہے یا دشمن اسے ہلاک کرسکتے ہیں۔ اس مشین کا نقشہ مجھ سے چھین لیا جاسکتا ہے۔"

"میں ایک برس تک جیکی ہنٹر اور نقشے کی حفاظت کروں گا۔ جیکی ہنٹر طبعی موت مرے گا تو میں تمہاری وہ ٹرانسفارمر مشین تیار کروں گا۔"

"تم مجھے ٹال رہے ہو۔ ٹرانسفارمر مشین تیار کرنا آسان نہیں ہے اگر تم مکینک ہو' تب بھی ایک عام مکینک یہ مشین تیار نہیں کرسکتا۔"

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے اور علی نے بابا صاحب کے ادارے میں یہ مشین تیار کی تھی اور علی یہی مشین تیار کرنے چین پہنچ رہا ہے۔"

"پھر تو یہ زیادتی ہے کہ یہ مشین چین کو فراہم کرو اور مجھے نہ کرو۔"

"ہمارے چینی بھائی طوطا چشم نہیں ہیں۔ آگے کا حال خدا جانتا ہے۔ تمہارا حال شیطان بھی جانتا ہے۔ اپنے حال پر خود رحم کرو۔ ایک برس میں اپنی عادتیں درست کرو۔ اس کے بعد مشین تیار کرو۔"

"یہ کیا تم نے ایک برس کی رٹ لگائی ہے؟ گھنٹے بھر سے تمہاری خوشامدیں کررہی ہوں۔ تم کہو گے تو ساری زندگی خوشامدیں کرتی رہوں گی لیکن ایک ماہ کے اندر ٹرانسفارمر مشین تیار کراؤں گی۔"

"الپا! ہر چیز کے پیدا ہونے اور فنا ہونے کا وقت مقرر ہوتا ہے۔ تم کیا جانو کہ تمہاری ٹرانسفارمر مشین کب پیدا ہوگی؟ اور پیدا ہو بھی سکے گی یا نہیں؟"

"میں خوب سمجھ رہی ہوں' تم ڈھکے چھپے الفاظ میں چیلنج کررہے ہو کہ مجھے مشین تیار کرنے نہیں دوگے؟"

"میں کسی کو خوش نصیب یا بدنصیب بنانے کا احمقانہ چیلنج نہیں کرتا۔ میں تمہیں بیوی بنا کر تمہارے نصیب نہیں بدل سکا۔ اب بھلا کیسے بدل سکتا ہوں؟ جو پیش آتا ہے' وہ تمہارے نصیب سے آئے گا۔"

وہ جھنجلا کر بولی "میری سمجھ میں نہیں آتا' میں زندگی کی سب سے اہم کامیابی حاصل کرنے والی ہوں اور ایسے وقت تم یہاں مرنے کیوں آگئے ہو؟"

"میں پیرس میں جی رہا ہوں۔ تمہارے تل ابیب میں مرنے نہیں آیا ہوں۔"

"میں ابھی معلوم کرلوں گی کہ تم کہاں ہو؟ مجھے کمزور نہ سمجھنا' اگر تم میرے ملک کے کسی بھی حصے میں پائے جاؤ گے تو میں تمہاری راتوں کی نیند اور دن کا سکون غارت کردوں گی۔"

"اب وہ جوانی کہاں رہی کہ راتوں کی نیندیں اڑا سکو۔ ذرا آئینہ دیکھو' ڈھل چکی ہو۔"

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ جیکب رابن کے پاس پہنچ کر بولی "تم نے ایک بار اپنے کالے جادو سے معلوم کیا تھا کہ میرا دشمن نارنگ کہاں چھپا ہوا ہے۔"

جیکب رابن نے کہا "یس میڈم! وہ نارنگ چالیس دنوں کی تپسیا کررہا تھا۔ بھیا نے کالے جادو سے اس کے چاروں طرف ایک دائرہ کھینچ دیا تھا۔ اس دائرے کے اندر میرے جادو نے اس پر اثر نہیں کیا تھا لیکن یہ معلوم ہوگیا تھا کہ وہ بھارت میں ہے۔"

"اب یہ معلوم کرو کہ پارس کہاں ہے؟"

"میڈم! یہ کالا عمل بہت مشکل ہے۔ ذرا وقت لگے گا۔ میں دو گھنٹے تک اس کا سراغ لگا سکوں گا۔"

"میں تمہارے پاس آرہی ہوں۔ مسلسل عمل کرتے رہو۔ اس کا سراغ ملتے ہی اسے اپنے زیر اثر لاؤ اگر اس کے دماغ پر اثر انداز نہ ہوسکو تو اسے جسمانی طور پر نقصان پہنچاؤ۔ میں بھی کسی کو آلہ کار بنا کر اسے ختم کردوں گی۔ زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ وہ زندہ رہے گا تو مجھے مشین تیار کرانے نہیں دے گا۔ اسے مرنا ہے۔ ہر حال میں مرنا ہے۔"

"میڈم! آپ دیکھ رہی ہیں' میں کالا عمل شروع کرنے کی تیاری کررہا ہوں۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ وہ دو گھنٹے کے اندر آپ کے قدموں میں ہوگا۔"

الپا اس کے دماغ میں رہ کر دیکھ رہی تھی۔ وہ پارس کے خلاف کالا جادو شروع کررہا تھا۔ اسے کسی حد تک اطمینان ہوا۔ وہ اتنا سمجھتی تھی کہ کالے جادو کے ذریعے پارس کو کوئی نقصان پہنچے یا نہ پہنچے' اس کا سراغ ضرور ملے گا کہ وہ کس ملک' کس شہر اور کس علاقے میں ہے۔

الپا کے لیے اتنا ہی بہت ہوتا۔ اس کا پتا ٹھکانا معلوم ہوتے ہی وہ کسی آلہ کار کے ذریعے اسے گولی مار سکتی تھی اور

اگر اس کے مقدر میں زندگی ہوتی تو اسے کم از کم اپاہج ضرور بنا سکتی تھی۔

زندہ رہنے کے لیے سانسیں لیتے رہنا ضروری ہے لیکن موجودہ حالات میں الپا کے لیے ٹرانسفارمر مشین لازمی تھی۔ وہ مشین تیار نہ ہوتی تو اس کا دم نکل جاتا۔ وہ مشین اسے نئی توانائیاں' نئی صلاحیتیں' نئی حکمرانی اور رعب و دبدبہ دینے والی تھی۔ یہ سب کچھ اسی وقت حاصل ہوتا' جب پارس زندگی ہار جاتا یا اپاہج اور معذور ہوجاتا یا اس کے راستے سے ہٹ جاتا۔

وہ ہٹنے والا نہیں تھا اور وہ جان کی بازی لگا کر اسے ہٹانے والی تھی۔

○☆○

تھری جے کے تینوں دوست ایک دوسرے سے بے مثال دوستی کا ثبوت دیتے آرہے تھے۔ ان تینوں میں جے کافو بڑی ذمے داریاں پوری کرتا رہتا تھا۔ وہ عاشق مزاج نہیں تھا۔ اپنے دونوں ساتھیوں جے سامو اور جے فلو کو سمجھایا کرتا تھا کہ عشق و محبت کے جذبات کو دل میں جگہ نہ دیں۔ کوئی پسند آجائے تو اس سے عارضی دوستی کریں۔ اپنے گلے کا پھندا کبھی نہ بنائیں۔

لیکن ان دونوں نے دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر مونا اور ہیلو ریٹا سے شادیاں کیں۔ جے کافو نے ان شادیوں کے برے نتائج کا انتظار نہیں کیا۔ برا وقت آنے سے پہلے ہی اس نے ہیلو ریٹا کو ایک کار کے حادثے سے دوچار کرایا۔ وہ مرگئی۔ اس نے مونا کو جے سامو سے دور کردیا۔ اس طرح دور کیا کہ مونا پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے دماغ کو لاک کیا۔ جس کے نتیجے میں جے سامو خیال خوانی کے باوجود مونا کو تلاش نہ کرسکا۔

جے کافو نے دوست ہوکر دونوں دوستوں کے دلوں کی دنیا اجاڑ دی۔ دونوں کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ جے کافو نے ان کی محبوباؤں سے دشمنی کی ہے۔ اس نے حقیقتاً دانائی کا ثبوت دیا تھا۔ ان دونوں دوستوں کے ساتھ ہمیشہ کامیابی سے روپوش رہنے اور دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے ہی دوستوں اور ان کی محبوباؤں سے دشمنی لازمی تھی۔

بہرحال جے فلو کو صبر آگیا تھا۔ اس کی محبوبہ ہیلو ریٹا مرگئی تھی لیکن مونا زندہ تھی۔ کہیں گم ہوگئی تھی جے سامو کو صبر نہیں آسکتا تھا۔ وہ پریشانی سے سوچتا رہتا تھا کہ نہ جانے اس کی مونا کہاں ہوگی؟ کس حال میں ہوگی؟ جے کافو اور جے فلو اسے سمجھاتے رہتے تھے۔ یہ اندیشہ تھا کہ جے سامو کسی اہم معاملے میں خیال خوانی کے دوران میں کوئی غلطی کرے گا تو چالاک دشمن ان کا پتا ٹھکانا معلوم کرلیں گے۔ ایک عاشق دیوانہ اپنے دونوں دوستوں کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ ایسی صورت میں جے کافو نے پھر ایک چال چلی۔ بنی نام کی ایک حسین لڑکی پر تنویمی عمل کیا۔ جے سامو کو اس کا آئیڈیل بنایا۔ اس حسینہ بنی نے خواب میں دیکھا کہ وہ اتوار کو چرچ جائے گی تو وہاں اس کے آئیڈیل سے ملاقات ہوگی۔

جے سامو ہر اتوار کو اس چرچ میں عبادت کے لیے جایا کرتا تھا۔ اسی لیے جے کافو نے بنی کو خواب میں اس چرچ کا منظر دکھایا تھا۔ جس طرح لوہا لوہے کو کاٹتا ہے۔ اسی طرح وہ بنی کے ذریعے مونا کے سحر کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ بے شک اس نے ایسی حکمت عملی اختیار کی تھی کہ جے سامو جیسے عاشق کا دل ایک کھلونا گم ہونے کے بعد دوسرے کھلونے سے بہل جاتا۔

اس کے بعد جے فلو دوسرے اہم معاملے میں مصروف ہوگیا۔ ان تینوں نے یہ اہم فیصلہ کیا تھا کہ جے کافو ذہین اور باصلاحیت افراد کو تلاش کرے گا۔ تنویمی عمل کے ذریعے انہیں اپنا معمول اور محکوم بنائے گا پھر انہیں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائے گا۔ اس طرح وہ تھری جے بڑی رازداری سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بناتے رہیں گے۔

بارہ افراد نے رازداری سے ٹرانسفارمر مشین تیار کی تھی۔ جیکی ہنٹر کے اغوا ہوتے ہی وہ اس مشین کو دوسرے خفیہ اڈے میں منتقل کررہے تھے۔ یہ بات سمجھ میں آنے والی تھی کہ الپا' جیکی ہنٹر کو اغوا کرانے کے بعد اس کے چور خیالات پڑھ کر ان کے بارے میں اور مشین کے بارے میں بہت کچھ معلوم کررہی ہوگی۔ لہٰذا وہ مشین کے مختلف پارٹس کھول کر دوسرے خفیہ اڈے میں پہنچا کر وہاں دوبارہ اس مشین کو مکمل کررہے تھے۔

اس مشین کی دوبارہ تکمیل تک جے کافو نے تین ایسے صحت مند جوانوں کا انتخاب کیا' جو نہایت ذہین ہونے کے علاوہ بہترین فائٹر بھی تھے۔ ان میں سے ایک کا تعلق اسپین سے تھا اور بقیہ دو جوانوں کی رہائش لندن میں تھی۔ وہ ایسے ہی صحت مند اور ذہین افراد کی تلاش میں یورپ کے مختلف ملکوں میں تنہا سفر کررہا تھا۔ لندن کے ہائیڈ پارک میں ایک ہندوستانی حسینہ سے سامنا ہوا۔ وہ ایک جگہ کھڑا خیال خوانی کے ذریعے جے فلو سے ایک اہم بات کررہا تھا۔ جبکہ وہ عوامی مقامات پر کبھی خیال خوانی نہیں کرتا تھا۔ صرف ایک منٹ ایسا

کرنے کے بعد وہ دماغی طور پر حاضر ہوا تو سامنے وہ حسینہ کھڑی ہوئی تھی اور۔۔۔ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اس نے بھی حسینہ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر پوچھا "ویل مس! میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟"

"یہی میں تم سے پوچھنا چاہتی ہوں۔ تم ایسے گم صم کھڑے ہوئے ہو جیسے بھولا ہوا راستہ یاد کر رہے ہو۔ میں تمہیں گائیڈ کر سکتی ہوں۔"

بعض لوگ آدم بیزار ہوتے ہیں۔ جے کافو حوّا بیزار تھا۔ عورتوں سے ہمیشہ دور رہتا تھا۔ وہ مونا اور ہیلو ریٹا کو اپنے ساتھیوں سے دور کر چکا تھا۔ اب اسے اس ہندوستانی حسینہ سے بھی دور ہو جانا چاہیے تھا لیکن پہلی بار اس نے ایک نامعلوم سی کشش محسوس کی۔ پہلی بار علم ہوا کہ دنیا کی تمام حسین عورتوں کا میلہ لگ جائے' تب بھی کسی حسینہ پر دل نہیں آتا۔ دراصل دل آنے کی بات ہے۔ کسی خاص کے لیے خاص قدرتی کشش ہوتی ہے۔ ایسی خاص کشش کے سامنے جے کافو جیسے سخت اصول پسند بھی دل ہار جاتے ہیں۔

وہ بولا "مجھے اپنے ہوٹل کا راستہ یاد ہے۔ ویسے میں پہلی بار لندن آیا ہوں۔ سوچتا ہوں' تنہا شہر میں گھومتا رہوں گا تو بھٹک جاؤں گا۔"

یہ کہتے ہوئے اس کی نظریں بے اختیار اس حسینہ پر جمی ہوئی تھیں۔ دل کہہ رہا تھا کہ اس کے ساتھ کچھ وقت گزارے۔ وہ بولی "صاف کیوں نہیں کہتے کہ میرے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتے ہو۔"

وہ چونک گیا۔ جو بات وہ سوچ رہا تھا' وہی بات وہ زبان سے کہہ رہی تھی۔ کیا وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے؟

"نہیں۔۔۔ اگر وہ دماغ میں آتی تو جے کافو اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا۔ اس نے پوچھا "تم کون ہو؟ تم نے میرے دل کی بات کیسے سمجھ لی؟"

"یہ تمہارے دل کی بات نہیں تھی۔ میں تمہارے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتی ہوں۔ میں نے یہ ارادہ کرتے ہی تمہاری پیشانی کو دیکھا تو یہی ارادہ تمہارے دماغ میں پیدا ہو گیا۔ تم نے بھی یہی سوچا کہ میرے ساتھ وقت گزارنا چاہیے۔"

یہ بڑی عجیب سی بات تھی کہ وہ جو سوچتی تھی۔ ایسا ہی کچھ سوچنے کے لیے دوسروں کو مجبور کر دیتی تھی۔ جبکہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی۔ جے کافو نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا۔ وہ یوگا کا ماہر تھا۔ یقین سے کہہ سکتا تھا کہ وہ خیال خوانی کرنا نہیں جانتی ہے۔

وہ اس کی اصلیت معلوم کرنے کے لیے اس کے دما[غ] میں پہنچنا چاہتا تھا لیکن دماغ میں یہ بات آئی کہ پہلے اس حسی[نہ] سے متعارف ہونا چاہیے۔ اپنے بارے میں کچھ بتایا جائے تو وہ بھی اپنے بارے میں کچھ بتائے گی۔

پھر اس نے سوچا "اس کے بارے میں کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ میں اس کے چور خیالات پڑھ کر بہ[ت] کچھ معلوم کر لوں گا۔"

وہ بولی "تم اپنے بارے میں کچھ بتانا کیوں نہیں چاہتے؟ کیا اس بات سے پریشان ہو کہ جو بات میں سوچتی ہوں' و[ہی] بات تمہیں کیسے سوچنے پر مجبور کر دیتی ہوں؟"

"میں یہی سمجھنا چاہتا ہوں کہ تم اپنا خیال' اپنا ارا[دہ] میرے اندر کیسے پیدا کرتی ہو۔ کیا ٹیلی پیتھی جیسا کوئی علم جا[نتی] ہو؟"

"میں کسی طرح کا کوئی علم نہیں جانتی ہوں۔ میر[ی] آنکھوں میں کوئی غیر معمولی قوت ہے۔ میں کسی کی پیشانی [پر] نظریں جما کر جو بات سوچتی ہوں' وہی بات وہ سوچنے لگتا ہے۔ دیکھو' ابھی میں خاموش ہو کر تمہاری پیشانی کو تکنے اور ا[یک] ارادہ کرنے والی ہوں۔ اس کا نتیجہ ابھی سامنے آئے گا۔"

وہ اس کی پیشانی کو تکنے لگی۔ اس نے بے اختیار

"میرا نام جے کافو ہے۔۔۔"

اتنا کہتے ہی وہ ایک دم سے سنبھل گیا۔ اس نے عوا[می] مقامات میں آ کر کبھی کسی کو اپنا اصلی نام نہیں بتایا تھا۔ ا[س] وقت بے اختیار اس کی زبان پر اپنا نام آ گیا تھا۔

وہ بولی "میں نے تمہارا نام معلوم کرنے کا ارادہ کر[تے] ہوئے تمہاری پیشانی کو دیکھا۔ تم نے فوراً ہی اپنا نام بتا[یا۔] کیا اب تمہیں یقین آیا کہ میری آنکھوں میں کوئی غیر معم[ولی] قوت ہے؟"

"یقین آ گیا۔ تم بہت خطرناک ہو۔ اپنی نگاہوں [سے] سلگتا ہوا' چبھتا ہوا ارادہ کسی کے بھی دماغ میں پہنچا کر ا[س] کے اندر کی باتیں معلوم کر لیتی ہو۔ تم کون ہو؟ کہاں ر[ہتی] ہو؟"

"میرا نام شیوانی بھاسکر ہے۔ انڈیا سے آئی ہوں۔ [میرا] کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ جہاں چاہتی ہوں رہ جاتی ہوں۔ [مجھے] سے مہنگا لباس پسند آئے تو اسے خریدتی نہیں' مگر پہن[تی] ہوں۔"

"جب خریدتی نہیں ہو تو پہن کیسے لیتی ہو؟"

"دکان دار کی پیشانی کو دیکھ کر پسندیدہ لباس پہننے کا ار[ادہ] کرتی ہوں۔ وہ فوراً ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر وہی لباس لا کر [دیتا ہے۔]

دے دیتا ہے۔ میرے ارادوں کے مطابق بڑے بڑے ہوٹلوں کے مالکان مجھ سے کمروں کا کرایہ اور کھانے کا بل نہیں لیتے ہیں۔ تم ابھی میرے ساتھ لنچ کرو گے۔"

وہ انکار کرتے کرتے رک گیا۔ شیوانی اس کی پیشانی کو تک رہی تھی۔ وہ بے اختیار اس کے ارادے کے مطابق بولا "ہاں تمہارے ساتھ لنچ کروں گا۔"

وہ راضی تو ہو گیا مگر پریشان بھی ہو گیا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ زندگی میں پہلی بار ایک حسینہ کے زیر اثر آ رہا ہے۔ پریشانی یہ تھی کہ وہ ایک عاشق کی حیثیت سے نہیں بلکہ فرماں بردار کی حیثیت سے اس کی باتیں مان رہا تھا۔

اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگیں۔ وہ بہت دیر سے اس کے دماغ میں جا کر چور خیالات پڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا لیکن شیوانی کے ارادوں میں الجھتا جا رہا تھا۔ اس کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا' وہ کوئی بلا ہے۔ صرف اس کی آنکھوں میں غیر معمولی قوت نہیں ہے۔ اس کے اندر اور بہت کچھ ہے۔

اس بار اس نے مستحکم ارادہ کیا۔ خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

انسانی دماغ میں خلا نہیں ہوتا۔ یعنی دماغ کبھی خالی نہیں رہتا۔ وہاں مختلف خیالات کی بھرمار رہتی ہے۔ انسان ان میں سے صرف شعوری خیالات کو سمجھتا ہے۔ باقی تمام خیالات لاشعور اور تحت الشعور کے خانوں میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ شیوانی کے دماغ میں شعوری' لاشعوری اور تحت الشعوری تمام خیالات ایک دوسرے سے گڈمڈ ہو رہے تھے۔ کوئی انفرادی خیال واضح نہیں تھا۔ ایک خیال دوسرے سے' دوسرا خیال تیسرے سے اور چوتھے سے ٹکرا رہا تھا۔ یوں کئی خیالات ایک دوسرے میں جذب ہو رہے تھے۔

جے کافو ایک خیال پڑھنا چاہتا تو ایسے وقت دوسرا خیال اس میں شامل ہو کر کوئی تیسری بات پیدا کر رہا تھا۔ اس نے جو خیالات پڑھے' وہ کچھ یوں تھے "میرا نام شیوانی بھاسکر۔۔۔ میں تجھ کو بھگا لاؤں گی' تیرے گھر سے۔ تو مر جائے گا' میرے باپ کے ڈر سے۔۔۔ میری عمر پورے بیس۔۔۔ میں ستر برس کے بعد مروں گی۔ گنگو پرساد مر گیا۔ مجھے مارنے کا ارادہ نہ کرتے تو وہ لوگ نہ مرتے۔۔۔ جینا یہاں' مرنا یہاں' اور ہمیں جانا کہاں۔۔۔"

جے کافو پریشان ہو گیا۔ کوئی خیال ایک جگہ نہیں ٹھہر رہا تھا۔ ایک کے بعد دوسرا خیال حاوی ہو رہا تھا۔ اس نے پوچھا "تم خاموش کیوں ہو؟ کیا میرے بارے میں سوچ رہے ہو؟"

"کیا تم اپنے بارے میں سچ بتا سکتی ہو کہ کون ہو؟ کیا تنہا ہو یا رشتے دار' دوست احباب وغیرہ بھی ہیں؟ اگر نہیں ہیں تو تنہا کیوں رہتی ہو؟ کس طرح کی زندگی گزارتی رہتی ہو؟"

"میں اپنا نام بتا چکی ہوں۔ میرے رشتے دار بھی ہوں گے۔ دوست بھی ہوں گے۔ فی الحال وہ مجھے یاد نہیں ہیں اور نہ میں یاد کرنا چاہتی ہوں اور تم نے کیا پوچھا ہے؟"

"تم تنہا زندگی کیوں گزار رہی ہو؟"

"یوں تنہا زندگی گزارنے سے دنیا والوں کو تکلیف نہیں ہو رہی ہے۔ کیا تمہیں ہو رہی ہے؟"

"میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ بھلا مجھے کیوں تکلیف ہو گی؟"

"واسطہ رہے گا' تب بھی کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ البتہ تم خود کوئی مصیبت مول لو گے تو یہ تمہاری نادانی ہو گی۔"

"میں ابھی اس ملاقات کو پہلی اور آخری ملاقات بنا رہا ہوں اور اب جا رہا ہوں۔"

"کیوں جا رہے ہو؟ کیا میں تمہارے لیے پرابلم بن رہی ہوں؟"

"پرابلم بن سکتی ہو۔ تم نے میرے کسی سوال کا معقول جواب نہیں دیا۔ صرف نام بتایا۔ ماں باپ اور رشتے داروں کے بارے میں نہیں بتایا۔"

"کیا تم نے بتایا کہ تمہارے ماں باپ اور رشتے دار کون ہیں؟ کیا میں نے تم سے پوچھا؟ نہیں۔۔۔ میں نے نہیں پوچھا۔ ہم ایک دوسرے کے بارے میں کچھ یا بہت کچھ معلوم کر کے کیا حاصل کر لیں گے؟"

"میں کسی اجنبی مرد یا عورت سے ملنا پسند نہیں کرتا۔"

"تم نے میرے ساتھ لنچ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔"

"میں لنچ کے لیے وقت نہیں نکال سکوں گا۔"

"پھر تو یہ میری انسلٹ ہو گی۔ تم میرے لیے چیلنج بن جاؤ گے۔"

"اگر میں چیلنج بن جاؤں تو کیا کرو گی؟"

"تمہیں سمجھاؤں گی کہ مصیبت کو دعوت نہ دو۔ کسی کے لیے چیلنج نہ بنو۔ اس طرح دوست نہیں' دشمن پیدا ہوتے ہیں۔ میں درست کہہ رہی ہوں نا؟"

وہ اس کی پیشانی کو دیکھ کر بول رہی تھی۔ اس نے پہلے بھی محسوس کیا تھا کہ جب وہ دیکھتی تھی تو پیشانی میں ہلکی سی جلن پیدا ہوتی تھی پھر پورے جسم میں حرارت سی محسوس ہونے لگتی تھی۔ اس وقت بھی اس نے حرارت محسوس کرتے ہوئے کہا "درست کہہ رہی ہو۔ کسی کو چیلنج نہیں کرنا

چاہیے۔"
اس نے اس کی گرماتی ہوئی نظروں کے زیرِ اثر رہ کر اس کی مرضی کے مطابق کہہ دیا کہ کسی کو چیلنج نہیں کرنا چاہیے لیکن یہ حقیقت پریشان کررہی تھی کہ اس کی خوب صورت اور خطرناک آنکھیں اسے اپنا معمول بنالیتی ہیں۔ اب تک یہی دیکھنے میں آیا تھا کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں جو معمول بنتے ہیں' وہ پھر اپنے اختیار میں نہیں رہتے لیکن شیوانی کے سامنے بات مختلف تھی۔ جب وہ نظروں سے گرما رہی تھی۔ تب وہ فرماں بردار بن رہا تھا۔ اس کے بعد آزادی سے اپنی مرضی سے شیوانی کے خلاف سوچ رہا تھا۔ وہ واقعی ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی اگر جانتی تو جے کافو کے دماغ میں آکر اسے اپنے خلاف سوچنے کی اجازت نہیں دیتی۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے جے فلو سے کہا "میرے دماغ میں آؤ۔ ایک عجیب و غریب انڈین لڑکی میرے لیے مصیبت بن رہی ہے۔"

جے فلو اسی وقت خیال خوانی کے ذریعے جے کافو کے دماغ میں آگیا۔ اس کے خیالات پڑھتے ہوئے شیوانی کے بارے میں معلوم کرنے لگا اور اس حسینہ کی باتیں بھی سننے لگا۔

وہ پوچھ رہی تھی "تم میرے ساتھ لنچ کرنا کیوں نہیں چاہتے؟"

"میں دوسری جگہ مصروف ہوں پھر کبھی ملاقات ہوگی تو ہم کہیں ساتھ بیٹھ کر کھائیں گے۔"

اس نے پھر اپنی پیشانی پر گرمی محسوس کی۔ اس کے ساتھ ہی پورے جسم کے اندر حرارت ہونے لگی۔ وہ بولی "اگر مصروف نہیں ہو تو سچ کہہ دو۔ جھوٹ نہ بولو۔"

اس نے بے اختیار کہا "میں کہیں مصروف نہیں ہوں۔"

پھر وہ سوچ کے ذریعے بولا "یار فلو! دیکھو' میں سچ نہیں بولنا چاہتا تھا مگر اس کی آنکھوں نے مجھے سچ بولنے پر مجبور کردیا۔"

جے فلو نے کہا "سنا تھا کہ حسین آنکھیں دلوں میں اتر جاتی ہیں لیکن یہ آنکھیں تو دماغی ارادے بدلنے کی طاقت رکھتی ہیں۔"

شیوانی نے کہا "تم بہت اچھے ہو' تم نے سچ کہہ دیا۔ آؤ۔ ہم کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں چلیں۔"

وہ شیوانی کے ساتھ جانے لگا۔ جے فلو نے کہا "اس کے ساتھ لنچ کرو۔ وقت گزارو۔ ہم اس حسینہ کو سمجھنے کی کوششیں کرتے رہیں گے۔ ہوسکتا ہے' اس کی کوئی کمزوری ہمیں معلوم ہوجائے۔"

وہ اس کے ساتھ کار میں آکر بیٹھ گیا۔ شیوانی کار ڈرائیو کرنے لگی۔ جے کافو نے کہا "ہمیں ایک دوسرے سے متعارف ہونا چاہیے۔ پلیز مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"کیا بتاؤں؟"

"یہی کہ تمہاری آنکھوں میں کیا جادو ہے؟ جب تم مجھے ایک خاص انداز سے دیکھتی ہو تو میں تمہاری مرضی کے مطابق تمہاری ہر بات مان لیتا ہوں۔"

وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے' ونڈ اسکرین کے پار دیکھتی ہوئی بولی "تمہارے اس سوال کا جواب مجھے خود کبھی نہیں ملا۔ بچپن میں میرے ماں باپ پریشان ہوجاتے تھے۔ میں ماں کو دیکھتی تھی تو وہ میرے باپ سے جھوٹ نہیں بول پاتی تھی۔ باپ کو دیکھتی تھی تو وہ میری ماں سے یہ بات چھپا نہیں پاتا تھا کہ وہ گھر سے باہر کسی دوسری عورت کے ساتھ وقت گزارتا ہے۔" وہ ہنستی ہوئی بولی "ہم دیوی ماں کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ بے چارے سمجھتے تھے کہ میرے اندر ماں جگدمبے سما گئی ہے اور وہ دیوی ماں میرے ذریعے ان کا جھوٹ سچ ظاہر کرتی رہتی ہے۔"

"کیا صرف تمہارے ماں باپ تم سے پریشان تھے؟"

"محلے پڑوس والے بھی مجھ سے ڈرتے تھے۔ مجھ سے کبھی کوئی ضروری بات کرتے تھے پھر دور دور رہنے لگتے تھے۔ میں کتنے ہی جھوٹوں اور دغا بازوں کا پول کھولتی رہتی تھی۔ اسکول سے لے کر کالج تک تمام اسٹوڈنٹس ٹیچرز اور پروفیسرز وغیرہ مجھ سے ڈرتے بھی تھے' مجھے چاہتے بھی تھے۔ فرسٹ ائر کے بعد مجھے کالج سے چھٹی دے دی گئی۔"

"کیا تم آگے پڑھنا نہیں چاہتی تھیں؟"

"انہوں نے آگے پڑھانے سے انکار کردیا۔ کیونکہ میں امتحانات میں تمام سوالات کے جواب اپنی آنکھوں کی قوت سے معلوم کرلیتی تھی۔"

"کیسے معلوم کرلیتی تھیں؟ امتحانات میں ایک ہی ممتحن کلاس میں نگرانی کرتا ہے۔ تمہارا کوئی پروفیسر تمہارے سامنے نہیں رہتا ہوگا پھر تم اپنے کسی پروفیسر کی پیشانی کو کیسے دیکھ لیتی تھیں؟"

"ظاہر ہے' وہ سامنے نہیں ہوتا تھا' میں اسے نہیں دیکھ سکتی تھی مگر تصور میں دیکھتی تھی۔ میری نگاہیں اس کی پیشانی تک پہنچتی تھیں۔ وہ سوالات کے جوابات بولنے لگتا تھا' میں لکھتی چلی جاتی تھی۔"

اس نے ہوٹل شیرٹن کے پارکنگ ایریا میں کار روک دی۔ جے کافو نے پریشان ہو کر پوچھا "اس کا مطلب یہ ہے کہ میں تمہارے سامنے نہیں رہوں گا' تب بھی تمہاری نگاہیں میری پیشانی تک پہنچیں گی؟"

وہ دونوں کار سے باہر آئے۔ ہوٹل کے اندر جانے لگے۔ شیوانی کہہ رہی تھی "تم دنیا کے آخری سرے پر بھی رہوگے تو تمہارا چہرہ یاد رہے گا۔ میری نگاہیں تمہاری پیشانی تک پہنچتی رہیں گی۔"

جے کافو زندگی میں پہلی بار ایک دوشیزہ سے خوف کھانے لگا۔ جے فلو نے کہا "یار! یہ ایک طرح سے ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ ہم بھی دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک کسی کے بھی دماغ میں پہنچ جاتے ہیں۔"

"اس کی سوچ کی لہریں دماغ میں نہیں پہنچتی ہیں۔ میں نے اب تک اسے اپنے اندر محسوس نہیں کیا ہے پھر ہم اس کے خلاف باتیں کررہے ہیں اور وہ ہماری باتوں سے اور تمہاری موجودگی سے بے خبر ہے۔"

وہ شیوانی کے ساتھ ڈائننگ ہال میں آیا۔ وہ دونوں ایک میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ جے کافو نے کہا "تم میری پیشانی پر نظر ڈالتی ہو اور مجھ سے سچ اگلوالیتی ہو۔ میں تم سے کیسے سچ اگلوا سکتا ہوں؟"

"میں جھوٹ بولوں تو سچ اگلوانے کی بات کرو۔ میں نے اب تک کیا جھوٹ کہا ہے؟"

"تم اپنی آنکھوں سے نہیں' ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے دماغ پر حاوی ہو کر سچ اگلواتی ہو۔"

"دو برس پہلے ایک بوڑھے راہب سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس کا بھی یہی خیال تھا کہ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ میں اسے یقین نہ دلا سکی۔ اب تمہیں بھی یقین نہیں دلا سکوں گی۔ مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے۔ میں کسی خوف کے بغیر سچ کہتی ہوں۔ میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہوں۔"

شیوانی مینو پڑھ کر کھانے کا آرڈر دینے لگی۔ ویٹر آرڈر نوٹ کرنے کے دوران میں بولتا جارہا تھا۔ جے فلو نے کہا "یار ہم نہیں جانتے یہ کتنی سچی ہے۔ ہمارے لیے یہ بہت خطرناک ہے۔ ابھی یہ تم پر حاوی ہوچکی ہے۔ کسی طرح مجھ تک پہنچ جائے گی۔ ایسی پراسرار لڑکی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔"

"میں اس سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہوں مگر کیسے چھڑاؤں؟ جہاں جاؤں گا' اس کی آنکھیں میرا پیچھا کریں گی۔"

"یہی ایک آزمودہ نسخہ ہے کہ ابھی اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جائے پھر اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنی کنیز بنالیا جائے۔"

"اس کے دماغ میں خیالات گڈمڈ رہتے ہیں۔ شعوری سوچ واضح رہے گی۔ تب اس سوچ کو گرفت میں لے کر تنویمی عمل کیا جاسکے گا۔"

"جب وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا رہے گی۔ دماغ کمزور رہے گا تو دماغ کے اندر مختلف خیالات بھی کمزور رہیں گے۔ ایسے وقت شعوری سوچ کو گرفت میں لے کر ہم بہت کچھ کرسکیں گے۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ جے کافو کے دماغ سے اس ویٹر کے دماغ میں پہنچ گیا' جو آرڈر نوٹ کرنے کے دوران میں بول رہا تھا اور اپنی آواز سنا رہا تھا۔ وہ اس کے ذریعے دوسرے ملازم کے اندر پہنچا پھر اسے ہوٹل کے باہر ایک کیمسٹ کی دکان میں لے گیا۔ وہاں سے اعصابی کمزوری کی دوا خریدی پھر اس دوا کو ویٹر کے پاس پہنچادیا۔

وہ اتوار کا دن تھا۔ جے سامو معمول کے مطابق عبادت کے لیے چرچ پہنچا ہوا تھا۔ بنی نے خواب میں اس چرچ کو دیکھا تھا اور وہاں ایک ایسے جوان کو دیکھا تھا' جس کی صورت واضح نہیں تھی۔ وہ آنکھ کھلنے کے بعد بڑی دیر اس جوان کے چہرے کو یاد کرنے اور تصور میں واضح طور پر دیکھنے کی کوششیں کرتی رہی لیکن جے سامو اس کے تصور میں واضح نہ ہوسکا۔

اس طرح اس کے اندر تجسس پیدا ہوا۔ اس جوان کو دیکھنے کے لیے بے چینی پیدا ہوگئی۔ اسے ڈھونڈنے اور دیکھنے کی جگہ وہی چرچ ہوسکتی تھی۔ خواب کے ذریعے اشارہ ملا تھا کہ شاید وہ وہاں نظر آجائے۔

وہ چرچ جانے کے لیے گھر سے نکلنے لگی تو فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر ہیلو کہا۔ دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی "ہیلو بنی دینزا! کہیں جارہی ہو؟ بہت جلدی میں ہو؟"

وہ ناگواری سے بولی "کون ہو تم؟ اس سے پہلے تم تین بار فون کرچکے ہو۔"

"تھینکس۔ تم میری آواز اور لہجے کو یاد رکھتی ہو۔"

"تم اپنا نام کیوں نہیں بتاتے؟ میرے سامنے کیوں نہیں آتے؟"

"تم یہ سوالات محبت سے کرسکتی ہو مگر ناگواری سے پوچھ رہی ہو۔ ایسا رویہ اختیار کروگی تو میں سامنے کیسے آؤں گا۔"

"پلیز، جو کہنا ہے' سامنے آکر کہو۔"

"آل رائٹ۔ ایو میریا چرچ میں سامنا ہوگا۔"

بنی کے دل کی دھڑکنیں یک بارگی تیز ہوگئیں۔ اس نے چرچ میں ملنے کی بات کی تھی۔ گویا خواب کی تعبیر سنائی تھی۔ اس نے خوش ہو کر کہا "ہیلو! مسٹر! ہیلو!۔۔۔"

اس نے بڑے جذبے سے مخاطب کیا تھا مگر دوسری طرف ریسیور رکھ دیا گیا تھا۔ اسے ذرا مایوسی ہوئی مگر خوشی بھی ہوئی۔ اطمینان بھی ہوا کہ خواب حقیقت بن رہا تھا۔ وہ جیسے ہوا کے دوش پر پرواز کرتی ہوئی جانے لگی۔

کبھی خواب درست ہوتے ہیں لیکن تعبیر بھٹکا دیتی ہے۔

جے کافو نے بنی پر تنویمی عمل کر کے اسے جے سامو کی طرف مائل کیا تھا۔ بنی نے جے سامو کو دیکھا نہیں تھا لیکن چرچ میں جس سے ملاقات ہوتی' خواب کے مطابق وہی اس کا مطلوب ہوتا۔

جے کافو نے خواب میں چرچ کے اندر وہ تین سیٹیں بھی دکھائی تھیں' جہاں وہ تھری جے ہر اتوار کو عبادت کے دوران میں بیٹھا کرتے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ اس اتوار کو صرف جے سامو ہوگا۔ وہاں بنی پہنچے گی تو یقیناً جے سامو سے ہی ملاقات ہوگی۔

بنی کو جے سامو کی طرف مائل کرنے سے پہلے اس کے چور خیالات اچھی طرح پڑھ لیے گئے تھے۔ یہ یقین کر لیا گیا تھا کہ بنی کا کوئی بوائے فرینڈ نہیں ہے اور اس کے حلقہ احباب میں کوئی ایسا مشکوک فرد نہیں ہے' جس کا تعلق جرائم سے یا ٹیلی پیتھی کی دنیا سے ہو۔ وہ شکوک و شبہات سے بالاتر تھی۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے ذریعے جے سامو تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

انسان بدنصیبی سے بچنے کی تدابیر کرتا رہتا ہے۔ کبھی بچ جاتا ہے' کبھی ناکام بھی ہو جاتا ہے۔ اب جیسے تھری جے کی شامت آنے والی تھی۔ شاید ان کی روپوشی کا دور ختم ہونے والا تھا۔ جس رات جے کافو' بنی پر تنویمی عمل کرنے والا تھا۔ اس سے چھ گھنٹے پہلے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے سائن ہارورڈ نے بنی کو دیکھا اور اس پر عاشق ہو گیا۔

ٹیلی پیتھی جاننے والے آندرے کا ذکر ہو چکا ہے۔ آندرے کے پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت تھے اور وہ پانچوں اپنے سینئر آندرے کے ساتھ امریکا سے چلے گئے تھے۔ امریکی اکابرین کی اطاعت سے انکار کرنے کے بعد وہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنی اپنی مرضی کے مطابق مختلف ملکوں میں رہائش اختیار کرنے چلے گئے تھے۔ ان کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ رکھیں گے اور ایک دوسرے کے بُرے وقت میں مدد کریں گے۔

سائن ہارورڈ ان چھ میں سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا۔ تھری جے کی طرح آندرے اور اس کے پانچ ساتھی بھی بہت محتاط رہا کرتے تھے۔ سائن نے بنی کو دیکھا تو دل ہارنے کے باوجود صبر کیا۔ عقل نے سمجھایا' فوراً اس کے روبرو جانا اور اس سے متعارف ہونا نادانی ہوگی۔ پہلے دُور ہی دُور سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہیے۔

اس رات اس نے فون کے ذریعے بنی کی آواز سنی۔ بنی نے ریسیور اٹھا کر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

سائن ریسیور رکھ کر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ بستر پر جا کر لیٹ گئی تھی۔ اس کے سونے کا وقت ہو گیا تھا۔ وہ آنکھیں بند کر رہی تھی۔ ایسے وقت سائن کی سمجھ میں آیا کہ اس کے دماغ میں کوئی دوسرا بھی ہے اور وہ اسے گہری نیند سلا رہا ہے۔

چونکہ سائن خاموش تھا۔ اس لیے جے کافو اس کی موجودگی کو سمجھ نہ سکا۔ بنی پر تنویمی عمل کرتا رہا پھر اسے خواب میں چرچ کا اور ان مخصوص تین سیٹوں کا منظر دکھا کر یہ نقش کرتا رہا کہ وہ اگلے اتوار کو اپنے آئیڈیل سے ملنے چرچ جائے گی پھر اس نے جے سامو کی آواز لہجہ اس کے ذہن میں نقش کیا اور حکم دیا کہ اس مخصوص آواز اور لہجے کو وہ محسوس نہیں کرے گی۔ باقی تمام سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر انہیں اپنے دماغ سے نکال دیا کرے گی۔

جے کافو نے تنویمی عمل کے اختتام پر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اسے اطمینان تھا کہ اب کوئی اس کے اندر نہیں آئے گا۔ اس نے تمام پہلوؤں سے اطمینان حاصل کیا تھا۔ اس کے باوجود تقدیر اپنے تیور بدل چکی تھی۔

وہ بنی کے دماغ سے چلا گیا۔ سائن نے جے کافو کی آواز اور لہجے کو یاد رکھا۔ جب وہ دوسری صبح بیدار ہوئی تو سائن مخصوص آواز اور لب و لہجے کے ساتھ اس کے دماغ میں آیا۔ وہ اسے محسوس نہ کر سکی۔ سائن نے یہ سمجھ لیا کہ بنی کو کسی آئیڈیل کے عشق میں مبتلا کیا گیا ہے لہٰذا وہ اس کی طرف مائل نہیں ہوگی۔

یوں بھی اب اسے اپنی طرف مائل کرنے سے زیادہ لازمی ہو گیا تھا کہ بنی پر تنویمی عمل کرنے والے کا سراغ لگ جائے اور یہ اتوار کی صبح چرچ میں معلوم ہو سکتا تھا۔ اس-

خیال خوانی کے ذریعے آندرے کو بنی اور تنویمی عمل کرنے والے کے بارے میں بتایا۔ آندرے نے کہا "سائن! تمہیں محتاط رہنا چاہیے۔ تم اٹلی میں ہو اور ان تھری جے کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ اٹلی کے مختلف شہروں میں رہتے ہیں۔"

سائن نے کہا "میں تم سے یہی کہنے والا تھا۔ بنی پر تنویمی عمل کرنے والا تھری جے میں سے کوئی ایک ہوگا۔ ہو سکتا ہے' وہ خود بنی سے محبت کر رہا ہو اور اسے اپنی طرف مائل کرنے کے لیے خواب والا ڈراما پلے کر کے اسے چرچ میں بلا رہا ہو۔"

آندرے نے کہا "ایسا ہی کچھ ہوگا۔ تھری جے میں سے کوئی ایک جے اس چرچ میں بنی سے ضرور ملے گا۔ آج جمعہ ہے۔ پرسوں اتوار کی صبح میں تھری جے میں سے کسی ایک جے کو ضرور دیکھ سکوں گا۔"

"تم دور سے دیکھو گے۔ انہیں اپنی موجودگی کا شبہ نہیں ہونے دو گے۔ چرچ میں کسی کو دیکھنے کے بعد بڑے صبر اور اطمینان سے باقی دو جے کا بھی پتا ٹھکانا معلوم کرو گے۔ میں بھی بنی کے دماغ میں جاتا رہوں گا۔"

آندرے خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔ برسوں سے روپوش رہنے والے تھری جے تک پہنچنا کوئی معمولی بات نہیں تھی اگر وہ تھری جے کو ٹریپ کر لیتے۔ انہیں اپنا تابع بنانے میں کامیاب ہو جاتے تو یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہوتا۔ اس طرح وہ ٹرانسفارمر مشین تک پہنچ سکتے تھے۔

بہرحال اتوار کی وہ صبح آگئی تھی۔ بنی بہت پہلے ہی چرچ میں پہنچ کر آس پاس متلاشی نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر وہ تھری جے کی مخصوص سیٹوں میں سے ایک سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے خواب میں ایسی ہی ایک سیٹ پر خود کو بیٹھے دیکھا تھا۔ جے سامو نے وہاں پہنچ کر ایک اجنبی حسینہ کو دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ جے کافو یورپ کے کسی ملک میں ہے۔ وہاں اس کی سیٹ خالی رہے گی وہاں جے فلو کے آنے کی توقع تھی۔ اس نے ایک سیٹ پر بیٹھ کر اسے پھر دیکھا۔ وہ بار بار دیکھنے کی چیز تھی۔ اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

جے سامو نے کہا "یہ سیٹیں سب سے پیچھے ہیں۔ یہاں بعد میں آنے والے بیٹھتے ہیں لیکن تم پہلے سے آ کر بیٹھی ہوئی ہو۔"

وہ بولی "تم بھی آخر میں نہیں آئے ہو پھر بھی ان آخری سیٹوں پر بیٹھ گئے ہو۔ کیا مجھے دیکھ کر؟"

"آں؟" وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "ایسی بات نہیں ہے۔ میں ہر اتوار کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں بیٹھتا ہوں۔"

"پھر تو میرا یہاں بیٹھنا نامناسب ہوگا۔ کیا میں دوسری جگہ چلی جاؤں؟"

"نہیں۔ یہاں بیٹھ سکتی ہو۔ آج میرا ایک ساتھی نہیں آئے گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "اسی لیے تم نے کہا تھا کہ ابھی یہاں ملاقات ہوگی۔ تم میرے روبرو آؤ گے۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "میں نے ایسا کب کہا تھا؟ میں تو تمہیں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"یہ پہلی ملاقات ہے مگر تم نے فون پر کہا تھا۔"

"میں نے فون پر کہا تھا؟ تمہیں مغالطا ہو رہا ہے۔ میں تو تمہارا نام تک نہیں جانتا ہوں۔"

"میرا نام بنی ہے۔ مس بنی وینزا۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"مجھے روکی کہتے ہیں۔"

وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ عبادت شروع ہو گئی تھی۔ وہ سر جھکائے سوچنے لگا "یہ کون ہے؟ نہ جانے' کس نے اسے فون پر یہاں ملاقات کرنے کی بات کی تھی۔ یہ کسی کے دھوکے میں میرے پاس چلی آئی ہے۔"

اس نے چور نظروں سے اسے دیکھا۔ اس میں کشش تھی۔ وہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے چور نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ سائن کو وہ مخصوص آواز اور لہجہ معلوم تھا' جس کے ذریعے بنی کے اندر پہنچا جا سکتا تھا اور وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ اس وقت سائن کو اپنے اندر محسوس نہیں کر رہی تھی۔ وہ اس کے اندر رہ کر جے سامو کی باتیں سنتا رہا تھا۔

آندرے بھی بنی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ جے سامو نے اپنا نام روکی بتایا تھا۔ آندرے نے کہا "سائن! اس نے ایک فرضی نام بتایا ہے۔ یہ ضرور تھری جے میں سے کوئی ایک ہے۔ ہمیں بڑے صبر و تحمل سے اس کی اصلیت معلوم کرنی ہوگی۔"

عبادت کے بعد بنی نے جے سامو سے پوچھا "آج تمہارے ساتھی نہیں آئے؟"

"ہاں۔ نہیں آئے۔ معلوم نہیں کہاں رہ گئے ہیں۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے معلوم کر چکا تھا۔ جے فلو نے کہا تھا کہ وہ آج عبادت کے لیے نہیں آئے گا۔ بنی نے کہا "تمہاری تنہائی دور ہو سکتی ہے۔ میرے گھر چلو۔ میں کافی اچھی بناتی ہوں۔"

وہ انکار نہ کرسکا۔ دل اس کی طرف مائل تھا۔ بنی اپنے بنگلے میں ایک بوڑھی ماں کے ساتھ رہتی تھی۔ جے سامو اس کے ہاتھ کی تیار کی ہوئی کافی پینے آیا تھا۔ کافی پینے کے بعد بھی اس کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ دل کہتا رہا' بہت دنوں کے بعد ٹھنڈی چھاؤں ملی ہے۔ اپنے خالی گھر کی دھوپ میں نہیں جانا چاہیے۔

بنی نے کہا "میں تمہارے لیے لنچ تیار کروں گی۔"

"میں کمرے میں تنہا رہ جاؤں گا۔"

"تم بھی کچن میں چلو۔ وہاں باتیں کرتے رہیں گے۔"

اتنی دیر میں دونوں بے تکلف ہو چکے تھے۔ آپس میں چھیڑ چھاڑ ہونے لگی تھی۔ جے سامو کو یہ چھیڑ چھاڑ کچن میں بہت مہنگی پڑی۔ وہ بنی کو بازوؤں میں قید کرنا چاہتا تھا۔ بنی نے شوخی سے دھکا دیا تو وہ ایک قدم پیچھے گیا۔ ایسے میں اس کا ایک ہاتھ جلتے ہوئے چولھے پر پہنچ گیا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ آگ تھوڑا بھی جلائے تو ہوش اڑا دیتی ہے۔

اس کے ہوش اڑتے ہی سائن اور آندرے اس کے دماغ میں پہنچ گئے۔ فوراً ہی اس کے چور خیالات معلوم کیے' معلوم ہوا اس کا نام جے سامو ہے۔ اس کا ایک ساتھی جے فلو شہر روم میں ہے اور دوسرا ساتھی جے کافو یورپ کے ملکوں کا دورہ کررہا ہے۔ ذہین اور صحت مند جوانوں کا انتخاب کررہا ہے۔ انہیں ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنانے والا ہے۔

پھر تو معلومات کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ آندرے اور سائن کو معلوم ہونے لگا کہ امریکا میں بارہ افراد نے بڑی رازداری سے ٹرانسفارمر مشین تیار کی ہے۔ ان میں سے ایک جیکی ہنٹر کو الپا نے اغوا کیا ہے اور وہ بھی ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کرانے والی ہے۔

پھر جے کی یہ چالبازی بھی معلوم ہوئی کہ انہوں نے ٹرانسفارمر مشین کے باقی آٹھ رازداروں کو اپنا معمول اور محکوم بنا رکھا ہے۔ ان آٹھ ٹیلی پیتھی جاننے والے فرماں برداروں میں پانچ امریکی اکابرین ہیں' ایک مشین کا ٹیکنیکل ماہر وائز مین اور دو ٹیلی پیتھی جاننے والے لیزی گارڈ اور کینی بال ہیں۔

بنی فرسٹ ایڈ کے طور پر جے سامو کے متاثرہ ہاتھ کی مرہم پٹی کررہی تھی۔ اس نے کراہتے ہوئے خیال خوانی کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ ہاتھ جلنے کی تکلیف کے باعث دماغ عارضی طور پر خیال خوانی کے قابل نہیں رہا تھا۔ وہ اپنے دونوں ساتھیوں کو اپنی موجودہ حالت کے بارے میں کچھ بتا نہیں سکتا تھا اور ان دونوں ساتھیوں نے کئی گھنٹوں سے اس کی خبر نہیں لی تھی کیونکہ وہ دونوں اس عجیب و غریب حسینہ شیوانی بھاسکر کے معاملے میں الجھے ہوئے تھے۔

اُدھر جے سامو کی شامت آچکی تھی۔ اِدھر جے کافو کی شامت آرہی تھی۔ وہ غیر معمولی آنکھیں رکھنے والی شیوانی سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا لیکن اس سے پیچھا چھڑا کر دنیا کے آخری حصے میں بھی جاکر چھپتا تو اس کی غیر معمولی آنکھوں کی حرارت وہاں بھی اس کی پیشانی تک پہنچ جاتی۔

جے کافو اور جے فلو اسے اعصابی کمزوری کی دوا کے ذریعے اسے اپنی تابع بنانا چاہتے تھے۔ اس سلسلے میں جے فلو ویٹر کو آلہ کار بنا کر سوپ کے دو باؤل میں سے ایک باؤل میں وہ مضر رساں دوا ملا چکا تھا۔ اس باؤل کو شیوانی کے سامنے رکھ چکا تھا۔

پھر اس نے جے کافو سے کہا "شیوانی کے سامنے جو باؤل رکھا ہے' اس میں اعصابی کمزوری کی دوا ملی ہوئی ہے۔ تم تھوڑی دیر بعد اس بلا سے نجات حاصل کرلو گے۔ ہم اسے اپنی معمولہ بنا سکیں گے۔"

جے کافو تھینکس گاڈ کہہ کر سوپ پینے لگا۔ اس کی طرف چور نظروں سے دیکھنے لگا۔ وہ اپنے باؤل سے ایک پیالے میں سوپ نکال کر پی رہی تھی۔ اس نے دو چمچ پینے کے بعد ایک ذرا منہ بنایا پھر کہا "اس کا مزہ کچھ عجیب سا ہے۔"

جے کافو نے کہا "اس کا مزہ تو وہی ہوگا' جو ہونا چاہیے۔ ابھی تم نے دو ہی چمچ پیے ہیں اور پیتی رہو' اچھا لگے گا۔"

وہ تعجب سے بولی "تم چمچ گن رہے ہو کہ میں کتنا سوپ پی چکی ہوں؟"

اس نے بات بنائی "نہیں' میں نے محاورتاً ایسا کہا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے' سفر میں دو جوڑے کپڑے رکھ لو۔ دو باتیں کرلو۔ دو لقمے کھالو۔ اسی طرح میں نے دو چمچ سوپ پینے کی بات کی ہے۔"

وہ مزید ایک چمچ پینے کے بعد بولی "اس کا مزہ بدل گیا ہے مگر اچھا لگ رہا ہے۔"

وہ مطمئن ہو کر بولا "پھر تو اچھی بات ہے۔ مزے لے لے کر پیتی رہو۔"

اس نے پھر ایک چمچ پینے کے بعد باؤل سے سوپ نکال کر دوسرے پیالے میں ڈالا۔ اسے آگے بڑھا کر جے کافو کے سامنے رکھتے ہوئے کہا "تم بھی پی کر دیکھو۔ مزہ عجیب سا ہے مگر مزے دار ہے۔"

وہ جلدی سے بولا "نہیں۔ میں تو اپنی پسند کا سوپ پی رہا

ہوں۔ یہی کافی ہے۔"

"میں چاہتی ہوں' میری پسند کا سوپ بھی پیو۔"

وہ انکار نہ کرسکا۔ پہلے اسے اپنی پیشانی پر' پھر پورے جسم میں حرارت محسوس ہوئی۔ شیوانی نے اس کی پیشانی کو تکتے ہوئے اپنی پسند کا سوپ پلانے کا ارادہ کیا تھا۔ ایسے وقت اس کا ارادہ اس قدر مستحکم ہوتا تھا کہ فولادی دماغ والے بھی اس کے ارادے کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہوجاتے تھے۔

جے کافو اس کے دیے ہوئے پیالے سے وہ سوپ پینے لگا۔ جے فلو نے اس کے دماغ میں آکر کہا "یار! میں ذرا جے سامو کی خیریت معلوم کرنے گیا تھا۔ تمہارا نسخہ کامیاب رہا ہے۔ وہ مونا کو بھول کر بنی میں دلچسپی لے رہا ہے مگر اس احمق نے محبت کے جوش میں اپنا ہاتھ جلالیا ہے۔"

شیوانی اس کی پیشانی کو تک رہی تھی۔ وہ سوپ پیتا جارہا تھا۔ وہ بولی "تم پیتے جارہے ہو۔ یہ تو بتاؤ۔ اس کا مزہ کیسا ہے؟"

وہ بولا "تمہیں اچھا لگ رہا ہے تو مجھے بھی اچھا لگ رہا ہے۔"

"تو پھر شرط لگاؤ۔ ہم میں سے جو اپنا پیالہ پہلے خالی کرے گا۔ وہ جیت جائے گا۔ ہارنے والا اٹھ کر جیتنے والے کو سیلیوٹ کرے گا۔ ٹھیک ہے؟"

"ٹھیک ہے۔ تم جلدی پیو۔"

وہ اسے دیکھتی ہوئی' حرارت پہنچاتی ہوئی بولی "تم بھی جلدی جلدی پیو۔"

وہ سمجھ رہا تھا' نہیں پینا چاہیے مگر بے اختیار پی رہا تھا۔ جے فلو نے کہا "شیوانی سے باتیں کرو مگر اس اہم مسئلے پر بھی غور کرو۔ ہاتھ جلنے کے باعث جے سامو کا دماغ وقتی طور پر کمزور ہوگیا ہے۔ کوئی بھی دشمن اس کے دماغ میں آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔"

پھر وہ چونک کر بولا "یہ کیا؟ میں محسوس کررہا ہوں کہ تمہارا دماغ کمزور ہوتا جارہا ہے۔ تم جسمانی کمزوری محسوس کررہے ہو۔"

یہ کہہ کر اس نے جے کافو کے خیالات پڑھے تو علم ہوا کہ جب وہ جے سامو کی خیریت معلوم کرنے گیا تھا۔ تب شیوانی نے اپنے باؤل سے جے کافو کو سوپ پینے دیا تھا۔ تب سے وہ اس مضر رساں سوپ کا آدھا پیالہ پی چکا ہے۔

شیوانی اسے حیرانی سے دیکھ کر بولی "یہ تمہیں کیا ہورہا ہے؟ تم سوپ چھوڑ کر میز پر جھک رہے ہو؟"

وہ بڑی نقاہت سے بولا "ڈاکٹر۔ پلیز مجھے فوراً ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔"

وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آئی۔ اسے سہارا دے کر کرسی پر سیدھا بٹھایا پھر بولی "ہے بھگوان! تمہارا چہرہ زرد پڑگیا ہے۔ تم برسوں کے بیمار نظر آرہے ہو۔"

جے فلو نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا تھا۔ ویٹر کے دماغ میں پہنچ کر ہوٹل کے منیجر کے دماغ پر قبضہ جما کر کئی ملازموں کو وہاں لے آیا تھا۔ وہ اسے اٹھا کر باہر شیوانی کی کار میں لے آئے پھر وہ منیجر شیوانی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ایک اسپتال کی طرف جانے لگا۔

تین ساتھیوں میں سے دو ساتھی دماغی طور پر کمزور ہوگئے تھے۔ جے فلو پریشان ہو کر سوچ رہا تھا' ایسے میں ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے دونوں ساتھیوں کے دماغوں میں آسکتے تھے۔ وہ بیک وقت دونوں کے دماغوں میں آنے والے دشمنوں کو نہیں روک سکے گا۔

اس نے سوچا' فوری طور پر کیا کرنا چاہیے؟ کیا پہلے جے کافو کی حفاظت لازمی ہے؟

جے کافو ان تینوں میں زیادہ ذہین اور فعال تھا۔ پہلے اس کی حفاظت لازمی تھی پھر خیال آیا۔ شیوانی نے دانستہ جے کافو سے دشمنی نہیں کی ہے پھر یہ کہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔ اس کے دماغ میں جاکر اہم معلومات حاصل نہیں کرسکے گی اگر اس کے قریب رہ کر تنویمی عمل کرنا چاہے گی تو جے فلو ایسا نہیں کرنے دے گا۔

پھر جے فلو نے سوچا' جے سامو سے بھی کسی نے دشمنی نہیں کی ہے۔ بنی سے رومانس کے دوران میں اس کا ہاتھ جل گیا ہے۔ وہ دوبار جے سامو کے دماغ میں جاچکا تھا' وہاں اس نے کسی دشمن کی موجودگی محسوس نہیں کی تھی۔ کوئی جے سامو کو ٹریپ نہیں کررہا تھا۔

آخر اس نے فیصلہ کیا کہ وقفے وقفے سے دونوں ساتھیوں کے دماغوں میں جاتا رہے گا۔ انہیں کسی دشمن کے شکنجے میں نہیں آنے دے گا۔ فی الحال دانش مندی یہ ہے کہ ٹرانسفارمر مشین کے جو آٹھ رازدار ان کے معمول ہیں۔ ان کے اندر فرداً فرداً جاکر ان کے دماغوں کو لاک کردیا جائے تاکہ کسی دشمن کو امریکا میں ٹرانسفارمر مشین کی موجودگی کا علم نہ ہو۔

جے فلو کے اس فیصلے سے پہلے ہی آندرے سائن اور ان کے دوسرے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے جے سامو کے چور خیالات سے اس آواز اور لب و لہجے کو معلوم کیا

جن کے ذریعے وہ تھری جے باقی آٹھ رازداروں کو اپنا معمول اور تابع بنائے رکھتے تھے۔ آندرے اور اس کے ساتھیوں نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ وہ بیک وقت چھ رازداروں کے دماغوں میں پہنچ گئے۔ انہیں بے وقت سونے پر مجبور کیا۔ جب وہ سو گئے تو ان پر تنویمی عمل کر کے ان کے دماغوں میں دوسری آواز اور لہجے کو نقش کیا۔ ان چھ رازداروں کو اپنا معمول اور تابع بنایا پھر باقی دو رازداروں کے دماغوں میں پہنچے۔ ایسے وقت جے فلو ایک رازدار کے دماغ کو لاک کر رہا تھا۔ انہوں نے بڑی خاموشی سے جے فلو کے عمل کو ناکام بنا دیا۔ جے فلو نے اس کے بعد دوسرے رازدار کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ اسے اپنے دماغ سے بھگا دیا۔

وہ سمجھ گیا کہ کوئی دشمن اپنا کام کر چکا ہے۔ اس نے دوسرے رازدار کے دماغ میں پہنچنا چاہا پھر تیسرے اور پھر چوتھے رازدار کے دماغوں میں پہنچنے کی ناکام کوششیں کیں۔ آخر تھک ہار کر تسلیم کرنا پڑا کہ وہ تھری جے ٹرانسفارمر مشین کی بہت بڑی بازی ہار چکے ہیں۔

اب یہ جے فلو کی ذمے داری تھی کہ اپنے دونوں دوستوں جے کافو اور جے سامو کے دماغوں کو دشمنوں کے شکنجے میں نہ پھنسنے دے۔ ایسے وقت ایک پریشان کن سوال پیدا ہو رہا تھا کہ شیوانی نے بھی اسی مضر رساں سوپ کا پورا پیالہ پیا تھا لیکن وہ جے کافو کی طرح کمزور نہیں ہوئی تھی۔ کیوں نہیں ہوئی تھی؟

○☆○

ایک طویل عرصے سے یہی دیکھا جا رہا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین کسی کو خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچا رہی تھی۔ پہلی ٹرانسفارمر مشین سے موجودہ مشین تک جتنے امریکی افراد نے ٹیلی پیتھی سیکھی تھی۔ وہ سب اپنے کسی نہ کسی مخالف کے زیر اثر آتے رہے تھے۔ دوسروں کے بنتے رہے تھے یا پھر امریکی اکابرین سے بغاوت کر کے انہوں نے اپنی ایک علیحدہ تنظیم بنالی تھی۔

موجودہ مشین تیار کرنے والے آٹھ افراد پہلے تھری جے کے معمول اور تابع تھے۔ اب آندرے اور سائن نے انہیں غلام بنالیا تھا۔ وقت نے انہیں مقدر کا سکندر بنا دیا تھا۔ وہ بیٹھے بٹھائے ایک ٹرانسفارمر مشین کے مالک بن گئے تھے۔ اس مشین کے رازدار پانچ امریکی اکابرین، ایک کلینک وائز مین، لیزی گارڈ اور کینی بال اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ پہلے تھری جے نے انہیں غلام بنایا تھا۔ اب وہ آندرے اور سائن کے غلام بنے ہوئے ہیں۔

ان آٹھ غلام بننے والوں میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا فوج کا اعلیٰ افسر ڈینی تھا۔ وہ اپنے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کے ساتھ برف پوش پہاڑیوں میں علی، للی اور دلیر آفریدی کو ہلاک کر ڈالنے اور ان سے مائیکرو فلم چھین لینے میں مصروف رہا تھا۔

اس مہم میں فوج کے کئی آلہ کار جوان مارے گئے تھے۔ ہیلی کاپٹرز تباہ ہو گئے تھے۔ ڈینی مائیکرو فلم حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ جب وہ دماغی طور پر ناکام و نامراد اپنی جگہ حاضر ہوا تو ایسے وقت پھر اس کی کم بختی آگئی۔ آندرے نے مخصوص آواز اور لہجے کے ذریعے اس کے اندر پہنچ کر اسے سونے پر مجبور کیا۔ اسے معلوم نہ ہو سکا کہ تھری جے کا معمول رہنے کے بعد اب آندرے کا غلام بن رہا ہے۔

امریکی اکابرین اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے ناراض تھے۔ ایک حاکم نے کہا "یہ ہمارے لیے شرم کی بات ہے۔ ہماری آلہ کار ماؤ للی ان بابا صاحب کے ادارے کے دو جوانوں سے مل گئی۔ وہ تعداد میں صرف تین تھے۔ ہمارے درجنوں فوجی جوان جسمانی طور پر وہاں موجود تھے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیں یقین دلا رہے تھے کہ ان سے مائیکرو فلم چھین کر لے آئیں گے لیکن خالی ہاتھ واپس آگئے۔"

دوسرے حاکم نے کہا "ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیشہ ناکامیوں کا ریکارڈ قائم کرتے رہتے ہیں۔ یہ غنیمت ہے کہ چھوٹی چھوٹی کامیابیاں حاصل کر لیتے ہیں اور ہمیں تسلیاں دیتے رہتے ہیں کہ آئندہ بڑی کامیابی حاصل ہوگی۔"

لیزی گارڈ نے کہا "پلیز ہمیں طعنے نہ دیں۔ ہم نے اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کی ہے۔ ہم دشمنوں سے لڑ سکتے ہیں۔ مقدر سے نہیں لڑ سکتے۔ مقدر نے ان کا ساتھ دیا۔ اس لیے ہم مائیکرو فلم حاصل نہ کر سکے۔"

"ایسا کیوں ہوتا ہے کہ مقدر ہمیشہ ان کا ساتھ دیتا ہے؟ مقدر ہمارا ساتھ کیوں نہیں دیتا۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "تم ٹیلی پیتھی جاننے والے ہم سے بہت سی اہم باتیں چھپاتے رہتے ہو۔ تم لوگوں نے یہ اہم بات چھپائی کہ الپا یہاں سے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ چرا کر لے گئی ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں اس مشین کے ماہر مکینک جیکی ہنٹر کو بھی اغوا کر کے لے گئی ہے۔ اتنی بڑی بات ہمیشہ چھپ نہیں سکتی تھی لیکن تم چھپانے کی غلطی کرتے رہے۔"

کینی بال نے کہا "ہم الپا سے اس نقشے کو اور جیکی ہنٹر کو واپس حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں اگر ایسا نہ کر سکے تو ہم الپا کو کبھی ٹرانسفارمر مشین تیار کرانے کا موقع نہیں دیں گے۔ وہ ٹرانسفارمر مشین تیار کرانے کے خواب دیکھتی رہے گی۔"

ایک لیڈی سیکریٹری نے کہا "میں الپا بول رہی ہوں۔ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کھوکھلے دعوے کرتے رہتے ہیں۔ ان کے باپ بھی ٹیلی پیتھی سیکھ کر آجائیں تو مجھے ٹرانسفارمر مشین تیار کرانے سے نہیں روک سکیں گے۔"

لیزی گارڈ نے غصے سے کہا "الپا! زبان سنبھال کے بولو۔ ہمارے باپ تک نہ پہنچو۔ تمہارے لیے ہم کافی ہیں۔"

"میں امریکی اکابرین سے پوچھتی ہوں، کیا وہ جانتے ہیں کہ جو مائیکرو فلم چین پہنچائی گئی ہے۔ اس میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ ہے۔ آئندہ چین میں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوں گے۔ تمہارے شیخی بگھارنے والے اس مائیکرو فلم کو یا اس نقشے کو چین جانے سے نہ روک سکے اور وہ نقشہ میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ اس کے لیے کھوکھلے دعوے کر رہے ہیں کہ مجھے مشین تیار نہیں کرنے دیں گے۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار ٹیلی پیتھی ہے۔ یہ ہتھیار تیار کرنے والی مشین کا نقشہ ہمارے سب سے بڑے دشمن چین کے پاس پہنچ گیا ہے۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ملک کو اس سے بڑا نقصان اور کیا پہنچائیں گے؟"

لیزی گارڈ نے کہا "ہم نے قسم کھائی ہے، چین میں اور اسرائیل میں یہ مشین تیار نہیں ہونے دیں گے۔"

الپا نے کہا "قسمیں کھانے سے مشینوں کو شرم نہیں آئے گی۔ وہ تیار ہونے سے باز نہیں آئیں گی۔ شرم تم لوگوں کو آنی چاہیے۔ تم ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے اکابرین کو اہم معاملات میں دھوکا دیتے رہتے ہو۔"

"ہمارے اکابرین کو ہمارے خلاف نہ بھڑکاؤ۔ ہم نے ان کے اعتماد کو کبھی دھوکا نہیں دیا ہے۔"

"کیا اپنے اکابرین کو بتایا ہے کہ تم لوگوں نے بڑی رازداری سے ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کی ہے۔"

اس بات پر تمام اکابرین چونک گئے۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے ڈینی سے پوچھا "کیا یہ سچ ہے؟ آپ آرمی انٹیلی جنس کے چیف ہیں۔ آپ کو ہمارے ملک میں ہونے والی خفیہ مصروفیات کا علم ہونا چاہیے۔"

الپا نے کہا "آپ چور سے پوچھ رہے ہیں کہ یہاں چوری کیوں ہو رہی ہے۔" آرمی کے یہ افسران ڈینی جانسن، مارک فورڈ اور مارٹن کریس اس موجودہ نئی مشین سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کر چکے ہیں۔ ٹرانسفارمر مشین کے ماہرین جیکی ہنٹر اور وائز مین کو بھی اسی مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائی گئی ہے۔ میں جیکی ہنٹر کے چور خیالات پڑھ کر یہ خفیہ معلومات حاصل کر چکی ہوں۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے پوچھا "مسٹر ڈینی! یہ ہم کیا سن رہے ہیں؟"

ڈینی نے کہا "درست سن رہے ہیں۔ میں انکار نہیں کروں گا۔ ہم نے مصلحتاً آپ تمام اکابرین سے یہ بات چھپائی تھی اگر آپ لوگوں کو مشین کے بارے میں معلوم ہوتا تو ہمارے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ کے دماغوں میں آکر ہماری مشین کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرتے رہتے۔ انہوں نے دوبار ہماری مشینوں کو تباہ کیا۔ اس بار بھی یہی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم نے مشین کو غیروں سے ہی نہیں اپنوں سے بھی چھپایا ہے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "تم نے احتیاطی تدابیر اختیار کی۔ بے شک تمہیں ایسا کرنا چاہیے تھا۔ یہ ہمارے لیے خوشی کی بات ہے کہ ہمارے پاس ایک ٹرانسفارمر مشین ہے لیکن خوشی کے ساتھ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مشین کا فائدہ کیا ہے؟ ہماری مشین سے ناکام ہوتے رہنے والے افراد کب تک ٹیلی پیتھی سیکھتے رہیں گے۔ مسٹر ڈینی! تم اور دوسرے افراد نے موجودہ مشین سے ٹیلی پیتھی سیکھی۔ تمہارے پاس فوجی قوت بھی تھی لامحدود ذرائع بھی تھے۔ اس کے باوجود صرف تین افراد تمہاری گرفت میں نہ آسکے۔ تم ان سے مائیکرو فلم چھین نہ سکے۔ جواب دو کہ ایسی ٹرانسفارمر مشین کا اور ناکام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد بڑھانے کا فائدہ کیا ہے؟"

ڈینی نے کہا "میں پچھلی تمام ناکامیوں کے سلسلے میں جواب دہ نہیں ہوں۔ مجھے ٹیلی پیتھی سیکھنے کے بعد پہلی بار ناکامی ہوئی ہے۔ اس ناکامی سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے۔ آئندہ آپ تمام اکابرین دیکھیں گے کہ اسرائیل اور چین میں یہ مشین تیار نہیں ہو سکے گی۔ میں ایسی حکمت عملی اختیار کر رہا ہوں، جسے الپا خوب سمجھ رہی ہے۔"

دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے فوجی افسر مارک فورڈ نے کہا "ہم نے جیکی ہنٹر کی بیٹی ڈائنا کو اسرائیل پہنچایا ہے۔ ہم اس کے ذریعے اس کے باپ کو اور اس کے محبوب بوبی اسمتھ کو ٹریپ کرنے والے ہیں۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے

کہ ڈائنا کے سلسلے میں ایک اخباری خبر پڑھ کر پارس وہاں پہنچ گیا ہے۔ وہ بھی اسرائیل میں مشین تیار نہیں ہونے دے گا کیوں الپا! خاموش کیوں ہو؟ اب ہمارے اکابرین کے سامنے اعتراف کیوں نہیں کرتیں کہ ہم ڈائنا کو وہاں پہنچا کر تمہاری مشین کی تیاری میں کیسی رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں؟"

الپا نے جواب نہیں دیا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچ رہی تھی۔ یہ تسلیم کر رہی تھی کہ ڈائنا کے ذریعے پارس کو اس کی تیار ہونے والی مشین کا علم ہو گیا ہے۔ ڈائنا اور پارس دونوں ہی اس کے لیے مسئلہ بن گئے ہیں اور آئندہ بھی مسائل پیدا کرنے والے ہیں۔

وہ چاہتی تھی کہ پارس اسرائیل میں نہ رہے۔ وہاں رہے گا تو مشین کی بو سونگھ کر اس خفیہ اڈے میں پہنچ جائے گا۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ڈینی اور مارک فورڈ وغیرہ ڈائنا کے ذریعے جیکی ہنٹر کو ٹریپ کر سکتے تھے اور الپا کے لیے جیکی ہنٹر دنیا کا سب سے اہم شخص تھا۔ وہ اپنی جان پارس کے اور امریکا کے حوالے کر سکتی تھی مگر جیکی ہنٹر کو کسی کے حوالے نہیں کر سکتی تھی۔

وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ ڈائنا کو اسرائیل چھوڑ کر جانے پر مجبور کر دے گی اگر وہ نہیں جائے گی تو اسے ختم کر دے گی۔ اسے اسرائیل سے تو کیا' دنیا سے نابود کر دے گی۔ پارس کے متعلق یہ جاننا ضروری تھا کہ وہ اسرائیل میں ہے یا یورپ کے کسی شہر میں؟

اس کے بیان کے مطابق وہ پیرس میں تھا اور الپا اس کی کسی بات کا یقین نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے جیکب رابن سے کہا تھا کہ وہ کالے عمل کے ذریعے پارس کا سراغ لگائے۔ اس نے کہا تھا کہ وہ دو گھنٹے کے اندر پورے یقین کے ساتھ بتا دے گا کہ پارس اسرائیل میں موجود ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کس ملک کے کس شہر اور علاقے میں ہے؟

وہ اپنے بیڈ روم میں بوبی کے ساتھ تھی۔ بے چینی سے ٹہل رہی تھی۔ بوبی نے کہا "تم خواہ مخواہ اپنے ذہن کو الجھا رہی ہو۔ میں تمہیں سمجھا چکا ہوں کہ دو ہی باتوں کو پیش نظر رکھو۔ ایک بات یہ کہ پارس اسرائیل میں نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ وہ اسرائیل میں ہے۔ ایسی صورت میں اس کے خلاف کیسے اقدامات کیے جا سکتے ہیں؟"

"میں یہی سوچ رہی ہوں' وہ دشمن یہاں ہو گا تو میں اس پر کیسے قابو پا سکوں گی؟"

"یوں بے چینی سے ٹہلتی رہو گی تو مسئلے کا حل سمجھ میں نہیں آئے گا۔"

وہ اس کے پاس آ کر بولی "یہ لو آرام سے بیٹھ گئی ہوں۔ مجھے نہیں لگتا کہ اس شیطان پر قابو پا سکوں گی۔"

وہ اسے اپنے بازوؤں میں کھینچ کر بولا "آرام سے نہیں' یوں لیٹ جاؤ۔ دماغ سے یہ بات نکال دو کہ پارس ناقابل شکست ہے۔ دنیا میں سب کو زوال آتا ہے۔ ہم اسے زوال کی طرف لائیں گے۔"

وہ بولی "میں نے تم سے زیادہ تجربات حاصل کیے ہیں۔ مجھ سے زیادہ اس شیطان کو کوئی نہیں سمجھتا ہے پھر بھی تم درست کہہ رہے ہو۔ زوال سب کو آتا ہے۔ پارس پر بھی زوال آ سکتا ہے۔"

"میری جان! آج تک پارس کو شکست دینا تمہارے لیے ناممکن سی بات رہی۔ یہ یاد رکھو کہ کوئی بات ہمیشہ ناممکن نہیں رہتی۔ مسلسل کوششوں سے ناممکن کو ممکن بنایا جاتا ہے۔"

"بوبی! مجھے تمہاری باتوں سے حوصلہ مل رہا ہے۔ تھینکس' نائیس ٹو می۔"

وہ تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ نائیس ٹو ایچ ادر ہوتے رہے پھر الپا نے کہا "یہاں ڈائنا پہنچی ہوئی ہے۔ تمہارا دل اس کے لیے مچل رہا ہو گا۔"

"تم میرے خیالات پڑھ کر میرے مزاج کو سمجھ چکی ہو۔ ڈائنا میری خواہش ہے لیکن وہ میری ضرورت نہیں بنے گی۔"

"یہ تمہاری ذہانت ہے کہ تم کسی کو اپنی ضرورت نہیں بناتے ہو۔ میں تمہاری خواہش پوری کروں گی۔ جب کہو گے ڈائنا کو کسی خفیہ اڈے میں تمہارے پاس جانے پر مجبور کروں گی۔"

"اس طرح ڈائنا کے اندر رہنے والا پارس اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے میری شہ رگ تک پہنچ جائیں۔ میں ایسی احمقانہ خواہش نہیں کروں گا۔"

"اتنی سی بات میں بھی سمجھتی ہوں۔ تم ڈائنا کے پاس تنہا جاؤ گے تو دشمن تمہیں ٹریپ کریں گے لیکن میں سوچ رہی ہوں کہ کسی نہ کسی طرح ڈائنا کے دماغ میں پہنچوں۔ اس کے دماغ کو لاک کیا گیا ہے۔ کسی طرح وہ لاک توڑ کر اس پر حاوی ہو کر اسے اپنی معمول بناؤں گی پھر اس کے دماغ کو لاک کروں گی تو کوئی دشمن اس کے ذریعے تمہارے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔"

"ہمارے جاسوس اسے تلاش کر رہے ہیں۔ وہ کہیں آئے گی تو اسے زخمی کر کے یا اعصابی کمزوری میں مبتلا کر کے اس پر مسلط ہو سکیں گے پھر اسے دشمنوں کی آلہ کار بننے نہیں دیں گے۔"

"تمام ہوٹلوں کو اور ایسے تمام مکانات کے مالکان کو چیک کیا جا رہا ہے' جو اپنے مکان کا ایک پورشن کرائے پر دیتے ہیں۔ ڈائنا ایسی ہی کسی جگہ ہو گی۔"

"تم ان امریکی سراغ رسانوں کو بھول رہی ہو' جو ہمارے ملک میں ڈاکٹر' انجینئر اور بزنس مین کی حیثیت سے رہتے ہیں۔ ڈائنا ان میں سے کسی کی عزیزہ بن کر رہے گی۔ ہمارے سراغ رسانوں کی نظروں میں نہیں آئے گی۔"

"ایسے تمام امریکی ڈاکٹروں' انجینئروں اور بزنس مین وغیرہ کو بھی چیک کیا جا رہا ہے۔ پچھلے دو دنوں میں یہاں جس امریکی فیملی میں ایک جوان لڑکی کا اضافہ ہوا ہو گا' وہی لڑکی ڈائنا ہو گی۔"

وہ گھڑی دیکھ کر بولی "دو گھنٹے گزرنے والے ہیں۔ جیکب نے کالا عمل مکمل کر لیا ہو گا۔ آؤ چلیں۔"

بیڈ روم کی دیواروں پر اس طرح آئینے لگے ہوئے تھے کہ کہیں بھی کھڑے ہو کر اپنا عکس چاروں طرف سے دیکھا جا سکتا تھا۔ انہوں نے اٹھ کر اپنا لباس اور اپنا حلیہ درست کیا پھر وہاں سے نکل کر محل نما بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے اس کمرے میں پہنچے' جہاں جیکب رابن کالے عمل میں مصروف تھا۔

وہ کمرے کے وسط میں فرش پر پلتھی مارے بیٹھا ہوا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی انگیٹھی سے آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے اس کا ایک ہاتھ فضا میں بلند تھا۔ اس نے ایک خنجر کے تیز دھار پھل کو مٹھی میں جکڑ رکھا تھا۔ جس کے باعث ہتھیلی کٹ رہی تھی اور لہو پتلی دھار کی صورت میں ایک پتلے پر گر رہا تھا۔

وہ ماش کے آٹے کا پتلا پارس کے نام پر بنایا گیا تھا۔ وہ منتر پڑھتا جا رہا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے کوئی چیز اٹھا اٹھا کر انگیٹھی کی طرف پھینکتا جا رہا تھا۔ جس کے باعث شعلے بھڑکتے تھے۔ جیکب رابن اس کالے عمل کو جیسے نچوڑ کر اپنا لہو پارس کے پتلے پر گرا رہا تھا۔

اس میں شبہ نہیں کہ وہ بہت ہی خطرناک وچ ڈاکٹر تھا۔ یہ اس کی بدبختی تھی کہ الپا نے اسے غلام بنا لیا تھا۔ اس نے عمل کے دوران میں آنکھیں کھول کر دیکھا۔ سامنے کچھ فاصلے پر الپا' بوبی کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا "کیا ہوا؟ میں تیرے کالے عمل کی کامیابی چاہتی ہوں۔ ناکامی نہیں سنوں گی۔"

"میں تمہارا غلام ہوں۔ اپنا خون بہا کر یہ جان لیوا عمل کرتا رہا ہوں اور میں نے تمہارے دشمن کا سراغ لگا لیا ہے۔"

وہ بے چینی سے بولی "وہ کہاں ہے؟ جلدی بتاؤ؟"

اس نے کوئی چیز انگیٹھی کی طرف پھینکی۔ شعلے بھڑکنے لگے۔ وہ بولنے لگا "میں دیکھ رہا ہوں۔ وہ آگ کے شعلوں میں صاف نظر آ رہا ہے۔ پہلے عمل میں وہ بن گورین (BEN GORION) ائیرپورٹ میں نظر آیا۔ دوسرے عمل کے شعلوں نے دکھایا کہ وہ تل ابیب کے صدر علاقے میں ہے۔ ایک بوڑھی عورت کے مکان میں ایک پیرانگ گیسٹ کی حیثیت سے رہتا ہے۔"

"اس بوڑھی کا مکان کہاں ہے؟"

"مکان نمبر یو۔ فور تھری۔ آدم اسٹریٹ!"

"کیا وہ ابھی وہاں موجود ہے؟"

اس نے اپنی مٹھی کھولی۔ خنجر اس کی مٹھی سے نکل کر نیچے آیا اور پارس کے پتلے میں پیوست ہو گیا پھر اس نے کہا "وہ موجود ہے۔ میں نے کالے عمل کی نادیدہ زنجیروں میں اسے جکڑ دیا ہے۔ وہ اس مکان سے باہر نہیں جا سکے گا۔"

پھر وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا "لیکن اسے زخمی نہ کرنا۔ اس کے دماغ پر میرا عمل مسلط ہے۔ اسے زخمی کرو گی یا کمزور

بتاؤ گی تو اس کا دماغ میرے عمل سے آزاد ہو جائے گا پھر اس پر قابو نہیں پا سکو گی۔"

"میں اتنی درد سری مول لینا پسند نہیں کروں گی۔ ابھی میرے سراغ رساں وہاں پہنچیں گے اور ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اسے گولی مار دیں گے۔"

"گولی مارنے والوں کو حکم دو کہ وہ بچنے نہ پائے اگر نشانہ چوکے گا اور وہ زخمی ہوگا تو میری یہ جان لیوا محنت مٹی میں مل جائے گی۔"

بوبی نے کہا "خیال خوانی کرنے اور اپنے ماتحتوں کو حکم دینے سے پہلے میرا مشورہ سن لو۔ اسے گولی مارنے کا حکم نہ دو۔ وہ قسمت کا دھنی ہے اگر پہلی گولی سے ہلاک نہیں ہوا۔ صرف زخمی ہو سکا تو پھر ہمارے لیے پرابلم بن جائے گا۔"

"اگر اسے گولی نہ ماری گئی تو وہ بچ نکلے گا۔"

"کیسے بچ نکلے گا؟ تم نے سنا نہیں، جیکب نے اسے کالے عمل کی نادیدہ زنجیروں میں جکڑ دیا ہے۔ وہ اس مکان سے باہر نہیں نکل سکے گا۔ اسے گھیر کر ہتھکڑیاں پہنانے کا حکم دو۔ تم اسے قیدی بنا کر تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول بنا سکو گی۔"

جیکب رابن نے کہا "اسے قیدی بنا کر یہاں لاؤ۔ میں تمہارا غلام بنانے کے لیے اس کے سر میں کیل پیوست کروں گا پھر اس کا باپ بھی اسے تمہاری غلامی سے نجات نہیں دلا سکے گا۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے ماتحت سراغ رسانوں کو پارس کا پتا ٹھکانا بتانے لگی۔ انہیں سختی سے کہنے لگی کہ پارس کو گھیرنے اور قیدی بنانے میں ذرا بھی کوتاہی ہوگی تو وہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑے گی اور یہ کہ اس وقت وہ ان کے دماغوں میں موجود رہے گی۔

وہ خیال خوانی کرتی ہوئی اپنے بیڈ روم میں آکر بیٹھ گئی پھر بوبی سے بولی "میں پارس کے دماغ میں جا رہی ہوں۔ مجھے ان تمام سراغ رسانوں سے زیادہ تم پر بھروسا ہے۔ تم فوراً جاؤ۔ اس مکان سے کچھ فاصلے پر رہو اگر وہ مکار فرار ہونے میں کامیاب ہونے لگے تو تم اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دو۔"

بوبی اس کے حکم کی تعمیل کے لیے چلا گیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے پارس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ چونک کر بولا "کون؟ کون ہے؟ جاؤ۔ میرے دماغ سے جاؤ۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تمہیں کیا ہو رہا ہے، میرے سابقہ لائف پارٹنر؟"

"اوہ تم؟ تم ہنس رہی ہو۔ میں سمجھ گیا کہ میرا دماغ میرے اختیار میں کیوں نہیں ہے۔ میں سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی تمہیں پہچان لیا کرتا تھا۔ ابھی تمہیں پہچان سکا۔ تم بلیک میجک کے ذریعے مجھ پر مسلط ہونا چاہتی ہو۔"

"جو کچھ ہو رہا ہے، تم اسے سمجھ رہے ہو۔ تم تو ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہو۔ اب ایسا نہیں کر پا رہے ہو تو اپنے باپ اور رشتے داروں کو مدد کے لیے پکارو۔"

"میں یہی کوشش کر رہا ہوں لیکن خیال خوانی کی پرواز نہیں کر پا رہا ہوں۔ مگر تم یہ نہ سمجھنا کہ مجھ پر قابو پا لو گی۔ میرے پاپا، میری ماما اور دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کوئی نہ کوئی میری خیریت معلوم کرنے آئے گا پھر میری یہ حالت دیکھتے ہی مجھے تمہارے وِچ ڈاکٹر کے سحر سے نجات دلا دے گا۔"

"جیکب کا کالا عمل زبردست ہوتا ہے۔ آج تک کوئی میرے دماغ میں نہ آسکا۔ اب تمہارے دماغ میں بھی اپنے پرائے نہیں آسکیں گے۔"

وہ جیکب کے پاس آکر بولی "میں پارس کے دماغ میں جاتی ہوں۔ اسی طرح اس کا باپ اور اس کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے اندر پہنچ کر اسے میرے شکنجے سے نکال لے جائیں گے۔"

"تو میڈم! اس کے دماغ میں پہنچا جا سکتا ہے لیکن مرضی اس کے دماغ پر مسلط نہیں کی جا سکے گی۔ تم اس کے دماغ میں جا رہی ہو لیکن اس کے دماغ کو متاثر نہیں کر سکو گی۔ اسی طرح اس کے اپنے اس کے اندر آکر اس کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔"

اتفاق سے ثانی اپنے پارس سے باتیں کرنے کے لیے اس کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ اس کی موجودہ حالت کو دیکھ کر پریشان ہو رہی تھی۔ الپا نے واپس آکر پارس کے اندر ثانی کی باتیں سنیں پھر کہا "یہ تمہارا مجازی خدا ہے۔ اب میرا بننے والا ہے۔ اس کی کم بختی اسے میرے ملک میں لے آئی تھی۔"

پارس نے کہا "ثانی! تم ماما اور تبریزی صاحب سے کہو وہ کالے جادو کا توڑ کریں گے۔"

"ماما! مراقبے میں ہیں اور تبریزی صاحب نے کہا۔ فی الحال قدرتی طور پر جو ہو رہا ہے، وہی ہوتا رہے گا۔ وہ اس وقت ان حالات اور معاملات میں مداخلت نہیں کریں گے۔"

اس بات نے الپا کی ایک بہت بڑی کامیابی پر تصدیق کی مہر لگا دی۔ وہ فاتحانہ انداز میں قہقہے لگانے لگی۔

الپا کی پہلی اور آخری خواہش تھی کہ پارس کو کالے جادو کی نادیدہ زنجیروں میں جکڑ لیا جائے کیونکہ نہ وہ تقدیر سے قابو میں آرہا تھا اور نہ تدبیر سے۔ اب جیکب رابن ہی اس کی مشکل آسان کرسکتا تھا۔

جیکب رابن نے ایک خطرناک اور جان لیوا کالا عمل شروع کیا تھا۔ وہ عمل ایسا جان لیوا تھا کہ بعض جادوگر ایک ذرا سی غلطی کے باعث جان سے گزر جاتے ہیں۔ جیکب رابن نے عمل کے دوران میں چاقو کے تیز پھل کو اپنی ایک مٹھی میں جکڑ رکھا تھا۔ وہ منتر پڑھتا جاتا تھا۔ اس کی ہتھیلی اور انگلیاں کٹتی جارہی تھیں۔ لہو بہتا جارہا تھا۔ اگر مقررہ مدت تک جادوئی عمل مکمل نہ ہوتا تو اس کے جسم سے خون کا آخری قطرہ بھی بہہ جاتا۔ وہ جان سے جاتا اور کامیابی بھی حاصل نہ ہوتی۔

اس کی جان رہے گی یا جائے گی؟ یہ ابھی یقین سے نہیں کہا جاسکتا تھا لیکن وہ کامیابی حاصل کرچکا تھا۔ اس نے پارس کا سراغ لگالیا تھا۔ اب الپا کے بے شمار ماتحت اسے گھیرنے اور زنجیریں ڈالنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ الپا کو چاہیے تھا کہ وہ جیکب رابن پر توجہ دیتی۔ پارس کو گھیرنے اور پکڑنے والے بہت تھے۔ جیکب رابن کو طبی امداد پہنچانے والا کوئی نہیں تھا۔

اس کے جسم سے اتنا لہو بہہ چکا تھا کہ اب وہ جاں کنی کے عالم میں تھا۔ اس نے کالے عمل سے صرف پارس کا سراغ لگانے کی حد تک کامیابی حاصل کی تھی۔ اس کے بعد بھی پارس کے دماغ پر حاوی رہنے اور اسے اپنے قابو میں رکھنے کے لیے وقفہ وقفہ سے منتر پڑھتے رہنا لازمی تھا۔

الپا نے اتنی ہی کامیابی کو آخری اہم کامیابی سمجھا کہ خوں خوار شیر نرغے میں آگیا ہے۔ اب کسی دشمن کی طرف سے اندیشہ نہیں ہے۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا کا سب سے بڑا دشمن قابو میں آرہا ہے۔ آئندہ وہ کسی رکاوٹ کے بغیر ٹرانسفارمر مشین تیار کرسکتی تھی۔ وہ اس کامیابی کے نشے میں عارضی طور پر جیکب رابن کو بھول گئی تھی۔

اس کی حالت اسی وقت معلوم ہوتی' جب اس کی ضرورت پڑتی اور ابھی صرف پارس کی ضرورت تھی۔ جیکب رابن کی نشان دہی کے مطابق پارس ایک بوڑھی عورت کے مکان میں پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے تھا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ اسے نادیدہ زنجیروں میں جکڑا جارہا ہے۔ بظاہر اس کے ہاتھ پاؤں آزاد تھے لیکن وہ ایک جگہ بیٹھا رہ گیا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ کوشش کے باوجود وہ باہر جانے کے ارادے پر عمل نہیں کرپا رہا ہے۔

الپا' پارس کے دماغ میں جاکر اس کی بے بسی کو سمجھ رہی تھی اور اپنے مسلح ماتحتوں سے کہہ رہی تھی "پارس مجبور اور بے بس ہوگیا ہے۔ اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس مکان میں گھس کر اسے گرفتار کرلو۔"

وہ پھر پارس کے دماغ میں خیالات پڑھنے گئی۔ اس وقت تک جیکب رابن تمام جسمانی قوتیں ہار کر بیٹھے بیٹھے فرش پر گر پڑا تھا۔ گرتے وقت اس کا ہاتھ اس خنجر پر گیا' جو پارس کے نام سے بنائے ہوئے پتلے میں پیوست تھا۔ ہاتھ لگتے ہی وہ خنجر پتلے کے اندر سے نکل کر فرش پر گر پڑا۔

دوسری طرف پارس اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ پہلے الپا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ بے بسی اور کمزوری کے باوجود کیسے شہ زور ہوگیا ہے۔ وہ وہاں سے چھلانگیں لگاتا ہوا فرار ہورہا تھا۔ مسلح ماتحت دروازہ توڑ کر اندر آئے۔ انہیں ایک بوڑھی عورت نظر آئی۔ وہ ایک گوشے میں سہمی ہوئی بیٹھی تھی۔

تب الپا کی عقل میں یہ بات آئی کہ جیکب رابن کے جادو میں کوئی خامی پیدا ہوگئی ہے۔ اس نے ماتحتوں کو سختی سے حکم دیا کہ پارس کا تعاقب کریں پھر جیکب رابن کے دماغ میں پہنچتے ہی بولی "اے کتے! یہ کیا ہورہا ہے۔ پارس تیری گرفت سے کیسے نکل رہا ہے؟"

جیکب رابن میں اتنی سکت نہیں رہی تھی کہ وہ زبان سے کچھ کہہ سکتا۔ الپا نے اس کے خیالات پڑھے' تب معلوم ہوا کہ وہ زندگی ہار رہا ہے۔ وہ بولی "میں ابھی تمہارے جسم میں خون پہنچاؤں گی۔ پہلے اس خنجر کو پتلے میں پیوست کرو۔"

جیکب میں اپنے ہاتھ کو حرکت دینے کی توانائی نہیں تھی۔ الپا اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جماکر اس کے اندر توانائی پیدا کرنے لگی۔ اس نے لرزتے ہوئے ہاتھ سے بمشکل خنجر کو پکڑا۔ الپا اپنے برسوں کے تجربات سے کام لے رہی تھی۔ خنجر کو پتلے تک پہنچا رہی تھی۔ جیکب کو تسلیاں دے رہی تھی "حوصلہ کرو۔ میں ابھی تمہیں اسپتال پہنچاؤں گی۔ تم میرے لیے بہت اہم ہو۔ میں تمہیں مرنے نہیں دوں گی۔"

وہ جھوٹی تسلیاں دے رہی تھی۔ اس کے اندر رہ کر یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ کسی دم کا مہمان ہے۔ اس نے اس کے اندر عارضی توانائی پہنچاتے ہوئے آخر خنجر کو اس کے پتلے میں پیوست کرہی دیا۔

وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ آگے کام نہیں آئے گا۔ وہ خنجر بھی پیوست نہیں رہے گا کیونکہ اس کا ہاتھ بے دم ہوکر پھر فرش پر گرنے والا تھا۔ عارضی طور پر ہی سہی اس خنجر کے پیوست ہوتے ہی دوسری طرف پارس ایک جگہ دوڑتے دوڑتے... لڑکھڑا کر گر پڑا۔ دوسرے ہی لمحے الپا نے اس کے اندر پہنچ ہی زلزلے کا جھٹکا پہنچایا۔ پارس زمین پر تڑپنے لگا۔

وہ کراہتے ہوئے بولا "ذلیل! کتیا! مجھ سے یہ دشمنی تجھے بہت مہنگی پڑے گی۔"

وہ ہنستے ہوئی بولی "جب مہنگی پڑے گی' تب پڑے گی۔ ابھی تو تم سستے مل رہے ہو۔"

پارس میں بلا کی قوت برداشت تھی۔ وہ شدید تکلیف برداشت کرتا ہوا وہاں سے اٹھ کر جانا چاہتا تھا۔ الپا نے دوسری بار زلزلے کا جھٹکا پہنچایا۔ وہ دوبارہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ مسلح ماتحت دوڑتے ہوئے قریب آگئے۔ دو ماتحتوں نے اسے جکڑ لیا۔ تیسرا اسے ہتھکڑی پہنانے لگا۔ وہ ناقابل برداشت تکلیف کے باوجود ان کے قابو میں نہیں آپا رہا تھا۔ وہ اسے ہتھکڑی پہنانے میں ناکام ہورہے تھے۔

الپا نے کہا "بہت جان ہے تم میں۔ میں دیکھتی ہوں کتنا دماغی عذاب برداشت کروگے؟"

اس نے پھر زلزلے کا ایک زبردست جھٹکا پہنچایا۔ یہ انسانی قوت برداشت سے زیادہ تھا۔ وہ نڈھال سا ہوکر ایک دم سے ساکت ہوگیا پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ وہ بے ہوش ہوچکا تھا۔

الپا نے چار خاص ماتحتوں کو حکم دیا کہ وہ پارس کو بڑی رازداری سے لے جائیں اور ایک خفیہ اڈے میں پہنچادیں پھر وہ بوبی سے خیال خوانی کے ذریعے بولی "فوراً میرے بنگلے میں آؤ۔"

اس نے پوچھا "میڈم! پارس کا کیا بنا؟"

"بہت بڑی خوش خبری ہے۔ میں نے اسے بے ہوش کرکے قیدی بنالیا ہے۔"

"او... میڈم! یو آر گریٹ۔ آپ نے شیر کو پچھاڑ دیا ہے۔ ایک بہت بڑے پہاڑ کو قدموں میں جھکالیا ہے۔"

"یہاں آکر بھی تعریفیں کرسکتے ہو۔ فوراً آؤ۔"

وہ اپنے بیڈ روم میں دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ وہاں سے اٹھ کر اطمینان سے چلتی ہوئی اس کمرے کے دروازے پر پہنچی' جہاں جیکب رابن کالا عمل کرتا رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ وہ فرش پر چاروں شانے چت پڑا ہوا تھا۔ اس کے دیدے پھیل کر ساکت ہوگئے تھے۔ اس پر ایک نظر ڈالتے ہی معلوم ہوگیا کہ وہ مرچکا ہے۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے قریب آئی۔ اس پر جھک کر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر محسوس کرنے لگی۔ دھڑکنیں بند ہوچکی تھیں پھر بھی اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو پوری طرح تصدیق ہوگئی۔ خیال خوانی کی لہروں کو مردہ دماغ میں جگہ نہ مل سکی۔

وہ افسوس کرتے ہوئے بولی "O' POOR WITCH DOCTOR! تم نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ابھی تم سے بہت کام لینے تھے۔ SO SAD"

بوبی وہاں آگیا۔ الپا نے کہا "یہ ختم ہوچکا ہے۔ اس نے پارس جیسے دشمن کو گرفتار کرایا اور خود موت کی گرفت میں آگیا۔"

بوبی نے کہا "یہ اچھا نہیں ہوا۔ ہم نے سوچا تھا جب ہم ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنائیں گے تو ان سب کے دماغوں میں جیکب رابن کیلیں پیوست کرے گا اور ٹیلی پیتھی جاننے والی پوری فوج کو آپ کا غلام بنائے رکھے گا۔"

"ابھی وہ مشین تیار نہیں ہوئی ہے۔ ابھی تو پارس میرے شکنجے میں ہے۔ اگر یہ زندہ ہوتا تو میں اسی لمحے پارس کے سر میں کیل پیوست کراکے زندگی بھر کے لیے اسے اپنا غلام بنالیتی۔ اس کی موت سے یہ بڑا نقصان پہنچ چکا ہے۔"

"اب آپ کیا کریں گی؟"

"ایک ہی راستہ ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا غلام بناکر رکھوں گی۔"

"آپ اس سے غافل نہ رہیں۔ اس کے دماغ میں جاتی رہیں۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آئے۔ اس پر تنویمی عمل شروع کردیں۔"

"میں یہی عمل کروں گی۔ یہاں فرش پر لہو پھیلا ہوا ہے' اسے صاف کرو۔ لاش کو کسی پلاسٹک کے تھیلے میں لپیٹ کر یہاں سے لے جاؤ۔ کار کی ڈکی میں چھپا کر شہر سے دور کسی ویرانے میں جاؤ اور اسے پھینک کر چلے آؤ۔"

وہ بوبی کو ہدایات بلکہ حکم دے کر وہاں سے اپنے بیڈ روم میں آگئی۔ بوبی اگرچہ تنہائی میں اس کا یار بن جاتا تھا لیکن عام حالات میں اس کا غلام بنا رہتا تھا کیونکہ اس کے سر میں بھی غلامی کی کیل پیوست کردی گئی تھی۔

الپا کے چار خاص ماتحتوں نے پارس کو ایک خفیہ اڈے میں لاکر اسے آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کردیا تھا۔ الپا نے ان چاروں کو سختی سے تاکید کی تھی کہ جب وہ ہوش میں آنے لگے تو کوئی اس کے قریب نہ بولے۔ کوئی اپنی آواز نہ سنائے۔ ورنہ وہ شیطان ان کی کھوپڑیوں میں پہنچ کر وہاں سے رہائی حاصل کرلے گا۔

ان چاروں نے اسے آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کرتے وقت آپس میں گفتگو کی تھی۔ یہ اچھی طرح یقین کرلیا تھا کہ وہ بے ہوش ہے۔ وہ یہ طے کررہے تھے کہ دو دو کی تعداد میں وہاں ڈیوٹی دیں گے دو دن کے وقت وہاں گونگے بن کر رہیں گے اور دو رات کو آکر جاگتے رہیں گے۔

الپا پہلے پارس کے دماغ میں گئی۔ اسے بے ہوش پاکر

اپنے چاروں ماتحتوں کے خیالات پڑھے پھر ان سے کہا "میں یہاں آتی رہوں گی۔ تم میں سے کسی کو اپنے فرض سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔"

بوبی دو گھنٹے بعد لاش کو ٹھکانے لگا کر واپس آ گیا۔ الپا نے کہا "میں کئی بار پارس کے دماغ میں جا چکی ہوں۔ وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ اتنی طویل بے ہوشی سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔"

"آپ نے اس کے دماغ کو زلزلے کے شدید جھٹکے پہنچائے ہیں۔ وہ دماغی طور پر آدھا مر چکا ہے۔ ایسا نہ ہو' وہ آدھا پاگل ہو جائے۔"

"میں نے تین بار اتنی بے رحمی سے جھٹکے پہنچائے ہیں کہ دوسرا کوئی ہوتا تو مر ہی جاتا۔"

"اس کی طویل بے ہوشی کی وجہ آپ کی بے رحمی ہے۔"

وہ فاتحانہ انداز میں مسکرائی اور خیال خوانی کرتی ہوئی پارس کے اندر پہنچی۔ اس کے دماغ میں کمزور سی سوچ کی لہریں ابھر رہی تھیں۔ الپا نے واپس آ کر کہا "بوبی! وہ ہوش میں آ رہا ہے۔ تم مجھے مخاطب نہ کرنا۔ میں اس کے اندر مصروف رہوں گی۔"

وہ پھر پارس کے پاس آ گئی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ ذرا دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں خود کو ایک قید خانے کے فرش پر پڑا پایا۔ اس نے سر گھما کر دیکھا' آہنی سلاخوں کے اس پار کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کی سوچ نے کہا "مجھے قید کیا گیا ہے۔"

الپا نے کہا "بڑے خوش نصیب ہو۔ ساری عمر میرے قیدی بن کر رہو گے۔"

وہ اٹھنا چاہتا تھا۔ اس نے کہا "لیٹے رہو۔ ورنہ پھر زلزلے کے جھٹکے پہنچاؤں گی۔"

وہ لیٹتے ہوئے بولا "سمجھ گیا۔ مجھ پر تنویمی عمل کرو گی۔"

"تمہیں غلام بنائے رکھنے کی خواہش برسوں سے تھی۔ وہ خواہش آج پوری کروں گی۔"

"میرے پاپا کو' میری سونیا مما کو معلوم ہو گا تو تم اپنی خواہشوں کے ساتھ فنا ہو جاؤ گی۔"

"میں تمہارے دماغ کو لاک کروں گی' کوئی تمہارے اندر پہنچ سکے گا نہ یہ معلوم کر سکے گا کہ میں نے تمہیں قیدی بنایا ہے۔ یہ بھی جانتی ہوں کہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیشہ تم لوگوں کے کام نہیں آتے ہیں پھر جبکہ رابن نے میرے دماغ پر ایسا عمل کیا ہے کہ روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی میرے اندر نہیں پہنچ سکیں گے۔"

پارس نے جواب نہیں دیا۔ خاموش رہا۔ الپا نے کہا "تمہارا دماغ بہت کمزور ہو چکا ہے۔ تمہیں سو جانا چاہیے۔ تم سو رہے ہو۔ تمہیں نیند آ رہی ہے۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے اسے تھپک تھپک کر سلانے لگی۔ اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔

وہ بڑے اطمینان اور بڑے اعتماد سے اس پر عمل کرنے لگی۔

○☆○

میں بیجنگ کے فوجی ہوائی اڈے پر تھا۔ میرے ساتھ آرمی کے اعلیٰ افسران تھے۔ اس ہیلی کاپٹر کو وہاں اتارا جا رہا تھا' جس میں للی' دلیر آفریدی اور علی فاتحانہ شان سے آئے تھے۔ ان تینوں کی آمد کو راز میں رکھا گیا تھا۔ ہم سب یہ جانتے تھے کہ دشمن کے جاسوس پورے شہر میں اور حکومت کے اہم شعبوں میں چھپے رہتے ہیں۔ ان دنوں تمام دشمن سراغ رسانوں کی صرف یہی کوشش تھی کہ کسی طرح بھی وہ مائیکرو فلم حاصل کر لی جائے۔

وہ ہیلی کاپٹر ایک ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ اس کا سلائیڈنگ دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے للی دو انگلیوں سے وی (V) یعنی فتح مندی کا نشان بناتی ہوئی باہر آئی۔ اس کے پیچھے دلیر آفریدی اور علی باہر آئے۔ میں نے آگے بڑھ کر علی کو گلے لگا لیا۔ ہم دونوں کے سینے ملے ہوئے تھے۔ علی نے جو تعویذ گلے میں پہنا ہوا تھا' وہ ہم دونوں کے دلوں کی دھڑکنوں کے درمیان محسوس ہو رہا تھا۔

جناب تبریزی نے بہت پہلے ہی ہدایت کی تھی کہ مائیکرو فلم ایک تعویذ کے خول میں رہے گی اور وہ تعویذ علی کے گلے میں رہا کرے گا۔ ان کی ہدایت کے مطابق وہ تعویذ علی نے پہن رکھا تھا۔ یعنی وہ مائیکرو فلم ابتدا سے علی ہی کے پاس تھی۔

آرمی کے اعلیٰ افسران ان تینوں سے مصافحہ کر رہے تھے اور دل کھول کر ان کی تعریفیں کر رہے تھے۔ بے شک و شبہ انہوں نے ایک نہایت ہی حیرت انگیز' غیر معمولی کارنامہ انجام دیا تھا۔ برف پوش پہاڑوں کی انتہائی بلندی پر جہاں زندہ رہنے کی سہولتیں میسر نہیں تھیں۔ ان کے لیے راشن نہیں پہنچایا گیا تھا۔ ہیلی کاپٹرز اور مسلح فوج نہیں پہنچائی گئی تھی' وہاں انہوں نے دشمنوں سے جم کر مقابلہ کیا تھا پھر انہیں نیست و نابود کرنے کے بعد فاتح کی شان سے آئے تھے۔

وہ تمام افسران اس بات پر بھی فخر کر رہے تھے کہ علی اور دلیر آفریدی کے ساتھ ان کے ملک سے تعلق رکھنے والی ایک لڑکی ماؤ للی نے بھی بلند حوصلے اور بے مثال جرات کا ثبوت دیا ہے۔ ہم سب فوجی گاڑیوں میں بیٹھ کر ہیڈ کوارٹر کی طرف روانہ ہو گئے۔

میں بیان کر چکا ہوں کہ میرے ساتھ جناب عبداللہ واسطی اور ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ذہین سراغ رساں احمد زبیری آئے ہوئے تھے۔ وہ مجھ سے الگ مختلف رہائش گاہوں میں تھے اور اپنے اپنے طور پر اہم معاملات میں مصروف رہا کرتے تھے۔

ہم کسی تحریری معاہدے کے بغیر حکومت چین سے اور چینی عوام سے ایسی دوستی کا ثبوت دے رہے تھے' جو ان کی بہترین توقعات سے بڑھ چڑھ کر تھی۔ اس کے عوض ہم نے صرف ایک مطالبہ کیا تھا اور وہ یہ کہ ہم جمہوریہ چین میں بابا صاحب کے ادارے کی ایک شاخ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

بھلا انہیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ انہوں نے بڑی خوشی سے اجازت دی۔ اعلیٰ حکام نے متفقہ طور پر کہا "چین شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ جہاں چاہیں' وہاں سیکڑوں کلو میٹر کے رقبے پر بابا صاحب کا ادارہ تعمیر کر سکتے ہیں۔"

جناب عبداللہ واسطی نے بیجنگ شہر سے پچیس کلو میٹر دور بابا صاحب کے ادارے کے لیے بیس کلو میٹر زمین پسند کی۔ جو حکومت کی طرف سے فوراً ہی ادارے کے لیے وقف کر دی گئی۔ اب جناب عبداللہ واسطی اس وقف کردہ زمین پر احاطے کی چار دیواری تعمیر کرا رہے تھے۔

وہاں ہم تین ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ اب علی بھی پہنچ گیا تھا۔ ہم چاروں کے علاوہ ہمارے کئی خیال خوانی کرنے والے سراغ رساں وہاں ہماری ہدایات پر عمل کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ میں نے انہیں ہدایات دی تھیں کہ وہ وہاں کے مختلف شعبوں کے اہم عہدے داروں کے دماغوں میں جاتے رہیں۔ بیرونی ممالک کے کئی ڈاکٹر' انجینئر اور بین الاقوامی پریس سے تعلق رکھنے والے وہاں کے مختلف شعبوں میں اپنی خدمات انجام دینے کے لیے موجود رہتے تھے۔ ان میں جاسوس بھی تھے' جن کی شناخت مشکل تھی ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک ایک کے دماغ میں جاتے جاتے اصلیت چھپانے والے جاسوسوں کے دماغوں تک بھی پہنچ سکتے تھے۔

ہمارے سراغ رسانوں کی فرض شناسی کے باعث کئی شعبوں میں کتنے ہی جاسوس نظروں میں آنے لگے۔ میں انہیں چینی حکام کے سامنے بے نقاب کرنے لگا۔ جن ملکوں سے وہ تعلق رکھتے تھے' ان ملکوں سے سفارتی تعلق بحال رکھنے کے لیے ان جاسوسوں کو ملک بدر کیا گیا اور آئندہ جمہوریہ چین میں ان کا داخلہ ممنوع قرار دیا گیا۔

ایسے جاسوس بھی تھے' جو بے نقاب ہونے کے بعد فرار ہو کر روپوش رہنے کی کوششیں کرتے رہے۔ یہ سمجھتے تھے کہ ان کے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کی مدد کریں گے لیکن ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے بے شمار تھے ان کے دو چار تھے۔ وہ بیک وقت سب ہی کی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا وہ ہمارے لوگوں کے ہاتھوں مارے جاتے رہے۔

دراصل دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خاص توجہ مائیکرو فلم پر تھی۔ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے آرمی ہیڈ کوارٹرز کے تین اعلیٰ افسروں کو ٹریپ کر چکے تھے۔ انہیں اپنا معمول اور تابع بھی بنا چکے تھے۔ یہ بات میں جانتا تھا لیکن انجان بن کر آئندہ ہونے والے تماشے کا انتظار کرنے لگا۔

وہ دشمن خیال خوانی کرنے والے برف پوش پہاڑوں میں بری طرح ناکام رہے تھے۔ اس کے باوجود مایوس نہیں تھے۔ وہ تین اعلیٰ افسروں کے دماغوں میں رہ کر معلوم کر چکے تھے کہ ایک مائیکرو فلم طیارے کے پائلٹ کے ذریعے آرمی ہیڈ کوارٹر پہنچا دی گئی ہے۔ یہ طیارے کا پائلٹ بھی نہیں جانتا تھا کہ اس فلم کو اس کی رسٹ واچ میں چھپایا گیا تھا۔ میں نے وہ فلم رسٹ واچ سے نکال کر آرمی کے سب سے اعلیٰ افسر کے حوالے کی تھی۔

ایک ماتحت افسر اس اعلیٰ افسر کا معتمد خاص تھا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ایک دشمن خیال خوانی کرنے والا اسے اپنا معمول اور محکوم بنا چکا ہے۔ آرمی ہیڈ کوارٹر کے ایک حصے میں ایک ریکارڈ روم تھا' جہاں فوج کے صرف چند افسران ہی اپنی مکمل شناخت پیش کرنے کے بعد جا سکتے تھے۔ اس مائیکرو فلم کو وہاں کے ایک آہنی سیف میں رکھا گیا تھا۔

دشمنوں کو اس بات کا علم تھا اور انہوں نے دلیر آفریدی کے خیالات پڑھ کر یہ معلوم کیا تھا کہ ایک مائیکرو فلم اس کے پاس بھی ہے۔ انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ دو مائیکرو فلموں میں سے ایک اصلی ہے اور دوسری نقلی یا دونوں ہی اصلی ہیں' ایک میں ٹرانسفارمر مشین کا حصہ اول اور دوسری میں حصہ دوم ہے۔ انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے برف پوش پہاڑوں کے جان لیوا علاقوں میں للی' آفریدی اور علی کو گھیر کر اس فلم کو چھین لینا چاہا تھا۔ اس کوشش میں ان کے اپنے ہی آدمی جان سے گئے تھے۔

دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اعلیٰ افسروں کے دماغوں میں رہ کر یہ معلوم کر چکے تھے کہ اس مائیکرو فلم میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ ہے پھر الپا نے بھی امریکی اکابرین کو یہ بتایا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ چین پہنچایا جا رہا ہے۔ ان معلومات کے حوالے سے سب نے یہ طے کیا تھا کہ چین میں ٹرانسفارمر مشین بننے نہیں دیں گے۔

میرے ساتھ آنے والا سراغ رساں احمد زبیری ایک الگ رہائش گاہ میں تھا۔ اس نے عارضی طور پر وہ رہائش گاہ

چھوڑ دی تھی۔ وہاں کے ایک معروف ہوٹل کا ایک کمرا اپنے لیے ریزرو کرایا تھا اور اس ہوٹل میں رہنے لگا تھا۔

وہاں غیر ملکی سیاح اور سیاست داں آتے رہتے تھے۔ احمد زبیری اس ہوٹل میں رہ کر ان کے خیالات پڑھتا رہتا تھا۔ یہ معلوم کرتا رہتا تھا کہ ان میں سے کتنے واقعی سیاح اور سیاست داں ہیں اور کتنے بہروپیے جاسوس ہیں؟ جاسوس اناڑی نہیں ہوتے۔ ٹیلی پیتھی نہ جاننے کے باوجود دوسروں کے چہروں کے تاثرات سے اور حرکات و سکنات سے بہت کچھ معلوم کرلیتے ہیں۔ باہر سے آنے والے دو سراغ رسانوں نے احمد زبیری کو تاڑ لیا تھا۔

احمد زبیری کسی سے دوستی کرتا تھا نہ کسی سے مخاطب ہوتا تھا۔ الگ تھلگ رہ کر دوسروں کو ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھتا تھا یا کسی کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کی آواز اور لہجہ سن کر اس کے دماغ میں پہنچ جایا کرتا تھا۔ اس کے الگ تھلگ رہنے اور دُور سے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھنے کے انداز نے دو سراغ رسانوں کو اس کی طرف متوجہ کیا تھا۔

ایک سراغ رساں نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا "میں نے کاؤنٹر سے معلوم کیا ہے' اس کا نام احمد زبیری ہے۔ یہ اپنے چہرے اور قدو قامت سے چینی نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہوگا جو بابا صاحب کے ادارے سے یہاں آئے ہیں۔"

ساتھی نے کہا "پھر تو یہ ٹیلی پیتھی بھی جانتا ہوگا۔"

"یقیناً جانتا ہے۔ اسے یہاں سے دیکھو' وہ لاؤنج میں بیٹھا ہے۔ خلا میں اس طرح سے تک رہا ہے' جیسے خیال خوانی کے ذریعے کہیں پہنچا ہوا ہو۔"

"اگر ایسا ہے تو وہ ہمارے دماغوں میں بھی پہنچا ہوا ہوگا۔"

"کیا تم نے اس کا سامنا کیا تھا؟ اس سے گفتگو کی تھی؟"

"نہیں' میں اس سے دور ہی دور رہتا آیا ہوں۔ تم بتاؤ؟ کیا تمہارا اور اس کا سامنا ہوا ہے؟"

"ہاں۔ میں اس سے مل چکا ہوں۔ مجھے ایسا نہیں لگتا کہ وہ میرے دماغ میں آتا ہوگا۔ میں نے دل ہی دل میں اسے گالیاں دی ہیں۔ اس کے خلاف سوچتا رہا ہوں۔ وہ گالیاں سن کر ضرور ٹیلی پیتھی کے ذریعے مصیبت بن جاتا لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"یار! خلا میں تکتے رہنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ خیال خوانی کی جارہی ہے۔ شاعر' ادیب' فلاسفر وغیرہ کہیں ایک طرف خاموشی سے دیکھتے ہوئے خیالات میں ڈوبے رہتے ہیں۔"

وہ دونوں بار کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے' وہاں سے لاؤنج کا وہ حصہ نظر آرہا تھا' جہاں احمد زبیری ایک صوفے پر آرام سے بیٹھا خلا میں تکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ایک نے کہا "وہ جاسوس ہونے کے علاوہ شاعر اور فلاسفر بھی ہوسکتا ہے لیکن اس کے انداز سے یہی شبہ ہوتا ہے کہ خیال خوانی میں مصروف ہے۔"

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو زخمی کیا جائے تو وہ خیال خوانی کی پرواز کرنے کے قابل نہیں رہتا۔"

"ارادہ کیا ہے؟ کیا اسے زخمی کرنا چاہتے ہو؟"

"ایسے بھرے پرے ہوٹل میں اس پر حملہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارا مقصد ہے' اسے دماغی کمزوری میں مبتلا کرنا۔ جب وہ کمزور ہوگا' اپنے کمرے میں تنہا رہے گا تو ہم وہاں جاکر اس سے حقیقت اگلوا سکیں گے۔"

اس نے اپنی جیب سے ایک شیشی نکالی۔ اسے دکھاتے ہوئے کہا "اس میں خواب آور گولیاں ہیں۔"

ساتھی نے اس شیشی کو دیکھتے ہوئے کہا "ہوں! لیکن یہ گولیاں اس کے حلق سے کیسے اتاری جائیں گی؟"

"جب وہ اپنے کمرے میں جائے گا۔ چائے یا کافی کا آرڈر دے گا۔ تب ہم اس میں یہ گولیاں حل کردیں گے۔"

اس وقت ایک انگریز حسینہ احمد زبیری کے پاس آکر بیٹھ گئی تھی اور اس سے باتیں کرنے لگی تھی۔ زبیری نے ایک ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا۔ ویٹر حکم کی تعمیل کے لیے چلا گیا۔ ایک جاسوس نے کہا "وہ دیکھو اس نے چائے' کافی یا سوفٹ ڈرنک کا آرڈر دیا ہے۔ ہماری بات بن سکے گی۔"

دوسرے ساتھی نے اسی ویٹر کو بلا کر ایک گلاس پانی اور دو کپ کافی کا آرڈر دیا۔ احمد زبیری کے بارے میں وہ کمزور سا شبہ کرکے رہ گئے تھے۔ جبکہ شبہ درست تھا۔ احمد زبیری نے ان کے خیالات پڑھنے کے بعد اپنے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کو ان دونوں کے اندر پہنچادیا تھا۔

ویٹر ان کے سامنے دو گلاس پانی اور دو کپ کافی رکھ کر چلا گیا۔ ایک نے شیشی کھول کر چھ گولیاں نکالیں۔ انہیں اپنے ساتھی کو دیتے ہوئے کہا "پہلے ہمیں آزمانا چاہیے کہ یہ گولیاں اثر رکھتی بھی ہیں یا نہیں؟ یہ دیکھو' میں چھ گولیاں نگل رہا ہوں۔ تم بھی ایسا ہی کرو۔"

وہ دونوں ایک ایک گلاس اٹھا کر پانی کے ساتھ ایک ایک گولی نگلنے لگے۔ اس طرح انہوں نے چھ چھ گولیاں حلق سے نیچے اتارلیں پھر کافی پینے لگے۔ ایک نے کہا "گولیوں نے اثر نہیں کیا ہے۔ چھ گولیوں میں آدمی مر جاتا ہے۔ ہمیں تو نیند بھی نہیں آرہی ہے۔"

"خواب آور گولیاں گھنٹے یا آدھ گھنٹے بعد اثر دکھاتی ہیں۔"

"چھ گولیوں کا اثر جلدی ہونا چاہیے۔ ہمارے ملک کی طرح یہاں بھی نقلی دوائیں ملتی ہیں۔"

"یہ چین ہے۔ یہاں کوئی نقلی سامان نہیں ملتا ہے۔ چلو اور ایک ایک گولی کھا کر آزماتے ہیں۔"

پھر شیشی کھول کر مزید ایک ایک گولی نکالی۔ انہوں نے کافی کے ساتھ گولیاں نگل لیں۔ ادھر وہ انگریز عورت اور احمد زبیری ایک دوسرے سے متعارف ہوچکے تھے۔ اس نے بتایا کہ اس کا نام جوزفین ہے اور وہ برطانیہ سے آئی ہے۔

زبیری نے پوچھا "کیا تنہا آئی ہو؟"

"ہاں۔ تنہا آئی ہوں اور تنہا زندگی گزار رہی ہوں۔ میں اپنی زندگی تینتالیس برس گزار چکی ہوں مگر اب تک شادی نہیں کی ہے۔"

"کیا مرد ذات سے نفرت ہے؟"

"میں کسی سے نفرت نہیں کرتی۔ دوستی کرتی ہوں۔ صرف دوستی۔ کسی کو اپنا ہاتھ پکڑنے کا موقع نہیں دیتی۔"

"جھوٹ بول رہی ہو۔"

اس نے چونک کر زبیری کو دیکھا پھر ناراضگی سے کہا "مجھے گفتگو کا یہ انداز پسند نہیں ہے۔ تم کسی ثبوت کے بغیر مجھے جھوٹی کہہ رہے ہو۔"

"میں ثبوت پیش کرسکتا ہوں۔"

اس نے پریشان ہو کر پوچھا "کیسا ثبوت؟ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے؟"

"ثبوت ہے۔ تم نے اب تک کتنے ہی لوگوں کو ہاتھ پکڑنے کا موقع دیا ہے۔ تم جس سے بھی ملتی ہو' مصافحہ کرتی ہو۔ کیا ایسے وقت لوگ تمہارا ہاتھ نہیں پکڑتے ہیں؟ کیا تم انہیں ہاتھ پکڑنے نہیں دیتی ہو؟"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی پھر بولی "تم بہت زندہ دل ہو۔"

"اور تم بڑی دل والی ہو۔"

"وہ کیسے؟"

"جو بھی تمہیں پسند آئے' اسے اپنے کمرے میں بلالیتی ہو۔ نہ دن دیکھتی ہو۔ نہ رات۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔ میں ایسا مذاق پسند نہیں کرتی۔"

"بے شک مذاق پسند نہیں کرتی ہو۔ بڑی سنجیدگی سے اپنی ضرورت کے وقت بلاتی ہو۔"

"یوشٹ اپ۔ کیا تم نے مجھے ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

"دیکھنا ضروری نہیں ہے۔ عقل کہتی ہے' جب ضرورت ہوتی ہے' تم ہوٹل کے کسی ملازم کو بلا کر ضرورت کے مطابق آرڈر دیتی ہو۔ دن ہو یا رات۔"

اس نے حیرت سے دیکھا پھر مسرت سے کہا "تم بہت شریر ہو۔ تمہاری ایک بات کے دو معنی ہوتے ہیں اور میں ایک ہی معنی میں الجھ کر رہ جاتی ہوں۔ تمہاری حرکتیں بھی الجھادیتی ہیں۔"

"میری کس حرکت نے تمہیں الجھایا ہے؟"

"تم تنہا بیٹھ کر ایک ہی طرف تکتے رہتے ہو۔ کیا خیال خوانی کرتے ہو؟ ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

"آہ۔۔ ٹیلی پیتھی۔۔ یہ علم سیکھنے کے لیے میں نے بہت بڑی قربانی دی مگر افسوس پھر بھی نہ سیکھ سکا۔"

"تم نے کون سی بڑی قربانی دی ہے؟"

"اپنی ان دو آنکھوں کو قربان کیا ہے۔ ٹیلی پیتھی سیکھنے کے لیے شمع کی لو کو دن رات تکتا رہا۔ میرے بزرگ مجھے منع کرتے رہے لیکن میں دو برس تک شمع کی لو کو دیکھتے دیکھتے اندھا ہوگیا۔۔ آہ!"

"تم اندھے ہوگئے؟ مگر تم تو دیکھ رہے ہو۔"

"یہ میری اپنی آنکھیں نہیں ہیں۔ کسی مرنے والے نے عطیے کے طور پر دی تھیں۔ خدا اسے غارت کرے۔ آمین بولو۔"

"ارے! جس نے تم پر اتنا بڑا احسان کیا۔ تمہیں اپنی آنکھوں کی روشنی دی۔ اسے تم بددعا دے رہے ہو؟"

"وہ اسی قابل ہے۔ تم نہیں جانتیں' وہ پکا بدمعاش تھا۔ مجھے گندے گندے خواب آتے ہیں۔ میں بہت پریشان رہتا ہوں۔"

"خواب آنکھوں سے نہیں دیکھے جاتے۔ خواب دیکھتے وقت آنکھیں بند رہتی ہیں۔"

"مگر میری آنکھیں بند نہیں رہتیں۔ میں اس عطیہ دینے والے کی ان کھلی آنکھوں سے دیکھتا رہتا ہوں۔ اب بھی دیکھ رہا ہوں۔"

"تم کیا دیکھتے رہتے ہو؟"

"یہی کہ مرد پورے لباس میں نظر آتے ہیں۔ عورتوں کا لباس نظر نہیں آتا۔"

"کیا۔۔؟ اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہی کہ تمہارا لباس نظر نہیں آرہا ہے۔"

وہ فوراً ہی سمٹ گئی۔ اپنے سینے پر ہاتھوں کی قینچی بنا کر بولی "نہیں۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ساری دنیا دیکھ رہی ہے' میرے بدن پر لباس ہے۔"

"ساری دنیا دیکھ رہی ہے مگر اس مرنے والے بدمعاش کی آنکھیں لباس نہیں دیکھ رہی ہیں۔ مجھ جیسے شریف آدمی کو بدمعاش بنا رہی ہیں۔"

"دیکھو۔ تم پہلے بھی مذاق کررہے تھے۔ اب بھی کر رہے

ہو؟"

"میں اپنی سچائی کا ثبوت دے رہا ہوں۔ تمہاری ٹھوڑی کے نیچے گریبان کے اندر، جہاں کوئی دیکھ نہیں سکتا، وہاں ایک سرخ رنگ کا تل ہے۔"

وہ حیران رہ گئی۔ زبیری اس کے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کرچکا تھا۔ اس نے پوچھا "کیا تم نے آستین والا بلاؤز وغیرہ پہنا ہے؟"

وہ اثبات میں سرہلا کر بولی "ہاں۔"

"پھر تو بازو آستین میں چھپا ہوا ہے لیکن تمہارے بازو پر ایک مندمل زخم کا نشان نظر آرہا ہے۔"

وہ شدید حیرانی سے بولی "او گاڈ! میں جارہی ہوں۔ کبھی تمہارے سامنے نہیں آؤں گی۔"

وہ اٹھنے لگی۔ زبیری اس کا بازو پکڑ کر بٹھاتے ہوئے بولا "ایک بات اور سن لو۔ تم تینتالیس برس کی بوڑھی نہیں ہو۔ میرے اندازے کے مطابق بیس برس کی ہو۔ اوپر سے بوڑھی کے بھیس میں رہتی ہو۔ اندر کا حال میں دیکھ رہا ہوں۔"

وہ دوسری طرف گھوم کر بیٹھ گئی۔ زبیری نے کہا "اسی طرح بیٹھی رہو۔ اٹھ کر جاؤ گی تو اوپر سے نیچے تک نظر آتی رہو گی۔"

وہ مشکل میں پڑگئی۔ نہ پائے رفتن، نہ جائے ماندن۔ نہ اپنی نمائش کرتی ہوئی جاسکتی تھی۔ نہ زبیری کے قریب رہنا چاہتی تھی۔ وہ صوفے پر کھسک کر اس کے قریب آگیا۔ وہ شرماتی ہوئی بولی "دور رہو۔ پلیز میرے قریب نہ آؤ۔ مجھے ہاتھ نہ لگاؤ۔"

"میں تمہاری مشکل آسان کرسکتا ہوں۔"

"میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔"

"سیدھی سی بات ہے۔ میں آنکھیں بند کرتا ہوں۔ تم اپنے کمرے میں چلی جاؤ۔"

"تم بہت اچھے ہو۔ پلیز آنکھیں بند کرلو۔"

"تم اس مرنے والے بدمعاش کی آنکھوں سے آئندہ محفوظ رہنا چاہتی ہو؟"

"ہاں محفوظ رہنا چاہتی ہوں۔"

"اگر تم اپنے لباس کے اوپر کاغذ کا لباس پہن لوگی تو مجھے بے لباس نظر نہیں آؤ گی۔"

"واقعی؟ کیا تمہیں کاغذ کے آرپار نظر نہیں آتا ہے؟"

"بالکل نظر نہیں آتا ہے۔"

"میں ابھی کمرے میں جاکر پرانے اخبارات، سوئی اور دھاگا منگوا کر لباس تیار کروں گی۔"

"میں آنکھیں بند کرچکا ہوں۔ تم چلی جاؤ۔"

اس نے گھوم کر دیکھا۔ زبیری آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔ وہ فوراً ہی اُٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ وہ جاچکی تھی۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ لفٹ کے ذریعے ففتھ فلور کے ایک کمرے میں جارہی تھی۔

اسی وقت اس کے دماغ میں اجنبی سوچ کی لہریں ابھریں۔ ایک اجنبی نے کہا "ہیلو جوزفین!"

وہ حیرانی سے اپنا سر تھام کر بولی "کون ہے؟ میرے اندر کون بول رہا ہے؟"

"میں ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوں۔ تمہارا دوست ہوں۔ تمہارے خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کرچکا ہوں۔"

"تم۔۔۔ تم کیا معلوم کرچکے ہو؟"

"یہی کہ تم بھی ہماری طرح یہاں جاسوسی کرنے اور یہاں کے اہم راز معلوم کرنے آئی ہو۔ تمہارے اور ہمارے مقاصد ایک ہیں۔ جب تم اہم معاملات سے نمٹنا چاہو گی یا اہم مسائل درپیش ہوں گے تو میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی تمہارے کام آئیں گے۔"

وہ لفٹ سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف جارہی تھی۔ پریشان ہو کر بولی "تمہارا شکریہ! میں تم سے تعاون چاہوں گی لیکن میرے دماغ میں نہ آؤ۔"

"کیوں نہ آؤں؟ ہم تو تمہارے دوست ہیں۔"

"ہاں مگر کسی لڑکی کے دماغ میں آکر اس کے چور خیالات پڑھنا مناسب نہیں ہے۔"

"وہ تو ہم پڑھ چکے ہیں۔ تمہارا نام جوزفین نہیں، ماریا ہے۔ تم بوڑھی نہیں جوان ہو۔ تمہارا دل پہلی بار ایک جوان پر مائل ہو رہا ہے اور وہ جوان ہے احمد زبیری۔۔۔"

ماریا کمرے میں آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ پریشان ہو کر بولی "ابھی تم نے میرے دل کا حال پڑھا ہے۔ آئندہ میں یہاں کا کوئی راز حاصل کروں گی تو تم اس راز تک بھی پہنچ جاؤ گے مگر جو راز تم حاصل کرو گے، وہ مجھے کبھی نہیں بتاؤ گے۔"

"ہم تمہیں کچھ بتائیں یا نہ بتائیں۔ تمہارے لیے یہی بہت ہے کہ ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہاری مدد کرتے رہیں گے۔ یہاں تم پر مصیبت آئے گی اور تم فرار ہونا چاہو گی تو ہم تمہیں اس ملک سے باہر پہنچا دیں گے۔"

"میں اپنے حالات سے نمٹنا جانتی ہوں۔ پلیز آئندہ میرے دماغ میں نہ آنا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "آؤں گا تو تمہیں پتا نہیں چلے گا۔ بائی دا وے احمد زبیری بڑا دلچسپ جوان ہے۔ اسے مردوں کا لباس دکھائی دیتا ہے۔ عورتوں کے بدن پر لباس دکھائی نہیں

دیتا۔ کیا یہ یقین کرنے کی بات ہے؟"

"وہ سچ کہہ رہا تھا۔ اس نے اپنی سچائی کا ثبوت دیتے ہوئے میری ایسی باتیں بتائی ہیں کہ میں بیان نہیں کرسکتی۔"

"میں جانتا ہوں۔ اس وقت تمہارے دماغ میں رہ کر زبیری کی باتیں سن رہا تھا۔ ایسا تو میں بھی تمہارے خیالات پڑھ کر بتا سکتا ہوں کہ تمہارے بدن میں کہاں تل ہے اور کہاں زخم کا نشان ہے۔"

"پلیز، ایسی بے شرمی کی باتیں نہ کرو۔ میرے دماغ سے جاؤ۔"

"جارہا ہوں لیکن تمہارے دماغ میں آتا جاتا رہوں گا اور زبیری کی اصلیت معلوم کرنے کی کوششیں کرتا رہوں گا۔ اوکے بائی۔"

ماریا کے اندر خاموشی چھا گئی۔ اس نے آواز دی "ہیلو۔ تم خاموش ہو یا جاچکے ہو؟"

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ اس کی موجودگی یا عدم موجودگی کا پتا نہیں چل رہا تھا "اوہ میں کیا کروں؟ وہ آئندہ چپ چاپ آکر میرے خیالات پڑھتا رہے گا اور میں ایسے وقت بے خبر رہوں گی۔ میں نے غلطی کی۔ کبھی یوگا کی مشقیں نہیں کیں۔ اب کروں گی۔ دوسروں کو اپنے دماغ میں آنے سے روکنے کا یہی ایک راستہ ہے۔"

زبیری ماریا کے دماغ سے نکل آیا۔ کاؤنٹر کے پاس لوگوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی۔ وہ دونوں خواب آور گولیاں نگلنے والے دو اسٹریچر پر پڑے ہوئے تھے۔ انہیں اٹھا کر باہر کھڑی ہوئی ایمبولینس میں پہنچایا جارہا تھا۔

ایک سراغ رساں نے زبیری کے دماغ میں آکر کہا "سر! ان دونوں کا تعلق یوکے سے ہے۔ یورپ کے ممالک کے تمام سراغ رسانوں سے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے تعاون کررہے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے دماغوں میں آنے سے منع کرتے ہیں۔"

زبیری نے کہا "ماریا بھی نہیں چاہتی کہ اس کے دماغ میں کوئی آئے۔ تم اس کے دماغ میں خاموشی سے جاؤ۔ اسے گہری نیند سلاؤ پھر تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کرو اور اس کے ذہن میں یہ نقش کردو کہ میں تمہارا لب ولہجہ اختیار کرکے دماغ میں آؤں تو وہ سانس نہ روکے۔ باقی تمام پرائی سوچ کی لہروں کے لیے اس کا دماغ لاکڈ رہے گا۔"

وہ سراغ رساں زبیری کی ہدایات پر عمل کرنے کے لیے چلا گیا۔

○☆○

تھری جے نے بڑا عروج حاصل کیا تھا۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں وہ تینوں ناقابل گرفت اور ناقابل شکست بن گئے تھے۔ ان کے بارے میں یہ یقین سے کہا جانے لگا تھا کہ وہ کبھی کسی کے زیر اثر نہیں آئیں گے۔

ایسی کوئی بات یقین سے نہیں کہنا چاہیے۔ وقت اور حالات کو بدلتے دیر نہیں لگتی۔ ان کے بھی حالات بدل رہے تھے۔ ان پر زوال آرہا تھا۔

یہ بیان کیا جاچکا ہے کہ بنی نام کی ایک حسینہ اور جے سامو کی ملاقات ایک چرچ میں ہوئی تھی پھر ان دونوں میں بے تکلفی پیدا ہوگئی تھی۔ جے سامو اس حسینہ کے گھر گیا تھا۔ اس بات سے بے خبر تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والا سائن، بنی کے دماغ میں موجود ہے۔ سائن کا تعلق آندرے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں سے تھا۔ بڑی مدت سے تلاش کرتے رہنے کے بعد تھری جے میں سے ایک جے سامو نظروں میں آیا تھا۔ اسے ٹریپ کرنے کے لیے آندرے بھی سائن کے ساتھ بنی کے دماغ میں آکر چھپ گیا تھا۔

بنی اور جے سامو کچن میں ایک دوسرے سے مذاق کررہے تھے۔ یوں ہنسی مذاق میں سامو کا ہاتھ جلتے ہوئے چولھے پر گیا۔ حلق سے چیخ نکل گئی۔ ہاتھ زیادہ نہیں جلا لیکن جلن کے باعث دماغی توانائی میں کمی ہوئی اور دشمنوں کو اس کے اندر پہنچنے کا راستہ مل گیا۔

وہ سامو کے دماغ میں خاموش رہ کر اس کے خیالات پڑھتے رہے اور اہم معلومات حاصل کرتے رہے۔ وہ تینوں ساتھی ایک دوسرے سے دور رہتے تھے۔ گہری دوستی اور گہرے اعتماد کے باوجود ایک دوسرے کو اپنا پتا ٹھکانا نہیں بتاتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ سائن اور آندرے کو سامو کے دو ساتھیوں کا پتا معلوم نہ ہوسکا لیکن اور بہت کچھ معلوم ہوگیا۔ وہ ٹرانسفارمر مشین تک پہنچ گئے۔ اس مشین کے رازداروں کے دماغوں میں پہنچ کر انہیں اپنا معمول بنالیا۔ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں کو لاک کردیا۔ آئندہ تھری جے میں سے کوئی بھی ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر نہیں پہنچ سکتا تھا اور نہ ہی ٹرانسفارمر مشین کے نئے خفیہ اڈے کا سراغ لگا سکتا تھا۔

سائن اور آندرے کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ اچانک ایسی زبردست کامیابیاں حاصل کرسکیں گے۔ وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول بنانے اور ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ جمانے کے بعد گویا امریکا کے بے تاج بادشاہ بن گئے تھے۔

بس ایک ناکامی ہوئی تھی۔ سائن اور آندرے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا غلام بنائے رکھنے کے سلسلے میں اس قدر مصروف رہے کہ جے سامو پر تنویمی عمل نہ

کتابیات پبلی کیشنز

کرسکے۔ ویسے تھری جے کے حالات بگڑ رہے تھے۔ ادھر جے سامو دماغی طور پر کمزور ہوگیا تھا۔ ادھر جے فلو بھی ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہوگیا تھا۔

اور اسے گرفتار کرنے والی ایک حسینہ شیوانی بھاسکر تھی۔ وہ بھارت سے آئی تھی۔ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے زیادہ خطرناک تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب و غریب غیر معمولی کشش تھی۔ وہ جس کی طرف دیکھتی تھی' اس کی پیشانی میں حرارت پیدا ہوجاتی تھی اور وہ اس کے سامنے سچ بولنے لگتا تھا۔ وہ جو کہتی تھی' وہ وہی کرنے لگتا تھا۔

ایسا لگتا تھا جیسے وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ جبکہ نہیں جانتی تھی۔ خیال خوانی کرنے والے دماغوں میں گھس آتے ہیں۔ وہ دماغوں کے باہر رہتی تھی اور اپنے سامنے والے کو کھوپڑی سے باہر کردیتی تھی۔

ویسے وہ کسی کی دشمن نہیں تھی۔ وہ جے کافو کا بھی برا نہیں چاہتی تھی۔ ایسا لگتا تھا' وہ اپنی غیر معمولی صلاحیت کو سمجھتی نہیں ہے اگر سمجھتی تو نہ جانے اب تک کتنوں کو اپنے اشاروں پر نچاتی رہتی۔ کم از کم جے کافو کو اپنا غلام بنا چکی ہوتی۔

شیوانی سے پہلی ملاقات میں جے کافو اس کے زیر اثر آگیا تھا پھر اس نے سوچا' شیوانی کی آنکھوں نے عارضی طور پر اثر کیا ہے۔ اس حسینہ سے دور جانے کے بعد اس کے اثر سے نجات حاصل کرلے گا۔

شیوانی نے کہا تھا "تم دنیا کے آخری سرے پر بھی رہو گے تو تمہارا چھویا و رہے گا۔ میری نگاہیں تمہاری پیشانی تک پہنچتی رہیں گی۔"

یہ ہو بہو ٹیلی پیتھی کا علم تھا لیکن شیوانی کسی کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتی تھی۔ کسی کے خیالات نہیں پڑھ سکتی تھی۔ اسے پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ سامنے والا اس کے زیر اثر آتے ہی خود بولنے لگتا تھا۔ اس کی آنکھیں جیسے حکم دیتی تھیں اور سامنے والا سچ اگلنے لگتا تھا۔

جے کافو نے پریشان ہو کر خیال خوانی کے ذریعے اپنے ساتھی جے فلو کو بلایا۔ اسے شیوانی کے بارے میں بتایا۔ جے فلو نے کہا "شیوانی کے دماغ میں گھس کر اس کے چور خیالات پڑھو۔ اس کی اصلیت معلوم ہوجائے گی۔"

جے کافو نے کہا "اتنی عقل مجھ میں ہے۔ تم اس کے دماغ میں جاکر دیکھ لو۔"

جے فلو اس کے دماغ میں جاکر خیالات پڑھنے لگا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ شیوانی کے دماغ میں کئی طرح کے خیالات گڈمڈ ہوتے رہے تھے۔ عجیب بے تکے خیالات بڑی بے ترتیبی سے ابھرتے تھے۔ کسی پاگل عورت کے بے معنی اور مفہوم سے خالی خیالات ہوتے تھے۔

جے کافو اور جے فلو دونوں حیران تھے۔ ایسے بے تکے اور بے ترتیب خیالات کے حامل پاگل ہوتے ہیں لیکن شیوانی پاگل نہیں تھی۔ ہوش مند تھی اور حاضر دماغ رہ کر اپنوں سے اور غیروں سے ملتی رہتی تھی۔

انہوں نے فیصلہ کیا کہ شیوانی کو اعصابی کمزوری کی دوا کھلائی جائے پھر اس کمزور دماغ میں پہنچ کر اس کے بے ترتیب خیالات کو ترتیب وار کیا جائے اس کے بعد وہ اپنے بارے میں جو کچھ سوچے گی۔ اس سے اس کی صحیح ہسٹری معلوم ہوسکے گی پھر اسے اپنی معمولہ بنایا جاسکے گا۔

جے کافو نے اس مقصد کے لیے ایک ہوٹل میں کھانے کے دوران شیوانی کے کھانے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی۔ شیوانی نے وہ کھانا کھایا لیکن حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ وہی کھانا جے کافو کے حلق سے بھی اتر گیا اور وہ شدید کمزوری میں مبتلا ہوکر اسپتال پہنچ گیا۔

اس وقت جے فلو موجود نہیں تھا۔ موجود ہوتا تو جے کافو کو اعصابی کمزوری والا سوپ پینے نہ دیتا۔ ایسے وقت جے فلو خیال خوانی کے ذریعے جے سامو کے دماغ میں تھا اور اپنے اس ساتھی کو سائن اور آندرے سے بچانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ جب واپس آیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جے کافو اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوگیا ہے لیکن شیوانی پہلے کی طرح چاق و چوبند ہے۔ اعصابی کمزوری والے سوپ نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔

شیوانی کے بارے میں یہ نئی بات معلوم ہوئی کہ نقصان پہنچانے والی دواؤں کا اس پر اثر نہیں ہوتا ہے۔ اپنی ان صلاحیتوں کے باعث شیوانی کچھ اور پراسرار بن گئی تھی۔ اسپتال میں جے کافو کا علاج ہو رہا تھا۔ دوائیں مل رہی تھیں۔ اسے توانائی حاصل ہو رہی تھی۔ اس کے باوجود ابھی وہ سانس روک کر کسی بھی دشمن کو اپنے دماغ سے بھگانے کے قابل نہیں ہوا تھا۔ اس نے خیال خوانی کی کوشش کی تو ناکام رہا۔ جے فلو نے اسے تسلی دی "تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ دماغی توانائی پوری طرح بحال ہوگی تو تم پہلے کی طرح خیال خوانی کرسکو گے۔"

جے کافو نے کہا "شیوانی کی طرف سے اندیشہ ہے۔ ہم

اسے کمزور بنا کر اپنے زیر اثر لانا چاہتے تھے۔ اب وہ آئے گی تو مجھے اپنے زیر اثر رکھے گی۔"

جے فلو نے کہا "میں نے اس کے خیالات پڑھنے کی کوششیں کی تھیں۔ پہلے کی طرح ناکام رہا۔ اتنا اندازہ ہوا ہے کہ اس پر اعصابی کمزوری کی دوا نے اثر نہیں کیا ہے۔"

"وہ مجھ سے ملنے کے لیے یہاں اسپتال ضرور آئے گی۔"

"آنے دو۔ میں تمہاری حفاظت کے لیے موجود رہوں گا۔ ویسے ہم پر مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں۔ ادھر جے سامو دماغی کمزوری میں مبتلا ہوگیا ہے۔"

وہ جے کافو کو اپنے تیسرے ساتھی جے سامو کے بارے میں بتانے لگا۔ جے کافو نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "انہوں نے جے سامو کے کمزور دماغ میں رہ کر ٹرانسفارمر مشین اور اس مشین کے رازداروں کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا ہوگا۔"

"ہاں معلوم کیا ہوگا۔ امریکا میں جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے معمول ہیں۔ مجھے ان کے دماغوں میں جانے کی فرصت نہیں مل رہی ہے۔"

"تمہیں وہاں جاکر معلوم کرنا چاہیے کہ سامو کے دماغ میں آنے والے دشمن امریکا میں کیا کر رہے ہیں؟"

"مجھے تم دونوں کی فکر ہے۔ کبھی سامو کی خیریت معلوم کرتا ہوں۔ کبھی تمہارے پاس آتا ہوں۔"

"ہماری فکر نہ کرو۔ پانچ منٹ میں معلومات حاصل کرسکتے ہو۔ تم ابھی جاؤ۔"

جے فلو وہاں سے گیا پھر دو منٹ میں واپس آکر بولا "یار کافو! ہم بہت بڑی بازی ہار چکے ہیں۔ میں نے ٹیلی پیتھی جاننے والے کینی بال' لیزی گارڈ اور ڈیبی وغیرہ کے دماغوں میں جانے کی کوششیں کیں مگر وہ سب سانس روکتے رہے۔"

"او گاڈ! وہ سب ہمارے معمول ہیں پھر سانس کیوں روک رہے ہیں؟"

"ظاہر ہے۔ دشمنوں نے انہیں اپنا معمول بنالیا ہے۔ ہمارے تمام معمول ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہم سے چھین لیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے' وہ دشمن ٹرانسفارمر مشین تک پہنچ گئے ہیں اور ہم ابھی ان کے خلاف کچھ کر نہیں پائیں گے۔ ادھر میں بیمار ہوں۔ ادھر سامو کسی کام کے قابل نہیں ہے۔ تم تنہا کچھ نہیں کرسکو گے۔"

"تم دماغی طور پر صحت مند ہونے کے بعد بھی کچھ نہیں کرسکو گے۔ تمام امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغ لاک کردیے گئے ہیں ہم ان کے دماغوں میں نہیں جاسکیں گے۔ یہ معلوم نہیں کرسکیں گے کہ اس ٹرانسفارمر مشین کو کس نئے خفیہ اڈے میں چھپایا گیا ہے۔"

"جو نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اسے فی الحال بھول جاؤ۔ میں یہ سوچ کر پریشان ہوں کہ شیوانی یہاں آئے گی تو اس کا رد عمل کیا ہوگا؟"

"اسے معلوم ہوا ہوگا کہ تم نے اسے کمزور بنانے کی سازش کی تھی۔ اب وہ تمہارے خلاف کچھ کرسکتی ہے۔ پتا نہیں وہ کہاں ہے؟ اس کے دماغ میں جانے سے کچھ پتا ہی نہیں چلتا۔"

"شیوانی ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم نہیں جانتی ہے۔ یہ اطمینان ہے کہ مجھے اپنا معمول نہیں بنا سکے گی۔"

"اور میں تمہارے اندر رہوں گا۔ وہ انتقاماً تمہیں نقصان پہنچانا چاہے گی تو تمہاری حفاظت کروں گا۔"

حقیقتاً شیوانی کے دماغ میں کسی طرح کا انتقامی جذبہ نہیں تھا۔ وہ اپنے خلاف کی گئی سازش سے بے خبر تھی۔ حیرانی سے سوچ رہی تھی کہ جے کافو ہوٹل میں میرے ساتھ اچھا بھلا تھا پھر اچانک اسے کیا ہوگیا؟ وہ بے ہوش کیسے ہوگیا؟ اگر میں نہ ہوتی تو کوئی اسے اسپتال بھی نہ پہنچاتا۔ بے چارہ!"

وہ اس معاملے میں معصوم تھی۔ جے کافو کے لیے ہمدردی سے سوچ رہی تھی۔ سازش کرنے والے کی بیماری اور کمزوری کو سمجھنے کے لیے اس نے اس سوپ کا کیمیائی تجزیہ کرایا۔ یہ معلوم ہوا کہ اس سوپ میں ضرر رساں دوا کی آمیزش تھی۔ پولیس ہوٹل والوں کے پیچھے پڑگئی۔ شیوانی ہوٹل کے منیجر اور کچن کے ملازموں سے فرداً فرداً ملتی رہی۔ اپنی غیر معمولی آنکھوں کی حرارت ان کی پیشانیوں تک پہنچاتی رہی۔ وہ سب بے اختیار اس کے سامنے سچ بولتے رہے اور سچ یہ تھا کہ ان ملازمین میں سے کسی نے سوپ میں کوئی دوا نہیں ملائی تھی۔

وہ جے کافو سے ملنے اسپتال آئی تو وہ اسے دیکھتے ہی پریشان ہوگیا۔ شیوانی نے خوش اخلاقی سے اس کی خیریت پوچھی پھر کہا "میں کل رات یہاں نہ آسکی۔ پولیس کے ذریعے انکوائری کراتی رہی۔ پتا چلا کہ کسی نے سوپ میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی تھی۔"

"یہ معلوم نہیں ہو رہا ہے۔ جو جھوٹے اور فریبی ہوتے ہیں' وہ میری آنکھوں کے سامنے جھوٹ چھپا نہیں پاتے۔ یہ

توتم جانتے ہی ہو۔"

"ہاں۔ تمہارے پاس یہ عجیب علم ہے۔"

"یہ کوئی علم نہیں ہے۔ میں نے کہیں سے سیکھا نہیں ہے۔ یہ بچپن سے میرے ساتھ کوئی قدرتی معاملہ ہے۔ میری خوب صورت آنکھوں کی تعریفیں کرنے والے بھی ان آنکھوں سے ڈرتے ہیں۔"

وہ بول رہی تھی اور جے کافو اس خیال سے سہم رہا تھا کہ شیوانی اس کی پیشانی کو غور سے دیکھے گی تو ان آنکھوں کے زیر اثر آکر وہ بے اختیار اقبال جرم کرے گا۔ شیوانی کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ اس سے دشمنی کرنے والا تھا۔ خود اپنے آپ سے دشمنی کرکے اسپتال پہنچ گیا ہے۔

شیوانی اس کی پیشانی کو خاص طور پر نہیں دیکھ رہی تھی۔ کبھی کبھی اس سے آنکھیں ملا رہی تھی۔ ایسے وقت وہ اس سے نظریں چرانے لگتا تھا۔ شیوانی نے پوچھا "تم کبھی نظریں جھکا رہے ہو، کبھی نظریں چرا رہے ہو؟ آنکھیں ملا کر باتیں کرو۔"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "ہر انسان اپنے اندر کوئی نہ کوئی خاص بات چھپا کر رکھتا ہے۔ وہ بات اپنے کسی سگے رشتے دار کو بھی نہیں بتاتا۔ میرے اندر بھی کچھ ایسی باتیں چھپی ہوئی ہیں۔ ان باتوں سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا پھر بھی وہ باتیں میں تم سے چھپانا چاہتا ہوں۔"

"ضرور چھپاؤ۔ میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گی۔"

"تم نہیں پوچھو گی۔ مگر تمہاری آنکھیں مجھے بولنے پر مجبور کردیں گی۔"

وہ ہنستے ہوئی بولی "میری آنکھیں عام حالات میں کسی کو مجبور نہیں کرتی ہیں۔ جب میں خاص طور پر کسی کے اندر کا بھید معلوم کرنا چاہتی ہوں، تب چبھتی ہوئی سوالیہ نظروں سے دیکھتی ہوں اور وہ بھید اگلوا لیتی ہوں۔ تم مطمئن رہو۔ میں تم سے کوئی بات نہیں اگلواؤں گی۔"

جے فلو اپنے ساتھی کے اندر تھا۔ اس نے کہا "کافو! میں اسے کل سے دیکھ رہا ہوں، یہ سیدھی اور سچی ہے۔ میرا خیال ہے۔ یہ تمہارے اندر کی بات معلوم نہیں کرے گی۔"

جے کافو اپنے دماغ میں جے فلو کی باتیں سن رہا تھا۔ شیوانی نے پوچھا "چپ کیوں ہو؟ کیا سوچ رہے ہو؟"

"وہ۔ میں یہ سوچ رہا ہوں، ہم نے ایک ہی سوپ پیا تھا پھر اس میں ملی ہوئی دوا نے تمہیں نقصان کیوں نہیں پہنچایا؟"

وہ مسکرا کر بولی "یہ دوا کیا چیز ہے۔ مجھ پر تو زہر بھی اثر نہیں کرتا ہے۔"

"کیا۔؟" وہ ایک دم سے خوف زدہ ہوکر اس کا منہ تکنے لگا پھر اس نے کہا "نہیں شیوانی! تم مذاق کررہی ہو۔"

جے کافو کے سرہانے میز پر ایک گلاس میں دودھ رکھا ہوا تھا۔ شیوانی نے گلاس کو اٹھایا اسے ہونٹوں سے لگایا۔ ایک گھونٹ پیا پھر اسے جے کافو کی طرف بڑھا کر کہا "اسے دیکھو۔"

وہ دیکھنے لگا۔ دودھ سفید تھا۔ اب وہ ہلکا ہلکا سبز ہو رہا تھا۔ ناگن دودھ کے پیالے میں منہ ڈالے تو دودھ کا رنگ اسی طرح سبز ہوجاتا ہے۔

جے کافو نے فوراً ہی گلاس کو میز پر رکھا پھر اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اسے یوں نظر آرہا تھا جیسے اس کے سامنے ایک ناگن پھن اٹھائے بیٹھی ہو اور کسی بھی لمحے اسے ڈسنے کو آئی ہو۔

جے فلو اپنے دوست کے دماغ میں رہ کر شیوانی کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا "یار کافو! تم کہاں پھنس گئے ہو؟ ہمیں رفتہ رفتہ معلوم ہورہا ہے کہ یہ کتنی پراسرار اور خطرناک ہے۔"

وہ جے کافو کے لیے خطرناک نہیں تھی لیکن یکے بعد دیگرے اس کے کئی بھید کھلتے جارہے تھے۔ اب یہ بھید کھلا تھا کہ وہ ناگن نہیں ہے مگر ناگن کی طرح زہریلی ہے۔

وہ بولی "تم مجھ سے ڈر رہے ہو۔"

"تم اپنا غلام بنا لیتی ہو۔ تمہارے اندر زہر بھرا ہے۔ کیا مجھے ڈرنا نہیں چاہیے؟"

"نہیں۔ کیونکہ میں نے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔"

"پہنچا سکتی ہو۔"

"تم پھول دو گے تو پھول ماروں گی۔ پتھر دو گے تو پتھر ماروں گی۔"

"میرے لیے یہ بہتر ہوگا کہ تم سے دور چلا جاؤں۔"

"میں تم سے عشق نہیں کررہی ہوں تم کہیں چلے جاؤ گے تو میں مر نہیں جاؤں گی لیکن تم دوستی کیوں نہیں کرنا چاہتے۔"

"انسان اور سانپ کی دوستی نہیں ہوتی۔"

"میں انسان ہوں۔ یہ جانتی ہوں کہ انسان سانپ سے زیادہ زہریلا ہوتا ہے۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی پھر بولی "میں تنہا ہوں۔ تنہائی دور کرنے کے لیے تمہارے ساتھ وقت گزار رہی تھی۔ اب جارہی ہوں۔ تم نہ سہی اور سہی اور نہ سہی، کوئی اور سہی۔"

وہ پلٹ کر جانے لگی۔ اس کی چال میں ایسی دلکشی تھی کہ دیکھنے والوں کی دھڑکنیں بھی اس کے ساتھ چلنے لگتی تھیں۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی تو جے فلو نے کہا "یار! ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اتنی آسانی سے اس سے پیچھا چھوٹ جائے گا۔ کیا وہ واقعی جا چکی ہے؟"

"یقین نہیں آرہا ہے کہ خطرہ ٹل گیا ہے۔ ویسے وہ گئی ہو یا نہ گئی ہو۔ میں تو یہاں سے جا سکتا ہوں۔ وہ دوبارہ آئے گی تو مجھے نہیں پائے گی۔"

"اگر تم چلنے پھرنے کے قابل ہو تو فوراً یہاں سے بھاگو۔"

جے کافو بستر سے اتر کر کھڑا ہوگیا پھر اس کمرے سے نکلتے ہوئے بولا "میری جیب خالی ہے۔ میں خیال خوانی کے قابل ہوتا تو رقم کی کمی نہ ہوتی۔ جیب نوٹوں سے بھر جاتی۔ تم میرے ساتھ رہو اور میرے لیے رقم کا انتظام کرو۔ اسپتال کے اور ہوٹل کے بل ادا کرنے ہیں۔"

"فکر نہ کرو۔ میں اسپتال کے انچارج کے دماغ میں جارہا ہوں۔ تم باہر جاکر ٹیکسی میں بیٹھو۔ یہاں تمہیں کوئی نہیں روکے گا۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

جے فلو گیا پھر تھوڑی دیر میں واپس آکر بولا "شیوانی اسپتال کے تمام بل ادا کرچکی ہے۔ اسی لیے تمہیں یہاں سے جانے سے کوئی نہیں روک رہا ہے۔ اچھا موقع ہے۔ نکل چلو۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا باہر آیا پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنے ہوٹل کی طرف جانے لگا۔ ہوٹل وہاں سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے فاصلے پر تھا۔ سفر شروع ہوتے ہی اسے اپنی پیشانی پر حرارت محسوس ہوئی۔ وہ چند سیکنڈ تک ساکت بیٹھا رہ گیا۔ اپنی پیشانی سے دماغ تک گرمی محسوس کرتا رہا۔ جے فلو نے پوچھا "کیا ہوا؟ میں تمہارے دماغ میں رہ کر محسوس کررہا ہوں جیسے تمہارے تمام خیالات ایک جگہ تھم گئے ہیں۔ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟"

جے کافو نے جیسے اس کی بات نہیں سنی۔ ڈرائیور سے کہا "کسی ٹیلی فون بوتھ کے پاس گاڑی روکو۔" ٹیکسی ایک فٹ پاتھ کے کنارے رک گئی۔ وہ پچھلا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ جیب سے کارڈ نکال کر ٹیلی فون کے پاس آکر اس نے ریسیور اٹھایا۔ کارڈ کو اندر پش کیا۔ جے فلو نے کہا "یہ تم کیا کررہے ہو؟ تمہارے خیالات بتا رہے ہیں کہ تم شیوانی کے موبائل فون پر رابطہ کررہے ہو۔ رک جاؤ۔"

جے فلو نے اپنی ٹیلی پیتھی کی قوت سے اسے روکنے کی کوشش کی لیکن جے کافو کو نہ تو اپنے دوست کی باتیں سنائی دے رہی تھیں اور نہ ہی وہ اسے فون کرنے سے روک پا رہا تھا۔ رابطہ ہونے پر اس نے کہا "ہیلو شیوانی!"

دوسری طرف سے شیوانی نے کہا "بولو کافو! تمہارے اندر جتنا سچ ہے، اسے باہر نکالو۔"

وہ بولنے لگا "میں تمہاری غیر معمولی صلاحیتوں سے خوف زدہ ہوں۔ میں تمہاری آنکھوں کے زیر اثر رہ کر تمہارا معمول بننا نہیں چاہتا۔"

"میری آنکھیں ایک بار جس کی پیشانی کو چھو لیتی ہیں پھر میں اسے نہیں بھولتی۔"

"میں تمہارے دماغ سے سب کچھ بھلا سکتا ہوں۔"

"کیسے بھلا سکتے ہو؟ وضاحت کرو۔"

"میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ میں تمہارے دماغ کے اندر گیا تھا۔ مگر تم ایک عجوبہ ہو۔ تمہارے اندر کسی بھی سوچ کی لہریں ترتیب وار نہیں ہیں۔ تمہارے مختلف خیالات آپس میں گڈمڈ ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے میں نہ تو تمہارا کوئی ایک خیال پڑھا جاسکتا ہے اور نہ ہی تمہارے دماغ کو قابو میں کرکے تم پر تنویمی عمل کیا جاسکتا ہے۔"

"ان حالات میں تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

"میرے دوست نے مجھے مشورہ دیا کہ تمہیں اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جائے۔ کمزوری کے باعث تمہارے دماغ کے اندر خیالات میں ٹھہراؤ آجائے گا اور میں تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں اپنی معمولہ بنا سکوں گا۔"

"سمجھ گئی۔ اسی مقصد کے لیے سوپ میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائی گئی تھی۔"

"ہاں اور وہ سوپ تم نے مجھے بھی پلا دیا۔"

"یہ پرانی کہاوت ہے کہ دوسرے کے لیے گڑھا کھودنے والا خود اس گڑھے میں گر جاتا ہے۔ بائی دا وے وہ دوست تمہارے پاس کب آیا تھا؟

وہ آتا ہی رہتا ہے۔"

"اچھا تو وہ بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟"

"جانتا ہے۔ میرے لیے بہت پریشان ہے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ تمہاری طلسمی آنکھوں سے کس طرح مجھے دور لے جائے۔ ہم تین دوست ہیں۔ ہم آپس میں اتنی محبت کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کے لیے جان بھی دے سکتے ہیں۔"

"اور جان لے بھی سکتے ہیں۔ جیسے میری جان لینے کی

کوششیں کی جارہی تھیں۔"

"نہیں۔ میں تمہیں صرف معمول بنانا چاہتا تھا۔"

"معمول بننے کے بعد میری اپنی کوئی زندگی نہ رہتی۔ تم مجھے اپنی کنیز اور داشتہ بنائے رکھتے پھر میری یہ آزاد' خود مختار اور باعزت زندگی کہاں رہتی؟ عزت کے بغیر تو جانوروں جیسی زندگی رہ جاتی ہے۔"

"میں مانتا ہوں۔ تم پر دل آگیا ہے۔ تم میرے قابو آجاتیں تو تمہیں اپنی داشتہ بھی بنالیتا۔"

"اگر تابعدار نہ بنتی تو مجھ سے پیچھا چھڑانے کے لیے مجھے قتل کردیتے؟"

آخری راستہ یہی ہوتا۔"

"میرا آخری راستہ بھی یہی ہونا چاہیے۔ تمہارا پہلا جرم ہے خود غرضی' میرا معمول نہ بننے کے لیے مجھے محکوم بنانا چاہا۔ تمہارا دوسرا جرم ہے بے حیائی' مجھے داشتہ بنانا چاہا۔ تمہارا تیسرا اور آخری جرم ہے درندگی' مجھے قتل کرنے کا آخری فیصلہ کیا۔"

"میں ان تمام جرائم کا اقبال کرتا ہوں۔"

"اقبال جرم کرنا ہی پڑتا ہے۔ میری آنکھیں جسے چھو لیتی ہیں' اسے سچ بولنا ہی پڑتا ہے۔ جاؤ' مجھ سے ملنے والی سزاؤں سے بچنے کے لیے دور چلے جاؤ۔ تم مجھ سے دور ہوجانا چاہتے تھے۔ میں تمہاری یہ خواہش پوری کررہی ہوں۔"

"میں۔ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں' جتنی بھی دور جاؤں گا' تمہاری آنکھیں مجھے ٹریپ کرلیں گی۔"

"ایک ہی راستہ ہے' میری آنکھیں پھوڑدو۔"

"نہیں۔ اب میں تمہارے خلاف کچھ نہیں سوچوں گا۔ کچھ نہیں کروں گا۔ تم سے دشمنی نہیں کروں گا۔ تم مجھے معمول بنا کر نہیں' دوست بنا کر بھی کام لے سکتی ہو۔"

دوسری طرف سے فون بند کردیا گیا۔ جے کافو نے محسوس کیا' اس کی پیشانی گرم نہیں ہے۔ وہ جیسے ہوش میں آکر ریسیور ہینگ کرتے ہوئے بولا "جے فلو! میرے دوست! تم کہاں ہو؟"

جے فلو نے کہا "میں مسلسل تمہارے دماغ میں ہوں۔ تم میری بات نہیں سن رہے تھے۔ اب تمہیں سنائی دے رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے' ابھی تم اس کے زیر اثر نہیں ہو۔"

"ہاں اب میں شعوری طور پر سمجھ رہا ہوں کہ میں نے فون پر شیوانی کو اپنے اندر کا چھپا ہوا تمام سچ بتادیا ہے۔ مائی گاڈ! اب کیا ہوگا میرے دوست؟"

"دماغ کام نہیں کررہا ہے۔ کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بچانے کے لیے دماغ کو لاک کردیا جاتا ہے لیکن وہ آنکھیں پیشانی کو چھو کر سچ جان لیتی ہیں۔ میں تمہاری پیشانی کو کیسے لاک کروں؟ تم جہاں جاؤ گے' اس کی آنکھیں وہاں پہنچ جایا کریں گی۔"

"اس نے میرے بچاؤ کا ایک ہی راستہ بتایا تھا کہ اس کی آنکھیں پھوڑدی جائیں۔"

"جو آنکھیں پھوڑنے اس کے سامنے جائے گا' اس کی آنکھوں کا شکار ہوجائے گا۔ ایک سیدھا سارا راستہ ہے۔ کہیں چھپ کر اسے گولی ماردی جائے۔"

"جتنی آسانی سے سوچ رہے ہو' اتنی آسانی سے یہ کام نہیں ہوگا۔"

"ایسا کوئی کام آسان نہیں ہوتا۔ تم وہ شہر' وہ ملک چھوڑ دو۔ میں وہاں کئی آلہ کار بناؤں گا۔ وہ تمام آلہ کار شیوانی کے قریب نہیں جائیں گے۔ دور ہی دور سے گھیر کر اسے گولی مار دیں گے۔"

"جو کرنا ہے' کرو۔ میں یہ ملک چھوڑ کر جارہا ہوں۔ پتا نہیں وہ میرے خلاف کیا کرنے والی ہے۔"

تھری جے پر پہلے کبھی ایسی مصیبت نہیں آئی تھی۔ وہ مصیبت سے بھی کچھ زیادہ ہی پریشان کن اور نیند اڑانے والی بلا تھی اور تھری جے کے لیے پہلی بار ایک خوب صورت بلا چیلنج بن گئی تھی۔

○☆○

ہماری دنیا میں بڑے عجیب و غریب تماشے ہوتے ہیں۔ یہ تماشا بھی کم نہیں تھا کہ بھیما جیسا ہٹا کٹا قد آور مرد کلپنا جیسی نازک حسینہ کے جسم میں سما گیا تھا۔ انسان کو آتما نظر نہیں آتی' جسم نظر آتا ہے اور جو نظر آتا ہے' اسی وجود کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا وجود کلپنا کا تھا' جسم اور جذبات کلپنا کے تھے۔ اندر سے بھیما کی آتما کبھی کبھی کلپنا پر حاوی ہوتی تھی۔ اس کے بعد آتما کو جسم کے اندر ہی قید رہنا پڑتا تھا۔

بھیما کو یہ بات شرم دلاتی تھی کہ وہ مرد سے عورت بن گیا ہے۔ اس سے بھی زیادہ شرم کی بات یہ تھی کہ کلپنا کو یعنی بھیما کو اغوا کرنے والا جسونت پال اس کے حسن و شباب سے کھیلنے والا تھا۔ دوسرے لفظوں میں بھیما کی آبرو لٹنے والی تھی۔ ابھی ایسا وقت اس لیے نہیں آیا تھا کہ بھیما اپنے کالے جادو سے کلپنا کو لٹنے سے بچا رہا تھا۔

بھیما کے مقابلے میں جسونت پال کا جادو کمزور پڑ جاتا تھا لیکن اب جسونت پال کی ماں جمنا کماری آرہی تھی۔ جمنا کماری ایک خطرناک وچ ڈاکٹر تھی۔ اس کے سامنے بڑے

بڑے جادوگر گھٹنے ٹیک دیتے تھے۔ اس نے تقریباً تیس برس تک کالے جادو میں بڑے کمالات حاصل کیے تھے۔ وہ دو برس پہلے برما کے ایک گھنے جنگل میں گئی تھی' وہاں بوڑھی سے جوان بننے کا عمل سیکھتی رہی تھی اور اب دو برس بعد ممبئی آئی تھی۔

رنگون سے ممبئی تک سفر کرنے کے دوران میں جمنا کماری نے جہاز میں پورس کو دیکھا تھا اور اس پر عاشق ہوگئی تھی لیکن پورس نے ممبئی ائرپورٹ پہنچ کر جمنا کماری کی بیٹی کرشمہ کماری کو دیکھا تو یہ طے کرلیا کہ جب تک تنہا رہنے کی آزادی ملی ہے' تب تک کرشمہ ہی تنہائی کی ساتھی رہے گی۔

جمنا کماری کالے عمل میں کامیاب ہوکر حسین اور جوان بن گئی تھی۔ اس نے اپنی بیٹی کرشمہ اور بیٹے جسونت پال کو سمجھا دیا تھا کہ اب وہ اسے ماں کہہ کر مخاطب نہ کریں۔ وہ اپنی بیٹی کی ہم عمر ہوگئی تھی۔ لہٰذا اب بیٹی اور بیٹا اسے سسٹر کہا کریں۔

ایسے واقعات سمجھاتے ہیں کہ انسان اندر سے کچھ ہوتا ہے' باہر سے کچھ۔ مثلاً بھیما باہر سے عورت تھا' اندر سے مرد اور جمنا کماری باہر سے جوان تھی' اندر سے بوڑھی۔ اس حوالے سے سمجھا جاسکتا ہے کہ باہر سے آدمی کتنا سچا اور اندر سے کتنا جھوٹا ہوتا ہے لیکن اس حقیقت کو کون سمجھتا ہے۔ کسی کو اپنے اندر جھانکنے کی فرصت نہیں ملتی۔

پورس نے مذاق ہی مذاق میں یہ ظاہر کردیا تھا کہ جمنا کماری اندر سے بوڑھی ہے۔ جمنا کے دماغ میں یہ بات آئی کہ کالا عمل کرنے کے دوران میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اسی لیے وہ اندر سے جوان نہ ہوسکی۔ اب وہ پھر کالے منتروں کا جاپ کرے گی۔ اندر جو کمی رہ گئی ہے' اسے پورا کرے گی پھر چالیس دنوں تک تپسیا کرنے اور منتر پڑھتے رہنے کے بعد بھرپور جوان ہوجائے گی۔

پورس' کرشمہ سے دوستی کرنا چاہتا تھا۔ جمنا کماری نے اسے دوست بنالیا۔ یہ عجیب چکر چل پڑا۔ وہ کرشمہ پر عاشق ہورہا تھا اور کرشمہ کی ماں اس پر عاشق ہوچکی تھی۔ وہ جمنا کماری کو ساس بنانا چاہتا تھا اور جمنا اسے محبوب بنا رہی تھی۔ کرشمہ ابھی اس معاملے سے بے خبر تھی۔ جب پورس کی طرف مائل ہوتی تو اسے فیصلہ کرنا پڑتا کہ وہ ماں کے حوالے سے پورس کو اپنا باپ بنائے گی یا اپنے عشق کے حوالے سے ماں کا داماد بنانا چاہے گی؟

گوا میں جسونت پال کی ایک محل نما کوٹھی تھی۔ اس نے کلپنا کو اغوا کرنے کے بعد اسی محل میں قید کیا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ کلپنا کے اندر کوئی دوسری آتما سما گئی ہے' جو اس کے قابو میں نہیں آرہی ہے۔ اب اس آتما کو اس کی مہا شکتی ماں جمنا کماری قابو میں کرے گی۔ تب وہ کلپنا کو اپنے بیڈ روم میں لے جاسکے گا۔

کرشمہ اپنی ماں کو ممبئی سے گوا لے جانے کے لیے کار لائی تھی۔ اس کے ساتھ پدمنی نام کی ایک عورت تھی۔ جمنا کماری کار میں پورس کے ساتھ بیٹھنا چاہتی تھی لیکن اس نے جمنا کو پھر احساس دلایا کہ وہ اندر سے بوڑھی ہے۔ وہ مایوس ہوکر پچھلی سیٹ پر پدمنی کے ساتھ بیٹھ گئی۔ پورس نے اگلی سیٹ پر کرشمہ کے ساتھ بیٹھنے کا چانس حاصل کرلیا۔

کرشمہ کار ڈرائیو کررہی تھی۔ پورس نے کہا "گوا تک لانگ ڈرائیو ہے۔ تھک جاؤ گی۔"

وہ بڑے فخر سے بولی "میں موم کی لڑکی نہیں ہوں۔ روز صبح دس کلومیٹر تک دوڑ لگاتی ہوں۔"

پورس نے حیرانی سے کہا "دس کلومیٹر...؟ ناممکن ہے۔ لڑکیاں دس کلومیٹر سے آگے تک مردوں کو دوڑاتی ہیں خود نہیں دوڑتیں۔ اس لیے نہیں دوڑتیں کہ راستے کی گرد سے حسن میلا ہوجاتا ہے۔"

وہ بولی "دوڑنے اور ورزش کرنے سے حسن میلا نہیں ہوتا بلکہ اور نکھرتا ہے۔"

"بائی دا وے روز صبح تمہیں کون دوڑاتا ہے۔ مجھے بتاؤ میں اس دشمن کو سیدھا کردوں گا۔"

"کیا تم عقل سے پیدل ہو؟ یا بن رہے ہو؟ تمہاری اطلاع کے لیے کہہ دوں' میرے کسی دشمن سے تمہیں نمٹنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں تنہا کئی دشمنوں کو اپاہج بنا سکتی ہوں۔ میں نے جوڈو کراٹے' رائفل شوٹنگ' سوئمنگ اور ہارس رائڈنگ میں مہارت حاصل کی ہے۔"

"کیوں ڈینگیں مار رہی ہو؟ ایک لڑکی ہو' لڑکا نہیں ہو۔ میں نے کبھی کسی لڑکی کو مکھی مارتے نہیں دیکھا تم بندہ مارنے کی بات کررہی ہو۔"

وہ ناگواری سے بولی "میں تمہارے جیسے احمق سے بحث نہیں کروں گی۔"

پورس نے ایک احمق کی طرح ہنستے ہوئے کہا "تم ناراض ہوگئیں۔ واقعی میں احمق ہوں۔ تمہارے جیسی حسین لڑکی کی تعریف کرنا چاہیے۔ تعریف کرنے سے لڑکی مہربان ہوجاتی ہے۔"

پیچھے سے جمنا کماری نے کہا "میں تم پر مہربان ہوں۔"

پورس نے کرشمہ سے کہا "پچھلی سیٹ سے بڑھاپے کی بو

آ رہی ہے۔"

کرشمہ نے غصے سے کہا "تم بار بار میری ماں کو بوڑھی کیوں کہہ رہے ہو؟"

پورس نے کہا "مجھے غصہ دکھا رہی ہو اور خود ماں کہہ کر بڑھاپا ظاہر کر رہی ہو۔ تمہارا فرض ہے کہ ماں کو صرف سسٹر نہ کہو، چھوٹی سسٹر کہو اور ماں تمہیں دیدی یعنی بڑی بہن کہے گی تو تم سے بھی کم عمر ہو جائے گی۔"

کرشمہ نے گھور کر اسے دیکھا پھر کہا "تم اپنی بکواس بند نہیں کر سکتے؟ خاموش نہیں رہ سکتے؟" پھر اس نے ماں سے کہا "تمہیں عشق کرنے کے لیے کوئی اور نہیں ملا؟ جوان ہوتے ہی ایک گدھے سے دل لگا رہی ہو۔"

پورس نے کہا "عشق کامیاب ہوگا تو گدھے کو تمہارا باپ بنا دیں گی۔"

"یو شٹ اپ۔ اب اگر تم نے کچھ کہا تو کار روک کر تمہاری پٹائی کروں گی۔"

پورس خاموش ہو گیا۔ کار تیز رفتاری سے چلتی رہی، وہ خاموش ہی رہا۔ ویسے وہ شرارت سے باز نہیں آ سکتا تھا۔ عقب نما آئینے میں پیچھے بیٹھی ہوئی جمنا کو پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ کبھی کبھی آہیں بھرنے لگا۔ جمنا کبھی شرما رہی تھی۔ کبھی مسکرا رہی تھی۔ پورس نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اشارے سے سمجھایا کہ اس سے کچھ بولنا چاہتا ہے۔

جمنا نے اگلی سیٹ کی طرف جھک کر کہا "میں سمجھ رہی ہوں، تم دل کی بات کہنا چاہتے ہو پھر شرما کیوں رہے ہو؟ خاموش کیوں ہو؟ منہ سے بولو۔"

"میں منہ سے ہی بولتا ہوں مگر تمہاری دیدی نے خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔"

"کرشمہ! یہ تمہارے جوڈو کراٹے سے ڈر گیا ہے۔ اس سے کہو، مجھ سے باتیں کرے۔"

وہ بولی "یہ تم سے باتیں کر سکتا ہے۔ مجھ سے بولے گا تو منہ توڑ دوں گی۔"

جمنا نے پورس سے کہا "شہباز! تم میری طرف منہ کر کے بولو۔"

"تمام راستے تمہاری طرف منہ کروں گا تو گوا پہنچنے تک گردن گھوم چکی ہوگی۔ منہ پیٹھ کی طرف اور گردن پیٹ کی طرف ہو جائے گی۔ میں تماشا بن جاؤں گا۔ پورے ہندوستان سے لوگ مجھے دیکھنے آئیں گے۔"

جمنا نے کہا "تم بہت زندہ دل ہو۔"

وہ کرشمہ کو دیکھ کر بولا "سامنے حسن ہو۔ روٹھنے والی حسین ادائیں ہوں تو زندہ دلی آ ہی جاتی ہے۔"

کرشمہ نے اسے کن انکھیوں سے دیکھا پھر بے رخی سے ڈرائیو کرتی رہی۔ جمنا نے پوچھا "تمہیں روٹھنے والی ادائیں پسند ہیں؟ کیا میں تم سے روٹھ جاؤں؟"

وہ بولا "ایک ہی روٹھنے والی کافی ہے۔ تم روٹھنا چاہو گی تو چہرے پر جھریاں پڑ جائیں گی۔ عمر ظاہر ہو جائے گی۔"

وہ جھینپ کر بولی "تم بار بار میرے بڑھاپے والی بات کیوں کرتے ہو؟"

"تمہیں احساس دلاتا ہوں۔ تاکہ تم جلد سے جلد مکمل طور پر جوان ہونے کی تدبیر کرو۔"

"تدبیر ہے۔ میں چالیس دنوں کے بعد پوری طرح جوان ہو کر دکھاؤں گی۔"

"چالیس برسوں کے بعد میں بوڑھا ہو جاؤں گا۔ تم جوان ہو کر کیا کرو گی؟"

"میں چالیس دن کہہ رہی ہوں۔"

"انتظار کی گھڑیوں میں ایک دن ایک برس کے برابر ہوتا ہے۔ کوئی بات نہیں، اگر چالیس دنوں تک اسی طرح میرے پڑوس میں گلاب کھلتا رہے گا تو میری جوانی کو آرام آتا رہے گا۔"

کرشمہ اس کے بازو میں بیٹھی ہوئی تھی۔ یعنی اس کے پڑوس میں تھی۔ اس اشارے کو سمجھ رہی تھی۔ وہ سڑک کے کنارے کار روک کر بولی "کیا تم مجھے الو سمجھتے ہو؟"

"تم بولو گی، تب بھی نہیں سمجھوں گا۔"

جمنا نے پوچھا "تم نے گاڑی کیوں روک دی؟"

وہ بولی "ممی! تم سمجھ نہیں پا رہی ہو۔ یہ بات تم سے کہہ رہا ہے، فلرٹ مجھ سے کر رہا ہے۔"

جمنا نے کہا "کیسی فضول باتیں کر رہی ہو؟ یہ تم سے فلرٹ کیسے کرے گا؟ میں تو اسے تمہارا باپ بنانے والی ہوں۔"

پورس نے کہا "ابھی میری باپ بننے کی عمر نہیں ہوئی ہے۔ بوڑھی سے جوان بننے کا یہی نقصان ہے۔ عقل جوان نہیں ہوتی۔ تم بیٹی سے عقل کی بات نہیں کر رہی ہو۔"

"بے عقلی کی کیا بات کر رہی ہوں؟"

"تم مجھے عاشق بننے کی ٹریننگ نہیں دے رہی ہو۔ عقل مندی یہ ہے کہ پہلے میں جوان پڑوسن سے عشق کروں، اس کے بعد بڑھاپے کی طرف آؤں۔"

"دیکھو۔ یہ مجھے پڑوسن کہہ رہا ہے۔"

جمنا نے کہا "تم پڑوسن کیسے ہو گئیں؟ کیا اس کے پڑوس میں رہتی ہو؟ خوا مخواہ بے چارے سے جھگڑا کر رہی ہو۔ گوا پہنچنے میں دیر ہو رہی ہے۔ گاڑی چلاؤ۔"

اس نے پورس کو غصے سے دیکھا پھر کار اسٹارٹ کر کے ڈرائیو کرنے لگی۔ اس وقت موبائل فون سے بزر کی آواز ابھری۔ کرشمہ نے اسے آن کر کے کان سے لگایا پھر دوسری طرف کی بات سن کر کہا "ہاں بھیا! ہم آ رہے ہیں۔"

اس نے پھر دوسری طرف سے اپنے بھائی جسونت پال کی باتیں سنیں پھر کہا "ہاں ہمیں پہنچنے میں اس لیے دیر ہو رہی ہے کہ ایک مصیبت ہمارے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔"

جسونت پال نے کہا "تم لوگوں کے ساتھ مصیبت ہے تو فون پر مجھے بتانا چاہیے تھا۔ جلدی بتاؤ کیسی مصیبت ہے؟"

"تم ماں سے پوچھو۔ میں اس مصیبت کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتی۔"

کرشمہ نے جمنا کی طرف فون بڑھایا۔ وہ فون لے کر کان سے لگا کر بولی "بیٹے! کوئی مصیبت نہیں ہے۔ کرشمہ ابھی بچی ہے۔ میں شہباز سے پریم کر رہی ہوں اور یہ شہباز کو مصیبت سمجھ رہی ہے۔"

"ٹھیک سمجھ رہی ہے۔ تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے ماں؟ ایک مسلمان کو ہمارا باپ بنانا چاہتی ہو۔"

"تم نہیں جانتے، یہ بڑا گبرو جوان ہے۔ اسے دیکھو گے تو دیکھو گے میں اسے بار بار تمہارا باپ بناؤں۔"

پورس نے جمنا کے دماغ میں گھس کر بات بدل دی۔ جمنا نے کہا "باپ نہیں، میں اسے اپنا داماد اور تمہارا بہنوئی بنانے والی ہوں۔"

کرشمہ نے یک بارگی کار روک کر کہا "یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

ادھر سے جسونت پال نے پوچھا "ماں! تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟ کبھی اسے عاشق بتا رہی ہو، کبھی داماد۔۔۔"

کرشمہ نے کہا "کیا تم کہو گی تو میں اس لنگور سے شادی کر لوں گی؟"

پورس نے کہا "ماں کی بات ماننا بیٹی کا دھرم ہے۔"

"یو شٹ اپ!" وہ کار اسٹارٹ کر کے تیزی سے ڈرائیو کرتے ہوئی بولی "تم گھر چلو۔ میرے بھیا تمہیں ٹھیک کریں گے۔"

جمنا نے فون پر جسونت پال سے کہا "میں نے وہ نہیں کہا، جو تم نے سنا، تم نے وہ نہیں سنا، جو میں نے کہا ہے۔ میں یہاں آ کر تمہیں سمجھاؤں گی۔ یہ بتاؤ، کلپنا تمہارے قابو میں رہی ہے یا نہیں؟"

"میں اسی کے لیے انتظار کر رہا ہوں۔ پتا نہیں کلپنا کے اندر کیسی آتما سمائی ہوئی ہے۔ وہ آتما خود کو مرد کہتی ہے۔ وہ جو بھی ہے، خطرناک جادوگر ہے۔ تم ہی اس کے جادو کا توڑ کر سکتی ہو۔"

جسونت پال نے فون بند کر کے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ کھڑکی کے اس پار کلپنا ایک ایزی چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے اس کمرے میں قید کیا گیا تھا۔ جسونت نے اس سے پوچھا "تم نے سنا، میری ماں آ رہی ہے۔ وہ تمہارے اندر کا تمام کالا جادو نچوڑ کر رکھ دے گی۔"

کلپنا کرسی سے اٹھ کر بولی "تو خود کو بڑا شکتی مان کہتا تھا اور اب مجھ سے ڈرتا ہے۔ مجھے اس کمرے میں بند رکھتا ہے۔ مرد کا بچہ ہے تو دروازہ کھول۔"

"میں تجھ سے نہیں ڈرتا۔ پتا نہیں تیرے اندر کون گھس آیا ہے۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ ایک لڑکی کے اندر کسی مرد کی آتما سما سکتی ہے۔ میری ماں آ کر اسے پہچان لے گی، اور ہمیشہ کے لیے اس کی پہچان مٹا دے گی۔"

بھیما نے کلپنا کی زبان سے کہا "میں نے تیری بہن کرشمہ کو دیکھا ہے۔ وہ حسین اور جوان ہے۔ حسن اور جوانی کو دیکھ کر تیرے منہ سے رال ٹپکتی ہے۔ بہن کو دیکھ کر نہیں ٹپکتی؟"

"ایسی بکواس کرنے سے تجھے کیا حاصل ہوگا؟"

"مجھے نہیں، تجھے تیری بہن حاصل ہوگی۔ جانتا ہے کیسے؟"

جسونت پال نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ بھیما نے کہا "میں تیری بہن کو ہلاک کروں گا پھر اس کے جسم میں داخل ہو کر اسے نئی زندگی دوں گا۔۔۔ دوں گی۔ اس کے اندر رہ کر اسے تیرے بیڈ روم میں لاؤں گا۔۔۔ لاؤں گی۔ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھائی کا رشتہ بھلا دوں گا۔۔۔ دوں گا۔۔۔ دوں گی۔ یہ میں مرد کی طرح کیوں بولنے لگتی ہوں؟"

"تمہارے اندر میرا دشمن ہے۔ تم سے بھی دشمنی کر رہا ہے اور میری بہن کو مار ڈالنے کی دھمکی دے رہا ہے۔"

"یہ دھمکی نہیں ہے۔ میں تیری بہن کو تیرے لیے اور تیری ماں کے لیے مصیبت بنا دوں گا۔۔۔ گا۔ گی۔۔۔ گی۔"

"جتنا بولنا چاہے، بولتی رہ۔ ایک گھنٹے بعد تیری زبان بند ہو جائے گی۔"

"زبان بند ہونے سے پہلے ایک اور خاص بات بولوں گی۔ نہیں۔ میں بولوں گا۔ ہاں بولوں گا میں خیال خوانی کے ذریعے تیری بہن کے دماغ میں گیا تھا۔ وہاں ایک اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا کہہ رہا تھا کہ تمہاری بہن پر عمل کرے گا۔

اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنالے گا۔ میں یہ بتادوں کہ تمہاری ماں کا کالا جادو ٹیلی پیتھی جاننے والے کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ البتہ یہ دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا کرشمہ کو بچا سکتا ہے۔"

جسونت نے کہا "کلپنا! میں ایک ہی بات جانتا ہوں اور وہ یہ کہ تجھے ہر حال میں حاصل کروں گا۔ میرے راستے میں چاہے تیری ٹیلی پیتھی آئے یا کسی اجنبی کی۔"

"یعنی دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان رہے گا؟ ایک طرف کنواں اور ایک طرف کھائی' سوچ لے میرے بھائی۔"

جسونت پال نے غصے سے کھڑکی بند کردی۔ کلپنا نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ مگر اس کے قہقہے گونجنے لگے۔

دو گھنٹے بعد پورس بوڑھی محبوبہ اور کرشمہ کے ساتھ وہاں گیا۔ جسونت پال اپنی ماں کے قدموں میں جھک کر بولا "ماں! پہلے میری پریشانی دور کرو۔ اس کے اندر گھسی ہوئی آتما نے میری نیندیں اڑادی ہیں۔ ماں!"

پورس نے کہا "ماں نہیں سسٹر۔"

"ابے چپ! تو کون ہے؟"

جمنا نے کہا "یہ تمہارا ہونے والا باپ ہے۔ باپ کو ابے نہیں کہتے۔"

پورس نے کہا "اور بہنوئی کو بھی ابے نہیں کہتے۔"

کرشمہ نے غصے سے پوچھا "اے! اس بات کا مطلب کیا ہے؟"

"مطلب صاف ہے۔ کبھی تو تمہارے بھائی کا ایک بہنوئی آئے گا۔ ایڈوانس میں بتھا رہا ہوں۔"

جسونت پال نے پوچھا "یہی وہ مصیبت ہے؟"

پورس نے کہا "سالے! اپنے ہونے والے وہ کو مصیبت نہیں کہتے۔"

کرشمہ نے کہا "دیکھو بھیا! یہ تمہیں سالا کہہ رہا ہے۔ مجھ پر نیت خراب کر رہا ہے۔"

پورس نے کہا "بھیا! تم میری نیت کا حساب کرو گے تو وہ آتما تمہاری کلپنا پر نیت خراب کرتی رہے گی۔"

جسونت نے چونک کر کہا "ارے ہاں' میں کرشمہ کے جھگڑے میں کلپنا کو بھول گیا تھا۔ ماں تم کلپنا کے پاس چلو۔"

وہ ماں کا ہاتھ پکڑ کر جانے لگا۔ پورس نے کرشمہ سے کہا "بھائی ایسے ہوتے ہیں۔ اپنا مال حاصل کرنے کے لیے بہن کو میرے پاس چھوڑ گیا ہے۔"

وہ اسے غصے سے دیکھ کر ماں اور بھائی کی طرف جانے لگی۔ جسونت پال نے اس کمرے کی کھڑکی کھولی' جہاں کلپنا کو قید کیا گیا تھا۔ وہ کھڑکی سے نظر نہیں آرہی تھی۔ جسونت نے آواز دی "تم کہاں ہو؟ کھڑکی کے پاس آؤ۔"

کمرے کے اندر خاموشی رہی۔ اس نے کہا "کلپنا! بڑی مہاشکتی مان ماتا جی آئی ہیں۔ سامنے آؤ۔"

"وہ نہیں آئی۔" جمنا نے کہا "کہیں وہ بھاگ تو نہیں گئی؟"

پورس نے کہا "نہیں۔ وہ اندر ہے۔"

کرشمہ نے گھور کر پوچھا "تم کیسے جانتے ہو؟"

"عقل سے سمجھو' وہ کمرے میں نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے' یہ اس کے ٹائلٹ جانے کا وقت ہے۔"

"میں تو تم سے بول کر پچھتاتی ہوں۔"

جسونت نے پوچھا "ماں! تم اسے کہاں سے پکڑ لائی ہو؟"

جمنا نے کہا "تم بھائی بہن کے پاس عقل نام کی چیز نہیں ہے۔ یہ شہباز کتنی عقل کی بات کہہ رہا ہے۔ یہ دروازہ بند ہے۔ بھاگنے کا کوئی دوسرا دروازہ نہیں ہے۔ وہ اندر ٹائلٹ میں ہے۔"

اسی وقت کلپنا تولیے سے منہ ہاتھ پونچھتی ہوئی کھڑکی کے پاس آئی پھر بولی "یہاں بھیڑ کیوں لگائی ہے۔"

پورس کھڑکی کے پاس سے ہٹ گیا۔ ایک دیوار سے ٹیک لگا کر خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا کلپنا کے اندر پہنچ گیا۔

جسونت نے کہا "ماں! یہی کلپنا ہے۔ میں چٹکی میں اسے اپنے قابو میں کرسکتا ہوں لیکن اس کے اندر ٹیلی پیتھی اور کالا جادو جاننے والی آتما چھپی ہوئی ہے۔"

جمنا قہر آلود نظروں سے کلپنا کو گھور رہی تھی اور زیر لب کوئی منتر پڑھتی جارہی تھی۔ کلپنا محسوس کررہی تھی کہ اس کی نگاہیں جمنا کی آنکھوں سے چپک کر رہ گئی ہیں۔ اس کے اندر بھیما کہہ رہا تھا "کلپنا! اس سے آنکھیں نہ ملاؤ۔ اپنی نظریں ہٹاؤ۔ میں تمہارے دماغ میں توانائی پیدا کررہا ہوں۔"

بھیما کوشش کررہا تھا۔ ایک طرف سے وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ پر قبضہ جمانے کی کوشش کررہا تھا۔ دوسری طرف جمنا نے اپنی آنکھوں سے اور منتروں سے اس کے دماغ کو جکڑ لیا تھا۔ بھیما پریشان ہوکر کہہ رہا تھا۔

"میں نے اس چڑیل کی آواز نہیں سنی ہے۔ اس کی آواز سن لوں تو اسے منتر پڑھنے سے روک دوں گا۔"

پورس نے فوراً ہی جمنا کے دماغ میں چھلانگ لگا کر زلزلہ پیدا کیا۔ جمنا یکبارگی چیخ مار کر پیچھے ہٹ گئی۔ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر ڈگمگانے لگی۔ جسونت نہ سنبھالتا تو وہ فرش پر گر پڑتی۔

کلپنا اس کے منتروں سے نجات پاتے ہی کھڑکی کے پاس سے ہٹ گئی۔ اس کا دماغ وقتی طور پر کمزور ہوگیا۔ بھیما نے اس کے اندر آکر پہلے یہ معلوم کیا کہ وہ کس پائے کی جادوگرنی ہے۔ پتا چلا' بہت خطرناک ہے اگر اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہ روکا گیا تو وہ بھیما پر حاوی ہوجائے گی۔ اس کے کالے جادو کا توڑ کرکے اسے کلپنا کے اندر ہمیشہ کے لیے جادو سے خالی کر دے گی۔ اپنے بیٹے جسونت کی داشتہ بنادے گی۔

جسونت نے پوچھا "ماں تمہیں کیا ہوگیا ہے؟"

جمنا نے کہا "کچھ نہیں' اس لڑکی کے اندر چھپی ہوئی آتما نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ آج میں آدھی رات کو ایک عمل کروں گی۔ اس آتما کو ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا کردوں گی۔"

بھیما نے کہا "چڑیل! میری ٹیلی پیتھی تجھے عمل نہیں کرنے دے گی۔"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی جمنا نے سانس روک لی۔ بھیما کی سوچ کی لہریں دماغ سے نکل گئیں۔ وہ ہوئی کھڑی اس کی سوچ کی لہروں کو بھی اپنے اندر سے نکال سکتی تھی لیکن اس وقت اپنے اندر ڈوب کر منتر پڑھ رہی تھی۔ اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو بھی محسوس کیا تھا اور سوچا تھا کہ عمل مکمل ہوتے ہی سانس روک لے گی۔ اس سے پہلے ہی پورس نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کردیا تھا۔

کرشمہ اور جسونت اپنی ماں کو بیڈ روم میں لے گئے۔ پدمنی نے پورس کو انیکسی میں پہنچا کر کہا "تم یہاں رہو گے۔ نوکر اور نوکرانیاں ہیں۔ بیل بجاؤ گے تو تمہاری سیوا کرنے آجائیں گے۔ میں تمہارے لیے کھانا لاتی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ پورس ایک صوفے پر بیٹھ کر کلپنا کے اندر پہنچ گیا۔ بھیما کہہ رہا تھا "تم دیکھ رہی ہو کہ یہاں سب ہی تمہارے دشمن ہیں۔ میں پہلے بھی سمجھاتا رہا ہوں کہ مجھے اپنا سمجھو۔ میں تمہاری آتما بن گیا ہوں۔ تم مجھ سے جدا ہوکر زندہ نہیں رہ سکو گی۔ یہ جسونت کی چڑیل ماں مجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ جب میں دیکھوں گا کہ وہ مجھ پر غالب آرہی ہے تو میں تمہارا جسم چھوڑ کر کسی دوسرے جسم میں چلا جاؤں گا۔ مگر تم مرجاؤ گی پھر کوئی آتما آکر تمہیں زندہ نہیں کرسکے گی۔"

"میں اپنے پریمی' اپنے منگیتر منوہر کے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتی۔ اس امید پر جی رہی ہوں کہ شاید کسی دن میرا منوہر مجھے مل جائے گا پھر سوچتی ہوں۔ تم مجھے منوہر سے ملنے نہیں دو گے۔"

"میں تمہیں ملنے دوں گا۔"

"جھوٹ بولتے ہو۔ تم کہہ چکے ہو کہ تم ایک مرد ہو۔ میں اپنے منوہر کے ساتھ سہاگ رات مناؤں گی تو تمہاری مردانگی کو ٹھیس پہنچے گی۔ تم اپنی آبرو لٹنے نہیں دو گے۔"

"ہاں یہ تو ہے۔ میں تمہیں منوہر تو کیا' کسی بھی مرد کے سائے میں آنے نہیں دوں گا۔"

"اور تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے کام آؤں۔ ویسے بھی تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے دماغ پر حاوی ہوجاتے ہو۔"

"بات ماننے کی ہوگی تو ضرور مانوں گی۔ میرے مزاج کے خلاف کچھ منواؤ گے تو جان دے دوں گی۔"

"معمولی سی بات ہے۔ تم جسونت کو خوش فہمی میں مبتلا کرو۔ اس کے بیڈ روم میں جاؤ۔"

"ہرگز نہیں۔"

"پہلے پوری بات سنو۔ میں تمہاری عزت پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔ اب تو ہم دونوں کی عزت آبرو ایک ہی ہے۔"

"تم کچھ بھی کہو۔ میں یہ نہیں کروں گی۔ تم مجھے مجبور کرکے وہاں پہنچاؤ گے تو میں موقع پاتے ہی خودکشی کرلوں گی۔"

"تم بہت ضدی ہو۔ مجھے مجبور کررہی ہو۔ یہ اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ مجھے تمہارا جسم چھوڑ کر جانا ہی ہوگا۔"

بھیما خاموش ہوگیا۔ پورس نے کرشمہ کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ وہ لانگ ڈرائیو سے تھکی ہوئی تھی۔ اپنے بیڈ روم میں جاکر سوگئی تھی۔ پورس کی سوچ کی لہروں کے باعث نیند میں کسمسانے لگی۔ اس نے کرشمہ کی آواز اور لہجے کے مطابق اس کی سوچ میں کہا "کوئی نہیں ہے' میری اپنی سوچ ہے۔ مجھے آرام سے سونا چاہیے۔"

وہ رفتہ رفتہ گہری نیند میں ڈوب گئی۔ پورس تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کرنے لگا۔ کسی اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کرشمہ سے کہا تھا کہ آج رات آئے گا پھر اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنالے گا۔ رات ابھی دور تھی۔ وہ تھکی ہوئی تھی۔ دن کو سو رہی تھی۔ پورس کو اس پر عمل کرنے کا موقع مل گیا تھا۔

اس کام سے نمٹ کر وہ بھی سونا چاہتا تھا۔ پدمنی دو نوکروں کے ساتھ کھانے کی بڑی سی تھالی اور پانی وغیرہ لے آئی۔ اسے بھوک لگ رہی تھی۔ وہ کھانے لگا۔ دونوں نوکر چلے گئے۔ پدمنی کھڑی رہی۔ پورس نے کہا "بیٹھ جاؤ۔"

وہ بولی "مالکوں اور مہمانوں کے سامنے ہم کھڑے رہتے

ہیں۔ آپ کھائیں۔ کم پڑے گا تو اور لے آؤں گی۔"

"مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں بیٹھ کر کھاتا رہوں اور تم کھڑی رہو۔ میں حکم دے رہا ہوں' بیٹھ جاؤ۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر بولی "آپ بہت اچھے ہیں۔ ممبئی سے آتے وقت بڑا مزہ آیا۔ آپ بڑی مالکن کو بڑھاپے کا طعنہ دے رہے تھے مگر مالکن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ آپ کی باتیں ان کے سر سے گزر رہی تھیں۔"

"تم سمجھ رہی تھیں۔ بھئی تم تو ان ماں بیٹی سے زیادہ سمجھ دار ہو۔"

"ماں بیٹی نا سمجھ نہیں ہیں۔ وہ تو مالکن کے سر پر جوانی کا بھوت سوار ہے۔ آپ کے عشق میں آپ کے طعنوں کی پروا نہیں کررہی ہیں۔"

"اور کرشمہ؟"

"میں کرشمہ کی رازدار ہوں۔ وہ مجھ سے تنہائی میں کہہ رہی تھی کہ آپ بہت چالاک ہیں۔ بیٹی کے قریب رہنے کے لیے ماں کو فریب عشق دے رہے ہیں۔"

"رازدار ہو تو سچ بتاؤ۔ میرے بارے میں کرشمہ کی کیا رائے ہے؟"

"تم اتنے لمبے تڑنگے سندر سندر ہیرو ہو۔ پتا نہیں تمہیں دیکھ کر کتنی لڑکیاں آہیں بھرتی ہوں گی۔"

"میں کرشمہ کی آہیں سننا چاہتا ہوں۔"

"نہیں سن پاؤ گے۔ وہ دل کی بات دل میں چھپا کر رکھتی ہے۔ تمہیں بس یونہی غصہ دکھاتی ہے۔"

"پدمنی! تم نے دل خوش کردیا۔ اب تو میں پیر پھیلا کر گھنٹوں سوتا رہوں گا۔"

وہ کھانا چھوڑ کر اٹھ گیا۔ پدمنی تھال اٹھا کر بولی "آپ سے بنتی (التجا) ہے۔ آپ میری باتیں کرشمہ سے نہیں کریں گے۔"

پورس نے وعدہ کیا۔ وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ پورس واش روم میں آیا پھر واپس کمرے میں آکر اس نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر بستر پر لیٹ کر تھوڑی ہی دیر میں گہری نیند سو گیا۔

چار گھنٹے بعد آنکھ کھلی۔ رات ہوگئی تھی۔ وہ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کرنے کے بعد انیکسی سے باہر آیا۔ انیکسی اور کوٹھی کے درمیان باغیچے میں آرام دہ کرسیاں اور میزیں رکھی ہوئی تھیں۔ جمنا اور جسونت کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کرشمہ ایک جھولے پر بڑے کافرانہ انداز میں لیٹی ہوئی تھی۔ جھولا بہت آہستہ آہستہ اس کی جوانی کو جھلا رہا تھا۔ پورس کو آتے دیکھ کر وہ اُٹھ گئی۔ اسے بڑی چاہت سے زیرِ لب مسکرا کر دیکھنے [illegible] پورس کے تنویمی عمل کا ردِ عمل تھا۔ جمنا نے اپنی کر[illegible] اٹھ کر کہا "آؤ شہباز! ابھی میں تمہاری ہی باتیں کررہی [illegible] تم تو گھوڑے بیچ کر سوتے رہے ہو۔"

وہ چور نظروں سے کرشمہ کو دیکھ کر بولا "میں اتنی [illegible] نہیں چاہتا تھا مگر کوئی خواب میں آگئی تھی۔ میں اسے [illegible] میں بند کیے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ آنکھیں کھولو۔ [illegible] میں بے چینی سے تمہارا انتظار کررہی ہوں۔"

جمنا نے خوش ہو کر کہا "ہاں۔ میں بڑی دیر سے انتظار کررہی ہوں۔ کرشمہ سے پوچھ لو۔"

پورس نے کہا "پوچھنا کیا ہے۔ میرا دل کہتا ہے [illegible] بھی اتنی ہی دیر سے انتظار کررہی ہے۔"

جسونت نے کہا "مسٹر شہباز! میری بہن کبھی انتظار نہیں کرتی۔ کبھی کسی کو لفٹ نہیں دیتی۔"

"جسونت! کوئی بہن اپنے بھائی سے پوچھ کر کسی [illegible] نہیں دیتی۔ مشکل یہ ہے کہ لڑکی چھپ کر محبت [illegible] بزرگ برا بھلا کہتے ہیں۔ بلکہ صرف برا ہی کہتے ہیں [illegible] پوچھ کر کسی سے محبت کرے تو باپ اور بھائی کی اجازت نہیں دیتی۔ ہائے بے چاری لڑکی کیا کرے؟"

جمنا نے کہا "شہباز! تم بڑی سچی اور کھری باتیں [illegible] مگر ہم ایسے نہیں ہیں۔ ہم نے کرشمہ کو آزادی دی [illegible] جسے چاہے' اپنا جیون ساتھی بنالے۔"

جسونت نے کہا "ہم نے بچپن سے آج تک [illegible] کبھی کسی من مانی سے نہ روکا ہے' نہ ٹوکا ہے۔"

پورس نے کہا "تم ماں بیٹے کتنے فراخ دل ہو [illegible] چل جاتا ہے۔ کم آن کرشمہ! اپنے دل کی بات زبان [illegible] اپنی پسند بتاؤ۔"

کرشمہ نے پریشان ہو کر ماں کو اور بھائی کو دیکھ [illegible] کہتے ہوئے ہچکچانے لگی۔ پورس اس کے اندر پہنچ [illegible] سوچ رہی تھی' کوئی دوسری بات شروع کرکے اس با[illegible] دے گی لیکن پورس نے اس کے اندر تحریک پیدا کی [illegible] اختیار بول پڑی "میں شہباز کو چاہتی ہوں۔ [illegible]OVE HIM۔"

جمنا اور جسونت دونوں ہی کرسی سے اچھل [illegible] ہوگئے۔ جمنا غصے سے بولی "یہ کہتے ہوئے تجھے [illegible] آرہی ہے۔ جسے میں تیرا باپ بنانا چاہتی ہوں' ا[illegible] بنانے کی بات کررہی ہے۔ تجھے چلو بھر پانی میں [illegible] چاہیے۔"

وہ پورس کی مرضی کے مطابق بولی "شرم تمہیں آنی چاہیے۔ تمہاری عمر پچاس برس سے اوپر ہے اور پچیس برس کے جوان کو پھانس رہی ہو۔"

"بکواس مت کر۔ میں پچاس برس کی نہیں ہوں۔ میں بوڑھی نہیں ہوں۔ کیا اندھی ہوگئی ہے؟ میں جوان نظر نہیں آرہی ہوں۔"

جسونت نے کہا "ماں! یہ نادان ہے۔ مکار تو یہ ہے' یہ ہماری کرشمہ کو مکاری سے پھانس رہا ہے۔"

جمنا نے کہا "شہباز! تم اس نادان لڑکی سے کہہ دو کہ مجھ سے عشق کرتے ہو اور میرے لیے یہاں آئے ہو۔"

"سوری' ہر نوجوان شیش محل کے خواب دیکھتا ہے۔ کوئی کھنڈر میں رہنا نہیں چاہتا۔ تم نے بڑھاپے کے کھنڈر پر فریب جوانی کا شیش محل بنا رکھا ہے۔ کوئی اندھا دھوکا کھا سکتا ہے۔ میں آنکھ والا ہوں۔"

وہ غصے سے بولی "تم۔۔۔ تم دھوکے باز! اب سمجھ میں آرہا ہے۔ میری بیٹی کو پھانسنے کے لیے مجھے دھوکا دیتے رہے ہو۔"

پورس نے کہا "دھوکا تم دے رہی ہو۔ اپنے آپ کو دے رہی ہو۔ دنیا کی ہر ماں مقدس اور قابل احترام ہوتی ہے۔ ایک ماں کے دل سے سوچو۔ اپنی عظمت کو پہچانو۔ مائیں بچوں کے لیے قربانیاں دیتی ہیں۔ تم ممتا کے خزانے سے بیٹی کو کیا دو گی؟"

"میں اپنی بیٹی کو اپنا سب کچھ دوں گی مگر تمہارے جیسا بدمعاش جیون ساتھی نہیں دوں گی۔ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میں تمہیں بھیانک سزا دوں گی۔"

جسونت نے کہا "ماں! تم اسے اپاہج بنانے یا مار ڈالنے کے لیے پتا نہیں کب تک منتر پڑھتی رہو گی۔ میں ابھی ایک منٹ میں اس کا سر توڑ ڈالوں گا۔"

اس نے یہ کہتے ہوئے پورس پر چھلانگ لگائی۔ پورس غافل نہیں تھا۔ اچھل کر ایک طرف ہوگیا۔ وہ چھلانگ لگا کر ایک خالی جگہ گھاس پر گر پڑا پھر فوراً ہی اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ کرشمہ نے آگے بڑھ کر کہا "بھیا! تم میرے ذاتی معاملے میں اتنا غصہ کیوں دکھا رہے ہو؟ اگر میری محبت بے غیرت ہے تو اس عمر میں ماں کا عشق کیا ہے؟"

"بکواس مت کر۔" جسونت نے اسے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ اس سے پہلے ہی پورس نے گھوم کر اسے کک ماری۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے چلا گیا۔ جمنا نے ہٹے کٹے پہلوانوں جیسے نوکروں سے کہا "یہ مہمان نہیں' شیطان ہے۔ اسے مارو۔ اس کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر یہاں سے دور پھینک دو۔"

چار ملازم دوڑتے ہوئے آئے۔ کرشمہ نے کہا "رک جاؤ۔ اسے کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا۔"

ایک ملازم نے کہا "مگر چھوٹی مالکن! ہم تو بڑی مالکن کا نمک کھاتے ہیں۔ ہمیں ان کا حکم ماننا پڑے گا۔"

کرشمہ نے پوچھا "کہاں ہے تمہاری بڑی مالکن؟ یہ تو ایک جوان عورت ہے۔ تمہاری بڑی مالکن جوان ہے یا بوڑھی؟"

ان ملازموں نے کہا "ہماری مالکن بوڑھی ہیں۔ مگر وہ پدمنی کہہ رہی تھی کہ یہ باہر ملک سے جوان بن کر آئی ہیں۔ آپ نے بھی انہیں رہنے کے لیے بڑی مالکن کا کمرا دیا ہے۔"

جمنا نے کہا "ارے گدھو! اس لڑکی کی باتوں میں نہ آؤ۔ اپنے مالک کو بچاؤ۔"

ان کی باتوں کے دوران میں پورس' جسونت کی پٹائی کررہا تھا۔ ایک ملازم نے کہا "ہمیں اپنے مالک کو بچانا چاہیے۔"

وہ پورس پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ کرشمہ نے بڑھ کر اسے کراٹے کا ایک ہاتھ مارا۔ وہ ذرا پیچھے گیا۔ کرشمہ نے پینترا بدلتے ہوئے پوچھا "اپنی چھوٹی مالکن پر حملہ کرنے اور کون آئے گا؟"

جس ملازم نے مار کھائی تھی۔ وہ بھی آگے نہیں آیا۔ مالکن بڑی ہو یا چھوٹی وہ حملہ نہیں کرسکتے تھے۔ وہ دور کھڑے رہے۔ جمنا نے غصے سے کہا "تو بہن نہیں' دشمن ہے' بھائی کے مار کھانے کا تماشا دیکھ رہی ہے۔"

"بھائی اپنی مرضی سے مار کھانے گیا ہے۔ شہباز نے اسے چیلنج نہیں کیا تھا۔ تم بیٹے سے کہو لڑائی ختم کرے۔"

جمنا نے بیٹے کو آواز دی "جسونت! جھگڑا ختم کرو۔ یہاں آجاؤ۔ میں اس مکار دھوکے باز کو ختم کردوں گی۔"

ایسے وقت جسونت نے دونوں ہاتھوں سے ایک بڑا پتھر اٹھالیا تھا۔ آگے بڑھ کر وہ پتھر پورس کے سر پر مارنا چاہتا تھا۔ زخمی ہونے کے باعث وہ پورس کو اپنے دماغ کے اندر محسوس نہ کرسکا۔ پورس نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اس کے ہاتھوں کی گرفت کو ڈھیلا کیا۔ وہ بڑا بھاری بھرکم پتھر ہاتھوں سے چھوٹ کر اس کے سر پر گرا۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی پھر وہ گھاس پر گر کر تڑپنے لگا۔ جمنا دوڑتی ہوئی بیٹے کے پاس آئی۔ زمین پر بیٹھ کر اس کے بازوؤں کو تھام کر بولی "ارے دوڑو! ڈاکٹر کو بلاؤ۔ فرسٹ ایڈ باکس لاؤ۔"

دو ملازم دوڑتے ہوئے... کوٹھی کے اندر گئے۔ کرشمہ نے بھائی کے پاس آکر زمین پر بیٹھ کر کہا "بھیا! یہ تم نے کیا کیا۔ اتنا بڑا پتھر اٹھا نہیں سکتے تھے پھر کیوں اٹھایا؟"

جسونت میں اب تڑپنے کی سکت نہیں رہی تھی۔ اس کا جسم ہولے ہولے یوں جھٹکے کھا رہا تھا جیسے آخری ہچکیاں لے رہا ہو پھر ایک دم سے وہ ساکت ہوگیا۔ جمنا نے چیختے ہوئے اس کے سینے پر کان لگا کر سنا۔ کرشمہ اس کی نبض ٹٹولنے لگی۔ اس کے دیدے پھیل گئے تھے۔ نبض ڈوب گئی تھی۔ دھڑکنیں خاموش ہوگئی تھیں۔

جمنا اس سے لپٹ کر رونے لگی۔ پورس دور کھڑا ہوا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے جسونت کی موت کا یقین کر چکا تھا۔ جمنا دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کہ شہباز نے اس کے بیٹے کو ہلاک کیا ہے۔ وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گی۔ کرشمہ نے کہا "تمہیں بیٹے کی موت کا صدمہ ہے۔ مگر شہباز کو الزام نہ دو۔"

"چپ رہ بے شرم! بھائی کی لاش کے پاس بیٹھ کر قاتل کی حمایت کر رہی ہے۔ دور ہو جا میری نظروں سے۔"

وہ پھر بیٹے سے لپٹ کر اس کے سینے پر سر رکھ کر رونے لگی پھر اچانک ہی وہ رونا بھول گئی۔ بیٹے کے سینے پر سر تھا اور دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو جسونت پلکیں جھپکاتا ہوا خلا میں تک رہا تھا جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔ وہ خوشی سے چیخیں مار کر بیٹے کے چہرے پر جھک کر اسے چومنے لگی۔

کرشمہ کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو بہنے لگے۔ ایک ملازم فرسٹ ایڈ باکس لے آیا تھا۔ وہ باکس کھول کر بھائی کے سر کے زخم صاف کرنے اور مرہم پٹی کرنے لگی۔ جسونت اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

اسی وقت پدمنی دوڑتی ہوئی کوٹھی کے باہر آئی پھر بولی "وہ... وہ کلپنا کھڑکی سے کہہ رہی تھی کہ وہ اپنی جان دے رہی ہے۔ اس کی لاش کو کمرے سے نکالا جائے۔ یہ کہتے ہی وہ زمین پر گر کر مرگئی۔ میں نے بار بار آوازیں دیں۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ مرچکی ہے۔"

پورس نے فوراً ہی کلپنا کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ اس کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ بھیا وہاں سے یہاں ٹرانسفار ہوگیا تھا۔

○☆○

چین سیاسی مسائل میں گھرا ہوا تھا۔ دنیا جہان کے جاسوس اور سیکرٹ ایجنٹس چین کے چھوٹے بڑے شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ ان کا ایک دوسرے سے خفیہ رابطہ رہتا تھا۔ وہ اس قدر منظم تھے کہ انہیں بے نقاب کرنا مشکل ہوتا تھا۔

کبھی کبھی کوئی جاسوس پکڑا جاتا تھا لیکن چین کی پولیس اور انٹیلی جنس والوں سے محفوظ رہنے والے دشمن سراغ رسانوں کی تعداد زیادہ تھی۔

احمد زبیری کے چکر میں پھنسنے والی ماریا کا تعلق یوکے سے تھا۔ وہ لندن سے تائیوان گئی تھی پھر وہاں سے بیجنگ آئی ہوئی تھی۔ پورا ہانگ کانگ اور مکاؤ کا علاقہ چین کا حصہ تھا لیکن پچھلی صدی سے برطانیہ اور دوسری بیرونی طاقتوں کے زیر اثر تھا۔ ایک صدی بعد ان علاقوں کو آزادی حاصل ہوئی تھی۔ کسی جنگ و جدل اور خون خرابے کے بغیر ہانگ کانگ اور مکاؤ چین کو واپس مل گئے تھے۔

اسی طرح تائیوان بھی چین کا ایک حصہ تھا لیکن یہ ابھی تک پوری طرح چین میں شامل نہیں ہوا تھا۔ امریکا جس طرح لاؤس، کمبوڈیا اور جنوبی کوریا پر مسلط رہنا چاہتا تھا، اسی طرح وہ تائیوان پر بھی مسلط رہنے کی کوششیں کر رہا تھا۔ ان کوششوں کے نتیجے میں وہاں کئی گروہ پیدا ہوگئے۔ وہ اپنے حمایتی گروہ کو مالی امداد اور جدید اسلحہ پہنچانے لگا تھا۔

اس سلسلے میں چین کی پالیسی کیا ہے؟ وہ تائیوان کو اپنے ملک کا ایک حصہ بنا کر رکھنے کے لیے کیسی کیسی خفیہ پالیسیاں بنا رہا ہے، یہ معلوم کرنے کے لیے امریکا اور یورپ کے جاسوس تائیوان کے راستے چین میں داخل ہوتے رہتے تھے۔

دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو احمد زبیری پر شبہ ہوا تھا۔ اپنے شبہات کی تصدیق کے لیے انہوں نے زبیری کے خیالات پڑھے تھے پھر وہ مطمئن ہوگئے تھے کہ زبیری ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ اور نہ ہی سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے بیجنگ آیا ہوا ہے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے، ان کے دماغوں کو روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے غیر معمولی بنا دیا گیا تھا۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں آسانی سے پہنچ جاتے تھے لیکن ان کے چور خیالات پڑھ کر ان کی اصلیت معلوم نہیں کرسکتے تھے۔ احمد زبیری اپنے پاسپورٹ کے مطابق ازبکستان کا باشندہ تھا۔ ایک امیر کبیر باپ کا بیٹا تھا اور تفریح کی غرض سے چین آیا ہوا تھا۔ دشمن خیال خوانی کرنے والوں کو اس کے چور خیالات سے یہی معلومات حاصل ہوئی تھیں اور وہ مطمئن ہوگئے۔

ماریا شام کو نیند سے بیدار ہوئی۔ اسے یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے اور اس کے دماغ کو مقفل کردیا گیا ہے۔ اس نے ہوٹل کے ایک ملازم کو پچھلے ایک ہفتے کے اخبارات لانے کو کہا۔ وہ چلا گیا۔ ماریا اب زبیری کے سامنے نہیں جانا چاہتی تھی۔ یہ سوچ کر شرمانے لگتی تھی کہ زبیری کو بے لباس نظر آتی ہے۔

وہ کبھی یقین نہ کرتی کہ زبیری کی آنکھیں ایکسرے کی طرح دیکھ لیتی ہیں لیکن اس نے لباس کے اندر کی ایسی باتیں بتائی تھیں، جنہیں کوئی دوسرا نہیں جانتا تھا۔ ماریا کو یقین آگیا۔ اس یقین کے بعد وہ اس کی طرف مائل ہوگئی۔ دل نے کہا "زندگی میں آنے والا کوئی ایک ایسا ہوتا ہے، جو اپنی عورت کو سر سے پاؤں تک دیکھتا ہے۔ زبیری نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ اب میں کسی دوسرے کو اپنی زندگی میں نہیں آنے دوں گی۔"

ملازم ڈھیر سارے اخبارات اور سوئی دھاگا لے آیا۔ وہ ان اخباروں کا لباس تیار کرنے بیٹھ گئی۔ زبیری نے کہا تھا کہ اسے لباس کے آرپار نظر آتا ہے۔ کاغذ کے آرپار نظر نہیں آتا اگر وہ کپڑے کے لباس کے اوپر کاغذ کا لباس پہن لے گی تو وہ کچھ نہیں دیکھ سکے گا۔

اس رات ڈنر کے لیے کمرے سے نکلنا ضروری تھا۔ وہ سوچ رہی تھی، کمرے سے باہر جائے گی تو کاغذ کے لباس میں تماشا بن جائے گی اور باہر نکلنا اس لیے ضروری تھا کہ اس نے وزارت خارجہ کے ایک ریکارڈ کیپر کو پھانس رکھا تھا۔ وہ ریکارڈ کیپر تائیوان کے سلسلے میں مائیکرو فلم کے ذریعے اہم معلومات فراہم کرنے والا تھا۔

اس کے لیے یہ بات پریشان کن تھی کہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا پھر اس کے دماغ میں آئے گا۔ اور اس مائیکرو فلم کی اہمیت کو سمجھتے ہی اس سے چھین لینے کی کوشش کرے گا۔ ویسے وہ دلیر تھی ایک نہیں کئی دشمنوں کا مقابلہ کرسکتی تھی۔ بڑی چالبازی سے مائیکرو فلم کو چھپا سکتی تھی۔ لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن سے نہیں چھپا سکتی تھی۔

کاغذ کا لباس تیار کرنے کے دوران میں اس نے دوبار بے چینی محسوس کی اور چند سیکنڈ کے لیے سانسیں روک لیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ پھر ٹیلی فون کی گھنٹی نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس نے فون کے پاس آکر ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے پوچھا "ہیلو۔ تم کون؟"

دوسری طرف سے اجنبی کی آواز سنائی دی "بہت چالاک بن رہی ہو۔ تم نے اپنے دماغ کو لاکڈ کرالیا ہے۔"

ماریا نے کہا "میں تمہاری آواز پہچان رہی ہوں۔ تم وہی ہو، جو میرے دماغ میں آکر بول رہے تھے۔ بائی دا وے کیا میرا دماغ لاکڈ ہے؟ کیا تم میرے اندر نہیں آسکو گے؟"

"کیوں خوامخواہ انجان بن رہی ہو؟ ویسے اب میں تمہارے دماغ میں آنا ضروری نہیں سمجھتا۔ میں تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم کر چکا ہوں۔ ابھی ڈنر کے وقت تم ایک اہم مائیکرو فلم حاصل کرنے والی ہو۔ وہ فلم میں حاصل کروں گا۔ جانتی ہو کیسے؟"

"بتانا چاہو تو بتا دو۔ کیسے حاصل کرو گے؟"

"تمہارا دماغ مقفل ہوچکا ہے۔ میں تمہارے اندر نہیں آسکوں گا لیکن اس ریکارڈ کیپر کے دماغ میں گھس کر تم سے پہلے وہ فلم حاصل کرلوں گا۔"

"ریکارڈ کیپر کے دماغ میں پہنچنے کے لیے تم اس کی آواز اور لہجے کو سنو گے اور سننے کے لیے تم یا تمہارا کوئی آلہ کار اس کے قریب آئے گا۔ میں درست کہہ رہی ہوں نا؟"

"تم کہنا کیا چاہتی ہو؟ کیا میرے آلہ کار کو کبھی اس کے قریب آنے نہیں دو گی؟"

"آنے دوں گی مگر زندہ نہیں جانے دوں گی۔ میرے خیالات نے تمہیں بتایا ہوگا کہ میں کتنی ضدی، خطرناک اور چال باز ہوں۔"

"تم ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد ڈائننگ ہال میں آؤ گی۔ میں دیکھوں گا کہ کتنے پانی میں ہو۔"

دوسری طرف سے فون بند کردیا گیا۔ وہ ریسیور رکھ کر سوچ میں پڑگئی۔ سوچنا اور سمجھنا یہ تھا کہ وہ مائیکرو فلم دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے سے پہلے کس طرح حاصل کرے گی اور کس طرح دشمن سے اسے چھپا کر رکھے گی۔

ایک گھنٹے بعد اس نے برفانی علاقے کی مناسبت سے بہترین لباس پہنا اور اس لباس کے اوپر اخبار سے تیار کیا ہوا ایک لباس پہن لیا۔ فون پر اطلاع ملی تھی کہ وہ ریکارڈ کیپر آچکا ہے اور ویٹرز لابی میں انتظار کر رہا ہے۔ وہ لفٹ کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر آئی تو سب ہی کی نگاہوں کا مرکز بننے لگی۔

یوں تو دنیا میں نت نئے فیشن آتے رہتے ہیں لیکن یہ کاغذی لباس کا فیشن بالکل انوکھا تھا۔ ویٹرز لابی میں جتنی عورتیں اور مرد بیٹھے ہوئے تھے، وہ سب اسے دیکھ کر تالیاں بجانے لگے۔ مسکرا کر کہنے لگے "ATTRACTIVE

"WONDER FUL' EXTRA ORDINARY'-"

وہ مسکرانے لگی۔ یہ دیکھ کر خوش ہونے لگی کہ کوئی اس کا مذاق نہیں اڑا رہا ہے۔ تعلیم یافتہ اور مہذب افراد کی سوسائٹی میں ہر نئے خیال کی' ہر نئی تخلیق کی پذیرائی ہوتی ہے۔ ریکارڈ کیپر نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔ پھر کاغذ کی ایک پرچی اس کی طرف بڑھائی۔ اس نے پرچی لے کر پڑھا۔ اس میں لکھا تھا "میڈم! پتا نہیں مجھے کیا ہوا ہے ابھی پندرہ منٹ پہلے میری آواز بند ہو گئی ہے۔ میں بولنے کی بہت کوشش کر رہا ہوں مگر بول نہیں پا رہا ہوں۔ حلق سے آواز ہی نہیں نکل رہی ہے۔ آپ مجھ سے مل کر مایوس ہوں گی اور خوش بھی ہوں گی کیونکہ آپ کی مطلوبہ چیز لے آیا ہوں۔"

ماریا نے اسے پڑھا پھر خوش ہو کر کہا "یہ تو کمال ہو گیا۔ میں چاہتی تھی' دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ کی آواز نہ سنے۔ اب اس کا باپ بھی نہیں سن سکے گا۔"

ہوٹل کے ایک ملازم نے آ کر ریکارڈ کیپر سے پوچھا "سر! آپ کچھ پینا پسند فرمائیں گے۔"

وہ بول نہیں سکتا تھا۔ اس نے انکار میں سر ہلایا۔ ملازم نے پوچھا "اسنیکس؟"

اس نے پھر انکار میں سر ہلایا۔ ملازم نے پھر پوچھا "میرے لائق کوئی خدمت؟"

ماریا نے پوچھا "کیا تم ان کے منہ سے آواز سننا چاہتے ہو؟"

ملازم نے کہا "میڈم! میں اتنا کچھ پوچھ رہا ہوں۔ انہیں جواب تو دینا چاہیے۔"

ماریا نے کہا "جو تمہارے اندر چھپا ہوا ہے' اس سے کہہ رہی ہوں کہ گونگے نہیں بولتے۔ آواز سننے کی حسرت دل ہی میں رہ جائے گی۔"

ملازم خاموشی سے سر جھکا کر جانے لگا پھر اچانک ہی اس نے پلٹ کر ماریا کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ وہ اس کے ہاتھ سے اس پرچی کو جھپٹ لینا چاہتا تھا۔ ماریا نے ایک الٹا ہاتھ اسے رسید کیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا پیچھے جا کر ایک صوفے سے ٹکرا کر فرش پر گر پڑا۔ عورتیں اور مرد انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ ہوٹل کا منیجر اور چند ملازمین آ گئے۔ ماریا نے کہا "آپ کا یہ ملازم بدتمیزی کر رہا تھا۔"

بے چارہ ملازم پریشان تھا۔ وہ فرش سے اٹھتے ہوئے بولا "سر! میری سمجھ میں نہیں آتا۔ میں نے ایسی حرکت کیوں کی؟ آپ جانتے ہیں' ہوٹل میں میرا سروس ریکارڈ بہت اچھا ہے۔ میں میڈم سے معافی چاہتا ہوں۔"

ماریا نے منیجر سے کہا "اسے معاف کر دیں' مجھے اس سے کوئی شکایت نہیں ہے۔"

وہ ریکارڈ کیپر کے ساتھ ڈائننگ ہال میں آ گئی۔ دونوں ایک میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ ماریا نے اس سے کہا "آپ تصدیق کر چکے ہوں گے کہ آپ کے لندن کے بینک اکاؤنٹ میں ایک لاکھ پونڈز جمع کیے جا چکے ہیں۔"

ریکارڈ کیپر نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ ماریا نے کہ "آپ کو رقم مل گئی۔ مجھے میری چیز ملنی چاہیے۔ ویسے میری قسمت اچھی ہے کہ آپ گونگے بن گئے ہیں۔"

ریکارڈ کیپر نے اوور کورٹ کی اندرونی جیب سے ایک مائیکرو فلم نکالی۔ ٹھیک اسی وقت آس پاس کی میز سے کئی افراد اٹھ کر آئے۔ انہوں نے ان دونوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ ماریا ایک دم سے بوکھلا گئی۔ دشمن دو چار ہوتے تو وہ ان سے نمٹ لیتی۔ وہ کئی تھے پھر دشمن نہیں تھے۔ ایک شخص نے اپنا بیج دکھایا تو پتا چلا وہ انٹیلی جنس والے ہیں۔

ریکارڈ کیپر سہم کر کھڑا ہو گیا۔ انٹیلی جنس کے افسر نے اس سے مائیکرو فلم چھین کر کہا "یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ اپنے ملک کا راز فروخت کرنے والا غدار رنگے ہاتھوں پکڑا جائے تو اس پر مقدمہ نہیں چلایا جاتا۔ فوراً اسے گولی مار دی جاتی ہے۔"

وہ ان دونوں کو پکڑ کر وہاں سے لے جانے لگے۔ ما نے کہا "میں اپنے ملک کے سفیر سے ملنا چاہتی ہوں۔ تم جرم ثابت کیے بغیر مجھے کوئی سزا نہیں دے سکتے۔ میں چین نہیں' برطانیہ کی شہری ہوں۔"

انٹیلی جنس والے اس کی بات جیسے نہیں سن رہے تھے۔ اسے پکڑ کر کھینچتے ہوئے اس ریکارڈ کیپر کے ساتھ ہو کے باہر لے آئے۔ وہاں ایک کھلے باغیچے میں دونوں کو ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر کھڑا کر دیا گیا۔ انہیں گولی مار والے فائرنگ اسکواڈ کے مسلح افراد ان سے کچھ دور سا کھڑے ہو گئے۔ ریکارڈ کیپر تھر تھر کانپ رہا تھا۔ رحم کی بھیک مانگ رہا تھا۔ لیکن چین میں غداری کی سزا موت ہوتی ہے۔ فائرنگ اسکواڈ کے چار مسلح افراد نے اسے نشانے پر لیا سب نے ایک ساتھ فائر کیے۔ وہ وہیں گھاس پر گر کر ہو گیا۔

ماریا تن کر کھڑی ہوئی تھی۔ اس سے کچھ فاصلے پر گاڑی آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کا پچھلا حصہ بند تھا۔ اس کے پچھلے دروازے کو کھولا گیا۔ دو مسلح شخص ماریا کو پکڑ کر لائے پھر اسے پچھلے حصے میں پہنچا کر دروازے کو بند کر دیا۔

گاڑی چل پڑی۔

پچھلے حصے میں احمد زبیری بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حیرانی سے بولی "تم؟"

زبیری نے کہا "یہاں تمام ممالک کے سفارت خانوں میں پہلے سے کہہ دیا جاتا ہے کہ ان کے ملک کا کوئی باشندہ مجرمانہ سرگرمیوں میں رنگے ہاتھوں پکڑا جائے گا تو اسے گولی مار دی جائے گی کیونکہ وہ چین کی سرزمین پر جرم کا مرتکب ہوا ہو گا۔ اسے یہیں کے قانون کے مطابق سزا دی جائے گی۔"

"کیا تمہارا چین کی حکومت سے کوئی تعلق ہے؟"

"میں یہاں کی انٹیلی جنس میں اعزازی طور پر سینیر افسر ہوں۔ میری سفارش پر تمہاری سزائے موت معاف کی گئی ہے۔ پانچ گھنٹے بعد یہاں سے ایک فلائٹ میں تمہیں لندن بھیج دیا جائے گا آئندہ تم کبھی اس ملک میں قدم نہیں رکھ سکو گی۔"

"تم نے میری جان کیوں بچائی؟"

اس نے ماریا کو دیکھا پھر جواب دیا "اپنے دل سے پوچھو۔"

ماریا نے نظریں جھکا لیں۔ زبیری نے کہا "میں نے ہی تمہارے دماغ کو لاک کرایا ہے۔"

ماریا نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بولا "میں نے ہی ریکارڈ کیپر کو گونگا بنا دیا تھا۔"

"تم نے سزائے موت سے بھی بچایا۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے سے بھی محفوظ رکھا ہے۔ آئی لو یو۔"

وہ اس کے قریب آ کر گلے کا ہار بن گئی۔ وہ اس سے الگ ہو کر بولا "اس طرح گلے لگو گی تو کاغذ کا یہ لباس پھٹ جائے گا۔ تم نے کپڑے کا جو لباس پہنا ہے' وہ مجھے نظر نہیں آئے گا۔ پھر تم شرما کر اس بند گاڑی سے باہر نہیں جا سکو گی۔"

"زبیری! کسی نے مجھے لباس کے اندر آج تک نہیں دیکھا۔ صرف تم نے دیکھا ہے۔ اب میری زندگی میں تمہارے سوا کوئی نہیں آئے گا۔"

"میں یہاں رہوں گا اور تم یہاں کبھی نہیں آ سکو گی۔"

"تم تو آ سکو گے؟"

"میں نہیں جانتا۔ مجھے تقدیر کہاں کہاں لے جائے گی۔ کبھی لندن آنا ہوا تو تم سے ضرور ملوں گا۔"

"صرف ملو گے؟ مجھے اپنی زندگی کا ساتھی نہیں بناؤ گے؟"

"آئندہ کیا حالات ہوں گے' یہ ہم نہیں جانتے۔"

"میں جانتی ہوں' میں تمہارے انتظار میں بوڑھی ہو جاؤں گی لیکن کسی سے شادی نہیں کروں گی۔"

"تم مجھے اس قدر چاہتی ہو تو ایک شرط پر تمہارے پاس آؤں گا۔"

"میں تمہاری خاطر ہر شرط ماننے کو تیار ہوں۔"

"تم مسلمانوں سے اور چین سے کبھی عداوت نہیں رکھو گی۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی ملازمت چھوڑ کر سراغ رسانی کا شوق میرے ساتھ پورا کرو گی۔"

وہ مسکرا کر بولی "تم نے ایک شرط ماننے کو کہا۔ اب دو شرطیں منوا رہے ہو۔ مجھے تمہاری دو ہزار شرائط منظور ہیں۔"

زبیری نے اسے آغوش میں لے کر کہا "کاغذ کا لباس پھٹنے والا ہے۔"

وہ دو طرفہ سانسوں کے سنگم پر آ کر بولی "TORN LET' IT BE۔۔۔ اب کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

اس گاڑی نے انہیں ائرپورٹ پہنچا دیا۔ زبیری نے وہاں اس کے ساتھ پانچ گھنٹے گزارے۔ جب وہ طیارے میں روانہ ہو گئی تو وہ وہاں سے چلا آیا۔

میں نے چینی اکابرین سے کہا "آپ حضرات اپنے اہم اور حساس شعبوں کے بڑے عہدے داروں کو عارضی طور پر تبدیل کر دیں۔ ان کی جگہ ایسے عہدے دار لائیں' جو یوگا کے ماہر ہوں۔ ایسا نہ کیا گیا تو دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے موجودہ عہدے داروں کے دماغوں میں رہ کر اہم رازوں تک پہنچتے رہیں گے۔"

وہ اکابرین میرے مشورے کے مطابق تمام اہم شعبوں کے عہدے داروں کو تبدیل کرنے لگے۔ اس طرح میں نے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی کامیابیوں کو ناکامیوں میں بدل دیا۔

ایسے ہی وقت علی تیمور' للی اور دلیر آفریدی میرے پاس پہنچ گئے۔ چینی افواج کے اعلیٰ افسران نے مجھ سے کہا "آپ نے وعدہ کیا تھا کہ علی تیمور کے آتے ہی ٹرانسفارمر مشین کی تیاری کا کام شروع ہو جائے گا۔ ہم اس مشین کے لیے خفیہ اڈے کا تعین کر چکے ہیں۔"

میں ان سے کہہ چکا تھا کہ علی ٹرانسفارمر مشین کا ایک ماہر مکینک ہے۔ اس کے آتے ہی کام شروع کر دیا جائے گا۔ میں نے ان افسران سے کہا "بے شک' آپ مائیکرو فلم کو اپنے خفیہ ریکارڈ روم سے نکالیں۔ اس مائیکرو فلم میں ٹرانسفارمر مشین کا مکمل نقشہ ہے۔ اس نقشے کو بڑے سائز

میں پرنٹ کرائیں پھر کام شروع ہو جائے گا۔"
انہوں نے کہا "آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم ابھی اس مائیکرو فلم کو ریکارڈ روم سے لائیں گے۔"
ہم سب آرمی ہیڈ کوارٹر میں تھے۔ وہاں کے کانفرنس روم سے نکل کر اس عمارت میں آئے۔ جہاں خفیہ ریکارڈ روم تھا۔ وہاں صرف چند اعلیٰ افسران کو جانے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اس وقت تینوں افواج کے تین اعلیٰ افسران اپنی مکمل شناخت کرانے کے بعد اندر گئے۔ میں باقی افسران کے ساتھ ایک کمرے میں ان کا انتظار کرنے لگا۔
ان تین اعلیٰ افسران نے اندر آکر...... آہنی سیف کو کھولا تو وہاں بہت کچھ تھا مگر مائیکرو فلم نہیں تھی۔ ان تینوں کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ پورے سیف کو اوپر سے نیچے تک بار بار دیکھتے رہے۔ پھر ان پر سکتہ طاری ہو گیا۔
یہ اتنا بڑا نقصان تھا' جسے وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے پھر وہ تینوں گرجنے لگے۔ وہاں کے انچارج افسران اور سیکیورٹی افسران سے سختی سے پیش آنے لگے۔ وہ انچارج اور سیکیورٹی افسران محب وطن اور فرض شناس تھے۔ ان کے بیانات ایک جیسے تھے۔ یعنی جب سے مائیکرو فلم کو سیف میں رکھا گیا تھا تب سے اسے کسی نے نہیں کھولا ہے۔
ان کے بیانات پر یقین نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "کسی نے نہیں کھولا ہے تو وہ اہم فلم کہاں گئی؟ کیا کسی نے جادو سے غائب کر دیا ہے؟"
میں نے کہا "یہ کام جادوگروں کا نہیں' دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اہم شعبوں کے اعلیٰ عہدے داروں کو عارضی طور پر فارغ کر دیا جائے۔ آپ نے بے شک ایسا کیا لیکن فوج کے اعلیٰ افسران کو فارغ نہیں کیا۔ ریکارڈ روم کے اعلیٰ عہدے داروں کو بھی نظرانداز کیا۔"
وہ میری باتیں سنجیدگی سے سن رہے تھے۔ میں نے کہا "دشمن خیال خوانی کرنے والوں نے یہاں کے انچارج اور سیکیورٹی افسران کو اپنا معمول بنایا۔ ان بے چاروں کو پتا ہی نہ چلا کہ وہ کب غائب دماغ ہو کر اس مائیکرو فلم کو سیف سے نکال کر کسی اجنبی کے حوالے کر چکے ہیں۔"
ایک نے کہا "ہم بحری' بری اور فضائی افواج کے افسران ہیں اور یوگا جانتے ہیں۔ کوئی دشمن ہمارے دماغ میں نہیں آسکتا۔"
"بے شک دشمنوں نے آپ کو نہیں' ریکارڈ روم کے عہدے داروں کو ٹریپ کیا تھا۔"
"وہ عہدے دار کون ہیں؟"
"سوری' میں ان کی نشان دہی نہیں کروں گا۔ وہ بے قصور ہیں۔ محب وطن ہیں۔ انہوں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ہے۔ انہیں سزا نہیں ملنی چاہیے۔"
"مسٹر فرہاد! آپ کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ اس چوری کی واردات سے باخبر رہے۔ لیکن ہمیں بے خبر رکھا۔"
"ابھی میں آپ کی اس بات کا جواب دوں گا۔ میرے ساتھ صرف وہی افسران کانفرنس روم میں چلیں' جو یوگا کے ماہر ہیں۔"
میری خواہش کے مطابق صرف سات یوگا جاننے والے افسران کانفرنس روم میں آئے۔ اس کمرے کے دروازے اور کھڑکیوں کو اندر سے بند کر دیا گیا۔ میں نے کہا "آپ حضرات اپنے خاص اہم ماتحت افسران کو بہت سی خفیہ باتیں بتا دیتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ ابھی جو باتیں یہاں ہوں گی' ان میں سے ایک بات بھی آپ اپنے سائے کو بھی نہیں بتائیں گے۔"
سب نے عہد کیا کہ اس بند کمرے کا راز ان کے سینوں میں دفن رہے گا۔ میں نے کہا "وہ مائیکرو فلم سیف سے چرا لی گئی اور میں نے جان بوجھ کر اسے چرانے دیا۔"
ایک نے حیرانی سے پوچھا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"
میں نے مسکرا کر کہا "اس فلم میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ نہیں تھا۔ میں نے دشمنوں کو دھوکا دینے کے لیے وہ آپ کے حوالے کی تھی۔ اس طرح مجھے معلوم ہوتا رہا کہ یہاں کے کتنے افسران کو دشمنوں نے اپنا معمول بنا رکھا ہے۔"
"کیا آپ ہمارے ملک میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ لے کر نہیں آئے ہیں؟"
"وہ نقشہ علی تیمور کے گلے میں پڑے ہوئے تعویذ میں ہے۔ یہاں ٹرانسفارمر مشین بنے گی اور ضرور بنے گی۔"
میرا یہ دعویٰ سنتے ہی تمام افسران خوشی سے کھل گئے۔ خزانہ گم ہو گیا تھا' وہ پھر انہیں مل رہا تھا۔

○☆○

جے سامو کی قسمت اچھی تھی۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے آندرے اور سائن اس پر تنویمی عمل نہ کر سکے۔ اس سے پہلے جے فلو نے اپنے ساتھی جے سامو کے دماغ کو لاک کر دیا۔ اس طرح جے سامو دشمنوں کی پہنچ سے دور ہو گیا لیکن جے کافو کے پیچھے ایسی بلا پڑ گئی تھی' جس سے نجات حاصل کرنا ممکن نظر نہیں آ رہا تھا۔

شیوانی بھاسکر اچانک ہی جے کافو کی زندگی میں آئی تھی۔ جے کافو نے کسی عورت میں کبھی دلچسپی نہیں لی' کبھی کسی حسینہ سے دوستی نہیں کی لیکن وہ شیوانی سے متاثر ہو گیا تھا۔ بعد میں شیوانی کی غیر معمولی اور عجیب و غریب صلاحیتوں کا پتا چلا تو جے کافو نے اسی میں خیریت سمجھی کہ اس حسینہ کی زندگی سے دُور چلا جائے۔
لیکن دور جانے کا فیصلہ کرنے میں دیر ہو چکی تھی۔ شیوانی اچھی دوست بن سکتی تھی لیکن جے کافو نے اسے دشمن بنا لیا تھا۔ وہ کہہ چکی تھی کہ اسے دشمنی کی سزا دے گی لیکن کب دے گی؟ یہ سوال جے کافو کے اندر دہشت پیدا کرتا رہتا تھا۔ اس کے دماغ میں رہنے والا جے فلو اسے شیوانی سے بچانے کی تدبیر سوچتا رہتا تھا۔
جے کافو اور جے فلو دونوں ہی سوچتے سوچتے تھک گئے تھے۔ سر دکھنے لگا تھا۔ زہریلی شیوانی سے نجات حاصل کرنے کی ایک ہی آزمودہ تدبیر رہ گئی تھی کہ جے فلو تنویمی عمل کے ذریعے جے کافو کے دماغ کو لاک کر دے۔ اس سلسلے میں ایک بات کھٹک رہی تھی کہ شیوانی کی آنکھیں سامنے پیشانی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ کیا وہ آنکھیں مقفل دماغ کے اندر بھی پہنچ جائیں گی؟ شیوانی کا طریقہ کار ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مختلف تھا۔ جے کافو نے کہا "یار! اس سے بچنے کی ہر تدبیر پر عمل کرنا ہے۔ تم میرے دماغ کو لاک کر دو۔ بعد میں کامیابی یا ناکامی کا پتا چلے گا۔"
جے کافو اسپتال سے نکل کر ہوٹل میں آیا تھا۔ وہاں سے اپنا سامان لے کر اس شہر کو اور اس ملک کو چھوڑ دینے کا ارادہ کر چکا تھا۔ پھر یہ طے پایا کہ پہلے دماغ کو لاک کیا جائے پھر آئندہ اس شہر میں رہنے یا نہ رہنے کا فیصلہ کیا جائے۔ وہ ہوٹل پہنچ کر لفٹ کے ذریعے سیونتھ فلور پر آیا پھر جیب سے چابی نکال کر اپنے کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا۔ پتا چلا' چابی نہیں ہے۔ شاید اسپتال میں بھول آیا تھا۔ اس نے جھنجلا کر دروازے کے ہینڈل کو پکڑ کر جھنجھوڑا۔ اس کی توقع کے خلاف وہ دروازہ کھل گیا۔ یہ حیرانی کی بات تھی۔ اس نے تعجب سے دروازے کو دیکھا پھر اندر آتے ہی ٹھٹک گیا۔
شیوانی ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ خوف زدہ ہو کر دیوار سے لگ گیا "تم...؟ یہاں...؟"
"میں اسپتال سے تمہارے اس کمرے کی چابی لے آئی تھی۔ یہ ہاتھ کی صفائی ہے تمہاری جیب سے نکالی تمہیں خبر نہ ہوئی۔ خوف زدہ کیوں ہو؟ ابھی میں انتقام نہیں لوں گی۔ COME ON... HAVE YOUR SEAT۔"
وہ آگے بڑھ کر ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا "ابھی تم نے فون پر مجھ سے باتیں کی تھیں۔"
"ابھی نہیں' ڈیڑھ گھنٹے پہلے بات کی تھی۔ میں اسپتال سے سیدھی اس کمرے میں آئی تھی اور یہیں فون اٹینڈ کیا تھا۔"
"شیوانی! تم کسی کے اندر سے بھی سچ اگلوا لیتی ہو۔ میں ابھی سچ بول رہا ہوں۔ ساری عمر تمہارا جاں نثار دوست بن کر رہوں گا۔ میں نے جو دشمنی کی تھی' اسے بھول جاؤ۔ ایک بار مجھے دوست بنا کر آزماؤ۔"
"آزمائش میں بہت وقت لگے گا۔ تم چاہو تو ابھی سچی دوستی کا ثبوت دے سکتے ہو۔"
"ابھی کیسے دے سکتا ہوں؟ کیا ابھی کسی طرح آزمانا چاہتی ہو؟ ٹھیک ہے آزماؤ۔"
"تمہارے دو دوست ہیں۔ ایک کا نام جے فلو اور دوسرے کا نام جے سامو ہے۔ تم تینوں جے تھری کہلاتے ہو۔"
"تم نے اپنی آنکھوں کے ذریعے میری زبان سے بہت کچھ اگلوایا ہے۔ ہم تینوں کی ہسٹری معلوم کر چکی ہو۔"
"میں تو کیا' ٹیلی پیتھی کی دنیا میں تھری جے کی دوستی مشہور ہے۔ تم چاہو تو تھری جے کو فور جے بنا سکتے ہو۔"
جے کافو نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی "تم اسی طرح دوستی کا ثبوت دے سکتے ہو۔"
جے فلو اپنے دوست کے دماغ میں رہ کر یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا "کافو! فی الحال اس کی دشمنی اور انتقام سے بچنے کی یہی صورت ہے ہاں کہہ دو۔ ہم اسے دوست بنائیں گے۔"
اس نے شیوانی سے کہا "میرے اندر جے فلو ہے۔ تمہاری دوستی کی آفر سن کر خوش ہو رہا ہے۔"
"تمہارا دوست جے فلو مجھ سے تمہارا پیچھا چھڑانے کی کوششیں کرتا رہا ہے۔ میں اس سے ناراض نہیں ہوں۔ وہ دوستی کا فرض ادا کر رہا ہے۔ میں بھی تم تینوں کو کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گی تو تم تینوں میرے بھی بُرے وقت میں کام آؤ گے۔"
"بے شک کام آئیں گے۔ ابھی میرے اندر جے فلو ہے۔ جے سامو بھی آجائے گا۔ ہم تینوں یہاں تمہیں دوستی کا یقین دلائیں گے۔"
"کیا تمہارے دونوں دوست تمہارے دماغ میں آئیں گے؟ وہ دونوں پردے میں رہ کر دوستی کریں گے۔"

"ہم تینوں کی دوستی ایسی ہی ہے۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے رابطہ کرتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ ہم میں سے کون کس ملک اور شہر میں رہتا ہے۔"

"جے فلو جانتا ہے کہ تم یہاں لندن کے ایک ہوٹل میں ہو اور جے سامو شہر روم میں ہے۔"

"میں اور سامو مصیبتوں میں مبتلا رہے۔ جے فلو نے ہماری مدد کرنے کے دوران یہ سب کچھ معلوم کیا ہے۔ ورنہ ہم ایک دوسرے سے نہیں ملتے ہیں۔"

شیوانی نے اس کی پیشانی کو گھور کر دیکھا۔ وہ کہنے لگا "ہم ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں۔ جب بھی ضرورت ہوتی ہے کسی خاص جگہ کا تعین کرتے ہیں۔ پھر بڑی رازداری سے وہاں پہنچ کر ایک دوسرے کے ساتھ کچھ وقت گزارتے ہیں۔"

شیوانی نے پوچھا "کیا مجھے پورے اعتماد سے دوست بناؤ گے؟ کبھی دھوکا نہیں دو گے؟"

"ہم تینوں کبھی کسی چوتھے پر اعتماد نہیں کرتے ہیں۔ تم دو طرح سے خطرناک ہو۔ ایک تو ہمارے اندر سے اہم راز اگلوالیا کرو گی۔ اوپر سے زہریلی بھی ہو۔ تم سے دوستی کرنے کے بعد ہماری جان حلق میں اٹکی رہے گی۔ یہی بہتر ہوگا کہ دوستی کرنے کے بعد تم سے دور ہی دور سے رابطہ رکھا جائے۔"

جے کافو بول رہا تھا اور اس کے اندر جے فلو بار بار اسے بولنے سے روک رہا تھا "سچ نہ بولو۔ رک جاؤ۔ خاموش ہو جاؤ یار کافو! یہ کیا کر رہے ہو؟"

جے فلو نے اب سے پہلے بھی اسے سچ بولنے سے روکنا چاہا تھا اور ناکام رہا تھا۔ شیوانی کی آنکھوں کے سامنے جے کافو کا ذہن سحرزدہ ہو جاتا تھا۔ اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھی روکا نہیں جاسکتا تھا۔

شیوانی نے اس کی پیشانی سے نظریں ہٹالیں۔ وہ بولتے بولتے رک گیا۔ پریشان ہو کر سامنے بیٹھی ہوئی بلا کو دیکھنے لگا۔ وہ بولی "تم تینوں ایک دوسرے سے ملتے ہو۔ مجھ سے نہیں ملو گے اور دوست بنانے کا جھوٹا دعویٰ کرتے رہو گے؟"

وہ سر جھکا کر بولا "میں ہار گیا۔ ہماری کوئی بات تم سے چھپ نہیں سکتی۔ میں تمہاری دوستی کے قابل نہیں ہوں۔"

"قابل ہو۔ دوست بناؤں گی۔ اسی لیے تم اب تک زندہ ہو۔ یہ سمجھ سکتے ہو کہ میرا زہر کس طرح تمہیں ہلاک کر سکتا ہے۔"

"جب میں قابل اعتماد نہیں ہوں تو دوست کیسے بناؤ گی؟ کس مقصد کے لیے بناؤ گی؟"

"مقصد یہ ہے کہ تمہاری ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھاؤں گی۔ تمہیں بھی فائدہ پہنچاؤں گی۔ اپنے دوست سے پوچھو، وہ یہاں آئے گا؟ مجھ سے ملاقات کرے گا؟ مجھ سے دوستی کرے گا؟"

اس نے سوچ کے ذریعے جے فلو کو مخاطب کیا۔ اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے کہا "میرا دوست کہیں گیا ہے۔"

وہ بولی "ایسے وقت جبکہ تم ایک زہریلی ناگن کے سامنے بیٹھے ہو، وہ تمہیں چھوڑ گیا ہے۔ بات سمجھ میں آنے والی ہے، وہ کسی خاص مقصد سے گیا ہے۔"

جے فلو اس ہوٹل کے منیجر کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ وہاں کاؤنٹر کے پاس ایک پولیس افسر آیا تھا اور کسی شخص کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ وہ اس افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ افسر کاؤنٹر کے پاس سے پلٹ گیا۔ تیزی سے چلتا ہوا لفٹ میں آیا۔ لفٹ سیونتھ فلور پر رک گئی۔ وہ تیزی سے لفٹ کے باہر آیا۔ تقریباً دوڑتا ہوا جے کافو کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا مگر مقفل نہیں تھا۔ وہ ریوالور نکالتے ہوئے ایک جھٹکے سے دروازے کو کھولتا ہوا اندر آیا۔ شیوانی صوفے سے اچھل کر کھڑی ہوئی۔ افسر نے اس پر گولی چلائی۔ وہ چھلانگ لگا کر جے کافو کے پیچھے چلی گئی۔ پیچھے سے اس کی گردن ایک ہاتھ سے دبوچتے ہوئے بولی "جے فلو! تم اس افسر کے دماغ میں گھس کر مجھے ہلاک کرنے آئے ہو۔ اپنے دوست کی زندگی چاہتے ہو تو ریوالور پھینک دو۔"

جے کافو کمزور نہیں تھا۔ اس کے ایک ہاتھ سے اپنی گردن چھڑا سکتا تھا لیکن اس کی پیشانی گرم ہو گئی تھی۔ وہ شیوانی کے زیر اثر تھا۔ افسر نے ایک قدم آگے بڑھ کر جے فلو کی مرضی کے مطابق کہا "تم میرے دوست کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گی۔ اسے ڈھال بنا کر میری فائرنگ سے بچ نہیں سکو گی۔"

"بے وقوف! میرے دانت اس کی گردن سے لگنے والے ہیں۔ اسے ایک ذرا سا کاٹوں گی۔ پھر میرا زہر اسے تڑپا تڑپا کر مار ڈالے گا۔ بول! میری موت چاہتا ہے یا اپنے دوست کی زندگی؟"

اس افسر کے اندر جے فلو جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ آنکھوں کے سامنے شیوانی کا چہرہ جے کافو کی گردن سے قریب تھا۔ گولی چلانے سے پہلے ہی وہ ناگن جے کافو کو ڈس لیتی۔ ریوالور کی نال جھک گئی۔ وہ بولی "ریوالور ادھر پھینکو۔"

اسے حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ اس نے ریوالور کو اس کی طرف اچھال دیا۔ شیوانی نے اسے کیچ کیا۔ اس کے چیمبر سے اس کی باقی گولیاں نکال لیں پھر اس کی طرف ریوالور پھینک کر بولی "افسر کے اندر سے نکل جاؤ۔ اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دو۔"

جے فلو اس افسر کو چھوڑ کر جے کافو کے اندر آ گیا۔ افسر نے چونک کر حیرانی سے ادھر ادھر دیکھا پھر شیوانی کو دیکھتے ہی اٹینشن ہو کر سیلوٹ کیا۔ وہ بولی "تمہیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کیا گیا تھا۔ ریوالور اٹھاؤ اور جاؤ۔"

اس نے فرش پر سے ریوالور کو اٹھا کر کہا "میڈم! ای میل کے ذریعے کوئی پیغام بھیجا گیا ہے۔ آپ کو ابھی اٹینڈ کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔"

وہ جے کافو کے سامنے آ کر بولی "تم اس کمرے سے باہر نہیں جاؤ گے۔ تمہارے دوست نے مجھے مار ڈالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ وہ تمہارے اندر ہو گا۔ اس سے پوچھو کہ اب وہ موت سے تمہیں کیسے بچائے گا۔ میں ابھی واپس آؤں گی۔"

وہ افسر کے ساتھ اس کمرے سے چلی گئی۔ جے کافو نے جے فلو کو بلا کر کہا "یار فلو! تم نے یہ کیا حماقت کی؟ اس پر قاتلانہ حملہ کیوں کیا؟"

"میرے سامنے یہی راستہ تھا۔ میں اس کی غفلت سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ مجھے کیا معلوم تھا، یوں ناکامی ہو گی۔"

"تم نے ناکام کوشش کی۔ اب میری موت یقینی ہے۔"

"میری عقل کہتی ہے۔ وہ تمہیں ہلاک نہیں کرے گی۔ ایسا ہوتا تو ابھی تمہیں گولی مار کر چلی جاتی اور تم نے دیکھا۔ پولیس افسر نے اسے سیلوٹ کیا تھا۔ اس زہریلی بلا کا تعلق پولیس یا انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ پولیس والے مجرم کو سزا دیتے ہیں اور تم نے کوئی جرم نہیں کیا ہے۔ وہ کسی خاص مقصد کے لیے تمہیں ٹریپ کر رہی ہے۔"

وہ دونوں اس بات پر غور کرنے لگے کہ شیوانی کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ وہ چاہتی کیا ہے؟

شیوانی ہوٹل کے ایک آفس میں آئی۔ وہاں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ کر اسے آپریٹ کیا۔ ای میل کوڈز کا حوالہ دیتے ہی اسکرین پر جے سامو کی تصویر نظر آئی۔ تحریر ابھرنے لگی "یہ جے سامو ہے۔ عمر ۲۶ سال۔ موجودہ معلومات کے مطابق روم کے ہوٹل شیرٹن روم نمبر ۲۲ میں ہے۔ یہ تصویر چھپ کر اتاری گئی ہے۔ تم اسے BIG CLOSE میں دیکھو۔ یہ تصویر واضح نہیں ہو گی تو ہم اس کی دوسری تصویر حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

اسکرین پر جے سامو کی تصویر تھی۔ تحریر مٹ رہی تھی۔ دوسری تحریر ابھر رہی تھی۔ وہاں لکھا ہوا تھا "لارا اس سے فلرٹ کر رہی ہے۔ یہاں کے وقت کے مطابق وہ نو بجے اس کے ساتھ ڈنر کے لیے جائے گی۔ اسے اپنی پسند کا سوٹ پہننے پر آمادہ کرے گی۔ اپنے ہاتھوں سے اس کی نکٹائی پن لگائے گی۔ اس پن میں خفیہ الیکٹرونک مائیک ہے۔ جب تم اس سے سچ اگلواؤ گی۔ اور وہ بولتا رہے گا تو ہم اپنے الیکٹرونک ریسیور سے اس کی تمام باتیں ریکارڈ کر لیں گے۔ THATS ALL ,REPLY SOON۔"

شیوانی نے جے سامو کی تصویر کو دیکھا پھر اس تصویر کو گراف میں لا کر جے سامو کے چہرے کا BIG CLOSE بنانے لگی۔ ایک منٹ میں ہی اس کا منہ، ناک، آنکھیں اور پیشانی پورے اسکرین پر واضح ہو گئیں۔ شیوانی نے جے سامو کے اس BIG CLOSE کو اسٹور کرنے کے بعد جوابی پیغام ارسال کیا "روم کے وقت کے مطابق رات کے نو بجے جے سامو سچ اگلنے والا ہے۔ ریکارڈنگ کے لیے تیار رہو۔"

وہ کمپیوٹر کو آف کر کے پھر جے کافو کے کمرے میں آئی۔ اب اس کمرے کے باہر پولیس کا پہرہ تھا۔ کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ اندیشہ تھا کہ جے فلو پھر کسی کے دماغ میں گھس کر شیوانی کو ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس کمرے کا دروازہ بند تھا۔ پہلے ایک افسر نے اندر جا کر جے کافو کو دیکھا پھر شیوانی سے کہا "میڈم! خطرہ نہیں ہے، اندر آجائیں۔"

شیوانی کمرے میں آئی۔ جے کافو ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بولی "تمہارے دوست کے قاتلانہ حملے سے میں بچ گئی۔ تم مجھ سے کیسے بچو گے؟ تمہیں بچانے کے لیے وہ یقیناً تمہارے اندر موجود ہو گا۔"

"وہ تو کیا، دنیا کی کوئی طاقت تمہارے انتقام سے نہیں بچا سکے گی۔ مجھے اپنی موت کا یقین ہو چکا ہے۔"

"تجھے مارنا ہوتا تو تم اب تک مردہ کہلاتے۔ اب تم میرے زیر اثر آؤ گے۔ تمہارا دوست تمہارے اندر رہ کر بے بسی سے تمہارے غلام بننے کا تماشا دیکھے گا۔"

وہ گھور کر اسے دیکھنے لگی۔ ادھر اس کی پیشانی گرم ہونے لگی۔ جے فلو اس کے اندر کہنے لگا "حوصلہ کرو۔ میں تمہارے دماغ کو توانائی پہنچا رہا ہوں۔ ان آنکھوں کی شیطانی قوت سے جنگ کرو۔ میرے یار! کمزور نہ پڑو۔ یہ کیا کر رہے ہو؟ کافو۔۔۔ کافو!"

وہ وہی کر رہا تھا، جو شیوانی کہہ رہی تھی۔ وہ بیڈ پر آ کر چاروں شانے چت لیٹ گیا۔ اس نے کہا "میں تمہارے

دوست کو آخری وارننگ دے رہی ہوں۔ اگر وہ تمہارے دماغ سے نہیں جائے گا تو تم اس بیڈ پر گہری زہریلی نیند سو جاؤ گے۔"

وہ دیدے پھیلائے جے کافو کی پیشانی کو تک رہی تھی۔ جے فلو اس کے اندر رہتا تو کوئی خاص فرق نہ پڑتا پھر بھی وہ تنویمی عمل کے دوران میں کسی تیسرے کی موجودگی نہیں چاہتی تھی۔ اور جے فلو نہیں چاہتا تھا کہ وہ ناگن اس کے دوست کو ڈس لے۔ وہ مجبور ہو کر چلا گیا۔ شیوانی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کرنے لگی۔

جے فلو دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگا "کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب کچھ نہیں ہو سکے گا۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر بھی شیوانی کی مخالفت سے اسے محفوظ نہیں رکھ سکوں گا۔ او گاڈ! یہ کیسی بلا ہمارے پیچھے پڑ گئی ہے۔ ہمارا ذہین دوست ہمارے ہاتھ سے نکل رہا ہے۔ بلکہ نکل چکا ہے۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے جے سامو کے پاس آیا۔ سامو نے پوچھا "کون؟"

"میں ہوں۔ بہت بری خبر ہے۔"

"کافو خیریت سے تو ہے؟"

"اس کی خیریت اور سلامتی کے لیے میں نے اسے شیوانی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ ایسا نہ کرتا تو وہ اسے مار ڈالتی۔"

"یہ تو واقعی بری خبر ہے۔ ہم تینوں پر آج تک بڑے سے بڑا دشمن حاوی نہ ہو سکا۔ ایک عورت حاوی ہو رہی ہے۔"

"تم ابھی تک اسی شہر میں ہو۔ میں نے تمہیں سمجھایا تھا، یہ شہر اور یہ ملک چھوڑ دو۔"

"میں یہاں سے جانے والا ہوں۔ کل صبح تک کسی بھی فلائٹ میں سیٹ نہیں ہے۔ کل رات تک یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

"کیا تم خیال خوانی کے قابل ہو چکے ہو۔"

"اتنی دماغی توانائی ہے کہ تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے امید ہے آج کسی وقت خیال خوانی کر سکوں گا۔"

"میں تمہاری طرف سے بھی اندیشے میں ہوں۔ جب تک خیال خوانی نہیں کرو گے، دشمنوں کو پہچان نہیں سکو گے۔"

"میری فکر نہ کرو۔ میں بہت محتاط ہوں۔ اس ہوٹل کے کمرے میں رہتا ہوں۔ اہم ضرورت کے وقت با... ہوں۔"

"اسی طرح محتاط رہو۔ میں بار بار تمہارے پاس آسکوں گا۔ جے کافو کی خاطر مجھے لندن جانا ہو گا۔"

"وہ کافو کو کہیں قیدی بنا کر رکھے گی۔ تم اسے ڈھونڈتے پھرو گے؟"

"یہ معلوم ہو چکا ہے کہ شیوانی کا تعلق پولیس او... جنس سے ہے۔ میں دونوں ڈیپارٹمنٹ کے افسران کے دماغوں میں پہنچ کر شیوانی کا پتا ٹھکانا معلوم کروں گا۔ اسے ٹھکانے لگاؤں گا تو ہمارے دوست کو ایک خطرناک... نجات مل جائے گی۔"

"یار فلو! ایک سے دو بھلے۔ کہو تو میں بھی آجاؤں۔ شیوانی ہمیں چہروں سے نہیں پہچانتی ہے۔"

"ہم سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے سے دور رہ کر... رہیں گے لیکن جب شامت آتی ہے تو تمام حفاظتی... دھری کی دھری رہ جاتی ہیں۔ تم آجاؤ۔ ہم ایک طویل... سے دور دور رہے ہیں۔ ہم وہاں ساتھ رہیں گے ا... رہیں گے۔ میں جا رہا ہوں۔ تمہاری خیال خوانی کی... بحال ہو جائے تو پہلے مجھے مخاطب کرنا۔ ایک تو تم خیال... سے محروم ہو گئے ہو۔ دوسرا یہ کہ کافو ہم سے چھین لیا... میں تو بہت مایوس ہو رہا ہوں۔"

"تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ہمارے... صرف ایک دشمن عورت ہے۔ ہم اسے جہنم میں پہنچا کر کافو کو واپس لے آئیں گے۔"

جے فلو چلا گیا۔ جے سامو نے اطمینان کی سانس... اس خیال سے پریشان ہو رہا تھا کہ جے فلو اس... کرنے کے دوران میں اس کے چور خیالات پڑھے گا... معلوم ہو جائے گا کہ سامو ایک لارا نامی لڑکی سے... ہے۔ جبکہ اسے اچھی طرح سمجھایا گیا تھا کہ اسے... کسی سے کوئی تعلق نہ... دوستی نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن وہ انسانی فطرت سے مجبور تھا۔ پہلے... زندگی میں موقع آئی پھر اسے ایسی دوستی کا چسکا پڑ گیا... اپنے دوستوں سے چھپ کر لارا سے بھی دوستی کر لی...

شام کے سات بجے لارا ہوٹل کے کمرے میں... آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا "تم ابھی تک... ہوئے؟ کیا شام کو سونے کے عادی ہو؟"

اس نے لارا کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ وہ اس پر... نے بازوؤں میں اسے جکڑتے ہوئے کہا "میں... نہیں، سلانے کا بھی عادی ہوں۔"

وہ خود کو چھڑاتی ہوئی بولی "کیا کرتے ہو؟ لباس پر شکنیں پڑ جائیں گی۔ یہی کپڑے پہن کر باہر جانا ہے۔"

"تو پرابلم۔ لباس اتار دو۔ بدن پر شکنیں نہیں پڑیں گی۔"

وہ وہاں سے اٹھتی ہوئی بولی "بے شرم ہو۔ چلو اٹھو۔ لباس پہنو۔ باہر چلو۔ اس شہر کی راتیں بڑی رنگین ہوتی ہیں۔"

"رات کی رنگینی تم سے ہے اور تم یہاں ہو۔ باہر کی رنگینی پھر کبھی دیکھی جائے گی۔"

"تم اٹھو گے یا باتیں ہی بناتے رہو گے۔ کم آن، واش روم میں جاؤ۔ میں تمہارا ایک اچھا سا سوٹ نکال رہی ہوں۔"

وہ اٹھ کر باتھ روم میں گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو لارا نے اس کے لیے ایک ڈارک بلیو کلر کا سوٹ نکالا تھا۔ اس سے میچ کرتی ہوئی ایک نکٹائی پسند کی تھی۔ جے سامو نے اسے پہن کر پوچھا "کیسا لگتا ہوں؟"

وہ اپنے پرس میں سے ایک نکٹائی پن نکال کر دکھاتی ہوئی بولی "اس کی کمی ہے۔"

"یہ تو بہت خوب صورت ہے۔"

"تم نے اب تک مجھے کوئی تحفہ نہیں دیا مگر میں تمہارے لیے یہ تحفہ خرید کر لائی ہوں۔"

وہ ہاتھ بڑھا کر بولا "مجھے دکھاؤ۔"

وہ پن کو اس کی نکٹائی سے نکالتی ہوئی بولی "اسے ہاتھ میں لے کر دیکھا نہیں جاتا۔ آئینے میں دیکھو۔"

وہ آئینے میں دیکھ کر بولا "تمہارا یہ خوب صورت تحفہ میرے سینے سے لگا ہوا ہے۔ میں اسے دھڑکنوں سے لگا کر رکھوں گا۔"

"یہ رومانی مکالمے باہر بھی بول سکتے ہو۔ آؤ چلیں۔"

انہوں نے کمرے سے باہر آکر دروازے کو لاک کیا۔ پہلے کاؤنٹر پر آکر چابی وہاں دی۔ باہر رینٹڈ کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اگلی سیٹوں پر آکر بیٹھ گئے۔ جے سامو نے اسے اسٹارٹ کر کے آگے بڑھایا۔ ہوٹل کے احاطے کے باہر ایک لمبی وین کار کھڑی ہوئی تھی۔ اس بڑی ویگن کے اندر ساؤنڈ ریکارڈنگ کے بہت سے آلات رکھے ہوئے تھے اور ان آلات سے تعلق رکھنے والے دو انجینئر بھی تھے۔

جے سامو کی کار ہوٹل کے احاطے سے نکل کر ایک طرف جانے لگی تو وہ ویگن کار اس کے پیچھے چلنے لگی۔ ایک انجینئر کے کانوں پر ایئر فون لگا ہوا تھا۔ رینٹڈ کار میں جانے والا جے سامو، لارا سے جو باتیں کر رہا تھا۔ وہ باتیں نکٹائی پن کے خفیہ مائیک کے ذریعے اس انجینئر کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں۔ انجینئر نے کانوں سے ایئر فون ہٹا کر اپنے ساتھی سے کہا "صاف آواز آرہی ہے۔ لو سنو۔"

وہ ساتھی اس فون کو کانوں سے لگا کر سننے لگا پھر تائید میں سر ہلا کر بولا "ہاں۔ اب ہمیں میڈم شیوانی کا انتظار کرنا ہو گا۔ میڈم وقت کی پابند ہیں۔ وہ ٹھیک نو بجے آئیں گی۔"

لارا نو بجے تک جے سامو کو تفریحی مقامات پر لیے گھومتی رہی پھر وہ بولا "کھانے کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟"

وہ بولی "نیک خیال ہے لیکن یہاں کھلی فضا میں اچھا لگ رہا ہے۔ ہم پندرہ منٹ بعد کسی ریستوران میں جائیں گے۔"

پندرہ منٹ سے پہلے ہی جے سامو نے اپنی پیشانی میں حرارت محسوس کی۔ لندن میں شیوانی ایک کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی اسکرین پر جے سامو کے چہرے کے BIG CLOSE کو دیکھ رہی تھی اور اس کی پیشانی کو تک رہی تھی۔ ادھر جے سامو گم صم بیٹھا رہ گیا تھا۔ لارا اپنی گھڑی میں وقت دیکھ کر سمجھ گئی کہ وہ شیوانی کے زیر اثر آگیا ہے پھر وہ خود ہی بے اختیار کہنے لگا "میں تھری جے میں سے ایک جے ہوں۔ میرا نام جے سامو ہے۔"

ویگن میں بیٹھے ہوئے ساؤنڈ انجینئر کو آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ جے سامو کی باتیں ریکارڈ کر رہا تھا۔ دوسرا شخص کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا، اس کی باتیں فیڈ کر رہا تھا۔ ای میل کے کوڈ کے مطابق لندن میں شیوانی اپنے کمپیوٹر اسکرین پر جے سامو کی گفتگو تحریر کی صورت میں پڑھ رہی تھی۔

لارا، جے سامو کے سامنے بیٹھی پوچھ رہی تھی "تم اس شہر میں کب تک رہو گے؟"

"میں کل شام کی فلائٹ سے چلا جاؤں گا۔"

"کہاں جاؤ گے؟"

"پہلے کہیں اور جانا چاہتا تھا۔ اب لندن جاؤں گا۔"

"تم لندن کیوں جاؤ گے؟"

"میرا دوست جے فلو بھی لندن پہنچنے والا ہے۔ ہم اپنے ساتھی جے کافو کے لیے پریشان ہیں۔ وہاں کسی طرح شیوانی کو تلاش کریں گے۔ اسے ہلاک کریں گے تب جے کافو کو اس بلا سے نجات مل جائے گی۔"

"تم دونوں لندن میں کہاں رہو گے؟"

"کسی ہوٹل میں یا کہیں پے انگ گیسٹ بن کر رہیں

گے۔"
"کیا تمہارے پاس جے فلو کی کوئی تصویر ہے؟"
"تصویر ہے۔ مگر اس تصویر میں جے فلو کا اصلی چہرہ ہے۔ وہ وقت اور حالت کے مطابق چہرے بدلتا رہتا ہے۔"
"شیوانی کو اصلی چہرے والی تصویر چاہیے۔ وہ تصویر تم نے کہاں رکھی ہے؟"
"وہ میرے سامان میں ہے اور سامان ہوٹل کے کمرے میں رکھا ہوا ہے۔"
"تم ابھی ہوٹل جاؤ گے اور وہ تصویر میرے حوالے کرو گے۔ چلو اٹھو۔"
وہ دونوں رینٹڈ کار میں آکر بیٹھ گئے۔ لارا اسے ڈرائیو کرنے لگی۔ وہ پریشان ہو کر ونڈ اسکرین کے پار دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا "لارا! میں نے اپنا اصل نام اور اپنی اصلیت تم سے چھپائی تھی لیکن ابھی بے اختیار اپنے بارے میں بتا چکا ہوں۔ تم بھی میرے اندر کی بات اگلوانے کے لیے مجھ سے سوالات کرتی رہی ہو۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"
وہ بولی "جو میرے ساتھ ہو رہا ہے، وہی تمہارے ساتھ ہو رہا ہے۔ شیوانی ہم دونوں سے سچ اگلوا رہی ہے۔"
"شیوانی؟" وہ چونک کر بولا "شیوانی ہم دونوں تک کیسے پہنچ گئی؟ نہیں، تم جھوٹ کہہ رہی ہو۔"
"اگر جھوٹ بول رہی ہوں تو بتاؤ۔ اس وقت تمہاری پیشانی گرم ہے؟"
وہ حیرانی اور پریشانی سے اپنی پیشانی کو چھو کر بولا "ہاں گرم ہے۔ جے فلو نے بتایا تھا کہ شیوانی جب اپنی آنکھوں کے زیر اثر لاتی ہے، تب جے کافو کی پیشانی گرم ہو جایا کرتی ہے۔ مائی گاڈ! یہ بلا میری پیشانی تک کیسے پہنچ گئی؟"
وہ ہوٹل پہنچ گئے۔ ان کے تعاقب میں آنے والی وین ہوٹل کے احاطے کے باہر رک گئی۔ وہ دونوں کمرے میں آئے۔ وہ اپنی اٹیچی کھول کر ایک البم نکالتے ہوئے بولا "مجھے اپنے دوست جے فلو کی تصویر نہیں دینا چاہیے۔ مگر میں مجبور ہو رہا ہوں۔ شیوانی مجھے مجبور کر رہی ہے۔ اس نے پہلے جے کافو کو پھانسا، اب مجھے پھانس لیا ہے۔"
اس نے البم سے جے فلو کی ایک تصویر نکالی۔ لارا نے دوسری تصاویر دیکھتے ہوئے پوچھا "یہ تمام تصویریں کس کی ہیں؟"
جے سامو نے کہا "ہم تینوں دوستوں کی ہیں۔ یہ بھیس بدلنے کے بعد اتاری ہوئی تصویریں ہیں۔"
لارا نے پوری البم لے کر کہا "میں تمام تصویریں لے جا رہی ہوں۔ شیوانی کو کسی بھی تصویر کی ضرورت پڑ[illegible] ہے۔"
وہ جانے لگی۔ جے سامو نے کہا "یہ تصویریں لے کر[illegible] کہاں جاؤ گی، میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔"
"یہاں آرام سے رہو۔ میری ڈیوٹی ختم ہو چکی۔ میں واپس نہ آنے کے لیے جا رہی ہوں۔"
"ایسی باتیں نہ کرو۔ تم نے میرے ساتھ رات گزا[رنے] کا وعدہ کیا ہے۔ میں تمہیں جانے نہیں دوں گا۔"
وہ اس کا راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ لارا نے اپنے [illegible] میں سے پستول نکال کر کہا "میں کوئی بازاری عورت [نہیں] ہوں۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی ایک جونیئر افسر ہوں۔"
وہ اسے حیرانی سے دیکھتا ہوا اس کے راستے [سے ہٹ] گیا۔ لارا کمرے سے باہر آئی پھر ہوٹل اور احاطے [سے باہر] آئی۔ وین کے ڈرائیور نے اسے دیکھ کر پیچھے بیٹھنے وال[وں کو] آواز دی "دروازہ کھولو۔ لارا آئی ہے۔"
وین کا سلائیڈنگ دروازہ کھل گیا۔ لارا اندر آ[کر بیٹھ] گئی۔ اس نے البم کو ایک طرف رکھ کر جے فلو کے [اصلی] چہرے والی تصویر کمپیوٹر آپریٹر کو دی پھر کہا "میڈم کو بتا[ؤ یہ] جے فلو کا اصلی چہرہ ہے۔ مختلف بہروپ میں بھی تصو[یریں] ہیں۔ ان کی ضرورت ہوگی تو انہیں بھی ای میل کے ذ[ریعے] بھیج دیا جائے گا۔"
لندن میں شیوانی کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی اے[illegible] کر رہی تھی۔ اسکرین پر جے فلو کی تصویر دیکھ رہی تھی [اور اس] کے بارے میں جو معلومات ارسال کی جا رہی تھیں [انہیں] پڑھ رہی تھی پھر اس نے کمپیوٹر کے ذریعے کہا "[illegible] تصدیق کر رہی ہوں کہ یہ جے فلو کی تصویر ہے یا نہیں؟ [illegible] کرو۔"
وہ اسکرین پر جے فلو کی تصویر کی پیشانی کو گھورنے [لگی]۔
جے فلو تھرو ائرپورٹ سے باہر آ رہا تھا۔ ایک [ٹیکسی] میں بیٹھ کر اسی ہوٹل میں جا کر رہنا چاہتا تھا، جہاں شیو[انی نے] جے کافو پر عمل کر کے اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ [illegible] جے فلو نے کئی بار اس کے دماغ میں جانے کی کوشش [کی تھی] لیکن اس نے سانس روک کر جے فلو کی سوچ کی لہرو[ں کو بھگا] دیا۔
اس وقت وہ پیرس میں تھا۔ لندن سے زیادہ د[ور نہیں] تھا۔ اچھی طرح فیصلہ کرنے کے بعد جے کافو کو تلا[ش کرنے] چلا آیا تھا۔ ائرپورٹ سے باہر آتے ہی اچانک ایک [illegible] گیا۔ اس کی پیشانی ایسی گرم ہو گئی تھی جیسے بخار [ہو]۔
ایسے وقت ایک ٹیکسی اس کے قریب آکر رک گئی۔ وہ اپنے بیگ کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر بولا "ہوٹل شیرٹن۔"
ٹیکسی چل پڑی۔ وہ بولنے لگا "میرا نام جے فلو ہے۔"
ٹیکسی ڈرائیور نے عقب نما آئینے میں اسے دیکھ کر کہا "میرا نام جارج ہے۔ آپ سے مل کر خوشی ہوئی مسٹر جے فلو۔"
وہ بولا "میں ہوٹل شیرٹن کے کمرا نمبر ۲۱۲ کو حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ جہاں میرے دوست کو ٹریپ کیا گیا تھا۔"
ڈرائیور نے پوچھا "کس طرح ٹریپ کیا گیا تھا مسٹر فلو؟ کیا سنگین معاملہ ہے؟"
وہ بول رہا تھا "اگر ۲۱۲ نمبر کا کمرا نہ ملا تو اس کے آس پاس والا کمرا حاصل کروں گا۔ ہو سکتا ہے، شیوانی یا اس کے تحت پولیس والے ادھر آئیں۔ میں ان کے دماغوں میں گھس کر شیوانی کا پتا معلوم کر لوں گا۔"
ڈرائیور نے حیرانی سے پوچھا "مسٹر! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ دماغوں میں کیسے گھس سکتے ہیں؟ آپ کی باتیں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔"
اس نے ٹیکسی کو سڑک کے کنارے روک کر پیچھے پلٹ کر اسے دیکھا پھر پوچھا "آپ مجھ سے مخاطب ہیں؟ یا آپ ہی آپ بڑبڑا رہے ہیں؟"
وہ ڈرائیور کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ سر جھکائے بول رہا تھا "میں شیوانی کو ڈھونڈ کر رہوں گا۔ اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ وہ جہاں بھی نظر آئے گی، اسے گولی مار دوں گا۔"
ڈرائیور سہم کر منہ کھول کر اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بول رہا تھا "جب وہ زہریلی ناگن مر جائے گی تو جے کافو کو اس سے نجات مل جائے گی پھر میں یہاں تنہا نہیں رہوں گا۔ جے سامو بھی یہاں پہنچنے والا ہے۔"
ڈرائیور نے اپنا سر کھجاتے ہوئے سوچا "یہ جاگتی ہوئی آنکھوں سے سو رہا ہے اور نیند میں بڑبڑا رہا ہے۔"
وہ ٹیکسی اسٹارٹ کر کے ہوٹل کی طرف جانے لگا۔
شیوانی کمپیوٹر کے سامنے بیٹھی سوچ رہی تھی۔ اسے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ اسکرین پر جس کی تصویر ہے، وہی جے فلو ہے اور وہ اپنی غیر معمولی آنکھوں کی قوت سے جے فلو کی پیشانی تک پہنچ چکی ہے۔ ایسے وقت وہ اپنے اندر کا سچ اگل رہا ہو گا۔
شیوانی سچ اگلنے والوں کی باتیں سامنے رہ کر سن سکتی تھی یا ٹیلی فون کے ذریعے سن سکتی تھی جیسا ایک بار اس نے جے کافو کو فون پر مخاطب کر کے سچ سنا تھا یا پھر ای میل کے ذریعے معلوم کر سکتی تھی جیسا کہ اس نے جے سامو کی باتیں اسکرین پر پڑھی تھیں۔
لیکن وہ جے فلو کی باتیں نہ سن سکتی تھی۔۔۔ نہ یہ معلوم کر سکتی تھی کہ وہ لندن آ چکا ہے اور ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل شیرٹن جا رہا ہے۔ شیوانی کو فی الحال یہ اطمینان حاصل ہو گیا تھا کہ اس کی نظروں نے جے فلو کی پیشانی کو چھو لیا ہے۔ آئندہ وہ اس کے زیر اثر رہے گا۔ وہ جب چاہے گی، اسے تمام دنیا سے غافل بنا کر صرف اپنے اندر کی باتیں بولتے رہنے پر مجبور کرتی رہے گی۔ اس طرح وہ اپنی اہم مصروفیات کو بھول کر لوگوں کے سامنے تماشا بنتا رہے گا۔
اس نے ای میل کے ذریعے لارا سے کہا "ویل ڈن۔ تم سب نے نہایت کامیابی سے فرائض ادا کیے ہیں۔ میں ابھی تصدیق کر چکی ہوں، یہ تصویر جے فلو کی ہے۔ تم جے سامو سے دور رہو اور اس کا تعاقب کرتی ہوئی یہاں چلی آؤ۔"
اس نے کمپیوٹر کو آف کر دیا۔ پھر جے فلو کا تصور کرتی ہوئی اس کی پیشانی کو چھونے لگی۔
وہ جتنی دیر ای میل کے ذریعے گفتگو کرتی رہی۔ اتنی دیر تک جے فلو اس کے سحر سے آزاد ہو گیا تھا۔ ٹیکسی میں بیٹھا کھڑکی کے باہر دیکھ رہا تھا۔ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا "ابھی مجھے کیا ہو گیا تھا۔ آپ ہی آپ بول رہا تھا۔ اور۔۔۔ اور میری پیشانی گرم ہو گئی تھی۔"
یہ یاد آتے ہی وہ خوف سے لرز گیا۔ دماغ نے چیخ کر کہا، شیوانی اسے ٹریپ کر رہی ہے، یا کر چکی ہے۔ وہ لندن پہنچتے ہی اس کی گرفت میں آ رہا ہے۔ اسے ابھی سے اپنے بچاؤ کی تدبیر کرنا چاہیے۔
ٹیکسی ہوٹل کے احاطے میں داخل ہو کر رک گئی۔ وہ اپنا بیگ لے کر ٹیکسی سے باہر آیا۔ ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا۔ پھر ہوٹل کے اندر جانے لگا۔ ایک پولیس افسر ہوٹل سے باہر آ رہا تھا۔ ڈرائیور نے اس کے قریب آکر کہا "سر! ایک ضروری انفارمیشن ہے۔ ایک شخص ائرپورٹ سے میری ٹیکسی میں بیٹھ کر آیا ہے۔ پہلے میری سمجھ میں آیا کہ وہ نیم پاگل ہے۔ اپنے آپ بڑبڑا رہا ہے لیکن وہ پاگل نہیں ہے۔ اس نے پورے حساب سے کرایہ دیا ہے۔ پتا نہیں کس ملک سے آیا ہے؟ پاگل ایک ملک سے دوسرے ملک سفر نہیں کرتے۔"
افسر نے کہا "یہاں آنے والا پاگل ہو گا تو اسے ہوٹل میں جگہ نہیں ملے گی اور پاگل نہیں ہو گا تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ یہ تم کس قسم کی انفارمیشن دے رہے ہو؟"

"آپ میری پوری بات سنیں۔ وہ یہاں خطرناک ارادے سے آیا ہے۔ یہاں کا کمرا نمبر ۲۱۲ حاصل کر کے کسی کو قتل کرنا چاہتا ہے۔"

افسر نے کہا "پھر تو معاملہ سنگین ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ اس شخص کی نشان دہی کرو۔"

وہ افسر کے ساتھ ہوٹل کے اندر آیا۔ جے فلو استقبالیہ کاؤنٹر پر کھڑا ہوٹل کا فارم پر کر رہا تھا۔ افسر نے اس کے پاس آ کر اس کے فارم کو اٹھا کر پڑھا پھر پوچھا "تمہارا نام ٹونی ماسٹر ہے؟"

جے فلو نے کہا "یہی نام ہے۔ فارم میں یہی لکھا ہے۔ بائی داوے بات کیا ہے؟"

ڈرائیور سر کھجاتے ہوئے اس کا نام یاد کرنے لگا۔ افسر نے استقبالیہ کلرک سے پوچھا "کیا یہ روم نمبر ۲۱۲ چاہتے ہیں؟"

"یس سر! مگر وہ روم خالی نہیں ہے۔ انہوں نے ساتھ والا روم نمبر ۲۱۳ لیا ہے۔"

ڈرائیور نے ایک دم سے کہا "سر! یاد آگیا۔ اس کا نام جے فلو ہے۔ ٹونی ماسٹر نہیں ہے۔"

جے فلو نے گھبرا کر افسر اور ڈرائیور کو دیکھا پھر کہا "یہ ڈرائیور جھوٹ بول رہا ہے۔ آپ میرا پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات دیکھ لیں۔ میرا نام ٹونی ماسٹر لکھا ہوا ہے۔"

افسر نے پوچھا "آپ روم نمبر ۲۱۲ کیوں حاصل کرنا چاہتے تھے؟ وہ نہ ملا تو آپ نے اس کے ساتھ والا کمرا لیا ہے۔"

کاؤنٹر کلرک نے کہا "سر! آج صبح دس بجے اس کمرے میں گولی چلی تھی۔ انٹیلی جنس کی ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل شیوانی کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔"

ڈرائیور نے اچھل کر کہا "ہاں شیوانی۔ یاد آیا۔ یہ کہہ رہا تھا، شیوانی کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اسے ڈھونڈ کر قتل کرے گا۔ وہ جہاں بھی نظر آئے گی، اسے گولی مار دے گا۔"

جے فلو بری طرح گھبرا گیا تھا۔ وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے بولا "یہ ڈرائیور بے تکی باتیں کر رہا ہے۔ اگر میں کسی کو قتل کرنا چاہتا ہوں تو کیا قتل کرنے سے پہلے ایسے ڈرائیوروں سے یہ کہتا پھروں گا؟"

افسر نے کہا "مسٹر! اپنی صفائی پیش نہ کرو۔ سانچ کو کیا آنچ؟ میں ابھی انٹیلی جنس کی ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل شیوانی سے فون پر بات کرتا ہوں۔ وہ بتائیں گی کہ تم اس کے دشمن ہو یا نہیں؟"

جے فلو کو پورا یقین ہو گیا کہ وہ بری طرح پھنسنے والا ہے۔ ادھر شیوانی آئے گی تو اپنی جاسوس آنکھوں سے حقیقت اگلوا لے گی۔ خیریت اس میں تھی کہ شیوانی سے سامنا نہ ہو۔ اس کے آنے سے پہلے ہی فرار ہو جائے۔

وہ خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر افسر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ افسر نے اس کی مرضی سے کہا "میں میڈم شیوانی کو فون نہیں کروں گا۔ تمہیں میڈم کے دفتر لے جاؤں گا۔ وہ دفتر میں نہیں ہوں گی، تو ان کے گھر لے جاؤں گا۔ آؤ میرے ساتھ چلو۔"

وہ کاؤنٹر سے پلٹ کر باہر جانے لگا۔ جے فلو بھی اس کے پیچھے ہو گیا۔ ڈرائیور نے کاؤنٹر کلرک سے کہا "یہ افسر یہاں سے فون کر سکتا ہے پھر اتنی دور ایک خطرناک قاتل کو کیوں لے جا رہا ہے اور بڑی آزادی سے لے کر جا رہا ہے۔ اسے ہتھکڑی تو پہنانا چاہیے تھا۔"

"وہ پولیس افسر ہے اور تم ڈرائیور ہو۔ وہ تم سے زیادہ جانتا ہے کہ مجرم کو ہتھکڑی پہنانا چاہیے۔ مشکوک شخص کو نہیں پہنانا چاہیے۔"

"تم ہوٹل کے ملازم ہو۔ یہاں کے کمرا نمبر ۲۱۲ میں گولی چل چکی ہے۔ تمہارا فرض ہے کہ پھر وہی کمرا مانگنے والے کو پولیس کے حوالے کرو۔"

"کیوں میرا سر کھا رہے ہو؟ اسے پولیس کے حوالے کر دیا ہے اور کیا چاہتے ہو؟"

"اسے میں نے پولیس کے حوالے کیا ہے۔ تم نے کچھ نہیں کیا ہے۔ تمہیں کچھ کرنا چاہیے، نہیں کرو گے تو کچھ ہو جائے گا۔ اگر کچھ ہو جائے گا تو کہو گے، کچھ نہ کچھ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔"

پولیس افسر تیزی سے چلتا ہوا آیا پھر کاؤنٹر کلرک سے بولا "اس ڈرائیور نے جس آدمی کو قاتل کہا تھا، وہ کہاں ہے؟"

کاؤنٹر کلرک نے کہا "اس کا نام ٹونی ماسٹر ہے۔"

ڈرائیور نے کہا "ٹونی ماسٹر نہیں جے فلو۔ اس کا نام جے فلو ہے۔"

افسر نے گرج کر کہا "اس کا نام کچھ بھی ہو، یہ بتاؤ، کہاں گیا ہے؟"

"وہ تو آپ کے ساتھ گیا تھا۔ آپ نے اسے ہتھکڑی نہیں پہنائی تھی۔ میں کہہ رہا تھا، کچھ ہو گا۔ آخر کچھ نہ کچھ ہو ہی گیا۔ آپ بتائیں گے کیا ہوا ہے؟"

"میں ہوٹل سے باہر جا رہا تھا۔ گیٹ کے پاس جا کر پلٹ کر دیکھا تو وہ میرے پیچھے نہیں تھا۔"

"تو پھر آگے ہو گا۔"

"وہ آگے بھی نہیں تھا۔ دائیں بھی نہیں تھا، بائیں بھی نہیں تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اچانک کہاں چلا گیا۔"

اس نے فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر پنچ کیے پھر رابطہ ہونے پر بولا "میں پولیس انسپکٹر برکلے بول رہا ہوں۔ ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل شیوانی سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد شیوانی کی آواز سنائی دی "ہیلو انسپکٹر! کیا بات ہے؟"

"میڈم! یہاں ہوٹل شیرٹن میں ایک شخص آیا تھا۔ کمرا نمبر ۲۱۲ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور کا بیان ہے کہ وہ آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آیا تھا۔"

"مجھے قتل کرنے۔۔۔؟ وہ کہاں ہے؟"

"میں اسے پکڑ کر آپ کے پاس لا رہا تھا پھر پتا نہیں، وہ اچانک کہاں چلا گیا۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ جب پکڑ کر لا رہے تھے تو وہ تمہاری گرفت سے نکل کر کہاں چلا گیا؟ کیا تم نے اسے ہتھکڑی نہیں پہنائی تھی؟"

"میں پہنانا چاہتا تھا۔ پھر پتا نہیں کہ کیوں نہیں پہنائی۔ مجھے اس کے پیچھے چلنا چاہیے تھا مگر آگے چلتا رہا۔ وہ پیچھے چلتا ہوا پتا نہیں کب کہاں سے فرار ہو گیا۔"

"ہوں۔ سمجھ گئی۔ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہیں ڈاج دیا ہے۔ اسے تلاش کرو۔ میں ائرپورٹ، سی پورٹ اور بڑی بڑی شاہراہوں کی ناکا بندی کرا رہی ہوں۔"

شیوانی اپنے بڑے بڑے ماتحت افسروں کے ذریعے ناکا بندی کرانے لگی۔ لندن کے ہر چھوٹے بڑے پولیس اسٹیشن میں فیکس اور ای میل کے ذریعے جے فلو کی تصویر اور اس کے متعلق تفصیلات پہنچانے لگی۔ اسے گرفتار کرنے کے تمام ذرائع اختیار کرنے کے بعد وہ جے فلو کو تصور میں دیکھتی ہوئی اس کی پیشانی تک پہنچنے لگی۔

جے فلو چھپنے کے لیے ایک اپارٹمنٹ میں آگیا۔ وہاں مس روزی نام کی ایک کال گرل رہتی تھی۔ اس نے روزی سے کہا "مجھے یہاں رہنے دو۔ میں تمہیں مالا مال کر دوں گا۔ میرے بیگ میں دو لاکھ پونڈز ہیں۔ میں تمہیں ایک لاکھ دوں گا۔"

روزی نے کہا "ایک لاکھ پونڈز بہت ہوتے ہیں۔ میں نے کبھی ایک دن میں اتنی بڑی رقم نہیں کمائی۔ لیکن میں پولیس والوں سے ڈرتی ہوں۔ یہ لوگ ہم جیسی کال گرلز کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔"

اس نے بیگ سے ایک لاکھ پونڈز نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا "اسے رکھو اور عیش کرو۔ کوئی پولیس والا تمہیں

مشہور ترین چور ٹک ویلیٹ جو بے قیمت چیزیں گراں قدر معاوضے پر چراتا ہے۔
ان حیرت انگیز چوریوں کی کہانیاں جو وقتاً فوقتاً ڈائجسٹوں میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

کتابی شکل میں دستیاب ہیں

وہ دلچسپ کہانیاں جن کو آپ بار بار پڑھیں گے اور لطف اندوز ہوں گے

قیمت فی حصہ -/50 روپے ڈاک خرچ فی حصہ -/23 روپے

دونوں حصے ایک ساتھ منگانے پر ڈاک خرچ -/25 روپے

رقم بذریعہ منی آرڈر پیشگی روانہ فرمائیں

کتابیات پبلی کیشنز

kitabiat1970@yahoo.com

پریشان نہیں کرے گا۔" دولت میں بڑی کشش ہوتی ہے۔ اس نے وہ رقم قبول کرلی۔ ایسے ہی وقت جے فلو کو اپنی پیشانی میں حرارت محسوس ہونے لگی۔ اس نے پریشان ہو کر روزی کو دیکھا لیکن اندر کا سچ اگلنے پر مجبور تھا۔ بے اختیار کہنے لگا "میرا نام جے فلو ہے۔"

روزی نے اسے دیکھا پھر کہا "تم نے اپنا نام ٹونی ماسٹر بتایا تھا۔ اب خود کو جے فلو کہہ رہے ہو۔"

"میں ائرپورٹ سے ہوٹل شیرٹن گیا تھا۔ مجھے امید تھی کہ وہاں رہ کر شیوانی کا پتا معلوم کرسکوں گا۔ ایک بار صرف ایک بار شیوانی نظر آجائے تو اس سے نظریں ملنے سے پہلے ہی اسے گولی ماردوں گا۔"

روزی سہم کر اسے دیکھنے لگی۔ وہ سامنے دیوار کی طرف دیکھتا ہوا بولتا جارہا تھا۔ تب روزی کو معلوم ہوا کہ وہ اس سے مخاطب نہیں ہے۔ آپ ہی آپ بڑبڑا رہا ہے۔ وہ اس کی طرف جھک کر بولی "تم کس کو گولی مارنے کی بات کررہے ہو۔ ہوش میں تو ہو؟"

اس کے مخاطب کرنے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ بول رہا تھا "آج کل ہماری قسمت ساتھ نہیں دے رہی ہے۔ ہم تھری جے مصیبتوں میں مبتلا ہورہے ہیں۔ جے سامو خیال خوانی کے قابل نہیں رہا ہے۔ جے کافو ٹیلی پیتھی جاننے کے باوجود شیوانی کی قید میں ہے اور میں شیوانی کو تلاش کرنے میں ناکام ہورہا ہوں۔ میں بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہوں مگر یہ علم کام نہیں آرہا ہے۔"

روزی سوچنے لگی "یہ تین ساتھی ہیں۔ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ پتا نہیں وہ شیوانی کون ہے' جسے یہ تلاش کررہا ہے۔"

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہوٹل شیرٹن جاؤں گا تو وہ ٹیکسی ڈرائیور میرا اصلی نام بتادے گا۔ جب میں ٹیکسی میں بیٹھ کر سچ بول رہا تھا۔ تب ڈرائیور نے سن لیا تھا۔ اس نے افسر کو بتادیا کہ میں شیوانی کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اب پولیس والے میرے پیچھے پڑگئے ہیں۔"

روزی نے کہا "میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ پولیس والوں سے ڈر لگتا ہے اور تم خطرناک ارادہ لے کر یہاں چھپنے آئے ہو۔"

روزی کی باتیں اس کے کانوں تک نہیں پہنچ رہی تھیں۔ وہ بول رہا تھا "میں ایک اپارٹمنٹ میں ہوں۔ یہ ایک کال گرل کا اپارٹمنٹ ہے۔ اس کا نام روزی ہے۔ میں نے اسے زبان بند رکھنے کے لیے ایک لاکھ پونڈز دیے ہیں۔ میں یہاں اپنا چہرہ اور حلیہ بدل کر رہوں گا۔ تو مجھے کوئی پہچان نہیں سکے گا۔"

روزی تیزی سے فون کے پاس گئی پھر ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگی۔ اتنی عقل آگئی کہ جو تنہائی میں ایک لاکھ پونڈز رشوت دینے کی بات کررہا ہے۔ وہ کبھی گرفتار ہونے کے بعد اسے بھی رشوت لینے اور مجرم کو پناہ دینے کے الزام میں پھنسا دے گا۔

اس نے رابطہ ہوتے ہی اپنے اپارٹمنٹ کا نمبر اور اپنا نام بتایا پھر کہا "فوراً آجاؤ' ورنہ یہ فرار ہوجائے گا۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ وہ مسلسل دیوار کی طرف دیکھتا ہوا بڑبڑا رہا تھا۔ ادھر شیوانی کو اطلاع ملی کہ وہ ایک کال گرل روزی کے اپارٹمنٹ میں ہے۔ اس نے جے فلو کے تصور سے اور پیشانی سے دھیان ہٹالیا۔ ادھر جے فلو کی بڑبڑاہٹ ختم ہوگئی۔ وہ پریشان ہو کر اپنے آس پاس دیکھنے لگا۔ روزی ایک خالی بیگ ہاتھ میں لیے دوسرے کمرے سے آئی پھر بولی "میں کھانے کا کچھ سامان خریدنے جارہی ہوں۔ آدھے گھنٹے میں واپس آجاؤں گی۔"

اس نے پوچھا "میں ابھی بڑبڑا رہا تھا۔ تم نے سنا ہوگا کہ میں کیا کہہ رہا تھا؟"

"میں نے کچھ نہیں سنا۔ میں تو دوسرے کمرے میں تھی۔ اچھا میں جارہی ہوں۔ جلدی آؤں گی۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی اپارٹمنٹ سے باہر آئی پھر دروازے کو باہر سے بند کردیا۔ جے فلو سوچ رہا تھا "میں پہلی بار ٹیکسی میں بڑبڑاتا رہا تھا۔ ڈرائیور نے میری باتیں سن لی تھیں۔ کیا ابھی روزی نے نہیں سنی ہوگی؟"

وہ روزی کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا' اس نے تمام باتیں سنی ہیں۔ پولیس کو یہاں بلایا ہے کچھ خریداری کے بہانے باہر گئی ہے۔ دروازے کو باہر سے بند کردیا ہے۔ تاکہ وہ فرار نہ ہوسکے۔ وہ غصے سے بولا "کتے کی بچی! مجھ سے ایک لاکھ پونڈز لیے اور پولیس والوں کو بھی بلایا ہے۔ دروازہ کھول۔"

وہ کھولنا نہیں چاہتی تھی۔ مگر دماغ پر وہ حاوی تھا۔ اس نے انکار کرتے کرتے بھی آگے بڑھ کر دروازے کو کھول دیا۔ جے فلو نے اسے پکڑ کر اندر کھینچا پھر اس کی پٹائی کرتے ہوئے کہا "میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ تجھے ہتھیار کے بغیر قتل کرنے میں وقت لگے گا۔ پولیس والے آجائیں گے ابھی تیرے مقدر میں زندگی ہے۔ میں تجھے زندہ چھوڑ کر جارہا ہوں۔"

وہ مار کھا کر فرش پر گر پڑی تھی۔ جے فلو نے بیگ اٹھا اسے ایک ٹھوکر ماری پھر پلٹ کر اپارٹمنٹ سے باہر آگیا۔ دیر ہوچکی تھی۔ پولیس والوں کی دو گاڑیاں سائرن بجاتی ہوئی آگئیں۔ جے فلو ان گاڑیوں کو دیکھتے ہی ایک طرف بھاگنے لگا۔ یوں بھاگنے کے باعث شبہ ہوا کہ وہی مجرم ہے۔ افسران نے گاڑیوں سے باہر نکلتے ہوئے للکارا "رک جاؤ۔ ورنہ گولی ماردیں گے۔"

ایک ہوائی فائر کیا گیا۔ وہ سہم کر رک گیا۔ ایسے ہی وقت ایک بس اس کے سامنے سے گزرنے لگی۔ وہ بس عارضی طور پر ڈھال بن گئی تھی۔ اس کی طرف گولی نہیں چلائی جاسکتی تھی۔ افسران اِدھر اُدھر دوڑنے لگے پھر رک گئے کیونکہ بس گزر گئی تھی۔ اب وہ سڑک پر نظر نہیں آرہا تھا۔ جو بس ڈھال بن گئی تھی۔ اس پر چڑھ کر جارہا تھا۔

وہ افسران واپس دوڑتے ہوئے اپنی گاڑیوں میں آئے۔ شیوانی ایک کار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے ماتحت افسران نے تیزی سے کار آگے بڑھائی۔ اس بس کے پیچھے جانے لگے۔ ایسے وقت جے فلو کی پیشانی گرم ہوگئی۔

وہ بس ڈرائیور کے قریب کھڑا ہوا بڑبڑانے لگا "میرا نام جے فلو ہے۔ پولیس میرا پیچھا کررہی ہے۔ میں ان سے بچنے کے لیے بھاگ رہا ہوں۔"

یہ سنتے ہی ڈرائیور نے بس کو سڑک کے کنارے روک دیا۔ شیوانی کی کار وہاں پہنچ گئی۔ وہ کار سے اتر کر بس میں آئی۔ جے فلو ایک طرف کھڑا بڑبڑا رہا تھا۔ پولیس کی گاڑیاں بھی آگئیں۔ شیوانی نے ایک افسر سے کہا "اسے ہتھکڑی پہناؤ اور چابی مجھے دو۔ ورنہ یہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہتھکڑی کھلوالے گا۔"

اس کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا کر شیوانی کو چابی دی گئی۔ وہ بولی "اسے پرائیویٹ سیل میں پہنچادو۔ میں آرہی ہوں۔"

وہ حکم دے کر اپنی کار میں چلی گئی۔

اسکاٹ لینڈ یارڈ کے صدر دفتر میں دن کے دو بجے صرف تین اعلیٰ افسران وہاں کے وسیع و عریض آفس میں رہتے تھے۔ ایک گھنٹے تک کسی چوتھے افسر کو وہاں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ وہ ایک گھنٹا صرف ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل شیوانی کے لیے مخصوص ہوتا تھا۔ جب وہ آتی تھی تو تمام چھوٹے بڑے سراغ رسانوں کے لیے دروازے بند ہوجاتے تھے۔ ٹھیک دو بجے ایسے ویران آفس کے دفتر کے چکنے فرش پر شیوانی کے جوتوں کی کھٹ کھٹ دور تک سنائی دیتی تھی۔ باوردی گارڈز الرٹ رہتے تھے۔ اپنے سامنے سے گزرنے والی کو سیلوٹ کرتے تھے۔ اس کی آمد پر خود کار دروازے کھلتے تھے اور از خود بند ہوجاتے تھے۔

اس آفس میں تین اعلیٰ افسران بیٹھے ہوئے تھے۔ ان تینوں کے نام اور عہدے کچھ اور تھے لیکن کوڈ نیم کے طور پر ایکس' وائی اور زیڈ کہلاتے تھے۔ شیوانی کی آمد پر تینوں نے اٹھ کر اسے ویلکم کہا پھر مسٹر ایکس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "HAVE YOUR SEAT PLEASE۔"

وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ مسٹر وائی نے کہا "جے کافو کے بعد جے فلو بھی تمہارے شکنجے میں آگیا ہے۔"

وہ بولی "آج شام کی فلائٹ سے جے سامو یہاں پہنچنے والا ہے۔ اسے ائرپورٹ میں گرفتار کرلیا جائے گا۔"

مسٹر زیڈ نے کہا "تمہارے پاس قدرتی طور پر غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ اب تمہارے ساتھ تین ٹیلی پیتھی جاننے والے رہا کریں گے۔ تم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ایک بڑی طاقت بن رہی ہو۔"

"میں جس مشن پر جارہی ہوں' اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے کچھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ضرورت تھی۔ یہ ضرورت میں پوری کررہی ہوں۔ میں ان تینوں کو پہلے اچھی طرح آزماؤں گی کیونکہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ناقابل شکست ہیں۔ ان کے مقابلے پر جانے سے پہلے میں ہر پہلو سے مطمئن ہونا چاہتی ہوں۔"

"بے شک۔ امریکی' اسرائیل اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کوششیں کرچکے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی چین میں تیار ہونے والی ٹرانسفارمر مشین کی تیاری کو نہ روک سکا۔ سنا ہے اس مشین کا نقشہ وہاں پہنچ چکا ہے۔"

مسٹر زیڈ نے کہا "امریکا ہمیں ایک کروڑ پونڈز اور ہر طرح کی سہولتیں دے رہا ہے۔ یہ بہت بڑی ڈیل ہے۔ جب دنیا کی تمام سراغ رساں تنظیمیں حتیٰ کہ انٹرپول بھی ناکام ہوجاتی ہے تو ہم اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں سے اس اعتماد کے ساتھ ڈیل کی جاتی ہے کہ ہمارا مشن ضرور کامیاب ہوگا۔"

وہ بولی "ضرور کامیاب ہوگا کیونکہ میرا طریقہ کار ہی سب سے جدا ہوگا۔ میں وہاں فرہاد علی تیمور اور اس کی فیملی کو چیلنج کرنے کی حماقت نہیں کروں گی۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسی حماقتیں کرتے رہے اور ناکام ہوتے رہے۔ یہ تھری جے بھی وہاں جاکر ایسی حماقتیں کریں گے۔ انہیں الجھاتے رہیں گے۔ میں دیمک بن کر اندر ہی اندر مشین کو کھوکھلا اور ناکارہ بنا کر چلی آؤں گی۔"

کوئی ضروری نہیں ہے کہ مقدر ہمیشہ میرا ساتھ دے۔ وہ شیوانی کا بھی ساتھ دے سکتا ہے۔ ہر عروج کے بعد زوال آتا ہے۔ شاید وہ زوال بن کر آرہی ہے۔

الپا کی یہ شدید خواہش رہی تھی کہ کسی طرح پارس کو غلام بنالے۔ یہ خواہش برسوں سے دل میں مچلتی رہی تھی۔ برسوں کے بعد اب قسمت نے اس کا ساتھ دیا تھا۔ وہ پارس کو ٹریپ کرنے، قیدی بنانے اور اس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا غلام بنانے میں کامیاب ہوچکی تھی۔

ویسے اندر سے مطمئن نہیں تھی۔ اب تک پارس کے مقابلے میں ناکام رہی تھی۔ اس پر تنویمی عمل کرنے کے باوجود دھڑکا سا لگا ہوا تھا کہ پتا نہیں تنویمی عمل کامیاب ہوا ہے یا نہیں؟ اس عمل کا اثر پارس پر ہوا ہے یا نہیں؟ اور کیا وہ غلام بن چکا ہے؟

الپا کے تنویمی عمل کے بعد پارس گہری تنویمی نیند سو رہا تھا۔ اس کے بیدار ہونے کے بعد معلوم ہونے والا تھا کہ الپا کو کامیابی حاصل ہوئی ہے یا نہیں؟

کامیابی کی صورت میں وہ الپا کے سامنے سر جھکالیتا۔ ناکامی ہوتی تو پھر الپا کے لیے مصیبت بن جاتا۔ اس اندیشے کے باعث اس نے تنویمی عمل کرنے کے باوجود اسے آہنی سلاخوں کے پیچھے قیدی بنا کر رکھا تھا۔ تاکہ وہ غلام نہ بنے تو قیدی بن کر ضرور رہے۔

بوبی نے کہا "الپا! تم دوسرے دشمنوں کے مقابلے میں پارس سے بہت زیادہ محتاط رہتی ہو۔ یہ درست ہے کہ وہ چالبازی سے ہمیشہ تمہارے لیے مسائل پیدا کرتا رہا ہے لیکن اب کوئی مسئلہ پیدا نہیں کرے گا وہ غلام بن چکا ہے۔"

"ابھی یقین سے نہیں کہا جاسکتا۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوگا۔ تب ہی نتیجہ سامنے آئے گا۔"

"اس کی وجہ سے ٹرانسفارمر مشین کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے۔ اگر یہ ہمارے ملک میں نہ آتا تو ہم اس وقت مشین کی تیاری کے ابتدائی مراحل میں ہوتے۔"

"ہاں پارس کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے لیکن یہ میرا غلام بن جائے گا تو اس کی موجودگی سے فائدہ پہنچے گا۔ یہ ٹرانسفارمر مشین کا ماہر مکینک ہے۔ ہمارے پاس پہلے ہی جیکی ہنٹر جیسا ماہر مکینک ہے دو مکینک بڑی کامیابی سے مشین تیار کرسکیں گے۔"

بوبی نے کہا "مجھے جیکی ہنٹر کے پاس جانا چاہیے۔ وہ اپنے بنگلے میں تنہا ہے۔ اسے زیادہ دیر تک تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

الپا نے کہا "یہ بڑی مشکل ہے۔ اب میں جیکی ہنٹر کے دماغ میں نہیں جاسکتی۔ اس کے دماغ میں جب تک وہ کیل پیوست رہے گی، کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں نہیں جاسکے گا۔ میں نے دشمنوں کو اس کے دماغ میں جا[...] سے روکنے کے لیے وہ کیل پیوست کرائی تھی۔"

وہ سوچنے لگی۔ ایک طرح سے اس نے دانش[...] سے کام لیا تھا۔ دوست اور دشمن خیال خوانی کرنے وا[...] جیکی ہنٹر کے دماغ میں نہیں جاسکتے تھے۔ اس کا سراغ نہیں[...] سکتے تھے کہ الپا نے اسے کہاں چھپا کر رکھا ہے؟

جیکی ہنٹر بہت اہم تھا۔ وہی ٹرانسفارمر مشین تیار کر[...] تھا۔ جیکب رابن نے جیکی ہنٹر اور بوبی کے سروں میں [...] پیوست کرنے سے پہلے کہہ دیا تھا کہ وہ بھی ان دونوں دماغوں میں نہیں جاسکے گی۔

جیکب رابن نے کہا تھا "جب تک میں زندہ ہ[...] میرے منتروں کے ذریعے جیکی ہنٹر اور بوبی کے چور خیا[...] پڑھ سکو گی۔ ورنہ وہ کیلیں تمہاری خیال خوانی کا راستہ [...] رہیں گی۔"

الپا نے جیکب رابن کی اس بات کو مان لیا تھا کہ ضرورت کے وقت اس کے منتروں کے ذریعے جیکی اور [...] کے دماغوں میں جایا کرے گی اس وقت دانش مندی یہی [...] کہ ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے والے جیکی اور بوبی [...] دماغوں کو مقفل رکھا جائے۔ دوسرے لفظوں میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں سے انہیں دور رکھا جائے۔

لیکن تقدیر اپنا کھیل دکھاتی رہتی ہے۔ الپا جو سو[...] نہیں سکتی تھی، وہ ہوگیا۔ جیکب رابن مرگیا۔ اس کی م[...] مطلب یہ تھا کہ ان دونوں کے دماغ الپا کے لیے بھی [...] ہوگئے۔ منتروں کے ذریعے اسے ان کے دماغوں میں پہ[...] والا نہیں رہا تھا۔

اب ایک ہی راستہ تھا کہ وہ جیکی اور بوبی کے [...] سے وہ کیلیں نکال دے پھر اسے ان کے دماغوں میں جا[...] ان کے چور خیالات پڑھنے کے مواقع ملتے رہتے۔ وہ [...] کرتی رہتی کہ وہ دونوں بدستور اس کے محکوم ہیں یا نہیں [...] اگر نہیں تو پھر وہ محکوم نہیں، آستین کے سانپ ہ[...] ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اپنے سائے پر بھی بھروسا نہیں کر[...] لیکن جیکب رابن کی اچانک موت کے باعث الپا ان [...] پر بھروسا کرنے پر مجبور ہوگئی تھی۔

وہ دل ہی دل میں یہ فیصلہ کرچکی تھی کہ پارس کو [...] بناتے ہی جیکی ہنٹر کو زنجیریں پہنا کر رکھے گی۔ وہ اپنے بنگ[...] باہر نہیں جاسکے گا اور بوبی کو اس نے پیار کی زنجیروں [...] رکھا تھا۔ وہ اسے اپنے قریب رکھنے کے بہانے اس کی [...] نگرانی کرسکتی تھی۔

بوبی نے ٹیلی فون کے پاس آکر ریسیور اٹھایا پھر رابطہ کرنے کے بعد دوسری طرف سے فون کی گھنٹی سننے لگا۔ الپا نے پوچھا "خاموش کیوں ہو؟ کیا جیکی فون اٹینڈ نہیں کررہا ہے؟"

"نہیں۔ وہاں فون کی گھنٹی بج رہی ہے۔ ہوسکتا ہے، جیکی باتھ روم میں ہو۔ میں دس منٹ بعد فون کروں گا۔"

وہ ریسیور رکھ کر خود باتھ روم میں چلا گیا۔ الپا بے بسی سے سوچنے لگی "ایسے ہی وقت ٹیلی پیتھی کام آتی ہے۔ ٹیلی فون کے ذریعے معلوم نہیں کیا جاسکتا کہ جیکی باتھ روم میں ہے یا بنگلے سے باہر چلا گیا ہے؟"

اس نے جیکی کو سختی سے منع کیا تھا کہ کبھی بنگلے کے باہر قدم نہ رکھے۔ اسے صرف بوبی کے ساتھ باہر جانے کی اجازت تھی۔ میک اپ کے ذریعے جیکی ہنٹر کا چہرہ اور حلیہ بدل دیا گیا تھا۔ اس بات کا اندیشہ نہیں تھا کہ وہ پہچان لیا جائے گا۔ البتہ یہ خدشہ تھا کہ تنہا باہر جائے گا تو پتا نہیں کہاں بھٹک جائے گا پھر اسے تلاش کرنے کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ دشمن تو کسی بھی غلطی یا کمزوری کی تاک میں رہتے ہیں۔ وہ جیکی کے بھٹکنے کا فائدہ اٹھا سکیں گے۔

اس نے باتھ روم کی طرف دیکھا۔ بوبی واپس نہیں آیا تھا۔ وہ خود ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگی پھر ریسیور کو کان سے لگا کر سننے لگی۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بج رہی تھی لیکن جیکی فون اٹینڈ نہیں کررہا تھا۔ یہ تشویش میں مبتلا کرنے والی بات تھی۔ شبہ یقین میں بدل رہا تھا کہ جیکی تنہا بنگلے سے باہر چلا گیا ہے۔

اس نے باتھ روم کے دروازے کے پاس آکر دستک دی "بوبی! باہر آؤ۔ جیکی فون اٹینڈ نہیں کررہا ہے۔ فوراً وہاں جاؤ۔"

بوبی پتلون پہنتا ہوا باہر نکلا۔ وہ بولی "میں پارس کو چیک [...] ٹائز کررہی تھی۔ اس وقت تمہیں جیکی کے پاس جانا چاہیے تھا۔"

"میں ابھی جارہا ہوں۔ جیکی کے پاس پہنچتے ہی تمہیں فون کروں گا۔ فکر نہ کرو۔ وہ اپنے بنگلے میں ہی ہوگا۔"

وہ بیڈ روم سے باہر چلا گیا۔ الپا صوفے پر بیٹھ گئی اور پریشان ہوکر سوچنے لگی، اگر جیکی کہیں چلا گیا ہوگا تو ٹرانسفارمر مشین کی تیاری میں بہت بڑی رکاوٹ پیدا ہوجائے گی۔ اگرچہ پارس کو معمول بنا کر مشین تیار کی جاسکتی تھی لیکن وہ اتنے اہم معاملے میں صرف پارس پر بھروسا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی پارس کے دماغ میں پہنچی۔ اس کے اندر گہری خاموشی تھی۔ وہ کوئی خواب نہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کا خوابیدہ ذہن کچھ سوچ نہیں رہا تھا۔ الپا نے جو تنویمی عمل کیا تھا اس کے مطابق وہ گہری نیند سو رہا تھا۔

وہ مطمئن ہوکر دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اب اس کی تمام توجہ اور تمام پریشانیاں جیکی ہنٹر کی وجہ سے تھیں۔ وہ بار بار یہ سوچ کر جھنجلانے لگی کہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے دماغ میں نہیں پہنچ پارہی ہے۔ ٹیلی فون کی محتاج ہوگئی ہے۔ بوبی وہاں سے فون کرے گا، تب جیکی کے بارے میں اچھی یا بری خبر مل سکے گی۔

اسے خیال آیا کہ تقریباً بارہ گھنٹے گزر چکے ہیں، اس نے اسرائیلی اکابرین سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ وہ سب پریشان ہوں گے۔ اس نے فوراً ہی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے اندر پہنچ کر اسے مخاطب کیا "ہیلو کرنل! میں ہوں الپا۔"

"الپا! تم کہاں ہو؟ تم نے کل سے رابطہ نہیں کیا ہے۔ ایسے وقت ہم اندیشوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ ڈر سا لگتا ہے کہ دشمنوں نے کہیں تمہیں ٹریپ نہ کرلیا ہو۔"

"یہ بات نہیں ہے۔ جب دشمن مجھ پر غالب آئیں گے تو یہ بات چھپی نہیں رہے گی۔ میں برسوں سے تنہا لڑتی آرہی ہوں۔ آج تک کوئی مجھے شکست نہ دے سکا اور نہ ہی دے سکے گا۔"

"آج تم نے کسی خاص دشمن کو گرفتار کرنے کے لیے اس شہر کے ایک علاقے کی ناکہ بندی کی تھی۔ ہمیں پتا چلا ہے کہ تم نے اسے قیدی بنالیا ہے۔ کون ہے وہ؟"

"وہ میرا بہت ہی خاص قیدی ہے۔ ابھی میں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔"

"تم ہمارے ملک اور قوم کی بھلائی کے لیے مصلحتاً رازداری سے کام لیتی رہتی ہو لیکن یہ راز کھل چکا ہے کہ تم امریکا سے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ... حاصل کرچکی ہو اور تم نے اس مشین کے ایک ماہر مکینک کو بھی اغوا کیا ہے۔ امریکی حکام ہم سے شکایتیں کررہے ہیں۔"

"امریکی حکام کو کیا جواب دیا گیا ہے؟"

"یہی کہ تم نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ کسی ثبوت کے بغیر تمہیں اتنا بڑا الزام نہ دیا جائے۔ ویسے الپا! ہم سب کو اور پوری قوم کو تم پر ناز ہے۔ ہمارے ملک میں ٹرانسفارمر مشین تیار ہوگی تو پھر ٹیلی پیتھی جاننے والی یہودی فوج تیار ہوگی۔ دنیا کے نقشے میں اسرائیل ایک نقطے کے برابر چھوٹا سا ملک ہے۔ مگر تم ہمارے اس ملک کو سپر پاور بنا رہی ہو۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ الپا نے کہا "کرنل! میں ایک

ضروری کال اٹینڈ کررہی ہوں۔ آپ تمام اکابرین سے بعد میں رابطہ کروں گی۔"

اس نے خیال خوانی کا رابطہ ختم کیا۔ پھر ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتی ہوئی بولی "ہیلو! میں بول رہی ہوں۔"

دوسری طرف سے بوبی کی آواز سنائی دی "الپا! غضب ہوگیا۔ جیکی ہنٹر یہاں سے بنگلے میں نہیں ہے۔"

"یو نان سینس! وہ کہاں جاسکتا ہے؟"

"مجھے نان سینس کہہ رہی ہو؟ میرا کیا قصور ہے؟"

"تمہاری حماقت سے وہ بھاگ گیا ہے۔ یاد رکھو، اگر وہ نہ ملا تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ جاؤ اسے تلاش کرو ہر پندرہ منٹ بعد موبائل فون کے ذریعے اطلاع دیتے رہو کہ تم اسے تلاش کرنے کے لیے کیا کررہے ہو؟"

وہ غصے سے ریسیور پٹخ کر اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگی۔ جیکی کے غائب ہونے سے ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں ناکامی کے آثار پیدا ہوگئے تھے پہلا پریشان کرنے والا خیال یہی تھا کہ جیکی اپنے امریکی سراغ رسانوں کے ہاتھ لگے گا تو وہ اسے اپنے ملک لے جائیں گے۔ جیکی وہاں جاکر اسرائیل کے خلاف گواہی دے گا کہ یہودیوں نے اپنے مخصوص مقاصد حاصل کرنے کے لیے اسے اغوا کیا تھا۔

الپا کو امریکی مخالفت کی پروا نہیں تھی۔ اسے ٹرانسفارمر مشین کی فکر تھی۔ اس کی کامیابی، ناکامی میں بدلتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس وقت اس کی یہ شدید خواہش تھی کہ وہ کسی طرح جیکی ہنٹر کے دماغ میں پہنچ جائے اور یہ معلوم کرلے کہ وہ کہاں ہے؟

اس نے فیصلہ کرلیا کہ وہ ہاتھ آئے گا تو سب سے پہلے اس کے سر سے کیل نکالے گی۔ اس کے دماغ میں آنے جانے کا راستہ بنائے گی۔ اسے پھر کبھی گم نہیں ہونے دے گی۔ ایسا کرنے سے ایک اندیشہ رہے گا کہ دشمن بھی جیکی کے دماغ میں آئیں گے۔ ان دشمنوں کو روکنے کا ایک عام طریقہ تھا۔ وہ جیکی کے دماغ کو تنویمی عمل کے ذریعے لاک کرسکتی تھی۔

بوبی ہر پندرہ منٹ کے بعد فون کے ذریعے رابطہ کررہا تھا اور یہ کہہ کر مایوس کررہا تھا کہ جیکی ہنٹر شہر میں کہیں نظر نہیں آرہا ہے۔ الپا نے کہا "کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ کھلی جگہ سڑکوں پر، یا پارک وغیرہ میں گھومتا پھرتا رہے۔ وہ کسی ہوٹل میں یا کسی مکان میں پے اِنگ گیسٹ کی حیثیت سے چھپ کر رہ سکتا ہے۔"

وہ فون کے ذریعے انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر سے بولی۔

"اپنے تمام سراغ رسانوں کو ایک شخص کی تلاش پر ما
کرو۔ کوئی ہوٹل، کلب یا مکان نہ چھوڑو۔ ہر جگہ گھس
اسے تلاش کرنے کا حکم دو۔"

اس نے جیکی ہنٹر کا موجودہ حلیہ بتایا پھر شہر سے اور
سے باہر جانے کے تمام راستوں کی ناکہ بندی کا بھی حکم
وہ جیکی تک پہنچنے کی ہر ممکن کوشش کررہی تھی پھر بھی
نہیں ہورہی تھی بے چینی اور پریشانی ایسی تھی کہ اپنے
میں سکون سے نہ بیٹھ سکی۔ اپنی کار میں بیٹھ کر خود ا
تلاش میں نکل پڑی۔

ادھر پارس آہنی سلاخوں کے پیچھے قیدی بنا ہوا تھا۔
نے پہلے اسے جسمانی طور پر قید کیا تھا پھر تنویمی عمل
ذریعے دماغی طور پر بھی اسے قیدی بنالیا تھا۔ تنویمی نیند
کرنے کے بعد اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ نیند سے
بھی وہ خود کو آہنی سلاخوں کے پیچھے دیکھ چکا تھا۔ پھر اسے
آیا کہ الپا اس کے دماغ میں آئی تھی اور اس نے ا
تنویمی عمل کیا تھا۔ وہ پریشان ہوکر سوچنے لگا "کیا میں ا
معمول بن چکا ہوں۔"

الپا، جیکی ہنٹر کو تلاش کررہی تھی۔ ہوٹلوں، کلبوں
تفریح گاہوں میں جاکر اسے ڈھونڈ رہی تھی۔ وہ پارس
طرف سے بھی غافل نہیں تھی۔ اس نے ایک سڑک
کنارے کار کو روک کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ پارس
دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے پھر اس سے کہا "
تم میرے معمول اور محکوم بن چکے ہو۔ اب تم میرے
ایک اشارے پر ناچو گے۔"

وہ قید خانے کے فرش پر لیٹا ہوا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گ
بولا "آج تک کوئی مرد مجھے نچا نہیں سکا۔ تم کیا نچاؤ گی؟"

"آج تمہارے غرور کا سر نیچا ہوگا۔ فرہاد علی تیمو
میرے حکم پر ناچے گا۔ ابھی ناچے گا۔"

الپا نے پارس کے دماغ پر قبضہ جمایا پھر حکم دیا
کھڑے ہوجاؤ۔"

اس کا دماغ اپنے اختیار میں نہیں رہا تھا۔ وہ
اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ الپا نے کہا "ایک ٹانگ اٹھاؤ اور
ٹانگ پر کھڑے رہو۔"

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ ایک ٹانگ پر کھڑا
بولی "میں نے دنیا کو دو پیروں پر ناچتے دیکھا ہے۔
کا ناچ دیکھنا چاہتی ہوں۔ کم آن، ایک ٹانگ پر ناچو
ٹیلی پیتھی، یہ تنویمی عمل بڑی ظالم چیز
زوروں کو بھی ہیجڑوں کا ناچ نچا دیتی ہے۔ پارس نے ا

میں کبھی شکست نہیں کھائی تھی مگر حالات نے اسے مات دے دی۔ ہماری دنیا میں ہر عروج کو زوال ہے۔ مجھے بھی زوال آتا ہے۔ میرے بیٹے کو بھی آیا۔ وہ ایک ٹانگ پر اچھل اچھل کر ناچنے لگا۔

افسوس' یہ میری لاعلمی میں ہو رہا تھا۔

○☆○

اسکاٹ لینڈ یارڈ کی اعلیٰ افسر شیوانی نے بڑی حکمت عملی سے جے کانو اور جے فلو کو اپنا معمول اور محکوم بنا لیا تھا۔ اب ان کا تیسرا ساتھی جے سامو رہ گیا تھا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اس کے دونوں ساتھی اپنی آزادی کھو چکے ہیں۔ ایک طویل مدت تک آزاد اور ناقابلِ شکست رہنے کے بعد ایک عورت کے غلام بن گئے ہیں۔

جے سامو نے جے فلو سے کہا تھا کہ وہ صبح کی فلائٹ سے لندن پہنچنے والا ہے۔ شیوانی اپنے ذرائع سے یہ معلوم کر چکی تھی۔ اس کے ماتحت جاسوس جے سامو کو حراست میں لینے کے لیے صبح ائرپورٹ پہنچ گئے تھے لیکن انہیں مایوسی ہوئی۔ اسکاٹ لینڈ کی ایک جاسوسہ جے سامو کو پھانس کر وہاں لانے والی تھی۔ اسی جاسوسہ کے ذریعے شیوانی' جے سامو کو پہچاننے والی تھی مگر اس جاسوسہ نے لندن پہنچ کر کہا "جے سامو اچانک کہیں گم ہو گیا ہے۔ وہ مجھ سے روم کے ائرپورٹ پر ملنے والا تھا۔ میں جہاز کے پرواز کرنے تک اس کا انتظار کرتی رہی۔ لیکن وہ نہیں آیا۔"

شیوانی نے پوچھا "وہ نہیں آیا۔ تمہیں بھی نہیں آنا چاہیے تھا۔ وہیں اس کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔ تم اس کے ساتھ کسی دوسری فلائٹ سے آسکتی تھیں۔"

"میں یہی چاہتی تھی۔ روم میں رہ کر اس کا انتظار کرنا چاہتی تھی لیکن یہ محسوس کر رہی تھی کہ میرا دماغ میرے اختیار میں نہیں ہے۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی یہاں چلی آئی ہوں۔"

"ہوں! اس کا مطلب ہے' جے سامو نے خطرہ محسوس کر لیا ہے۔ محتاط ہو گیا ہے۔ اسے ٹریپ کرنے کے لیے دوسری چال چلنی ہو گی۔"

شیوانی نے جے کانو کے بعد جے فلو پر تنویمی عمل کرایا تھا۔ ہپناٹائز کرنے والے نے کامیابی سے عمل کیا تھا لیکن اس نے جے کانو اور جے فلو کے دماغوں کو لاک نہیں کیا تھا۔ شیوانی نے بھی اس پہلو پر دھیان نہیں دیا تھا۔

پچھلی رات جے سامو نے اپنے ساتھی جے فلو سے رابطہ کیا تھا۔ اور پوچھا تھا "کیا تم لندن پہنچ گئے ہو؟"

جے فلو نے کہا "میں لندن میں ہوں۔ یہاں شیوانی سے دوستی ہو گئی ہے۔"

"دوستی؟" اس نے حیرانی سے پوچھا "شیوانی ہماری دشمن ہے اس نے ہمارے دوست جے کانو کو اپنا غلام بنا لیا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ شیوانی سے دوستی ہو گئی ہے؟"

"سامو! پلیز شیوانی کو دشمن نہ کہو۔ ہم اسے غلط سمجھ رہے تھے۔ اس نے ہمارے ساتھی کو غلام نہیں بنایا ہے مجھے بھی معمول نہیں بنایا ہے۔ تمہیں بھی نہیں بنائے گی کہ فوراً چلے آؤ۔"

"بس رہنے دو۔ تمہاری ان باتوں نے سمجھا دیا ہے کہ جے کانو کی طرح تمہیں بھی معمول بنا لیا گیا ہے۔"

"تم مجھ جیسے دوست کو غلط سمجھ رہے ہو۔ تمہیں مجھ پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

"میں پہلے یہ اچھی طرح سمجھوں گا کہ مجھے بھروسا کرنا چاہیے یا نہیں؟ اس کے بعد لندن آؤں گا۔"

سامو اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ جے فلو نے اسے مخاطب کیا۔ اسے آوازیں دیں لیکن اس نے یہی تاثر دیا کہ وہ دماغ سے جا چکا ہے۔ تھوڑی دیر بعد شیوانی نے جے فلو کے پاس آکر کہا "تمہیں چین کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ کیا تم نے ان معلومات کو ذہن نشین کر لیا ہے؟"

جے فلو نے کہا "سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہاں فرہاد علی تیمور کے علاوہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے اہم افراد پہنچے ہوئے ہیں۔ ان میں علی تیمور بھی ہے۔"

شیوانی نے پوچھا "اس سے بھی زیادہ اہم بات کیا ہے؟"

جے فلو نے کہا "بابا صاحب کے ادارے کے تعاون سے وہاں ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کی جانے والی ہے۔ ہم اس مشن پر چین جا رہے ہیں کہ اس ٹرانسفارمر مشین کو کسی قیمت پر بھی تیار نہیں ہونے دیں گے۔"

جے سامو بڑی خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ ان تھری جے نے ابتدا ہی سے یہ طے کیا تھا کہ کبھی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے نہیں ٹکرائیں گے۔ بابا صاحب کے ادارے سے ٹکرانے کا تو وہ خواب بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے لیکن اب وہی جے کانو اور جے فلو مجھ سے اور علی تیمور سے ٹکرانے کی جرأت کر رہے تھے۔

جے سامو نے ان کے احمقانہ فیصلے سے سمجھ لیا کہ وہ دونوں بے شک وشبہ شیوانی کے غلام بن چکے ہیں۔

پھر شیوانی اور جے فلو کے درمیان مزید گفتگو ہوئی تو یہ پتا چلا کہ روم میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کی ایک جاسوسہ جے سامو کو محبت کے جال میں پھانس کر لندن لا رہی ہے۔

اس کے بعد ہی جے سامو محتاط ہو گیا۔ اس نے حیران ہو کر سوچا کہ اس نے اب تک اس جاسوسہ کے چور خیالات کیوں نہیں پڑھے تھے؟ جب عقل آئی تو اس نے جے فلو کے آس پاس رہنے والے چند سراغ رسانوں کے دماغوں میں جگہ بنالی۔ دوسری صبح وہ جاسوسہ لندن پہنچی تو اس کے اندر رہ کر وہ اور کئی اہم افراد کے دماغوں میں پہنچ گیا۔ ان کے خیالات سے معلوم ہوا کہ شیوانی' جے کانو اور جے فلو کے علاوہ دو بہت ہی ذہین سراغ رساں بھی چین جانے والے ہیں۔

جے سامو نے ان دونوں سراغ رسانوں کے دماغوں میں بھی جگہ بنالی۔ اب وہ دور رہ کر اپنے دونوں ساتھیوں کو شیوانی کے شکنجے سے نجات دلانے کی تدابیر پر عمل کر رہا تھا۔

شیوانی نے اسکاٹ لینڈ کے ان تمام سراغ رسانوں سے رابطہ کیا' جو روم میں تھے۔ ان سے کہا گیا کہ جے سامو روم میں یا اٹلی کے دوسرے علاقوں میں چھپا ہو گا' اسے ہر حال میں تلاش کیا جائے۔

ای میل کے ذریعے جے سامو کی تصویر حاصل کی گئی تھی۔ اسی تصویر کے ذریعے اسے پہچانا جا سکتا تھا۔ جے سامو اتنا نادان نہیں تھا کہ وہی چہرہ لیے پھرتا رہتا۔ اس کے چہرے پر عارضی میک اپ تھا۔ شیوانی کی چالبازی اور اس جاسوسہ کے فریب کا علم ہوتے ہی اس نے عارضی میک اتار دیا تھا۔ اس کے بعد کوئی اسے پہچان نہیں سکتا تھا۔

شیوانی نے جے کانو اور جے فلو کو حکم دیا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے جے سامو سے رابطہ کریں۔ اسے اپنی طرف مائل کریں اور اس کے دماغ میں رہنے کے دوران میں یہ معلوم کرتے رہیں کہ وہ کس ملک کے کس علاقے میں ہے؟ اور جگہ تبدیل کرتے ہوئے کہاں کہاں جا رہا ہے؟

ان دونوں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے مخاطب کیا۔ اس نے کہا "میرے جان سے زیادہ عزیز ساتھیو! میں جب تک تم دونوں کو شیوانی سے نجات نہیں دلاؤں گا' تب تک تم میں سے کسی کو اپنے دماغ میں نہیں آنے دوں گا۔ اب یہاں سے جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ ان دونوں نے واپس آکر شیوانی سے کہا "ہمارا دوست ہم سے بدظن ہو گیا ہے۔ وہ ہمیں اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گا۔ ابھی اس نے سانس روک کر ہمیں بھگا دیا ہے۔"

شیوانی نے کہا "ہم کل کی فلائٹ سے چین جائیں گے۔ جے سامو کو تلاش کرنے اور ٹریپ کرنے کا وقت نہیں ہے۔ واپس آکر اس سے نمٹ لیا جائے گا۔"

اسکاٹ لینڈ یارڈ کے اعلیٰ افسر نے شیوانی سے کہا۔ "ہماری ایک جاسوسہ کا نام ماریہ ہے۔ وہ جاسوسی کے لیے چین گئی تھی۔ وہاں حکومت چین کے خلاف کارروائی کرتی ہوئی پکڑی گئی تھی۔ اسے یہاں واپس بھیج دیا گیا اور یہ پابندی عائد کر دی گئی کہ ماریہ آئندہ کبھی چین کی سرزمین پر قدم نہیں رکھے گی۔"

شیوانی نے کہا "چین میں ملک دشمن عناصر کو سزائے موت دی جاتی ہے۔ تعجب ہے کہ انہوں نے ماریہ کو گولی نہیں ماری اور اسے یہاں واپس بھیج دیا۔ حکومت چین نے ماریہ پر یہ خاص مہربانی کیوں کی؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہمیں شبہ ہوا تھا کہ چین میں ماریہ کا برین واش کیا گیا ہے۔ اسے اپنی طرف مائل کر کے ہمارے خلاف جاسوسی کے لیے بھیجا گیا ہے۔ ہمارے خاص آدمی اس کی نگرانی کرتے رہے ہیں لیکن وہ یہاں کسی قابلِ اعتراض معاملے میں ملوث نہیں ہے۔"

"کیا یہ بات قابلِ اعتراض نہیں ہے کہ وہ استعفیٰ دے رہی ہے؟ کیا آپ نے پوچھا کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ جیسے بڑے ادارے کو کیوں چھوڑ رہی ہے؟"

"وہ جلد ہی شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس کی پسند کا نوجوان لندن آنے والا ہے۔ وہ اس سے شادی کرنے کے بعد ازدواجی گھریلو زندگی گزارنا چاہتی ہے۔"

"یہ ملازمت چھوڑنے کا معقول جواز نہیں ہے۔ عورتیں شادی کے بعد بھی ملازمت جاری رکھتی ہیں۔ وہ نوجوان کون ہے' جس کی آمد سے پہلے ہی وہ ہمارے ادارے سے الگ ہو رہی ہے؟"

"اس نے اپنے آئیڈیل نوجوان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے۔"

"اس نے نہیں بتایا ہے۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیے۔ وہ نوجوان لندن میں نہیں رہتا۔ کہیں باہر سے آنے والا ہے۔ ماریہ نے اس سے کہاں ملاقات کی تھی؟ وہ تو چین میں رہ کر آئی ہے۔ کیا اس نے کسی چینی باشندے کو پسند کیا ہے؟"

"جب اس کا آئیڈیل کہاں آئے گا' تب ہی معلوم ہو سکے گا۔"

"میں ابھی معلوم کروں گی۔ ہمارے پاس دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ اس کے اندر کی تمام باتیں معلوم کرلیں گے۔"

اس نے جے کافو سے فون پر کہا "میں مس ماریہ کا فون نمبر بتا رہی ہوں۔ فون پر اس کی آواز سنو۔ پھر اس کے اہم چور خیالات پڑھ کر مجھے بتاؤ۔ میں انتظار کر رہی ہوں۔"

اس نے فون نمبر بتا کر رابطہ ختم کیا۔ جے کافو نے اس نمبر پر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے ماریہ نے پوچھا "ہیلو! کون؟"

جے کافو ریسیور رکھ کر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ بڑے پیار سے احمد زبیری کے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ بے وقت فون کی گھنٹی بجنے پر جھنجلا گئی تھی پھر جے کافو نے فون پر کچھ کہا بھی نہیں تھا۔ وہ ریسیور کریڈل پر پٹخ کر پھر اپنے محبوب کی یادوں میں گم ہونے لگی۔

جے کافو اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ معلوم ہوا کہ جس محبوب کو یاد کر رہی ہے' وہ چین میں ہے۔ بیجنگ میں اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ ماریہ اس کی شخصیت سے متاثر ہو کر اس سے محبت کرنے لگی تھی۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ چین کے ایک اہم شعبے کا راز معلوم کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ اس راز کی ایک مائیکرو فلم اسے حاصل ہونے والی تھی۔ اس وقت ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ٹریپ کرکے وہ فلم حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ایسے وقت اس کے محبوب احمد زبیری نے اسے دشمن سے محفوظ رکھا تھا۔

جے کافو نے ماریہ کے دماغ میں سوال پیدا کیا کہ احمد زبیری نے اس ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن سے اسے کس طرح محفوظ رکھا تھا؟

ماریہ کے خیالات نے کہا "احمد زبیری نے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے دوست کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کرا دیا تھا۔ اس کے بعد وہ دشمن اس کے دماغ میں نہ آسکا۔ نہ اسے کسی طرح کا نقصان پہنچا سکا۔"

جے کافو نے ماریہ کی اپنی سوچ میں کہا "اس کا مطلب ہے۔ احمد زبیری کے ساتھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

ماریہ کی سوچ نے کہا "شاید جانتے ہوں گے۔"

"شاید نہیں' یقیناً جانتے ہیں۔ جب کسی نے تمہارے اندر آکر تمہارے دماغ کو لاکڈ کیا ہے تو پھر وہ یقیناً ٹیلی پیتھی جانتے ہیں بلکہ احمد زبیری بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہوگا۔"

"وہ نہیں جانتا ہے۔ وہ مجھے دل و جان سے چاہتا ہے۔ مجھ سے اپنی کوئی بات نہیں چھپاتا ہے۔"

"چین میں جو مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' ا[illegible] تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔ کیا زبیری نے یہ با[illegible] بتائی ہے؟"

ماریہ محبوب کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ مسکرا[illegible] تھی۔ اس نے بیڈ پر لیٹ کر انگڑائی لیتے ہوئے کہا "ہا[illegible] اس کے پیار نے مجھے بھی مسلمان بنا دیا ہے۔ میری یہ ز[illegible] اسی کے نام ہے۔ وہ مجھے سزائے موت سے نہ بچاتا تو[illegible] مجھے گولی ماردی جاتی۔ گویا مجھے یہ نئی زندگی ملی ہے۔"

جے کافو نے اس کی سوچ میں سوال کیا "کیا۔ سچ[illegible] مسلمان ہوگئی ہوں۔"

"بے شک' وہ محبت ہی کیا' جو اپنے محبوب کے ر[illegible] میں نہ رنگ دے۔"

جے کافو نے پھر اس کی سوچ میں سوال کیا "میں اسکا[illegible] لینڈیارڈ کی ملازمت سے استعفیٰ کیوں دے رہی ہوں؟"

"میں یہ ملازمت جاری رکھوں گی تو پھر مجھے کبھی نہ[illegible] مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنے کا حکم دیا جائے گا۔[illegible] نے زبیری سے وعدہ کیا ہے کہ میں مسلمانوں اور حکومت[illegible] کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گی۔"

"میں زبیری کو اس قدر چاہتی ہوں۔ کیا وہ بھی مجھے ہی چاہتا ہے۔ کیا وہ میری خاطر چین سے یہاں آئے گا؟"

"ہاں آئے گا۔ ضرور آئے گا۔ میں اسی کا انتظار کر[illegible] ہوں۔"

جے کافو نے شیوانی کے دماغ میں آکر کہا "ماریہ کا[illegible] بدل گیا ہے۔ دماغ بدل گیا ہے۔ دین بدل گیا ہے۔ وفاد[illegible] بدل گئی ہے۔ وہ مسلمان ہوگئی ہے۔ اس کی وفاداری بدل[illegible] ہے۔ وہ ہمارے لیے نہیں' مسلمانوں کے لیے جاسوسی کر[illegible] گی کیونکہ ایک مسلمان اس کے جسم و جان کا مالک بن[illegible] آنے والا ہے۔ معاملہ بڑا سنگین ہے۔"

"وہ مسلمان کون ہے؟ یہاں کب آرہا ہے؟"

"یہ پتا نہیں' کب آرہا ہے۔ ماریہ کی ملاقات اس[illegible] چین میں ہوئی تھی۔ وہیں اس کے عشق میں گرفتار ہو[illegible] یہاں آکر اس کا انتظار کر رہی ہے۔"

"کیا وہ مسلمان ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟"

"اس نے دشمنوں سے جس طرح ماریہ کی حفاظ[illegible] ہے' اس سے یہی شبہ ہوتا ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

"اگر وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے تو اس کا تعلق بابا[illegible] کے ادارے سے ہوگا۔ اس ادارے کے لوگ[illegible]

ٹرانسفارمر مشین تیار کر رہے ہیں۔ یہ ماریہ ہمارے بہت کام آئے گی۔"

"اس سے کیا کام لیا جاسکتا ہے؟"

"میں ماریہ کو اپنے ساتھ چین لے جاؤں گی۔"

"ماریہ کو وہاں داخلے کی اجازت نہیں ملے گی۔"

"اس کا چہرہ اور شخصیت بدل دی جائے گی۔ ہم اسے ایک نئے نام سے وہاں لے جائیں گے۔ اسے کوئی نہیں پہچانے گا مگر وہ اپنے محبوب کو پہچانے گی۔ اگر اس کا محبوب ٹیلی پیتھی جانتا ہوگا تو وہ بھی اس کے اندر پہنچ کر اسے پہچان لے گا۔ ہم اس کے عاشق کے ذریعے ٹرانسفارمر مشین بنانے والوں تک پہنچتے رہیں گے۔"

وہ ماریہ کے ذریعے کم سے کم وقت میں بابا صاحب کے ادارے کے افراد تک پہنچ سکتی تھی۔ اس نے جے کافو کو حکم دیا کہ وہ ماریہ پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنی معمولہ بنالے۔

شیوانی اپنی آنکھوں کی غیر معمولی قوت سے کسی کو بھی اپنا محکوم بنالیتی تھی۔ اب وہ چاہتی تھی کہ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے معمول جے کافو اور جے فلو بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے مطلوبہ افراد کے دماغوں میں پہنچتے رہیں اور اپنے احکامات کی تعمیل کراتے رہیں۔

جے فلو' ماریہ کے دماغ میں پہنچ کر اسے سونے پر مجبور کرکے اس پر تنویمی عمل کرنے لگا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا دیرینہ دوست جے سامو بھی ماریہ کے دماغ میں جگہ بنانے کے لیے پہنچا ہوا ہے۔

○☆○

اس دنیا کا کوئی بھی صاحب اقتدار ہمیشہ اقتدار میں نہیں رہتا۔ جب تک اس کے پاس طاقت اور اختیارات ہوتے ہیں۔ تب تک ایسا ہی لگتا ہے جیسے وہ ناقابلِ شکست ہے۔ اسے کبھی زوال نہیں آئے گا۔ وہ قیامت تک مالک و مختار بنا رہے گا۔

تھری جے کو بڑی زبردست طاقت اور اختیارات حاصل ہوئے تھے۔ انہوں نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اور وہاں کے اکابرین کو اپنا معمول بنالیا تھا۔ ٹرانسفارمر مشین ان کی ملکیت بن گئی تھی۔ گویا وہ تینوں امریکا کے حکمران بن گئے تھے۔

ان حالات میں یہی نظر آرہا تھا کہ وہ تھری جے ہمیشہ روپوش رہ کر وہاں حکمرانی کرتے رہیں گے۔ وہاں کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اپنے احکامات کی تعمیل کراتے رہیں گے۔ انہوں نے یہ منصوبہ بھی بنایا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے وہ اپنی ایک علیحدہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنائیں گے۔

زوال کبھی رفتہ رفتہ آتا ہے اور کبھی اچانک آتا ہے۔ ان تھری جے پر اچانک ہی زوال آگیا۔ ان میں سے جے کافو اور جے فلو اپنی بدقسمتی سے شیوانی کے زیر اثر آچکے تھے اور جے سامو اپنے دونوں دوستوں کو شیوانی کے شکنجے سے نجات دلانے کی تدابیر پر عمل کر رہا تھا۔

اب تھری جے کی جگہ آندرے اور سائن کو اقتدار حاصل ہوگیا تھا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ آندرے اور اس کے چار ساتھی ٹیلی پیتھی جانتے تھے۔ ان کا تعلق بھی امریکا سے تھا لیکن وہ امریکی حکام سے باغی ہو کر دوسرے ملکوں میں چلے گئے تھے۔

اب مقدر نے ساتھ دیا تھا۔ انہوں نے تھری جے کی طاقت اور اختیارات چھین لیے تھے۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے لیزی گارڈ' کینی بال' ڈینی جانسن' مارک فورڈ اور مارٹن کریس کو اپنا معمول بنا کر ٹرانسفارمر مشین پر قبضہ جما چکے تھے۔

ہر ملک کے حکمران بدلتے رہتے ہیں لیکن ملک کے مسائل اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ آندرے نے امریکی اکابرین اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا "تم سب چاہتے تھے کہ چین میں ٹرانسفارمر مشین تیار نہ ہوسکے مگر تم ناکام ہوتے جارہے ہو۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟"

لیزی گارڈ نے کہا "اب ایسا نہیں ہوگا۔ ہم پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں اور مسٹر آندرے آپ کے ساتھیوں سمیت آپ کی تعداد بھی پانچ ہے۔ اس طرح ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد دس ہوچکی ہے۔ ہم چین میں اپنے امریکی سراغ رسانوں کے دماغوں میں رہ کر اب بہت کچھ کرسکیں گے۔"

"اب جو کرنا ہے' ہم کریں گے۔"

ڈینی جانسن نے کہا "میں زبردست پلاننگ کروں گا۔ خود چین جا کر ٹرانسفارمر مشین بننے دوں گا اور نہ ہی اس کا نقشہ وہاں رہنے دوں گا۔"

آندرے نے کہا "تم وہی ڈینی ہو' جو برفانی پہاڑیوں میں ناکام ہوچکے تھے۔ دلیر آفریدی نام کے ایک جوان کے پاس مائیکرو فلم تھی۔ اس مائیکرو فلم میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ تھا۔ مگر وہ فلم تم حاصل نہ کرسکے۔"

"ایک بار ناکامی ہوئی۔ بار بار نہیں ہوگی۔"

"بار بار ہو رہی ہے۔ بابا صاحب کے ادارے سے ٹیلی

پیتھی جاننے والے چین گئے۔ تم میں سے کوئی انہیں روک نہ سکا۔ وہ مشین کا نقشہ وہاں لے گئے لیکن کوئی وہ نقشہ ان سے چھین نہ سکا۔ اب اگر ہم نے کوئی ٹھوس پلاننگ نہ کی تو اس مشین کو وہاں تیار ہونے سے پھر کبھی نہیں روکا جاسکے گا۔"

"مسٹر آندرے! تمہاری ٹھوس پلاننگ کیا ہے؟"

"میں پلاننگ نہیں بتاؤں گا۔ جو حکم دیتا جاؤں گا' اس پر عمل کرتے رہو گے۔ بعد میں نتیجہ سامنے آجائے گا۔"

"ہم سب ٹیلی پیتھی جاننے والے دوست اور رازدار ہیں۔ تم ہم سے اپنی پلاننگ کیوں چھپا رہے ہو؟"

آندرے نے کہا "تم پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے رازدار نہیں ہو بلکہ ہمارے غلام ہو۔ تم پانچوں چین کا ویزا حاصل کر کے جلد سے جلد روانہ ہوجاؤ۔"

"ہمیں چین جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ہم یہاں سے بیٹھے ہی بیٹھے خیال خوانی کے ذریعے اپنے مخالفین سے مقابلہ کر کے انہیں ٹرانسفارمر مشین کی تیاری سے باز رکھ سکتے ہیں۔"

"تم سب آج تک گھر بیٹھے خیال خوانی کرتے رہے اور اہم معاملات کو نمٹانے میں ناکام ہوتے رہے۔ اب تم امریکا سے نکلو۔ عملی طور پر چین جاکر کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔"

"ہم سب پوری کوششیں کریں گے لیکن ناکامی ہوگی اور ہم وہاں بے نقاب ہوجائیں گے تو وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"میں یہی چاہتا ہوں' ناکام ہونے والوں کو زندہ نہیں رہنا چاہیے۔ تم سب کو آج تک سزا نہیں ملی۔ اب سزائے موت کے خوف سے تم لوگ پوری ذہانت اور ذمے داریوں سے کامیاب ہونے کی کوشش کروگے۔"

"مسٹر آندرے! یہ کون سی عقل مندی ہے؟ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے ملک کا سرمایہ ہیں۔ تم اس سرمائے کو داؤ پر لگا رہے ہو؟"

"ہمارے پاس ٹرانسفارمر مشین ہے۔ تم پانچوں اپنی ناکامی کے باعث مرجاؤ گے تو ہم دس ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کرلیں گے۔ لہٰذا خود کو سرمایہ نہ کہو' سپاہی کہو اور سپاہی کی طرح ہارنے یا جیتنے کے لیے چین روانہ ہوجاؤ۔ اس کے آگے اور کوئی بحث نہ کرو۔ دیٹس آل۔"

آندرے اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ وہ پیرس کے ایک اپارٹمنٹ میں اپنے ساتھی سائن کے ساتھ تھا۔ باقی تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی لندن میں تھے۔ سائن نے کہا "میں لیزی گارڈ کے دماغ میں رہ کر تمہاری باتیں سن رہا تھا۔ تم نے انہیں معقول جواب دیا ہے اور ان پانچوں کو چین بھیجنے کا دانشمندانہ فیصلہ کیا ہے۔"

آندرے نے کہا "وہ پانچوں ہمارے معمول ہیں۔ چین جانے سے انکار نہیں کریں گے۔ مجبوراً جائیں گے پھر وہاں سے زندہ سلامت واپس آنے کے لیے پوری توجہ اور ذمے داریوں سے کام کریں گے۔"

"بے شک' اب تک ان پانچوں پر کوئی سختیاں کرنے والا نہیں تھا۔ اب ان پر آرام حرام ہوگا۔ وہ اپنی سلامتی کی خاطر جی جان سے کامیابی کی کوششیں کرتے رہیں گے۔"

"تم اسکاٹ لینڈ یارڈ کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کرو۔ معلوم کرو کہ وہ ہمارے لیے کیا کر رہے ہیں؟"

سائن نے ریسیور اٹھا کر نمبر پنچ کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا "ہیلو! میں سائن بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

دوسری طرف سے لیڈی سیکریٹری نے انتظار کرنے کو کہا پھر چند سیکنڈ کے بعد شیوانی کی آواز سنائی دی "ہیلو مسٹر سائن! میں شیوانی بول رہی ہوں۔"

"ہیلو مس شیوانی! کیا بات ہے' جب بھی ہم ڈائریکٹر جنرل سے بات کرنا چاہتے ہیں' وہ فون پر نہیں ملتے؟"

"مسٹر سائن! تمہارا کیس میرے پاس ہے۔ مجھ سے ہی باتیں ہوسکتی ہیں۔ ڈائریکٹر جنرل کا چین اور ٹرانسفارمر مشین کے معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تم نے کہا تھا' جلد ہی چین کے لیے روانہ ہوجاؤ گی اور وہاں اس مشین کو تیار نہیں ہونے دوگی۔"

"تین گھنٹے بعد فون کروگے تو میرے فون کو بے آواز پاؤ گے۔ میں ایک جہاز میں سفر ہی رہوں گی۔"

"گویا تم اپنی ٹیم کے ساتھ جارہی ہو؟"

"ہاں۔ ہماری پچیس لاکھ ڈالرز کی دوسری قسط ادا کرو۔"

"آج ہی ادا کردی جائے گی۔ چین میں ہمارے ایجنٹس موجود رہیں گے۔ تم مشین کا وہ نقشہ ان کے حوالے کرو گی۔"

"یہ تمام معاملات طے ہوچکے ہیں پھر انہیں کیوں دہرا رہے ہو؟"

"برا نہ ماننا۔ ٹرانسفارمر مشین کے سب ہی ضرورت مند ہیں۔ تم بھی اپنے ملک کے لیے اس مشین کا نقشہ حاصل کرنا چاہو گی اور ہم یہ نہیں چاہیں گے۔ وہ نقشہ حاصل کرتے ہی تم ہمارے ایک ایجنٹ کے حوالے کروگی۔"

"برا نہ ماننا۔ جب مجھ پر بھروسا نہیں ہے تو اتنا بڑا کیس تم نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے حوالے کیوں کیا ہے؟"

"بھروسا ہے۔ میں احتیاطاً تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ یہ بات یاد رکھو کہ ہمارے پاس ٹیلی پیتھی کی قوت ہے' تم ہماری مرضی کے خلاف کوئی کام کروگی تو ہمیں فوراً معلوم ہوجائے گا۔"

"میرے دماغ میں آؤ گے تو معلوم ہوگا۔ کیا میرے اندر آسکتے ہو؟"

سائن اور آندرے نے کئی بار اس کے دماغ میں جانے کی کوششیں کی تھیں اور ناکام رہے تھے۔ آندرے اس وقت سائن کے دماغ میں رہ کر فون پر ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے سائن کی زبان سے کہا "شیوانی! تمہارے دماغ کے دروازے بند رہتے ہیں۔ ہم تمہارے خیالات پڑھ نہیں سکتے لیکن اپنے آلہ کاروں کے ذریعے تمہاری نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں کبھی فریب دینا چاہو گی تو نقصان اٹھاؤ گی۔ بہتر ہے' قابل اعتماد دوست بن کر رہو۔"

"تمہارے مشوروں کا شکریہ۔ میری روانگی کا وقت ہورہا ہے۔ اب نہ فون پر باتیں ہوسکیں گی اور نہ ہی تم میرے دماغ میں آسکو گے۔ تمہارا جو بھی ایجنٹ چین میں ملے گا' اس سے رابطہ رکھوں گی۔ گڈ بائی۔"

فون کا رابطہ ختم ہوگیا۔ سائن نے ریسیور رکھ کر کہا۔ "شیوانی بہت چالباز ہے۔ بابا صاحب کے ادارے والوں کے لیے دردِ سر بن جائے گی۔"

"دردِ سر ہمارے لیے بھی بن سکتی ہے۔"

"ہم اسے بننے نہیں دیں گے۔ ہمارے تین ساتھی لندن میں ہیں۔ اس کی نگرانی کررہے ہیں۔ وہ نہیں جانتی کہ ہمارا ایک ساتھی اس کی نگرانی کرتا ہوا چین جائے گا۔ ہم اس کی ٹیم کے دو سراغ رسانوں کے دماغوں میں گھسے رہیں گے۔ ہم اس کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھیں گے تو وہ ہمیں کبھی دھوکا نہیں دے سکے گی۔"

وہ دونوں سر جھکا کر سوچنے لگے۔ انہوں نے ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں ہر پہلو سے خوب سوچ سمجھ کر منصوبہ بنایا تھا اور اس منصوبے پر بڑی کامیابی سے عمل کررہے تھے لیکن آخری کامیابی کا دارومدار شیوانی پر تھا۔ آخری نتیجہ سامنے آنے تک شیوانی سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید کرسکتی تھی۔

○☆○

پورس ممبئی پہنچنے کے بعد کرشمہ کا مہمان بن کر اس کے ساتھ گوا آگیا تھا۔ اسے یہ معلوم ہوچکا تھا کہ کرشمہ کی ماں جمنا کماری کالا جادو جانتی ہے۔ اس نے کالے جادو کے ذریعے خود کو ایک جوان دوشیزہ بنالیا تھا۔

جمنا کا بیٹا یعنی کرشمہ کا بھائی جسونت پال بھی جادوگر تھا۔ لیکن بھیما کے کالے جادو کے مقابلے میں کمزور تھا۔ وہ کلپنا کو حاصل کرنا چاہتا تھا مگر اس کلپنا کے اندر بھیما کی آتما سمائی ہوئی تھی۔ جمنا اپنی جادوئی شکتی سے بھیما کی آتما کو کلپنا کے اندر شانت کرنے والی تھی تاکہ اس کا بیٹا جسونت' کلپنا کو اپنی ہوس کا نشانہ بنا سکے۔

لیکن جمنا کو اپنی جادوئی شکتی دکھانے کا موقع نہیں ملا۔ اس سے پہلے ہی بازی پلٹ گئی۔ جسونت کو جب معلوم ہوا کہ اس کی بہن کرشمہ ایک مسلمان شہباز (پورس) سے محبت کرتی ہے تو وہ پورس کو مارنے پر تل گیا پھر اسے مار تو نہ سکا' خود ہی مرگیا۔

اس کی موت کی سچویشن بڑی عجیب تھی۔ جمنا اپنے جوان بیٹے کی لاش سے لپٹ کر رونے لگی۔ پورس خیال خوانی کے ذریعے جسونت پال کی موت کا یقین کرچکا تھا۔ جمنا رو رو کر اپنی بیٹی کرشمہ کو کوس رہی تھی کہ اس کے عاشق پورس کی وجہ سے جوان بیٹا مارا گیا ہے۔

وہ بیٹے سے لپٹ کر اس کے سینے پر سر رکھ کر رو رہی تھی۔ ایسے ہی وقت اس نے بیٹے کے دل کی دھڑکنیں سنیں۔ اپنا سر اٹھا کر حیرانی سے دیکھا۔ مردہ بیٹا زندہ ہوگیا۔ آنکھیں کھول کر دنیا کو دیکھنے لگا۔ جمنا نے خوشی سے چیخ کر کہا "میرا بیٹا زندہ ہے۔ میں اناڑی ہوں۔ نبض ٹٹولنا اور دل کی دھڑکنیں سننا نہیں جانتی ہوں۔ خوامخواہ مردہ سمجھ رہی تھی۔"

ایک ملازم دوڑ کر فرسٹ ایڈ باکس لے آیا تھا۔ کرشمہ زندہ ہونے والے بھائی کے زخموں کی مرہم پٹی کرنے لگی۔ پورس حقیقت کو سمجھ رہا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر گیا تھا اور اس کے دماغ کو مردہ پاکر واپس آیا تھا۔ اب پھر خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر جاکر اس کے دماغ کو زندہ پا رہا تھا۔

پھر پدمنی کوٹھی کے اندر سے دوڑتی ہوئی آئی۔ اس نے کہا "مالکن! وہ... وہ ادھر کلپنا مرگئی ہے۔"

جمنا بیٹے کو زندہ پاکر خوش تھی۔ اس نے کہا "مرنے دو کمینی کو۔ خوامخواہ مصیبت بنی ہوئی تھی۔ میرے بیٹے کو دیوانہ بنا دیا تھا۔"

کرشمہ نے پوچھا "وہ اچانک کیسے مرگئی؟"

پدمنی نے جواب دیا "میں اس کے کمرے کے پاس سے

گزر رہی تھی۔ وہ مجھ سے بولی' اے پدمنی! ان سے جاکر کہہ دے' میں مرگئی ہوں۔ بس اتنا کہتے ہی وہ فرش پر گر کر مرگئی۔ میں نے کئی بار آوازیں دیں مگر وہ سچ مچ مرچکی ہے۔ تم خود جاکر دیکھ لو۔"

کرشمہ نے ملازموں سے کہا "جاؤ۔ کلپنا کے کمرے کا دروازہ کھلواؤ اور دیکھو' وہ زندہ ہے یا واقعی مرچکی ہے۔"

دو ملازم ادھر چلے گئے۔ جسونت کے دوبارہ زندہ ہوتے ہی پورس سمجھ گیا تھا کہ بھیا کی آتما کلپنا کا جسم چھوڑ کر جسونت کے مردہ جسم میں سماگئی ہے۔ اس طرح جسونت کو دوبارہ زندگی مل گئی ہے۔

پورس سمجھ گیا تھا مگر کرشمہ اور اس کی ماں جمنا نے اس پہلو پر دھیان نہیں دیا کہ جو بھیا جسم بدل کر کلپنا کے اندر آسکتا ہے۔ وہ دوسری بار کلپنا کو چھوڑ کر مردہ جسونت کے جسم میں بھی سما سکتا ہے۔

دراصل اُن ماں بیٹی کے ذہن میں یہ بات تھی کہ جسونت کو موت نہیں آئی تھی۔ اس کی موت کا دھوکا ہوا تھا۔ ایک منٹ کے اندر ہی وہ آنکھیں کھول کر سانسیں لیتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی زندگی بتا رہی تھی کہ وہ مرا تھا نہ بھیا کی آتما اس کے اندر آئی تھی۔

کرشمہ اس کی مرہم پٹی کررہی تھی۔ وہ دوبارہ زندگی حاصل کرنے کے بعد سوچ رہا تھا "ہے بھگوان! مجھے تھوڑی دیر کے لیے کیا ہوگیا تھا؟ مجھے ایسا لگا جیسے میں مرگیا تھا۔ شکر ہے' میں زندہ ہوں۔"

پورس بڑی خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ جمنا بیٹے سے لپٹ کر کہہ رہی تھی "میرا لال! میرا بیٹا زندہ ہے۔ میرے بیٹے کو میری عمر بھی لگ جائے۔ میں سو بھکاریوں کو کھانا کھلاؤں گی۔"

بھیا اس کے اندر کہہ رہا تھا "جسونت! بھگوان کے ساتھ میرا بھی شکر ادا کرو۔ میری آتما تمہیں نئی زندگی دے رہی ہے۔"

جسونت کی سوچ نے پریشان ہو کر کہا "یہ کیا؟ میں اپنے اندر اپنے دشمن بھیا کی آواز سن رہا ہوں۔"

"ہاں۔ میری آواز اندر سنتے رہو۔ اندر سوچ کے ذریعے بولتے رہو۔ زبان سے بولو گے تو تمہاری ماں کو معلوم ہوجائے گا۔ وہ خوش ہو رہی ہے کہ جوان گبرو بیٹا زندہ ہے۔ تم اسے بتاؤ گے کہ میری آتما سے تمہیں زندگی مل رہی ہے تو اس کی تمام خوشیاں' ماتم میں بدل جائیں گی۔"

جسونت سوچ میں پڑگیا کہ وہ زندہ ہے۔ اپنی ماں کے بیٹے کی حیثیت سے جسمانی طور پر زندہ ہے۔ اگرچہ آتما پرائی ہے مگر جسم وہی ہے' جسے ماں نے جنم دیا تھا۔ ماں اپنے پیدا کیے ہوئے جسم کو مردہ تسلیم نہیں کرے گی پھر وہ خود اپنی ماں کو یہ کہہ کر کس دل سے صدمہ پہنچائے گا کہ وہ حقیقتاً مرچکا ہے۔

اس نے بھیا سے کہا "تم مجھ سے بہت بڑا انتقام لے رہے ہو۔ میں کلپنا کی عزت سے کھیلنا چاہتا تھا مگر تم۔۔۔"

"کلپنا کی نہیں' میری عزت سے کھیلنا چاہتے تھے کیونکہ میں اس کے اندر تھا۔ عزت آتما کی ہوتی ہے۔ جسم کیا چیز ہے۔ کلپنا کا جسم فنا ہوگیا مگر میں باقی ہوں۔ تم بھی فنا ہوچکے تھے مگر میں زندگی دے رہا ہوں۔ آئندہ مجھ سے سمجھوتا کرتے رہو گے تو تمہیں زندگی ملتی رہے گی اور تم ماں کو خوش دیکھتے رہو گے۔"

وہ بے بسی سے بولا "ٹھیک ہے۔ میں سوچوں گا۔ غور کروں گا کہ ماں کو خوش رکھنے کے لیے مجھے تمہاری آتما کا محتاج رہنا چاہیے یا نہیں؟"

جسونت زخموں کی تکلیف کے باعث کمزوری محسوس کررہا تھا۔ ایک ملازم کا سہارا لے کر ماں کے ساتھ کوٹھی کے اندر جانے لگا۔ وہاں باغیچے میں کرشمہ رہ گئی۔ وہ ماڈرن اور اسمارٹ تھی اور ایک اچھی فائٹر بھی تھی۔ پہلی بار تنہائی میں پورس سے شرمانے لگی۔

اس نے قریب آکر اس کے بازوؤں کو تھام کر کہا "تم مجھے ایسے غصہ دکھایا کرتی تھیں جیسے نفرت کرتی ہو مگر دل سے مجھے چاہتی رہی ہو۔"

"تم میری ماں کے کاندھے پر بندوق رکھ کر مجھے نشانہ بنایا کرتے تھے سیدھی طرح مجھ سے محبت ظاہر نہیں کرتے تھے' اس لیے تم پر غصہ آتا رہتا تھا۔"

"میری انیکسی میں چلو۔ سیدھی طرح پیار کروں گا۔"

وہ اس کے ساتھ انیکسی کی طرف جاتی ہوئی بولی "تم نے ماں کو محبت کا فریب دیا' وہ غصے میں ہے۔"

"وہ بھی جھوٹی جوانی کا فریب دے رہی ہے۔ کیا میں فریب کھا جاتا؟" ہم دونوں جوان ہیں۔ نہ میں کسی بوڑھی کے اور نہ تم کسی بوڑھے کے فریب میں آنا چاہو گی۔"

"ہاں جوانی' جوانی کے ساتھ چلتی ہے' بڑھاپے کے ساتھ نہیں' میں ماں کو سمجھاؤں گی۔ ورنہ وہ انتقام لینے کے لیے تم پر کالا جادو کرے گی۔"

"تم ماں کی فکر نہ کرو۔ تمہیں دھڑکنوں سے لگائے رکھنے کے لیے اپنی ساس سے نمٹ لوں گا۔ پتا نہیں' اس دنیا میں کتنے بے چارے اپنی اپنی ساس سے نمٹتے رہتے ہیں۔"

وہ انیکسی میں پہنچ کر بولی "میں نہیں چاہتی کہ پھر میرے بھائی سے جھگڑا ہو۔"

"اس کے لیے تو ابتدا سے ایک ہی کہاوت ہے' ساری دنیا ایک طرف' جورو کا بھائی ایک طرف۔ میرا خیال ہے' آج کی پٹائی کے بعد وہ ایک ہی طرف رہے گا۔ ہماری طرف نہیں آئے گا۔"

وہ اسے بازوؤں میں سمیٹ کر بولا "دنیا کو بھول جاؤ۔ صرف اپنی کہو اور میری سنتی رہو۔ دونوں کا بھلا ہوتا رہے گا۔"

دروازہ بند ہوگیا۔ پاور ہاؤس والوں کا انتظام خوب ہوتا ہے' جس کمرے کا دروازہ بند ہوتا ہے' اسی کمرے کی بجلی جاتی ہے۔ اس بند کمرے کی بجلی بھی چلی گئی۔

کوٹھی کے ایک بیڈ روم میں جسونت پال لیٹا ہوا تھا۔ ماں تیمارداری کرتی ہوئی کہہ رہی تھی "یہ کرشمہ بہت ہی بے شرم ہوگئی ہے۔ اسے اپنے بیمار بھائی کے پاس رہنا چاہیے' مگر وہ باغیچے میں اپنے یار کے ساتھ ہنس بول رہی ہے۔"

"ماں! میں بیمار نہیں ہوں' زخمی ہوں۔ ہاں ابھی میں نے باغیچے میں ایک جوان کو دیکھا تھا' وہ کون ہے؟"

جمنا نے حیرانی سے کہا "ہائے بیٹا! وہ تو وہی شہباز ہے جس سے تم جھگڑا کرتے کرتے زخمی ہوگئے ہو۔ تم اسے دوپہر سے دیکھ رہے ہو۔ اور اب بھول رہے ہو۔"

بھیا کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس نے پورس کو پہلی بار دیکھا تھا۔ اسے جسونت کے دماغ سے معلوم کرنا چاہیے تھا لیکن اس نے یہ سوال جمنا سے پوچھ لیا تھا۔

اس نے فوراً ہی جسونت کے دماغ کو ڈھیل دی۔ اسے آزاد چھوڑا تو وہ بولا "او ماں! سر میں گہری چوٹ لگی ہے۔ میں بھول گیا تھا۔ مجھے یاد آگیا ہے اس جوان کا نام شہباز ہے۔ کرشمہ اس سے پیار کرتی ہے اور ہمیں یہ پسند نہیں ہے۔"

وہ غصے سے بولی "میں نے ایسی دشمن بیٹی نہیں دیکھی۔ میں اسے اپنا مرد بنانا چاہتی تھی۔ اس نے اپنا اسے اپنا مرد بنالیا ہے۔"

"ماں! تم بھی بیٹی کی طرح بے شرمی کی باتیں کررہی ہو۔ ایک انار ہے اور دو ماں بیٹی بیمار ہیں۔ اس انار کو اٹھا کر باہر پھینک دوں گا تو ماں بیٹی کا جھگڑا ختم ہوجائے گا۔"

"نہ بیٹا! تم پھر اس سے جھگڑا نہ کرنا۔ وہ بڑا خطرناک ہے۔ اس بار تم بچ گئے۔ اگلی بار اس کے منہ نہ لگنا۔ میں اسے یہاں سے بھاگنے پر مجبور کردوں گی۔"

"وہ کوئی چالباز ہے۔ پتا نہیں کس ارادے سے آیا ہے؟ اپنی باتوں سے اس نے پہلے تمہیں بے وقوف بنایا۔ اب کرشمہ کو بنا رہا ہے۔"

"وہ باتیں کرنا بھول جائے گا۔ میں ایسے منتر پڑھوں گی کہ جب بھی وہ بولنا چاہے گا تو منہ کھولتے ہی کتے کی طرح بھونکنے لگے گا۔"

پدمنی نے ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔ وہ علاج کرنے آگیا۔ اس نے جسونت کا معائنہ کیا۔ اس کے زخموں کو صاف کیا۔ ان کی مرہم پٹی کی۔ ایک انجکشن لگایا پھر کھانے کے لیے دوائیں دے کر چلا گیا۔

جمنا نے پدمنی کو ایک طرف لے جاکر پوچھا "کرشمہ کہاں ہے؟"

"تھوڑی دیر پہلے انیکسی میں تھیں۔ اب اپنے کمرے میں ہیں۔"

"وہ انیکسی میں کیا کرنے گئی تھی؟"

"میں کیا بتاؤں مالکن؟ یہ تو سمجھنے کی بات ہے۔ سمجھانے کی نہیں ہے۔"

"بکواس مت کر۔ بڑی آئی سمجھنے اور سمجھانے والی۔ چل جا یہاں سے۔"

پدمنی چلی گئی۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی کرشمہ کے بیڈ روم میں آئی وہ بستر پر لیٹی انگڑائی لے رہی تھی۔ مسکرا رہی تھی۔ اس کے خیالوں میں پورس فاتح کی طرح مسکرا رہا تھا۔

جمنا نے کمرے میں آتے ہی پوچھا "تجھے ہماری عزت کا کچھ خیال ہے؟"

اس نے پوچھا "تمہاری عزت کو کیا ہوا ہے ماں؟"

"میری عزت کو کیا پوچھتی ہے۔ تیری عزت رہی ہے یا نہیں؟"

"دنیا میں کوئی اتنی عزت نہیں دیتا' جتنا ایک پیار کرنے والا دیتا ہے۔ شہباز جو محبت اور عزت دے رہا ہے' اسے تم نہیں سمجھ سکو گی۔"

"بکواس مت کر۔ آج آدھی رات کے بعد میں ایسا کالا جادو کردوں گی کہ وہ یہاں سے کتے کی طرح بھونکتا ہوا بھاگے گا پھر ساری زندگی بول نہیں سکے گا۔ جب بھی منہ کھولے گا' بھونکنے لگے گا۔"

"تم ایسا کوئی جادو نہیں کرو گی۔ تم ماں ہو' میری خوشیوں کی دشمن نہ بنو۔ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔"

"کیا اچھا نہیں ہوگا؟ تم کیا کرلو گی؟ کیا میرے بھیانک جادو سے اسے بچا سکو گی۔"

"اگر اسے نہ بچا سکی تو تمہارے بھیانک جادو کے جواب میں تم سے بھیانک انتقام لوں گی۔"

"یہ دھمکی کسی اور کو دینا۔ کیا تو نہیں جانتی کہ میں کتنی ضدی ہوں۔"

"کیا تم نہیں جانتیں کہ میں ضدی ماں کی ضدی اور خطرناک بیٹی ہوں۔"

اس نے گھور کر بیٹی کو دیکھا پھر پوچھا "کیا کرے گی تو؟"

"تم شہباز سے دشمنی کرو گی۔ میں تمہارے بیٹے سے دشمنی کروں گی؟"

"کیا۔۔۔؟ تو اپنے بھائی سے دشمنی کرے گی؟"

"جب تم دشمن بن جاؤ گی اور ماں نہیں رہو گی تو وہ کس رشتے سے میرا بھائی رہے گا؟"

"میں تجھے اپنے بیٹے کے قریب بھی نہیں جانے دوں گی۔"

"قریب جانا ضروری نہیں ہے۔ دور سے بھی گولی ماری جاسکتی ہے۔"

"کیا۔۔۔؟ کلموہی! تو میرے بیٹے کو گولی مارے گی؟"

"تم میرے دل کی دنیا اجاڑو گی۔ میں تمہاری کوکھ اجاڑ دوں گی۔"

جمنا نے غصے سے مٹھیاں بھینچ کر دانت پیستے ہوئے اسے دیکھا پھر پاؤں پٹختی ہوئی جانے لگی۔ کرشمہ اس کے پیچھے چلتی ہوئی کہنے لگی "یہ اچھی طرح یاد رکھنا' جب بھی تم شہباز کے خلاف کالا جادو کرنے بیٹھو گی اور منتر پڑھنے میں مصروف رہو گی' اس وقت تمہارے بیٹے کی حفاظت کرنے والا اور اسے میرے انتقام سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔"

جمنا چلتے چلتے اس کی بات سن کر جسونت کے کمرے کے سامنے رک گئی۔ سوچ میں پڑ گئی پھر بولی "میں بھول گئی تھی کہ کالے جادو کی طرف دھیان رہے گا تو اپنے زخمی بیٹے کی طرف دھیان نہیں دے سکوں گی۔ ٹھیک ہے' آج نہ سہی' جب میرے بیٹے کے زخم بھر جائیں گے۔ تب وہ تجھے زنجیریں پہنا کر کمرے میں بند کر دے گا پھر میں شہباز کو کتا بنا کر یہاں سے بھگا دوں گی۔"

یہ کہہ کر وہ جسونت کے کمرے میں آگئی۔ جسونت نے کہا "ماں! تم نے یہ ٹھیک سوچا ہے۔ ابھی شہباز کو بھول جاؤ۔ میرے زخم بھر جائیں گے تو ہم دونوں مل کر اس سے نمٹ لیں گے۔"

ان ماں بیٹے کے لیے فی الحال یہی مناسب تھا۔ انہوں نے شہباز کے خلاف کچھ کرنے کا فیصلہ ملتوی کر دیا لیکن

جسونت کے اندر بھیما سوچ رہا تھا "یہ شہباز کون ہے' نے جسونت کو بری طرح زخمی کر کے مار ڈالا تھا۔ یقیناً ہونے کے علاوہ یوگا کا ماہر بھی ہوگا۔ میں اس کے د جاؤں گا تو وہ سانس روک لے گا۔ شبہ کرے گا کہ کو اندر رہنے والا ٹیلی پیتھی جانتا تھا' اس کی آتما ابھی تک موجود ہے۔"

وہ درست سوچ رہا تھا۔ پورس کو آمنہ کے ذریعے ہو چکا تھا کہ کلپنا کے جسم میں جو آتما گھسی ہوئی ہے پیتھی بھی جانتی تھی۔ لہٰذا بھیما نے احتیاطاً یہ فیصلہ کیا پورس کو کسی طرح کمزور بنائے گا پھر اس کے دماغ میں گا۔

بھیما کے پاس اپنی آتما شکتی کے کمزور ہونے حساب تھا۔ بار بار جسم بدلنے کے باعث آتما کی کمزور ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ دو بار جسم بدل کر تیسرے میں آیا تھا۔ یعنی بھیما پہلی بار اپنے پیدائشی جسم سے کر کلپنا کے جسم میں پہنچا تھا۔ اس وقت پہلی کمزور تھی۔ اس نے سوچا تھا۔ موقع ملتے ہی تپسیا کرے گا اور ہوئی تھوڑی سی شکتی حاصل کر لے گا۔

لیکن اسے موقع نہ مل سکا کیونکہ کلپنا کا جسم جسونت کا قیدی بن گیا تھا۔ بھیما ایک لڑکی کے جسم میں رہنا چاہتا تھا۔ کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا۔ آخر وہ مل گیا۔ جسونت پال کے مرتے ہی وہ اس کے جسم میں۔ یوں دوسری بار جسم بدلنے کے باعث اس کی آتما کمزور ہو گئی۔

اب وُہ تیسرے جسم میں تھا اور یہ فیصلہ کر رہا جسونت کے زخم بھر جائیں گے۔ وہ پوری طرح صحت ہو جائے گا تو وہ چالیس دنوں تک تپسیا کرنے کے بعد کو مکمل کر لے گا۔

پورس انیکسی میں تھا۔ بیڈ پر آرام سے لیٹا ہوا پال کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ جسونت اور بھیما کے مشترک تھے۔ یوں پورس بڑی خاموشی سے بھیما کے ا کو سمجھ رہا تھا۔

اس نے جمنا سے کہا "ماں! جب میرے زخم بھر گے تو میں آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے تپسیا کروں گا۔"

جمنا نے تعجب سے پوچھا "تم آتما شکتی حاصل کرنا ہو؟ تم چالیس دنوں کی تپسیا سے گھبراتے رہے ہو۔ تم نے کوئی جادو نہیں سیکھا' جسے سیکھنے کے لیے لمبی تپسیا کی ضرورت پڑتی ہے۔"

اسی لیے میں ایک معمولی سا جادوگر بن کر رہ گیا

"ہاں۔ اسی لیے میں چالیس دنوں کی کڑی تپسیا کروں گا۔"

"بیٹے! آتما شکتی حاصل کرنے کے ساتھ درجے ہوتے ہیں۔ ہر درجے سے گزرنے کے لیے چالیس دنوں کی تپسیا پوری ہے۔ اس حساب سے سات درجوں کو پورا کرنے کے لیے دو سو اسی دنوں تک تپسیا کرنی ہوگی۔ اور یہ تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔"

وہ نہیں جانتی تھی کہ بھیما دو سو اسی دنوں کی تپسیا پوری کر کے سات مرحلوں سے گزر کر مکمل آتما شکتی حاصل کر چکا ہے اب صرف کھوئی ہوئی شکتی حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اس نے کہا "ماں! یہ نہ کہو کہ یہ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ مجھے حوصلہ دو۔ میں پہلے چالیس دنوں تک تپسیا کروں گا۔ اس میں کامیاب رہوں گا تو آگے بھی میرا حوصلہ بڑھتا جائے گا۔"

آگے حوصلہ کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ اسے صرف چالیس دنوں تک سکون اور خاموشی کی ضرورت تھی اور اس کوٹھی میں ایسی جگہ موجود تھی۔ جمنا نے وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں اس کی مدد کرے گی۔

پورس کو فی الحال ماں بیٹے کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں رہا تھا۔ اسے آرام سے سو جانا چاہیے تھا لیکن وہ جاگ رہا تھا۔ ابھی ایک اور حل طلب مسئلہ رہ گیا تھا۔

ایک اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا تین بار کرشمہ کے دماغ میں آچکا تھا۔ اس نے کرشمہ سے کہا تھا کہ اس نے ایک فلمی میگزین میں اس کی تصویر دیکھی ہے۔ تب سے وہ اس پر دل و جان سے عاشق ہو گیا ہے۔

کرشمہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی بے چین ہو جاتی تھی۔ سانس روک لیتی تھی۔ ایسا کرنے کے باعث وہ یہی دھمکی دے کر چلا گیا تھا کہ رات کو نیند کے دوران میں تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنی معمولہ بنا لے گا۔

اور اب رات ہو چکی تھی۔ آدھی رات گزرنے والی تھی۔ پورس وقفے وقفے سے کرشمہ کے دماغ میں جا رہا تھا۔ اس اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے کا انتظار کر رہا تھا۔

پورس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے وہ بے چین ہو گئی تھی۔ کیونکہ پورس اس اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے سے پہلے ہی کرشمہ پر تنویمی عمل کر چکا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کر دی تھیں کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو کبھی محسوس نہیں کرے گی۔

دوسری بات یہ نقش کی تھی کہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنے دماغ میں آنے دے گی اور اسے تنویمی عمل کرنے دے گی۔ وہ تنویمی عمل کا توڑ کرے گا لیکن وہ یہی ظاہر کرتی رہے گی کہ اس اجنبی کی معمول بن چکی ہے۔ اس طرح وہ اس کے ذریعے اس اجنبی کی اصلیت معلوم کرتا رہے گا۔

پورس کو بڑی دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ آخر رات کے دو بجے کرشمہ کے اندر اس کی آواز سنائی دی۔ اس نے آتے ہی پوچھا "سو رہی ہو؟"

وہ گہری نیند میں بولی "میں سو رہی ہوں۔"

"اگر تم سانس روک کر بھگاؤ گی تو میں پھر اچانک آکر تمہارے اندر زلزلہ پیدا کروں گا۔ تم نہیں جانتیں کہ اس عمل سے کس طرح دماغ پھوڑے کی طرح دکھنے لگتا ہے۔ بولو' کیا زلزلہ پیدا کروں؟"

وہ پورس کی مرضی کے مطابق بولی "نہیں' میں دماغی تکلیف برداشت نہیں کر سکوں گی۔ کیا تم مجھ پر تنویمی عمل کرو گے؟"

"کیا تم اعتراض کرو گی؟"

"نہیں۔ مگر دشمن بن کر عمل نہ کرو۔ پہلے دوست بن جاؤ۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اس لمحے سے مجھے دوست سمجھو۔"

"کیسے سمجھوں؟ دوست اجنبی نہیں ہوتے۔ اپنا تعارف پیش کرو۔"

"پہلے مجھے یقین کرنے دو کہ کوئی دوسرا کبھی تمہارے دماغ میں آکر میرے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکے گا۔"

"تمہیں یقین کیسے آئے گا؟"

"جب تم میری معمولہ بن جاؤ گی اور میں تمہارے دماغ کو لاک کر دوں گا۔ تب یقین ہوگا۔ کوئی تمہارے اندر چھپ کر نہیں آئے گا اور نہ ہی تم میرے حکم کے بغیر کسی کے سامنے زبان کھول سکو گی۔"

پورس نے اس کے جواب میں کرشمہ کو خاموش رکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ اسے پناٹائز کیے بغیر کبھی اپنی اصلیت نہیں بتائے گا۔

وہ کرشمہ کو ٹرانس میں لا کر تنویمی عمل کرنے لگا اور وہ پورس کی مرضی کے مطابق اس اجنبی کی معمولہ بننے لگی۔ اجنبی نے تنویمی عمل کے اختتام پر ایک مخصوص آواز اور لہجہ اس کے ذہن میں نقش کیا پھر حکم دیا کہ وہ اس آواز اور لہجے کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کرے گی باقی تمام پرائی سوچوں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر انہیں بھگا دیا کرے گی۔

اس کے بعد اس نے اسے تنویمی نیند سونے کا حکم دیا اور کہا کہ وہ دوسرے دن کسی وقت اس کے دماغ میں آئے گا۔ اس کے جانے کے بعد کرشمہ کے اندر خاموشی رہی اور وہ تنویمی نیند سوتی رہی۔

پورس نے اس آسرے پر کرشمہ کو اس کی معمولہ بننے دیا کہ وہ اس اجنبی کی مقرر کی ہوئی آواز اور لہجہ اختیار کرکے اس کے اندر پہنچ سکتا تھا۔ ابھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ جب اس اجنبی کا نام اور مقام معلوم ہوجاتا تو وہ کرشمہ کو اس کے تنویمی عمل سے باآسانی نجات دلا سکتا تھا۔

بہرحال اجنبی پراسرار بنا ہوا تھا۔ دوسرے دن اسرار کا پردہ اٹھنے کی توقع تھی۔

○☆○

الپا کو اپنی خوش قسمتی کا یقین ہوگیا کیونکہ اس کی برسوں کی تمنا پوری ہوگئی تھی۔ پارس سچ مچ اس کا غلام بن گیا تھا۔ اس کے حکم کے مطابق عمل کررہا تھا۔ اس نے اسے ایک ٹانگ پر کھڑا رہنے کا حکم دیا تو وہ ایک ٹانگ پر کھڑا ہوگیا۔ اس نے ایک ٹانگ پر ناچنے کا حکم دیا تو وہ ایک ٹانگ پر اچھل اچھل کر ناچنے لگا۔

غلام بن جانے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوسکتا تھا کہ جو پارس بڑے بڑے خطرناک دشمنوں کو نچایا کرتا تھا۔ وہ خود ناچنے لگا تھا۔ الپا ایک ناقابلِ شکست شہ زور کو بری طرح شکست دے چکی تھی۔

اب وہ سوچ رہی تھی "کیا اتنا ثبوت کافی ہے؟ یا اسے اور آزمایا جائے۔"

پارس کے سلسلے میں یہ مشہور تھا کہ وہ اپنی مما سونیا کی طرح بلا کا مکار ہے۔ دشمنوں کو اس کی مکاری کا پتا اس وقت چلتا تھا' جب پانی سر سے گزر جاتا تھا۔ الپا کے دماغ میں کامیابی کے باوجود اندیشہ تھا کہ کہیں وہ مکاری نہ کررہا ہو؟

وہ اتنی جلدی اس پر اعتماد نہیں کرسکتی تھی۔ اس نے سوچا کہ پھر اسے کسی دوسری طرح آزمائے۔ اسے کوئی ایسا حکم دے کہ جس کی تعمیل کرتے ہوئے وہ اپنی ذلت اور توہین محسوس کرے۔ وہ اس حکم کی تعمیل سے انکار کرے گا تو اس کی مکاری کا بھید کھل جائے گا۔

وہ کسی طرح آزمانے کی بات سوچ رہی تھی۔ ایسے وقت موبائل فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے کار کی رفتار سست کرتے ہوئے اسے ایک فٹ پاتھ سے لگا کر روکا پھر موبائل کا بٹن دبا کر اسے کان سے لگا کر بولی "ہیلو۔"

دوسری طرف سے بوبی نے چہکتے ہوئے کہا "[illegible] خبری ہے۔ میں نے جیکی ہنٹر کو ڈھونڈ نکالا ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "او۔ ویری گڈ بوبی! وہ کہاں [illegible]"

"میرے ساتھ ہے۔ میں نے اسے پکڑ کر [illegible] بٹھالیا ہے۔"

"آخر وہ بنگلے سے باہر کیوں گیا تھا؟ وہ [illegible] ہے؟"

"بنگلے میں شراب کا اسٹاک ختم ہوگیا تھا۔ [illegible] طلب میں بنگلے سے نکل گیا تھا۔ میں نے اسے ایک [illegible] بار میں پکڑا ہے۔"

"اسے فوراً بنگلے میں لے جاؤ۔ میں وہاں آرہی [illegible]"

اس نے فون کو بند کرکے ساتھ والی سیٹ پر [illegible] اسٹارٹ کرکے ڈرائیو کرتی ہوئی رفتار بڑھانے [illegible] اسے اور زیادہ خوشی کا یقین ہوگیا تھا۔ ٹرانسفارمر [illegible] مکینک جیکی کسی دشمن کے ہتھے نہیں چڑھا تھا۔ [illegible] بنگلے میں واپس پہنچ رہا تھا۔

اب وہ سوچ رہی تھی کہ بنگلے میں پہنچتے ہی [illegible] سر سے وہ کیل نکالے گی' جس کی وجہ سے وہ اس [illegible] نہیں پہنچ پارہی تھی۔ اس نے جیکی کو ٹیلی پیتھی جا[illegible] دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے وہ کیل اس [illegible] پیوست کرائی تھی۔ بُرے وقت میں وہ اس کے [illegible] رکاوٹ بن گئی تھی۔ اگر وہ کیل نہ ہوتی تو وہ پلک [illegible] اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے تلاش کرلیتی۔

کیل نکالنے کے بعد دشمنوں کی طرف سے [illegible] لیکن اس مسئلے کا حل آسان تھا۔ وہ تنویمی عمل [illegible] جیکی کے دماغ کو لاک کرسکتی تھی۔

کچھ دیر پہلے وہ مایوس ہورہی تھی۔ ٹرانسفارمر [illegible] کرنے کی امید دم توڑ رہی تھی۔ اب اچانک کامیا[illegible] کے اندر بجلی بھردی تھی۔ وہ بڑے جوش اور ولولے [illegible] تیز رفتاری سے کار ڈرائیو کررہی تھی۔ ایسے میں [illegible] آنی ہی تھی۔ اچانک ایک موڑ پر دوسری طرف [illegible] والے ٹرک سے کار ٹکرا گئی۔

کار پوری طرح ٹکراتی تو موت آتی مگر صرف [illegible] آئی تھی۔ کار ایک سائیڈ سے ٹکرائی تھی اور [illegible] پاتھ پر پہنچ کر ایک بڑے شیلف کے شیشے توڑتی [illegible] گھستی چلی گئی تھی۔

الپا کا چہرہ پہلے اسٹیئرنگ سے ٹکرایا تھا۔ پھر [illegible] کی ایک دیوار سے ٹکرا کر ایک جھٹکے سے رکی تو وہ [illegible]

اچھل کر ونڈ اسکرین کا شیشہ توڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ اس کے بعد اسے ہوش نہ رہا کہ وہ کہاں ہے؟ دنیا میں ہے بھی یا نہیں؟

یہ مقدر کی ہیرا پھیری ہے۔ کبھی کچھ ہوتا ہے' کبھی کچھ ہوجاتا ہے۔ انسان سوچتے سوچتے' عمل کرتے کرتے' دوسروں کو نچاتے نچاتے' خود کو اچھالتے اچھالتے اچانک گڑھے میں گر پڑتا ہے۔ وہ زخموں سے چور ہونے والی' بے ہوش ہوجانے والی کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کے قیدی' اس کے غلام اور ماتحت ہوش میں رہیں گے اور وہ بے ہوش ہوکر اسپتال پہنچ جائے گی۔

بوبی ٹرانسفارمر مشین کے ماہر مکینک جیکی ہنٹر کو لے کر بنگلے میں پہنچا اور الپا کا انتظار کرنے لگا۔

پارس آہنی سلاخوں کے پیچھے قید تھا۔ وہ الپا کے حکم سے ایک ٹانگ پر ناچنا نہیں چاہتا تھا مگر اس نے ایک مالکن کی حیثیت سے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے ناچنے پر مجبور کردیا تھا۔

اسے اپنے آپ پر غصہ آنے لگا۔ اس نے قسم کھائی کہ آئندہ اس کے حکم کی تعمیل نہیں کرے گا۔ اپنی قوت ارادی سے کام لے کر اس کی ہر بات سے انکار کردے گا۔ ایسا مستحکم ارادہ کرنے کے بعد وہ انتظار کرنے لگا لیکن اسے اپنے دماغ میں الپا کی آواز سنائی نہیں دی۔ اسے یہ معلوم نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ اچانک حادثے کا شکار ہوگئی ہے۔ اس کی سمجھ میں یہی آیا کہ وہ کسی بہت ہی اہم معاملے کو نمٹانے کے لیے کچھ کہے سنے بغیر چلی گئی ہے۔

وہ قید خانے کے فرش پر بیٹھ کر پریشانی سے سوچنے لگا "میں بعض اوقات ناممکن کو بھی ممکن بنا چکا ہوں۔ لیکن اس تنویمی عمل کے اثر کو زائل کرنے یا کم کرنے میں ناکام ہورہا ہوں۔ اس دشمن عورت نے میرے اندر ایسے زبردست زلزلے پیدا کیے تھے کہ اب تک دماغی کمزوری محسوس کررہا ہوں۔"

وہ دماغی کمزوری کے باعث خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ اگر اس قابل ہوتا تو فوراً سونیا اور ثانی کو اپنے حالات سے مطلع کرتا۔ وہ حیران تھا کہ ایک دن گزر گیا۔ رات ہوگئی لیکن ہم میں سے کسی نے اس کی خبر نہیں لی۔ میں علی کے ساتھ چین میں تھا۔ میری فیملی کے دوسرے افراد اپنی اپنی جگہ مصروف تھے۔ ہم سب چوبیس گھنٹے میں ایک بار ایک دوسرے کے ذریعے سب ہی کی خیریت معلوم کرتے رہتے تھے یا بابا صاحب کے ادارے سے سب کی خیر خیریت معلوم ہوجایا کرتی تھی۔

آخری بار ثانی نے پارس سے رابطہ کیا تھا۔ اس کے بعد ہی الپا نے اسے قیدی بنایا تھا۔ تب سے دس گھنٹے گزر چکے تھے۔ ثانی اور ہم سب اس کے موجودہ حالات سے بے خبر تھے۔ دوسرے لفظوں میں اس لیے پارس کی فکر نہیں تھی کہ ثانی اس سے رابطہ کرچکی تھی۔ آئندہ ہم چوبیس گھنٹوں میں کسی وقت بھی اس سے رابطہ کرنے والے تھے۔

وہ فرش پر بیٹھا سوچ رہا تھا۔ آہنی سلاخوں کے باہر دو مسلح پہرے دار گونگے بنے ہوئے تھے۔ الپا نے انہیں سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ اس قید خانے میں پارس کے سامنے ایک ذرا سی آواز منہ سے نہ نکالیں۔ ایک لفظ بھی زبان سے ادا نہ کریں۔ ورنہ پارس ان کے دماغوں میں پہنچ کر فرار کا راستہ بنالے گا۔

الپا نے وہاں چار پہرے داروں کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ دو پہرے دار دن کے وقت تھے۔ وہ چلے گئے تھے۔ ان کی جگہ دوسرے دو پہرے دار آئے تھے۔ جب الپا نے پارس کے دماغ میں زلزلے پیدا کیے تھے اور وہ بے ہوش ہوگیا تھا تب اس کے قریب کسی نے گونگا بننا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

وہ واقعی بے ہوش تھا لیکن قید خانے تک پہنچنے سے پہلے ہوش میں آگیا تھا۔ دوسروں پر اس نے یہ ظاہر نہیں کیا۔ پہلے کی طرح بے ہوشی ظاہر کرتا رہا۔ وہ چاروں پہرے دار اسے اسٹریچر پر لٹا کر آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچانے تک آپس میں باتیں کرتے رہے تھے۔ الپا وہاں خیال خوانی کے ذریعے موجود نہیں تھی۔ وہ موجود ہوتی تو پہرے داروں کو باتیں کرنے کی سزا دیتی اور ان کی جگہ دوسرے گونگے پہرے داروں کی ڈیوٹی لگادیتی۔

پارس نے ان کی گفتگو سنی تھی اور ان میں سے ایک کی آواز اور لہجے کو یاد رکھا تھا۔ وہ پہرے دار اس وقت آہنی سلاخوں کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ اس کی ڈیوٹی صبح ختم ہونے والی تھی۔ پارس اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے اپنا آلہ کار بنا کر بڑی آسانی سے فرار ہوسکتا تھا مگر افسوس وہ دماغی کمزوری کے باعث خیال خوانی کے قابل نہیں رہا تھا۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ سامنے رہائی کا راستہ کھلا ہوتا ہے مگر قیدی اس راستے پر چلنے کے قابل نہیں رہتا اور ایسا پارس کے ساتھ ہورہا تھا۔

اور ایسا الپا کے ساتھ بھی ہورہا تھا۔ اسے ٹرانسفارمر مشین بنانے والا ماہر مکینک واپس مل گیا تھا۔ پارس بھی ماہر مکینک تھا۔ وہ ان دونوں کے ذریعے چند ہفتوں میں

ٹرانسفارمر مشین تیار کراسکتی تھی۔ بہت بڑی کامیابی کا دروازہ کھل گیا تھا لیکن تقدیر اسے اسپتال کے دروازے پر لے گئی تھی۔

پولیس والے حادثے کے بعد اسے اسپتال لے کر آئے تھے۔ اس کے سر اور جسم کے کئی حصوں پر گہری چوٹیں لگی تھیں۔ لہولہان ہوگئی تھی۔ پہچانی نہیں جارہی تھی اگر اچھی حالت میں ہوتی، تب بھی پولیس والے اسے پہچان نہ پاتے۔ اسرائیلی اکابرین بھی اسے پہچان نہیں سکتے تھے۔ وہ الپا جو برسوں سے یہودی قوم اور اپنے ملک کے لیے بے شمار کارنامے انجام دیتی آرہی تھی، اسے صورت شکل سے کوئی پہچان نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ چہرے کی پلاسٹک سرجری کرانے کے بعد روپوش رہ کر زندگی گزار رہی تھی۔ اسرائیلی اکابرین سے صرف خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرتی رہتی تھی۔

اس نے کار کے حادثے میں ایک بڑی دکان کا لاکھوں ڈالرز کا نقصان کیا تھا۔ وہ نقصان پورا کرانے کے لیے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ زخمی اور بے ہوش ہونے والی کون ہے؟

پولیس والے قانون کے تقاضے پورے کرنے کے لیے اس کا نام اور پتا معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اس کے لیے اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کررہے تھے۔ اس کے چہرے سے لہو صاف کرنے کے بعد اس کی مختلف تصویریں اتاری جارہی تھیں۔ پولیس افسر کہہ رہا تھا "یہ تصویریں ٹی وی کے ذریعے نشر کی جائیں گی۔ صبح کے اخبارات میں شائع کرائی جائیں گی۔ تصویریں دیکھ کر اس کے ماں باپ، سرپرست اور عزیزو اقارب ضرور یہاں آئیں گے۔"

پولیس والوں کی کوششوں سے اسی رات ٹی وی کے ذریعے الپا کی تصویریں دکھائی گئیں۔ اعلان کیا گیا کہ اس عورت کے متعلق جو بھی معلومات فراہم کرنا چاہے۔ وہ کسی بھی پولیس اسٹیشن میں آجائے۔

بوبی پریشان ہورہا تھا۔ وہ جیکی ہنٹر کے ساتھ بنگلے میں الپا کا منتظر تھا۔ اس نے فون پر کہا تھا کہ ابھی آرہی ہے لیکن دو گھنٹے گزرنے کے باوجود نہیں آئی تھی۔ اس نے اس کے موبائل فون پر رابطہ کیا تو پتا چلا وہ فون بند ہوچکا ہے۔

دراصل فون بند نہیں ہوا تھا۔ کار کے حادثے میں ٹوٹ کر ناکارہ ہوگیا تھا۔ بوبی نے اس کے خفیہ محل نما بنگلے میں بھی فون کیا۔ وہاں گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے فون اٹینڈ نہیں کیا۔ وہ حیرانی اور پریشانی سے سوچ رہا تھا کہ الپا کہاں چلی گئی ہے؟ جہاں بھی گئی ہے، وہاں سے رابطہ کرسکتی ہے مگر اس نے فون کے ذریعے بھی رابطہ ختم کردیا تھا۔

جیکی ہنٹر ڈرائنگ روم میں بیٹھا وہسکی پی رہا تھا اور ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا "بوبی! یہاں آؤ۔ دیکھو ٹی وی پر میڈم کی تصویر دکھائی جارہی ہے۔"

بوبی دوڑتا ہوا آیا۔ ٹی وی اسکرین پر الپا دکھائی دے رہی تھی اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ زخمی نظر آرہی تھی۔ بوبی توجہ سے اعلان سننے لگا پھر بولا "یہ کیا ہوگیا؟ الپا زخمی دکھائی دے رہی ہے۔ پتا نہیں کیا ہوا ہے؟ پولیس الپا کا نام اور پتا معلوم کرنا چاہتی ہے۔"

جیکی نے کہا "فوراً کسی قریبی پولیس اسٹیشن جاؤ۔ معلوم کرو کہ میڈم کس حال میں ہیں اور کہاں ہیں؟"

"جیکی! میں جارہا ہوں۔ دروازے کھڑکیاں باہر سے بند کردوں گا۔ میں اتنی بوتلیں خرید کرلے آیا ہوں کہ تم ایک ماہ تک بنگلے کے اندر بیٹھ کر پیتے رہو گے۔ مقفل دروازہ کھول کر باہر نہیں جاسکو گے۔"

یہ کہہ کر اس نے کھڑکیوں اور دروازوں کو بند کیا۔ باہر سے مقفل کیا پھر کار میں بیٹھ کر پولیس اسٹیشن کی طرف جانے لگا۔

اسپتال میں الپا کی مرہم پٹی ہورہی تھی۔ بڑا وقت لگ رہا تھا۔ سر، گردن اور شانوں میں کار کی ونڈ اسکرین کے ٹوٹے شیشے کی کرچیاں چبھی ہوئی تھیں۔ شیشے کے ایک ایک ذرے کو اس کے جسم اور چہرے سے نکالا جارہا تھا۔ ایسے ہی وقت ڈاکٹر نے حیرانی سے کہا "ارے، یہ کیا؟"

پولیس افسر نے پوچھا "کیا ہوا ڈاکٹر؟"

ڈاکٹر نے کہا "آپ ادھر آئیں اور یہ دیکھیں۔"

افسر اس ڈاکٹر کے قریب آگیا۔ ڈاکٹر نے الپا کے سر کے پچھلے حصے سے بالوں کو ہٹاتے ہوئے کہا "یہ کیل اس عورت کے سر میں پیوست ہے۔"

اس نے ایک اوزار سے کیل کو پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔ وہ سر سے نکل گئی۔ وہ ڈاکٹر اور افسر کبھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ غیر معمولی جادوئی کیل ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو الپا کے دماغ میں آنے سے روکتی ہے۔ ڈاکٹر نے وہ رکاوٹ دور کردی تھی۔ انجانے میں دوسروں کے لیے اس کے دماغ کا راستہ کھول دیا تھا۔

اسے یہ غرور تھا کہ اس نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے سے دور بھگا دیا ہے۔ وہ بیمار ہوگی یا کسی وجہ سے کمزور ہوگا، تب بھی کوئی دشمن اس کے اندر نہیں آسکے گا۔ یہ غرور ٹوٹ گیا تھا۔ کیل نکلنے کے بعد وہ ایک عام عورت کی طرح اسپتال کے بیڈ پر پڑی تھی۔ دماغی کمزوری کے

باعث خیال خوانی سے بھی محروم ہوگئی تھی۔ کوئی بھی دشمن وہاں پہنچ کر اسے ایک چٹکی میں مسل سکتا تھا۔

فی الحال صرف اس لیے دشمنوں سے محفوظ تھی کہ اسے الپا کی حیثیت سے کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ اس وقت وہ اپنے بدترین حالات سے بے خبر تھی کیونکہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔

ایک پولیس انسپکٹر بوبی کو لے کر پولیس کے افسر اور ڈاکٹر کے پاس آیا پھر بولا "سر! اس جوان کا نام بوبی اسمتھ ہے۔ یہ اس بے ہوش عورت کا شوہر ہے۔ یہ اس کا شناختی کارڈ اور یہ میرج سرٹیفکیٹ ہے۔"

افسر نے انسپکٹر سے کہا "تم خاموش رہو۔ مجھے سوالات کرنے دو۔"

افسر نے اسے گھور کر دیکھا پھر کہا "تم نے بیوی کو بے لگام چھوڑ دیا ہے۔ یہ ریس کا میدان سمجھ کر گاڑی چلاتی ہے۔ اس نے ایک بہت بڑی دکان کو تباہ کردیا ہے۔"

"میری وائف غیر ذمے دار نہیں ہے اور ابنارمل بھی نہیں ہے کہ خوا مخواہ کسی کی دکان میں گاڑی گھسا دے گی۔ کسی کو بھی حادثہ پیش آسکتا ہے۔ میری وائف کے ساتھ بھی یہی ہوا ہے۔"

"بہت اسمارٹ بن کر بول رہے ہو۔ دکان کے مالک نے ہرجانے کے طور پر پچیس لاکھ ڈالرز کا مطالبہ کیا ہے۔ کیا تمہاری پچیس لاکھ کی حیثیت ہے؟"

"آفیسر! تم قانون کے ایک ذمے دار محافظ ہو۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں کہ عام شہریوں سے طنزیہ انداز میں گفتگو نہ کرو۔"

"تم؟ تم مجھے سمجھا رہے ہو؟ تمہاری اوقات کیا ہے؟"

"اوقات یہ ہے کہ دکان کے مالک کو پچیس لاکھ ڈالرز ابھی دے سکتا ہوں اور ابھی کھڑے کھڑے تمہاری وردی اتار سکتا ہوں۔"

افسر کرسی سے اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ غصے سے بولا "تم میری وردی اتاروگے؟ اتنی بڑی بات کہہ رہے ہو تو اب میں تمہیں حوالات میں پہنچا کر تمہارے کپڑے اتاروں گا۔ وہاں ایسے ڈنڈے پڑیں گے کہ پولیس والوں کو چیلنج کرنا بھول جاؤ گے۔"

بوبی نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اسے دکھاتے ہوئے کہا "یہ ہے میری اصل آئیڈنٹٹی۔ میں انٹیلی جنس کا ٹیم سپیشل آفیسر فار میڈم الپا" ہوں۔ ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کا خاص ماتحت ہوں۔ اب تم دیکھو گے کہ دن میں کس

طرح تارے نظر آتے ہیں۔"

وہ موبائل فون آن کرکے نمبر پنچ کرنے لگا۔ پولیس افسر اپنا رعب اور دبدبہ بھول گیا تھا۔ اسے سیلوٹ کرکے عاجزی سے گڑگڑا رہا تھا۔ بوبی نے فون پر کہا "کیپٹن! میں بوبی اسمتھ بول رہا ہوں۔ اپنی ٹیم کے ساتھ پولیس اسپتال آؤ اور ایک پولیس افسر کو گرفتار کرکے لے جاؤ۔ اسے حراست میں رکھو۔ کل تک میڈم الپا اس کی وردی اتارنے کا حکم دیں گی۔"

اس نے فون بند کرکے افسر سے کہا "جو عام شہری کی عزت نہ کرے، اسے سپاہی کی وردی نہیں پہننا چاہیے۔ کمرے سے باہر جاؤ۔ گیٹ آؤٹ!"

وہ سر جھکا کر وہاں سے چلا گیا۔ بوبی نے ڈاکٹر سے پوچھا۔ "میری وائف کو ہوش آیا تھا؟"

"نہیں۔ یہ مسلسل بے ہوش پڑی ہیں۔ ویسے ہوش میں آجائیں گی۔ یہ بری طرح زخمی ہوگئی ہیں۔ زخم بھرنے میں بہت وقت لگے گا۔"

"میں اپنی وائف کے علاج کے لیے خاص توجہ چاہتا ہوں۔ ابھی اوپر سے احکامات موصول ہوں گے۔ تم ایک لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ دن رات میری وائف کو اٹینڈ کرو گے اور اس کی میڈیکل رپورٹ مجھے دیتے رہو گے۔"

"آپ کو رپورٹ ملتی رہے گی۔ ہاں یاد آیا۔ ان کے سر کے پچھلے حصے میں ایک کیل گھس گئی تھی۔"

"کیل۔۔؟" بوبی نے چونک کر پوچھا "کہاں ہے، وہ کیل؟ وہ سر کے کس حصے میں تھی؟"

وہ انجان بن کر پوچھتا ہوا، الپا کے سرہانے آیا۔ ڈاکٹر نے اس کے بالوں کو ہٹاتے ہوئے کہا "یہاں وہ کیل پیوست ہوگئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا وہ کیل کس طرح سر میں گھس گئی تھی؟"

ڈاکٹر نے وہ کیل اسے دکھائی۔ بوبی نے اسے ہاتھ میں لے کر دیکھا اور سوچا "یہ الپا کے ساتھ بہت برا ہوا۔ اب اس کے دماغ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ ابھی اس حال میں یہ کئی دنوں تک نہ خیال خوانی کرسکے گی اور نہ ہی سانس روک کر دشمنوں کو اپنے دماغ سے بھگا سکے گی۔"

وہ ڈاکٹر سے بولا "جہاں حادثہ ہوا تھا۔ وہاں کسی جگہ یہ کیل ہوگی۔ اور اس کے سر میں پیوست ہوگئی ہوگی۔ بہر حال میں یہ کیل اپنے پاس رکھ رہا ہوں۔ آپ کو اعتراض تو نہیں ہے؟"

"نہیں، بالکل نہیں۔ آپ اسے لے جاسکتے ہیں۔"

کتابیات پبلی کیشنز

وہ کیل کو جیب میں رکھ کر موبائل کے ذریعے آرمی انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسران سے رابطہ کرنے لگا۔ اس اسپتال میں الپا کے لیے وہ حفاظتی انتظامات لازمی تھے۔ یہ کسی پر ظاہر نہیں کرنا تھا کہ وہ الپا ہے۔ بوبی اسے اپنی بیوی کی حیثیت سے پیش کررہا تھا۔ وہ سرکاری طور پر الپا کا اسپیشل سیکیورٹی افسر تھا اور یہ بہت بڑا عہدہ تھا۔ اس کے احکامات کی تعمیل ایسے ہی ہوتی تھی جیسے وہ احکامات الپا نے صادر کیے ہوں۔

اور وہ الپا کے لیے ہی حفاظتی انتظامات کررہا تھا۔ وہ اپنے اعمال کے مطابق برے نتائج سے دوچار ہورہی تھی۔ اسپتال میں ایک لاوارث کی طرح بے یار ومددگار پڑی ہوئی تھی۔ اگر بوبی اس کا وفادار نہ ہوتا تو بڑے کارنامے انجام دینے والی ناقابلِ شکست اور مغرور الپا کی زندگی کا اختتام اسی اسپتال میں ہوجاتا۔

وہ اتنا وفادار تھا کہ جب تک الپا ہوش میں نہ آتی' زخموں کی تکلیف کم نہ ہوتی اور سیکیورٹی کے تمام انتظامات مکمل نہ ہوجاتے' تب تک وہ اسے اسپتال میں تنہا چھوڑ کر نہ جاتا۔

وہ اسپتال میں رات گزارنے لگا اور وہی رات پارس قید خانے میں گزار رہا تھا۔ ایک قیدی بے بس اور مجبور ہوتا ہے مگر وہ حالات کے آگے بے بس ہوتا اور سر جھکا کر بیٹھنا نہیں جانتا تھا۔ اس نے سوچا "میں ابھی صرف اس لیے بے بس اور مجبور ہوں کہ میرا دماغ کمزور ہے۔ اگر توانائی بحال ہوجائے تو میں خیال خوانی کے ذریعے اس قید خانے سے باہر جاسکتا ہوں۔"

جب غلطی یا کمزوری معلوم ہوجائے تو اسے اپنی عقل سے دور کیا جاسکتا ہے۔ پارس وہاں فرش پر بیٹھ کر یوگا کی مشقیں دہرانے لگا۔ اس طرح وہ خوا مخواہ قیدی بن کر بیٹھنے کے بجائے توانائی حاصل کرنے کے طریقوں پر عمل کرنے لگا۔ آہنی سلاخوں کے دوسری طرف کھڑے ہوئے پہرے دار یوگا کے بارے میں نہیں جانتے تھے۔ انھوں نے کبھی کسی کو یوگا کی مشقیں کرتے نہیں دیکھا تھا۔ وہ پارس کو عجیب و غریب حرکتیں کرتے دیکھ کر مسکرانے لگے۔

وقت گزرنے لگا۔ رات کے دس بجے دونوں پہرے دار آہنی سلاخوں کے قریب آئے۔ ایک نے اشاروں سے پوچھا۔ "کھانا کھاؤ گے؟"

اس نے کہا "تکلیف نہ کرو۔ میں باہر آکر کھاؤں گا۔"

وہ دونوں اپنے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگے۔ تاکہ ہنسی کی آواز منہ سے باہر نہ نکلے۔ الپا نے تاکید کی تھی' پارس کو اپنی آواز بھی نہ سنائی جائے۔ اس سلسلے میں دونوں محتاط تھے۔

رات کے ساڑھے گیارہ بجے تیسرا پہرے دار ان کے لیے کھانا لے کر آیا۔ وہ تینوں وہاں بیٹھ کر کھانے لگے۔ تیسرا پہرے دار پارس کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ یوگا کی مشقیں کرنے کے باعث پسینہ پسینہ ہورہا تھا اور آنکھیں بند کیے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

پارس نے وہاں قید ہونے سے پہلے جس پہرے دار کی گفتگو سنی تھی' وہ روٹیاں کھا رہا تھا۔ وہ کھانا چھوڑ کر اپنے ساتھی کے قریب آکر اس کے کان میں بولا "یار! شام سے گونگے بنے ہوئے ہیں۔ کہیں سچ مچ گونگے نہ بن جائیں۔ ہم ایک دوسرے کے کانوں میں بول سکتے ہیں اور سن سکتے ہیں۔"

دوسرے نے جواباً اس کے کان میں کہا "ڈر لگتا ہے۔ قیدی کے کان تیز ہوں گے تو ہمارے کانوں میں ہونے والی باتیں بھی سن لے گا۔"

پارس نے کہا "وہ تو میں سن رہا ہوں۔"

دوسرے پہرے دار نے حیرانی سے پوچھا "یار! میں تیرے کان میں بول رہا ہوں پھر میرے کان میں تیری آواز کیسے سنائی دے رہی ہے؟"

"گدھے! میں تیرے دماغ میں بول رہا ہوں۔"

"ایں۔۔۔؟" اس نے سر گھما کر آہنی سلاخوں کے پیچھے پارس کو دیکھا۔ پارس آنکھیں بند کیے پلتھی مارے فرش پر بیٹھا تھا۔ پہرے دار نے سوچا "نہیں' یہ میرے دماغ میں نہیں ہے۔ اس کی تو آنکھیں بند ہیں۔ اس نے آواز بھی نہیں سنی ہے۔"

وہ کھانا چھوڑ کر کرسی سے اٹھ کر تیسرے پہرے دار کے پاس آیا پھر اس کے کان میں بولا "اگر کوئی کانا پھوسی کرے تو کیا تم دور سے اس کی آواز سن سکتے ہو؟ کیا یہ قیدی میری آواز سن رہا ہوگا؟"

تیسرے نے جواباً اس کے کان میں پوچھا "یہ کیسا احمقانہ سوال کررہے ہو؟ آدمی کے پاس خرگوش کے کان ہوں تب بھی دور کی آواز نہیں سن سکے گا۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کے کان میں بول رہے تھے۔ تیسرے نے آہنی سلاخوں کے پاس آکر اپنی گن پارس کی طرف پھینک دی۔ اس کے ساتھی نے حیرانی سے پوچھا "یہ تم نے کیا کیا؟"

پارس نے دوسرے کی طرف دیکھا۔ دوسرے نے بھی اپنی گن اس کے سامنے پھینک دی۔ وہ تیسرے کے دماغ میں پہنچ گیا۔ تیسرے نے اپنی گن سے دونوں ساتھیوں کا نشانہ لے کر کہا "دروازہ کھولو اور قیدی کو باہر آنے دو۔"

ایک نے پریشان ہوکر پوچھا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم دونوں نے اپنی گنیں قیدی کے پاس پھینک دیں اور یہ ہمارا ساتھی ہوکر ہمیں گولی مارنے والا ہے۔"

"دروازہ فوراً نہیں کھولو گے تو گولی ماردوں گا۔"

ایک نے دروازہ کھول دیا۔ پارس وہ دو رائفلیں اٹھا کر باہر آیا۔ تیسرے پہرے دار نے دونوں سے کہا "اندر چلو۔ جلدی کرو۔"

وہ دونوں آہنی سلاخوں کے پیچھے گئے۔ تیسرے نے کہا "میرے اندر یہ قیدی گھسا ہوا ہے۔ یہ پہلے تم دونوں کے اندر تھا۔ اسی لیے تم نے اپنی رائفلیں اس کے سامنے پھینک دی تھیں۔ اب میں اپنی رائفل بھی اسے دے رہا ہوں۔"

وہ اپنی رائفل پارس کو دے کر اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس آہنی سلاخوں کے پیچھے چلا گیا۔ پارس نے دروازے کو مقفل کیا پھر تینوں رائفلوں کو دور پھینک کر کہا "یہاں صبح تک خاموش بیٹھے رہو یا سوتے رہو اور خدا کا شکر ادا کرتے رہو کہ تمہیں زندہ چھوڑ کر جارہا ہوں۔"

وہ وہاں سے پلٹ کر ایک دروازہ کھول کر چلا گیا۔ اس نے پہرے داروں کے خیالات سے معلوم کیا تھا کہ وہ حیفہ کے ایک علاقے میں ہے۔ بابا صاحب کے ادارے کے سراغ رساں اسرائیل کے بڑے شہروں میں موجود رہتے تھے۔ اس نے ایک سراغ رساں کے دماغ میں پہنچ کر کہا "میں حیفہ کی قتم اسٹریٹ کے موڑ پر نیشنل بینک کے سامنے انتظار کررہا ہوں۔ فوراً گاڑی لے کر آؤ اور ایک ایسا انجکشن لے کر آؤ' جس کے ذریعے مجھے چند منٹ کے لیے دماغی طور پر مجھے کمزور بناسکو۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "سر! آپ کمزور ہونا چاہتے ہیں؟"

"ہاں' مصلحتاً ہونا چاہتا ہوں' صرف پندرہ بیس منٹ کے لیے۔"

"ٹھیک ہے سر! میں یہ انجکشن لاؤں گا۔ اس کی متضاد دوا بھی لاؤں گا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد توڑ کرنے کے لیے دوسرا انجکشن لگایا جائے گا تو کمزوری دور ہوجائے گی۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

پارس نے اس سے رابطہ کرنے کے بعد خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر ثانی کے پاس پہنچ کر کہا "ہائے جانم! کیا مجھے بھول چکی ہو؟ کئی گھنٹوں سے انتظار کررہا ہوں۔"

"تم کیسے ہو۔" ثانی نے بے تابی سے پوچھا۔ "تمہیں تو الپا نے بری طرح ٹریپ کرلیا تھا پھر تم کس طرح مجھ سے رابطہ کررہے ہو۔" جواب میں پارس نے ساری تفصیل اسے بتادی۔

ثانی نے پوچھا "کیا واقعی الپا نے تمہیں اپنا معمول بنالیا تھا؟ تم اس کے معمول بن چکے ہو تو اتنی آزادی سے اس کے خلاف کیسے بول رہے ہو؟"

"اس سلسلے میں کچھ اچھی طرح سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ الپا مجھے معمول بنا کر بڑے غرور سے مجھے ایک ٹانگ پر نچا رہی تھی پھر اچانک ہی اس نے رابطہ ختم کردیا۔ سات گھنٹے گزر چکے ہیں۔ وہ اب تک میرے اندر نہیں آئی ہے۔ میں اس کے مسلح پہرے داروں کو قیدی بنا کر وہاں سے آیا ہوں۔ آزادی سے سوچ رہا ہوں۔ تم سے گفتگو کررہا ہوں لیکن وہ رکاوٹ نہیں بن رہی ہے۔"

ثانی نے کہا "الپا تمہیں جیت کر کبھی ہارنا نہیں چاہے گی۔ وہ بڑے اہم معاملات کو وقتی طور پر نظرانداز کرسکتی ہے لیکن تمہیں ایک لمحے کے لیے بھی نظرانداز نہیں کرے گی۔"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔ وہ کسی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ اسے میرے دماغ میں آنے کا موقع نہیں مل رہا ہے۔"

"یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ دماغی کمزوری میں مبتلا ہوگئی ہو۔ ویسے وہ جہاں بھی ہو۔ جس حال میں بھی ہو۔ ہمیں موقعے سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ میں تمہارے دماغ میں آکر اس کے تنویمی عمل کا توڑ کروں گی۔"

"تم میرے اندر نہیں آسکو گی۔ اس نے میرے دماغ کو لاکڈ کیا ہے۔"

"پھر تو تمہیں ایک ذرا کمزور بنا کر آؤں گی۔"

"اس کا انتظام میں نے کیا ہے۔ ایک سراغ رساں میرے لیے گاڑی لارہا ہے۔ وہ ایسی دوا بھی لارہا ہے' جسے انجکٹ کرنے سے میں کچھ دیر کے لیے کمزوری محسوس کروں گا۔ ایسے وقت تم میرے اندر آکر الپا کے تنویمی عمل کو ختم کرسکو گی۔"

وہ سراغ رساں گاڑی لے کر آگیا۔ پارس نے اس سے کہا "میں پچھلی سیٹ پر لیٹ رہا ہوں۔ وہ انجکشن لگادو۔ جب تک میں سوتا رہوں' مجھے نہ جگانا۔ میں گاڑی میں ہی نیند پوری کروں گا۔ دوا انجکٹ کرنے سے پہلے اپنی میڈم ثانی

کے پاس جاؤ۔"

اس نے خیال خوانی کے ذریعے ثانی کو مخاطب کر کے کہا۔ "میڈم! میں مسٹر پارس کے لیے گاڑی لے آیا ہوں۔ یہ پچھلی سیٹ پر لیٹ کر انجکشن کے ذریعے کمزور ہونا اور پھر گہری نیند سونا چاہتے ہیں۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ میں انہیں اپنے بنگلے میں لے جاؤں۔ وہاں یہ آرام سے سوتے رہیں گے۔"

"نہیں۔ تم تل ابیب جاؤ گے۔ اپنے بنگلے تک پہنچنے میں ایک گھنٹا لگے گا۔ ایسا کسی وقت بھی آ کر پارس کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ فوراً انجکشن لگاؤ اور گاڑی وہاں سے لے جاؤ۔ میں پارس کے اندر رہوں گی۔"

سراغ رساں نے ہدایات پر عمل کیا۔ پارس کو انجکشن لگا کر سامنے اسٹیئرنگ سیٹ پر آ گیا پھر گاڑی اسٹارٹ کر کے ڈرائیو کرنے لگا۔ ثانی اپنے پارس کے دماغ میں پہنچ چکی تھی۔

○☆○

آندرے اور سائن کے باقی تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں میں ایک کا نام بیکر برائٹ تھا۔ وہ ذہین تھا۔ ہمیشہ کسی نہ کسی معاملے میں مصروف رہتا تھا۔ جب کوئی مصروفیت نہیں ہوتی تھی کسی نہ کسی سے عشق کرنے لگتا تھا۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں وہ پہلا ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا' جو شاعر تھا دشمنوں کی دنیا میں سخت عملی زندگی گزارتا ہوا شاعری کرتا تھا۔ حسن پرست تھا۔ حسین خیالات اور نازک احساسات کا حامل تھا۔ اس کی یہ خوبی تھی کہ وہ ہوس پرست نہیں تھا۔ کسی حسین اور جوان عورت کو دیکھ کر ایک عیاش کی طرح للچاتا نہیں تھا۔ حسن کی قدر کرتا تھا۔

وہ قد آور' خوب رو اور صحت مند جوان تھا۔ حسین لڑکیاں اس سے متاثر ہو جاتی تھیں۔ اس کی دوست بن جایا کرتی تھیں۔ وہ سب سے دوستی کرتا تھا۔ لیکن عیاشی سے پرہیز کرتا تھا۔ وہ حسن پر شاعری کرتا تھا۔ اسے میلا نہیں کرتا تھا۔

آندرے نے کہا "تمہاری زندگی میں ایک سے بڑھ کر ایک حسین لڑکی آتی ہے تم کسی سے شادی کیوں نہیں کر لیتے؟"

بیکر برائٹ نے کہا "میرے سامنے جو بھی حسن آتا ہے' وہ آنکھوں کو اچھا لگتا ہے۔ میں نے ایسا حسن نہیں دیکھا' جو دل میں اتر جائے۔"

سائن نے کہا "بے شک' دنیا میں بے شمار حسینائیں ہیں لیکن کوئی ایک حسینہ ایسی ہوتی ہے' جو ملکۂ حسن نہ ہونے کے باوجود دل میں سما جاتی ہے اور وہی شریکِ حیات بن جاتی ہے۔"

بیکر نے کہا "تم ٹھیک کہتے ہو۔ میری نظروں میں وہی عورت حسین ہے' جو دل جیت لیتی ہے۔ ایسی عورت لیے ایک قدرتی کشش ہوتی ہے۔"

آندرے نے کہا "مجھے اندیشہ ہے' تمہاری گرل فر کی تعداد بڑھتی رہے گی تو تمہارے فرائض کی ادائیگی گڑبڑ ہو سکتی ہے۔"

"کوئی گڑبڑ نہیں ہوگی۔ تمہیں کس بات کا اند ہے؟"

"دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی نہ کسی لڑکی کے ذریعے معلوم کر لیں گے کہ تم یوگا کے ماہر ہو۔ ٹیلی پ جانتے ہو۔"

"میں لڑکیوں کی موجودگی میں ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرتا ہوں۔"

"اگر کسی لڑکی کے ذریعے کوئی تمہارے دماغ میں آ گا تو تم سانس روک کر اسے بھگاؤ گے۔ تمہاری اسی حرک سے دشمن سمجھ لیں گے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ تمہارے خلاف ایسے حالات پیدا کیے جائیں گے کہ تم مجبور ہو کر خوانی کرنے لگو گے۔"

"دشمنوں کا خوف ایسا ہے تو ہمیں گھر سے نکلنا چاہیے۔ کیا پتا' ہم کسی دکان میں خریداری کے لیے جا وہاں کسی سیلز گرل کے دماغ میں کوئی ہو اور ہمیں ٹر کر لے۔"

"ایسا ہوگا تو ہم اسے ایک اتفاق کہیں گے۔ دان مندی یہی ہے کہ لوگوں کی بھیڑ میں نہ جائیں۔ محفلوں میں تقریبات میں جانے سے پرہیز کریں۔ اگر کسی ضرورت جانا ہو تو خاموش رہیں۔ کم بولیں' اپنا مقصد پورا کریں وہاں سے چلے آئیں۔ جتنی احتیاط کی جائے گی' اتن خطرات کم ہوں گے۔"

"ٹیلی پیتھی کی دنیا میں جو واقعات پیش آتے رہتے ان پر غور کرو تو یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ اچھے خا تجربے کار ٹیلی پیتھی جاننے والے عورتوں کے چکر چکراتے رہے ہیں اور جیتی ہوئی بازیاں ہارتے رہے ہیں۔"

سائن نے کہا "ٹیلی پیتھی جاننے والے جے سامو نے بنی نام... کی ایک حسینہ کے ذریعے ٹریپ کیا تھا۔ اور آندرے نے صرف بنی کے ذریعے تمام امریکی اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا محکوم بنا لیا۔ مشین قبضہ جمالیا۔ صرف ایک عورت کے باعث

مگر ہم اور تم سب ہی جانتے ہیں کہ وہ دو خیال خوانی کرنے والے بھی شیوانی جیسی عورت کے ذریعے ٹریپ کیے گئے ہیں۔"

بیکر نے کہا "تم دونوں ایسی ٹھوس مثالیں پیش کر رہے ہو کہ مجھے ڈر جانا چاہیے حسینوں کی قدر نہیں کرنا چاہیے۔ قدر کرنے سے حسینوں کا میلہ لگ جاتا ہے اور اس میلے میں دشمنوں کو چھپ کر آنے اور ٹریپ کرنے کے مواقع مل جاتے ہیں۔"

وہ دونوں ہنسنے لگے۔ ایک نے کہا "ہم یہ نہیں کہتے کہ حسن پرستی اور شاعری نہ کرو۔ اس کے لیے ایک حسینہ کافی ہے۔ کسی ایک سے شادی کرو۔ وہ اپنی ہوگی۔ اپنی رازدار ہوگی۔ دشمن اسے آلہ کار نہیں بنا سکیں گے۔ ہم سب اسے تحفظ دیں گے۔ وہ ہمارے لیے قابلِ اعتماد رہے گی۔"

دوسرے نے کہا "عورت جب تک پرائی رہتی ہے۔ تب تک اس کی طرف سے اندیشہ رہتا ہے مگر وہی عورت بیوی بن کر ڈھال بن جاتی ہے۔"

بیکر نے کہا "میری زندگی میں جتنی حسینائیں آتی ہیں۔ وہ مجھے شاعر بناتی ہیں۔ شوہر بنانے والی اب تک کوئی نہیں آئی۔ میں کیا بتاؤں کہ کیسی چاہتا ہوں۔ میں خود نہیں جانتا۔ جب وہ آئے گی تو میں سمجھ پاؤں گا۔"

پھر ایک دن وہ بیکر کو نظر آ گئی۔ اس پر نظر پڑتے ہی وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔ وہ نگاہوں کے سامنے مسکرا رہی تھی۔ فینسی ڈریس میں ہندوستان کی راج کماری لگ رہی تھی مگر افسوس وہ سامنے ہوتے ہوئے بھی سامنے نہیں تھی۔

کیونکہ وہ ایک میگزین کے سرورق پر تھی۔ سرورق پر اس کی تصویر کہہ رہی تھی کہ میں تصویر میں ایسی ہوں تو روبرو جیتی جاگتی کیسی لگوں گی؟

بیکر اس میگزین کی ورق گردانی کرنے لگا۔ اندر کے چند صفحات میں مختلف زاویوں سے کئی اداؤں بھری تصویریں تھیں۔ ہر تصویر اس کا دل کھینچ رہی تھی۔ اسے دیوانہ بنا رہی تھی۔

وہ کون ہے؟ کیا واقعی ہندوستان کی راج کماری ہے؟ میگزین میں اس کا نام کرشمہ کماری لکھا ہوا تھا۔ باقی مضمون ہندوستانی ملبوسات اور زیورات وغیرہ کے بارے میں تھا۔ وہ اس کے متعلق جتنا زیادہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ وہ میگزین سے معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ تصویر کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

کرشمہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی رک رک کر سانس لینے لگی۔ بیکر پہلے خاموشی سے اس کے خیالات پڑھتا رہا پھر بولا "پلیز سانس نہ روکو۔ میں تمہارا دیوانہ ہوں۔ تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

لیکن کرشمہ نے سانس روک لی۔ بیکر اتنی دیر میں کرشمہ کے ساتھ رہنے والی پدمنی کی آواز اور لہجہ سن چکا تھا۔ وہ پدمنی کے دماغ میں پہنچ کر کرشمہ کے اور اس کے خاندان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا۔

پھر وہ آندرے اور سائن کے پاس آ کر وہ میگزین انہیں دیتے ہوئے بولا "یہ ہے میری آئیڈیل حسینہ' یہ میری لائف پارٹنر بن سکتی ہے۔"

انہوں نے کرشمہ کی تصویریں دیکھ کر اس کے انتخاب کی داد دی۔ سائن نے کہا "یار! یہ لاجواب ہے لیکن یہ اس سے رومانس کا موقع نہیں ہے۔ یہاں شیوانی اور اس کی ٹیم چین جا رہی ہے۔ تم نے ابھی تک یہ معلوم نہیں کیا ہے کہ شیوانی نے جے کانو کے بعد جے فلو کو بھی ٹریپ کیا ہے یا نہیں؟"

بیکر نے کہا "میں اسکاٹ لینڈ یارڈ جا رہا ہوں۔ وہاں سے تمہیں مکمل معلومات فراہم کروں گا۔ تم بھی مجھ سے تعاون کرو۔"

"ہم سے کیا تعاون چاہتے ہو؟"

"میں تمہیں پدمنی نام کی ایک عورت کے اندر پہنچا رہا ہوں۔ کرشمہ تم دونوں کو اپنے دماغ میں زیادہ دیر رہنے نہیں دے گی۔ سانس روک لے گی۔ تم دونوں پدمنی کے خیالات پڑھ کر کرشمہ اور اس کے خاندان کے بارے میں اہم معلومات حاصل کرو۔ میں نے بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ اس کی ماں اور اس کا بھائی کالا جادو جانتے ہیں۔ ہم انہیں اپنا معمول بنا کر ان سے بہت کام لے سکتے ہیں۔ میں اسکاٹ لینڈ جا رہا ہوں۔ واپسی پر باتیں ہوں گی۔"

بیکر نے دونوں کو اپنے دماغ میں بلا کر انہیں پدمنی کے دماغ میں پہنچا دیا۔ پھر اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے اسکاٹ لینڈ یارڈ چلا گیا۔

آندرے اور سائن نے پدمنی کے ذریعے کرشمہ اور جمنا کماری' بھیما اور کالا جادو سمیت بہت ساری معلومات حاصل کر لیں' انہیں علم ہوا کہ کرشمہ تعلیم یافتہ' ذہین اور اسمارٹ ہے۔ مارشل آرٹ جانتی ہے۔

آندرے اور سائن کے لیے کالا جادو اور آتما کے معاملات بڑے دلچسپ تھے۔ انہوں نے پدمنی کے ذریعے کلپنا کی آواز سنی پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئے۔ وہاں بھیما'

پدمنی سے باتیں کر رہا تھا پھر جسونت نے آکر کلپنا سے کہا "تم اس آتما کی وجہ سے مجھے اپنی تنہائیوں میں نہیں آنے دے رہی ہو مگر میں تمہارے حسن و شباب سے ضرور کھیلوں گا۔ میری ماں آئے گی تو تمہارے اندر کی آتما ٹیلی پیتھی کو بھی خاک میں ملا دے گی۔"

جسونت کے اس چیلنج نے آندرے اور سائن کو چونکا دیا۔ آندرے نے کہا "پتا نہیں، یہ بھیا کون ہے؟ یہ تو ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

سائن نے کہا "ہم نے پہلے یہ نام کبھی نہیں سنا۔ بھیا کے علاوہ اور پتا نہیں کتنے ہیں، جن سے ہم واقف نہیں ہے۔"

"اور اس لیے واقف نہیں ہیں کہ جانے انجانے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کتراتے رہتے ہیں۔ اپنی بہتری اور سلامتی کے لیے ان سے دور رہتے ہیں۔ اس طرح ہمیں پتا نہیں چلتا کہ ہماری دنیا میں کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں؟ وہ کہاں کہاں مصروف رہتے ہیں؟ ان میں سے کتنے مرتے ہیں اور کتنے نئے پیدا ہو جاتے ہیں۔"

سائن نے کہا "ایسی بے خبری ہمیں کسی وقت بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ہمیں اس پہلو پر غور کرنا چاہیے کہ بے خبر رہنا چاہیے یا نہیں؟"

"کوئی موٹی عقل والا بھی کہے گا کہ بے خبری نقصان پہنچاتی ہے۔"

بیکر برائٹ اپنے فرائض ادا کر کے دوسرے دن واپس آیا۔ اس نے بتایا کہ شیوانی نے جے کافو کے علاوہ جے فلو کو بھی اپنا معمول بنا لیا ہے۔ وہ جے سامو کو ٹریپ کرنے میں ناکام رہی ہے اور کل صبح کی ایک فلائٹ سے اپنی ٹیم کے ساتھ چین جانے والی ہے۔"

پھر اس نے پوچھا "اب بتاؤ، تم دونوں نے میری کرشمہ کے بارے میں کیا کچھ معلوم کیا ہے؟"

سائن نے کہا "تشویش کی بات یہ ہے کہ کرشمہ کے خاندان میں جادوگروں کے علاوہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی ہے۔"

"کیا...؟" وہ حیرانی سے بولا "وہاں کون ہے، جو ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟"

"اس کا نام بھیا ہے۔ اس کی آتما کلپنا کے اندر سمائی ہوئی ہے۔"

"پھر تو وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔"

سائن نے کہا "وہ ایک ہے۔ ہم پانچ ہیں۔ ہم حکمت عملی سے اسے ٹریپ کر سکتے ہیں۔ اگر وہ قابو میں نہیں آئے گا تو اسے وہاں سے بھگانے کا ایک آسان راستہ ہے۔"

"اسے کیسے بھگایا جا سکے گا؟"

"ہم کلپنا کو مار ڈالیں گے۔ بھیا کی آتما اس کا مردہ جسم چھوڑ کر جانے پر مجبور ہو جائے گی۔"

"وہ اسی خاندان میں کوئی دوسرا جسم حاصل کرے گی۔"

"بھیا اسی دوسرے جسم میں چھپ کر نہیں رہ سکے گی۔ ہم اس دوسرے جسم کو بھی ختم کر دیں گے۔ جب اسے پتا چلے گا کہ اس کے مقابلے میں ہم پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں تو پھر وہ اس خاندان کا رخ نہیں کرے گا۔"

بیکر نے خوش ہو کر کہا "اور یہ میرا فرض بھی ہے کہ میں اپنی محبوبہ کو بھیا جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے محفوظ رکھ سکوں۔"

"بیکر! ہمیں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرتے رہنا چاہیے۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ ہم بھیا جیسے تنہا ٹیلی پیتھی جاننے والے سے ٹکرائیں۔ بھیا ہمارے لیے خطرناک نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کا اپنا کوئی وجود، کوئی جسم نہیں ہے۔ اس کی آتما اسی دنیا میں رہنے کے لیے دوسرے جسموں کا سہارا لیتی رہے گی۔ ایسے عارضی سہارے کو ہم ختم کریں گے تو وہ ہم سے دور بھاگ جائے گا۔ وہ ہمارے لیے نہیں، ہم اس کے لیے خطرہ بن کر رہیں گے۔"

ان دوستوں نے یہ طے کر لیا کہ THERE IS NO GAME WITHOUT RISK یعنی خطرہ مول لیے بغیر کوئی کھیل کھیلا نہیں جا سکتا۔ بیکر کو رومانس کرنا چاہیے۔ کرشمہ سیدھی طرح حاصل نہیں ہوگی۔ اس لیے تنویمی عمل کر کے اسے حاصل کرنا چاہیے۔

بیکر نے کہا "دوستو! میں یہاں اپنے حصے کے فرائض ادا کر چکا ہوں۔ شیوانی اور اس کی ٹیم کے بارے میں مکمل رپورٹ دے چکا ہوں۔ لہٰذا مجھے ہندوستان جانے کی اجازت دو۔ جب کرشمہ میری طرف مائل رہے گی تو میں اس کے قریب رہنا چاہوں گا۔"

سائن نے کہا "ہاں بھئی! کرشمہ کے حسن کا شعلہ بھڑکے گا تو جلنے کے لیے پروانے کو وہاں جانا چاہیے۔ ضرور جاؤ۔"

اس رات اس نے کرشمہ پر تنویمی عمل کیا۔ اس عمل کے دوران میں آندرے اور سائن بھی موجود رہے تاکہ کامیاب تنویمی عمل کا یقین کر سکیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ پورس بھی کرشمہ کے اندر چھپا ہوا ہے۔

پورس نے دانش مندی سے کام لیا۔ اس نے تنویمی عمل میں رکاوٹ پیدا نہیں کی۔ پارس اور پورس وغیرہ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ جب بابا صاحب کے ادارے کی جانب سے انہیں آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے تو اس کے اہم مقاصد ہوتے ہیں۔ وہ آزاد رہنے کے باوجود کسی ایسے دشمن سے ٹکرا جاتے ہیں یا کسی ایسے مسئلے میں الجھ جاتے ہیں، جس کا تعلق بابا صاحب کے کسی اہم معاملے سے ہوتا ہے۔

مثلاً پورس آزاد گھومتا ہوا کرشمہ تک پہنچا تھا۔ کرشمہ کے ذریعے ایک دشمن بھیا کا سراغ ملا تھا پھر کرشمہ کے ذریعے ان ٹیلی پیتھی جاننے والے بیکر آندرے اور سائن تک پہنچنے والا تھا، جو چین میں ٹرانسفارمر مشین کی تیاری کو روکنے کی کوشش کر رہے تھے۔

اور اب پورس ان کے راستوں کی دیوار بننے والا تھا۔ اس طرح وہ آزاد اور بے لگام تفریح میں مشغولیت کے باوجود بابا صاحب کے ادارے کے ایک اہم معاملے میں ملوث تھا۔

فی الحال پورس کا ذکر چل رہا ہے۔ وہ بیکر کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن رہا تھا۔ اسے آزادی سے کرشمہ کو ہپناٹائز کرنے کا موقع دے رہا تھا۔ ایسا کرنے کی دو وجوہات تھیں۔ ایک تو یہ کہ رکاوٹ نہ بننے سے بیکر مطمئن رہے گا کہ کرشمہ کسی شک و شبے کے بغیر اس کی معمولہ اور اس کی محبوبہ بن چکی ہے۔ وہ کرشمہ کے دماغ کو لاک کر کے بھی مطمئن رہے گا کہ کوئی اس کے اندر نہیں آ سکے گا۔ جبکہ پورس اس کی مخصوص آواز اور لہجے کے مطابق جا سکے گا۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ پورس نے کرشمہ کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنی طرف مائل کیا تھا۔ یوں مائل کرنے یا ہونے سے بات نہیں ہو جاتی۔ اس نے کرشمہ کو اپنے تنویمی عمل سے آزاد کر دیا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ وہ اپنی مرضی سے بھی وقتی طور پر آزاد رہے گی۔

پورس نے بیکر کے تنویمی عمل کے بعد یہ بات کرشمہ کے دماغ میں نقش کی تھی۔ اس کے مطابق کرشمہ، بیکر کی معمولہ ضرور رہتی لیکن بیکر یا کسی اور کی طرف مائل ہونے کے سلسلے میں اس کا ذہن آزاد رہتا۔

بیکر اور اس کے ساتھیوں کو پورس کے سلسلے میں اتنا معلوم ہوا تھا کہ کرشمہ کے گھر میں شہباز نامی ایک مہمان آیا ہے۔ اس کی ماں اور بھائی اس مہمان کو پسند نہیں کرتے

بہرحال بیکر مطمئن ہو گیا تھا اور اپنے دوستوں سے رخصت ہو کر ہندوستان پہنچنے والا تھا۔ آندرے سمیت پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے طے کیا تھا کہ وہ بھیا کو ٹارگٹ بنائیں گے۔ اس کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔ اس کے بعد یا تو بھیا کو غلام بنائیں گے یا اسے ختم کر دیں گے۔

○☆○

تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ محبت دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ ایک طرف سے نہیں ہوتی۔ ایسا نہیں تھا کہ صرف ماریہ اپنی تنہائیوں میں زبیری کو یاد کرتی تھی اور اس سے دوبارہ ملنے کے لیے بے چینی سے دن گزار رہی تھی۔

احمد زبیری کو بھی محبت کا روگ لگ گیا تھا۔ اگرچہ وہ چین میں دشمنوں کے درمیان رہتا تھا۔ چین کے انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ میں اعزازی افسر تھا۔ غیر ملکی سیکرٹ ایجنٹس، سراغ رساں اور ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں سے نمٹتا رہتا تھا۔ ایسے فرائض ادا کرنے کے لیے ہمیشہ حاضر دماغی کی ضرورت ہوتی ہے۔ محبت کرنے کی فرصت نہیں ملتی۔ خوابوں اور خیالوں میں محبوبہ کو دیکھو تو دشمن سر پر پہنچ جاتے ہیں۔

مگر جب دل کسی پر آ جاتا ہے تو پھر سوتے جاگتے اس کی طرف دھیان جاتا رہتا ہے۔ زبیری اپنے فرائض اور ذمے داریوں کو حاضر دماغی سے ادا کیا کرتا تھا۔ صرف کھاتے وقت اور سوتے وقت ساری دنیا کو بھول کر ماریہ کی یادوں سے بہلنے لگتا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ جایا کرتا تھا۔

اس نے اب تک ماریہ کو اپنی خیال خوانی کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ وہ اس کی بے خبری اور لاعلمی میں اس کے احساسات اور جذبات کو پڑھتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہ ماریہ اس سے ہزاروں میل دور جا کر بھی اسے دل و جان سے چاہتی ہے اور دن رات اسے یاد کرتی رہتی ہے۔

اس نے زبیری سے وعدہ کیا تھا کہ وہ چین اور مسلمانوں کے خلاف جاسوسی نہیں کرے گی اور اب وعدے کے مطابق وہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی ملازمت سے استعفیٰ دے چکی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ شیوانی نے اسے تنویمی عمل کی زنجیروں میں جکڑ لیا تھا۔ اسے اپنی معمولہ بنا کر اس کا چہرہ اور حلیہ بدل کر اپنے ساتھ چین لے جا رہی تھی۔

شیوانی اپنا مشن پورا کرنے کے لیے بڑی کامیابی سے چالیس چلتی آ رہی تھی۔ اس نے جے کافو اور جے فلو کو اپنا معمول بنا کر ٹیلی پیتھی کی قوت حاصل کر لی تھی۔ وہ خود غیر

معمولی قوتوں کی حامل تھی پھر اس نے ماریہ کو اس لیے اپنا مہرہ بنایا تھا کہ چین پہنچ کر بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تلاش کرنے میں وقت ضائع نہیں ہوگا۔ ماریہ بیجنگ پہنچ کر احمد زبیری کو پہچان لے گی۔

ماریہ پر ہپناٹزم کے ذریعے یہ باتیں نقش کی گئی تھیں کہ وہ احمد زبیری کی محبت سے مجبور ہو کر بھیس بدل کر چین جا رہی ہے۔ اسے خوش خبری سنائی گئی کہ اس نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ وہاں لندن میں اس کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے بھیس بدل کر آ گئی ہے۔

وہ لندن کے ایک مشہور اخبار کی رپورٹر اور صحافی کی حیثیت سے ایک طیارے میں سفر کر رہی تھی۔ اس کے ذہن سے یہ فراموش کرا دیا گیا تھا کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ اس عمل کے مطابق وہ تنہا سفر کر رہی ہے جبکہ اس طیارے میں شیوانی' جے کافو' جے فلو اور اسکاٹ لینڈ یارڈ کے دو سراغرساں بھی سفر کر رہے تھے۔ ماریہ ان سب کو بھول چکی تھی۔

شیوانی کی کامیابیوں میں کچھ ناکامیاں بھی چھپی ہوئی تھیں' جن سے وہ بے خبر تھی۔ مثلاً یہ کہ آندرے اور سائن اس کے دو سراغ رسانوں کے دماغوں میں جگہ بنا چکے تھے۔ دوسری بات یہ کہ جے سامو بھی اپنے دو ساتھیوں کے دماغوں میں با آسانی پہنچ سکتا تھا اور جب ماریہ کو ہپناٹائز کیا جا رہا تھا۔ تب بھی جے سامو' ماریہ کے دماغ میں موجود تھا۔

اور یہ تو کوئی نہیں جانتا تھا کہ زبیری اپنی ماریہ کے دماغ میں خاموشی سے پہنچتا رہتا ہے۔ ایک بار جب وہ ماریہ کے اندر پہنچا تو پتا چلا اسے ہپناٹائز کیا جا رہا ہے۔ وہ چپ چاپ ہپناٹائز کرنے والے کی باتیں سنتا رہا اور معلوم کرتا رہا کہ اسے شیوانی نام کی کسی عورت کی معمولہ بنایا جا رہا ہے۔

پھر زبیری نے یہ بھی معلوم کیا کہ ماریہ کے ذریعے اس کے محبوب تک اور بابا صاحب کے ادارے کے دوسرے افراد تک پہنچنے کے لیے ماریہ کا چہرہ اور حلیہ بدلا جائے گا۔ یوں شیوانی کا یہ مقصد معلوم ہو گیا کہ وہ ٹرانسفارمر مشین وہاں تیار نہیں ہونے دے گی۔

دیکھا جائے تو موجودہ حالات میں شیوانی سب سے زیادہ خطرات میں گھری ہوئی تھی۔ ایک طرف آندرے اور سائن دوست بن کر اس سے دشمنی کر رہے تھے۔ اس انتظار میں تھے کہ وہ چین میں جیسے ہی ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ حاصل کرے گی' وہ نقشہ اس سے چھین لیا جائے گا۔ ورنہ شیوانی وہ نقشہ لے جا کر اسکاٹ لینڈ یارڈ میں وہ مشین تیار کر سکتی تھی۔

آندرے اور سائن اسے یہ موقع نہیں دینا چاہتے تھے۔

دوسری طرف جے سامو' شیوانی کی ٹیم میں سرگرم جے کافو' جے فلو اور ماریہ کے دماغوں میں پہنچا ہوا اپنے دونوں دوستوں کو شیوانی سے نجات دلانے کے مناسب موقع کا انتظار کر رہا تھا۔

تیسری طرف احمد زبیری اچھی طرح شیوانی کو سمجھ گیا تھا اور اب شیوانی کی توقع کے خلاف ایک نیا کے لیے تیار تھا۔ اس نے شیوانی کے بارے میں رپورٹ دی۔ میں اور علی چینی ماہرین کے ساتھ مشن کرنے کے ابتدائی مراحل میں مصروف تھے۔ اس مائکرو سے نقشے کو انلارج کر کے پرنٹ کیا گیا تھا پھر وہ مائکرو کے ایک اعلیٰ افسر کے حوالے کر دی گئی تھی۔ وہ افسر ماہر تھا پھر دلیر آفریدی کو ہم نے ہدایت کی تھی کہ وہ کوارٹر میں رہ کر اس افسر پر کڑی نظر رکھا کرے۔

جناب عبداللہ واسطی نے دلیر آفریدی کو اپنے بلایا تھا۔ اسے ایک دن اور ایک رات تک اپنے عبادت کرنے کی ہدایت کی تھی پھر اس پر کچھ روحانی تھا۔ جس کے نتیجے میں اس کا دماغ لاک ہو گیا تھا۔ اور چھٹی حس غیر معمولی طور پر تیز ہو گئی تھی۔ انہوں نے تھا کہ ٹرانسفارمر مشین تیار ہو گی تو اسے ٹیلی پیتھی جائے گا۔

انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کر کہا "فرہاد! ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں جو حالات واقعات پیش آ رہے ہوں یا آنے والے ہوں' ان کی مجھے دیا کرو۔"

میں نے کہا "میں آپ کو اطلاع دیتا رہتا ہوں کے مشوروں پر عمل بھی کرتا ہوں۔ کیا مجھ سے کوئی ہے؟"

"تم نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی ٹیم آ رہی ہے۔"

"جناب! آنے والی ہے۔ میں اس کے بارے میں سے گفتگو کرنے والا تھا۔ ویسے آپ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ بھلا آپ سے کون سی بات چھپی ہوئی ہے"

"جو بات ہمیں معلوم ہوتی ہے۔ اسے ہم خود نہیں کرتے۔ تم اپنی زبان سے ظاہر کرو۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ سے آنے والی ٹیم کے بارے میں بتاؤ۔"

میں انہیں بتانے لگا۔ انہوں نے سننے کے بعد کہا "اس ٹیم کی لیڈر شیوانی ہو سکتی ہے۔ احمد زبیری سے کہو' اسے آنے سے روکے اور تم یہاں کی وزارت داخلہ سے کہو' شیوانی یہاں آئے تو اسے روکا نہ جائے اور نہ ہی اس پر کسی طرح کا شبہ کیا جائے۔"

میں نے حیرانی سے کہا "جناب! آپ کی یہ ہدایات سمجھ میں نہیں آئیں۔ آپ احمد زبیری کے ذریعے شیوانی کو روکنا بھی چاہتے ہیں اور یہاں اس کے لیے امیگریشن کا مرحلہ آسان کر رہے ہیں۔"

انہوں نے جواب دیا "ہو سکتا ہے کہ زبیری اسے یہاں آنے سے پہلے ہی روک دے۔ اگر وہ نہ روک سکا تو پھر ہمیں اسے یہاں رہنے سے نہیں روکنا چاہیے۔ وہ اپنے مشن کے مطابق یہاں ہمارے خلاف کارروائیاں کرے گی۔ تم بھی جواباً بہت کچھ کرو گے۔ اسے روکنا اور ناکام بنانا ہمارا فرض ہے لیکن ہمارے ادارے کے تمام افراد سے کہہ دو کہ وہ کسی بھی مرحلے میں شیوانی کو جانی نقصان نہ پہنچائیں۔ ہزار دشمنی کے باوجود اسے زندہ سلامت رکھا جائے گا۔"

انہوں نے ہدایات دیں' میں نے انہیں علی تیمور' دلیر آفریدی' احمد زبیری اور اپنے تمام سراغ رسانوں تک پہنچا دیا۔ جناب عبداللہ واسطی سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ شیوانی کو زندہ سلامت کیوں رکھنا چاہتے ہیں جبکہ وہ صرف ہم سے ہی نہیں چین سے بھی دشمنی کرنے آ رہی تھی۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی اور جناب عبداللہ واسطی جیسے بزرگانِ دین جب ایسی کوئی نہ سمجھ میں آنے والی ہدایات دیتے ہیں تو ان ہدایات کے پیچھے کوئی گہرا راز چھپا ہوتا ہے۔

بہت عرصہ پہلے جب الپا ماں بننے والی تھی اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی زچگی کے وقت اس کی دماغی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ اسے اپنی معمولہ بنانا چاہتے تھے۔ ایسے وقت جناب علی اسد اللہ تبریزی اس کے ڈھال بن گئے تھے۔ اس کے دماغ کو لاک کر کے اسے دشمن سے محفوظ رکھا تھا۔ اس وقت جناب تبریزی کا یہ عمل کسی کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

بعد میں انکشاف ہوا کہ الپا نے جس بیٹی کو جنم دیا ہے' اس بیٹی کا باپ پارس ہے۔ اسی لیے الپا جیسی دشمن عورت کو دشمنوں سے بچایا گیا تھا۔

اب جناب عبداللہ واسطی کی ہدایت تھی کہ شیوانی جیسی دشمن عورت کو جانی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اسے ہر حال میں زندہ سلامت رکھا جائے۔ آئندہ کبھی انکشاف ہونے والا تھا کہ اس ہدایت کے پیچھے کون سا راز پوشیدہ رہا

میں نے احمد زبیری کو ان کی ہدایات سنائیں۔ اس نے پوچھا "سر! اگر کبھی شیوانی ہم میں سے کسی پر قاتلانہ حملے کرے گی تو کیا ہم جواباً اس پر گولی نہیں چلائیں گے؟ کیا ایسے وقت بھی اسے چھوٹ دی جائے گی؟"

میں نے کہا "اس کیس کو ہاتھ میں لینے سے پہلے یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ یہ جناب عبداللہ واسطی کی ہدایات ہیں۔ تمہیں شیوانی کے سلسلے میں جارحیت سے باز رہ کر ہمہ وقت اپنے دفاع کا خیال رکھنا ہوگا۔ اسے کسی بھی طرح یہاں آنے سے روکو۔ اگر یہاں آ جائے تو کبھی اس کے روبرو نہ جاؤ اور اگر جاؤ تو پورے حفاظتی انتظامات کے ساتھ جاؤ۔"

زبیری نے کہا "سر! میں سمجھ گیا' مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میں ہدایات کے مطابق عمل کروں گا۔"

زبیری نے فیصلہ کیا کہ وہ چین پہنچنے سے پہلے ہی شیوانی کو روکنے کی کوشش کرے گا۔ اگر وہ یہاں آئے گی تو کبھی نہ کبھی اس سے سامنا ہوگا اور ایسے وقت دونوں طرف سے حملے کیے جاتے ہیں۔ ان حملوں سے بچنے کے لیے یہی بہتر ہوگا کہ شیوانی کو سفر کے دوران ہی راستے میں روک دیا جائے۔

اس نے اپنے دو ماتحت سراغ رسانوں سے کہا "میں تم دونوں کو ماریہ کے دماغ میں پہنچا رہا ہوں۔ اس طیارے میں شیوانی اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ سفر کر رہی ہے۔ ان چاروں کے دماغ یقیناً لاکڈ ہوں گے۔ میں ان کے دماغوں میں پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ تم دونوں جہاز کے پائلٹ اور کو پائلٹ کے دماغوں میں جاؤ گے۔ وہ دونوں جس ملک کے بھی کنٹرول ٹاور سے رابطہ کریں۔ تم کنٹرول ٹاور کے ان بولنے والے افسران کے دماغوں میں پہنچ جایا کرو۔"

وہ طیارہ براہِ راست چین نہیں جا رہا تھا۔ وہ لندن سے انقرہ' پھر دہلی' پھر بنکاک اور پھر ہانگ کانگ جانے والا تھا۔ شیوانی ہانگ کانگ سے دوسرے طیارے میں بیجنگ جانے والی تھی۔ یہ ایک بہت ہی طویل اور تھکا دینے والا سفر تھا۔ پینے والوں کے لیے سفر کی طوالت کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔ وہ مزے لے لے کر خوب پیتے تھے پھر مدہوش ہو کر سو جاتے تھے۔ بیدار ہونے پر پتا چلتا تھا کہ وہ ہزاروں کلومیٹر کا فاصلہ طے کر چکے ہیں۔

شیوانی' جے کافو' جے فلو اور دونوں سراغ رساں نہیں پیتے تھے۔ نارمل رہنے اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے دماغوں سے بھگانے کے لیے یوگا کی مہارت اور سانسوں کی بحالی لازمی تھی۔ اس کے باوجود جے سامو' آندرے اور سائن ان کے دماغوں میں پہنچے ہوئے تھے۔

جب ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی یوگا کے ماہر کے دماغ میں کسی طرح پہنچ جائے تو وہ یوگا جاننے والا ایسے وقت دوسرے خیال خوانی کرنے والے کو محسوس نہیں کرتا۔ جے سامو بڑی خاموشی سے جے کافو کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ اس کی اور شیوانی کی باتیں سن رہا تھا۔ ایسے وقت زبیری کسی نہ کسی کے دماغ میں پہنچنے کی کوششیں کر رہا تھا۔ پہلے اس نے جے فلو کے اندر پہنچنا چاہا۔ اس نے سانس روک لی پھر وہ جے کافو کے دماغ میں آیا تو اس نے زبیری کو محسوس نہیں کیا کیونکہ اس کے اندر پہلے سے جے سامو موجود تھا۔

شیوانی کہہ رہی تھی "کافو! کیا تم ماریہ کے دماغ میں جاتے رہتے ہو؟"

"ابھی تھوڑی دیر پہلے گیا تھا۔ یہ ماریہ بہت جذباتی لڑکی ہے۔ ہمیشہ زبیری کے بارے میں سوچتی رہتی ہے؟ ایسا لگتا ہے' اس کی زندگی میں سوچنے کے لیے اور کچھ نہیں ہے۔ صرف زبیری ہی تمام سوچوں کا مرکز ہے۔"

شیوانی نے کہا "وہ دیوانی ہے۔ عورت جب مرد کے پیار میں پاگل ہوتی ہے تو مرد اسے اپنے پیروں کی جوتی بنا لیتا ہے۔ سمجھ دار عورت وہ ہے جو مردوں کا اپنا غلام اور دیوانہ بنا کر رکھتی ہے۔"

"میڈم! اس دیوانی ماریہ کے خیالات پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ وہ کام کی کوئی بات نہیں سوچ رہی ہے۔ چین میں اس نے زبیری سے صرف دو یا تین ملاقاتیں کی تھیں۔ ان مختصر ملاقاتوں میں وہ یہ بھی معلوم نہ کر سکی کہ زبیری ٹیلی پیتھی جانتا ہے یا نہیں؟"

"وہ تین مختصر ملاقاتوں میں اس کی دیوانی کیسی ہوگئی؟"

"یہ قدرتی معاملات ہیں۔ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ پہلی ہی نظر میں دل و دماغ پر چھا جاتا ہے۔ ویسے احمد زبیری نے وہاں اسے سزائے موت سے بچایا تھا۔ وہ اس کا یہ احسان بھی مانتی ہے۔ فیصلہ کر چکی ہے کہ یہ نئی زندگی اسی نے دی ہے' اسی کے ساتھ گزارے گی۔"

وہ بولی "چین پہنچ کر زندہ رہے گی تو اپنے یار کے ساتھ نئی زندگی گزارے گی۔"

احمد زبیری سوچنے لگا' شیوانی اپنا کام نکالتے ہی ماریہ کو مار ڈالے گی۔ ایسی ظالم عورت کو زندہ سلامت رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ کوئی بات نہیں اس کے ساتھیوں کو ختم کرنے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی ٹیم کے افراد کو دماغی اور جسمانی نقصان پہنچایا جائے گا تو شیوانی کی کمر ٹوٹ جائے۔ وہ تنہا چین کا رخ نہیں کرے گی۔"

پھر وہ سوچنے لگا' شیوانی کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ماریہ کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اسے اس طیارے سے نکال کر شیوانی سے دور کرنا ہوگا۔ اس کے بعد ہی اس کی ہستی کے خلاف بہت کچھ کیا جا سکے گا۔

طیارہ دہلی پہنچ رہا تھا۔ وہ پائلٹ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ دہلی ائرپورٹ کے کنٹرول ٹاور سے پائلٹ کو مخاطب کیا جا رہا تھا۔ اسے کسی رن وے پر اترنے کے سلسلے میں گائیڈ کیا جا رہا تھا۔ ایسے وقت پائلٹ نے زبیری کی مرضی کے مطابق کہا "میں مسافروں کے ساتھ بخیریت لینڈ کروں گا لیکن پرواز کے دوران میں نے دشواری محسوس کی ہے۔ طیارے میں کوئی ٹیکنیکل فالٹ ہے۔ ماہرین سے کہا جائے کہ طیارے کو اچھی طرح طور پر چیک کریں۔ خرابی دور کریں۔ میں اور میرا عملہ جب تک مطمئن نہیں ہوگا۔ تب تک ہم آگے پرواز نہیں کریں گے۔"

زبیری نے اپنے دونوں سراغ رسانوں سے کہا "تم میں سے ایک پائلٹ کے اندر مسلسل رہے گا اور اس کے ذریعے ماہرین طیارے کو چیک کرنے آئیں گے تو پھر تم دونوں ان کے دماغوں میں رہ کر طیارے میں عارضی خرابی پیدا کرو گے تاکہ یہ چار چھ گھنٹے تک آگے پرواز نہ کر سکے۔"

زبیری پہلے کی طرح چپ چاپ ماریہ کے دماغ میں رہا۔ وہ طیارہ اندرا گاندھی ائرپورٹ پر اتر گیا۔ اعلان ہونے لگا۔ ناگزیر وجوہات کی بنا پر طیارے کی اگلی پرواز دو گھنٹے کے لیے منسوخ کی جاتی ہے۔ مسافروں سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ائرپورٹ کے لاؤنج میں تشریف لے جائیں وہاں ان کے آرام اور ریفریشمنٹ کے انتظامات کیے گئے ہیں۔

تمام مسافر اپنا دستی سامان لے کر جہاز سے اترنے لگے۔ ماریہ بھی ان کے ساتھ ائرپورٹ کی عمارت کے اندر جانے لگی۔ شیوانی نے اپنے چاروں ساتھیوں سے کہا "ماریہ پر نظر رکھو۔ اس پر مجھے بھروسا نہیں ہے۔"

جے کافو نے کہا "تمہیں ہپناٹزم پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

وہ بولی "تمہیں یاد رکھنا چاہیے کہ دس بارہ گھنٹے کے بعد تنویمی عمل کا اثر کم ہونے لگتا ہے۔ اور ماریہ کو عمل کیے ہوئے پندرہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔"

"میں مانتا ہوں۔ اتنا وقت گزرنے کے بعد اثر کم ہوگا مگر اثر ختم نہیں ہوگا۔ میں تمہارے اطمینان کے لیے اسے لاؤنج میں سلا کر اس پر دوبارہ عمل کروں گا۔"

جہاز کے تمام مسافروں کو لاؤنج تک محدود رکھا گیا تھا۔ لاؤنج سے باہر جانے والے دروازے پر مسلح پولیس

اور سپاہی کھڑے ہوئے تھے۔ زبیری نے ایک سراغ رساں سے کہا "ماریہ کے دماغ میں رہ کر اسے لاؤنج سے باہر لے چلو۔ ماریہ افسر سے بات کرے گی۔ میں اس افسر کو آلہ کار بنالوں گا۔"

اس سراغ رساں نے ماریہ کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ وہ لاؤنج میں پہنچتے ہی تیزی سے چلتی ہوئی باہر جانے والے دروازے پر گئی پھر پولیس افسر سے بولی "میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔"

افسر اسے دروازے کے باہر ایک طرف لے جا کر بولا۔ "فرمائیے' آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟"

زبیری افسر کی یہ بات سنتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا پھر افسر کی زبان سے بولا "ماریہ! تمہیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے ساتھ چلی آؤ۔ کم آن۔"

اس نے ماتحت افسر سے کہا "تم یہاں ڈیوٹی سنبھالو۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

وہ شیوانی کو ساتھ لے کر وہاں سے جانے لگا۔ ائرپورٹ کے مختلف حصوں سے گزرتے وقت کسی نے اسے نہیں روکا کیونکہ وہ پولیس کے ایک اعلیٰ افسر کے ساتھ جا رہی تھی۔

اس افسر نے ائرپورٹ کی عمارت کے باہر آکر ایک ٹیکسی ڈرائیور سے کہا "سردار جی! یہ کڑی پہلی بار یہاں آئی ہے۔ جہاں جانا چاہتی ہے' اسے لے جاؤ۔"

ماریہ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ٹیکسی وہاں سے چل پڑی۔ زبیری اس افسر کو واپس اس کی ڈیوٹی کی جگہ لے جانے لگا۔

لاؤنج میں تقریباً دو سو مسافر تھے۔ اس بھیڑ میں شیوانی نے اِدھر اُدھر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا "کافو! ماریہ کہاں ہے؟ کہیں نظر نہیں آرہی ہے۔ اسے ڈھونڈو۔"

وہ سب لاؤنج میں دور دور تک نظریں دوڑانے لگے۔

جے کافو نے کہا "میں اس کے خیالات پڑھ رہا ہوں۔ وہ ایک ٹیکسی میں کہیں جا رہی ہے۔"

"کیا۔۔۔؟" شیوانی نے پریشان ہو کر پوچھا "وہ یہاں سے باہر کیسے گئی؟"

جے فلو نے کہا "کوئی ماریہ کے دماغ میں ہے۔ میں نے جیسے ہی اسے مخاطب کیا۔ اس نے سانس روک لی۔ جبکہ ہمارے لیے اسی کے دماغ کا دروازہ کھلا ہے۔"

جے کافو نے کہا "میں جا کر اسے کنٹرول کروں گا اور واپس لاؤں گا۔"

شیوانی دروازے پر آکر بولی "آفیسر! ہماری ایک ساتھی دروازے سے باہر گئی ہے۔ تم نے اسے جانے کیسے دیا؟"

زبیری اس افسر کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اس افسر نے کہا "میں نہیں جانتا' یہاں سے کوئی باہر گئی ہے یا نہیں؟ مگر میرا ماتحت کہہ رہا ہے کہ میں کسی عورت کو یہاں سے باہر لے گیا تھا پھر تنہا واپس آیا ہوں۔ یہ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں کسی کو لے جاؤں اور مجھے معلوم نہ ہو؟ نہیں میں نہیں مانتا۔"

شیوانی نے پوچھا "کیسے نہیں مانو گے؟ میں کہہ رہی ہوں کہ میری ساتھی یہاں سے گئی ہے۔ تمہارے یہ ماتحت بھی یہی کہہ رہے ہیں۔ مجھے بھی باہر جانے دو۔ میں اسے تلاش کروں گی۔"

اسے جانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی۔ اس طرح بات بڑھنے لگی۔ پولیس اور کسٹمز کے اعلیٰ افسران وہاں آگئے۔ جو افسر ماریہ کو باہر لے گیا تھا' اس کا محاسبہ کیا جانے لگا۔

اس کا محاسبہ کرنے سے شیوانی کا بھلا نہیں ہو سکتا تھا۔ جے کافو نے کہا "میں ماریہ کے اندر گیا تھا مگر کسی نے سختی سے اس پر قبضہ جما رکھا ہے۔ مجھے پہلی بار اس کے دماغ میں جگہ ملی پھر دوسری بار گیا تو اس نے مجھے محسوس کرتے ہی سانس روک لی۔ معلوم ہوتا ہے۔ میرے تنویمی عمل کا اثر ختم ہو چکا ہے۔"

شیوانی نے افسران سے کہا "اپنے افسر کا محاسبہ بعد میں کریں۔ پہلے ہماری ساتھی مس روزی کو تلاش کریں۔ ماریہ کا چہرہ بدلنے کے بعد نام بھی بدل دیا گیا تھا۔ اس کا نیا نام روزی رکھا گیا تھا۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "آپ اطمینان رکھیں۔ اس شہر کی تمام پولیس کو الرٹ کیا جا رہا ہے۔ مس روزی کو جلد ہی یہاں واپس لایا جائے گا۔"

شیوانی نے اپنے چاروں ساتھیوں سے کہا "بابا صاحب کے ادارے والوں کو میرے مشن کا علم ہو گیا ہے۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ احمد زبیری میری گرفت سے ماریہ کو نکال کر لے جا رہا ہے۔"

جے فلو نے کہا "تم درست کہہ رہی ہو۔ زبیری یہ نہیں چاہے گا کہ ہم ماریہ کے ذریعے اسے اور بابا صاحب کے ادارے کے دوسرے لوگوں کو پہچان لیں۔"

ماریہ کے فرار ہونے سے وہاں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا تھا۔ جے سامو یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ اس نے سوچا "شاید میں اپنے ساتھیوں کو شیوانی سے نجات نہ دلا سکوں۔ مگر کسی نے ماریہ کو اغوا کر کے شیوانی کے لیے مسئلہ پیدا کر دیا ہے۔ میں ایسے وقت مسئلے پر مسئلہ پیدا کر سکتا ہوں۔"

اس نے جے کافو سے کہا "میں تمہارے اندر جے سامو بول رہا ہوں۔ کیا تم شیوانی کے شکنجے سے نکلنا نہیں چاہو گے؟"

وہ بولا "سامو! میں شیوانی کے شکنجے میں نہیں ہوں۔ اس کا دوست ہوں تم سے کہا تھا کہ تم بھی شیوانی سے دوستی کرو۔ ہم ایک نئی مضبوط ٹیم بنائیں گے۔"

"میرے دوست! میں تمہاری بات سن کر سمجھ رہا ہوں کہ تم ایک معمول کی زبان سے بول رہے ہو۔ ہم تینوں نے عہد کیا تھا کہ اپنی سلامتی اور سکون کی خاطر بھی فرہاد اور اس کی فیملی کے افراد سے نہیں ٹکرائیں گے لیکن تم اور جے فلو' اس کے معمول بن کر فرہاد اور بابا صاحب کے ادارے والوں سے خوامخواہ دشمنی مول لینے جا رہے ہو۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ ہم تمہاری وجہ سے امریکا میں جیتی ہوئی بازی ہار گئے۔ وہاں اقتدار سے اور ٹرانسفارمر مشین سے محروم ہو گئے۔ اس ہاری ہوئی بازی کو پھر سے جیتنے کے لیے ہمیں شیوانی کی ضرورت ہے۔ تم بھی اس سے دوستی کرو۔"

جے سامو نے کہا "میں سمجھ گیا۔ میں تمہیں سمجھاتا رہوں گا۔ تم مجھے سمجھاتے رہو گے۔ اب میں وہ کر رہا ہوں' جو کرنا نہیں چاہتا تھا۔"

یہ کہتے ہی اس نے اچانک ہی اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ ایک دم سے چیخ مارتا ہوا اپنی جگہ سے اچھل کر فرش پر گر پڑا پھر کراہتے ہوئے تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔ شیوانی اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ وہاں کے تمام لوگ اس کے قریب آنے لگے۔ شیوانی نے جے فلو کا بازو پکڑ کر ایک طرف لے جاتے ہوئے کہا "زبیری میری ایک ایک طاقت کو توڑ رہا ہے۔ کافو کے اندر جا کر اسے سنبھالو۔ زبیری سے کہو' وہ مجھ سے باتیں کرے۔"

جے فلو خیال خوانی کے ذریعے جے کافو کے دماغ میں آکر بولا "یار! یہ تم پر کیسا عذاب نازل ہو رہا ہے۔ میں زبیری سے کہتا ہوں کہ ابھی ہم سے دشمنی نہ کرے۔ پہلے شیوانی سے باتیں کرے۔"

جے سامو نے اس کے دماغ میں بھی پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ بھی چیخ مار کر جے کافو کے قریب فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ جے سامو نے کہا "میرے جان سے پیارے دوستو! مجھے معاف کرنا۔ تم دونوں کو تنویمی عمل سے نجات دلانے کا یہی ایک راستہ ہے۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے کس حد تک کامیابی ہوگی۔ لیکن میری ان حرکتوں سے تم دونوں اب تنویمی عمل سے رہائی پا چکے ہو۔"

جے کافو کی دماغی تکلیف کچھ کم ہو رہی تھی۔ وہ بولا "... نے مجھ پر ظلم کیا مگر اچھا کیا۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ... شیوانی کا معمول بنا ہوا تھا۔"

پولیس والے یہ پوچھ رہے تھے کہ دو آدمیوں پر ایک جیسا دورہ کیسی پڑ سکتا ہے۔ وہ دونوں مکاری کر رہے ہیں ... کے لیے دو اسٹریچر لائے گئے پھر انہیں طبی معائنے کے ... ایک قریبی اسپتال لے جانے لگے۔ شیوانی نے اعلیٰ افسر سے کہا "میں اپنی اصل شناخت پیش کرنا نہیں چاہتی تھی ... اب مجبوری ہے۔ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ اسپتال جانے کے لیے یہ خفیہ کارڈ دکھا رہی ہوں۔"

اس نے اسکاٹ لینڈ یارڈ لینڈ کا خفیہ شناختی کارڈ دکھایا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ وہ ایک مشہور زمانہ ادارے ... اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل ہے تو انہوں نے گرم جوشی سے ... مصافحہ کیا۔ باقی دو سراغ رسانوں نے بھی اپنے خصوصی ... دکھائے۔ ان سب کو اسپتال جانے اور ماریہ کو تلاش کر... کی خصوصی اجازت دے دی گئی۔ اس سلسلے میں ان کے ... سہولتیں بھی فراہم کی جانے لگیں۔

جے کافو اور جے فلو کو اسپتال پہنچا دیا گیا تھا۔ جے ... ان دونوں کے اندر جا کر سمجھا رہا تھا "تم تنویمی عمل کے ... سے نکل گئے ہو۔ اب شیوانی کے معمول نہیں رہے ہو ... دماغی توانائی حاصل ہونے تک معمول بن کر رہو۔ تم دونوں ... بھی ماریہ کی طرح شیوانی سے دور جانا ہے۔"

شیوانی نے اپنے دونوں سراغ رسانوں کے ساتھ ... اسپتال آکر ان کی خیریت پوچھی پھر کہا "دماغی توانائی حاصل ... ہونے تک یہاں آرام کرو۔ میں ماریہ کو تلاش کرنے جا رہی ... ہوں۔"

جے کافو نے کہا "تم جاؤ۔ ہم تمہاری واپسی تک ... رہیں گے۔"

وہ بولی "جیسے ہی دماغی توانائی حاصل ہو۔ فوراً خیال ... خوانی کرو۔ اور ماریہ کے دماغ میں پہنچتے رہنے کی کوشش ... کرتے رہو۔"

ماریہ کو تلاش کرنے کے لیے بھارتی پولیس کے ... اور سپاہی شیوانی کی بھرپور مدد کر رہے تھے۔ شیوانی نے ... بتایا کہ وہ ایک بین الاقوامی مشن پر ہانگ کانگ جا رہی ... چند دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اس مشن کو ناکام بنانا ... ہیں۔ اسی لیے انہوں نے ان کی ایک جاسوسہ روزی ... کیا ہے۔

وہ ان کے سامنے اپنے مشن کے سلسلے میں باتیں بنا رہی تھی۔ پورے شہر میں ماریہ کو تلاش کر رہی تھی۔ ایسے ہی وقت جے کافو اور جے فلو اس اسپتال سے فرار ہو گئے۔

○☆○

پورس نے سمجھ لیا کہ کرشمہ کے گھر سے اس کا دانہ پانی اٹھ گیا ہے۔ اگر وہ اس گھر سے نہیں جائے گا تو جانے انجانے دشمن اس دنیا سے اس کا دانہ پانی اٹھا دیں گے۔ ایک تو جمنا کھل کر دشمنی کر رہی تھی۔ جلد ہی اس پر کوئی بھیانک کالا جادو کرنے والی تھی۔ دوسری طرف بھیا سے دوستی کی توقع نہیں تھی۔

وہ جسونت کے جسم میں ابھی مصلحتاً خاموش تھا کیونکہ جسونت جسمانی اور دماغی طور پر کمزور تھا۔ اس کے اندر رہ کر وہ خیال خوانی نہیں کر سکتا تھا۔ ویسے وہ دشمن تھا۔ کسی وقت بھی دشمنی کر سکتا تھا۔

تیسری طرف بیکر برائٹ نے کرشمہ کو اپنی معمولہ بنا لیا تھا۔ پورس ابھی نہیں جانتا تھا کہ کرشمہ کو معمولہ بنانے والا کون ہے۔ بس اتنا ہی سمجھ لینا کافی تھا کہ وہ دوست نہیں ہوگا۔ دشمن ہی ہوگا۔

پورس آئندہ کرشمہ کے دماغ میں رہ کر بیکر کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتا تھا۔ لہٰذا وہ صبح ہونے سے پہلے ہی کرشمہ کی کوٹھی چھوڑ کر چلا آیا۔ وہ گوا میں تھا۔ ایک رکشا میں بیٹھ کر منڈوا ندی کے ساحل تک آیا۔ پھر ایک فیری بوٹ کے ذریعے دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ دوسری طرف گوا کا ایک قصبہ ماپوسا تھا۔ اس نے سوچا' ماپوسا کے کسی ہوٹل یا کاٹیج میں رہنا مناسب نہیں ہے۔ وہ وہاں کے ساحلی علاقے انجونا کے ایک کاٹیج میں آگیا۔

جب وہاں پہنچا تو صبح ہو رہی تھی اور صبح ہوتے ہی سمندر کا ساحل رنگین اور سنگین ہو گیا تھا۔ دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بے شمار ساحلی علاقے ہیں۔ ان میں چند ایسے علاقے ہیں' جہاں عورتیں اور مرد بالکل بے لباس ہو کر سمندر کی لہروں سے کھیلتے' ہنستے بولتے اور مستیاں کرتے ہوئے نہاتے رہتے ہیں۔ جنہوں نے ایسے ساحل سمندر نہیں دیکھے' ان کے لیے یہ عجیب سی ناقابلِ قبول بات ہوگی کہ ایک انسان ابنارمل ہو کر تو ننگا ہو سکتا ہے۔ سب کے سب کسی ساحل وغیرہ پر ننگا نہیں ہو سکتا مگر یہ حقیقت ہے۔ دنیا کے ایسے چند ساحلوں پر قانون اور تہذیب کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ ان میں سے بھارت کے ایک ساحل کا نام انجونا ہے۔

پورس نے ساحل کے ایک ویران حصے میں آکر اپنے بیگ سے آئینہ اور ریڈی میڈ میک اپ کا سامان نکال کر اپنے چہرے کو تبدیل کیا پھر وہاں سے آبادی کی طرف آیا۔ وہاں ایک یا دو کمروں کے خوب صورت اور آرام دہ کاٹیج کرائے پر ملتے ہیں۔ ہر کاٹیج سے سمندر کی رنگینیوں کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ کاٹیج کے ساتھ دوربین بھی کرائے پر ملتی ہے۔ جو سمندر تک جانا نہیں چاہتے' وہ کاٹیج کے سائے میں آرام سے بیٹھ کر دوربین کے ذریعے عریاں حسینوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔

کاٹیجوں کے سائے میں بوڑھوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ جوانی گزرنے کے بعد بڑھاپے میں ہوس رہ جاتی ہے۔ اس لیے وہ دور ہی دور سے دوربین کے ذریعے نظارہ کرتے اور سرد آہیں بھرتے رہتے ہیں۔ پورس پچھلی رات سے جاگ رہا تھا۔ اپنے کاٹیج میں آکر دروازے کو اندر سے بند کر کے سو گیا۔

کرشمہ سو رہی تھی۔ اس کی ماں جمنا اپنی عادت کے مطابق صبح پانچ بجے بیدار ہو گئی تھی۔ اشنان کرنے کے بعد کالی مائی کی پوجا کرتی رہی تھی۔ جب اچھی طرح دن نکل آیا تو وہ پوجا کے کمرے سے باہر آئی۔ ایک ملازم نے آکر ہاتھ جوڑ کر کہا "آپ کا مہمان جو انیکسی میں تھا' وہ نظر نہیں آرہا ہے۔ اس کا سامان بھی نہیں ہے۔"

جمنا نے سوچا "کرشمہ بے شرم ہو گئی ہے اس مسلمان کو اپنے کمرے میں سلایا ہوگا۔ وہ مجھے جلانے کے لیے ایسا کر رہی ہے۔"

اس نے کرشمہ کے دروازے پر آکر دستک دی۔ وہ اندر گہری نیند میں تھی۔ جمنا نے دوسری دستک کے بعد دروازہ پیٹنا شروع کیا۔ اس نے اندر سے چیخ کر پوچھا "یہ کیا بدتمیزی ہے؟ کون میری نیند خراب کر رہا ہے؟"

میں ہوں تیری ماں! دروازہ کھول اپنے یار کو باہر نکال۔"

کرشمہ نے دروازہ کھول کر پوچھا "کیا بکواس کر رہی ہو؟ کس یار کی بات کر رہی ہو؟ کیا صبح صبح تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟"

جمنا نے کمرے میں آکر چاروں طرف دیکھا پھر باتھ روم میں جھانک کر دیکھا۔ اسے پورس نظر نہیں آیا پھر اس نے پوچھا "وہ مسلمان کہاں ہے؟ انیکسی میں اس کا سامان بھی نہیں ہے۔ پانڈے کہہ رہا ہے کہ وہ ہماری کوٹھی کے اندر اور باہر کہیں نہیں ہے۔"

کرشمہ ایک کرسی پر بیٹھ کر سوچنے لگی "اوہ شہباز! میں تو

سونے کے بعد اسے بھول گئی تھی۔ وہ یہاں مہمان بن کر کیوں آیا تھا؟ میں بھی پاگل ہوں۔ پتا نہیں کل مجھے کیا ہو گیا تھا؟ میں اس کی حمایت کر رہی تھی اور اس کی خاطر اپنی ماں سے جھگڑا کر رہی تھی۔"

وہ پورس کے تنویمی عمل کے اثر سے نکل گئی تھی۔ اس لیے پہلے کی طرح اس سے بے نیاز ہو گئی تھی۔ اس نے کہا۔ "ماں! پتا نہیں' مجھے کیا ہو گیا تھا۔ ایسا لگتا ہے' اس نے مجھ پر جادو کیا تھا۔ میں اس کے لیے تم سے جھگڑا کر رہی تھی۔"

جمنا نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھا "بیٹی! تم اپنی غلطی کو سمجھ رہی ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ اب اس مکار کی حمایت نہیں کر رہی ہو۔"

"مگر مجھے کیا ہو گیا تھا؟ کیا سچ مچ اس نے جادو کیا ہو گا؟"

"تم فکر نہ کرو۔ میں اپنے جادو سے اس کی اصلیت معلوم کروں گی۔ مجھے اس کے سر کا بال یا اس کا پہنا ہوا' اتارا ہوا کوئی لباس ملے گا تو ایسا جادو کروں گی کہ وہ دنیا کے آخری سرے پر بھی ہو گا تو تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔"

ماں بیٹی وہاں سے چلتی ہوئی کوٹھی کے باہر آ گئیں۔ پھر انیکسی کے اندر آئیں۔ بستر پر شکنیں نہیں تھیں۔ کرشمہ نے کہا "معلوم ہوتا ہے۔ اس نے رات نہیں گزاری ہے۔ آدھی رات سے پہلے ہی چلا گیا ہے۔"

جمنا پہلے آئینے کے پاس جا کر پھر باتھ روم میں جا کر بولی "یہاں کنگھی ہوتی تو اس میں اس کے سر کا ایک آدھ بال لگا ہوتا مگر وہ بہت مکار ہے۔ اپنے ساتھ کنگھی بھی لے گیا۔ اس کی کوئی اترن تو کیا' ایک رومال بھی نہیں ہے۔"

"کیا ان چیزوں کے بغیر اسے سزا نہیں دے سکو گی۔ وہ مجھ پر جادو کر کے مجھے کھلونا بنا کر گیا ہے۔"

"فکر نہ کرو۔ میں اس کے نام کا ایک پتلا بنا کر اس میں سوئیاں چبھو کر اسے ایسی تکلیف میں مبتلا کرتی رہوں گی کہ وہ موت مانگتا رہے گا۔ مگر اسے تڑپتی ہوئی' سسکتی ہوئی زندگی ملتی رہے گی۔"

وہ دونوں انیکسی سے نکل کر کوٹھی میں جسونت کے پاس آئیں۔ وہ غسل کرنے کے بعد ناشتا کر رہا تھا۔ وہ گہرے زخموں کے باعث دماغی کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ پورس کی سوچ کی لہروں کو نہ وہ محسوس کر رہا تھا اور نہ ہی بھیا یہ جانتا تھا کہ مہمان بن کر آنے والا شہباز (پورس) ٹیلی پیتھی جانتا تھا اور وہ ابھی جسونت کے اندر موجود ہے۔

جسونت کی دماغی کمزوری کے باعث اس کے اندر رہنے والا بھیا خیال خوانی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ جسونت کے اندر ہمیشہ رہنے اور آتما شکتی کے لیے تپسیا کرنا چاہتا تھا۔ جمنا اس سلسلے میں اس کی مدد کرنے کو تیار تھی لیکن اس نے سوچا تپ کرنے کے دوران میں جمنا پر یہ ظاہر ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے۔

عمل کرتے اور منتر پڑھتے وقت اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ جسم بیٹے کا ہے اور آتما اسی دشمن کی ہے' جو پہلے کلپنا کے اندر سمایا ہوا تھا۔

اس کی عقل نے کہا "جمنا مجھ سے زیادہ جادوئی شکتی رکھے گی تو کسی وقت بھی مجھے نقصان پہنچانے سے باز نہیں آئے گی۔ بہتر یہ ہو گا کہ پہلے جمنا کو کمزور بنا کر اپنی معمولہ بنا لیا جائے۔"

اس نے صبح اٹھتے ہی اپنے فیصلے پر عمل کرنے کا انتظار کر لیا۔ اب اسے اپنی دماغی توانائی کے بحال ہونے کا انتظار تھا۔

پورس بھی یہی چاہتا تھا کہ جمنا کالے جادو کی قوتوں سے محروم ہو جائے یا دماغی اور جسمانی کمزوریوں میں مبتلا رہا کرے۔ جب بھیا اسے کمزور بنا کر اس پر تنویمی عمل کرتا تو پورس بھی ایسے وقت اس کے اندر رہ کر آئندہ اس کے دماغ میں جانے آنے کا راستہ بنا سکتا تھا۔

جسونت نے جمنا کو دیکھ کر کہا "آؤ ماں! میرے ساتھ ناشتا کرو اور کرشمہ! تمہارا مزاج کیسا ہے؟ کیا اب بھی تم ماں سے جھگڑا کر رہی ہو؟"

وہ بولی "سوری بھیا! اس مکار شہباز نے مجھ پر جادو کیا تھا۔ کل رات ہی کو یہاں سے بھاگ گیا ہے۔"

جمنا نے کہا "مجھے بھی پورا یقین ہے کہ وہ جادو جانتا ہے۔ تم نے خود دیکھا ہے' اس نے کرشمہ کو ہم دونوں کا دشمن بنا دیا تھا۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گی۔ ضرور سزا دوں گی۔"

جسونت نے کہا "کرشمہ! تمہاری طرف سے میرا دل صاف ہو گیا ہے۔ آؤ ہمارے ساتھ ناشتا کرو۔"

"میں غسل کرنے جا رہی ہوں۔ بعد میں ناشتا کروں گی۔"

وہ چلی گئی۔ جسونت نے ماں سے پوچھا "کیا تم رات جاگ رہی تھیں؟"

"نہیں سو گئی تھی۔ یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا کرشمہ کے دماغ میں آتا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ جب وہ نیند میں رہے گی تو وہ اسے کنیز بنا لے گا۔"

"ہے بھگوان! میں تو بھول گئی تھی۔ وہ دشمن بن کر جیسی محبت کرنے والی ماں سے جھگڑا کر رہی تھی۔ میں غصے میں جا کر سو گئی تھی۔ میرا خیال ہے' اس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ابھی اسے کنیز نہیں بنایا ہے۔ ابھی تم نے دیکھا ہے' وہ پہلے جیسی ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔"

ہم اس کی صورت دیکھ کر' اس کی باتیں سن کر اتنی جلدی سمجھ نہیں سکتے کہ کسی نے اسے ہپنا ٹائز کیا ہے یا نہیں۔ بے شک وہ میری بہن ہے۔ تمہاری بیٹی ہے۔ مگر ہم اس سے محتاط رہیں گے۔ اس پر کڑی نظر رکھیں گے۔"

پورس' کرشمہ کے پاس آیا۔ وہاں بیکر پہنچا ہوا تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا "کیا مجھے پہچان رہی ہو؟ مجھے یاد کر رہی ہو؟"

وہ سوچتی ہوئی بولی "ہاں۔ یاد آ رہا ہے۔ میں نے خواب میں تمہیں دیکھا ہے تمہاری صورت یاد نہیں ہے مگر تمہاری آواز' تمہارا لہجہ میرے دل و دماغ میں بسا ہوا ہے۔ میں تمہیں پہچان رہی ہوں۔ تم کہاں ہو؟"

"میں آ رہا ہوں۔ آج شام تک ممبئی پہنچوں گا۔ تمہارا دیس میرے لیے انجانا ہے۔ کیا میری رہنمائی کے لیے آؤ گی؟"

"تم پتا نہیں کہاں سے آ رہے ہو؟ کتنی دور سے آ رہے ہو؟ مگر میرے لیے آ رہے ہو۔ میں ضرور آؤں گی۔ ابھی یہاں سے روانہ ہو رہی ہوں۔"

وہ غسل کرنے کے بعد لباس پہن کر بن سنور رہی تھی۔ ممبئی جانے کے لیے ضروری سامان اپنے سفری بیگ میں رکھ رہی تھی پھر وہ اپنی ماں اور بھائی کے پاس آ کر بولی "میں ممبئی جا رہی ہوں۔ کل تک واپس آؤں گی۔"

جمنا نے پوچھا "یہ اچانک ممبئی کیوں جا رہی ہو؟"

"میرا ایک فرینڈ آ رہا ہے۔ اسے ریسیو کرنا ہے۔"

"کون ہے وہ فرینڈ؟ کہاں سے آ رہا ہے؟"

"او ماں! تم میری پرسنل لائف کے بارے میں اتنے سوالات نہ کرو۔ تمہارے لیے اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ جب میں لندن میں پڑھتی تھی۔ تب وہ میرا کلاس فیلو تھا۔۔۔ IS THAT CLEAR?"

جسونت نے کہا "ہم منع کریں گے۔ تم نہیں مانو گی۔ بہتر ہے جاؤ۔ مگر اپنے ساتھ پدمنی کو لے جاؤ۔"

"سوری بھیا! میں دودھ پیتی بچی نہیں ہوں۔ اتنی چھوٹی بھی نہیں ہوں کہ پدمنی کی انگلی پکڑ کر جاؤں۔ تم دونوں پریشان نہ ہو۔ اس لیے بول کر جا رہی ہوں۔"

وہ پلٹ کر چلی گئی۔ جسونت نے پدمنی سے کہا "کچھ سمجھ میں آیا؟ اس کا یہ انداز بتا رہا ہے کہ وہ اجنبی اس کے دماغ میں آ چکا ہے۔"

"ہاں اور وہ ممبئی آ رہا ہے۔ کرشمہ اسے لے کر یہاں آئے گی۔ پہلے اس شہباز کو لائی تھی۔ اب وہ دوسری مصیبت لائے گی۔ میں زخمی ہوں۔ کیا کروں؟"

"بیٹے! یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ میرے جادو سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ تم فکر نہ کرو۔ اسے یہاں آنے دو۔ اس نے میری بیٹی کو معمولہ بنایا ہے میں اسے معمول بناؤں گی۔"

پورس' جسونت کے اندر ہنسنے لگا پھر اس کی زبان سے بولا "بڑھیا! میں وہی اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوں۔ اپنے ہونے والے داماد کو غلام بنانا چاہتی ہے؟ مجھ پر جادو کرنا چاہتی ہے؟ میں نادان نہیں ہوں۔ تیرے سامنے نہیں آؤں گا۔ تیری بیٹی کو بھی تیرے پاس آنے نہیں دوں گا۔ اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

جمنا پریشان ہو کر یہ باتیں سن رہی تھی۔ جسونت نے کہا۔ "ماں! یہ میرے دماغ میں پہنچ گیا ہے۔ مجھے بچاؤ ماں!"

"ہاں میں تمہیں بچاؤں گی۔ اسے تمہارے اندر سے بھگاؤں گی۔"

پورس دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ وہ ایک کاٹیج کے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ تمام دشمنوں کے خیالوں اور ارادوں کو پڑھنے کے بعد اس نے دماغ کو ضروری ہدایات دی پھر تھوڑی ہی دیر میں گہری نیند سو گیا۔

سونے والوں کو پتا نہیں چلتا کہ کتنا وقت گزرتا جا رہا ہے۔ وہ صبح سات بجے دماغ کو ہدایات دے کر سو گیا تھا کہ دوپہر ایک بجے بیدار ہو جائے گا۔ نیند کے دوران میں کوئی غیر معمولی بات ہو گی یا کسی خطرے کے آثار ہوں گے تو اس کی آنکھ کھل جائے گی۔ ورنہ مقررہ وقت تک سوتا رہے گا۔

مقررہ وقت سے پہلے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے دروازے اور کھڑکیوں کو دیکھا۔ وہ سب اندر سے بند تھے۔ گھڑی دیکھی بارہ بج کر بیس منٹ ہوئے تھے۔ وہ چالیس منٹ پہلے بیدار ہو گیا تھا۔

وہ بستر سے اترا اور دروازے کے پاس آ کر' کان لگا کر آہٹ سننے کی کوشش کرنے لگا پھر اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا۔ وہ اندر سے بند تھی۔ اس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ پھر بھی باہر دھوپ کی وجہ سے پردے پر ایک سایہ سا دکھائی دیا۔ وہ دبے پاؤں چلتا ہوا' وہاں آیا۔ پردہ ہل رہا تھا۔ کھڑکی کے شیشے کے پار ایک عورت کی جھلک دکھائی دی پھر پردہ آڑے آ گیا۔

اس نے پردہ ہٹا کر دیکھا۔ ایک جوان عورت کھڑی ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی مسکرانے لگی پھر اس نے اپنے شانے

سے ساڑی کا آنچل ڈھلکا دیا۔ تاکہ پورس اسے پسند کرسکے۔ اس کے انداز نے سمجھا دیا کہ وہ دھندے کے لیے آئی ہے۔

وہاں بار میں، کلبوں، ریستورانوں، ہوٹلوں اور کاٹیجوں میں ایسی عورتیں گھومتی رہتی اور چارہ ڈالتی رہتی تھیں، جنہیں کوئی پہلے سے ریزرو نہیں کرتا تھا۔ جنہیں امیر کبیر لوگ منہ نہیں لگاتے تھے۔ کیونکہ وہ شراب کی خالی بوتل بن چکی ہوتی ہیں۔ انہیں منہ لگانے سے نہ تو نشہ ہوتا ہے۔ نہ ان کا بدن ایسا نمائشی ہوتا ہے کہ وہ کھل کر سمندر کی لہروں سے انجوائے کرسکیں۔ ایسی عورتیں دروازے بھٹکتی ہیں اور ہوس کے اندھوں کو پھانستی رہتی ہیں۔

پورس نے کھڑکی نہیں کھولی۔ ہاتھ کے اشاروں سے کہا، اسے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ آگے جاؤ۔ عورت کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوگئی۔

وہ ایک دم سے اداس ہوگئی۔ ہاتھ جوڑ کر اشارے سے کہنے لگی کہ اسے اندر آنے دیا جائے۔ پورس نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا پھر کھڑکی کا پردہ برابر کردیا۔ وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرنے لگا کہ تنہا ہے یا اسے آلہ کار بنا کر وہاں پہنچایا گیا ہے۔ کاٹیج کے اطراف کوئی نہیں تھا۔ وہ کسی کی آلہ کار بن کر نہیں آئی تھی۔ بے رحم حالات اسے وہاں لے آئے تھے۔

اس کے خیالات نے بتایا، دس برس پہلے وہ ٹاپ سوسائٹی گرل تھی۔ صرف دن گزارنے کے دس ہزار اور رات گزارنے کے پچیس ہزار لیتی تھی۔ بڑے بڑے امیر کبیر لوگ اس کے لیے ترستے تھے کیونکہ سیزن شروع ہونے سے پہلے ہی اس کی ایک ایک رات کی بکنگ ہوچکی ہوتی تھی۔

سمندر کی لہریں جتنی تیزی سے ساحل پر آتی ہیں، اتنی ہی تیزی سے واپس چلی جاتی ہیں۔ کامنا کی جوانی بھی اتنی ہی تیزی سے آکر چلی گئی۔ پتا ہی نہ چلا کہ بھاؤ کس طرح گرتا چلا گیا۔ وہ اے کلاس سے بی کلاس اور پھر سی کلاس بکاؤ عورت بنتی گئی۔

آگے کمائی کے لیے بیٹی پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن پہلے بیٹا ہوا۔ وہ اپنی جوانی واپس لانے کے لیے ڈاکٹروں سے رجوع کرتی رہی۔ مہنگے سے مہنگا علاج کراتی رہی۔ ہزاروں روپے پانی کی طرح بہاتی رہی لیکن گزرے ہوئے وقت کو واپس نہ لاسکی۔ اس نے حساب کیا تو پتا چلا۔ وہ صرف ایک برس تک اے کلاس رہی تھی پھر اسے پتا نہ چلا کہ کس طرح بھاؤ گرتا رہا اور پچھلی کمائی کھانے پینے اور حسن و شباب کو نمائشی رکھنے میں خرچ ہوتی رہی۔

اب ایک ایک وقت کی روٹی کی محتاج ہوگئی تھی ... برس کا ایک بیٹا تھا۔ ایک برس کی بیٹی کو گھر چھوڑ کر آئی تھی۔ اس بچی کے دودھ کے لیے بھی پیسے نہیں تھے۔ وہ سوچ کر ... تھی کہ کسی نہ کسی کو پھانس کر روٹی اور دودھ کے لیے ... حاصل کرلے گی۔

پورس نے پردہ ہٹا کر دیکھا۔ کھڑکی کے دوسری طرف کامنا اسی طرح ہاتھ جوڑے کھڑی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ اپنے دماغ میں بھوکی بچی کے رونے کی آواز سن رہی تھی۔ وہ صبح سے اب تک ... جاکر ناکام رہی تھی۔ کسی نے اسے چھونا تک گوارا نہیں کیا تھا۔

پورس نے سر جھکا کر سوچا۔ وہاں سے پلٹ کر ... سفری بیگ کے پاس آیا۔ اس نے اس میں سے ایک ... روپے نکالے پھر کھڑکی کھول کر اس کی طرف بڑھا دیے ... خوشی سے روپے جھپٹ کر بولی "دروازہ کھولو۔ میں ... ہوں۔"

وہ سخت لہجے میں بولا "نہیں۔ سیدھی گھر جاؤ۔ تمہاری ضرورت مجھے نہیں کسی اور کو ہے۔ اب ادھر نہ آنا۔"

اس نے کھڑکی بند کرکے پردے کو برابر کیا پھر باتھ ... کی طرف جاتے ہوئے اس کے خیالات پڑھے۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی بازار کی طرف جارہی تھی۔ بیٹی کا فیڈر اور ... خریدنے کے لیے۔

سہ پہر تین بجے تک جمنا بڑی کامیابی سے منتر پڑھتی ... تھی۔ جسونت رفتہ رفتہ دماغی اور جسمانی توانائی محسوس ... رہا پھر بھیا نے خیال خوانی کی پرواز کی اور پدمنی کے دماغ ... پہنچ کر خوش ہوگیا۔ اس نے پدمنی کو مخاطب نہیں کیا ... چاپ واپس آگیا۔ اپنے کمرے سے نکل کر پوجا گھر میں ... جمنا سے بولا "ماں! دیکھو، میں چل پھر سکتا ہوں۔ بلکہ ... سکتا ہوں۔"

جمنا خوش ہوکر پوجا گھر سے باہر آئی پھر اس کی پیشانی ... چوم کر بولی "تم کمرے میں جاؤ۔ میں ابھی آتی ہوں۔"

"جسونت وہاں سے چلتا ہوا کچن میں آیا۔ باورچی ... بولا "کیا پکا رہے ہو؟ کھانے کے لیے کچھ میٹھا ہے؟"

"جی چھوٹے مالک! بڑی مالکن کو دودھ چاول کی کھیر ... ہے۔ وہ بنائی ہے۔ آپ کھائیں گے؟"

"لاؤ، ایک پیالے میں دو۔ جلدی کرو۔"

اس نے ایک پیالے میں کھیر نکال کر ایک چمچ ...

دیا۔ وہ اسے لے کر اپنے کمرے میں آیا۔ الماری میں وہ دوا رکھی ہوئی تھی۔ اس نے دوا نکال کر کھیر میں ملائی پھر اسے ایک میز پر رکھ کر ماں کا انتظار کرنے لگا۔

بھیا نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ہمیشہ جسونت کے جسم میں رہنے کے لیے جمنا کو اپنی معمول بنانا ہوگا یا اسے راستے سے ہٹا دینا ہوگا۔ ورنہ وہ کسی دن اسے جسونت کے جسم سے بھاگ جانے پر مجبور کرے گی۔ اسے پھر کسی دوسرے کے جسم میں جانا پڑے گا۔ اس طرح آتما شکتی اور کمزور ہوجائے گی۔

وہ ذرا دیر سے آئی۔ اس نے کھیر کا پیالہ اٹھاتے ہوئے کہا "ماں! تم کیا کررہی تھیں؟ کب سے انتظار کررہا ہوں۔ یہ لو کھیر کھاؤ۔"

"نہیں بیٹا! اب میں میٹھا کم کھانے لگی ہوں۔"

"میں نے دماغی اور جسمانی شکتی حاصل کی ہے۔ اس خوشی میں ضرور کھانا ہوگا۔ میں اپنے ہاتھ سے کھلاؤں گا۔"

وہ اسے زبردستی کھلانے لگا۔ اسے بیٹے کی ضد اچھی لگی۔ وہ کھانے لگی۔ آدھا پیالہ کھا کر بولی "بس کرو۔"

"ماں! تم تو شوق سے کھیر کھاتی ہو۔"

"ہاں مگر اس کا مزہ کچھ عجیب سا ہے۔ تمہاری ضد سے اتنا کھالیا ہے۔ اب مجھے دو۔ باقی میں تمہیں کھلاؤں گی۔"

وہ پیالے کو میز پر رکھ کر بولا "یہ کھیر تمہیں پسند نہیں آرہی ہے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔"

"پتا نہیں کم بخت نے کیسی کھیر بنائی ہے۔ میں تمہارے لیے دوسری بناؤں گی۔"

"ابھی نہ بناؤ۔ یہاں بیٹھو اور مجھ سے باتیں کرو۔"

"وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر بولی "کچھ اچھا نہیں لگ رہا ہے۔"

وہ کمزوری محسوس کرتی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ جسونت نے اس کا بازو پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا "تمہیں آرام سے لیٹنا چاہیے۔"

اس نے اسے بیڈ پر پہنچا کر لٹا دیا۔ اس کے چہرے سے ظاہر ہورہا تھا کہ وہ بہت زیادہ کمزوری محسوس کررہی ہے۔ بھیا نے اس کے دماغ میں پہنچ کر تصدیق کی۔ وہ جان لیوا کالا جادو جاننے والی۔ پتھر کا دماغ رکھنے والی اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہی تھی۔ اچانک کمزوری کے باعث پریشان ہورہی تھی۔ اس سے بولی "ڈاکٹر کو فون کرو۔ میری طبیعت خراب ہورہی ہے۔"

وہ وہاں سے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد واپس آکر بولا۔

"ڈاکٹر گھر میں اور اسپتال میں نہیں ہے۔ میں نے پیغام چھوڑ دیا ہے۔ وہ جلد ہی آجائے گا۔"

"بیٹے! وہ کھیر کیسی تھی؟ اسے کھانے کے بعد میری یہ حالت ہورہی ہے۔"

"ماں! کھیر کی نہیں، میری بات کرو۔ اگر تمہیں معلوم ہو کہ میں تمہارے سامنے زندہ رہ کر بھی زندہ نہیں ہوں۔ مرچکا ہوں تو..."

وہ بات کاٹ کر بولی "تمہارے دشمن مریں گے۔ ایسی بات زبان پر نہ لاؤ۔"

"میرا یہ سوال ضروری ہے۔ تم بیٹے کے جسم سے محبت کرتی ہو یا آتما سے؟"

"دونوں سے... مگر تم کیوں ایسی باتیں کررہے ہو؟"

"اس لیے کہ تمہاری ممتا کے لیے بیٹے کا جسم رہ گیا ہے۔ یہ جسم اس آتما سے خالی ہے، جسے تم نے اپنی کوکھ سے جنم دیا تھا۔"

"نہیں بیٹا! ایسی نحوست والی باتیں نہ کرو۔ تم زندہ سلامت رہو گے۔ میں کبھی تم پر آنچ نہیں آنے دوں گی۔"

"آنچ آچکی ہے۔ بلکہ آگ لگ چکی ہے۔ تمہاری کوکھ سے پیدا ہونے والی آتما جل چکی ہے۔ تمہارا پیدا کیا ہوا صرف یہ جسم رہ گیا ہے۔"

وہ کمزوری کے باعث تھرتھراتی ہوئی اسے گھورتی ہوئی بولی "تم؟ تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ تمہارا بیٹا جسونت مرچکا ہے۔ وہ اسی وقت مرچکا تھا جب شہباز سے مقابلہ کررہا تھا۔ اس کے مرتے ہی کلپنا کے اندر سے آتما نکل کر اس جسم میں سما گئی ہے۔"

جمنا کے دماغ کو جیسے بجلی کا جھٹکا لگا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی لیکن کمزوری کے باعث پھر تکیے پر گر پڑی۔ وہ بولا "خود کو سنبھالو اور سوچو۔ پہلے تم نے بیٹے کی موت کا یقین کیا تھا پھر اس کی دھڑکنیں سن کر اسے زندہ دیکھ کر بھول گئیں کہ کلپنا اچانک کیوں مرگئی ہے؟ تم نے سوچا اس کی آتما کہیں چلی گئی ہے۔ یہ نہیں سوچا کہ بیٹے کے اس جسم میں سما گئی ہوگی۔"

جمنا تھرتھر کانپ رہی تھی۔ اٹھ نہیں سکتی تھی۔ بستر پر لیٹے ہی لیٹے کھسکتی ہوئی اس سے دور ہونے لگی۔ بھیا اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی "نہیں۔ یہ تو میرے سامنے سر سے پاؤں تک میرا جسونت ہے۔ میں کیسے مان لوں کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے؟"

بھیا نے کہا "میں اوپر سے تمہارا جسونت ہوں۔ اندر

سے بھیجا ہوں۔ وہی بھیجا جسے تم اپنی جادوئی شکتی سے مار ڈالنا چاہتی تھیں۔ کیا اب مار سکو گی؟ مجھے مارو گی تو بیٹے کا جسم مرجائے گا۔ مرنے والوں کی تصویریں دیوار پر لٹکائی جاتی ہیں۔ تمہارے بیٹے کا یہ جسم چلتی پھرتی تصویر ہے۔ چاہو تو اسے چلتا پھرتا دیکھتی رہو۔ چاہو تو میری آتما کو بھگا کر اپنے پیدا کیے ہوئے جسم کو چتا میں جلا دو۔ اس کے بعد تصویر کو ہار پہنا کر دیوار پر لگا دو۔"

ماں کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ ابھی زندہ تھی۔ بے ہوش ہوگئی تھی۔

○☆○

جے کانو اور جے فلو اسپتال سے فرار ہوگئے۔

شیوانی ان کی طرف سے غافل تھی۔ وہ کبھی سوچ نہیں سکتی تھی کہ وہ دونوں اچانک تنویمی عمل کے اثرات سے نجات حاصل کرلیں گے اسے ان کی وفاداری کا یقین تھا۔ وہ مطمئن ہو کر ماریہ کی تلاش میں گئی تھی۔

وہ دونوں ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ائرپورٹ آئے۔ ایک طیارہ وہاں سے لندن جانے والا تھا۔ انہوں نے کاؤنٹر پر جاکر دو ٹکٹیں حاصل کیں۔ وہاں سے واپسی کا سفر کرنے کے سلسلے میں کئی قانونی رکاوٹیں تھیں۔ مگر وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے متعلقہ افسران کے دماغوں سے کھیلتے ہوئے طیارے میں سوار ہوگئے۔

جے ساموان دونوں کے دماغوں میں رہ کر انہیں شیوانی سے دور کروینے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ تینوں دوست اپنے ارادوں میں کامیاب ہو رہے تھے۔ جے کانو اور جے فلو کسی بڑی رکاوٹ کے بغیر واپس لندن جارہے تھے۔ ارادہ تھا کہ استنبول یا قاہرہ میں کہیں اتر جائیں گے۔"

جے کانو نے کہا "سامو! تم واقعی ایک دوست کا فرض ادا کررہے ہو۔ ہم کھلی فضاؤں میں آزادی سے پرواز کررہے ہیں۔ شیوانی سے بہت دور جارہے ہیں لیکن کتنی دور جاسکتے ہیں؟ کیا وہ ہمارا پیچھا چھوڑے گی؟"

جے سامو نے کہا "وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔ یہ معلوم نہیں کرسکے گی کہ کہاں جاکر روپوش ہوگئے ہو۔"

"نہیں سامو! وہ خطرناک بلا ہے۔ اس کی آنکھوں میں بلا کی غیر معمولی قوت ہے۔ جب وہ دیکھتی ہے تو ہماری پیشانی جلنے لگتی ہے اور ہم بے اختیار اپنے اندر کی سچی باتیں بولنے لگتے ہیں۔"

"تم دونوں دور جارہے ہو۔ وہ تمہاری پیشانی کو دیکھے گی تو تم بے بس ہو کر کچھ بولو گے۔"

"ہم دنیا کے آخری سرے پر چلے جائیں، تب بھ[illegible]
تصور میں اپنے مطلوبہ شخص کی پیشانی کو دیکھتی ہے تو ا[illegible]
پیشانی جلنے لگتی ہے۔ میں لندن میں اس سے دور جاکر [illegible]
ہوں۔ وہ میرے سامنے نہیں تھی۔ وہ ایک ہوٹل میں [illegible]
ہوئی تھی۔ میں لندن کی ایک اسٹریٹ میں تھا۔ جب [illegible]
پیشانی گرم ہونے لگی تو میں بے اختیار ایک ٹیلی فون بو[illegible]
جاکر اسے بتانے لگا کہ اس کے خوف سے وہ شہر چھوڑ کر [illegible]
ہوں۔ مگر جانے میں ناکام رہا تھا۔"

جے فلو نے کہا "ابھی وہ ماریہ کو تلاش کرنے [illegible]
مصروف ہے۔ جب اسپتال آئے گی اور ہمیں نہیں پائے [illegible]
دشمن بن جائے گی۔ اس کی آنکھوں کی شیطانی قوت [illegible]
پیشانیوں تک پہنچے گی اور ہم بے اختیار بتانے لگیں گے [illegible]
نے ہمیں اس کے تنویمی عمل سے نجات دلائی ہے او[illegible]
استنبول یا قاہرہ جارہے ہیں۔"

سامو نے کہا "تم دونوں کے پاس موبائل فون [illegible]
ہے۔ فون کے ذریعے اس سے رابطہ نہیں ہوگا۔ تم [illegible]
بارے میں اسے کچھ نہیں بتا سکو گے۔ ایسے وقت میں [illegible]
سے فون پر باتیں کروں گا۔ اسے بتاؤں گا کہ میں نے تم [illegible]
کو اغوا کیا مجھ اور تم دونوں پر تنویمی عمل کرکے اس کو چھ[illegible]
لے گیا ہوں۔ آئندہ تم دونوں کو کبھی فون پر باتیں کر[illegible]
موقع نہیں دوں گا۔"

پھر اس نے کہا "میں نے شیوانی کی ایک کمزوری [illegible]
کی ہے۔"

جے کانو نے پوچھا "کیسی کمزوری؟"

"جب میں..... روم میں تھا تو شیوانی نے مجھے بھی [illegible]
کیا تھا۔ میں نے اپنی پیشانی میں حرارت محسوس کر[illegible]
بہت سی سچ باتیں اگل دی تھیں۔"

جے فلو نے کہا "پھر تو وہ تمہیں بھی ٹریپ کرسکتی ہے [illegible]

"اس نے ایک بار میری پیشانی کو نگاہوں سے [illegible]
کے بعد پھر کوششیں کی ہوں گی لیکن وہ ناکام رہی ہوگی [illegible]
نے اب تک اس کی شیطانی آنکھوں کی حرارت کو [illegible]
نہیں کیا ہے۔"

دونوں ساتھیوں نے حیرانی سے پوچھا "یہ کیسے [illegible]
ہے؟ ہم اس کے سامنے نہ رہیں۔ تب بھی اس کی [illegible]
پیشانیوں تک پہنچ جاتی ہیں۔"

سامو نے کہا "میں نے انجانے میں اپنے تحفظ کا [illegible]
نکالا ہے۔ جب مجھے پتا چلا کہ اسکاٹ لینڈ کی ایک جا[illegible]
مجھے ٹریپ کررہی ہے تو میں نے اس سے دور رہنے اور روپوش رہنے کے لیے ماسک میک اپ کیا۔ لارا کو تنہا وہاں سے لندن جانے پر مجبور کیا۔ اس کے بعد سے اب تک میں دیکھ رہا ہوں کہ شیوانی کا جادو مجھ پر نہیں چل رہا ہے اور میری سمجھ میں یہی آرہا ہے کہ میری پیشانی پر ماسک چڑھا ہوا ہے اور اس کی شیطانی آنکھیں ماسک سے گزر کر میری پیشانی تک نہیں پہنچ پاتی ہیں۔"

"اگر ایسا ہے تو ہم بھی ماسک میک اپ کے ذریعے اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔"

"دہلی سے فرار ہوتے وقت تم دونوں کو میک اپ کا موقع نہیں مل سکتا تھا۔ موقع ملتا تو میں تمہیں وہاں ماسک میک اپ کا مشورہ دیتا۔"

جے کانو نے کہا "سامو! تمہارا یہ ماسک میک اپ والا تجربہ کامیاب رہا ہے۔ حالانکہ تم نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تھا۔ انجانے میں تقدیر نے ہمیں بچاؤ کا راستہ دکھا دیا ہے۔"

"دوستو! اسی لیے کہتا ہوں۔ فکر نہ کرو۔ دل اور دماغ سے شیوانی کا خوف نکال دو۔ اس طیارے کا پہلا اسٹاپ استنبول ہے۔ وہاں اترتے ہی ماسک میک اپ کا سامان خریدو اور چہرے تبدیل کرو۔ ہم تھری جے پھر آزادی کی سانسیں لینے لگیں گے۔"

وہ تینوں آزادی کے لیے اور پہلے جیسی کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے تدابیر سوچ رہے تھے اور ان پر عمل کرنے والے تھے۔

ماریا ائرپورٹ کی عمارت سے باہر آکر ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔ احمد زبیری نے ایک پولیس افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر ماریہ کو اس ٹیکسی میں بٹھایا تھا اور ڈرائیور سے کہا تھا کہ وہ جہاں جانا چاہتی ہے، اسے لے جائے۔ اس کے بعد وہ افسر بھول گیا تھا کہ اس نے اسے کسی ٹیکسی میں بٹھایا تھا یا کسی پرائیویٹ کار میں؟

ماریہ سوچ رہی تھی "مجھے ائرپورٹ سے نہیں آنا چاہیے تھا۔ میں اس انجانے شہر میں کہاں جاؤں گی؟"

زبیری اس کے اندر تھا۔ اس نے کہا "تم نہیں جانتیں۔ اسکاٹ لینڈیارڈ کی اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل شیوانی نے تمہیں ہپناٹائز کرایا ہے۔ تم اپنی مرضی سے چین نہیں جارہی ہو۔ تمہارے دماغ میں چین جانے والی بات نقش کی گئی ہے۔ وہ تمہارے ذریعے زبیری کو نقصان پہنچائے گی۔"

وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر بولی "نہیں، میں زبیری کو نقصان نہیں پہنچنے دوں گی۔ میں چین نہیں جاؤں گی۔"

سکھ ڈرائیور نے پوچھا "بہن جی! کتھے جانا ہے؟"

وہ بولی "چلتے رہو۔ مجھے یہ شہر دکھاتے رہو۔ یہ ہزار روپے لو اور گاڑی کی ٹنکی فل کرتے رہو۔"

زبیری اسے تفصیل سے سمجھانے لگا کہ اس کے استعفیٰ دینے کے باعث اس پر شبہ کیا گیا تھا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے (جے کانو) نے اس کے خیالات پڑھ کر شیوانی کو اس کی اور زبیری کی محبت کے بارے میں بتایا تھا اور یہ رپورٹ دی تھی کہ وہ چین کے اور بابا صاحب کے ادارے کے خلاف جاسوسی نہیں کرے گی اس لیے استعفیٰ دے رہی ہے۔ اب شیوانی اسے ہپناٹائز کرانے کے بعد اس کا چہرہ اور نام بدل کر اسے چین لے جارہی ہے۔

وہ سکھ ٹیکسی ڈرائیو کرتا ہوا کہہ رہا تھا "بہن جی! پرانی دلی دیکھو گی یا نئی دلی۔ ابھی ہم کناٹ پیلس کی طرف جارہے ہیں۔"

"نئی پرانی سب دکھاؤ۔ چلتے رہو اور کم سے کم بولو۔"

"کم کیسے بولوں؟ اچھی اچھی جگہ گزر جائے گی۔ میں آپ کو ان کے نام نہیں بتاؤں گا تو آپ کو کیسے معلوم ہوگا کہ آپ دلی شہر میں کیا دیکھ رہی ہیں۔"

زبیری نے کہا "شیواتی تمہیں تلاش کررہی ہوگی۔ تمہارے بیگ میں میک اپ کا سامان ہے۔ آئینہ نکالو اور چہرہ تبدیل کرو۔"

"تم کون ہو؟ شیوانی سے نجات دلانے کے لیے میری مدد کیوں کررہے ہو؟ تمہاری آواز بالکل زبیری جیسی ہے۔"

"میری جان! میں زبیری ہوں۔ میں نے ٹیلی پیتھی کا علم تم سے چھپایا تھا۔ وقت ضائع نہ کرو۔ میک اپ کرو۔"

وہ خوش ہو کر بیگ سے میک اپ کا سامان نکالتی ہوئی بولی "تم؟ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ اچھا اگر جانتے تھے تو پہلے کیوں میرے پاس نہیں آتے تھے؟"

"میں چپ چاپ آکر تمہارے خیالات پڑھتا تھا اور خوش ہوتا تھا کہ تم مجھے یاد کرتی رہتی ہو۔ تمہارے پاس آتے جاتے معلوم ہوا کہ شیوانی اسی طرح تمہیں ٹریپ کررہی ہے۔"

اس نے پوچھا "زبیری! میرے چہرے پر ماسک ہے۔ کیا ماسک اتار کر اصل چہرے کو تبدیل کروں؟"

"ماسک اسی طرح رہنے دو۔ اوپر سے ریڈی میڈ میک اپ کرو۔"

"یہ ڈرائیور مجھے کسی دوسرے روپ میں دیکھے گا تو دشمن کی جاسوسہ سمجھ کر پولیس اسٹیشن پہنچا دے گا۔"

"اس کی فکر نہ کرو۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ میں کئی ممالک کی زبانیں سکھائی جاتی ہیں۔ تم ہندی جانتی ہو؟"

"تھوڑی تھوڑی جانتی ہوں۔ یہاں کی ساڑھی اور شلوار کرتا پہن سکتی ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ میرا ایک ساتھی ڈرائیور کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھے گا۔ تم میک اپ کرتے ہی' کسی مارکیٹ میں ٹیکسی سے اتر جاؤ۔ وہاں سے ہندوستانی لباس خرید کر پہن لو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ ایک پولیس افسر کے دماغ میں آکر شیوانی کے بارے میں معلوم کرنے لگا۔ پتا چلا' سرکاری طور پر شیوانی کو پولیس ٹیم اور گاڑیاں فراہم کی گئی ہیں۔ پورے شہر کی ناکہ بندی کی جارہی ہے۔ ٹیکسیوں اور کاروں کی تلاشی لی جارہی ہے۔ زبیری نے اپنے سراغ رساں سے کہا "اس ٹیکسی کو کسی بازار میں روکو۔"

پھر وہ ماریہ سے بولا "کیا میک اپ ہوچکا ہے۔"

"ہاں۔ ریڈی میڈ میک اپ میں دیر ہی کتنی لگتی ہے؟ میں آئینہ دیکھ رہی ہوں۔ یقین سے کہتی ہوں۔ شیوانی مجھے پہچان نہیں سکے گی۔"

ٹیکسی ایک جگہ رک گئی۔ وہ بولا "ڈرائیور کو ہزار روپے دے چکی ہو۔ باہر نکلو اور شاپنگ کے لیے جاؤ۔"

وہ ٹیکسی سے اتر گئی۔ ڈرائیور کو معلوم نہ ہوسکا۔ زبیری کا سراغ رساں اس کے دماغ پر مسلط تھا۔ وہ ٹیکسی ڈرائیو کرتا ہوا دور چلا گیا' پھر سراغ رساں اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر زبیری کے پاس آگیا۔

ماریہ شاپنگ کررہی تھی۔ پہلے اس نے ایک خوب صورت سی ساڑھی خریدی ایک چھوٹے سے کیبن میں جاکر اسے پہنا۔ اس کی رقم ادا کی پھر ایک جیولری کی دکان میں آکر زیورات خریدے۔ ہیروں کا نیکلس' ہیروں کے ٹاپس اور انگوٹھی' اور سونے کی چوڑیاں ایک آئینے کے سامنے پہنی۔ بالکل ہندوستانی عورت دکھائی دینے لگی۔ ان زیورات کا بل ادا کرکے وہ ایک دکان میں آئی۔ وہاں سے بندیا خرید کر ماتھے پر سجائی۔ زبیری نے کہا "تم واقعی اسکاٹ لینڈ یارڈ کی تربیت یافتہ جاسوسہ ہو۔ وہاں کی اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل شیوانی بھی تمہیں پہچان نہیں سکے گی۔"

اور شیوانی اسے تلاش کرنے کے دوران میں سوچ رہی تھی کہ اس نے ماریہ کو دیکھا تھا۔ وہ اپنی نظروں کی غیر معمولی قوت سے اس کی پیشانی کو گرما سکتی ہے۔ اسے سچ بولنے پر مجبور کرسکتی ہے۔ وہ کہیں سے ٹیلی فون کے ذریعے بتا دے گی کہ کہاں چھپی ہوئی ہے؟

لیکن وہ نظریں اس کی پیشانی تک نہیں پہنچ رہی تھ[یں]... شیوانی سوچ رہی تھی' اس سے پہلے وہ جے سامو کو بھی ... نظروں کی قوت سے ٹریپ کرنا چاہتی تھی لیکن ناکام ... تھی۔ اس کے ذہن میں بات آئی کہ ماریہ نے میک اپ ... ہے۔ اس کے چہرے پر' پیشانی پر ماسک چڑھا ہوا ہے ... ماسک اس کی نظروں کی نادیدہ حرارت کو اس کی پیشانی ... پہنچنے سے روک رہا ہے؟

اس نے سوچا "ہاں' یہی بات ہے۔ ماریہ کی طرح ... سامو بھی ماسک میک اپ میں ہے۔ اسی لیے میرے شکنجے ... نہیں آرہا ہے۔ اب ماریہ جہاں بھی ملے گی۔ میں سب ... پہلے اس کے چہرے سے ماسک نوچ لوں گی۔"

وہ اپنے مشن کی تکمیل کے لیے بڑے اطمینان سے ... جارہی تھی مگر اب اس کا چین ختم ہوگیا تھا۔ آدھے راستے ... میں ہی رکاوٹیں پیدا ہورہی تھیں۔ ماریہ کے فرار ہونے ... یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ بابا صاحب کے ادارے والو[ں] ... کو اس کے مشن کے بارے میں معلوم ہوچکا ہے۔ ... ماریہ چین اور بابا صاحب کے ادارے کی حمایت میں ا... دے چکی تھی۔ مسلمانوں کی ہوچکی تھی۔ اس لیے اسے ... سے الگ کردیا گیا ہے۔

ان حالات میں شیوانی سوچ رہی تھی "کیا میں ... جاؤں گی تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو پہچان لیا جائے گا؟ ... اب مجھے دوسرے بھیس میں دوسرے پاسپورٹ اور ویز[ا] ... ساتھ جانا ہوگا؟"

اس کے لیے بڑے مسائل پیدا ہورہے تھے۔ ویسے ... کے لیے بھیس بدلنا' دوسرا پاسپورٹ اور ویزا حاصل کرنا ... مسئلہ نہیں تھا۔ ابھی صرف ماریہ مسئلہ بن گئی تھی۔

ایک انڈین افسر نے گاڑی روک کر شیوانی سے ... "میڈم! یہ لکشمی نارائن مندر ہے۔ میں دیوی کے در[شن] ... کرنے جارہا ہوں۔ آپ ادھر مارکیٹ میں مس ... (ماریہ) کو تلاش کریں۔"

آگے پیچھے والی گاڑیوں سے سپاہی باہر آگئے۔ افسر ... کی طرف چلا گیا شیوانی نے اپنے دونوں سراغرسانوں سے ... "سپاہیوں کے ساتھ مارکیٹ میں جاؤ۔ یہاں غیر ملکی ... اور مرد نظر آرہے ہیں۔ وہ یہاں مل سکتی ہے۔"

وہ سب اس کے حکم کی تعمیل کرنے کے لیے ادھر ... جانے لگے۔ ایسے وقت ماریہ ایک دکان سے باہر آرہی ... وہ شیوانی کو دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ زبیری نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ بولی "سڑک کے کنارے کئی گاڑیاں ہیں۔ پولیس والے ہیں ایک عورت کار کے پاس کھڑی ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ وہ شیوانی ہے۔"

"اپنے قریب سے گزرنے والی کسی بھی شخص کو مخاطب کرو۔ میں اس کے ذریعے اس عورت کے بارے میں معلوم کروں گا۔"

ایک عورت قریب سے گزر رہی تھی۔ اس نے خود ماریہ کو مخاطب کیا "کیا تم بتا سکتی ہو کہ بیوٹی پارلر کہاں ہے؟"

ماریہ نے کہا "سوری۔ میں نہیں جانتی۔"

زبیری نے کہا "بس ماریہ! اور کسی کو مخاطب نہ کرو۔ سامنے والے مندر میں جاؤ۔ شیوانی تمہارے بارے میں یہ نہیں سوچے گی کہ تم مندر کے اندر جاؤ گی۔ تمہارے بدن پر ساڑی ہے۔ ماتھے پر بندیا ہے۔ یہ سب کچھ اسے دھوکا دینے کے لیے کافی ہے۔"

وہ مندر کی طرف جانے لگی۔ زبیری اس عورت کے دماغ میں پہنچ کر اسے شیوانی کی طرف لے گیا۔ اس عورت نے زبیری کی مرضی کے مطابق شیوانی سے پوچھا "ایکسکیوزمی۔ بیوٹی پارلر کہاں ہے؟"

وہ بولی "سوری۔ میں یہاں پہلی بار آئی ہوں۔"

"ہاں۔ تم کپڑوں سے باہر والی لگتی ہو۔ سینے پر دوپٹا نہ سہی اسکارف تو ہونا ہی چاہیے۔ بے شرمی سے سینہ تان کر کھڑی ہوئی ہو۔"

"یوشٹ اپ۔ یہ کیا بکواس کررہی ہو۔"

"یہ بکواس نہیں ہے۔ تمہاری طرح ایک اور انگریز لڑکی یہاں سینہ تان کر چل رہی تھی۔ ایک جوان نے اسے چھیڑا تو وہ بولی "خبردار! مجھے چھیڑنے سے پہلے یہ سن لو کہ میرا نام روزی ہے۔ میں لندن کے بہت بڑے اخبار کی رپورٹر ہوں۔ پولیس والے تمہیں۔۔۔"

شیوانی نے اس کی بات کاٹ کر جلدی سے پوچھا۔ "روزی؟ لندن اخبار کی رپورٹر؟ تم نے اسے کہاں دیکھا ہے؟"

عورت نے ایک طرف انگلی اٹھا کر کہا "ادھر مارکیٹ میں ہے۔"

شیوانی تیزی سے دوڑتی ہوئی ادھر جانے لگی۔ زبیری نے ماریہ کے پاس آکر کہا "تمہارا شبہ درست نکلا' وہ شیوانی ہے۔"

"وہ مجھے پہچان لے گی۔"

"تم مکمل ہندوستانی عورت بن چکی ہو۔ شیوانی کا باپ بھی تمہیں نہیں پہچانے گا۔"

مندر میں مرد' عورتیں' بوڑھے اور بچے سب ہی تھے۔ ماریہ عورتوں کی بھیڑ میں تھی۔ یوں تو وہاں کئی خوب صورت عورتیں اور لڑکیاں تھیں لیکن ماریہ ان میں نمایاں تھی۔ اس کی وجہ ہیروں سے جڑے ہوئے زیورات تھے' جو جگمگا رہے تھے اور ماریہ کے حسن کو چار چاند لگا رہے تھے۔

وہاں سب ہی اسے قریب سے اور دور سے دیکھ رہے تھے۔ کتنے ہی پوجا کرنے والے لکشمی دیوی کے سامنے سر جھکا رہے تھے مگر ان میں سے کسی کا دھیان ماریہ کے حسن کی طرف تھا اور کوئی چمکتے دمکتے ہیروں کے لیے للچا رہا تھا۔ دوسرے تمام لوگ اس لیے اسے دیکھ رہے تھے کہ پہلے کبھی کسی عورت کو ایسے قیمتی زیورات پہن کر مندر آتے نہیں دیکھا تھا۔

وہ عورتوں کی قطار میں کھڑی ہوگئی تھی اور پوجا کے لیے دھیرے دھیرے لکشمی دیوی کی بڑی سی مورتی کی طرف بڑھتی جارہی تھی۔ بار بار سر گھما کر دور تک دیکھ رہی تھی کہ شیوانی پولیس کے ساتھ ادھر آرہی ہے یا نہیں؟

زبیری نے کہا "تمہیں اتنے قیمتی زیورات نہیں پہننا چاہیے تھا۔ کیا مرد' کیا عورتیں' سب ہی تمہیں دیکھ رہے ہیں۔"

وہ بولی "مجھے ہیرے جواہرات کا بہت شوق ہے۔ میرے پاس دو لاکھ انڈین کرنسی تھی۔ میں نے ایک لاکھ بیس ہزار میں خرید لیے۔"

"بڑی عقل مندی کی۔ تم اس طرح ان سب کے علاوہ دشمنوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کرو گی۔"

"مجھ سے غلطی ہوگئی۔ فکر نہ کرو۔ میں ان زیورات سے ابھی نجات حاصل کرلوں گی۔"

"ٹھیک ہے مگر اس طرح بار بار ادھر اُدھر نہ دیکھو۔ تمہاری پریشانی صاف ظاہر ہورہی ہے۔ میں شیوانی اور سپاہیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ ابھی مارکیٹ میں بھٹک رہے ہیں۔ میں انہیں سنبھال لوں گا۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

وہ بولی "یہ بات سب ہی کو کھٹکے گی کہ میں اتنے قیمتی زیورات کے ساتھ تنہا ہوں۔ مجھے یہاں کسی عورت سے دوستی کرنا چاہیے۔"

"یہ بہتر ہوگا۔ میں ابھی آرہا ہوں۔"

قطار میں اس کے آگے کھڑی ہوئی ایک ادھیڑ عمر کی عورت کبھی کبھی سر گھما کر اسے دیکھتی تھی پھر نظریں ملنے پر جھینپ کر مسکراتی تھی۔ ماریہ نے اس کی طرف جھک کر

سرگوشی کی "مجھے جی بھر کے دیکھو۔ میں بھی تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ تم بہت اچھی ہو۔ کیا میں تمہیں دیدی کہہ سکتی ہوں؟"

وہ خوش ہو کر بولی "تم مجھے دیدی نہیں' ماں کہہ سکتی ہو۔"

"آپ اتنی جوان ہیں۔ میری بہن لگتی ہیں۔ میں ماں کیسے کہوں؟"

وہ اور خوش ہوگئی۔ کہنے لگی "میں مندر آرہی تھی' اس لیے میک اپ نہیں کیا۔ میک اپ کرتی تو اور جوان لگتی۔ تم کہاں رہتی ہو؟"

"میں لندن سے آئی ہوں۔ یہاں کوئی ٹھکانا نہیں ہے۔ کسی ہوٹل میں رہوں گی۔"

"ہوٹل میں کیوں؟ میرے گھر چلو۔ بہت آرام ملے گا۔ جب مجھے بہن کہا ہے تو میں تمہیں ہوٹل میں نہیں رہنے دوں گی۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام شانتی ہے۔ آپ اکیلی آئی ہیں؟"

"میرے پتی ادھر مردوں کی لائن میں ہیں۔ وہ دیکھو پجاری جی انہیں پوجا کرا رہے ہیں۔"

ایک بوڑھا شخص پوجا کے بعد واپس آرہا تھا۔ اس عورت نے اسے آواز دی "راجو کے ڈیڈی! ادھر آؤ۔ بات سنو۔"

وہ ان کے قریب آکر بولا "کیا ہے بملا؟ عورتوں میں کیوں بلا رہی ہو؟ ہم مندر کے باہر باتیں کرسکتے ہیں۔"

وہ بولی "میری بہن سے ملو۔ اس کا نام شانتی ہے۔"

ماریہ نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کہا۔ راجو کے باپ نے کہا۔ "نمستے' میرا نام درگا پرساد ہے۔ میں تمہیں دور سے دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ تمہیں اتنے قیمتی زیورات پہن کر گھومنا پھرنا نہیں چاہیے۔ شاید تم اکیلی ہو۔"

بملا نے کہا "بالکل اکیلی ہے۔ مگر اب ہم سب اسے کہیں گے کہ میری بہن ہے کیونکہ یہ اب ہمارے ساتھ رہے گی۔"

درگا پرساد نے کہا "یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ ہم غریب ہیں۔ ہمارا گھر چھوٹا ہے مگر دل بڑا ہے۔ ہم تمہیں آرام پہنچانے کی کوشش کریں گے۔"

بملا کی پوجا کی باری آگئی۔ اس نے پھولوں اور پرساد کی تھالی پجاری کو دی پھر دیوی کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوگئی۔ زبیری اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ دل ہی دل میں لکشمی دیوی سے کہہ رہی تھی "دیوی ماں! تو دھن دولت کی دیوی ہے۔ میں تیرے چرنوں میں جھکنے آئی ہوں تو ایک دھن دولت والی خود ہی میری پاس چلی آئی ہے۔ یہ تیرا چمتکار ہے۔ اب ہمیں ہزاروں تو کیا لاکھوں روپے مل جائیں گے۔"

پجاری نے کچھ پڑھتے رہنے کے بعد کہا "تمہاری پوجا ہوگئی۔ دوسری کو آنے دو۔"

بملا سر جھکا کر لکشمی دیوی کے سامنے الٹے قدموں ہوئی اپنے پتی کے پاس آگئی۔ پجاری نے ماریہ سے کہا "تم پھول اور پرساد نہیں لائی ہو۔ خالی ہاتھ آئی ہو۔ کچھ دکھشنا تو لے کر آنا چاہیے۔"

ماریہ نے اپنے زیورات اتارتے ہوئے کہا "میں سب کچھ دیوی کے قدموں میں رکھنے آئی ہوں۔"

وہاں کھڑی ہوئی عورتیں اور مرد سب حیرانی سے اسے دیکھنے لگے۔ بملا اور درگا پرساد تو شدید حیرانی کے باعث چند ساعتوں تک سانس لینا بھول گئے۔ بملا نے جلدی سے آگے بڑھ کر ماریہ کے ہاتھوں سے زیورات لے کر کہا "شانتی! یہ کیا کر رہی ہو؟ لکشمی دیوی ہم سب کو دیتی ہیں۔ تم انہیں کیا دوگی؟ ایسا کرو' ہزار دو ہزار مندر کے لیے دان کردو۔"

پجاری نے بملا سے کہا "تم اسے کیوں روک رہی ہو؟ اس لڑکی کے من میں دیوی کے لیے شردھا ہے۔ یہ جو چاہتی ہے' اسے کرنے دو۔"

ماریہ نے بملا کے ہاتھوں سے زیورات لے کر کہا "دیدی! اسے دیوی کے قدموں میں رکھ کر جاؤں گی تو مندر کے باہر میرا بھلا ہوگا۔ زیورات کی پروا نہ کرو۔ دیوی کی مہربانی سے ہمارے پاس کمی نہیں ہے۔"

اس نے زیورات دیوی کے قدموں میں رکھ دیے۔ پجاری خوش ہو کر اسے دعائیں دینے لگا۔ مردوں کی قطار میں ایک شخص ماریہ کو بہت دیر سے تک رہا تھا۔ وہ اپنے لباس سے ایک رئیس زادہ لگ رہا تھا۔ ماریہ' بملا اور درگا پرساد کے ساتھ جانے لگی۔ وہ پوجا کا خیال چھوڑ کر قطار سے الگ ہو کر اس کے سامنے آیا۔ وہ تینوں رک گئے۔ اس نے بڑی شائستگی سے کہا "شما چاہتا ہوں۔ میرا نام کنور بلراج راٹھور ہے۔ ہزاروں ایکڑ زمینوں کا مالک ہوں۔ دہلی' ممبئی اور کلکتہ کے ریس کے میدانوں میں میرے گھوڑے دوڑتے ہیں۔ میں دھن دولت کو پانی کی طرح بہاتا ہوں لیکن آپ نے ہیروں کا سیٹ جس انداز میں دان کیا ہے' اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔"

زبیری اس وقت درگا پرساد کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا "پہلے شانتی جیسی دھنوان لڑکی ملی۔ اب یہ کنور ہم سے مل رہا ہے۔ لکشمی دیوی سچ مچ دولت دینے والی دیوی ہے۔ آج مندر آتے ہی دولت والے ہمارے پاس چلے آرہے ہیں۔ دولت بھی ملے گی تو بات بنے گی۔"

ماریہ نے کہا "مسٹر راٹھور! آپ نے اپنا لمبا چوڑا تعارف کرایا ہے۔ میں نے مندر کو دان دیا۔ آپ کو بہت پسند آیا۔ آپ بھی کوئی ایسا کام کریں جو ہم سب کو پسند آئے بلکہ ساری دنیا کو پسند آئے۔"

"آپ حکم کریں۔ جو کہیں گی' وہ کروں گا۔ بس' آپ سے ایک ملاقات چاہتا ہوں۔"

درگا پرساد نے فوراً ہی کہا "ہاں ہاں' ملاقات ہوجائے گی۔ شانتی ہمارے ساتھ ہے۔ ہمارا مکان بڑے پوسٹ آفس کے سامنے ہے۔ مکان پر میری نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے۔ میرا نام درگا پرساد ہے۔"

ماریہ نے مسکرا کر کنور بلراج راٹھور سے کہا "یہ میری دیدی اور یہ میرے جیجا جی ہیں۔ ملاقات کے سلسلے میں مجھے کچھ کہنا چاہیے لیکن مجھ سے پہلے ہی جیجا جی نے آپ کی مشکل آسان کردی۔"

وہ سب باتیں کرتے ہوئے مندر کے باہر جانے لگے۔ کنور نے پوچھا "تو پھر کیا خیال ہے؟"

ماریہ نے کہا "ابھی تو میں گھر جا کر آرام کرنا چاہتی ہوں۔ شام کو آسکتے ہو۔"

شیوانی سپاہیوں کے ساتھ مندر کی سیڑھیاں چڑھتی ہوئی آرہی تھی۔ اپنے آس پاس سے گزرنے والی عورتوں کو بڑی توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ زبیری نے کہا "ماریہ! شیوانی کو دیکھ کر ذرا بھی پریشان نہ ہونا۔ ڈھیٹ بن جاؤ۔"

وہ بملا' درگا پرساد اور کنور بلراج راٹھور کے ساتھ سیڑھیاں اترتی آرہی تھی۔ شیوانی اسے غور سے دیکھنے لگی پھر اس کے قریب سے بولی "جسٹ اے منٹ!"

ماریہ کے ساتھ وہ تینوں رک گئے۔ زبیری نے درگا پرساد کے ذریعے پوچھا "کیا بات ہے؟"

شیوانی نے ماریہ کی طرف اشارہ کرکے پوچھا "یہ کون ہے؟"

درگا پرساد نے کہا "یہ میری سالی ہے۔"

"یہ کچھ کچھ یورپین لگتی ہے۔"

"یہ پیرس میں پیدا ہوئی۔ پیرس میں جوان ہوئی۔ یورپین لگے گی اب یہاں آکر رہنے لگی ہے۔ ہم اسے آدھا ہندوستانی بنا چکے ہیں۔ پورا بھی بنا دیں گے۔"

"کیا یہ گونگی ہے؟ جواب کیوں نہیں دے رہی ہے؟"

زبیری اس کے دماغ میں آگیا۔ تاکہ وہ مقامی زبان بول سکے۔ وہ بولی "شریمتی جی! میں گونگی نہیں ہوں۔ کیا میری آواز میں مٹھاس ہے؟"

شیوانی سوچنے لگی "یہ ہندی بول رہی ہے مگر یورپین ہے۔ اس لیے مجھے شبہ ہو رہا ہے۔ ابھی میں جے کافو اور جے فلو سے کہوں گی۔ وہ دونوں اس کے دماغ میں آکر اس کی اصلیت معلوم کریں گے۔"

اس نے موبائل فون آن کرکے انڈین افسر سے اسپتال کے نمبر پوچھے پھر وہ نمبر پنچ کرتی ہوئی ماریہ سے بولی "ویٹ اے منٹ۔ آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ پولیس سے تعاون کریں۔ ہمیں ایک برٹش گرل کی تلاش ہے۔"

اس نے فون انڈین افسر اس طرف بڑھا کر اس سے کہا۔ "اسپتال والوں سے کہو کہ میرے دونوں آدمیوں سے باتیں کرائیں۔"

افسر نے فون پر اسپتال کے کاؤنٹر مین سے بات کی۔ اسے بتایا کہ چار گھنٹے پہلے پولیس والوں نے دو غیر ملکیوں کو وہاں داخل کرایا تھا۔ دوسری طرف سے ان کے نام اور کمرا نمبر پوچھے گئے۔ افسر نے انہیں جے کافو اور جے فلو کے نام بتائے اور کمرا نمبر بھی بتایا۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا "سوری! آپ کے یہاں سے جاتے ہی وہ دونوں بھاگ گئے ہیں۔ ہمارے وارڈ بوائز نے انہیں اسپتال کے باہر تلاش کیا مگر وہ کہیں نظر نہیں آئے۔"

افسر نے فون بند کرکے کہا "میڈم! وہ دونوں اسپتال سے بھاگ گئے ہیں۔"

وہ چونک کر پریشان ہو کر بولی "بھاگ گئے؟ نہیں' وہ تو میرے معمول ہیں۔ وہ کیسے بھاگ سکتے ہیں؟ یہ نہیں ہوسکتا۔ وہ ٹائلٹ میں ہوں گے یا باہر باغیچے میں۔۔۔"

"میڈم! اسپتال والے انہیں اندر باہر تلاش کرچکے ہیں۔ جب ہم اسپتال سے باہر نکلے تھے۔ تب ہی وہ دونوں کہیں چلے گئے۔"

کنور بلراج راٹھور نے سخت لہجے میں افسر سے پوچھا "ہمارا راستہ کیوں روکا جارہا ہے؟ کیا مندر میں آنا اور پوجا کرنا جرم ہے؟ میرا نام کنور بلراج راٹھور ہے۔ میری پہنچ راشٹرپتی اور پردھان منتری تک ہے۔ ہمیں جانے دو۔ ورنہ میں تمہاری وردی اتروا دوں گا۔"

افسر نے کہا "میڈم! بہتر ہے' انہیں نہ روکا جائے۔"

شیوانی کی توقع کے خلاف ٹیلی پیتھی جاننے والے جے کافو اور جے فلو اس کی گرفت سے نکل گئے تھے۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا پھر کہا "انہیں جانے دو۔"

شیوانی بڑی کامیابی سے ایک مضبوط ٹیم بنا کر جمہوریہ چین کی طرف روانہ ہوئی تھی لیکن دہلی پہنچ کر کامیابی، ناکامی میں بدل گئی تھی۔ اس کی گرفت سے ماریہ نکل گئی تھی، اسے دھوکا دے کر احمد زبیری کے تعاون سے فرار ہو گئی تھی۔

شیوانی وہاں کی پولیس کی مدد سے نئی دہلی اور پرانی دہلی میں اسے تلاش کرتی رہی۔ ماریہ ایک ہندو لڑکی شانتی کے روپ میں تھی۔ ایک مندر کی سیڑھیاں اترتے وقت شیوانی سے اس کا سامنا ہوا تھا لیکن شیوانی اسے پہچان نہ سکی۔ وہ جے کافو اور جے فلو کی خیال خوانی کے ذریعے ماریہ کا سراغ لگا سکتی تھی لیکن وہ دونوں دماغی کمزوریوں میں مبتلا ہو کر اسپتال پہنچے ہوئے تھے۔

شیوانی نے سوچا "میں کئی گھنٹوں سے ماریہ کو تلاش کر رہی ہوں۔ اتنی دیر میں جے کافو اور جے فلو کی دماغی توانائی بحال ہو چکی ہوگی۔ مجھے ان سے رابطہ کر کے ماریہ کا سراغ لگانا چاہیے۔"

اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا تو یہ بری خبر ملی کہ جے کافو اور جے فلو اسپتال سے فرار ہو گئے ہیں۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ جنہیں اپنا معمول بنا چکی ہے، وہ اسے دغا دے جائیں گے۔

لیکن وہ کہاں تک جا سکتے تھے۔ شیوانی کی غیر معمولی آنکھوں کی حرارت دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ سکتی تھی۔ وہ مندر کی سیڑھی پر بیٹھ کر جے کافو کا تصور کرنے لگی۔ سر جھکا کر ایک طرف گھورنے لگی۔

جے سامو کی مدد سے جے کافو اور جے فلو اسپتال سے فرار ہونے کے بعد ایک طیارے میں سفر کر رہے تھے۔ ایسے وقت جے کافو نے اپنی پیشانی پر حرارت محسوس کی۔ وہ حرارت مجبور کرنے لگی کہ وہ شیوانی کے پاس واپس جائے لیکن وہ طیارے سے باہر نہیں جا سکتا تھا۔ اس حرارت کے زیر اثر رہنے والے بے اختیار سچ بولنے لگتے ہیں جے کافو اپنی سیٹ پر بیٹھا زیر لب بڑبڑانے لگا "شیوانی! میں تمہارا مجرم ہوں۔ تمہیں دھوکا دے کر استنبول جا رہا ہوں۔"

جے سامو اپنے دونوں ساتھیوں کے دماغوں میں جاتا آتا رہتا تھا۔ اس نے پوچھا "کافو! یہ کیا بول رہے ہو۔ خاموش ہو جاؤ۔"

لیکن وہ جے سامو کی خیال خوانی کی لہروں کو جیسے نہیں سن رہا تھا۔ اپنے بارے میں بولتا جا رہا تھا۔ آئندہ کہاں جائے گا؟ کیا کرے گا؟ یہ سارے بھید کھولتا جا رہا تھا۔

اس کی آس پاس والی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے مسافر اسے سوالیہ نظروں سے تک رہے تھے۔ اس سے ہزاروں میل دور مندر کی سیڑھیوں پر بیٹھی شیوانی اس کی وہ باتیں سن سکتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ جے کافو فرار ہو کر انڈیا کے کسی بھی علاقے میں پہنچا ہوگا تو وہاں سے اس کے موبائل پر رابطہ کرے گا۔

شیوانی نے جے فلو کی پیشانی تک بھی اپنی آنکھوں کی حرارت پہنچائی اور انتظار کرتی رہی لیکن ان دونوں میں سے کسی نے بھی اس سے رابطہ نہیں کیا۔ ... سہولت نہیں تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ دونوں کسی وجہ سے ... ہیں۔ وہ چند گھنٹے بعد اپنی آنکھوں کی حرارت پہنچائے گی۔ تب تک شاید ان کی مجبوریاں ختم ہو جائیں گی۔

اس نے ماریہ کو جے کافو کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے معمول بنایا تھا۔ اگر اسے شبہ ہوتا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دغا دیں گے تو وہ ماریہ کو اپنی آنکھوں کے زیر اثر لے آتی۔ ایسا نہ کرنے کے باعث ماریہ اس کی گرفت سے نکل چکی تھی۔

ماریہ نے مندر میں بملا نامی ایک عورت سے شناسائی پیدا کی تھی۔ اسے اپنی بڑی بہن بنایا تھا۔ بملا کے پتی کا نام درگا پرساد تھا۔ وہ دونوں ماریہ کو اپنی رشتے دار بنا کر بہت خوش تھے۔ انہیں لاکھوں روپے کی ضرورت تھی۔ ان کا خیال تھا کہ ماریہ سے ان کی مطلوبہ رقم انہیں مل جائے گی۔

اسی مندر میں کنور بلراج راٹھور نامی ایک رئیس ماریہ کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو گیا تھا۔ اس نے بملا اور درگا پرساد سے شناسائی پیدا کی اور ماریہ سے شام کو ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ بملا اور درگا پرساد کو توقع تھی کہ وہ بلراج راٹھور سے بھی کچھ رقم حاصل کر سکیں گے۔ انہوں نے کنور سے کہہ دیا کہ ماریہ شام کو اس سے ضرور ملے گی۔ وہ سب باتیں کرتے ہوئے مندر کے باہر اس جگہ آئے جہاں کنور بلراج کی نہایت قیمتی اور شان دار کار کھڑی ہوئی تھی۔

وہ بے انتہا دولت مند تھا۔ دہلی، کلکتہ اور ممبئی کے ریس کورس میں اس کے گھوڑے دوڑتے تھے۔ اس نے کہا "مس ماریہ! اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو اپنی دیدی اور جیجا جی کے ساتھ میری گاڑی میں چلو۔ میں تمہیں گھر تک پہنچا دوں گا۔ اس طرح تمہارا گھر بھی دیکھ لوں گا۔"

بملا نے کہا "ہاں۔ تم اتنی محبت سے کہہ رہے ہو تو ہم ضرور چلیں گے۔"

وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اپنے پتی کے ساتھ بیٹھ گئی۔ کنور بلراج نے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ ماریہ اس کے ساتھ والی اسٹیئرنگ سیٹ پر آ گیا پھر کنور اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ کنور گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھانے لگا۔

احمد زبیری نے ماریہ کے دماغ میں آ کر کہا "میں کنور بلراج کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ یہ ایسی مجرمانہ زندگی گزار رہا ہے کہ بے انتہا دولت مند ہوتا جا رہا ہے کبھی قانون کی گرفت میں نہیں آتا ہے۔ یہ تم پر شبہ کر رہا ہے۔"

"مجھ پر کس قسم کا شبہ کر رہا ہے؟"

"یہی کہ تمہاری بہن بملا اور درگا پرساد متوسط طبقے کے لوگ ہیں اور تم بملا کی بہن ہو کر اتنی مال دار کیسے ہو؟ تم نے ڈیڑھ لاکھ کے ہیروں کا سیٹ دیوی ماں کے چرنوں میں رکھ دیا۔ یہ بات کنور بلراج کو کھٹک رہی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تم بھی اس کی طرح درپردہ مجرمانہ زندگی گزار رہی ہو۔"

اس بات پر ماریہ زیر لب مسکرانے لگی۔ کنور بلراج اسے چور نظروں سے دیکھتا جا رہا تھا۔ اس نے کہا "تمہاری مسکراہٹ جان لے لیتی ہے۔ کس بات پر مسکرا رہی ہو۔"

وہ بولی "زندگی میں مسکراہٹ نصیب والوں کو ملتی ہے۔ مجھے جب بھی فرصت ملتی ہے۔ میں مسکرا کر نصیب والی بنتی رہتی ہوں۔ اب تم بھی مسکراؤ گے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا "واقعی مسکراہٹ مفت ملتی ہے مگر بد نصیبوں کو نہیں ملتی۔ تم نے مجھے بھی مسکراہٹ دے کر خوش نصیب بنا دیا ہے مجھے اور کیا دے سکتی ہو؟"

"میں فراخ دل ہوں۔ میرے پاس جو کچھ ہوتا ہے اسے دوسروں پر لٹا دیتی ہوں۔"

"کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟ اگر نہیں تو کیا تمہارا کوئی آئیڈیل ہے؟"

"میرا آئیڈیل ہمیشہ میرے دماغ میں رہتا ہے۔ میں اس سے باتیں کرتی رہتی ہوں۔"

احمد زبیری نے کہا "ڈیش بورڈ کے خانے میں بڑے نوٹوں کی گڈیاں ہیں۔ تقریباً پچاس لاکھ روپے ہیں۔ میں کنور کو غائب دماغ بنا رہا ہوں۔ دس گڈیاں نکال لو۔"

کنور بلراج خاموشی سے ونڈ اسکرین کے پار دیکھتا ہوا ڈرائیو کرنے لگا۔ ماریہ ڈیش بورڈ کے خانے کو کھول کر دس گڈیاں نکال کر اپنے بیگ میں رکھنے لگی۔ بملا اور درگا پرساد ایک دوسرے کے قریب جھک کر سرگوشیاں کر رہے تھے۔ ان سے رقم حاصل کرنے کے سلسلے میں کوئی تدبیر سوچ رہے تھے۔ انہوں نے ماریہ کو رقم نکالتے ہوئے نہیں دیکھا۔

زبیری نے کنور بلراج کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے سڑک کے کنارے کار روک دی۔ پریشانی سے سوچنے لگا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے کہاں گم ہو گیا تھا؟ بملا نے کہا "کنور صاحب ہمارا مکان یہاں نہیں ہے۔ آگے سیدھے ہاتھ والی گلی میں ہے۔"

وہ پھر ڈرائیو کرنے لگا۔ ماریہ نے پوچھا "کیا بات ہے۔ کچھ پریشان لگ رہے ہو؟"

"کچھ نہیں۔ وہ میں سوچ رہا تھا کہ ابھی ہم کیا باتیں کر رہے تھے؟"

"جو بات ضروری نہیں ہوتی اسے ہم بھول جایا کرتے ہیں۔ تم بھی بھول گئے۔"

درگا پرساد نے کہا "کنور صاحب! آگے سیدھے ہاتھ پر تیسرا مکان ہے۔"

مکان کے دروازے پر درگا پرساد کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ کنور بلراج نے وہاں گاڑی روک دی۔ درگا پرساد نے کہا "کنور صاحب! ہمارا گھر بہت چھوٹا ہے۔ آپ اندر آئیں گے تو ہماری قسمت کھل جائے گی۔ آپ سے ہمیں کچھ مل جائے گا۔"

کنور بلراج نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر ایک گڈی نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا "یہ ایک لاکھ روپے ہیں۔ میری طرف سے یہ بھینٹ سویکار کریں۔"

بملا اور درگا پرساد کے دیدے حیرت سے اور مسرت سے پھیل گئے۔ بملا نے نوٹوں کی وہ گڈی لپک لی۔ کنور نے ماریہ سے کہا "دو گھنٹے بعد شام ہوگی۔ کیا ہم ابھی ساتھ نہیں رہ سکتے۔ میں تمہیں دہلی کی سیر کراؤں گا۔"

ماریہ نے کہا "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں پانچ منٹ کے لیے گھر کے اندر جاؤں گی پھر آ جاؤں گی۔ تمہیں انتظار کرنا ہوگا اور تم کرو گے۔"

وہ مسکراتی ہوئی کار سے باہر آئی پھر بملا اور درگا پرساد کے ساتھ مکان کے اندر آ کر دروازہ بند کرتے ہوئے بولی "میں جانتی ہوں۔ آپ کا اکلوتا جوان بیٹا اسپتال میں ہے۔ گردے کا آپریشن ضروری ہے۔ گردہ تبدیل کرنے کے لیے دو لاکھ کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو ضرورت سے زیادہ دوں گی۔"

اس نے بیگ سے نوٹوں کی دس گڈیاں نکال کر میز پر رکھتے ہوئے کہا "یہ دس لاکھ روپے آپ کے لیے ہیں۔"

وہ دونوں خوشی سے روتے ہوئے اس کے قدموں میں گر گئے۔ وہ پیچھے ہٹ کر بولی "ایسا نہ کرو۔ ہم سب کو اپنے اپنے خدا بھگوان اور گاڈ کے آگے جھکنا چاہیے۔"

وہ دونوں اٹھ کر احسان مندی سے بہت کچھ کہنا چاہتے تھے۔ ماریہ نے کہا "باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔ میں

جارہی ہوں۔ ورنہ وہ اندر آجائے گا اور میں یہ نہیں چاہتی۔"

.بملا روتی ہوئی ہوئی اس سے لپٹ گئی "تم میرے بیٹے کو نئی زندگی دے رہی ہو۔"

درگا پرساد نے ماریہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا "تم نے مجھ بوڑھے کی کمر سیدھی کردی ہے۔"

اس سے پہلے کہ وہ دونوں کچھ اور کہتے۔ ماریہ تیزی سے پلٹ کر دروازہ کھولتی ہوئی باہر آگئی۔ کار کی اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ وہاں سے جاتے ہوئے اس نے دیکھا۔ وہ دونوں دروازے پر کھڑے رو رہے تھے۔

کنور بلراج نے ڈرائیو کرتے ہوئے پوچھا "تمہاری دیدی اور جیجاجی کیوں رو رہے تھے؟"

"وہ اس لیے رو رہے تھے کہ بچھڑنے والے پھر ملتے ہیں یا نہیں؟ یہ کوئی نہیں جانتا۔ لہٰذا جدا ہوتے وقت رولینا چاہیے لیکن مجھے رونا نہیں آتا۔"

"میں قیافہ شناس ہوں۔ چہرے پڑھ لیتا ہوں۔ تم اپنی دیدی سے مختلف ہو۔ تمہارے مزاج میں سختی اور ارادوں میں پختگی ہے۔ تم اپنی بہن کی طرح غریب رہنا نہیں چاہتیں۔ کسی نہ کسی راستے سے زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی دھن میں رہتی ہو۔"

"واقعی تم قیافہ شناس ہو۔ بے شک میں دولت کماتی ہوں اور عزت بھی کماتی ہوں۔ میرے محبوب کے سوا کوئی مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتا۔"

"تم ایک لڑکی ہو۔ کسی بھی مرد کے مقابلے میں کمزور ہو۔ کوئی تم پر جبر کرسکتا ہے۔"

"میں کسی کو جبر کرنے کا موقع نہیں دیتی۔ جبر کرنے والے کو سمجھاتی ہوں۔ وہ سمجھ لیتا ہے۔ نہ سمجھے تو نقصان اٹھاتا ہے۔ میں چاہوں گی تم بھی نقصان نہ اٹھاؤ۔"

"تم تو یوں کہہ رہی ہو' جیسے میں تم پر جبر کرنے کی نیت سے تمہیں لے جارہا ہوں۔"

"میں بھی تمہاری طرح چہرے پڑھنا جانتی ہوں۔ بائی دا وے تم مجھے نہیں لے جارہے ہو۔ میں تمہارے ساتھ جارہی ہوں۔"

"ویری اسمارٹ۔ تمہارا انداز اور تمہارے تیور بتا رہے ہیں کہ رنگین بھی ہو اور سنگین بھی۔"

"ویری انٹیلی جنٹ۔ مجھے چھونے سے پہلے سمجھ رہے ہو کہ میں بجلی کا تار ہوں۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا "جب چھونے کا وقت آئے گا۔ تب دیکھا جائے گا۔ یہ بتاؤ' دولت حاصل کرنے کے ذرائع ہیں؟ کیا اس معاملے میں تمہارا محبوب ساتھ دیتا ہے۔"

"میرا محبوب مجھ سے ہزاروں میل دور ہے۔ ہمارا صرف دو چار ملاقاتیں ہوئی تھیں اور بس۔ جہاں تک دولت کا معاملہ ہے۔ میں جب چاہتی ہوں حاصل کرلیتی ہوں۔"

"کیا ابھی حاصل کرسکتی ہو؟"

"ابھی مجھے ضرورت نہیں ہے۔"

"کل پچاس لاکھ کی ڈربی ہے۔ ریس کورس میں میرے گھوڑے دوڑتے ہیں کیا کسی گھوڑے پر رقم لگا کر ڈربی جیتنا چاہو گی۔"

"میرے چاہنے سے ہی جیت ہوگی۔ میں جس گھوڑے پر رقم لگاؤں گی۔ وہ جیتے گا۔"

"ایسا دعویٰ نہ کرو۔ گھڑ دوڑ کی بازی میں بڑی ہیرا پھیری ہوتی ہے اور تم ہیرا پھیری کو نہیں سمجھتی ہو۔ جیتنا چاہتی ہو تو میرے ایک گھوڑے پر رقم لگاؤ۔"

"میری کامیابی اور دولت مندی کا راز یہ ہے کہ میں کسی کے مشوروں پر کبھی عمل نہیں کرتی۔ اپنی مرضی سے کھیلتی ہوں۔"

"پھر تو تم ہار جاؤ گی۔"

"کل آنے دو۔ میں تمہیں دکھاؤں گی کہ کس طرح دولت حاصل کرتی ہوں۔"

"ریس کا میدان میرا ہوتا ہے۔ اگر تم میرے میدان میں جیت جاؤ گی تو میں ڈربی کے پچاس لاکھ کے علاوہ اپنی طرف سے دس لاکھ دوں گا۔ اس سے بھی زیادہ جتنی رقم چاہو' دوں گا لیکن ہار جاؤ گی تو میں جیت کے طور پر تمہیں حاصل کروں گا۔ یہ شرط منظور ہے تو ہاں کہہ دو۔ ورنہ نہ کہہ دو۔"

"مجھے منظور ہے۔ تمہیں یہ دکھانا ہے کہ میں دولت کیسے حاصل کیا کرتی ہوں۔"

کنور بلراج نے ایک اسنیک بار کے سامنے کار روک دی۔ وہاں وہ سینڈوچز کھانے اور چائے پینے لگے۔ اسی وقت ایک شاندار قیمتی کار آکر ان کی کار کے پاس رکی۔ کنور بلراج نے ادھر دیکھا پھر ماریہ سے کہا۔ یہ جو کار سے اتر رہا ہے' اس کا نام دھنپت رائے ہے۔ بہت بڑا سیاستدان ہے۔ کئی بار مجھے قانونی گرفت میں لینے کی ناکام کوشش کرچکا ہے اس کا بھائی مہاراشٹر صوبہ کا مکھ منتری ہے۔ میری پہنچ پردھان منتری تک ہے۔ میں ان سب کی ایک رگ ڈھیلی کردیتا ہوں۔"

دھنپت رائے دھوتی اور کرتے میں تھا۔ نہرو کٹ واسکٹ اور نہرو کیپ پہنی ہوئی تھی۔ اس نے کار سے اتر کر بینے تان کر فخر سے گردن اونچی کرکے اِدھر اُدھر ایسے دیکھا جیسے پچیس لاکھ کی کار میں دہلی فتح کرنے آیا ہو۔ کنور بلراج پر نظر پڑتے ہی اس نے ناگواری سے کہا "راجا راؤ! یہ کتا یہاں بیٹھا ہوا ہے۔"

اس کے پاس کھڑے ہوئے باڈی بلڈر راجا راؤ نے کہا۔ "مالک! کتے وہیں دم ہلانے آتے ہیں' جہاں آپ جیسے مالک ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ لڑکی بڑی سندر ہے۔"

دھنپت رائے نے للچاتے ہوئے ماریہ کو دیکھا پھر کہا "مکھن جیسی چکنی ہے بھگوان بھی عجیب ہے۔ کتوں کو گھی کھانے دیتے ہیں۔"

کنور بلراج نے ماریہ سے کہا "ادھر نہ دیکھو۔ وہ دھنپت رائے حرام کا پلا ہے۔ تمہیں دیکھ کر للچا رہا ہوگا۔"

ماریہ نے کہا "وہ ہماری طرف آرہا ہے۔"

"میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔ تمہیں دیکھ کر ادھر پھسلتا آرہا ہے۔"

وہ قریب آتے ہوئے بولا "نمستے کنور صاحب! ہم دہلی کے گلی کوچوں میں آپ کو ڈھونڈ رہے ہیں اور آپ یہاں سندرتا کی پوجا کررہے ہیں۔"

کنور بلراج نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور کہا "آپ ہمیں ڈھونڈتے رہتے ہیں۔ ہم آپ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ ممبئی چھوڑ کر دہلی کیسے آئے ہیں؟"

"آپ تو جانتے ہیں' کل ڈربی ریس ہے۔ ہم ریس جیتنے آئے ہیں۔ جیت کے پچاس لاکھ ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتے' ہم تو میدان جیتنے والے ہیں۔"

"رائے صاحب! ریس کا میدان ہمارا ہے اور ہمارے میدان سے کوئی جیت کر نہیں جاتا۔ یہ ہیں مس شانتی' ان کا دعویٰ ہے کہ کل ان کی جیت ہوگی لیکن ہم انہیں بھی جیتنے نہیں دیں گے۔"

دھنپت رائے نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "مس شانتی! میرا نام دھنپت رائے ہے۔ پورے مہاراشٹر پر میری حکومت ہے۔"

ماریہ نے اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا "پلیز ڈ ٹو میٹ یو۔"

"پلیزڈ ٹو میٹ یو۔ ریس کے میدان میں اور سیاست کے میدان میں کنور صاحب سے مقابلہ ہوتا' رہتا ہے۔ میرا مشورہ ہے' تم ہمارے مقابلے پر نہ آؤ۔ رقم ہار جاؤ گی۔"

"یہی مشورہ تم دونوں کے لیے ہے۔ میرے مقابلے پر نہ آؤ۔ دونوں ہار جاؤ گے۔"

وہ دونوں قہقہے لگانے لگے۔ دھنپت رائے نے پوچھا "شرط لگاؤ گی؟"

کنور بلراج نے کہا "یہ مجھ سے شرط لگا چکی ہے۔ ہار جائے گی تو میں اس کی سندرتا کو جیت لوں گا۔"

دھنپت رائے نے کہا "ایک اور شرط لگاؤ۔ تم بھی ہار جاؤ گے اور میں جیت جاؤں گا تو میں شانتی کی سندرتا میری ہوگی۔"

"یہ فضول سی شرط ہے۔ میں ہار ہی نہیں سکتا۔ آپ کے یہاں آتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ تم شانتی پر نیت خراب کرو گے۔ کم آن شانتی! یہاں سے چلو۔"

ماریہ نے کہا "جسٹ اے منٹ۔ کنور صاحب! صرف رائے صاحب کی نہیں' آپ کی نیت بھی خراب ہے۔ سچ کو نہیں چھپانا چاہیے۔ ایم آئی رائٹ؟"

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ میری طرح رائے صاحب کی بھی شرط منظور کررہی ہو؟"

"کیوں نہیں' جب مجھے ہارنا ہوگا تو کسی سے بھی ہار جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے۔ ابھی یہاں سے چلو۔"

"کہاں چلوں؟ آپ دونوں سے شرط لگی ہے۔ کل تک آپ دونوں کے ساتھ رہوں گی یا پھر کسی کے ساتھ نہیں رہوں گی۔ اب آپ فیصلہ سنائیں؟"

"شانتی! اِٹ از ناٹ فیر۔ تم نے پہلے مجھ سے دوستی کی ہے۔ تمہیں میرے ساتھ رہنا چاہیے اور رائے صاحب! آپ میرے اور شانتی کے ذاتی معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ پلیز ہمیں تنہا چھوڑ دیں۔ ورنہ ہم چلے جائیں گے۔"

"کنور صاحب یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہوگا تو شانتی آپ کے ساتھ جائے گی۔ ورنہ دونوں ..... کے ساتھ رہے گی۔"

کنور بلراج نے ماریہ کو دیکھا۔ وہ بولی "میں یورپ سے آئی ہوں۔ یہ شہر میرے لیے انجانا ہے۔ لوگ انجانے ہیں۔ میں کسی ایک اجنبی کے ساتھ محفوظ نہیں رہوں گی۔ دو کے ساتھ رہنے کا یہ فائدہ ہے کہ ایک بے لگام ہوگا تو دوسرا میرا دل جیتنے کے لیے بے لگام دے گا۔"

دھنپت رائے نے کہا "کنور صاحب! اب یہ آپ کا ذاتی معاملہ نہیں رہا۔"

کنور بلراج نے کہا "شانتی کے ساتھ تمہارا ذاتی معاملہ بھی رہنے نہیں دوں گا۔ اسے تمہارے ساتھ تنہا نہیں

چھوڑوں گا۔ کل میری جیت کے بعد تم میرے اور شانتی کے معاملے سے دودھ کی مکھی کی طرح نکل جاؤ گے۔"

"جب کل آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ ابھی ہم شانتی کو دہلی شہر دکھائیں گے۔"

"شانتی میری کار میں جائے گی۔"

ماریہ نے کہا "جھگڑا نہ کرو۔ میں کنور صاحب کی کار میں بیٹھوں گی لیکن رائے صاحب بھی ہمارے ساتھ ایک ہی کار میں رہیں گے۔"

دھنپت رائے نے کہا "میں دوسروں کی کار میں نہیں بیٹھتا مگر بیٹھنا پڑے گا۔"

کنور بلراج نے کہا "ایکسکیوزمی، میں ابھی ایک فون کر کے آتا ہوں۔"

وہ ان سے دور آ کر موبائل فون کے نمبر پنچ کرنے لگا۔ رابطہ ہونے پر بولا "میرا حکم غور سے سنو اور فوراً ایکشن میں آؤ۔ میری کار کا پیچھا کرتے رہو۔ اپنے آدمیوں سے کہو، دوسری گاڑی میں آئیں پھر میری کار میں جو لڑکی بیٹھی ہے، اسے اغوا کر کے میرے پرائیویٹ بنگلے میں پہنچا دیں۔ لڑکی سے بدتمیزی نہ کی جائے۔ وہ میرے لیے ریزرو ہے۔"

دوسری طرف دھنپت رائے نے اپنے خاص ماتحت راجا راؤ کے پاس آ کر کہا "میں کنور بلراج کی کار میں جا رہا ہوں۔ تم میری کار میں پیچھے پیچھے آؤ۔ فون کے ذریعے اپنے آدمیوں سے کہہ دو کہ کنور بلراج کی کار میں جو لڑکی ہے اسے زبردستی اسے اغوا کر لے جائیں لیکن لڑکی سے کوئی زیادتی نہ کریں۔ میرے لیے سنبھال کر رکھیں۔"

وہ دونوں ماریہ کے پاس آئے۔ ماریہ نے کہا "تم دونوں اپنے اپنے طور پر میرا بندوبست کر چکے ہو۔"

وہ دونوں چونک گئے۔ ایک نے پوچھا "کیسا بندوبست؟"

وہ بولی "مجھے گھمانے پھرانے اور تفریح کرانے کا بندوبست۔ میں جانتی ہوں، تم دونوں میرے لیے کتنے باؤلے ہو رہے ہو۔ مجھے خوش کرنے کے لیے تم نے کچھ تو کیا ہی ہوگا۔"

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ آؤ چلو کار میں بیٹھو۔"

○☆○

کرشمہ ممبئی ایئرپورٹ پہنچی ہوئی تھی۔ اعلان کیا جا رہا تھا کہ امریکن ایئرلائن کا طیارہ رن وے پر اتر چکا ہے۔ بیکر برائٹ اسی طیارے سے آ رہا تھا۔

وہ سوچ رہی تھی "میں مسافروں کے ہجوم میں اسے پہچانوں گی؟"

بیکر نے اس کے اندر کہا "فکر نہ کرو۔ میں تم لوں گا۔ میں دیکھ رہا ہوں، تم لگیج ہال کے سامنے

وہ بولی "یہ ٹیلی پیتھی کمال کی چیز ہے۔ پتا نہیں ہو اور مجھے دیکھ رہے ہو۔"

"مجھے جب بھی فرصت ملتی ہے۔ میں تمہارے کر تمہارے خیالات پڑھتا رہتا ہوں اور تمہاری دیکھتا رہتا ہوں۔"

"یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔ ویسے سچ سچ بتاؤ غسل کرتی ہوں اور ایک لباس اتار کر دوسرا پہنتی بھی میرے اندر چھپے رہتے ہو؟"

"نہیں۔ سچ کہتا ہوں۔ میں بہت شرمیلا ہوں۔ کسی سے فلرٹ نہیں کیا۔ تم پہلی لڑکی ہو، جو میری آئی ہے۔"

وہ چپ ہو گیا۔ کرشمہ انتظار کرنے لگی۔ کے بعد بولا "سوری امیگریشن کاؤنٹر کے ایک افسر کر رہا تھا۔"

"اب تم لگیج ہال میں جاؤ گے۔ میں بے انتظار کر رہی ہوں۔"

"لگیج ہال نہیں جاؤں گا۔ میرے پاس صرف سفری بیگ ہے۔"

"تمہارا اور سامان نہیں ہے۔ اس کا مطلب آدھ دن کے لیے آئے ہو۔"

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں اپنے ساتھ سامان لے کر نہیں چلتا۔ روٹی، کپڑا، مکان، دھن چیز کی جب ضرورت ہوتی ہے، میں ٹیلی پیتھی کے حاصل کر لیتا ہوں۔"

"بڑی عجیب اور دلچسپ ایڈونچرس لائف گز ہو۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کی بھی تجوری خالی کر بڑا مزہ آتا ہوگا۔"

"میرے ساتھ رہو گی تو ایسی زندگی گزارنے لیتی رہو گی۔"

"ارے اتنی دیر ہو رہی ہے۔ تمہیں لگیج ہال رکنا ہے پھر کہاں رک گئے ہو؟ یہاں کیوں نہیں آ ر

"میں تو کب کا آ چکا ہوں۔ تمہارے پاس ہوں۔"

اس نے چونک کر دیکھا۔ ایک قد آور خوب اس کے دائیں طرف کھڑا ہوا مسکرا رہا تھا۔ اس

ملتے ہی بولا "ہائے۔ میں بیکر برائٹ ہوں۔"

اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ کرشمہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا "میرے اتنے قریب آ کر مجھے انتظار کرا رہے تھے۔"

"میں تمہیں دیکھتے ہی سحرزدہ ہو گیا تھا۔ بائی گاڈ بہت حسین ہو۔ میں نے میگزین میں تمہاری تصویریں دیکھی تھیں۔ تم اپنی تصویر سے اور میرے تصور سے زیادہ حسین ہو۔"

وہ خوش ہو کر مسکراتی ہوئی بولی "کم آن۔ یہاں کھڑے ہو کر عشق نہ کرو۔ باہر چلو۔"

وہ ساتھ چلتے ہوئے بولا "کہیں بھی چلو۔ ایئرپورٹ ہو، یا سی پورٹ، گھر ہو یا بازار میں عشق کرتا رہوں گا۔ کیونکہ ہزاروں میل دور سے عشق کرنے ہی آیا ہوں۔"

وہ عمارت کے باہر آئے۔ کرشمہ اپنی کار لائی تھی۔ بیکر اس کے ساتھ سامنے والی سیٹ پر بیٹھ کر بولا "کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں چلو۔"

وہ کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتی ہوئی بولی "میں نے جوہو کے ساحل پر ایک اپارٹمنٹ بک کرایا ہے۔ آج رات وہاں رہو۔ کل میرے ساتھ گوا چلو۔"

"گوا میں تمہاری ماں ہے۔ بھائی ہے اور سب سے بڑا وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن بھیما ہے۔ جس کی آتما کلپنا کے اندر رہتی ہے۔"

"کلپنا مر چکی ہے۔ بھیما کی آتما وہاں سے بھاگ گئی ہے۔"

"وہ بھاگ کر کہاں جائے گی۔ وہیں آس پاس کسی کے جسم میں چھپی ہوگی۔"

"تم SORCERY اور WITCH CRAFT کے بارے میں نہیں جانتے ہو۔ کالے جادو کے ذریعے بھی آتما شکتی حاصل کی جاتی ہے۔ ایسی شکتی جاننے والے کو جب تک تازہ مردہ جسم نہیں ملتا، اس کی آتما بھٹکتی رہتی ہے۔ وہ آتما کسی زندہ آدمی کے اندر داخل نہیں ہو سکتی۔"

بیکر نے پوچھا "جب کلپنا مری تو آس پاس کے علاقوں میں بھی کسی کی موت ہوئی ہوگی۔ بھیما کو اس مرنے والے کے اندر جگہ مل گئی ہوگی۔"

"میں کیا جانوں کہ آس پاس کے علاقوں میں کتنے پیدا ہو رہے ہیں اور کتنے مر رہے ہیں۔ اتنا جانتی ہوں کہ ہماری کوٹھی میں سب زندہ سلامت ہیں اور وہ شیطان بھیما وہاں نہیں ہے۔"

"وہ دور جا کر بھی کسی کے جسم میں گھس کر واپس آ سکتا ہے۔ میں یہاں تمہیں حاصل کرنے آیا ہوں۔ کوئی خطرہ مول لینے کی حماقت نہیں کروں گا اور دانشمندی یہ ہوگی کہ میں تمہارے گھر سے اور گھر والوں سے دور رہوں۔ کیا تم ضد کرو گی۔"

"بالکل نہیں۔ تم جہاں مطمئن رہو گے۔ میں وہاں تمہارے ساتھ رہوں گی۔"

"میں تھوڑی دیر خاموش رہوں گا۔ تمہارے گھر میں پدمنی ہے۔ میں اس کے ذریعے تمہارے گھر کے حالات معلوم کر رہا ہوں۔"

وہ پدمنی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ پچھلی رات سے اب تک اس گھر میں بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ اس گھر میں ایک مسلمان مہمان آیا تھا۔ وہ اچانک رات ہی کو کسی سے کچھ کہے بغیر کہیں چلا گیا ہے۔

پدمنی کے خیالات نے بیکر کو پہلے بھی بتایا تھا کہ وہاں شہباز نامی ایک مہمان آیا ہے اور وہ کرشمہ کو چاہتا ہے۔ بیکر نے کرشمہ کے خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ اسے شہباز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور وہ اس کے چلے جانے سے مطمئن ہے۔ اس کے تمام خیالات اور جذبات بیکر کے لیے ہیں۔

بیکر نے پدمنی کے مزید خیالات پڑھے۔ پتا چلا "آج دوپہر تک جسونت زخمی حالات میں پڑا ہوا تھا۔ اب چویشن بدل گئی ہے۔ جسونت توانائی حاصل کر چکا ہے۔ آرام سے چل پھر رہا ہے۔ اس کی جگہ اس کی ماں جمنا بیمار ہو کر بستر پر پڑی ہوئی ہے۔"

بیکر کو یہ نئی بات معلوم ہوئی تھی۔ اس نے سوچا، جمنا بیمار ہے تو دماغی طور پر کمزور ہوگی۔ وہ اس کے دماغ میں جا سکے گا۔ اس کے خیالات پڑھ کر اور بہت کچھ معلوم کر سکے گا۔ یہ سوچ کر اس نے پدمنی کو جمنا کے پاس جانے پر مائل کیا۔ وہ اس کے کمرے میں آ کر بولی "بڑی مالکن! اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟"

جمنا نے بڑی نقاہت سے کہا "تو جانتی ہے کہ میں بہت کمزور ہوں۔ آواز دے کر تجھے بلا نہیں سکتی۔ کسی ایک نوکر کو میرے دروازے پر بٹھانا تو چاہیے۔"

"میں ابھی کسی کو بٹھاؤں گی۔ میں نے چھوٹے مالک (جسونت) سے کہا تھا کہ وہ ڈاکٹر کو بلائیں مگر وہ کہتے ہیں، ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ٹھیک ہو جائیں گی۔ کل صبح تک چلنے پھرنے لگیں گی۔"

جمنا آنکھ بند کر کے سوچنے لگی۔ بیکر اس کی سوچ پڑھنے

لگا۔ ایک بہت بڑا راز کھل گیا کہ پچھلی رات جسونت مرچکا تھا۔ اس کے اندر بھیا کی آتما سما گئی۔ اس طرح اسے نئی زندگی مل گئی۔ یعنی اب جو جسونت تھا' وہ دراصل بھیا تھا۔ اس نے جمنا کو کمزوری کی دوا کھلانے کے بعد یہ راز ظاہر کیا تھا۔

اور اب جمنا مجبوری اور بے بسی کی حالت میں بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ پریشان ہو کر سوچ رہی تھی "ہے بھگوان! میرا کیا بنے گا۔ جسے بیٹا سمجھ رہی تھی' وہ بیٹا نہیں ہے۔ میرا دشمن ہے۔ آئندہ وہ میرے بیٹے کے جسم میں رہ کر مجھے اسی طرح کمزور بناتا رہے گا۔ میں اسے قابو میں کرنے کے لیے کوئی منتر نہیں پڑھ سکوں گی۔ اس آتما کو اپنے بیٹے کے جسم سے نکالنے اور بھگانے کے لیے کالا جادو نہیں کرسکوں گی۔ میں تو اٹھنے بیٹھنے کے بھی قابل نہیں رہی ہوں۔"

بیکر برائٹ اس کے دماغ سے نکل آیا۔ کرشمہ نے ایک اپارٹمنٹ کے سامنے کار روکی تھی۔ اس سے کہہ رہی تھی "اس بلڈنگ میں ہمارا ایک اپارٹمنٹ ہے۔ تمہیں پسند آئے گا تو ہم کچھ روز یہاں رہیں گے پھر اپنے مستقبل کا پروگرام بنائیں گے۔"

وہ دونوں ایک اپارٹمنٹ میں آئے۔ کرشمہ نے کہا "یہ آرام دہ ہے۔"

اس نے اسے کھینچ کر اپنے بازوؤں میں جکڑتے ہوئے کہا "تم جہاں بھی رہو گی آرام ملتا رہے گا۔ میں تمہارے لیے آیا ہوں۔ انڈین ڈش پسند آئے گی تو ساتھ لے جاؤں گا۔"

پورس' کرشمہ کے دماغ میں تھا۔ ایسے رنگین لمحات میں اسے وہاں نہیں رہنا چاہیے تھا لیکن اس نے اخلاقی تقاضوں کو بالائے طاق رکھا۔ وہ دونوں بھی کون سے اخلاقی تقاضے پورے کررہے تھے؟

ایسے وقت مرد دیوانہ ہو کر عورت کی ہر بات مانتا ہے۔ کرشمہ نے پورس کی مرضی کے مطابق پوچھا "کیا مجھے انڈیا سے باہر لے جاؤ گے؟"

"لے جاؤں گا اور تم انکار نہیں کرو گی۔"

"میں تو تمہاری ہوں۔ دنیا کے آخری سرے تک جاؤں گی مگر معلوم تو ہو' کہاں لے جاؤ گے۔"

"میں نیویارک میں پیدا ہوا تھا۔ وہی میرا آئیڈیل شہر ہے۔ میں ساری زندگی وہاں رہوں گا۔ تم بھی وہاں رہو گی۔ میں چاہتا ہوں' ہمارے بچے بھی وہاں پیدا ہوتے رہیں۔"

"پیدا ہوتے رہیں کا مطلب یہ ہوا کہ تم زیادہ بچے چاہتے ہو؟"

"ہاں جتنے بھی ہوتے رہیں۔ ہم ہونے سے نہ ... گے۔ جانتی ہو کیوں؟"

"بتاؤ گے تو جانوں گی۔"

"میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بناؤں ... بھی بچہ بارہ سال کا ہو گا۔ میں اسے ٹرانسفارمر ... گزار کر اس کے دماغ میں ٹیلی پیتھی کا علم بھر دوں ... نے بہت پہلے سے سوچ رکھا ہے۔ میں نیویارک ... سے شادی کرلوں گا۔"

پورس کو یہ معلومات حاصل ہوئیں کہ بیکر ... مستقل رہتا ہے اور اسے پتا ہے کہ ٹرانسفارمر ... خفیہ اڈے میں رکھی ہوئی ہے۔

کرشمہ نے اس کی مرضی کے مطابق بیکر سے ... ایک خوب صورت محل جیسے بنگلے کا تصور کرتی رہتی ہوں ... تمہارا بنگلا ایسا ہے؟"

"ہاں تمہارے خیالوں اور خوابوں کے مطابق ..."

"نیویارک ایک گنجان آبادی والا شہر ہے۔ ... وہاں کہاں ہے؟"

"تم وہاں جاؤ گی تو معلوم ہوگا۔ مین ہٹن میں ... دولت مند ہی رہتے ہیں۔"

"میں وہاں ایک بار گئی تھی۔ مین ہٹن میں ... کہاں ہے؟"

"سیونتھ اسٹریٹ کا کارنر والا بنگلا ہے۔ بنگلے کے ... طرف خوب صورت باغیچہ ہے۔ تم وہاں جیسی تبدیلی ... چاہو گی' کرسکو گی۔"

"تم میری ماں' میرے بھائی اور میرے خاندان ... بارے میں بہت کچھ معلوم کرچکے ہو۔ مجھے بھی تمہارے ... رشتے داروں اور قریبی دوستوں کے بارے میں ... چاہیے۔"

"میرا کوئی سگا رشتے دار نہیں ہے۔ اور میں ... رشتے داروں کو اہمیت نہیں دیتا ہوں۔"

"تمہارے دوست احباب ہوں گے۔"

"ایسے خوب صورت لمحات میں کہاں کی باتیں ... ہو۔ صرف پیار کی باتیں کرو۔"

وہ بولی "ایسے ہی وقت عورت اپنے مرد سے ... ہے کہ اس سے اور قریب ہونے کے لیے اس کے ... اور مستقبل کی ساری باتیں جان لینا چاہتی ہے ... نہیں جانتی ہوں کہ تم کوئی بزنس مین ہو یا خاند ... ہو۔"

"ہم ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ ہمیں دولت حاصل کرنے کے لیے کچھ کرنا نہیں پڑتا ہے۔"

"ہم کا کیا مطلب ہوا؟ کچھ اور لوگ بھی تمہارے ساتھ ہیں؟"

"ہاں میرے دو دوست ہیں۔ وہ بھی میرے بنگلے میں رہتے ہیں۔ جب ہماری شادی ہوجائے گی تو وہ دوسرے بنگلوز خرید لیں گے۔ بس اب فضول باتیں نہ کرنا۔ صرف جذبوں کو ہوا دینے والی باتیں کرو۔ ورنہ تمہارے منہ پر ٹیپ چپکا دوں گا۔"

اس بات پر وہ دونوں ہنسنے لگے۔ پورس اس کے دماغ سے چلا آیا۔ بڑی حد تک کام کی باتیں معلوم ہوچکی تھیں۔ پورس توقع کے خلاف بیکر کے علاوہ اس کے دو دوستوں تک پہنچ بھی سکتا تھا۔

اس نے فوراً ہی بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے رابطہ کرکے کہا "نیویارک میں ہمارے جو سراغ رساں ہیں۔ ان میں سے کسی کو میرے دماغ میں آنے کے لیے کہا جائے۔"

یہ کہہ کر وہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ دس منٹ کے بعد ہی ایک سراغ رساں نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "سر! میں حاضر ہوں۔"

پورس نے کہا "مین ہٹن کی سیونتھ اسٹریٹ کے کارنر میں ایک بنگلا ہے۔ بنگلے کے تین طرف باغیچہ ہے۔ اس بنگلے میں دو یا دو سے زیادہ افراد ہوسکتے ہیں۔ مجھے اس بنگلے کا نمبر معلوم نہیں ہے۔ تم معلوم کرو' کیا ایسا بنگلا وہاں ہے' جہاں دو یا دو سے زیادہ مرد رہتے ہوں؟"

"میں وہاں جارہا ہوں۔ صحیح معلومات حاصل کرنے کے لیے بیس منٹ لگیں گے۔"

"اپنے ساتھ اور دو ساتھیوں کو لے لو۔ میں انتظار کررہا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ پورس کاٹیج سے باہر آکر ایک ایزی چیئر پر بیٹھ گیا۔ رات کا وقت تھا لیکن سمندر کے ساحل پر بڑی بڑی ہیڈ لائٹس کی روشنی دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہاں رات کو بھی دن نکل آیا تھا۔ وہاں کے ننگے حسن کو رات کے وقت بھی چھپنے نہیں دیا گیا تھا۔ ملکی اور غیر ملکی دولت مندوں کے لیے وہ ہندوستان کا سب سے پرکشش ساحل تھا۔

ایک بوڑھے نے وہاں آکر پوچھا "کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

پورس نے کہا "ابھی میرا ایک ضروری فون آنے والا ہے۔ آپ یہاں دس منٹ تک بیٹھ سکتے ہیں۔ مجھ سے جو کہنا ہے' کہہ سکتے ہیں۔"

"تم ایسی بے رخی سے کہہ رہے ہو' جیسے میں بھیک مانگنے آیا ہوں۔ اگر ضرورت سے مجبور نہ ہوتا تو یہاں نہ آتا۔"

"پلیز اپنی ضرورت بیان کریں۔"

"میری دوربین کام نہیں کررہی ہیں۔ تم اپنی دوربین دے سکتے ہو۔"

"ابھی تم نے کہا ہے کہ بھیک مانگنے نہیں آئے ہو پھر کیوں مانگ رہے ہو؟"

"یہ بھیک تو نہیں ہے۔ بھلا کوئی بھیک میں دوربین مانگتا ہے۔"

"اپنی ضرورت کی کوئی بھی چیز مانگنے والا بھکاری کہلاتا ہے۔ تمہیں روٹی اور پیسے کی بھوک نہیں ہے۔ یہ سب کچھ تمہارے پاس ہے۔ تمہیں جوانی کی پیاس ہے کیونکہ تمہارے پاس جوانی نہیں ہے۔ تمہاری بوڑھی آنکھوں پر عینک ہے۔ اس کے باوجود ساحل پر ہنستی کھیلتی بے لباس حسینائیں دھندلی دکھائی دیتی ہے۔ انہیں صاف طور سے دیکھنے کے لیے دوربین مانگ رہے ہو۔ وہ دوربین کے ذریعے آنکھوں کے قریب آئیں گی مگر تمہاری آغوش میں تو نہیں آجائیں گی۔"

اس بوڑھے نے سرد آہ بھر کر کہا "آہ! اگر ان میں سے کوئی آئے گی تو میں اس کی قیمت ادا کرکے اسے چھو سکوں گا۔ مگر اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکوں گا۔"

پورس نے کہا "جو اندھا دھن دولت لٹاتا ہے۔ وہ کنگال ہوجاتا ہے۔ جو دن رات جوانی خرچ کرتا ہے' وہ وقت سے پہلے بوڑھا ہوجاتا ہے۔"

"ہاں۔ میں جوانی میں کہا کرتا تھا کہ نت نئی حسیناؤں کے ساتھ راتیں گزارتا ہوں۔ میری کوئی رات خالی نہیں جاتی۔ اب گزری ہوئی جوانی پوچھتی ہے' کہاں گئیں وہ رنگین راتیں؟ آہ! ہر رات کسی بوڑھی چڑیل کی طرح مجھ پر مسلط رہ کر گزرتی ہے۔"

"بڑھاپے میں بھگوان یاد آتا ہے۔ تمہارے جیسے دولت مندوں کو وہ بھی یاد نہیں آتا۔ جوانی کی بگڑی ہوئی عادتیں بڑھاپے میں ستاتی ہیں۔ افسوس تمہیں دینے کے لیے میرے پاس دوربین نہیں ہے۔ میں جوان ہوں مگر میرے کاٹیج میں کوئی جوان حسینہ نہیں ہے۔ میں اپنی جوانی بہت سوچ سمجھ کر کبھی کبھی خرچ کرتا ہوں۔"

وہ کرسی سے اٹھ گیا پھر کچھ کہے بغیر سر جھکا کر چلا گیا۔

اس بار وہ ساحل کی طرف جا رہا تھا۔ اسے دوربین نہیں ملی تھی۔ وہ قریب سے نظارہ کرنے جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد نیویارک میں رہنے والے سراغ رساں نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "سر! مجھے ذرا دیر ہو گئی مگر میں نے تصدیق کی ہے۔ آپ کا بتایا ہوا بنگلا وہی ہے۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ وہاں تین افراد رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہیں گیا ہے۔ دو وہاں موجود ہیں۔"

پورس نے کہا "پہلے اچھی طرح معلوم کرو' وہاں کتنے افراد ہیں؟ دو ہوں یا چار ہوں' انہیں قابو میں کرنا ہے۔ اگر انہیں قابو نہیں کر سکو گے تو ہم ایک بڑی کامیابی سے محروم ہو جائیں گے۔"

"ان شاء اللہ ناکامی نہیں ہوگی۔ میں مزید دو ساتھیوں کو بلا رہا ہوں۔"

"یہ یاد رکھو' وہ سب ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ انہیں کسی بھی طرح دماغی طور پر کمزور کرو گے۔"

"سمجھ گیا سر! میں یہی کروں گا مگر اس کے لیے کچھ وقت چاہیے۔"

"دو چار گھنٹوں میں بہت کچھ کر سکتے ہو۔ میں تمہیں آٹھ گھنٹے دے رہا ہوں۔"

"تھینک یو سر! میں اتنی دیر میں ان کے تمام خاندان کو دماغی مریض بنا دوں گا۔"

وہ چلا گیا۔ پورس نے کرشمہ اور بیکر کی خبر لی۔ وہ دونوں ڈنر کے لیے کہیں باہر جا رہے تھے۔ پورس وہاں سے اٹھ کر کاٹیج میں آیا۔ وہ بھی غسل کرنے کے بعد کسی اچھی تفریح گاہ میں جا کر ڈنر کرنا چاہتا تھا۔

غسل کرتے وقت اس بوڑھے کا خیال آیا' جو دوربین مانگنے آیا تھا۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ وہ ساحل پر پہنچا ہوا ہے۔ بے چارے کو گزری ہوئی جوانی ستا رہی تھی۔ وہ منہ پھاڑ کر حسیناؤں کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے کسی نہ کسی حسینہ کو نگلنے ہی والا ہو۔ وہاں اور بھی کئی بوڑھے تھے' جو کسی نہ کسی گل بدن کے ساتھ ریت پر بیٹھے یا لیٹے ہوئے تھے۔ وہ بوڑھے پورے لباس میں تھے۔ ان کے ساتھ والیاں آدھے لباس میں بھی نہیں تھیں ہیڈ لائٹس کی روشنی میں آئینے کی طرح دمک رہی تھیں۔ ایسے آئینوں کے درمیان کوئی بوڑھا بے لباس ہو کر اپنے جسم کا کھنڈر دکھانا نہیں چاہتا تھا۔

ان کے برعکس جتنے جواں مرد تھے' وہ بڑی فخر سے اپنی نمائش کر رہے تھے۔ گا رہے تھے' بجا رہے تھے' چیخ رہے تھے' قہقہے لگا رہے تھے اور اپنی اپنی دلرباؤں کے ساتھ سمندر کی لہروں سے کھیل رہے تھے۔ اس بوڑھے نے دوسرے بوڑھے کے پاس آ کر کہا "ہیلو! تمہاری یہ ساتھی بہت حسین ہے۔ دولت سے جوانی خریدی جا سکتی ہے' خود کو جوان نہیں بنایا جا سکتا۔"

اس بوڑھے نے ناگواری سے پوچھا "کیا تم مجھے بوڑھا سمجھ رہے ہو؟ میں جوان ہوں۔"

"میں اپنے بڑھاپے کے آئینے میں دوسرے بوڑھوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ ہم صرف نمائش کے لیے لڑکیاں لیے پھرتے ہیں۔ دنیا کو دکھاتے ہیں کہ ابھی ہم جوان ہیں مگر لڑکیاں جانتی ہیں کہ ہم اندر سے کتنے کھوکھلے ہیں۔ ڈھول کا پول ہیں۔ اندر سے خالی۔۔۔"

اس بوڑھے نے حسینہ سے کہا "میں اس بوڑھے کو مار ڈالوں گا۔ مجھے روک لو۔"

حسینہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکتے ہوئے کہا "تم نے مجھے ایڈوانس دیا ہے۔ باقی رقم بھی ادا کر دو۔ پتا نہیں تمہاری کتنی سانسیں رہ گئی ہیں۔ لڑنے سے پہلے ہی ہانپ رہے ہو۔"

پورس سے دوربین مانگنے والا بوڑھا ہنسنے لگا۔ وہاں سے دور جاتے ہوئے بڑبڑانے لگا "جب تک سانس رہتی ہے تب تک آس رہتی ہے کہ شاید جوانی کا ایک چھوٹا سا لمحہ ہی آ جائے مگر نہیں آتا۔ ہم دیکھتے رہتے ہیں اور للچاتے رہتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔"

وہ ریت پر چلتا ہوا سوچتا جا رہا تھا "میں ابھی اسی لیے یہاں آیا ہوں۔ کسی کم سن حسینہ سے سودا کروں گا۔ اس کی منہ مانگی رقم دوں گا۔ ٹھیک ہے کہ ہمارے دانت نہیں ہیں۔ ہم چبا نہیں سکتے' مگر لذیذ کھانے کو دور سے دیکھ تو سکتے ہیں۔"

وہ جوانوں کے درمیان سے گزرتا جا رہا تھا۔ ایک حسینہ سمندر کی بپھری ہوئی لہروں سے خوف زدہ ہو کر دوڑتی آ رہی تھی۔ اچانک بوڑھے سے ٹکرا کر یوں گری کہ بوڑھا نیچے اور وہ اس کے اوپر چھا گئی۔ جوانی کا پورا بوجھ اس پر ڈال دیا۔

بڑی زوردار ٹکر ہوئی تھی۔ بوڑھے کے دیدے پھیل گئے۔ وہ آندھی کی طرح اس پر آئی تھی۔ اسے جیسے ریت میں دھنسا دیا تھا پھر سوری بولتی ہوئی اٹھ کر چلی گئی۔ وہ وہیں پڑا رہا۔ اس کے قریب اور اس سے دور جوانوں کی رنگینیاں تھیں' مستیاں تھیں اور قہقہے تھے۔ کسی نے توجہ نہیں دی کہ ایک بوڑھا گرنے کے بعد کیوں نہیں اٹھ رہا ہے۔ شاید یہ سمجھا جا رہا تھا کہ دوسرے لالچی بوڑھوں کی طرح وہ بھی ریت پر پڑا دیدے پھیلائے رنگینیاں دیکھ رہا ہے۔

اس کے دیدے پھیل کر ساکت ہو گئے تھے۔ آخری سوچ کی لہریں دماغ کی بوڑھی قبر سے نکل آئیں "سمجھے جوانی! اری او جوانی! تجھ سے خدا سمجھے۔"

ٹکر میں بڑھاپے کو کہاں پہنچادیا؟

○☆○

جمنا بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ برسوں کی بیمار دکھائی دے رہی تھی۔ بیماری کوئی نہیں تھی۔ دراصل کمزوری کا دوسرا نام بیماری ہے۔ بیماری تب تک رہتی ہے' جب تک کمزوری رہتی ہے اور اسی کمزوری نے جمنا کو بستر پر پٹخ دیا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کمزوری کبھی دور نہیں ہوگی وہ آخری سانس تک اسی بستر پر پڑی' اپنے بیٹے جسونت کی اور بھیما کی محتاج رہے گی۔

پدمنی اس کے کمرے میں آتی تھی۔ اس کی خدمت کرتی تھی اور پوچھتی تھی "مالکن! میں کیا کروں؟ آپ کی کمزوری دور نہیں ہو رہی ہے۔ آپ کی بیماری کا پتا نہیں چل رہا ہے اور چھوٹے مالک (جسونت) ڈاکٹر کو بلانے سے منع کرتے ہیں۔"

اس نے سر کے اشارے سے پدمنی کو اپنے قریب بلایا۔ وہ قریب آکر اس پر جھک گئی۔ اس نے بڑی نقاہت سے کہا "میں لیٹے ہی لیٹے منتر پڑھ سکتی ہوں۔ اتنی شکتی حاصل کرسکتی ہوں کہ اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے قابل ہوسکوں۔"

"پھر آپ منتر کیوں نہیں پڑھ رہی ہیں؟ آپ کو ابھی اور اسی لمحے سے پڑھنا چاہیے۔"

"میں نہیں پڑھ سکتی۔ جب بھی پڑھتی ہوں۔ وہ میرے دماغ میں آکر بھلا دیتا ہے۔"

"بھلا دیتا ہے؟ کون بھلا دیتا ہے؟ آپ کے دماغ میں کون آتا ہے؟"

"بھیما آتا ہے۔ وہی بھیما جو کلپنا کے اندر تھا۔ وہ میرے بیٹے کے اندر سما گیا ہے۔"

"آپ کے بیٹے کے اندر؟ یعنی چھوٹے مالک کے اندر؟ آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟"

"ہائے پدمنی! میرا جسونت مرچکا ہے۔ وہ شہباز سے لڑتے وقت مرچکا تھا۔ بھیما کی آتما' کلپنا کے اندر سے نکل کر اس میں سماگئی تھی۔ جسونت مرنے کے بعد بھی زندہ ہوگیا۔ ہم سب دھوکا کھاتے رہے۔ اب اس نے مجھے کمزور بنانے کے بعد حقیقت بتائی ہے۔ وہ مکار ہے۔ میں کمزور رہوں گی۔ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکوں گی۔"

"مالکن! یقین نہیں آرہا ہے کہ ایک بیٹا اپنی ماں کو نقصان پہنچا رہا ہے اور اس بیٹے کے اندر دشمن بھیما چھپا ہوا ہے۔ مجھے بتائیں' میں آپ کے لیے کیا کرسکتی ہوں؟"

جمنا نے سر گھما کر دیکھا۔ دروازے پر جسونت کھڑا اسے گھور کر دیکھ رہا تھا۔ پدمنی اسے دیکھتے ہی سہم کر جمنا ... دور ہوگئی۔ وہ کمرے کے اندر آتے ہوئے بولا "میں ... ہوں مگر اپنی پیاری ماں کے اندر رہ کر سب کچھ معلوم کرتا ... ہوں۔"

پدمنی سر جھکائے اسے دیکھ رہی تھی۔ جھجکتی ہوئی ... "مالک! آپ تو سر سے پاؤں تک مالکن کے بیٹے دکھائی ... رہے ہیں۔ آپ مالکن کا شبہ دور کردیں۔"

"کیسے دور کروں؟"

"آپ ڈاکٹر کو بلائیں۔ ایک محبت کرنے والے بیٹے ... طرح ماں کا علاج کرائیں۔"

"یہ ماں نہیں' چڑیل ہے۔ میں بیٹا نہیں بھیما ہوں ... اس سے ہمدردی کرے گی۔ اس کی باتوں میں آکر میرے ... خلاف کوئی کام کرے گی تو بے موت مرے گی کیونکہ ... تیرے بھی دماغ میں رہتا ہوں۔ آئندہ تجھے وہی کرنا ... میں کہوں گا۔ چل جا یہاں سے۔"

وہ سر جھکا کر فوراً ہی وہاں سے چلی گئی۔ بھیما نے جمنا ... قریب آکر کہا "تیرے اندر کی کوئی بات چھپی نہیں رہ ... میں جانتا ہوں تو پدمنی کو اپنے ایک چیلے کے پاس بھیجنے ... تھی۔ وہ چیلا تیرے لیے منتر پڑھتا رہے گا تو تیری کمزوری ... ہوجائے گی۔ مگر نہیں ہوگی۔ تو اسی بستر پر مرے گی۔"

"تو پھر مجھے مار ڈال۔ تو نے مجھے زندہ کیوں رکھا ... کیا چاہتا ہے؟"

"میں تجھے اور زیادہ کمزور نہیں بناؤں گا۔ آج رات ... بجے یعنی تین گھنٹے کے بعد میں منتروں کا جاپ کروں ... تیرے اندر تھوڑی توانائی پیدا کروں گا پھر تیرے دماغ ... جما کر تیری سانس روک دوں گا۔ تو مرجائے گی۔"

"میں سمجھی نہیں' مجھے مارنا ہی ہے تو میرے اندر ... کیوں پیدا کرے گا؟"

"اس لیے کہ تیرے بیٹے کے اس جسم سے نکل ... تیرے اندر سما جاؤں۔"

"کیا؟ تو پھر مرد سے عورت بنے گا؟"

"ہاں تیرے اندر سما کر وہ تمام خطرناک کالے علوم ... رہوں گا' جو تو نے تیس بتیس برسوں کی تپسیا کے بعد ... ہیں۔ میں وہ سب کچھ چند دنوں میں سیکھ کر آتما شکتی ... تپسیا کروں گا پھر کسی کبرو جوان کے جسم میں سما جاؤں گا۔"

"بھیما! مجھ سے سمجھوتا کر۔ مجھے اپنی کمزوری ... دے۔ میں اپنا تمام کالا جادو تجھے سکھا دوں گی۔"

"میں کیسے یقین کروں؟ مجھے الٹے سیدھے منتر ... نقصان پہنچا سکتی ہے۔"

"میں اپنے مرے ہوئے بیٹے کی قسم کھاتی ہوں۔ تجھے ... دھوکا نہیں دوں گی۔"

"تجھ سے سیکھنے میں برسوں گزر جائیں گے لیکن جب ... تیرا جسم اور تیرا دماغ میرا ہوگا تو تیرے دماغ میں چھپے ہوئے ... تمام کالے جادوؤں میں ڈوبا رہوں گا۔ برسوں کے علوم چند ... دنوں میں حاصل کرلوں گا۔ اب یہاں چپ چاپ پڑی رہ۔ ... تین گھنٹے کے بعد اس بستر پر تو تو نہیں رہے گی۔ میں ہوجاؤں ... گا۔"

یہ کہہ کر وہ ہنستا ہوا چلا گیا۔ جمنا بے بسی سے پڑی رہی۔ ... اس نے کالے علوم کے ذریعے بڑے بڑے جادوگروں پر ... برتری حاصل کی تھی۔ اب کمتر رہ کر ایک چیونٹی کی طرح مرنا ... نہیں چاہتی تھی۔ ایسے وقت پورس اور بیکر برائٹ اس کے ... اندر تھے مگر خاموش تھے۔ پورس سمجھ رہا تھا کہ بیکر اپنی ہونے ... والی ساس کی خبر لے رہا ہوگا اور شاید وہ کچھ کرے گا۔

بیکر دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ کرشمہ نے ایک جگہ کار ... روکی تھی۔ بیکر نے پوچھا "یہ ہوٹل نہیں ہے۔ شاپنگ سینٹر ... ہے۔ کیا ڈنر نہیں کرو گی؟"

وہ بولی "ابھی چلتے ہیں۔ میں نے ایک نیکلس دیکھا تھا۔ ... مجھے بہت پسند ہے۔ مجھے وہ نیکلس خرید کردو۔ تم نے کہا ہے ... ٹیلی پیتھی جاننے والے نہ سامان رکھتے ہیں' نہ ان کی ... جیب میں کرنسی ہوتی ہے پھر بھی ضرورت کی ہر چیز بڑی آسانی ... سے حاصل کرلیتے ہیں۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں مجھے نیکلس کیسے ... دلاؤ گے؟"

وہ کار سے اترتے ہوئے بولا "اچھا میری ٹیلی پیتھی کا ... کمال دیکھنا چاہتی ہو؟"

وہ کار لاک کرتی ہوئی بولی "دکھاؤ گے تو دیکھوں گی۔ کم ... لاند"

وہ دونوں ایک جیولری کی دکان کی طرف جانے لگے۔ ... بیکر نے کہا "پہلے تم دکان میں جاؤ۔ نیکلس دیکھو اور قیمت ... پوچھو۔ میں بعد میں آؤں گا۔"

"کیا رقم حاصل کرنے کہیں جا رہے ہو؟"

"یہی سمجھو۔ پندرہ بیس منٹ میں آجاؤں گا۔"

وہ اسے چھوڑ کر تنہا چلتی ہوئی ایک دکان میں آگئی۔ اس ... نے جو نیکلس پسند کیا تھا۔ وہ شوکیس میں رکھا ہوا تھا۔ دکان ... دار نے پوچھا "کیا سیوا کرسکتا ہوں؟"

وہ انگلی سے اشارہ کرتی ہوئی بولی "اس نیکلس کی کیا ... قیمت ہے؟"

... یہ پورے ڈیڑھ لاکھ کا ہے۔ اصلی ہیرے ہیں۔"

"پلیز' اسے نکال کر دکھائیں۔"

دکان کے مالک نے ملازم سے کہا "شریمتی کو یہ نیکلس دکھاؤ۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ وہاں سے چلا گیا۔ ملازم شوکیس کے اندر سے وہ نیکلس نکال کر دکھانے لگا۔ کرشمہ آئینے کے سامنے اسے پہن کر دیکھنے لگی۔ ملازم نے کہا "بہت خوب صورت لگ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے' یہ خاص طور پر آپ ہی کے لیے بنایا گیا ہے۔"

دکان کا مالک بھی واپس آکر تعریف کرنے لگا۔ وہ بولی "مجھے بھی بہت پسند ہے مگر قیمت زیادہ ہے۔"

بیکر نے اس کے پاس آکر کہا "جب مال اچھا ہے تو قیمت نہیں گرانا چاہیے۔ آپ اس کی رسید لکھ دیں۔"

اس نے جیب سے ڈیڑھ لاکھ نکال کر سامنے رکھ دیے۔ کرشمہ حیرانی سے بیکر کو دیکھنے لگی مگر خاموش رہی۔ جب وہ نیکلس کی رسید لے کر باہر آئے تو اس نے پوچھا "تمہارے پاس اتنی بڑی رقم نہیں تھی۔ اتنی جلدی کہاں سے لے آئے؟"

وہ دونوں کار میں آکر بیٹھ گئے۔ بیکر نے کہا "میں تمہارے اندر تھا۔ جب دکان کے مالک نے قیمت بتائی تو میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر قبضہ جمالیا۔ اس نے دکان کے دوسرے حصے میں جاکر تجوری کھولی۔ اس میں سے ڈیڑھ لاکھ روپے نکالے پھر دکان کے پچھلے دروازے سے باہر آکر مجھے دیے۔ میں نے رقم لی۔ وہ واپس تجوری کے پاس گیا میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ تجوری کے پاس کیوں آیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے غائب دماغ ہوگیا تھا۔"

کرشمہ خوشی سے اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تم تو میری ماں سے بھی بڑے جادوگر ہو۔ ویسے تجوری سے زیادہ مال نکلوانا چاہیے تھا۔ صرف ڈیڑھ لاکھ کیوں نکالے۔ میں کچھ اور زیورات خرید لیتی۔ یہ بتاؤ' ہار کیسا لگ رہا ہے؟"

"اسے پہن کر تمہارے حسن کو چار چاند لگ گئے ہیں۔"

"تم نے اس کے سیف سے اور دو چار لاکھ کیوں نہیں نکلوائے؟"

"جتنی ضرورت تھی' اتنی لی۔ زیادہ لے کر جیب میں رکھتا تو وزن لیے پھرتا۔"

وہ کار اسٹارٹ کرکے آگے بڑھاتی ہوئی بولی "عجیب آدمی ہو' دولت کو بوجھ سمجھتے ہو۔ تم نے یہ نہیں سوچا ابھی ڈنر

کریں گے اور تفریح بھی کریں گے۔"
"ہاں کرتے رہیں گے۔ ٹیلی پیتھی کے نادیدہ ہاتھوں سے رقم حاصل ہوتی رہے گی۔"
"سمجھ گئی۔ ٹیلی پیتھی نادیدہ چیک ہے۔ کسی کی بھی تجوری میں کیش ہو جاتا ہے۔"
وہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں پہنچ گئے۔ بیکر نے کہا "میں یہاں اس لیے آیا ہوں کہ دیسی بدیسی کھانے ملتے ہیں۔ تمہارے دیس کی ڈش پسند نہیں آئے گی تو اپنے دیس کی ڈش کھانے کو مل جائے گی۔ بائی دا وے تم بہت لذیذ ہو۔"
وہ مسکرا کر بولی "شٹ اپ۔ شریر کہیں کے۔ کیا میں کھانے کی چیز ہوں؟"
"کھانے کی نہیں، چکھنے کی چیز ہو۔ جتنا چکھتے جاؤ، بھوک بڑھتی جاتی ہے۔"
"تم بہت بدمعاش ہو۔ ائرپورٹ میں کہہ رہے تھے کہ شرمیلے ہو۔ جھوٹے کہیں کے۔"
وہ دونوں ڈائننگ ہال میں آکر ایک میز کے اطراف آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ دوسری قریبی میز پر ایک رئیس اعظم دو لڑکیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا کبھی اونچی آواز میں بول رہا تھا۔ کبھی قہقہے لگا رہا تھا۔ بیکر اس کے دماغ میں پہنچ گیا پھر واپس آکر بولا "میں ذرا ٹائلٹ جا رہا ہوں۔ تم اپنی پسند کے کھانوں کا آرڈر دو۔"
وہ اٹھ کر جانے لگا۔ دوسری میز سے وہ رئیس بھی اٹھ کر جا رہا تھا۔ کرشمہ نے ویٹر کو بلایا پھر مینو پڑھ کر کھانوں کا آرڈر دینے لگی۔ ویٹر آرڈر نوٹ کرکے چلا گیا۔ بیکر دس منٹ کے بعد ہی واپس آگیا۔ اپنی کرسی پر بیٹھ کر بولا "میز کے نیچے سے ہاتھ بڑھا کر رقم لو اور اپنے پرس میں رکھ لو۔"
کرشمہ نے میز پر سے اپنا پرس اٹھایا پھر دونوں ہاتھ میز کے نیچے لے گئی۔ بیکر نے بڑے نوٹوں کی ایک پتلی سی گڈی اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا "یہ بیس ہزار ہیں۔ اس کمبخت کے پاس اتنے ہی تھے۔"
وہ رقم لے کر پرس میں رکھتی ہوئی بولی "وہ کم بخت کون ہے؟"
وہ دوسری میز والا بھی اپنی جگہ واپس آنے لگا پھر اس نے ان کے قریب رک کر کرشمہ سے کہا "خوب صورتی کی قدر نہ کی جائے تو یہ سراسر زیادتی ہوگی۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ نیکلس زیادہ خوب صورت ہے یا تم؟"
وہ مسکرا کر بولی "تعریف کا شکریہ۔"
وہ بیکر سے بولا "میں نے تمہاری ساتھی کے حسن کی تعریف کی ہے۔ تم نے مائنڈ تو نہیں کیا؟"
بیکر نے فراخ دلی سے کہا "NOT AT ALL"
وہ اپنی ساتھی لڑکیوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ بیکر نے کرشمہ سے کہا "میں نے اسی حسن کی تعریف کرنے والے کی جیب خالی کی ہے۔ یہ ابھی بے خبر ہے۔"
ویٹر کھانے کی ٹرالی لے آیا۔ میز پر ڈشیں رکھیں۔ وہ بولی "میں نے خالص ہندوستانی کھانے منگوائے ہیں۔ دیکھو۔ پسند نہ آئے تو اپنی مرضی سے منگوا لینا۔"
ویٹر چلا گیا۔ بیکر نے کہا "انڈین لوگ مرچیں اور مسالہ کھاتے ہیں۔ مجھ سے مرچیں برداشت نہیں ہوتیں۔"
"میں نے مرچیں ڈالنے سے منع کیا تھا۔ ذرا چکھو تو سہی۔"
وہ کھانے لگا پھر کہنے لگا "اچھا ہے۔ مزے دار ہے۔ یہی کھاؤں گا۔"
وہ دوسری میز پر ویٹر بل لایا تھا۔ وہ شخص حیرانی سے جیبیں ٹٹول رہا تھا اور کہہ رہا تھا "پورے بیس ہزار تھے۔ میری جیب میں تھے۔ کہاں گئے؟"
اس کی میز پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے کہا "اتنی بڑی رقم ... جائے گی تم واش روم گئے تھے۔ کیا وہاں کوئی جیب کترا ..."
"واش روم میں میرے قریب کوئی نہیں آیا تھا۔ ... نے جیب نہیں کاٹی ہے پھر بھی جا کر دیکھتا ہوں۔ شاید وہاں گر پڑی ہو۔"
وہ ادھر جانے لگا۔ دوسری لڑکی نے کہا "اتنی بڑی ... وہاں پڑی نہیں ہوگی۔ جس کی نظر پڑی ہوگی وہ اٹھا کر ... ہوگا۔"
ویٹر وہاں سے چلا گیا۔ وہ شخص واش روم سے واپس ... ان لڑکیوں سے بولا "تم کھانے کا بل ادا کرو۔ میں ... میں پہنچ کر تمہاری رقم ادا کروں گا۔"
ایک لڑکی نے کہا "کھانے اور شراب کا بل سولہ ... روپے کا ہے۔ میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے۔"
دوسری لڑکی نے کہا "میرے پاس بھی نہیں ہے۔ ... کشور! ہماری بڑی بے عزتی ہوگی۔"
ویٹر کے ساتھ منیجر آیا۔ اس نے پوچھا "کیا پرابلم ..."
کشور نے کہا "یہاں میری جیب کٹ گئی ہے۔"
منیجر نے کہا "پلیز ہمارے ہوٹل کو بدنام نہ کریں۔ ... امیر کبیر اور معزز لوگ آتے ہیں۔ میں نے دیکھا ... کھانے سے پہلے خوب پی رہے تھے۔ آپ کو اتنی ... کہ اپنی جیب کا خیال رکھ سکیں۔"

کشور نے کہا "آپ زیادہ نہ بولیں۔ میں ابھی گھر سے لا کر رقم ادا کروں گا۔"
کرشمہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پرس سے ہزار ہزار کے دو نوٹ نکال کر کہا "مسٹر! آپ پریشان نہ ہوں۔ میں بل ادا کر رہی ہوں۔"
کشور نے کہا "آپ مجھے شرمندہ نہ کریں۔ میں فون کے ذریعے ابھی لاکھوں روپے یہاں منگوا سکتا ہوں۔"
وہ ویٹر کو دو نوٹ دے کر بولی "اسے ادھار سمجھ کر رکھ لو پھر کبھی مجھے واپس کر دینا۔"
کشور اپنا وزیٹنگ کارڈ اسے دیتے ہوئے بولا "تھینک یو۔ یہ میرا پتا ہے فون نمبر بھی ہے۔ آپ جب چاہیں، چلی آئیں۔ پلیز مجھے بھی اپنا پتا بتائیں۔"
بیکر نے کہا "یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ ہم خود آپ سے ملنے آئیں گے۔"
وہ دونوں لڑکیوں کے ساتھ چلا گیا۔ کرشمہ اور بیکر اپنی میز پر آگئے۔ وہ بولی "تمہارے ساتھ بڑی دلچسپ زندگی گزرے گی۔ تم ٹیلی پیتھی کے کمالات دکھاتے رہو گے اور میں تماشے دیکھتی رہوں گی۔"
"تم نے بھی کمال کیا ہے۔ میں نے اس کی جیب خالی کی مگر تم نے کھانے کا بل ادا کرکے اس کا جوتا اس کے سر پر مارا ہے۔"
وہ دونوں ہنستے ہنستے کھانے لگے اور کھاتے کھاتے ہنسنے لگے۔
پورس بھی دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔ ہنسی اس لیے آرہی تھی کہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کرشمہ کا گھر دیکھ لیا تھا۔ ایک کے بعد ایک آتے جا رہے تھے۔ پہلے بھیما، کلپنا کے اندر سما کر اس گھر میں آیا پھر ائرپورٹ میں پورس نے کرشمہ سے دوستی کی اور اسی وقت اسے معلوم ہوا کہ اس حسینہ کے دماغ میں ایک اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا آتا ہے اور وہ اجنبی بیکر وائٹ تھا۔ پورس کو جمنا اور بھیما کے جھگڑے سے دلچسپی تھی۔ وہ اس جھگڑے کا نتیجہ معلوم کرنے کے لیے جمنا کے دماغ میں پہنچا تو انکشاف ہوا کہ ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے کمزور دماغ میں گھس آیا ہے۔
جمنا نے پوچھا "کیا تم بھیما ہو؟ تمہاری آواز اور لہجہ کیوں بدل گیا ہے؟"
"میں بھیما نہیں ہوں۔ تمہیں اس مکار سے نجات دلانے آیا ہوں۔"
وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی "میں تمہارا احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔ مجھے کسی طرح اس کتے سے بچاؤ۔ میں باقی زندگی تمہارے چرنوں میں رہ کر گزار دوں گی۔"

"جمنا کماری! تم جتنی خطرناک جادوگرنی ہو، اتنی ہی زیادہ مکار ہو۔ بھیما سے نجات حاصل کرتے ہی میرے لیے مصیبت بن جاؤ گی۔ میں تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔"
"مجھ سے ڈرتے ہو تو مجھے پناٹائز کرو۔ اپنی معمول اپنی رکھیل بنا لو مگر مجھے بچا لو۔"
"میرے پاس تنویمی عمل کرنے کا وقت نہیں ہے۔ تمہارا بیٹا جسونت یعنی بھیما اپنے کمرے میں جوان نوکرانی کے ساتھ وقت گزار رہا ہے۔ ابھی تم سے غافل ہے مگر کسی وقت بھی آسکتا ہے۔ ابھی میں صرف تمہاری کمزوری دور کر رہا ہوں۔ پدمنی میری آلہ کار بن کر آئے گی اور تمہیں کھانے کے لیے ایک دوا دے گی۔ میری دوا اور اپنے منتروں سے تم شکتی حاصل کر لو گی۔ منتر پڑھنا شروع کرو۔ ابھی پدمنی آرہی ہے۔"
وہ فوراً ہی منتر پڑھنے لگی۔ وہ اس کے دماغ سے چلا گیا۔
پورس خیال خوانی جاری نہ رکھ سکا۔ نیویارک کے سراغ رساں نے آکر کہا "سر! اس بنگلے میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ ایک کا نام آندرے اور دوسرے کا نام سائمن ہے۔ وہ دونوں قابو میں نہیں آرہے تھے۔ مجبوراً گولی چلا کر انہیں زخمی کرنا پڑا۔"
پورس نے پوچھا تم سب اسی بنگلے میں ہو؟"
"نہیں سر! ہم نے ان کی مرہم پٹی کی ہے۔ ان کے خیالات پڑھ چکے ہیں۔ وہ پانچ ٹیلی پیتھی جاننے والے دوست ہیں۔ ایک دوست کسی انڈین لڑکی سے شادی کرنے انڈیا گیا ہے۔ اس کا نام بیکر وائٹ ہے اور باقی دو ٹیلی پیتھی جاننے والے لندن میں ہیں۔"
پورس نے کہا "بیکر وائٹ میرا ٹارگٹ ہے۔ تم آندرے اور سائمن کے دماغ سے لندن کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے نام اور پتے معلوم کرو پھر انہیں ہمارے لندن کے سراغ رسانوں کے حوالے کرو۔ وہ انہیں ٹریپ کریں گے۔"
"آل رائٹ سر! ان پانچوں نے تمام امریکی اکابرین اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول اور محکوم بنا رکھا ہے۔ وہاں کی ٹرانسفارمر مشین پر ان کا قبضہ ہے۔"
"جب تک چین میں ٹرانسفارمر مشین تیار نہ ہو، تب تک ان اکابرین اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے شکنجے میں رکھو۔ ہمارا یہ اصول رہا ہے کہ ہم کسی دشمن کو اپنا محکوم بنا کر

نہیں رکھتے بعد میں انہیں شکنجے سے رہا کردیا جائے گا۔ بہتر ہے ان دشمنوں کے اور ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں جناب تبریزی سے ہدایات حاصل کرو۔"

"آل رائٹ سر! میں جا رہا ہوں۔ پورس کاٹیج سے نکل کر اسے لاک کرکے ساحلی سڑک پر آیا پھر ایک سائیکل رکشا پر بیٹھ کر بولا "چلو' مجھے یہاں کی سیر کراؤ۔"

انسان اپنے دو پیروں سے تین پہیوں والے رکشے چلاتے ہیں اور اپنے جیسے انسانوں کا بوجھ کھینچتے ہوئے انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے ہیں۔ ہندوستان اور بنگلا دیش کے چھوٹے بڑے شہروں میں غریب مزدور دو وقت کی روٹیوں کے لیے جانوروں کی طرح رکشا کھینچتے رہتے ہیں۔

پورس نے رکشا چلانے والے سے کہا "تم بوڑھے ہو اور میں جوان ہوں۔ میرا بوجھ اٹھائے جا رہے ہو۔ یہ انسانیت کے خلاف ہے۔ بہتر ہے رکشا روکو۔ میں اتر جاؤں گا۔"

"بابو جی! آپ اتر جائیں گے تو مجھ جیسے غریب پر ظلم ہوگا۔ آپ کی طرح سب ہی مجھ پر رحم کھاتے رہیں گے تو میں بیوی بچوں کے ساتھ بھوکا مرجاؤں گا۔"

"میں تمہارے رکشے پر نہیں جاؤں گا مگر تمہیں پیسے دوں گا۔ رکشا روکو۔"

"نہیں بابو جی! اگر میں مزدوری نہیں کروں گا اور سب ہی میرے بڑھاپے پر ترس کھا کر پیسے دیتے رہیں گے تو پھر میں مزدور نہیں رہوں گا۔ بھکاری کہلاؤں گا۔"

آگے ایک بہت خوب صورت گارڈن ریستوران نظر آرہا تھا۔ پورس نے کہا "وہاں روکو۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

اس نے رکشا روک دیا۔ پورس نے اتر کر ایک ہزار کا نوٹ دیا۔ وہ بولا "بابو جی! پتا نہیں کتنے برس گزر گئے۔ اتنا بڑا نوٹ کبھی ہاتھ میں نہیں آیا۔ میرے پاس اس کا چھٹا نہیں ہے۔ آپ دکان والوں سے چھٹا لے کر میرے کو تین روپے دے دیں۔"

پورس نے ہزار ہزار کے اور دو نوٹ نکال کر کہا "یہ لو۔ یہ تمہارے لیے تین ہزار ہیں مگر میرے لیے تین روپے ہیں۔ میں تین روپے دے رہا ہوں۔"

اس نے ان تین نوٹوں کو بوڑھے کی جیب میں ٹھونس دیا۔ بوڑھا ایک دم سے قدموں میں گر کر اس کے پاؤں پکڑ کر اسے بھگوان کا اوتار کہنے لگا اسے دعائیں دینے لگا۔ اس نے اسے قدموں سے اٹھاتے ہوئے کہا "جاؤ بھگوان کے سامنے جا کر جھکو۔"

وہ پلٹ کر گارڈن ریستوران میں آگیا۔ وہ بہت خوب صورت جگہ تھی۔ بڑا ہی رومانی ماحول تھا مگر وہاں کوئی جوڑا شاید نہیں تھا۔ ہر حسن خریدا ہوا تھا اور خریدار دولت کے بل پر عارضی عشق فرما رہے تھے۔

وہ ایک میز پر آکر بیٹھ گیا۔ وہاں کسی بھی میز پر کوئی نہیں تھا۔ سب جوڑے جوڑے تھے۔ ایسی جگہ پورس تنہا رہ سکتا تھا۔ وہاں تین حسینائیں آگئیں۔ ایک نے "یہاں تنہا مرد احمق دکھائی دیتا ہے۔"

دوسری نے کہا "میں یہاں کی FAVOURITE ہوں انڈین کرنسی میں PER NIGHT بارہ ہزار لیتی ہوں۔"

تیسری نے کہا "میری VALUE بھی کم نہیں ہے۔"

پورس نے کہا "اس طرح تم تینوں کے چھتیس (۳۶) ہزار بنتے ہیں لیکن میں خریدار بن کر تمہارے پاس نہیں آیا۔ تم بکنے کے لیے میرے پاس آئی ہو۔ اس طرح بھاؤ گر جاتا میں چھتیس (۳۶) ہزار نہیں' چھ (۶) روپے دوں گا۔"

"وہاٹ؟" ایک حسینہ غصے سے بولی "تم ہماری انسلٹ کر رہے ہو۔"

وہ "اونہہ" کہہ کر جانے لگی۔ پورس اس کے دماغ میں پہنچا تو وہ چند قدم جانے کے بعد رک گئی۔ پلٹ کر واپس آگئی۔ پورس نے کہا "چھ روپے کے حساب سے تم میں ہر ایک کو دو دو روپے ملیں گے۔ میں اپنی میز پر وسکی پلاؤں گا۔ کھانا کھلاؤں گا پھر تم تینوں کو رخصت کردوں گا۔"

ایک نے کہا "کیا اپنے ساتھ نہیں لے جاؤ گے؟ کمرے میں میری دھرم پتنی ہے۔ تم تینوں کو جوتیوں سے مارے گی۔"

دوسری نے کہا "کبھی کبھی ہمیں خریدار نہیں ملتا رات خالی جاتی ہے۔ ہمارا پرس خالی رہ جاتا ہے۔ کوئی پلانے والا نہیں ملتا۔ ہم پیاسی رہ جاتی ہیں۔"

تیسری نے کہا "تم ہمیں پلانا چاہتے ہو۔ ابھی دھندے کے وقت ہے۔ کوئی قدردان نہیں ملے گا تو میں پینے کے لیے تمہارے پاس ضرور آؤں گی۔"

دوسری نے کہا' وہ بھی آئے گی پھر وہ تینوں چلی گئیں۔ ویٹر نے آکر پوچھا "کیا پئیں گے۔ گوا کی بہترین شراب امپورٹڈ بھی ہے۔"

"میں صرف کھانا چاہتا ہوں۔"

"کیا کہہ رہے ہیں صاحب؟ آپ نے لڑکیوں کو واپس کردیا۔ شراب بھی نہیں پینا چاہتے۔ سب لوگ آپ کو گھور کر دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہاں پنڈت نہیں آتے۔"

"تم کہتے ہو تو چار امپورٹڈ لے آؤ۔"

ویٹر نے حیرانی سے پوچھا "چار باٹلی (بوتلیں)؟"

"کم ہیں تو آٹھ بوتلیں' دس بوتلیں لے آؤ۔ اسے سمجھو۔"

اس نے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر دیتے ہوئے "یہ بیس ہزار ہیں۔ کاؤنٹر پر جمع کرو اور بوتلیں لے آؤ یہاں جتنے لوگ ہیں ان سے کہہ دو کہ میں اس میز پر تنہا آٹھ بوتلیں پی رہا ہوں۔ جسے یقین نہ ہو' وہ مجھے دیکھے۔ شرط لگائے۔ میں ہار جاؤں گا تو بیس ہزار دوں گا۔ جیت گا تو یہاں کے سب لوگ میری میز پر پانچ پانچ ہزار لا کر رکھیں گے۔"

ویٹر بیس ہزار روپے لے کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد لاؤڈ اسپیکر سے کہا جانے لگا "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! ابھی آپ ایک تماشا دیکھنے والے ہیں۔ ایک صاحب یہاں تشریف لائے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ تنہا آٹھ بھری ہوئی امپورٹڈ وسکی کی بوتلیں پی لیں گے۔ آٹھ بوتلیں ان صاحب کے پاس جا رہی ہیں۔ آپ ابھی انہیں دیکھ لیں گے۔"

عورتیں اور مرد سر اٹھا کر دور دور تک اس دعویٰ کرنے والے کو اپنی نظروں سے تلاش کرنے لگے۔ اعلان کرنے والا کہہ رہا تھا "آپ شرط لگائیں کہ وہ تنہا آٹھ بوتلیں پی سکے گا' جنہیں یقین ہے کہ ایک شخص تنہا اتنی ساری نہیں پی لے گا۔ ایسے حضرات شرط نہ لگائیں۔ جنہیں یقین ہے وہ پانچ پانچ ہزار کی شرط لگائیں۔ ان کے ہارنے پر رقم نہیں ملے گی۔ جیتنے پر ان کی رقم کے ساتھ انعام بھی ملے گا۔"

ویٹر ایک ٹرالی میں آٹھ بوتلیں رکھ کر پورس کی طرف آرہا تھا۔ اس کی نظریں ٹرالی کے ساتھ پورس تک پہنچ رہی تھیں جو دور کی میزوں پر بیٹھے ہوئے تھے' وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہے تھے۔ ایک نے مائیک کے پاس آکر کہا "کوئی آٹھ بوتل شربت نہیں پی سکتا' یہ شراب کیا پیے گا؟ یہ تو ایک بوتل پی کر کھڑا نہیں رہ سکے گا۔ دوسری بوتل خالی کرنے سے پہلے زمین پر لیٹ جائے گا۔"

اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ اناؤنسر نے کہا "آپ ہنسیں نہیں۔ یہ ہم آپ کو خوش کرنے کے لیے یہ تماشا دکھا رہے ہیں اور شرط کے پانچ ہزار روپے کے ساتھ نام لکھواتے جائیں تاکہ انعام کے ساتھ یہ رقم آپ کو مل سکے۔"

لوگ اناؤنسر کے پاس جا رہے تھے اور شرط کی رقم دے کر اپنے نام لکھوا رہے تھے۔ آخر اناؤنسر نے کہا "آپ سب دل والے ہیں۔ آپ نے دل کھول کر شرط لگائی ہے۔ اب تک ڈھائی لاکھ روپے جمع ہو چکے ہیں۔ آٹھ بوتلیں پینے کا دعویٰ کرنے والے نے اپنا نام دیوا شنکر بتایا ہے۔ اگر مسٹر دیوا شنکر بازی جیت لیں گے تو یہ ڈھائی لاکھ روپے انہیں دے دیے جائیں گے۔"

پورس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک بوتل کو اٹھا کر فضا میں بلند کیا۔ گارڈن ریستوران کے باہر وہ بوڑھا رکشا والا کھڑا ہوا تھا۔ وہ تالی بجانے لگا۔ سب نے اس بوڑھے کو ناگواری سے دیکھا۔ پورس نے بوتل ہاتھ میں لے کر مائیک کے پاس آکر کہا "میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ کے ڈھائی لاکھ جیتنے کے بعد یہ ساری رقم اس باہر کھڑے ہوئے بوڑھے کو دوں گا کیونکہ اس نے تالی بجا کر میرا حوصلہ بڑھایا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے بوتل منہ سے لگائی پھر غٹاغٹ پینے لگا۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ بہت عرصہ پہلے پورس نے زہریلی ناصرہ کے ساتھ زندگی گزاری تھی اور رفتہ رفتہ اس کے زہر کا عادی ہوگیا تھا۔ اس پر کسی زہریلے سانپ کے ڈسنے کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ زہر دنیا کا آخری خطرناک نشہ ہے۔ جو اس نشے کو برداشت کرلیتا ہے۔ اس کے لیے شراب پانی ہوجاتی ہے۔ جتنی بھی پیتے رہو' وہ سادہ پانی کی طرح حلق سے اترتی رہتی ہے۔

پورس نے وہ بوتل خالی کی۔ اسے ایک طرف پھینکا پھر اپنی میز اور شراب کی ٹرالی کی طرف جانے لگا۔ سب لوگ اسے توجہ سے دیکھ رہے تھے۔ ایک پوری بوتل پینے کے بعد مدہوشی میں آدمی اپنا توازن قائم نہیں رکھ سکتا۔ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں رہ سکتا لیکن پورس ایک ذرا سا لڑکھڑائے بغیر چلتا ہوا ٹرالی کے پاس آیا پھر دوسری بوتل اٹھا کر اسے کھول کر پینے لگا۔

تمام عورتیں اور مرد ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ دوسری بوتل اسے لڑھکا دے گی۔ اس نے دوسری بوتل خالی کی۔ اسے ایک طرف پھینکا پھر تیسری بوتل اٹھاتے ہوئے سوچا۔ بڑی خاموشی ہے۔ کچھ دلچسپی پیدا کرنا چاہیے۔ وہ تیسری بوتل کو منہ سے لگا کر ذرا سا لڑکھڑایا۔ کتنی ہی عورتوں اور مردوں نے خوش ہو کر کہا "وہ گیا۔ بس یہ آخری بوتل ہے اور اس کے چند گھونٹ بھی نہیں پی سکے گا۔"

کسی نے بلند آواز میں کہا "ایمبولینس کے لیے فون کرو۔ اسے اسپتال والے یہاں سے اٹھا کر لے جائیں گے۔"

پورس نے آدھی بوتل پی پھر اونچی آواز میں کہا "ایمبولینس کو کال کرنے سے پہلے میرے پاس آؤ۔ مجھے دھکا دے کر زمین پر گراؤ۔ میں شراب پی رہا ہوں۔ تم ثابت کرو کہ تم نے ماں کا دودھ پیا ہے۔"

وہ پھر بوتل کو منہ سے لگا کر پینے لگا۔ جب اس نے چوتھی بوتل اٹھائی تو ایسے وقت ایک قد آور باڈی بلڈر اس کے سامنے آگیا پھر لوگوں کو دیکھتے ہوئے بولا "میں نے ماں کا دودھ پیا ہے۔ میں اسے ایک انگلی سے دھکا دے کر گراؤں گا۔"

پورس اس کی کھوپڑی کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے دھکا دینے کے لیے ایک انگلی بڑھائی۔ پورس نے اس کی انگلی کو پکڑتے ہی ایک جھٹکے سے کھینچا۔ وہ جھٹکا کھا کر آگے کی طرف جھکتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا ایسے دور جانے لگا جیسے پورس کی قوت سے کھینچنے کے بعد بے اختیار آگے بڑھتا جا رہا ہو۔ وہ تقریباً بیس پچیس قدم آگے جاکر ایک فوارے کے پانی میں گر گیا۔

پورس نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

وہ پانی میں ڈوب کر ابھرا۔ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا پھر اسے چوتھی بوتل پینے والا نظر آیا۔ وہ غرا کر چیختا ہوا پانی سے نکلا "میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

لوگوں کو خوش ہو کر تالیاں بجانا چاہیے تھا۔ چوتھی بوتل پینے والے نے ایک ہی انگلی کھینچ کر اسے فوارے کے حوض میں پہنچا دیا تھا۔ یہ تماشا دیکھنے والے حیرانی سے خاموش تھے۔ ایک عورت کہہ رہی تھی "شرابی کی شامت آگئی ہے۔ اب یہ باڈی بلڈر اسے آزاد نہیں چھوڑے گا۔"

باڈی بلڈر نے غصے سے دوڑتے ہوئے آکر پورس پر حملہ کرنا چاہا۔ پورس نے ہاتھ اٹھا کر کہا "اسٹاپ بدتمیز! دیکھتا نہیں سوم رس پی رہا ہوں۔ ویٹ اے منٹ۔"

اس نے غٹاغٹ پی کر خالی بوتل کو باڈی بلڈر کی طرف اچھالا۔ اس نے بے اختیار اسے کیچ کرنے کے لیے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے۔ پورس نے ایک گھونسا اس کے پیٹ میں اور دوسرا اس کے منہ پر جڑ دیا پھر اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ متواتر پنچ مارتا ہوا ٹھوکر مارتا ہوا اسے پھر حوض کے پانی میں گرا دیا۔ واپس آکر پانچویں بوتل کھول کر پینے لگا۔

ریستوران کے باہر کھڑا ہوا بوڑھا زور زور سے تالیاں بجانے لگا۔ اس بار کچھ اور لوگ بھی تالیاں بجانے لگے۔ کہنے لگے "یہ پانچویں بوتل پی رہا ہے پھر بھی پیروں پر کھڑا ہوا ہے۔ اسے تو اسپتال میں ہونا چاہیے تھا مگر یہ باڈی بلڈر کو اسپتال پہنچائے گا۔"

اس نے پانچویں کے بعد چھٹی، پھر چھٹی کے بعد ساتویں بوتل اٹھائی۔ ایک کرسی کے دونوں ہتھوں پر چڑھ [illegible] ہوگیا۔ چھ پیگ پی کر لوگ زمین پر لڑکھڑاتے [illegible] بوتلیں حلق سے اتارنے کے بعد کرسی کے ہاتھوں [illegible] کرتبازی گری دکھا رہا تھا۔ ثابت کر رہا تھا کہ وہ ایک [illegible] لڑکھڑا رہا ہے۔

اور یہ تو اب سب ہی تسلیم کر رہے تھے کہ شرا[ب] کا کچھ نہیں بگاڑ رہی ہے بلکہ وہ پانی کی طرح پی کر [illegible] صدیوں کی شہرت کو خاک میں ملا رہا تھا۔

وہ ساتویں بوتل بھی خالی ہوگئی۔ وہ کرسی کے [illegible] سے چھلانگ لگا کر ٹرالی کے پاس آیا پھر اس نے آٹھ[ویں] اٹھائی تو سب ہی تالیاں بجانے لگے۔ عورتیں اور م[رد] تعریف میں کچھ نہ کچھ بولنے لگے۔ وہ پی رہا تھا اور [illegible] چاروں طرف آوازیں گونج رہی تھیں۔ اس کے [illegible] سمجھنے والے اسے یوں حیرت سے دیکھ رہے تھے جیسے آٹھویں عجوبے کو دیکھ رہے ہوں۔ اس نے آخری [illegible] کر کے فضا میں اچھال دی۔ لوگ اس بوتل کو کیچ کر[نے کے] لیے دوڑ پڑے۔ کتنے ہی کیمروں کی فلش لائٹس آن [illegible] ہونے لگیں۔ تجسس میں مبتلا لوگ اس سے طرح [طرح کے] سوالات کرنے لگے۔

اناؤنسر نے اعلان کیا "جیسا کہ فیصلہ ہو چکا ہے [illegible] دیوا شنکر کو انعام کے ڈھائی لاکھ روپے دیے جائیں۔ مسٹر دیوا شنکر آپ یہاں تشریف لے آئیں۔"

پورس ریستوران کے باہر گیا پھر بوڑھے رکشا [illegible] ہاتھ پکڑ کر لے آیا اناؤنسر نے اسے نوٹوں سے بھرا [illegible] دیا۔ سب لوگ تالیاں بجانے لگے۔ پورس نے [illegible] پاس آکر کہا "میں پہلے ہی فیصلہ کر چکا تھا۔ اس [illegible] مطابق نوٹوں سے بھرا ہوا یہ بیگ اس بوڑھے بابا [illegible] ہوں۔"

اس نے بوڑھے کے ہاتھوں میں بیگ دیا۔ کسی [illegible] نہیں بجائی۔ تھوڑی دیر کے لیے سب ہی حیرانی [illegible] رہ گئے تھے۔ جب انہیں یقین ہوا کہ واقعی وہ [illegible] بوڑھے کو تمام رقم دے چکا ہے تو سب ہی زور [illegible] تالیاں بجانے لگے۔ بوڑھا خوشی سے رونے لگا [illegible] دادا نے بھی اتنی دولت نہیں دیکھی۔ میں اسے [illegible] جاؤں گا۔ راستے میں ڈاکو لوٹ لیں گے۔ گھر میں [illegible] چوروں اور قاتلوں کے ڈر سے میرا پورا خاندان [illegible] گا۔"

پورس نے کہا "فکر نہ کرو۔ میں تمہاری اور [illegible] [کی] حفاظت کا انتظام کر دوں گا۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ [پ]ہلے میں پیٹ سے تمام شراب نکال کر آتا ہوں پھر کچھ کھانے کے بعد تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

ریستوران کے مالک نے پورس کو بیس ہزار روپے [د]یتے ہوئے کہا "آپ نے شراب کے لیے یہ ایڈوانس رقم جمع کی تھی۔ جب میری شراب کو آپ نے پانی کر دیا ہے تو میں پانی کے پیسے نہیں لوں گا۔ آپ کا اور اس بوڑھے کا کھانا ہماری طرف سے ہے۔ خوب جی بھر کے کھائیں۔"

پورس واش روم میں چلا گیا۔ آٹھ بوتل پانی پینا بھی تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ اب اس نے پیا تھا تو نکالنا بھی تھا۔ وہ تینوں حسینائیں جو پہلے پورس کے پاس آئی تھیں۔ وہ بوڑھے کے پاس آکر پوچھنے لگیں "یہ تمہارا کون ہے؟"

بوڑھے نے کہا "یہ میرا کوئی نہیں ہے مگر میرے لیے بھگوان کا اوتار ہے۔"

دوسری نے کہا "بھگوان کے اوتار ایسی جگہ نہیں [آ]تے۔ یہ تو پاگل ہے۔ اس نے جوانی کو چھوڑ کر بڑھاپے کو لاکھوں روپے دیے ہیں۔"

تیسری نے کہا "تعجب ہے۔ آٹھ بوتلیں پانی کی طرح بہا دیں۔ ہمیں پلاتا تو نشہ ہوتا۔ آج تو ہمیں پیاسا ہی رہنا ہوگا۔"

ایک نے بوڑھے سے پوچھا "کیا تمہارے گھر میں کوئی جوان لڑکی ہے؟ اس نے کس لالچ سے تمہارے اتنے روپے دیے ہیں۔"

"میرا ایک جوان بیٹا ہے۔ وہ بھی مزدوری کرتا ہے اگر بیٹی ہوتی تو میں اسے اس مہربان کے قدموں میں لا کر ڈال دیتا۔"

پورس نے واش روم سے واپس آکر کھانے کا آرڈر دیا۔ اس بوڑھے کے ساتھ ایک میز پر بیٹھ گیا۔ بوڑھے نے کہا "میں نے کبھی اتنی اونچی جگہ بیٹھ کر روٹی نہیں کھائی ہے۔ مجھے زمین پر رہنے دیں۔"

پورس نے کہا "تم کسی انسان سے چھوٹے نہیں ہو۔ جو [ر]قم تمہیں ملی ہے۔ اس سے کوئی چھوٹا سا کاروبار کرو۔ ترقی کرتے کرتے ان دولت مندوں کے برابر ہو جاؤ گے۔"

وہ تینوں حسینائیں اس میز کے اطراف آکر بیٹھ گئیں۔ ایک نے پورس سے کہا "مسٹر دیوا! ہماری پیاس بجھاؤ۔ آج ایک پیگ بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔"

پورس نے ان کے لیے تین بوتلوں کا آرڈر دیا۔ وہ [بولی] "تین بوتلیں؟ یہ تو بہت ہیں۔ ہم میں سے کوئی اتنی نہیں پی سکے گی۔"

"جتنی پی سکتی ہو پیو۔ باقی گھر لے جاؤ۔"

ایک نے کہا "تم راجہ ہریش چندر ہو۔ اپنا گھر لٹا دیتے ہو۔ ہمیں بھی کچھ کیش دے دو۔"

"میں دھندا کرنے والیوں کو کیش نہیں دوں گا۔ ایک بوتل پیو۔ باقی دو بوتلیں بیچ کر رقم حاصل کر لو اور یہاں نہیں دوسری میز پر جا کر پیو۔"

وہ تینوں وہاں سے چلی گئیں۔ پورس نے کھانے کے بعد اس بوڑھے کو گھر تک پہنچایا پھر واپس کاٹیج میں آگیا۔ اسے اندر سے بند کر کے ایک ایزی چیئر پر بیٹھ کر خیال خوانی کرنے لگا۔ جب پچھلی بار کرشمہ کے پاس گیا تھا۔ تب وہ بیکر کے ساتھ ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں تھی۔ اب وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی جو ہو اپارٹمنٹ کی طرف جا رہی تھی۔

بیکر اس سے کہہ رہا تھا "میری جان! میں بہت خوش ہوں۔ تم نے مجھے ایسی مسرتیں دی ہیں، جو پہلے کبھی مجھے نہیں ملی تھیں۔ میرے ساتھ نیویارک چلو گی؟"

"ہاں چلوں گی۔ تمہارے لیے اپنی ماں اور بھائی کو اور ساری دنیا کو چھوڑ دوں گی۔"

"میں آج شام کو آیا تھا۔ اب آدھی رات گزر چکی ہے۔ ان آٹھ دس گھنٹوں میں تم نے مجھ میں کیا پایا ہے کہ میری دیوانی ہو گئی ہو۔"

"تم میں وہ سب خوبیاں ہیں، جو ایک عورت چاہتی ہے۔ بلکہ ایک عورت کی سوچ سے بھی زیادہ تم پرکشش ہو۔ خوب رو ہو، اسمارٹ ہو، سب سے انوکھی خوبی تمہاری ٹیلی پیتھی ہے۔ تم نے پہلے ہی دن ٹیلی پیتھی کے ایسے دلچسپ تماشے دکھائے ہیں کہ اب میں اپنی زندگی کے آخری دن تک تمہارے ساتھ رہ کر یہی تماشے دیکھتی رہوں گی۔"

وہ ہنسنے لگا پھر بولا "مجھے تھوڑی دیر خاموش رہنے دو۔

"میں خیال خوانی کررہا ہوں۔"

پورس نہیں چاہتا تھا کہ بیکر خیال خوانی کے ذریعے اپنے ساتھیوں کی خیریت معلوم کرے۔ اگر معلوم کرے گا تو پتا چل جائے گا کہ آندرے، سائمن اور باقی دو ساتھیوں کو ٹریپ کرلیا گیا ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی بیکر محتاط ہوجائے گا۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ کرشمہ کے دماغ میں کوئی مخالف ہے۔ اسی نے کرشمہ کے ذریعے اس کے ساتھیوں کے نام اور پتے معلوم کیے ہیں اور انہیں ٹریپ کرنے کے بعد اب بیکر کو بھی ٹریپ کرنے والا ہے۔ بیکر محتاط ہوکر اچانک کرشمہ سے دور ہوجائے گا۔

کرشمہ نے پورس کی مرضی کے مطابق کہا "ابھی خیال خوانی نہ کرو۔ ہم کتنی محبت اور مزے کی باتیں کررہے ہیں۔ تم خیال خوانی کروگے تو میں بور ہوتی رہوں گی۔"

"میں زیادہ دیر خیال خوانی نہیں کروں گا۔ بس اپنے دوستوں سے دو باتیں کروں گا پھر تم سے بولنے لگوں گا۔ پلیز تھوڑی دیر خاموش رہو۔"

"نہیں رہوں گی۔ کیا یہی تمہاری محبت ہے۔ مجھ سے پیاری پیاری باتیں کرتے کرتے دوستوں کو یاد کررہے ہو۔ اس کا مطلب ہے۔ تم باتیں مجھ سے کرتے ہو مگر دھیان دوسری طرف رہتا ہے۔ یہ تو کوئی محبت نہیں ہوئی۔ جاؤ میں تم سے نہیں بولوں گی۔"

وہ ناراض ہوکر ونڈ اسکرین کے پار دیکھتی ہوئی ڈرائیو کرنے لگی۔ وہ اس کے قریب ہوکر بولا "کم آن، میں تمہیں ناراض نہیں کروں گا۔ تم کہتی ہو تو خیال خوانی نہیں کروں گا۔ تم سے ہی باتیں کرتا رہوں گا۔ ہمارے درمیان کوئی دوست نہیں آئے گا موڈ ٹھیک کرو۔"

کرشمہ نے مسکراتے ہوئے اپارٹمنٹ کے سامنے کار روک دی۔ بیکر کے چاروں دوستوں کو ٹریپ کرلیا گیا تھا۔ پورس نے سوچا، اب بیکر کو بھی ٹریپ کرنا چاہیے۔ ورنہ یہ کسی بھی وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔ وہ یہی سوچ کر ابھی کرشمہ کے پاس آیا تھا۔

وہ دونوں کار سے اتر کر اپنے اپارٹمنٹ کے دروازے پر آئے۔ کرشمہ نے چابی نکال کر مقفل دروازے کو کھولا پھر اس کے ساتھ اندر آکر پلٹ کر اسے بند کرنا چاہا تو کھلے ہوئے دروازے پر کشور کھڑا ہوا تھا۔

وہ کشور جسے بیکر نے ہوٹل میں ٹریپ کیا تھا۔ اس کے بیس ہزار لے کر اس کی جیبیں خالی کردی تھیں۔ کرشمہ نے اس کے کھانے کا بل ادا کیا تھا اور اب ہاتھ میں ریوالور لیے ان کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ کرشمہ نے سہم کر پوچھا "مسٹر کشور! آپ اور یہاں؟"

کشور نے کہا "اندر آنے دو۔ پیچھے ہٹو۔"

وہ دونوں پیچھے ہٹنے لگے۔ بیکر نے کشور کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ وہاں اسے کسی کا قہقہہ سنائی دیا۔ کشور "بیکر! میرے دماغ میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے جما رکھا ہے۔ جب تم نے میرے بیس ہزار چرائے تمہاری یہ چال بازی دیکھ رہا تھا۔ اسی نے میرے ہاتھ ریوالور پکڑایا ہے۔ تم دوبارہ میرے دماغ میں آؤ گے تمہیں گولی مار کر زخمی کروں گا پھر میرے اندر والا تمہارے اندر پہنچ جائے گا اور تمہاری پوری ہسٹری معلوم کرلے

بیکر سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اچانک وہ کسی دشمن کے نشانے پر آجائے گا پھر وہ دشمن اس کے دماغ میں پہنچ کے دوسرے ساتھیوں کے نام اور پتے معلوم کرلے گا۔

وہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ اس کے ساتھیوں کو ٹریپ کیا جاچکا ہے۔ ادھر پورس سوچ میں پڑ گیا کہ وہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کہاں سے آگیا ہے؟ اور بیکر تک کیسے پہنچا ہے؟

بیکر نے کرشمہ کے ساتھ پیچھے ہٹتے ہوئے کہا "دیکھو گولی نہ چلانا۔ میں تمہارے دماغ میں نہیں آؤں گا۔ کبھی آنے کی کوشش بھی نہیں کروں گا۔ مجھے اتنا بتادو کہ تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں اس ملک میں کرشمہ سے ملنے آیا ہوں؟ دیکھو گولی نہ چلانا۔ ہمارے درمیان سمجھوتا ہوسکتا ہے۔"

کشور نے کہا "بیکر! یہ تمہاری بدنصیبی ہے کہ تمہیں کرشمہ سے عشق ہوگیا۔ یہ لڑکی جادوگروں کے خاندان سے ہے۔ اس کی ماں جمنا بڑی چھنال عورت ہے۔ اس نے شادی نہیں کی۔ جادو منتر سیکھنے کے لیے بڑے بڑے جادوگروں کی رکھیل بنتی رہی۔ اس کا بیٹا جسونت نہیں جانتا تھا کہ اس کا باپ کون ہے؟ لیکن میں جانتا ہوں کہ کرشمہ کس کی بیٹی ہے؟"

کرشمہ نے پوچھا "میں کس کی بیٹی ہوں؟ میرا باپ کون ہے؟"

"میں تمہارا باپ ہوں۔ تمہاری ماں دو برس میری داشتہ بن کر رہی۔ ان دو برسوں میں تم پیدا ہوئیں۔ وہ مجھ سے ایک خطرناک کالا عمل سیکھنے کے بعد مجھے چھوڑ کر کہیں روپوش ہوگئی تھی۔"

بیکر نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا "یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ کرشمہ تمہاری بیٹی ہے۔ اس رشتے سے میں تمہارا داماد ہوں۔ ہم داماد اور سسر مل کر ٹیلی پیتھی کی بہت بڑی قوت بن جائیں گے۔"

"میں اسی لیے آیا ہوں۔ تمہیں زخمی کروں گا۔ اپنا معمول بناؤں گا تو تم میرے بھی غلام رہوگے اور میری بیٹی کے بھی وفاداری کرتے رہوگے۔"

بیکر نے کرشمہ کو فوراً ہی کھینچ کر اپنے سامنے ڈھال بنالیا پھر کہا "گولی چلاؤ گے تو پہلے تمہاری بیٹی کو لگے گی۔ تم نے باپ بیٹی کا رشتہ بتایا مگر اپنا نام نہیں بتایا۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں تمہارا کوئی نام تو ہوگا۔"

وہ بول رہا تھا اور کرشمہ کو ڈھال بناکر کشور کے قریب ہورہا تھا۔ کرشمہ نے پورس کی مرضی کے مطابق کہا "ہاں ڈیڈی! مجھے آپ کا نام معلوم ہونا چاہیے۔ میں آپ کی بیٹی ہوں۔"

کشور نے کہا "کیا تمہاری ماں نے کبھی گرو دیو نارنگ کا ذکر نہیں کیا؟ میرا نام نارنگ ہے۔ میں تیری ماں سے زیادہ خطرناک جادوگر ہوں۔"

بیکر نے کہا "گرو دیو نارنگ! میں نے تمہارا نام سنا ہے۔ اب میں تم پر بھروسا کرتا ہوں۔ تمہارے لیے اپنے دماغ کا دروازہ کھول رہا ہوں۔ میرے اندر چلے آؤ۔"

بیکر نے بڑی مکاری دکھائی۔ جیسے اس نے نارنگ کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا، ویسے ہی سانس روک کر کرشمہ کو کشور کی طرف دھکا دیا۔ کشور کے دماغ کو کنٹرول کرنے والا نارنگ اس وقت موجود نہیں تھا۔ جب تک نارنگ کو اس کی مکاری کا پتا چلتا، تب تک کرشمہ سے ٹکراتے ہی کشور کے ہاتھ سے گولی چل گئی۔ کرشمہ نے ایک چیخ ماری۔ بیکر نے کشور کے منہ پر ایک گھونسا مارا پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس کے دماغ میں پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ بھی چیخ مار کر فرش پر کرشمہ کے قریب گر کر تڑپنے لگا۔

نارنگ واپس کشور کے دماغ میں آیا۔ اس وقت تک بیکر نے دوسرا زلزلہ پیدا کرتے ہی اس کے قریب پڑے ہوئے ریوالور کو اٹھالیا پھر حقارت سے کہا "نارنگ! میں نے تمہاری ناکامیوں کی داستانیں بھی سنی ہیں۔ لو میں نے پھر تمہیں ناکام بنادیا ہے۔ تم اسے آلہ کار بناکر میرا تعاقب نہیں کرسکوگے۔"

اس نے فرش پر تڑپنے والے کشور کو یکے بعد دیگرے چار گولیاں ماریں۔ وہ ایک دم سے ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا پڑ گیا۔ کرشمہ کے سینے پر گولی لگی تھی۔ اس کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔ بیکر نے کہا "میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہیں

اسپتال لے جاؤں۔ تمہارا باپ مجھ تک پہنچنے کا کوئی دوسرا راستہ اختیار کرسکتا ہے۔ تمہیں گولی لگی ہے۔ مگر جان نہیں نکل رہی ہے۔ میں تمہیں اس تکلیف سے نجات دے رہا ہوں۔"

اس نے کرشمہ کے سینے پر گولی ماری۔ وہ دوسری سانس بھی نہ لے سکی ایک دم سے ساکت ہوگئی۔ پورس اور نارنگ کے دونوں آلہ کار مرچکے تھے۔ وہ دونوں معلوم نہ کرسکے کہ بیکر اب کیا کررہا ہے؟

بیکر سب سے پہلے اپنی سلامتی کی فکر کررہا تھا۔ وہ اس اپارٹمنٹ سے ضروری سامان لے کر نکلا۔ باہر کرشمہ کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ اس میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے سوچنے لگا' اسے کہاں جانا چاہیے؟ کہاں چھپنا چاہیے؟

تھوڑی دیر پہلے اسے کرشمہ سے اتنی محبتیں مل رہی تھیں کہ ہندوستان دنیا کا سب سے خوب صورت دیس لگ رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہی دیس دشمنوں کی آماجگاہ بن گیا تھا۔ ابھی ایک دشمن سامنے آیا تھا مگر وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہزار راستوں سے اسے گھیر سکتا تھا۔ وہ جس راستے پر جانے والا تھا۔ اس راستے پر دشمن پہنچنے والا تھا۔

ان حالات میں روپوش رہنے کے لیے سب سے پہلے اپنا چہرہ اور سر سے پاؤں تک حلیہ بدلنا پڑتا ہے۔ اس نے بھی یہی کیا۔ میک اپ کا ضروری سامان خریدنے کے بعد اس نے ایک ہوٹل میں کمرا لیا۔ وہ وہاں بھیس بدلنے کے بعد ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنا پاسپورٹ اور دیگر شناختی کاغذات تبدیل کراسکتا تھا پھر نارنگ تو کیا پورس بھی اسے تلاش نہیں کرسکتا تھا۔

پورس نے نیویارک کے سراغ رساں سے کہا "تم نے آندرے اور سائن اور اس کے دونوں ساتھیوں کو ٹریپ کیا ہے مگر ان کا ایک اہم ساتھی بیکر برائٹ میرے ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے ساتھیوں تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔"

"سر! آپ اطمینان رکھیں۔ وہ کسی کے دماغ میں پہنچ نہیں پائے گا۔ ہم نے اس کے تمام ساتھیوں کے دماغوں کو لاک کردیا ہے۔"

"بیکر' آندرے اور سائن وغیرہ نے امریکی اکابرین اور ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو معمول بنا رکھا تھا۔ بیکر ان خیال خوانی کرنے والوں کے دماغوں کو لاک کرے گا تو تم ان کی ٹرانسفارمر مشین تک نہیں پہنچ پاؤ گے۔"

"سر! ہمارے ساتھی ان خیال خوانی کرنے والوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ بیکر کو اپنے کسی مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔"

پورس مطمئن ہو کر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ رات بہت ہوچکی تھی۔ اسے اب سونا چاہیے تھا لیکن بھیا اور جمنا کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔ بھیا اسے آدھی رات کے بعد ہپناٹائز کرنے والا تھا اور اب آدھی رات گزر چکی تھی۔

اس نے جمنا کے اندر جھانکنا شروع کیا۔ اس کی جسمانی کمزوری اس حد تک دور ہوچکی تھی کہ وہ بستر سے اٹھ گئی تھی۔ چلنے پھرنے لگی تھی لیکن دماغی توانائی بحال نہیں ہوئی تھی۔ اسی لیے پورس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کررہی تھی۔

اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ نارنگ اس کے دماغ میں آنے لگا ہے۔ اسی نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی جسمانی کمزوری کسی حد تک دور کی ہے۔ اس کی توانائی بحال کرنے کے لیے پدمنی کے ذریعے کوئی دوا بھی کھلائی ہے۔

بہت عرصے سے نارنگ اور بھیا کے درمیان ٹھنی ہوئی تھی۔ نارنگ کبھی بھیا کا گرو تھا۔ اس نے گرو کے اعتبار کو ٹھیس پہنچائی تھی۔ اس سے مار ڈالنے کی حد تک دشمنی کی تھی۔ نارنگ نے بھی ایک آلہ کار کے ذریعے اس پر گولی چلا کر اسے اپنا پیدائشی جسم چھوڑنے پر مجبور کیا تھا اور وہ کلپنا کے جسم میں سما گیا تھا۔

نارنگ اسے تلاش کررہا تھا پھر پتا چلا کہ وہ جمنا کے گھر میں چھپا ہوا ہے۔ ایک کے بعد دوسرا جسم بھی چھوڑ کر جسونت کے اندر سما گیا ہے۔ اب وہ مکمل آتما شکتی حاصل کرنے کے لیے جمنا کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ جسونت کا جسم چھوڑ کر جمنا کے اندر سما کر پہلے مکمل آتما شکتی کے لیے چالیس دنوں تک تپسیا کرنا چاہتا ہے۔ اس کے بعد جمنا کے اندر رہ کر اس کا تمام کالا علم سیکھنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے منصوبے کے مطابق کالے علوم سیکھنے کے بعد کسی گبرو جوان مرد کے جسم میں سمانے والا تھا۔

جمنا کی اس کوٹھی میں ایک نوجوان نوکرانی آئی تھی۔ جسونت اسے اپنے بیڈ روم میں لے آیا تھا۔ اس نے سوچا تھا' آدھی رات رنگین گزاری جائے۔ اس کے بعد بوڑھی جمنا کے ساتھ رات سنگین ہوگی کیونکہ اسے ہلاک کرنے کے بعد اس کے جسم میں سما کر' بوڑھی جمنا بن کر نئی زندگی کی ابتدا کرنی تھی۔

لیکن وہ آدھی رات کے بعد بھی بیڈ روم سے نکلا۔ نوکرانی کی ادائیں کچھ ایسی تھیں کہ وہ رانی بن گئی تھی۔ اس کے حواس پر حکمرانی کررہی تھی۔ اس کا دل مائل ہو کر کہتا رہا "ساقیا اور پلا اور پلا۔ میری جاں! ہوش اڑا۔ ہوش اڑا۔"

ہوش اس وقت اڑے' جب ایک زوردار آواز سے دروازہ کھلا۔ اس نے غصے سے پلٹ کر دیکھا۔ کھلے ہوئے دروازے پر جمنا ریوالور لیے کھڑی تھی۔ وہ حیرانی سے بولا "تم تو بہت کمزور ہوچکی تھیں۔ بستر پر پڑی ہوئی تھیں۔"

"موت کبھی کمزور نہیں ہوتی۔ زندہ رہنے والے اسے کمزور سمجھتے ہیں۔ تم چند سانسوں کے لیے زندہ ہو اور دیکھ رہے ہو کہ موت آخری وقت کیسے شہ زور بن کر آتی ہے۔"

پھر اس کے ذریعے نارنگ کی آواز اور لہجہ سنائی دیا "تم جمنا کے دماغ میں آنے کی کوششیں کررہے ہو۔ جب تک میرا قبضہ ہے تم یہاں نہیں آسکو گے۔"

بھیا نے پریشان ہو کر پوچھا "تم؟ میں۔۔۔ میں تمہارا لہجہ پہچان رہا ہوں۔"

"ضرور پہچاننا چاہیے۔ ہم جب تک اپنی اپنی آتما شکتی سے اس دنیا میں رہیں گے ہماری دشمنی کا سلسلہ جاری رہے گا۔ تم نے گرو سے ٹکر لی ہے۔ تمہاری ہر نئی زندگی تمہارے لیے مصیبت بنتی رہے گی۔ تم جس کے بھی جسم میں جاؤ گے' میں وہاں تمہیں سکون سے رہنے نہیں دوں گا۔ اس طرح جسم بدلتے بدلتے تمہاری آتما شکتی بالکل ختم ہوجائے گی۔"

بھیا نے کہا "یہ جمنا کے بیٹے کا جسم ہے۔ مجھے اسی میں رہنے دو۔ اسے مارو گے تو میں کسی دوسرے جسم میں جاکر روپوش ہوجاؤں گا۔ تم مجھے تلاش کرتے رہ جاؤ گے۔ میں نے اب تک تمہاری دشمنی کو اہمیت نہیں دی تھی۔ اب میں بھی تمہیں کسی ایک جسم میں نہیں رہنے دوں گا۔ بہتر ہے' سمجھوتا کرو۔ نہ دشمنی کرو۔ نہ دوستی کرو۔"

"میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا۔ تب بھی تم جسونت کے جسم میں نہیں رہو گے۔ جمنا کو ہلاک کرکے اس کے جسم میں سما کر اس کے تمام کالے علوم حاصل کرو گے۔"

"تم بھی جمنا کے تمام علوم حاصل کرنا چاہتے ہو۔ میں تمہیں اس کے جسم میں نہیں جانے دوں گا۔"

"ہاں۔ کبھی جمنا مجھ سے کالا جادو سیکھنے آئی تھی۔ آج یہ مجھ سے زیادہ علوم جانتی ہے۔ زندہ رہی تو میرے لیے چیلنج بن جائے گی۔ میں اسے مار ڈالوں گا پھر اس کے اندر رہا کروں گا۔"

"اور میں تمہیں رہنے نہیں دوں گا۔"

"تم پھر بھی جاؤ۔ مرو اور نیا جسم تلاش کرو اور حساب کرو کہ تمہاری آتما شکتی کس حد تک کمزور ہوچکی ہے۔ میرے حساب سے تم یہ تیسرا جسم چھوڑ رہے ہو۔"

یہ کہتے ہی جمنا نے گولی چلا دی۔ پہلے اس نے فائرنگ سے بچنے کی کوشش کی۔ جب دوسری فائرنگ سے گولی لگی تو وہ دوسری گولی کھانے کے لیے بھی تن کر کھڑا ہوگیا کیونکہ اب بچنے کا فائدہ نہیں تھا۔ ایک گولی سے جسم میں سوراخ ہوچکا تھا۔ جسم بیکار ہوچکا تھا دوسری گولی لگنے سے پہلے ہی اس نے لپک کر جمنا کا ہاتھ پکڑلیا۔ وہ گولی دوسری طرف سے نکل گئی۔ اس نے ریوالور چھین کر کہا "نارنگ! جمنا اپنے تمام کالے جادو کے ساتھ ختم ہورہی ہے۔ اس کے جسم میں نہ میں جاؤں گا۔ نہ تمہیں جانے دوں گا۔"

اس نے جمنا کا نشانہ لے کر یکے بعد دیگرے تین فائر کیے۔ تینوں گولیاں اس کے جسم میں پیوست ہوگئیں۔ وہ جسم اس قابل نہ رہا کہ دونوں فریق میں سے کوئی بھی اس میں سما سکتا۔ پہلی ہی گولی میں وہ مرچکی تھی۔ فائرنگ کے بعد جسونت کا جسم بھی بے جان ہو کر اپنی ماں کے پاس گر پڑا۔ مرنے کے بعد بھیا نہیں رہا تھا۔ اس کے پہلو میں بیٹا رہ گیا تھا۔

○☆○

پارس نے آنکھیں کھولیں پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ثانی نے اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ الپا کے عمل کا توڑ کیا تھا۔ اس کے دماغ کو لاک کرنا ضروری نہیں تھا۔ مجھ پر اور میری فیملی کے تمام افراد پر روحانی عمل کیا گیا تھا۔ اس کے نتیجے میں دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے دماغوں میں آتے تھے مگر ہمارے اہم خفیہ خیالات نہیں پڑھ سکتے تھے۔ ہم جس بہروپ میں ہوتے تھے' اسی بہروپ کے مطابق دشمن ہمارے خیالات پڑھتے تھے۔ انہیں ہماری اصلیت کا پتا نہیں چلتا تھا اور نہ ہی ٹیلی پیتھی کا زلزلہ پیدا کرنے سے ہمارے دماغ متاثر ہوتے تھے۔

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے پارس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا اور اس لیے کامیاب ہوگئی تھی کہ جیکب رابن کے زبردست خطرناک جادو سے اس کا دماغ متاثر ہوگیا تھا۔ بے شک جادو اثر کرتا ہے لیکن ایمان والوں پر اس کا اثر پائیدار نہیں ہوتا۔ ایسے قدرتی حالات پیدا ہوتے ہیں کہ اثر زائل ہوجاتا ہے۔

جیسا کہ پارس کے ساتھ بھی ہوا۔ اس پر جادو کرنے والا جیکب رابن خود اپنے ہی عمل کے نتیجے میں ہلاک ہوگیا تھا۔ اس کے ہلاک ہوتے ہی پارس کو اس کے جادو سے نجات مل

گئی تھی لیکن اس وقت تک الپا اسے ٹریپ کر چکی تھی۔
اب وہ الپا کے تنویمی عمل سے بھی نجات حاصل کر چکا تھا۔ دماغی توانائی پہلے ہی بحال ہو چکی تھی۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر ثانی کے پاس پہنچ کر کہا "میں سو رہا تھا۔ تم کیا کر رہی تھیں؟"
"میں الپا کے بارے میں معلوم کرنے کی کوششیں کر رہی تھی۔ کچھ پتا نہیں چل رہا تھا کہ وہ تم پر تنویمی عمل کرنے، تمہیں اپنا معمول بنانے کے بعد کہاں گم ہو گئی ہے؟"
"وہ ضرور کسی ایسی مشکل میں پھنس گئی ہے، جس سے نکل نہیں پا رہی ہے اسی لیے میرے پاس نہیں آ رہی ہے۔"
"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ ایک بے چاری تمہارے پاس نہیں آ رہی ہے۔ ورنہ آنے کو سب ہی آ جاتی ہیں۔"
"مجھے طعنے نہ دو۔ مجھے اس بے چاری سے ہمدردی ہے۔ بے چاری نے مجھے غلام بنائے رکھنے کے لیے بڑے پاپڑ بیلے تھے۔ اس کا سراغ لگانے کا ایک راستہ ہے۔"
"مجھے وہ راستہ بتاؤ؟"
"اگر وہ کسی حادثے کا شکار ہوئی ہوگی تو اس کا دماغ کمزور ہو چکا ہوگا۔ اگر کسی دشمن نے اسے ٹریپ کیا ہوگا تو اس نے بھی اس کے دماغ کو کمزور بنایا ہوگا۔"
"میں سمجھ گئی۔ ہمیں اس کی کھوپڑی میں پہنچنا چاہیے۔"
"یہ بات تمہیں خود سوچنا چاہیے تھا۔"
"یہ سب جانتے ہیں کہ دنیا کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا الپا کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا۔ بارہا اس کے اندر پہنچنے کی ناکام کوشش کی جا چکی ہیں پھر میں ناکام کوشش کیوں کروں؟ تم جاؤ اور ناکام ہو کر آؤ۔"
پارس اس کے دماغ سے نکل کر الپا کی آواز اور لہجے کو یاد کرنے لگا۔ ثانی نے کہا "دراصل میں الپا کی موجودہ آواز اور لہجے سے آشنا نہیں تھی اس لیے اس کے دماغ میں جانے کا خیال ہی فضول تھا۔"
"آج وہ پیناٹائز کرنے کے لیے میرے اندر آ کر بولتی رہی تھی۔ اس لیے یہ مجھے یاد ہے۔ میں جا رہا ہوں۔ اگر اس کا دماغ کمزور ہو چکا ہے تو کامیابی ہوگی۔"
پھر وہ کامیاب ہو گیا۔ الپا کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ ثانی پارس کے اندر تھی۔ خوش ہو کر بولی "یہ تو کمال ہو گیا۔"
"ہاں۔ مگر یہ بے ہوش ہے۔ اس کے تمام خیالات تھم گئے ہیں۔ یہ سوچنے کے قابل نہیں ہے۔ کیا یہ واقعی الپا ہے؟"
"تم اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر آئے ہو۔ یہ الپا ہی ہے۔"
"ہمیں اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنا ہوگا۔ پتا نہیں یہ کہاں بے ہوش پڑی ہے؟ اسپتال میں؟ اپنے گھر میں یا کسی دشمن کے شکنجے میں اپنے آپ سے بے خبر ہے۔"
"جہاں بھی ہے۔ اب ہماری گرفت میں رہے گی۔"
پارس اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولا "اس کے ہوش میں آنے تک میں غسل کر کے فارغ ہو جاؤں گا۔ مجھے بھوک بھی لگ رہی ہے۔"
"تم فریش ہو جاؤ۔ آرام سے کھاتے پیتے رہو۔ میں الپا کے پاس جاتی رہوں گی۔"
پارس ایک کار کی پچھلی سیٹ پر تھا۔ بابا صاحب کے ادارے کا ایک سراغ رساں اسے اپنے بنگلے کے پورچ تک لایا تھا۔ اس وقت پارس پچھلی سیٹ پر سو رہا تھا اور ثانی اس پر تنویمی عمل کرتی رہی تھی۔ وہ کار سے نکل کر بنگلے کے اندر آ کر سراغ رساں سے بولا۔
"میرے لیے شیونگ کا سامان اور جینز اور شرٹ خرید کر لے آؤ۔ میں غسل کرنے کے بعد کچھ کھانا بھی چاہوں گا۔"
وہ ایک بیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔
الپا نے بوبی اسمتھ پر بہت پہلے تنویمی عمل کر کے اسے اپنا معمول بنایا تھا اس تنویمی عمل کا اثر زائل ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود وہ الپا سے وفاداری کر رہا تھا۔ پچھلے بارہ گھنٹوں سے اسپتال میں تھا۔ اپنی مالکن کے، اپنی معشوقہ کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔
جیکب رابن نے الپا، بوبی اور جیکی ہنٹر کے سروں کے پچھلے حصوں میں ایک ایک کیل پیوست کی تھی۔ دنیا کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ لیکن زخمی الپا کے سر کی مرہم پٹی کرنے والا ڈاکٹر یہ نہیں جانتا تھا۔ اس نے وہ کیل اس کے سر سے نکال دی تھی۔
اب بوبی کو یہی فکر تھی کہ ایسی حالت میں کوئی بھی دشمن اس کے اندر آئے گا تو وہ اپنی الپا کو کس طرح اس سے محفوظ رکھ سکے گا؟ اسے محفوظ رکھنے کی کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آ رہی تھی۔
اسے یہ بھی فکر تھی کہ اس کی طویل بے ہوشی کے باعث وہ جیکی ہنٹر کی پوری طرح نگرانی کرنے کے لیے اس کے ساتھ بنگلے میں نہیں رہ سکتا۔ ویسے وہ جیکی ہنٹر کو شراب کی بوتلیں دے کر بہلانے کے بعد اسے بنگلے میں قید کر چکا تھا۔ اس کے تمام دروازوں کو مقفل کر چکا تھا۔
وہ پارس کے بارے میں یہ نہیں جانتا تھا کہ الپا نے اسے معمول بنا کر کہاں قید کیا ہے؟ پہلے یہ جاننا ضروری نہیں تھا لیکن اب الپا کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ پارس کو قابو میں رکھ پاتی۔ بوبی اس قید خانے میں پہنچ کر پارس کو اپنی نگرانی میں قیدی بنا کر رکھنا چاہتا تھا اور یہ تب ہی ممکن تھا، جب الپا ہوش میں آ کر اسے قید خانے کا پتا بتاتی۔
وہ کبھی الپا کے کمرے میں رہتا تھا۔ کبھی کسی نہ کسی ڈاکٹر کے چیمبر میں آ کر بیٹھ جاتا تھا۔ ان سے پوچھتا تھا "آخر وہ کب ہوش میں آئے گی۔ آپ سب قابل ڈاکٹرز ہیں۔ کیا کسی تدبیر سے اسے ہوش میں نہیں لا سکتے؟"
"ہم اسے دوائیں دے چکے ہیں۔ یہ قدرتی بے ہوشی ہے۔ قدرتی طور پر ہوش میں آئے گی تو بالکل نارمل رہے گی۔"
ایک نرس نے آ کر بوبی سے کہا "آپ کی مسز کو ہوش آ گیا ہے۔"
بوبی ایک ڈاکٹر کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا الپا کے کمرے میں آیا۔ اس نے بوبی کو دیکھ کر کہا "او گاڈ! بوبی میں زندہ ہوں۔ مجھے وہ ایکسیڈنٹ یاد آ رہا ہے ہوش کھونے سے پہلے میں نے سوچا تھا کہ زندہ نہیں بچوں گی۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔ یہاں آؤ۔ مجھے چھونے دو۔ مجھے یقین کرنے دو۔"
بوبی نے قریب آ کر اس کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ ڈاکٹر نے کہا "پلیز پہلے مجھے چیک کرنے دیں۔ آپ زندہ ہیں اور زندہ سلامت رہیں گی۔"
بوبی ایک طرف ہٹ گیا۔ ڈاکٹر اس کا معائنہ کرنے لگا۔ پھر کہا "آپ کو گہرے زخم لگے ہیں۔ آپ دو چار ہفتے بیڈ پر آرام کرتی رہیں۔ پھل کھاتی رہیں دودھ پیتی رہیں۔ آپ جتنا اپنا خیال خود رکھیں گی، اتنی ہی جلدی اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکیں گی۔"
ڈاکٹر اسے ایک انجکشن لگا کر چلا گیا۔ الپا نے نرس سے کہا "تم بھی جاؤ۔"
وہ چلی گئی۔ اس نے بوبی سے پوچھا "ابھی دن ہے یا رات؟"
"ایک رات گزر چکی ہے۔ یہ دوسرا دن ہے۔ تم تیرہ گھنٹے کے بعد ہوش میں آئی ہو۔"
وہ حیرانی سے بولی "تیرہ گھنٹے؟ اتنی دیر میں کچھ گڑبڑ تو نہیں ہوئی؟"
"گڑبڑ ہو چکی ہے۔ تمہیں ایک نقصان پہنچا ہے؟"
"ڈاکٹر تمہارے سر کے زخموں کی مرہم پٹی کر رہا تھا۔ تب اسے تمہارے سر کی کیل دکھائی دی۔ اس نے سمجھا کہ کار کے حادثے میں وہ کیل پیوست ہو گئی ہے۔ اس نے وہ کیل نکال دی ہے۔"
"نہیں۔" وہ چیخ مار کر اٹھنا چاہتی تھی مگر سر چکرا گیا۔ بوبی نے اسے تھام کر دوبارہ لٹایا۔ وہ ایک ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑ کر بولی "تم نے وہ کیل نکالنے کیوں دی۔ ڈاکٹر کو کیوں نہیں روکا۔ تم مجھ سے دشمنی کر رہے ہو۔ تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے۔ تم بے وفائی کر رہے ہو۔"
"پلیز مجھ پر شبہ نہ کرو۔ اس وقت میں یہاں موجود نہیں تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ تم ایک حادثے کے نتیجے میں اسپتال پہنچ گئی ہو۔"
"تم جھوٹے ہو۔ تم میرے سر سے کیل نکلنے کا تماشا چپ چاپ دیکھتے رہے۔ تم نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے میرے دماغ کا دروازہ کھول دیا ہے۔"
"فار گاڈ سیک۔ مجھے جھوٹا اور بے وفا نہ کہو۔ تم نے مجھے پیناٹائز کر کے اپنا معمول بنایا تھا۔ تمہارے تنویمی عمل کا اثر ختم ہو چکا ہے۔ میں تمہارا معمول نہیں ہوں۔ اس کے باوجود وفادار ہوں۔ کل سے یہاں تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہوں اور جب تک تم دماغی توانائی حاصل نہیں کرو گی۔ جب تک خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں ہو جاؤ گی۔ تب تک میں تمہیں تنہا نہیں چھوڑوں گا۔"
وہ سن رہی تھی۔ اس کی باتوں سے قائل ہو رہی تھی۔ یہ سمجھ رہی تھی کہ اچانک اپنی غیر معمولی قوتوں سے محروم ہو گئی ہے۔ دشمنوں کو دماغوں میں آنے سے نہیں روک سکے گی اور پتا نہیں کتنے دنوں بعد خیال خوانی کر سکے گی۔ ایسے وقت بوبی جیسے وفادار باڈی گارڈ پر بھروسا کرنا پڑے گا۔
اس نے پوچھا "جیکی ہنٹر کہاں ہے؟ تم اسے چھوڑ کر کل سے یہاں ہو۔ کیا اس کی خبر لی ہے؟"
"میں اس سے غافل نہیں ہوں۔ اسے بنگلے میں قید کیا ہے۔ وہ باہر نہیں نکل سکے گا۔"
پارس، الپا کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ ان دونوں کی باتوں سے پتا چلا کہ جیکی ہنٹر کو ایک بنگلے میں قید کیا گیا ہے۔ پارس کو اس کے چور خیالات سے اس بنگلے کا پتا معلوم کرنے میں دیر نہیں لگی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ اس بنگلے میں ہے اور اس کی ایک ایک کاربن کاپی الپا کے خفیہ محل نما بنگلے میں ہے۔

الپا نے کہا "تمہارے اور جیکی ہنٹر کے سروں میں کیلیں پیوست رہیں گی تو میں تم دونوں کے دماغوں میں نہیں آسکوں گی۔ تم دونوں وہ کیلیں نکال کر پھینک دو۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔ دشمن ہمارے دماغوں میں آنے لگیں گے۔ جیکی ہنٹر کے خیالات پڑھ کر معلوم کرلیں گے کہ تم نے اسے کہاں چھپایا ہے اور کس خفیہ اڈے میں ٹرانسفارمر مشین بنائی جانے والی ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔ تم دونوں میرے خاص ماتحت ہو۔ تم دونوں کے خیالات پڑھتے رہنا میرے لیے ضروری ہے۔"

"صرف ہمارے خیالات پڑھنے کے لیے تم دشمنوں کو نظر انداز کررہی ہو۔ کیا تمہیں ہم پر بھروسا نہیں ہے؟ ٹھیک ہے' جیکی پر نہ ہو' مجھ پر تو بھروسا ہونا چاہیے۔"

"بحث نہ کرو۔ تم میرے وفادار ہو' جو کہہ رہی ہوں' وہ کرو۔"

"میں وفادار ہوں۔ معمول نہیں ہوں۔ میری وفاداری کا تقاضا ہے کہ میں تمہیں غلط فیصلوں سے باز رکھوں۔"

"میں آج کمزور ہوگئی ہوں تو تم میرے فیصلے کو غلط کہہ رہے ہو۔ مجھ سے بحث کررہے ہو؟"

"پلیز! اہم مسائل پر باتیں کرو۔ مجھے بتاؤ پارس کو کہاں قید کیا ہے؟"

"وہ جہاں بھی ہے۔ اس قید خانے سے نکل نہیں سکے گا۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"قیدی کو ہر طرح سے جکڑنے کے بعد بھی اس کی خبر رکھی جاتی ہے۔ تم خیال خوانی کے ذریعے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کرسکو گی۔ وہ بہت مکار ہے۔ اس کی طرف سے مطمئن نہیں رہنا چاہیے۔ مجھے بتاؤ' قید خانہ کہاں ہے۔ میں وہاں جاکر اور سخت انتظامات کروں گا۔"

"میں کہہ چکی ہوں' پارس کی فکر نہ کرو۔ میں کل تک خیال خوانی کرنے کے قابل ہوجاؤں گی۔ پارس کی نگرانی کرتی رہوں گی۔ اس کے دماغ میں اور تم سب کے دماغ میں رہا کروں گی۔ تم پر اور جیکی پر تنویمی عمل کروں گی تو تم دونوں کے دماغوں میں میرے سوا کوئی نہیں آسکے گا۔ میں کوئی غلطی نہیں کررہی ہوں۔ تم سے زیادہ تجربے کار ہوں۔"

وہ پھل کھا رہی تھی اور دودھ پی رہی تھی۔ جلد سے جلد توانائی حاصل کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنی عادت سے مجبور تھی۔ بوبی تو کیا اپنے سائے پر بھی بھروسا نہیں کرتی تھی۔ اس نے کہا "بوبی! برے وقت میں ہی اپنے وفاداروں کو پہچانا جاتا ہے۔ مجھے یقین ہے' تم ابھی اپنی وفاداری کا ثبوت دوگے' اپنے سر سے کیل نکالو گے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولا "یہاں کوئی دشمن آئے گا تو میں تمہاری سلامتی کے لیے اس سے لڑتے ہوئے جان دے دوں گا۔ یہ وفاداری ہوگی لیکن تمہارے لیے کنوئیں میں کود کر جان دوں گا تو یہ صرف ایک حماقت ہوگی۔ اپنے سر سے کیل نکالنا' دشمنوں کو جان بوجھ کر اپنے دماغ میں آنے کی دعوت دینا کنوئیں میں کودنے کے مترادف ہے۔ تم مجھ سے ایسی حماقت کی توقع نہ کرو۔"

"تم میرا حکم ماننے سے ـــ" وہ کہتے کہتے رک گئی پھر بولی "مجھ سے محبت کرتے ہو اور میری بات ماننے سے انکار کررہے ہو۔ آؤ یہاں بیٹھو۔ میری خوشی کے لیے سر سے کیل نکالو۔"

"سوری۔ میرا انکار ابھی تمہیں برا لگ رہا ہے۔ تمہارے چہرے سے غصہ ظاہر ہورہا ہے لیکن بعد میں تم میری دانش مندی کو تسلیم کروگی۔"

"میں اب میں تم سے بحث نہیں کروں گی۔ تمہیں دکھاؤں گی کہ اسپتال کے بیڈ پر رہ کر کس طرح اعلیٰ اکابرین سے کام لیتی ہوں اور تمہیں آرمی انٹیلی جنس سے باہر نکالتی ہوں۔ آج سے تم بہت بدترین زندگی گزارنے والے ہو۔ یو گیٹ آؤٹ!"

بوبی کمرے سے چلا گیا۔ الپا آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے۔ رابطہ ہونے پر اس نے کہا "اپنے اعلیٰ افسر سے بولو' الپا فون پر ہے۔ مجھ سے باتیں کریں۔"

چند سیکنڈ کے بعد ہی کمانڈر ان چیف کی آواز سنائی دی "ہیلو میڈم! آپ فون پر بول رہی ہیں۔ آپ تو میرے دماغ میں آیا کرتی ہیں۔"

"میں ابھی خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ تم جانتے ہو' میرا اصل چہرہ کوئی نہیں پہچانتا اور کوئی میرا اپتا نہیں جانتا ہے۔ میں ابھی مصیبت میں ہوں۔ تمہیں اپنا راز دار بنانا چاہتی ہوں۔ کیا ابھی میرے پاس آؤ گے؟"

"آپ مجھے راز دار بنا رہی ہیں۔ یہ میری خوش نصیبی ہے۔ میں ابھی آؤں گا۔"

الپا نے اسپتال کا پتا بتا کر کہا "یہاں آنے سے پہلے اسمتھ کو موجودہ اسپیشل سیکیورٹی افسر کے عہدے سے ہٹانے کے کاغذات لے آؤ اور اسپتال میں اپنے خاص جوانوں کی ڈیوٹی لگاؤ۔ بوبی اسمتھ کو میری صحت یابی تک نظر بند رکھو۔ دشمن سے زیادہ مجھے اس سیکیورٹی افسر سے خطرہ ہے تم جلد سے جلد کارروائی کرو۔"

اس نے اسپتال کا فون نمبر بتا کر ریسیور رکھ دیا۔ آدھے گھنٹے کے بعد ہی فوج کا وہ اعلیٰ افسر اسپتال پہنچ گیا۔ الپا کے کمرے میں آکر اسے سیلوٹ کرتے ہوئے بولا "میڈم! میں نے بوبی اسمتھ کے خلاف کاغذات تیار کرائے ہیں۔ وہ جہاں بھی ہوگا اسے گرفتار کرلیا جائے گا۔"

"کیا وہ یہاں نہیں ہے؟"

"یہاں نظر نہیں آرہا ہے۔ میں نے اس کے موبائل فون پر رابطہ کیا تھا مگر اس نے فون بند رکھا ہے۔"

"آفیسر! میرے ایک خفیہ بنگلے کا اور رابنسن اسٹریٹ کے ایک بنگلے کا پتا نوٹ کرو۔ وہاں سخت پہرہ لگادو۔ دونوں بنگلوں کے اندر کسی کو جانے نہ دو۔ اگر کوئی اندر ہو تو اسے باہر نہ آنے دو۔"

اعلیٰ افسر نے پتا نوٹ کرکے فون پر احکامات صادر کیے پھر الپا سے کہا "میڈم! آپ کسی کے سامنے نہیں آتیں۔ میرا سامنا کررہی ہیں۔ آپ کا اعتماد جو مجھ پر ہے' میں اسے ہمیشہ قائم رکھوں گا۔"

وہ بولی "مجھ سے وفاداری کرنے والے تمام عمر بے انتہا دولت سے کھیلتے رہتے ہیں۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ الپا نے ریسیور اٹھا کر سنا پھر اعلیٰ افسر کو ریسیور دیتے ہوئے کہا "تمہارا فون ہے۔"

اس نے فون لے کر کان سے لگایا پھر یوں "ہوں ہاں" کرنے لگا جیسے دوسری طرف کی باتیں سن رہا ہے پھر اس نے ریسیور رکھ کر کہا "میڈم! وہ بوبی آپ سے دھوکا کررہا تھا۔"

"کیا وہ پکڑا گیا ہے؟"

"جی ہاں۔ وہ آپ کے خاص بنگلے میں گھس گیا تھا۔ ایک سیف کھول کر ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ چرا رہا تھا۔"

الپا نے چونک کر پوچھا "کیا بوبی سب کو بتا چکا ہے کہ وہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ ہے؟ جلدی کرو۔ ابھی جاؤ۔ اس نقشے کو کسی کے ہاتھ نہ لگنے دو۔"

"وہ کسی کے ہاتھ نہیں لگے گا۔ آگے سنیے فوجی جوان رابنسن اسٹریٹ کے بنگلے میں گئے تھے۔ وہ باہر سے بند تھا۔ دروازہ توڑ کر اندر جانے سے جیکی ہنٹر دکھائی دیا۔ اسے گرفتار کرکے اس کی بیٹی ڈائنا کے پاس پہنچایا جارہا ہے۔"

الپا نے کہا "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ ڈائنا کے پاس اسے کیوں پہنچایا جارہا ہے؟"

"وہ دونوں باپ بیٹی اپنے وطن امریکا واپس جائیں گے اور ٹرانسفارمر مشین کا وہ نقشہ بابا صاحب کے ادارے والے لے جارہے ہیں۔"

"وہ ادارے والے کہاں سے آگئے؟"

"جہاں سے پارس آیا ہے۔"

الپا خوف زدہ ہوکر شدید حیرانی سے دیدے پھاڑ پھاڑ کر اس اعلیٰ افسر کو دیکھنے لگی پھر اس نے بے یقینی سے پوچھا "تم؟ پارس! تم تو میرے معمول اور تابعدار بن چکے تھے؟"

"میں چاہوں تو تمہیں اپنی معمولہ اور محکومہ بنا سکتا ہوں مگر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ضروری یہ ہے کہ میں تمہیں کبھی دماغی توانائی حاصل نہ کرنے دوں۔ اب تم خیال خوانی کرنا بھول جاؤ' میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اٹھو اور ناچو۔ ناچو چھمیا ناچو!۔"

○☆○

ماریہ' کنور بلراج اور دھنپت رائے سے تفریح لے رہی تھی۔ دونوں اس کے لیے باؤلے ہورہے تھے اور وہ زبیری کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دونوں کو تماشا بنانا چاہتی تھی۔ وہ ان کے ساتھ ان کی کار میں سیرو تفریح کے لیے جانا چاہتی تھی۔ دونوں کی خواہش تھی کہ وہ اس پر پہلے ہاتھ صاف کریں۔

وہ تینوں کار کے پاس آئے۔ کنور بلراج نے ماریہ کے لیے اگلا دروازہ کھولا۔ دھنپت رائے نے کہا "تم دونوں آگے بیٹھو گے۔ میں تنہا پیچھے نہیں بیٹھوں گا۔ ہم تینوں اگلی سیٹ پر بیٹھیں گے۔"

ماریہ نے کہا "سوری' میں دونوں کے درمیان نہیں رہوں گی۔ میں اکیلی پچھلی سیٹ پر بیٹھوں گی۔"

وہ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔ وہ دونوں اگلی سیٹ پر یہ سوچ کر آگئے کہ آگے جاکر اسے اغوا کیا جائے گا۔ دونوں خوش تھے کہ وہ ان کے پرائیویٹ بنگلے میں پہنچائی جائے گی۔

احمد زبیری نے کہا "تم شیوانی کے مشن میں چین آرہی تھیں۔ اب یہاں دو عاشقوں کے درمیان تماشے کررہی ہو۔"

"یہ تماشے تمہاری ٹیلی پیتھی کی مدد سے کررہی ہوں۔ بڑا مزہ آرہا ہے۔ یہ دونوں بہت خطرناک ہیں۔ بڑے اختیارات کے مالک ہیں۔ مجھ جیسی لڑکی کو ایک چٹکی میں مسل سکتے ہیں مگر تمہاری ٹیلی پیتھی نے ان پہاڑوں کو میرے لیے چیونٹی بنادیا ہے۔"

"کیا تماشے کرنے کے لیے انڈیا میں رہ جانے کا ارادہ

ہے؟"

"تم نیا پاسپورٹ اور ویزا تیار کراؤ گے۔ تب یہاں سے جاسکوں گی۔"

"پاسپورٹ اور ویزا تیار ہو چکا ہے۔ کل شام سات بجے ہانگ کانگ جانے والی فلائٹ میں تمہاری سیٹ کنفرم ہو چکی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے' نئے پاسپورٹ کی تصویر کے مطابق مجھے اپنا چہرہ تبدیل کرنا ہوگا۔ میک اپ کا سامان خریدنا ہوگا۔"

"تم آج رات گزارنے جہاں رہو گی' وہاں میرا ایک آدمی میک اپ کا سامان اور پاسپورٹ وغیرہ لے کر پہنچ جائے گا۔"

وہ پچھلی سیٹ پر خاموشی سے بیٹھی ہوئی سوچ کے ذریعے زبیری سے باتیں کر رہی تھی۔ دھنپت رائے نے کہا "شانتی ہم سے دور ہو کر خاموش ہو گئی ہے۔ میں پچھلی سیٹ پر جا کر اس سے باتیں کروں گا تو اس کی تنہائی دور ہو جائے گی۔"

کنور بلراج نے کہا "بے شک تم پیچھے چلے جاؤ۔ شانتی آگے گی۔ میں اس کی تنہائی دور کرتا رہوں گا۔"

دھنپت رائے نے اسے گھور کر دیکھا پھر دل میں کہا "تنہائی تو صرف میں دور کروں گا۔ ابھی یہ چڑیا اڑنے والی ہے۔"

آخر چڑیا کے اڑنے کا وقت آگیا۔ ایک راستے پر اچانک ہی ایک بڑی سی وین نے آکر اس کار کا راستہ روکا۔ اس وین کے دروازے کھلے تین مسلح افراد نے تیزی سے باہر آکر کنور بلراج اور دھنپت رائے کو گن پوائنٹ پر رکھا۔ تیسرے نے پچھلا دروازہ کھولا۔ ماریہ خود ہی کار سے نکل کر وین میں جا کر بیٹھ گئی۔

دیکھتے ہی دیکھتے خوب صورت چڑیا پُھر ہو گئی۔ کنور بلراج نے کہا "میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ وہ تمہارے آدمی ہے۔ میری شانتی کو لے گئے۔"

"میرے نہیں تمہارے آدمی تھے۔ زیادہ چالاک نہ بنو۔ تمہیں یقین ہو گیا تھا کہ شانتی میری طرف مائل ہو رہی ہے۔ اس لیے تم نے اغوا کرایا ہے۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔"

"میں چور ہوں تو تم ڈاکو ہو۔ سیاسی ڈاکو۔"

اچانک دو گاڑیاں آکر اس کار کے آگے پیچھے رک گئیں۔ ان گاڑیوں میں سے کئی گن مین باہر آئے۔ انہوں نے کنور بلراج کو اور دھنپت رائے کو نشانے پر رکھتے ہوئے پوچھا "لڑکی کہاں ہے؟"

"ہم لڑکی کے لیے پریشان ہیں۔ اسے تمہارے چہ[illegible] لوگ لے گئے ہیں۔"

انہوں نے اِدھر اُدھر دور تک دیکھا۔ ماریہ نظر نہ[illegible] آئی۔ وہ دوڑتے ہوئے اپنی گاڑیوں میں گئے پھر وہ گاڑیاں وہاں سے چلی گئیں۔ کنور بلراج نے پوچھا "مسٹر رائے! کون تھے جو شانتی کو لے گئے؟ اور یہ کون تھے' جو اسے لے[illegible] آئے تھے؟"

"تم ایسے پوچھ رہے ہو جیسے میں ان سب کو جا[illegible] ہوں۔"

وہ کار سے اترتے ہوئے بولا "تمہاری کار پر لعنت ہے[illegible] میں نے یہاں بیٹھ کر غلطی کی ہے۔"

کنور بلراج نے مسکراتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کی پھر تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی دھنپت رائے بھی مسکرانے لگا۔ دونوں خوش تھے کہ شانتی ان[illegible] پرائیویٹ بنگلے میں پہنچائی جا رہی ہے۔

اس کا خاص ماتحت راجا راؤ کار لے آیا۔ اس نے کار میں بیٹھتے ہوئے پوچھا "وہ شانتی کو لے گئے؟"

"سوری سر! ابھی مجھے فون پر معلوم ہوا کہ ہمارے [illegible] کنور بلراج کی کار کے پاس گئے تھے لیکن کار میں شانتی نہیں تھی۔"

"اس کا مطلب ہے' پہلے آنے والے اور اسے اغ[illegible] کرنے والے کنور کے آدمی تھے۔"

دوسری طرف کنور بلراج نے فون کے ذریعے اپ[illegible] خاص ماتحت سے پوچھا "کیا خبر ہے؟ شانتی کو بنگلے میں [illegible] رہے ہو؟ ویسے تمہارے آدمی پہلے نہ آتے تو اس کمینے [illegible] آدمی اسے لے جاتے۔ اسے بری طرح ناکامی ہوئی ہے۔"

"سر! پہلے میری بات سن لے۔ میرے ساتھ کچھ عجب سی بات ہو گئی ہے۔ میں شانتی کو اپنی گاڑی میں لے جا رہا تھا[illegible] میرے ایک ماتحت نے کہا کہ شانتی راضی خوشی جا رہی ہے[illegible] اس کی نگرانی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر شانتی کے [illegible] بیٹھے ہوئے دونوں ماتحت گاڑی سے اتر گئے۔ میں نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ واقعی بڑے آرام سے پچھلی سیٹ پر بیٹھی جا رہی تھی۔"

"تم اتنی لمبی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ جلدی بولو کیا چاہتے ہو؟"

"سر! میں آپ سے انعام نہیں لوں گا۔ میں انعام کا [illegible] دار نہیں ہوں۔"

"یُو شٹ اپ۔ انعام کی نہیں شانتی کی بات کرو[illegible]

اسے پہنچا دیا۔"

"میں آپ کے پرائیویٹ بنگلے تک پہنچ گیا تھا مگر پیچھے پلٹ کر دیکھا۔ وہ نہیں تھی۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ وہ پچھلی سیٹ پر تھی پھر وہاں سے کیسے غائب ہو گئی؟"

"میں اسی بات پر حیران ہوں۔ میں نے کہیں گاڑی نہیں روکی تھی سچ کہتا ہوں۔"

"کسی سگنل پر ضرور روکی ہوگی؟"

"سگنل پر تو رکنا ہی پڑتا ہے۔ شاید ایسے ہی وقت وہ اتر کر چلی گئی۔"

"اور تمہیں خبر نہیں ہوئی۔ کیا تم سو رہے تھے تم نے اسے پچھلی سیٹ پر کیوں بٹھایا تھا؟"

"وہ میرے ساتھ بیٹھنا نہیں چاہتی تھی۔ میں زبردستی کرتا تو وہ شور مچاتی۔"

"تم نے اپنے آدمیوں کو جانے کیوں دیا؟ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔"

اس نے جھنجلا کر فون بند کر دیا۔ ایک منٹ کے بعد فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے آن کر کے کان سے لگا کر سنا۔ دوسری طرف سے دھنپت رائے کہہ رہا تھا "تم بہت بڑے کمینے ہو۔ پہلے جو لوگ آئے تھے اور شانتی کو لے گئے تھے۔ وہ تمہارے اپنے آدمی تھے۔"

"کمینے ہو تم' تمہارا باپ اور تمہارا پورا خاندان یقین کرو یا نہ کرو۔ شانتی میرے پاس نہیں ہے۔ شانتی کا مطلب ہے امن و سکون اور تمہارا سکون برباد ہو چکا ہے۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ حیرانی سے سوچنے لگا' وہ پچھلی سیٹ سے غائب کیسے ہو گئی؟ اگر کسی سگنل پر اتر گئی تھی تو اس کے ماتحت کو خبر کیسے نہ ہوئی؟ ماتحت بہت ہوشیار اور چالاک تھا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو کار سے اتارنے کی جو غلطی کی۔ وہ بھی سوچنے پر مجبور کر رہی تھی کہ اس کے آدمی کیوں چلے گئے تھے؟

فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگایا پھر ماریہ کی آواز سن کر چونک گیا۔ وہ جلدی جلدی کہہ رہی تھی "کنور صاحب! مجھے بچائیں۔ دھنپت رائے کے آدمی مجھے یہاں لا کر ایک کمرے میں بند کر چکے ہیں۔ میں یہاں اکیلی ہوں۔ کوئی میری آواز نہیں سن رہا ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"ڈرو مت۔ میں ابھی تمہاری مدد کے لیے آ رہا ہوں۔ ویسے تم کہاں ہو؟"

"میں نے ایک میز پر چڑھ کر روشن دان سے دیکھا ہے۔ دور بہت دور قطب مینار دکھائی دے رہا تھا۔ تم قطب مینار پر چڑھ کر لال رنگ کا مکان دیکھو گے۔ بس اسی مکان میں گھستے چلے جاؤ۔ میں ایک بند کمرے میں ہوں۔"

"فکر نہ کرو۔ میں ابھی پولیس والوں کے ساتھ آ رہا ہوں۔"

وہ فون بند کر کے تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا ایک قریبی پولیس اسٹیشن پہنچا۔ وہاں اس سے پہلے ایس ایچ او کے پاس دھنپت رائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا "یہ دیکھو آفیسر! مجرم خود یہاں آگیا ہے۔ یہی کنور بلراج راٹھور ہے۔"

افسر نے کہا "کنور صاحب کو پوری دلی جانتی ہے۔ آپ ان پر اغوا کا الزام لگا رہے ہیں؟"

کنور بلراج نے کہا "یہ مجھ پر الزام لگا رہا ہے؟ جبکہ اس نے میری مہمان شانتی کو اغوا کیا ہے۔ آفیسر! تم میرے ساتھ قطب مینار چلو۔ وہاں کہیں قریب ہی ایک لال رنگ کا مکان ہے۔ وہاں شانتی کو قیدی بنا کر رکھا ہے۔"

دھنپت رائے نے کہا "یہ جھوٹ بولتا ہے' اسی نے شانتی کو قیدی بنا کر رکھا ہے۔ جس مکان میں اسے قید کیا ہے' وہ لال قلعے کے کہیں قریب ہی ہے۔"

افسر نے کہا "جسٹ اے منٹ! بہت دن ہو گئے' میں نے قطب مینار اور لال قلعہ نہیں دیکھا ہے۔ میں پہلے لال قلعہ دیکھوں گا پھر قطب مینار کی طرف جاؤں گا۔"

وہ تینوں وہاں سے روانہ ہوئے۔ دھنپت رائے لال قلعے کے قریب ایک محلے میں پہنچ کر کہا "شانتی نے مجھے فون پر اس لال گیٹ والے مکان کا بتایا تھا۔"

افسر نے کہا "آپ دونوں گاڑی میں تشریف رکھیں۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ لال گیٹ والے مکان کے احاطے میں آیا۔ ایک شخص مکان سے باہر آ رہا تھا۔ افسر نے کہا "میں کناٹ پیلس تھانے کا ایس ایچ او ہوں۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تم نے شانتی نامی لڑکی کو یہاں چھپا رکھا ہے۔ اسے یہاں لاؤ۔"

اس شخص نے حیرانی سے کہا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔"

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ احمد زبیری اس کی آواز سنتے ہی دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ زبیری کی مرضی کے مطابق بولا "او۔ شانتی دیوی؟ وہ میرے گھر میں تھیں پھر یہ کہہ کر چلی گئیں کہ بلراج ساہنی نے بلایا ہے۔"

"بلراج ساہنی فلموں کا بہت بڑا اداکار تھا۔ وہ سورگ

باش ہوچکا ہے۔ شانتی نے کنور بلراج کہا ہوگا۔ تم غلط بول رہے ہو۔ نام صحیح یاد کرو۔"
"مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ اس نے بلراج ساہنی کہا تھا' اس نام کا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے۔"
کنور بلراج اور دھنپت رائے وہاں آگئے۔ کنور نے کہا "جب مجھ پر الزام ہے تو مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تم کیسی انکوائری کررہے ہو؟ یہ کیا کہہ رہا ہے؟"
"یہ کہہ رہا ہے۔ یہاں شانتی تھی پھر بلراج ساہنی سے ملنے چلی گئی ہے۔"
دھنپت رائے نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا "ثابت ہوگیا کہ یہاں شانتی تھی۔ اسے یہاں لاکر چھپایا گیا تھا مگر اب اسے چھپانے کی جگہ بدل دی گئی ہے۔"
اس شخص نے کہا "اسے چھپایا نہیں گیا تھا۔ وہ اپنی مرضی سے آئی تھی پھر چلی گئی۔"
دھنپت رائے نے کہا "بکواس مت کرو۔ مجھے الزام نہ دو۔ وہ بلراج ساہنی سے ملنے گئی ہے۔"
افسر نے کہا "پلیز ایک منٹ۔ مجھے بات کرنے دیں۔ آپ دونوں جھگڑا نہ کریں۔"
پھر وہ اس شخص سے بولا "اچھی طرح سوچ کر بتاؤ' شانتی دیکھنے میں کیسی تھی؟"
"کانی تھی؟ یعنی اس کی ایک آنکھ بند تھی؟ رائے صاحب! کیا آپ والی کانی تھی؟"
دھنپت رائے نے کہا "نہیں۔ اس میں کوئی عیب نہیں تھا۔ یہ شانتی کوئی اور ہے۔"
کنور نے کہا "بھگوان کا شکر ہے' مجھ پر سے الزام ہٹ گیا۔ اب قطب مینار چلیں۔"
دھنپت رائے نے کہا "چلو۔ میں نے اسے اغوا نہیں کیا ہے۔ مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے۔"
وہ تینوں وہاں سے قطب مینار کی طرف آئے۔ آس پاس کے علاقوں میں لال رنگ کا مکان تلاش کرنے لگے۔ ایسا مکان نظر نہیں آیا۔ وہ تھک ہار کر تھانے واپس آئے۔ سب انسپکٹر نے کہا "سر! کسی شانتی دیوی کا فون آیا تھا۔ وہ بہت پریشان تھی۔ رو رو کر بول رہی تھی۔ کسی بدمعاش نے اسے اغوا کیا ہے' وہ بدمعاش کبھی کہتا ہے کہ اس نے دھنپت رائے کے حکم سے اسے اغوا کیا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ کنور بلراج کے حکم سے اغوا کیا گیا ہے۔ کبھی کہتا ہے 'قطب مینار کے پاس قید کیا گیا ہے کبھی کہتا ہے 'لال قلعہ کے پاس ایک مکان میں چھپایا گیا ہے۔"

دھنپت رائے نے کہا "آہ! میری شانتی پر ظلم ہو رہا ہے۔ میں کیا کروں؟"
کنور نے کہا "وہ تمہاری شانتی نہیں ہے۔ شانتی سے پہلے میری دوست ہوئی تھی۔"
افسر نے کہا "آپ دونوں اسے چاہتے ہیں۔ اب اسے چاہے گی' جو بدمعاش کے چنگل سے اسے رہائی دلائے گا۔ آپ دونوں وسیع ذرائع کے مالک ہیں۔ آپ چاہیں تو پورے دہلی کی پولیس کو الرٹ کرکے اسے آج رات تلاش کرسکتے ہیں۔"
وہ دونوں قسمیں کھا کر کہنے لگے کہ وہ تمام رات شانتی کو تلاش کرتے رہیں گے۔ ماریہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل کے کمرے میں تھی۔ بابا صاحب کے ادارے کا ایک جاسوس اس کے لیے پاسپورٹ ویزا اور میک اپ کا سامان لے آیا تھا۔ وہ پاسپورٹ کی تصویر کے مطابق اپنا چہرہ تبدیل کررہی تھی۔ اس کے دیوانوں نے اسے ایک رات میں ڈھونڈ نکالنے کا عہد کیا تھا لیکن قیامت تک اسے پہچان نہیں سکتے تھے۔
وہ تمام رات اسے تلاش کرتے رہے۔ ان کے ساتھ درجنوں ماتحتوں کی گاڑیاں آگے پیچھے تھیں۔ مکان' دکان' ہوٹل' کلب' قمار خانے اور شراب خانے جہاں شبہ ہوتا تھا۔ وہاں پولیس والے ان کے حکم سے چھاپے مار رہے تھے۔ وہ دونوں شراب پی رہے تھے اور ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔
انہیں دوسری صبح ریس کے میدان میں جانا تھا۔ وہ تحاشا پینے کے باعث مدہوش ہو کر اپنی اپنی کار میں سو گئے تھے۔ اپنے ماتحتوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ سو جائیں۔ تب انہیں ریس کے میدان میں لے جائیں پھر ریس شروع ہونے پر انہیں جگادیں۔ انہوں نے حکم کے مطابق انہیں جگا دیا۔
احمد زبیری کی ہدایات کے مطابق بابا صاحب کے دو سراغ رساں گھوڑے دوڑانے والے ایک ایک جوکی کے دماغ میں پہنچ گئے تھے۔ سنجیدہ مسائل میں مصروف رہنے والے ان سراغ رسانوں کو ادارے سے اجازت دی گئی تھی کہ وہ ماریہ کے معاملے میں تفریح کے طور پر کچھ وقت گزار سکتے ہیں۔ وہ سب بابا صاحب کے ادارے میں تھے۔ کسی مشن پر جانے والے تھے۔ اس سے پہلے انہیں دلچسپ تفریح کا موقع مل گیا تھا۔ وہ بڑی حکمت عملی سے ایک جوکی کے اندر پہنچ گئے تھے۔
ریس شروع ہونے سے پہلے ماریہ نے کنور بلراج اور دھنپت رائے کو باری باری فون پر کہا "تم دونوں کتوں سے بدتر ہو۔ جوان اور حسین لڑکی کو حاصل کرنے کے لیے کمینگی کی انتہا کردیتے ہو۔ اگر میں موم کی مریم ہوتی تو تم دونوں میری عزت کی دھجیاں اڑا دیتے۔ اس کے برعکس میں تمہیں تمام رات کتوں کی طرح دوڑاتی رہی ہوں۔"
ایک نے غصے سے کہا "اچھا تو تم ہمیں اُلّو بنا رہی تھیں۔"
"میں تو پولیس والوں پر حیران ہوں کہ وہ کیسے اُلّو بن گئے۔ کیا اتنی سی بات عقل میں نہیں آئی کہ اغوا ہونے والی لڑکی کو تم سب سے باتیں کرنے کے لیے فون کی سہولت کبھی نہیں مل سکتی۔ میں فون کرنے کے لیے آزاد تھی اور پھر ہر معاملے میں آزاد تھی اور ہوں۔"
دوسرے نے کہا "ایک بار ہمیں مل جاؤ پھر ہم تمہیں طوائفوں کے بازار میں بٹھادیں گے۔"
"مجھے ڈھونڈ لو۔ میں اسی ریس کورس کے پویلین میں ہوں اور یہاں سے تم سب کی رقم ڈبو کر ڈربی کے پچاس لاکھ جیت کر جاؤں گی۔"
"جھوٹ مت بولو۔ تم ہمارے چنگل میں پھنسنے کے لیے یہاں کبھی نہیں آؤ گی۔"
"میں یہاں بھیس بدل کر ایک خوب رو جوان کے ساتھ ہوں اور یہ بتا دوں کہ آج کی ریس ایک ایمان دار رئیس جیتے گا۔ اس نے اس شہر میں کئی فلاحی ادارے قائم کیے ہیں۔ یتیم اور لاوارث عورتوں اور بچوں کے لیے آشرم تعمیر کیے ہیں۔ اس رئیس کا نام صولت مرزا ہے۔"
وہ صولت مرزا سے واقف تھے۔ کیونکہ وہ بھی ریس کھیلنے کا شوقین تھا۔ ریس جیتنے کے سلسلے میں جتنی ہیرا پھیری ہوتی ہے' وہ سب کی گئی تھی۔ بڑی بڑی رقمیں دے کر کئی جوکیز کو ہارنے پر راضی کیا گیا تھا تاکہ وہ ریس جیت سکیں۔ جب ریس شروع ہوئی تو کنور بلراج اور دھنپت رائے کو پورا یقین تھا کہ وہی میدان جیتنے والے ہیں۔
ان کے گھوڑے کبھی آگے جارہے تھے کبھی پیچھے ہورہے تھے۔ گھوڑے دوڑانے والے جوکیوں کے دماغوں کو ٹیلی پیتھی جاننے والے دوڑا رہے تھے۔ وہ تمام جوکی ان کے زیر اثر رہ کر کبھی اپنے گھوڑے تیزی سے دوڑاتے ہوئے آگے نکل رہے تھے۔ کبھی رفتہ رفتہ سست ہوجاتے تھے۔ صرف ایک جوکی ایسا تھا جو مسلسل ایک ہی رفتار سے اپنے گھوڑے کو دوڑا رہا تھا۔ آخری راؤنڈ میں وہی گھوڑا سب سے آگے نکل گیا۔

کنور بلراج اور دھنپت رائے جھنجلا گئے۔ وہ جگہ جگہ شانتی کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ ماریہ کی پیش گوئی کے مطابق تھوڑی دیر کے بعد اعلان کیا گیا کہ صولت مرزا نے ڈربی کی رقم جیت لی ہے۔
وہ حیران رہ گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوگیا؟ اس رات وہ شانتی کو گالیاں دیتے رہے اور خوب پیتے رہے۔ ماریہ نے فون کے ذریعے کہا "میں جانتی ہوں' تم دونوں بھونک رہے ہو۔ تمہارے منہ سے کتوں کی طرح رال ٹپکتی جارہی ہے۔ بھونکتے رہو۔ مجھے نہ کاٹ سکے۔ کسی کمزور کو کاٹتے رہو۔ میں تمہارے انڈیا سے بہت دور جارہی ہوں۔ بیڈ لک یو گائی۔"
ماریہ ایک فلائٹ میں اپنے محبوب احمد زبیری کی طرف پرواز کررہی تھی۔ اس فلائٹ میں شیوانی اپنے دو سراغ رسانوں کے ساتھ سفر کررہی تھی۔ اس نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ڈی جی سے رابطہ کرکے کہا تھا کہ وہ ہانگ کانگ جارہی ہے۔ وہاں اپنی ایک مضبوط ٹیم بنا کر چین کی طرف جائے گی۔ امریکی اکابرین سے کہا جائے کہ مضبوط ٹیم بنانے کے لیے کم از کم دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو شیوانی کی ماتحتی میں دیا جائے۔
اب جو کچھ ہونے والا تھا' وہ ہانگ کانگ پہنچ کر ہونے والا تھا۔

○☆○

دانش مندی کا تقاضہ ہے کہ دوست بنائے جائیں' کسی کو دشمن نہ بنایا جائے لیکن الپا نے انتہائی برے حالات میں بوبی اسمتھ جیسے وفادار کو بے وفائی پر مجبور کردیا تھا۔
الپا کے سر کے پچھلے حصے سے وہ طلسمی کیل نکل چکی تھی۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن اس کے دماغ میں آسانی سے آسکتے تھے۔ وہ اپنی کمزوریوں اور ناکامیوں کے باعث جھنجلا گئی تھی۔ یہ چاہتی تھی کہ جیکی ہنٹر اور بوبی اسمتھ کے سروں میں بھی وہ طلسمی کیلیں نہ رہیں۔ وہ اپنے ان دو معمولوں کے چور خیالات پڑھتی رہنا چاہتی تھی۔
بوبی نے اپنے سر سے وہ کیل نکالنے سے انکار کیا پھر اسے اسپتال میں چھوڑ کر چلا گیا۔ الپا کو یہ اطمینان تھا کہ پارس اس کا قیدی اور معمول بنا ہوا ہے۔ اس کے دماغ میں نہیں آئے گا اور ابھی دشمنوں کو خبر نہیں ہوگی کہ وہ اسپتال میں زخمی پڑی ہوئی ہے۔ وہ سب سے پہلے بوبی کو غداری کی سزا دینا چاہتی تھی۔
پارس بڑی خاموشی سے اس کے دماغ میں تھا اور اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اسے پہلے تو یہ اہم بات معلوم ہوئی

کہ الپا، جیکی ہنٹر اور بوبی اسمتھ کے سروں کے پچھلے حصوں میں کیلیں پیوست کی گئی ہیں۔ ان طلسمی کیلوں کے باعث تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں تک پہنچنے میں ناکام رہتے ہیں۔

پھر یہ معلوم ہوا کہ الپا کا خفیہ محل نما بنگلا کہاں ہے؟ اس بنگلے میں بہت سی اہم دستاویزات چھپا کر رکھی گئی ہیں۔ ان میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ بھی ہے۔ اسی بنگلے میں ایک تہ خانہ ہے۔ وہاں الپا ٹرانسفارمر مشین تیار کرانا چاہتی تھی۔

افسوس کہ بڑی طویل جدوجہد اور دن رات کی محنت کے باوجود وہ ٹرانسفارمر مشین ہمیشہ کی طرح ایک خواب بن کر رہنے والی تھی۔

پارس نے اہم معلومات حاصل کرتے ہی اپنے سراغ رسانوں میں سے دو سراغرساں کو الپا کے خفیہ بنگلے کا پتا بتایا۔ دو اور سراغ رسانوں کے ساتھ خود رابنسن اسٹریٹ کے ایک بنگلے میں گیا۔ اس بنگلے میں جیکی ہنٹر کو چھپا کر رکھا گیا تھا۔ دروازوں کو مقفل کیا گیا تھا۔ وہ دروازے کا لاک توڑ کر اندر پہنچا تو جیکی ایک کمرے میں شراب کا جام اٹھائے پی رہا تھا۔

اس نے پوچھا "کون ہو تم لوگ؟"

پارس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے دماغ میں پہنچ سکے گا یا نہیں؟

وہ نہ پہنچ سکا۔ اس نے کہا "ہم تمہاری مدد کرنے آئے ہیں۔ تم الپا کے غلام بنے ہوئے ہو۔ تمہارے سر میں ایک کیل گھسی ہوئی ہے تم اسے نکال نہیں پا رہے ہو۔ ہم اسے نکالیں گے۔"

اس نے کہا "نہیں۔ یہ میری محافظ کیل ہے۔ کوئی میرے اندر نہیں آسکتا۔ کوئی میرے خیالات پڑھ نہیں سکتا۔ میں یہ کیل نکالنے نہیں دوں گا۔"

دونوں سراغ رساں اس کے پاس پہنچ گئے۔ ایک نے دونوں بازوؤں میں اسے جکڑ لیا۔ دوسرے نے اس کے سر کے پچھلے حصے سے وہ کیل نکال دی۔ پارس نے خیال خوانی کی۔ اس بار وہ اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ غصے سے سوچ رہا تھا کہ اس کے پاس ایک ریوالور ہے۔ وہ ان تینوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔

پارس نے کہا "تمہارا ریوالور دوسرے کمرے میں ہے۔ وہاں کیسے جاسکو گے؟ تمہارے دماغ پر ہماری حکمرانی ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "تم۔ تم سب پچھتاؤ گے۔ میڈم الپا کو معلوم ہوگا تو وہ تم سب کو مار ڈالے گی پھر میرے سر کے پیچھے ایسی دوسری کیل ٹھونک دے گی۔"

"وہ کیل ٹھونکنے والا جادوگر مرچکا ہے اور تمہاری ... اسپتال میں ہے۔ ہم تمہیں اس کی غلامی سے نجات دلا ... ہیں۔ کیا تم خوش نہیں ہو؟ کیا تم آزاد رہ کر اپنی بیٹی ... نہیں چاہتے؟"

اس نے چونک کر پارس کو دیکھا پھر خوش ہو کر ... "میری بیٹی؟ میری ڈائنا کہاں ہے؟ کیا تم اسے جانتے ہو؟"

"وہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں پچھلے ایک ہفتے ... امید پر ہے کہ کسی نہ کسی دن تم اس سے ضرور ملو گے۔"

"آہ! میں بیٹی کو بھول گیا تھا۔ اپنی بیوی اور بچوں ... بھول گیا تھا۔ الپا نے مجھ پر بہت ظلم کیا ہے۔ پلیز مجھے ... بیٹی کے پاس جانے دو۔"

پارس نے کہا "ضرور جاؤ مگر الپا نے تمہارا چہرہ بدلا ... ہے پہلے اس چہرے کو مٹاؤ پھر اپنے اصلی چہرے کے ساتھ ... گے تو بیٹی پہچانے گی۔"

جیکی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے چہرے کو چھو کر ... میں دیکھا پھر کہا "او گاڈ! آئینے میں کوئی اجنبی نظر آرہا ... میں خود کو پہچان نہیں پا رہا ہوں۔ مجھ پر ماسک میک اپ ... ہے میں اسے نکال دوں گا۔"

وہ اپنی گردن کے پیچھے دونوں ہاتھ لے جا کر ماسک ... اتارنے لگا۔ ایسے وقت بوبی نے آکر باہر کے دروازے ... دیکھا۔ اس کے لاک کو فائرنگ کے ذریعے توڑا گیا تھا۔ ... فائرنگ کا نشان دیکھتے ہی بوبی سمجھ گیا، کوئی گڑبڑ ہے۔ دشمن ... کو جیکی کا سراغ مل گیا ہے۔ وہ لاک توڑ کر جیکی کو وہاں ... لے گئے ہیں۔

وہ دبے پاؤں چلتا ہوا اندر آیا۔ ڈرائنگ روم ... گزرتے وقت اس نے ٹی وی کو دیکھا۔ وہ آن تھا۔ یہ بات ... ذہن میں آئی کہ جیکی موجود ہے۔ شاید بیڈ روم سے شراب ... بوتل لانے گیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ لاک توڑنے وا... بھی موجود ہوں۔

اس نے کچھ سوچا پھر ٹی وی کے پاس آکر اس کے ... والیوم پر آواز بڑھا دی۔ اسکرین پر دو دشمنوں کے در... فائرنگ ہو رہی تھی۔ وہ فائرنگ کی آواز اچانک تیز ... ٹھائیں ٹھائیں گولیاں چلنے لگیں تو پارس وغیرہ ایک دم ... اچھل پڑے۔ انہوں نے اِدھر اُدھر چھلانگیں ماریں ... بچاؤ کے لیے الماریوں اور دروازوں کے پیچھے چھپ ...

بوبی نے ایک نفسیاتی حملہ کیا تھا۔ پارس بھی ... تھا پھر دیوار کے پیچھے پہنچتے ہی عقل آگئی۔ ٹی وی کی ... میں آگئی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے دونوں ...

رسانوں سے کہا "جیکی کو پچھلے دروازے سے نکال کر اس کی بیٹی کے پاس لے جاؤ۔"

وہ دونوں جیکی ہنٹر کو پکڑ کر اس کمرے کے دوسرے دروازے سے چلے گئے۔ اب پارس نے ایک نفسیاتی حملہ کیا۔ ایک گلدان اٹھا کر دوسرے دروازے کی طرف پھینکا۔

وہ گلدان دروازے سے ٹکرایا۔ اس کی آواز سن کر بوبی کی سمجھ میں آیا کہ وہ پچھلے دروازے سے بھاگ رہے ہیں۔

وہ ٹی وی کی آواز بڑھانے کے بعد ایک جگہ چھپ گیا تھا۔ دشمنوں کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ دروازے سے گلدان کے ٹکرانے کی آواز سن کر چھپنے والی جگہ سے نکل آیا۔ وہ جیکی ہنٹر کو اپنے قابو میں رکھنا چاہتا تھا۔ الپا سے بدظن ہو کر اسے اسپتال میں چھوڑتے ہی یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ خود ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کرائے گا۔

وہ ایک چیونٹی ہو کر پہاڑ بننے کا عزم کر چکا تھا۔ اسی لیے الپا کو چھوڑتے ہی سب سے پہلے جیکی کو ساتھ لے جانے کے لیے اس بنگلے میں آیا تھا۔

وہ دبے قدموں ڈرائنگ روم سے گزرتا ہوا ایک کوریڈور میں آیا پھر جیکی کے بیڈ روم کے پاس آیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے اندر آنے سے پہلے جھانک کر دیکھا۔ کمرا خالی نظر آیا۔ دوسری طرف کے دروازے کے پاس فرش پر ایک گلدان پڑا ہوا تھا۔ صاف سمجھ میں آرہا تھا کہ جیکی دشمنوں کے ساتھ اس دوسرے دروازے سے گیا ہے۔

بوبی پوچھ اور سوچنے سمجھنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے فوراً ہی اس کمرے سے گزرنے کے لیے چوکھٹ کے اندر ایک قدم رکھا۔ اسی لمحے میں پارس نے دروازے کو ایک لات ماری دروازہ بوبی کے منہ پر آکر لگا۔ اس کے حلق سے آواز نکلی۔ ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گرا۔ پارس نے اسے اٹھالیا۔ بوبی کو زیادہ چوٹ نہیں لگی تھی۔ وہ اچانک حملے سے بوکھلا گیا تھا۔ اسے سنبھلنے میں دیر نہیں لگی مگر ریوالور اٹھانے میں دیر ہو گئی۔

وہ اپنے ہی ریوالور کی زد میں تھا۔ اس نے پریشان ہو کر پوچھا "تم؟ کون ہو؟"

"تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا میں پارس نہیں ہوں؟"

"نہیں۔ وہ میڈم الپا کی قید میں ہے۔ میڈم کا معمول اور محکوم بنا ہوا ہے۔"

"تم بھی الپا کی قید میں تھے پھر اس کی غلامی سے کیسے آزاد ہو گئے ہو؟"

وہ بے یقینی سے پارس کو دیکھنے لگا۔ اس نے ریوالور کے چیمبر سے تمام گولیاں نکال کر جیب میں رکھیں۔ ریوالور کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا "تمام دوست اور دشمن یہ جانتے ہیں کہ فرہاد علی تیمور کے خاندان کا کوئی فرد اپنے پاس کوئی ہتھیار نہیں رکھتا۔ ضرورت پڑے تو دشمنوں کا ہتھیار خود ان ہی پر استعمال کرتا ہے۔ ابھی مجھے ضرورت نہیں ہے اس لیے وہ ریوالور بھی پھینک دیا ہے۔"

"ہاں مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم فرہاد کے بیٹے ہو مگر بہت بڑی حماقت کر چکے ہو۔"

یہ کہتے ہی اس نے پارس پر چھلانگ لگائی۔ پارس نے جھک کر اسے اپنے سر پر سے اچھال کر دوسری طرف پھینک دیا۔ وہ فرش پر گرتے ہی پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا اس نے گھوم کر پارس کو کک ماری۔ کک خالی گئی۔ اس نے دوسری کک ماری۔ دوسری بھی خالی گئی۔ تیسری بار پارس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ٹانگ پکڑ لی پھر اسے کھینچ کر ایک دائرے کی صورت میں گھماتے ہوئے ایک دیوار پر دے مارا۔ وہ چیختا ہوا فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

پارس نے اس کے پاس آکر اس کی گردن کو اپنے ایک گھٹنے سے دبایا۔ ایک ہاتھ سے اس کے سر کو دبوچا پھر سر کے پچھلے حصے سے کیل نکال کر کھڑا ہو گیا۔

وہ تھوڑی دیر تک ہانپتا رہا۔ کانپتا رہا۔ پارس کو بے بسی سے دیکھتا رہا پھر آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پارس ایک طرف پڑے ہوئے ریوالور کو اٹھا کر جیب سے گولیاں نکال کر اسے لوڈ کرنے لگا۔ وہ سہم کر بولا "مجھے گولی مارو گے؟"

پارس نے پوچھا "زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ میں نہیں ماروں گا تو الپا مار ڈالے گی۔ آرمی کا ایک اعلیٰ افسر الپا کے حکم سے تمہیں معطل کر چکا ہے۔ اب تم آرمی انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر نہیں رہے ہو۔ تم یہاں سے جاؤ گے تو گرفتار کر لیے جاؤ گے۔"

"میں گرفتار ہونے سے پہلے ہی کہیں روپوش ہو جاؤں گا۔ پلیز مجھے جانے دو۔"

پارس نے وہ ریوالور اس کی طرف اچھال کر کہا "ٹھیک ہے۔ تم جاسکتے ہو۔"

بوبی نے ریوالور کو کیچ کر کے اسے حیرانی سے دیکھا۔ اس کے چیمبر کو چیک کیا۔ وہ پوری طرح لوڈ کیا ہوا تھا۔ اسے پورا یقین ہو گیا کہ بھرا ہوا ریوالور اس کے ہاتھوں میں آگیا ہے۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا پھر پارس کو نشانے پر لے کر بولا "تمہاری یہ حماقت سمجھ میں نہیں آئی۔ میں تمہیں گولی مار کر

سمجھوں گا۔"
پارس پلٹ کر جانے لگا۔ اس نے للکارتے ہوئے کہا "اے! مرد کا بچہ ہے تو یہاں کھڑا رہ۔ مجھے گولی مارنے دے۔ یہاں سے بھاگتا کیوں ہے؟"
پارس جا چکا تھا۔ وہ دروازے پر آ کر بولا "اے! کہاں چلا گیا؟"
اسے اپنے اندر پارس کی آواز سنائی دی "گدھے کے بچے! یہ کیوں بھول گیا کہ تیرے سر سے طلسمی کیل نکل چکی ہے۔ ہمارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا تیرے اندر موجود ہے۔ وہ تجھے جہاں لے جائے گا' تو جائے گا۔ میں الپا کے پاس جا رہا ہوں۔"
الپا بستر پر پڑی تھی۔ مجبور تھی۔ خود کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے آرمی کے اعلیٰ افسر کو حکم دیا تھا کہ اس کے خفیہ بنگلے میں اور رابنسن اسٹریٹ کے بنگلے میں کسی کو داخل نہ ہونے دیا جائے اور بوبی کو گرفتار کر لیا جائے۔ فرماں بردار بوبی اس کے لیے خطرناک بن چکا تھا۔
آرمی کا اعلیٰ افسر الپا کو یقین دلا رہا تھا کہ اس کے احکامات کی تعمیل کی جا رہی ہے لیکن وہ اعلیٰ افسر اپنے طور پر کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔ پارس نے اپنے ایک سراغ رساں کو اس کے دماغ میں پہنچا دیا تھا۔ اس سراغ رساں نے پوری طرح اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ الپا کی سیکیورٹی کے لیے اسپتال میں مسلح پولیس والوں کا پہرہ تھا۔ اعلیٰ افسر نے ان پہرے داروں کو وہاں سے ہٹا دیا تھا۔ اس سے زیادہ اس نے اور کچھ نہیں کیا تھا پھر پارس اس کے دماغ میں آ گیا۔ وہاں جو سراغ رساں تھا' وہ بوبی کے دماغ میں چلا گیا۔
الپا اس خوش فہمی میں تھی کہ پارس اس کے قید خانے میں ہے۔ پارس نے اعلیٰ افسر کی زبان سے کہا کہ پارس اس کے قید خانے میں ہے۔ پارس نے اعلیٰ افسر کی زبان سے کہا کہ اس کے خفیہ بنگلے سے اہم دستاویزات کے علاوہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ بھی حاصل کیا جا چکا ہے اور جیکی ہنٹر کو اس کی بیٹی ڈائنا کے ساتھ امریکا روانہ کیا جا رہا ہے۔ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ بابا صاحب کے ادارے میں پہنچایا جائے گا۔
الپا نے حیرانی سے پوچھا "وہ ادارے والے کہاں سے آ گئے؟"
اعلیٰ افسر کی زبان نے کہا "جہاں سے پارس آیا ہے۔"
"کیا؟" وہ حیرانی سے اٹھنے لگی۔ کمزوری کے باعث تھرتھرانے لگی "تم پارس کا نام کیوں لے رہے ہو؟"
اعلیٰ افسر نے کہا "میں کیا نام لوں گا؟ اس نے میرا نام و نشان بھلایا ہوا ہے۔ میرے دماغ کے شاہانہ تخت پر بیٹھا کر رہا ہے۔ تم نے اسے نچایا تھا۔ اب وہ تمہارا مجرا سنے گا۔"
الپا خوف زدہ ہو کر شدید حیرانی سے دیدے پھاڑ پھاڑ کر اس اعلیٰ افسر کو دیکھنے لگی پھر اس نے بے یقینی سے پوچھا "تم پارس! تم تو میرے معمول بن چکے تھے؟"
"میں چاہوں تو تمہیں اپنی معمولہ بنا سکتا ہوں مگر اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ضروری یہ ہے کہ میں تمہیں کبھی دماغی توانائی حاصل نہ کرنے دوں۔ اب تم خیال خوانی کرنا بھول جاؤ۔ میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اٹھو اور ناچو۔ ناچو چھمیا ناچو۔"
وہ کمزوری کے باوجود بستر سے اٹھ گئی مگر ناچنا نہیں چاہتی تھی۔ پارس نے اس کے اندر آ کر کہا "میں تمہارے اندر توانائی پیدا کر رہا ہوں۔ تمہیں ناچنا ہی ہوگا۔ ناچو۔"
وہ آہستہ آہستہ پاؤں اٹھا اٹھا کر ناچنے لگی اور گانے کے انداز میں کہنے لگی "ONCE I ORDERED YOU TO DANCE FOR ME NOW I FREE MY SELF TO DANCE FOR YOU"
(ایک بار میں نے تمہیں ناچنے پر مجبور کیا تھا۔ اب میں خود مجبور ہو کر ناچ رہی ہوں)
اعلیٰ افسر نے حیرانی سے کہا "میڈم! آپ ڈانس کیوں کر رہی ہیں۔ آپ بہت کمزور ہیں۔ گر پڑیں گی۔ ڈاکٹر! ڈاکٹر!"
وہ ڈاکٹر کو پکارتا ہوا باہر جانے لگا۔ ڈاکٹر اسی طرف آ رہا تھا۔ اس نے کمرے میں آ کر الپا کو ناچتے ہوئے دیکھ کر پوچھا "یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔ زخموں کے ٹانکے ٹوٹ جائیں گے۔"
وہ کمزوری کے باعث آہستہ آہستہ ناچتی ہوئی بولی "ناچنے والیوں کے گھنگھرو ٹوٹ جاتے ہیں۔ میرے ٹانکے ٹوٹیں گے تو ٹوٹنے دو۔ مجھے ناچنے دو۔"
اس وقت ایک فائر کی آواز سنائی دی۔ بابا صاحب کے ادارے کا سراغ رساں پارس کی ہدایت کے مطابق بوبی اسمتھ کو دوڑاتا ہوا اسپتال میں لے آیا تھا۔ اس نے اسپتال میں داخل ہوتے ہی ایک فائر کیا وہاں بھگدڑ ہونے لگی۔ وہ ریوالور لیے للکارتا ہوا الپا کے کمرے میں آ گیا۔ وہ ناچ رہی تھی۔ بوبی جیسے دشمن کو ریوالور کے ساتھ دیکھتے ہی چیخ مار کر اعلیٰ افسر سے لپٹ کر بولی "پارس! یہ مجھے مار ڈالے گا۔ فار گاڈ سیک مجھے بچاؤ۔"
پارس نے کہا "تم اس اعلیٰ افسر سے کیوں لپٹ رہی ہو؟ میں تو تمہارے اندر ہوں۔ اعلیٰ افسر دماغی طور پر آزاد ہے۔ یہ دیکھو ریوالور نکال رہا ہے۔"
اعلیٰ افسر الپا کی سیکیورٹی کے لیے آیا تھا۔ اس نے ریوالور نکال کر فوراً ہی بوبی کو گولی مار دی۔ ادھر وہ گولی کھا کر گرا ادھر الپا شدید کمزوری کے باعث چکرا کر فرش پر گری پھر بے ہوش ہو گئی۔

○☆○

نارنگ اور بھیما کے درمیان ایک عرصے سے ٹھنی ہوئی تھی۔ وہ ایک دوسرے کو کہیں سکون سے رہنے کا موقع نہیں دے رہے تھے۔ انہوں نے یہ ٹھان لی تھی کہ دو میں سے کسی ایک کو زندہ رہنا ہے اور دوسرے کو اپنی آتما شکتی سمیت مر جانا ہے۔ اسی ضد اور دشمنی میں دونوں کی آتما شکتی کمزور ہوتی جا رہی تھی۔
وہ دونوں جمنا کے جسم میں سما کر بڑے ہی خطرناک کالے علوم حاصل کرنا چاہتے تھے مگر جمنا کے ایک جسم میں دونوں کی آتمائیں سما نہیں سکتی تھیں۔ وہ آگ اور پانی کی طرح ایک جگہ نہیں رہ سکتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے جمنا کو مار ڈالا۔ دونوں میں سے کسی کو اس کا جسم نہ مل سکا۔
بھیما کی آتما جسونت پال کے جسم سے نکل کر کہاں گئی ہے اور اب کس کا جسم حاصل کرنے والی ہے؟ یہ نارنگ نہیں جان سکتا تھا۔
اور بھیما بھی نہیں جانتا کہ نارنگ کہاں ہے؟ اور کس کے جسم میں سمایا ہوا ہے؟ ویسے وہ دونوں ایک دوسرے کی آتما شکتی کو کمزور بناتے رہنے کے لیے پھر ایک دوسرے کو تلاش کرنے والے تھے۔ وہ دونوں آپس میں دشمنی کرتے ہوئے کسی نہ کسی حوالے سے میری داستان میں گھسے چلے آتے تھے۔ پارس' پورس اور الپا وغیرہ کے راستوں میں آ کر اس داستان کا حصہ بن جاتے تھے۔
ان دنوں نارنگ ایک مصیبت میں مبتلا تھا۔ کچھ دنوں پہلے ایک کار کے حادثے میں وہ جسمانی طور پر مر گیا تھا۔ اس نے ایک صحت مند جوان کا جسم حاصل کیا تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ اس جوان کے دونوں گردے ناکارہ ہو رہے ہیں۔ وہ غلطی میں اس کے اندر سمانے کے بعد پچھتا رہا تھا۔
اس نے فیصلہ کیا' آئندہ خوب سوچ سمجھ کر کسی اچھے جسم میں جگہ بنائے گا۔ ایسے وقت اسے جمنا کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ سدا جوان بن کر رہنے کا علم حاصل کر چکی ہے۔ وہ بیر منی کے دماغ میں رہ کر جمنا کی مصروفیات معلوم کرتا رہتا تھا۔ کسی موقع پر اسے ہلاک کر کے اس کے جسم میں سما کر اس کے تمام کالے علوم حاصل کرنا چاہتا تھا۔
ایسے وقت پتا چلا کہ بھیما ایک جوان لڑکی کلپنا کے اندر سمایا ہوا ہے پھر اس نے کلپنا کو چھوڑ کر جسونت کے جسم میں جگہ بنائی ہے۔ نارنگ نے فیصلہ کیا کہ پہلے بھیما کو وہاں سے بھگائے گا لیکن بھیما نے وہاں سے بھاگنے سے پہلے جمنا کے جسم کو گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔
ان حالات میں نارنگ کو انتظار کرنا پڑا کہ کسی صحت مند جوان کی موت ہو تو وہ اس میں جا کر سما جائے۔ روزانہ کتنے ہی جوان مرتے رہتے ہیں۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے مختلف شہروں اور علاقوں میں جا کر مرنے والوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا تھا۔
ایک دن وہ یونہی ٹی وی پروگرام دیکھ رہا تھا۔ ایک چینل سے خبریں سنائی جا رہی تھیں۔ نیوز ریڈر کہہ رہا تھا "مشہور و معروف سائنس دان جیمس ہارورڈ کا اچانک انتقال ہو گیا ہے۔ جیمس ہارورڈ نے ایک ایسا آلہ سماعت تیار کیا تھا' جس کے ذریعے کسی بھی مطلوبہ شخص کی آواز دنیا کے آخری حصے سے بھی سنی جا سکتی تھی۔ جیمس نے اس آلے کو اپنے ایک کان سے اس طرح چسپاں کر دیا تھا کہ اب اس کی موت کے بعد اسے آپریشن کے ذریعے ہی کان سے الگ کیا جا سکتا ہے۔ جیمس ہارورڈ کے ورثا سے اجازت لی جا رہی ہے کہ تدفین سے پہلے لاش کے کان کا آپریشن کر کے اسے اس کے کان سے الگ کیا جائے۔"
نارنگ خیال خوانی کے ذریعے نیوز ریڈر کے دماغ میں پہنچ کر جیمس ہارورڈ کے ورثا کے کئی فون نمبر معلوم کیے پھر ایک نمبر پر جس سے رابطہ ہوا' اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ جیمس ہارورڈ کی دماغی اور جسمانی صحت مندی کے بارے میں معلوم کرنے لگا۔ پتا چلا' وہ چھتیس برس کا تھا۔ قد آور صحت مند تھا۔ اسے کوئی تشویش ناک بیماری نہیں تھی۔ وہ اندھیرے میں ڈرتا تھا۔ پتا نہیں رات کی تاریکی میں اس نے کیا دیکھا تھا کہ خوف سے دم نکل گیا تھا۔
نارنگ نے فیصلہ کر لیا کہ جیمس ہارورڈ ہر لحاظ سے مکمل ہے وہ اس کے جسم میں جائے گا پھر اس کے اندر رہ کر اس کے دماغ سے ڈر نکال دے گا۔
جیمس ہارورڈ کا مردہ جسم اس کے ایک بنگلے میں رکھا ہوا تھا۔ اس کے کئی رشتے دار' چند سائنس داں اور فوجی افسران وہاں موجود تھے اس کے رشتے داروں کو سمجھا رہے تھے کہ جیمس ہارورڈ نے ایک غیر معمولی آلہ سماعت تیار کیا تھا۔ اس آلے کو اس کے کان سے الگ کر کے اس کی

اسٹڈی کی جائے گی تاکہ ویسے ہی دوسرے آلات تیار کیے جاسکیں۔

اس کے ماں باپ اور اس کی ہونے والی بیوی سب ہی اعتراض کررہے تھے۔ مرنے والے کا آپریشن کرنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے لیکن سرکاری طور پر حکم دیا گیا کہ اس غیر معمولی آلہ سماعت کو مردے کے ساتھ مٹی میں نہ ملایا جائے۔ فوجی افسران اسے آپریشن تھیٹر پہنچانے کے لیے ایک اسٹریچر پر ڈال کر لے جارہے تھے۔ اسی وقت جیمس ہارورڈ نے آنکھیں کھول دیں۔ چیخ کر بولا "ہالٹ! مجھے نیچے رکھو۔"

اسٹریچر اٹھانے والے ایک دم سے خوف زدہ ہوگئے۔ مردے کو زندہ ہوتے دیکھ کر ان کے ہاتھوں سے اسٹریچر چھوٹ گیا۔ مردہ نیچے گرتے ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سب ہی لوگ حیرانی سے اور بے یقینی سے اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا پھر فوجی افسر سے بولا "مجھے باپ کا مال سمجھ کر میرا کان کاٹنے لے جارہے تھے۔ کیا میری سائنسی خدمات کا یہی صلہ ہے؟ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہے ہو؟ کیا اب بھی میرا کان کاٹو گے؟ باہر جاؤ اور پریس والوں کو اندر بھیج دو۔"

پریس رپورٹرز اور فوٹو گرافرز آگئے۔ کئی فلیش لائٹ کی روشنیاں جلنے بجھنے لگیں۔ اس کی تصویریں اتاری جارہی تھیں۔ سوالات کیے جارہے تھے۔ وہ جواباً کہہ رہا تھا "پہلے ان ڈاکٹروں کا محاسبہ کرو، جنہوں نے میری موت کی تصدیق کی تھی۔ دراصل یہ سازش تھی۔ مجھے مُردہ ظاہر کرکے میرے کان سے آلہ سماعت نکالنے کی پلاننگ کی گئی تھی۔ مجھے موت نہیں آئی تھی۔ میں کوما میں تھا۔"

اس کے ماں باپ اور رشتے دار خوش ہورہے تھے۔ اس کی منگیتر مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ بے چاری نہیں جان سکتی تھی کہ اپنے مرد کے دھوکے میں دوسرے مرد کو دیکھ رہی ہے اور وہی اس کا مقدر بننے والا ہے۔

نارنگ نے پریس والوں سے کہا "میں ابھی کوما سے نکلا ہوں۔ کمزوری محسوس کررہا ہوں۔ پلیز مجھے آرام کرنے کا موقع دیں۔ مہربانی ہوگی۔"

وہ ان سے نجات حاصل کرکے اپنے رشتے داروں سے بولا "میں اپنے بیڈ روم میں جارہا ہوں۔ اب آپ سے صبح ملاقات ہوگی۔"

وہ ایک بیڈ روم میں آکر بستر پر لیٹ گیا۔ جیمس ہارورڈ کو اپنے طور پر سوچنے دیا۔ وہ سوچنے لگا "یہ مجھے کیا ہوگیا تھا؟ تھوڑی دیر تک اپنے آپ سے یوں غافل ہوگیا تھا جیسے مر چکا ہوں۔ او گاڈ! میرے ساتھی سائنس داں اور فوجی افسران مجھے مُردہ سمجھ کر آلہ سماعت حاصل کرنے کے لیے میرا کان کاٹنا چاہتے تھے۔ مجھے ان کی باتیں سننا چاہیے۔"

وہ ایک سائنس داں کا تصور کرکے اس کی طرف دھیان دینے لگا۔ ایسے وقت اس کے کان میں اس سائنس داں کی گفتگو ایسے سنائی دینے لگی جیسے کان سے فون کا ریسیور لگا ہوا اور وہ فون پر اس کی باتیں سن رہا ہو۔ وہ سائنس داں اپنے دو ساتھیوں سے کہہ رہا تھا "دو ڈاکٹروں نے اس کی موت کی تصدیق کی تھی۔ میں نے بھی اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تھا۔ دل کی دھڑکنیں بند ہوگئی تھیں۔ تعجب ہے، جو ایک گھنٹے تک مردہ پڑا رہا، وہ زندہ کیسے ہوگیا؟"

دوسرے نے کہا "اس کا بیان ہے کہ وہ کوما میں تھا جبکہ کوما جیسی علامتیں نہیں تھی۔ وہ بے شک وشبہ مرچکا تھا۔"

"شٹ۔ ہم سوچ رہے تھے، اس کے کان سے آلہ سماعت نکال لیں گے پھر ویسے ہی دوسرے آلات تیار کرلیں گے۔ کم بخت اس آلے کی تکنیک اور پروسس نہیں بتا رہا ہے۔ بہانے کرتا ہے کہ ابھی اس آلے کو آزما رہا ہے۔ آزمائش پوری ہوگی۔ کامیابی ہوگی تو ہمیں فارمولا بتائے گا۔"

"ہم اس کے خلاف بول رہے ہیں۔ ایسا تو نہیں ہے کہ وہ ہماری باتیں سن رہا ہو؟"

"وہ ابھی اپنے ماں باپ اور رشتے داروں کی بھیڑ میں ہوگا۔ اسے ہماری باتیں سننے کی فرصت نہیں ملے گی۔"

جیمس ہارورڈ نے ان کی طرف سے دھیان ہٹا دیا پھر ان کی آوازیں یوں بند ہوگئیں جیسے اس نے فون کا ریسیور کریڈل پر رکھ دیا ہو۔ اس کی منگیتر دروازہ کھول کر اندر آئی۔ مسکرا کر بولی "تم نے سب ہی کو بیڈ روم میں آنے سے منع کیا ہے میں دیکھنے آئی ہوں کہ میری کیا حیثیت ہے۔ کیا میں واپس جاؤں؟"

وہ قریب آنے لگی۔ وہ دونوں بازو پھیلا کر بولا "آؤ، سینے سے لگ کر دیکھو، میرا دل دھڑک رہا ہے یا نہیں؟ زندہ ہوں یا نہیں؟"

وہ ہنستی ہوئی اور قریب آگئی پھر بولی "میں نے یہ بات تم سے منوائی تھی کہ شادی سے پہلے ہم دور دور رہیں گے اس طرح محبت بڑھتی رہے گی۔"

نارنگ اس کے اندر پہنچ کر چور خیالات پڑھنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی "میں اس سے دور رہنا چاہتی ہوں۔ یہ چھونے، پکڑنے اور جکڑنے کے چکر میں رہتا ہے۔ یہ تو... میرے والدین اس کی شہرت اور دولت کو دیکھ کر میری شادی اس سے کررہے ہیں۔ مجھے تو وکی اچھا لگتا ہے۔ کتنی بار سے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرتی رہی ہوں مگر وہ کسی اور کا دیوانہ ہے۔ میں جیمس سے دامن بچاتی ہوں۔ وکی مجھ سے کتراتا ہے۔"

وہ چپ چاپ کھڑی سوچ رہی تھی اور جیمس ہارورڈ حیرانی سے سوچ رہا تھا "کیسی عجیب سی بات ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے۔ جیسے میں سوزی کے دماغ میں پہنچ گیا ہوں اور وہ سوچ رہی ہے، اسے میں سن رہا ہوں۔ اس طرح کسی کے دماغ میں پہنچنے کو اور خیالات پڑھنے کو ٹیلی پیتھی کہتے ہیں۔ کیا میں سچ مچ ابھی سوزی کے خیالات پڑھ رہا تھا؟ کیا مجھے آپ ہی آپ یہ علم آگیا ہے؟"

سوزی نے پوچھا "چپ کیوں ہو؟ کیا مجھے چھونا ضروری ہے صرف باتیں کرو۔"

جیمس نے پوچھا "کیا۔ وکی چھونا چاہے تو تم تن من سے راضی ہو جاؤ گی؟"

سوزی نے چونک کر گھبرا کر اسے دیکھا پھر پوچھا "کون وکی؟"

"وہی جس کے بارے میں ابھی سوچ رہی تھیں۔ آج پتا چلا کہ وہ تمہارا یار ہے۔ مجھ سے تو صرف شہرت اور دولت کی وجہ سے شادی کرو گی۔"

اس کے چہرے کا رنگ اڑنے لگا۔ نارنگ اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ سوچ رہی تھی "اسے میرے اندر کی بات کیسے معلوم ہوگئی؟ یہ ہزاروں میل دور کی آوازیں اور باتیں سن لیتا ہے لیکن دماغ کے اندر کی باتیں صرف ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی سن سکتے ہیں اور اس نے کبھی ٹیلی پیتھی سیکھی نہیں ہے۔"

جیمس نے کہا "ہاں میں نے کبھی ٹیلی پیتھی سیکھی نہیں ہے لیکن قدرتی طور پر یہ علم حاصل ہورہا ہے۔ تم پریشان ہو کہ تمہارے اندر کی باتیں مجھے کیسے معلوم ہورہی ہیں۔"

سوزی کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ وہ پیچھے ہٹتی ہوئی بولی "تم۔ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔"

"مجھے بھی یقین نہیں آرہا ہے پھر بھی میں تمہارے اندر پہنچ کر تمہاری دوغلی محبت کو سمجھ چکا ہوں۔ تم مجھے دھوکا دیتی رہی ہو۔ تمہیں اس کی سزا ملے گی۔"

وہ دروازے کی طرف جاتی ہوں بولی "نہیں۔ میں تم سے شادی نہیں کروں گی۔ تم بہت خطرناک ہو۔ اندر کی بات جان لیتے ہو۔ تمہارے ساتھ گزارہ نہیں ہوگا۔"

"جاؤ مگر آدھی رات کے بعد آنا ہوگا۔ تمہاری سزا یہی ہے کہ تم اپنے حسن کی سوغات وکی کو دینے سے پہلے مجھے دوگی اس کے بعد میں تم پر تھوک دوں گا۔ ناؤ گیٹ آؤٹ۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔ جیمس بستر سے اٹھ کر آئینے کے سامنے آیا پھر اپنے آپ کو دیکھتے ہوئے بولا "میرا چہرہ اور میری شخصیت پرکشش نہیں ہے۔ اسی لیے سوزی کسی وکی پر مرمٹی ہے۔"

وہ اپنے اس کان کو آئینے میں دیکھنے لگا، جس میں آلہ سماعت لگا ہوا تھا۔ نارنگ نے کہا "ہیلو جیمس ہارورڈ! تم پرکشش ہو۔"

وہ چونک کر آئینے میں اپنے عکس کو دیکھنے لگا۔ نارنگ نے اس کی زبان سے کہا "غور سے دیکھو۔ آئینے میں تمہارا ہمزاد بول رہا ہے۔"

"ہمزاد؟ ہمزاد ایک خیالی ہستی ہے۔ یا ہر انسان کا دوسرا روپ ہے۔ آج تک حقیقتاً کسی ہم زاد نے مجھے مخاطب نہیں کیا تھا۔"

"اب مخاطب کررہا ہوں۔ آج سے ہمیشہ تمہارے اندر رہا کروں گا۔ تم میرے ذریعے کسی کے بھی دماغ میں پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھ سکو گے۔"

"ہاں۔ یہ عجیب وغریب علم مجھے حاصل ہورہا ہے۔ میں بہت خوش نصیب ہوں۔"

"میں تمہیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے فائدہ پہنچاؤں گا۔ تم اپنے آلہ سماعت کے ذریعے میرے کام آتے رہو گے۔ مجھے ایک دشمن کی تلاش ہے۔ میں تمہارا دھیان اس دشمن کی طرف لگا رہا ہوں اس کی آواز اور لہجہ سنا رہا ہوں۔ تم اس کی آواز کو کیچ کرو۔"

نارنگ بھیما کا دھیان کرنے لگا۔ دوسرے لفظوں میں جیمس ہارورڈ پورے استغراق سے بھیما سے رابطہ کرنے لگا لیکن دنیا کے کسی حصے میں بھیما کی آواز سنائی نہیں دی۔ نارنگ سمجھ گیا کہ وہ جس کے جسم میں پہنچا ہوا ہے۔ اسی کا لب ولہجہ اختیار کرچکا ہے۔ اپنی آواز میں نہیں بول رہا ہے۔ اس لیے ابھی اس کا سراغ نہیں ملے گا۔

جیمس ہارورڈ نے کہا "بھیما کسی وجہ سے مسلسل خاموش ہے یا گہری نیند سو رہا ہے۔ جب وہ بولے گا تو میرے کان اس کی گفتگو سننے لگیں گے۔"

نارنگ نے کہا "یہی بات ہوگی۔ تم کل صبح اس کی آواز کیچ کرو۔"

دروازے پر دستک ہوئی۔ ماں اسے رات کے کھانے کے لیے بلا رہی تھی۔ وہ بیڈ روم سے باہر آکر ماں کی پیشانی کو چوم کر اس کے ساتھ جانے لگا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ جمنا اور بھیما نے ایک دوسرے کو ہلاک کیا تھا۔ جسونت کا جسم بے جان ہوتے ہی بھیما کی آتما نکل کر بھٹکنے لگی تھی۔ آتما روشنی اور آواز کی رفتار سے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کرتی ہے۔ بھیما بھی اسی رفتار سے سفر کرتا ہوا کسی مردہ جسم کو تلاش کر رہا تھا۔ یوں تو دنیا کے ہر حصے میں انسان پیدا بھی ہو رہا تھا اور مرتا بھی جا رہا تھا۔ اسے کتنے ہی مردہ جسم مل سکتے تھے لیکن وہ اپنی پسند کے مطابق یروشلم کے ایک شان دار بنگلے پہنچا۔ ایک بہت ہی خوب رو اور پرکشش جوان کی میت رکھی ہوئی تھی۔ وہاں بے شمار لوگ تھے۔ ان میں حسین عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ جس کی موت پر حسین عورتیں ماتم کرتی ہیں' اس کی شخصیت یقیناً پرکشش ہوتی ہے۔ حسینوں کا میلہ دیکھتے ہی بھیما کی آتما اس جوان کے جسم میں داخل ہو گئی۔

مرنے والے کا نام جواد بن مستقیم تھا۔ جنازے کے قریب عورتوں کو جانے کی اجازت نہیں تھی۔ نوخیز دوشیزائیں' جوان عورتیں سیاہ لباس میں سوگوار بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایسے وقت جواد کے جسم میں جان آئی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں۔ وہ سوچنے لگا "کیا میں سو رہا تھا؟ میرے آس پاس عورتوں اور مردوں کی آواز سنائی دے رہی ہیں۔ عورتیں میرا نام لے لے کر ماتم کر رہی ہیں۔ ماجرا کیا ہے؟"

اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے کچھ نظر نہیں آیا کیونکہ وہ کفن میں لپٹا ہوا تھا۔ کچھ کچھ اس کی سمجھ میں آنے لگا۔ آس پاس کچھ لوگ کلمہ شہادت پڑھ رہے تھے۔ جواد نے کچھ سوچا پھر اچانک ہی کلمہ پڑھنے لگا تو یک لخت گہری خاموشی چھا گئی پھر کسی بوڑھی عورت نے چیخ کر کہا "مردہ بول رہا ہے۔ وہ کلمہ پڑھ رہا ہے۔"

جواد پڑھتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سر کی طرف سے کفن کھل کر اس کی کمر تک آگیا۔ عورتیں اور بچے کچھ حیرانی سے کچھ خوف سے چیخ پڑے۔ جوان اور بوڑھے بے یقینی سے اسے تکنے لگے۔ جواد نے ایک بوڑھے سے کہا "انکل! اس طرح کیا دیکھ رہے ہیں؟ میں مردہ نہیں زندہ ہوں۔ میری نبض دیکھیں۔"

اس نے اپنا ایک ہاتھ آگے بڑھایا۔ اس بوڑھے نے آگے بڑھ کر پہلے ہاتھ کو چھو کر محسوس کیا پھر اسے تھام کر بولا "یا خدا! یہ کیسا معجزہ ہے؟ تم پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے مردہ ہو۔ ہم سب تمہاری موت کے چشم دید گواہ ہیں۔"

"اور آپ سب میری نئی زندگی کے بھی چشم دید گواہ ہیں۔ میرے جسم پر لباس نہیں ہے۔ صرف یہ کفن ہے۔ خواتین کو پردہ کرنے کے لیے کہا جائے۔"

تمام خواتین وہاں سے اٹھ کر چلی گئیں۔ جواد کے لیے لباس لایا گیا۔ وہ جنازے سے باہر آکر پہننے لگا۔ وہاں کا پہلے ماتم کناں تھا۔ اب بنگلے کے اندر اور باہر تمام لائٹیں روشن کردی گئی تھیں۔ دور تک روشنی پھیل گئی تھی۔ موسیقی گونجنے لگی تھی۔ عورتوں کے ہنسنے' ناچنے اور گانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

بھیما خاموشی سے جواد کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس کی ہسٹری معلوم کر رہا تھا۔ پتا چلا' وہ اشتہارات کی دنیا کا ماڈل ہے۔ پچھلے پانچ برسوں سے لاکھوں ڈالرز کما رہا ہے۔ کروڑ پتی بن گیا ہے۔ وہ ایسا مکمل خوب رو جوان ہے کہ حسین ترین عورتیں اپنا غرور بھول کر اس کے سامنے جھک جاتی ہیں۔

عورت ہو یا مرد' سب ہی اسے چاہتے تھے۔ اس کے ایسے عقیدت مند تھے' جیسے وہ آسمان سے اتر کر آنے والی مخلوق ہے۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اس کی بات پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔ جواد کے بارے میں باتیں سننے والے یقین نہیں کرتے تھے کہ وہ جس سے ملتا ہے اسے اپنا محبوب اور محکوم بنا لیتا ہے۔

کسی کے یقین نہ کرنے کے باوجود وہ ایسا ہی تھا۔ جس کو چاہتا تھا' اسے اپنے زیر اثر لے آتا تھا۔ بھیما کو اس کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ سات برس کی عمر سے ایک بزرگ کی خدمت کرتا رہا تھا۔ انہیں تینوں وقت اپنے ہاتھوں سے کھلاتا پلاتا۔ بیماری اور کمزوری کے دوران میں وہ غلیظ ہو جاتے تھے تو ان کی غلاظتیں صاف کرتا تھا۔ ہر ممکن طریقے سے انہیں صاف رکھ کر عبادت کرنے کے قابل بنائے رکھتا۔ اس نے دس برس تک دن رات ان کی خدمت کی۔ ایک رات انہوں نے اسے اپنے حجرے میں بلا کر کہا "تم نے میری خدمت کی ہے۔ میری دعا ہے کہ جب تک دنیا میں رہو خوش حال رہو۔ اپنا دایاں ہاتھ میری طرف بڑھاؤ۔"

اس نے دایاں ہاتھ بڑھایا۔ انہوں نے اس کی ایک انگلی میں انگوٹھی پہنائی پھر کہا "دیکھو' تمہیں دھوکا نہیں دے گا۔ کوئی جھوٹ نہیں بول سکے گا۔ جس سے مصافحہ کرو گے۔ یہ انگوٹھی جس کے بدن کو چھولے گی۔ وہ خود بخود تم سے سچ بولنے لگے گا۔ اگر تمہیں دھوکا دے رہا ہو تو دھوکا دہی کا اعتراف کر لے گا۔ یہ انگوٹھی تمہارے لیے خوش حالی اور ترقی کے راستے کھولتی جائے گی۔"

جواد نے کہا "آپ مجھ پر بڑا کرم کر رہے ہیں۔ ایک بات پوچھتا ہوں کیا میری زندگی میں ہمیشہ خوش حالی رہے گی؟"

"اس دنیا میں کسی بھی انسان کی زندگی ہمیشہ خوش حال نہیں رہتی۔ ہر انسان کو سکھ ملتا ہے تو دکھ بھی ملتا ہے۔ قہقہے ملتے ہیں تو آنکھوں سے درد کے آنسو بھی بہتے ہیں۔ تمہاری زندگی میں مسائل پیدا ہوں گے۔ ایک وقت ایسا آئے گا۔ جب کوئی تم پر حاوی ہونا چاہے گا۔ تمہارے گوشت پوست کے جسم میں سما جائے گا۔ تمہیں پریشان کرے گا لیکن اس خبیث کو تمہارے جسم کے قید خانے سے نجات نہیں ملے گی۔ وہ تمہارا پابند ہو کر رہ جائے گا۔"

بھیما یہ خیالات پڑھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے سوچا "لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے اس جسم میں کوئی قید نہیں کر سکتا۔ میری آتما شکتی باقی ہے۔ میں جب چاہوں جواد کے جسم کو چھوڑ کر جا سکتا ہوں۔"

اس کی دوسری سوچ نے کہا "مجھے اس جسم سے نکل کر یہ دیکھنا چاہیے کہ اس بزرگ کی پیش گوئی درست ہے یا نہیں؟"

اس کی پہلی سوچ نے کہا "نہیں۔ میں اس جسم سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس بزرگ کی پیش گوئی غلط ہو جائے گی لیکن میری آتما شکتی اور کمزور ہو جائے گی۔ مجھے کسی دوسرے کے جسم میں جانا ہوگا۔"

وہ آزمائش کے طور پر اس جسم سے نکل کر اپنا نقصان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس نے یہ طے کیا کہ کبھی کوئی مصیبت آئے گی تو جواد کو خودکشی کے ذریعے مرنے پر مجبور کر کے اس کے جسم سے نکل جائے گا۔

جواد اپنے رشتے داروں اور بے شمار عقیدت مندوں کے درمیان بیٹھا کہہ رہا تھا "ایک خدا کی عبادت کرو۔ اس قادر مطلق کی قدرت کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ مجھے عارضی طور پر موت کیوں آئی تھی؟ اور تم نہیں

سمجھ سکتے کہ یہ نئی زندگی مجھے کیوں ملی ہے اور کیسے ملی ہے؟ میری عارضی موت سے پہلے بھی دنیا یہی تھی۔ نئی زندگی پانے کے بعد بھی دنیا یہی ہے۔ دنیا کا کچھ نہیں بگڑتا۔ ہمارا بگڑتا ہے۔ ایک دن ہماری زندگی چھن جاتی ہے۔ لٰہذا یوں بگڑنے سے پہلے نماز پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ نماز کا وقت ہوچکا ہے۔ آؤ آج ہم مسجد اقصیٰ میں نماز ادا کریں۔"

وہ سب اٹھ گئے۔ اس کے پیچھے مسجد اقصیٰ کی طرف جانے لگے۔ خواتین بنگلے کے اندر باجماعت نماز کے لیے تیار ہونے لگیں۔ بھیما پریشان ہوگیا۔ وہ سیاہ ماتمی لباس میں حسینوں کا میلہ دیکھ کر آیا تھا۔ جواد کے اندر سما کر سمجھ رہا تھا کہ فلسطینی حسیناؤں کے ساتھ زندگی بڑی رنگین گزرے گی لیکن وہ ایک عابد کے اندر آگیا تھا اور وہ عابد ایسا عبادت گزار تھا کہ اپنے ساتھ دوسروں کو بھی مسجد کی طرف لے جارہا تھا۔

بھیما کی سب سے پہلی ضرورت یہ تھی کہ پہلی فرصت میں جواد کو کسی ویرانے کی طرف لے جائے پھر آتما شکتی کو مکمل کرنے کے لیے چالیس دنوں تک منتروں کا جاپ کرتا رہے۔ اس نے جواد کے اندر کہا "رک جاؤ۔"

جواد ٹھٹک جانے کے انداز میں ایک ذرا رکا پھر اپنے لوگوں کے ساتھ چلنے لگا۔ بھیما نے کہا "میں کہتا ہوں رک جاؤ۔ ہمیں چالیس دنوں تک کسی ویرانے میں رہنا ہے۔ تم نہیں جانتے' میں نے تمہیں نئی زندگی دی ہے۔"

جواد نے سوچ کے ذریعے کہا "زندگی دینے والا صرف خدا ہے۔ مجھے اپنے بزرگ کی پیش گوئی یاد ہے۔ اس پیش گوئی کے مطابق ایک خبیث میرے اندر سما گیا ہے۔ آتما یا روح میں خباثت نہیں ہوتی۔ تم کالے علوم کے ذریعے اپنی آتما کو ناپاک کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہو۔ آج سے تمہاری آتما میرے اندر دھلتی رہے گی۔ مصفّا اور پاک ہوتی رہے گی۔"

بھیما سوچ میں پڑگیا "ہے بھگوان! میں کہاں آکر پھنس گیا ہوں؟ مجھے اس کے دماغ میں ایسی بے چینی اور ایسی ہلچل پیدا کرنا چاہیے کہ یہ گھبرا کر میرا معمول بننے پر مجبور ہوجائے۔"

وہ اس کے دماغ میں ایسی ہلچل پیدا کرنے لگا جیسے نیلماں کبھی ناصرہ کے دماغ میں پیدا کرتی تھی۔ اس پر پاگل پن طاری کردیتی تھی یا اسے موت کی دہشت میں مبتلا کردیتی تھی۔

جواد نے سوچ کے ذریعے پوچھا "کیا تم یوگا جاننے والوں کے دماغوں کو نقصان پہنچا سکتے ہو؟"

وہ بولا "نہیں پہنچا سکتا۔ تم یوگا جانتے ہو' تمہارے دماغ میں پہنچا ہوا ہوں۔ تعجب ہے' تم متاثر کیوں نہیں ہورہا ہے؟"

"میرے ایک ہاتھ کی انگلی میں ایک برگزیدہ ... ہوا عطیہ ہے۔ میرا دل' میرا دماغ اس ایمان پرور ... زیر اثر ہے۔ میرے اندر خاموش رہو اور اپنی عاقبت ... رہنے کی اچھی کوشش کرتے رہو۔"

وہ سوچ کے ذریعے بولتا ہوا مسجد اقصیٰ کے اندر داخل ہوگیا۔

○☆○

پورس نے آندرے' سائمن اور ان کے ... جاننے والے ساتھیوں تک اپنے سراغ رسانوں ... بہت بڑا کارنامہ انجام دیا تھا۔ ان کا صرف ایک ... برائٹ گرفت میں آنے سے پہلے ہی کہیں روپوش ہو ...

بابا صاحب کے ادارے کے سراغ رساں ... اکابرین اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا ... اس خفیہ اڈے تک پہنچ گئے تھے' جہاں ٹرانسفارمر ... کر رکھی گئی تھی۔ ان سراغ رسانوں نے وہاں ... کاروں سے ٹرانسفارمر مشین کے پرزے پرزے الگ ... تھے پھر انہیں سمندر میں پھنکوا دیا تھا۔

جناب تبریزی نے پورس کو مخاطب کرتے ہو ...

"آفریں ہے تم پر۔ جمہوریہ چین میں ٹرانسفارمر مشین ... جارہی ہے' تم نے ایسے وقت امریکی ٹیلی پیتھی جاننے ... معمول بنا کر انہیں مجبور اور بے بس کردیا ہے۔ اب ... سے کوئی جمہوریہ چین جاکر وہاں ٹرانسفارمر مشین ... میں رکاوٹیں پیدا نہیں کرے گا۔"

پورس نے کہا "امریکا کے علاوہ چین کے ... مخالفین بھی ہیں۔ وہ رکاوٹیں پیدا کریں گے۔ اس ... ہدایات چاہتا ہوں۔"

"اسکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوس چین کی طرف ... ہیں۔ اس سلسلے میں امریکن اکابرین کے خیالات ... کے علاوہ ایک عرصے تک روپوش رہنے والا تیج ... عام پر آئے گا۔ اس نے حکومت فرانس سے معاہدہ ... جس کی رو سے وہ چین میں نہ ٹرانسفارمر مشین ... اور نہ ہی چین کے کسی باشندے کو ٹیلی پیتھی سیکھنے ...

پچھلے ابواب میں تیج پال کا ذکر مسلسل ہوتا ... دیوتا ...

بہت ہی ذہین' حاضر دماغ اور زبردست پلان میکر تھا۔ اپنے منصوبوں سے کامیابیاں حاصل کرتا تھا۔ اگر ناکام ہوتا تھا۔ تب بھی مخالفین کے لیے مسائل پیدا کردیا کرتا تھا۔

تیج پال کی رہنمائی میں چار ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام بیزون' دوسرے کا نام جوزف وہسکی' تیسرے کا نام مائیک مورو اور چوتھے کا نام بڈی رابرٹ تھا۔ بیزون کی بیوی مونوریٹا بھی ان کے ساتھ تھی۔ وہ سب تیج پال کی ذہانت پر بھروسا کرتے تھے اور اسی کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے محفوظ زندگی گزار رہے تھے۔

جناب تبریزی کی اطلاع کے مطابق تیج پال نے حکومت فرانس سے دوستانہ معاہدہ کیا تھا اور اب اس معاہدے کے مطابق اپنے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ جمہوریہ چین میں مسائل پیدا کرنے والا تھا۔

پورس نے اپنے ایک سراغ رساں سے کہا "تیج پال اور اس کے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سراغ لگاؤ۔ وہ چین جانے والے ہوں گے یا مخالفانہ کارروائیوں کے لیے چین میں اپنے آلہ کار پیدا کررہے ہوں گے۔"

پورس اسے ہدایات دے کر ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں پہنچا پھر ایک عامل کی حیثیت سے بولا "اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں سے معاہدہ کیا گیا تھا۔ ان کی ایک ٹیم جمہوریہ چین کے لیے روانہ ہوئی تھی۔ ٹیم کی لیڈر شیوانی بھاسکر نے ہم سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا مطالبہ کیا ہے۔ موجودہ مشن میں اسے ایک خیال خوانی کرنے والے کی ضرورت ہے۔"

"شیوانی کو اطلاع دو۔ تمہارا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا لیزی گارڈ اس سے ہانگ کانگ میں ملاقات کرے گا۔"

"ہمارے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو شیوانی کے پاس نہیں جانا چاہیے۔"

"کیوں نہیں جانا چاہیے؟"

"شیوانی کی آنکھیں غیر معمولی اور خطرناک ہیں۔ وہ ... پیشانی کو گھور کر دیکھتی ہے' وہ اپنی پیشانی میں حرارت ... کرتا ہے پھر بے اختیار اس کے سامنے اپنے اندر کی ... چھپی باتیں بولنے لگتا ہے۔ وہ جسے ایک بار دیکھ لیتی ... اسے ہزاروں میل دور ہونے کے باوجود اپنی آنکھوں ... سے تسخیر کرلیتی ہے۔"

"پھر تو واقعی بڑی خطرناک ہے۔"

"صرف اتنا ہی نہیں' وہ زہریلی بھی ہے۔ یہ سب کچھ ہم نے اس کے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سروس ریکارڈ سے معلوم کیا ہے۔"

"اس کے بارے میں اور کوئی خاص بات؟"

"یہی دو خاص باتیں ہیں۔ غیر معمولی خطرناک آنکھیں' جو غلام بنالیتی ہیں اور اس کا زہریلا پن۔۔۔"

"آل رائٹ۔ شیوانی کو اطلاع دو کہ لیزی گارڈ اس کی ٹیم میں شامل ہونے کے لیے ہانگ کانگ پہنچ رہا ہے۔ جبکہ لیزی گارڈ کی ایک ڈمی وہاں جائے گی۔ ہم اسے دھوکا دیں گے۔"

پورس نے مجھے مخاطب کیا "پاپا! آپ کیسے ہیں؟"

"بخیریت ہوں۔ تم نے کیسے یاد کیا ہے؟"

"میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے لیزی گارڈ کے روپ میں ہانگ کانگ جارہا ہوں۔ وہاں شیوانی کی ٹیم میں شامل ہوکر چین پہنچوں گا۔"

"اس کا مطلب ہے' شیوانی کی شامت آگئی ہے۔ ویسے ایک بات بتا دوں۔ جناب عبداللہ واسطی کی ہدایت ہے کہ شیوانی کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ تمہیں بھی اس ہدایت پر عمل کرنا ہوگا۔"

"تعجب ہے۔ وہ دشمن ارادوں کے ساتھ چین جارہی ہے اور ہمارے بزرگ اسے تحفظ فراہم کررہے ہیں۔"

"اس ہدایت کے پیچھے کوئی مصلحت ہوگی۔ تم اسے نقصان پہنچائے بغیر اس کی مخالفانہ کارروائیوں سے اسے باز رکھ سکتے ہو۔"

"جناب عبداللہ واسطی اس کی خطرناک آنکھوں کے بارے میں جانتے ہوں گے۔"

"ہم سب جانتے ہیں۔ تم ماسک میک اپ میں رہو گے تو اس کی آنکھوں کی حرارت تمہاری پیشانی تک نہیں پہنچ سکے گی۔"

"ماسک عام طور پر ایسے ربڑ کے ہوتے ہیں' جو انسانی جسم کی کھال سے مناسبت رکھتے ہیں۔ کیا شیوانی کی آنکھوں کی حرارت ربڑ کے آر پار نہیں جاتی ہے؟"

"یقیناً یہی بات ہے۔ وہ زہریلی بھی ہے۔ ویسے تم کچھ کم زہریلے نہیں ہو۔ شیوانی کے معاملے میں تمہیں وش یو گڈ لک کہہ سکتا ہوں۔ چلیے آؤ۔ اس بہانے بہت عرصے بعد ہم باپ بیٹے ملیں گے۔"

میں تھوڑی دیر تک بیٹے سے باتیں کرتا رہا۔ اسے بتایا کہ ٹرانسفارمر مشین کی تیاری شروع ہو چکی ہے لیکن اس کی تکمیل میں شاید دو چار ماہ لگ جائیں گے کیونکہ بیرونی اور اندرونی رکاوٹیں پیدا ہوتی رہتی تھیں اور ہم رکاوٹیں پیدا کرنے والوں کو کچلتے رہتے تھے۔

بیرونی رکاوٹیں امریکا، فرانس اور یو کے کی طرف سے تھیں۔ یو کے سے مراد اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغ رسانوں کی مداخلت تھی۔ احمد زبیری اور ہمارے دوسرے سراغ رساں دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اور سیکرٹ ایجنٹس سے نمٹ رہے تھے۔ جناب عبداللہ واسطی بیجنگ سے کچھ دور بابا فرید واسطی کے نام سے ایک نئے ادارے کی عمارتیں تعمیر کروانے میں مصروف تھے۔ دلیر آفریدی ان کے ساتھ مصروف رہتا تھا۔ ان سے یوگا کی مشقیں سیکھنے کے علاوہ جمنازیم کے ادارے میں جا کر جمناسٹک کی مشقیں کرتا رہتا اور مارشل آرٹ سیکھتا رہتا تھا۔ اس نے للی سے شادی کرلی تھی۔

ٹرانسفارمر مشین کا کام بڑی رازداری سے شروع ہوا تھا۔ حتیٰ الامکان کوششیں کی گئیں تھیں کہ جہاں وہ مشین تیار ہو رہی ہے، اس خفیہ اڈے کا علم کسی کو نہ ہو۔ میں، علی اور دوسرے چند سراغ رساں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس اڈے میں کام کرنے والوں کے چور خیالات پڑھتے رہتے تھے۔

وہاں کام کرنے والوں میں آرمی کے دو افسران، تین مکینک اور چھ مسلح سیکورٹی گارڈز تھے۔ ان پر یہ پابندیاں تھیں کہ جب تک مشین تیار نہیں ہوگی، وہ بیجنگ شہر، اپنے گھروں میں نہیں جائیں گے اور نہ ہی فون کے ذریعے یا فیکس کے ذریعے اپنے بیویوں، بچوں اور دوسرے رشتے داروں سے رابطہ کریں گے۔

اتنی پابندیوں کے باوجود جو چور ہوتے ہیں، وہ چور راستے نکال لیتے ہیں۔ جب کام شروع ہوا تو ایک ہفتے بعد علی نے مجھ سے کہا "پاپا! ایک مکینک کچھ گڑبڑ کر رہا ہے۔"

علی اور پارس ٹرانسفارمر مشین کے ماہر مکینک تھے۔ علی کو مشین کے تمام پرزوں اور اسمبلنگ کے سلسلے میں ٹھوس معلومات حاصل تھیں۔ اس کی نگرانی میں کوئی ماہر غلطی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے پوچھا "کیا گڑبڑ ہے؟"

اس نے کہا "ایک مکینک نے پہلے ہی دن پرزوں کے اسمبلنگ کے سلسلے میں جو چارٹ تیار کیا تھا۔ اس میں چند غلطیاں تھیں۔ میں نے ان غلطیوں کی نشان دہی کی۔ انہیں درست کرایا۔ آپ نے آرمی افسران سے شکایت کی تھی۔ وہ چین کا بہت ہی تجربے کار ماہر مکینک ہے پھر اس سے غلطیاں کیوں ہو رہی ہیں؟"

میں نے کہا "افسران نے اس مکینک کو وارننگ دی تھی۔ وہ بے چارہ مکینک واقعی پریشان تھا کہ اس سے اتنی غلطیاں کیسے ہو گئیں۔"

علی نے کہا "ایک چھوٹا سا پرزہ بھی غلطی سے اپنی جگہ نہ لگے۔ کسی دوسری جگہ لگ جائے تو یہ ٹیلی پیتھی سکھانے والی حساس مشین اپنی مکمل مطلوبہ کارکردگی نہیں کر سکے گی۔"

میں نے تائید کی پھر پوچھا "کیا اس مکینک نے پھر کوئی گڑبڑ کی ہے؟"

"جی ہاں۔ ابھی وہ ایک اہم پرزے کو غلط جگہ لگا رہا ہے۔"

یہ سنتے ہی میں نے کام روک دینے کا حکم دیا۔ بری، بحری اور فضائی افواج کے تین اعلیٰ افسران بیجنگ میں تھے۔ ان سے خیال خوانی کے ذریعے کہا "یہاں ایک مکینک مشکوک ہے۔ وہ مشین کے سلسلے میں بار بار غلطیاں کر رہا ہے۔"

ایک افسر نے کہا "مسٹر فرہاد! آپ وہاں ہر ایک کے دماغ میں موجود رہتے ہیں پھر غلطیاں کیسے ہو رہی ہیں؟"

"ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے چوبیس گھنٹے کسی کے دماغ میں نہیں رہ سکتے ہم کسی کے چور خیالات پڑھ کر مطمئن ہوتے ہیں اور اس پر بھروسا کرتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ سمجھ نہیں پاتے کہ کسی دشمن نے پہلے سے ہمارے کسی آدمی کو اپنا معمول بنانے کے بعد اس کے چور خیالات کے خانے کو لاک کردیا ہے۔"

دوسرے افسر نے کہا "ایسا ہے تو اس مکینک کو وہاں سے نکال دیں ہم مشین کے لیے اس کی جگہ بہتر مکینک بھیج سکتے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے۔ اس نئے مکینک کے دماغ کے چور خانے کو بھی لاک کیا گیا ہو۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس خفیہ مقام سے نہ کوئی باہر جائے اور نہ کوئی دوسرا اندر آئے۔ جو مکینک مشکوک ہے، ہم اس کا برین واش کریں گے پھر اس پر تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ کو لاک کریں گے پھر وہ شبہات سے بالاتر رہے گا۔"

"آپ ایسا ضرور کریں۔ ہم نے مشین کے سلسلے میں آپ کو مکمل آزادی اور اختیارات دیے ہیں۔ آپ اپنے طور پر جیسا مناسب سمجھتے ہیں، ویسا کرتے رہیں۔"

میرے حکم سے کام رک چکا تھا۔ علی نے اس مکینک کو اس کے کمرے میں جا کر آرام کرنے کی ہدایت کی۔ وہ اپنے کمرے میں آ کر بستر پر لیٹ گیا۔ علی کے ذریعے اس کے ماضی اور حال کی تمام باتیں اس کی یادداشت سے مٹانے لگا۔ یادداشت کے مٹ جانے کا مطلب یہ ہے کہ یادداشت کے خانے سے کسی دشمن کا پہلا تنویمی عمل بھی مٹ چکا ہے۔

علی نے اس مکینک کے لب و لہجے کو بھی حافظے سے مٹا دیا تاکہ سابقہ تنویمی عمل کرنے والا دشمن پھر اس کے دماغ میں نہ آسکے۔ اس نے ہر پہلو سے مطمئن ہونے کے بعد اپنے طور پر اسے اپنا معمول اور محکوم بنایا۔ اس کے ذہن میں نئی آواز اور لب و لہجے کو نقش کیا پھر اسے حکم دیا کہ وہ اپنے کمرے میں بند رہے گا۔ جب تک اسے حکم نہ دیا جائے، وہ باہر نہیں آئے گا۔

اسے کمرے میں قید کیا گیا۔ تاکہ دوسرے مکینک اور سیکورٹی گارڈز اس کی نئی آواز اور لہجہ نہ سن سکیں۔ یہ بات سمجھ میں آنے والی تھی کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے اس ایک مکینک کے ذریعے وہاں دوسروں کے دماغوں میں بھی پہنچ کر اپنا معمول بنا چکے ہوں گے۔

ان سب کا برین واش کرنا ضروری تھا۔ اس اہم کام کی وجہ سے مشین کی تیاری کا کام کچھ دنوں کے لیے رک گیا۔ ہم سب باپ بیٹے باقی دو مکینک، وہاں کے دو آرمی افسران اور سیکورٹی گارڈز کے برین واش کرتے رہے اور نئے سرے سے ان پر تنویمی عمل کرتے رہے۔

یہ ایک طویل تھکا دینے والا کام تھا۔ ہم نے ٹھہر ٹھہر کر آرام سے اور مکمل احتیاط سے ان سب کے دماغوں کو لاک کردیا۔ اب باہر کے دشمن ان کے نئے لب و لہجے کو نہیں جانتے تھے اور ان کی آوازیں اس خفیہ مقام سے باہر نہیں جاتی تھیں۔ لہٰذا اب وہ دشمن مشین کی تیاری میں حائل نہیں ہو سکتے تھے۔

ہم نے ہر طرح سے دوبارہ حفاظتی انتظامات کیے تھے۔ مشین کی تیاری کا کام پھر شروع ہو گیا تھا۔ ہمیں یقین تھا کہ اب دشمنوں کی طرف سے کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوگی۔ پورس نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول بنا کر بے دست و پا کردیا تھا۔ لہٰذا اب مشین کو ایک ماہ کے اندر تیار ہو جانا تھا۔

لیکن اتنی ذہانت، احتیاط اور ٹھوس تدابیر کے باوجود حالات کب اور کیسی کروٹ بدلیں گے، یہ ہم ابھی نہیں جانتے تھے۔

○☆○

پچھلی بار نارنگ نے کرشمہ کو آلہ کار بنا کر بیکر برائٹ پر زبردست حملہ کیا تھا لیکن بیکر بڑی حاضر دماغی سے جان بچا کر جوہو کے اپارٹمنٹ سے فرار ہو گیا تھا پھر نارنگ کو معلوم نہ ہو سکا کہ جس ٹیلی پیتھی جاننے والے بیکر کو وہ اپنا معمول بنانا چاہتا ہے، وہ کہاں جا کر منہ چھپا رہا ہے۔

پورس نے آندرے، سائمن اور ان کے دو ساتھیوں کو زیر کیا تھا۔ ان کے بعد بیکر کو بھی ٹریپ کرنا چاہتا تھا لیکن اس سے پہلے نارنگ نے مداخلت کر کے کھیل بگاڑ دیا تھا۔ اب پورس بھی نہیں جانتا تھا کہ بیکر کہاں روپوش ہے؟

ویسے اب بیکر کی اہمیت نہیں رہی تھی۔ وہ نہ تو اب اپنے ساتھیوں سے دماغی رابطہ کر سکتا تھا اور نہ ہی امریکی اکابرین اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطہ کر سکتا تھا۔ وہ فرار ہونے کے بعد پونا کے ایک ہوٹل میں آیا تھا۔ وہاں ذرا آرام سے بیٹھ کر اپنے دوستوں آندرے اور سائمن سے رابطہ کرنا چاہا تو پتا چلا ان کے دماغوں کو لاک کردیا گیا ہے۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے ان سے اور باقی دو ساتھیوں سے گفتگو نہیں کر سکے گا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ امریکی اکابرین، ٹیلی پیتھی جاننے والے اور ٹرانسفارمر مشین وغیرہ سب ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔ جتنی تیزی سے ان پانچ ساتھیوں نے عروج حاصل کیا تھا، اتنی ہی تیزی سے پستی میں گر چکے تھے۔

بیکر برائٹ اچانک ہی اتنی بڑی دنیا میں تنہا ہو گیا تھا۔ دوست احباب کے علاوہ اس کی زمین جائیداد بھی اپنی نہیں رہی تھی۔ وہ نیویارک کے شاندار بنگلے کو اپنا نہیں کہہ سکتا تھا۔ اس بنگلے کے احاطے میں قدم بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔ اتنی عقل تھی کہ جس نے بھی اس کے ساتھیوں کو نیویارک سے لے کر لندن تک ٹریپ کیا ہے، وہ ایک دشمن یا اس سے زیادہ دشمن اس کی تاک میں بھی ہوں گے۔

اب اسے ایک نئے نام، نئی شخصیت کے ساتھ کسی دوسرے ملک میں رہنا تھا۔ اس نے سوچا، فی الحال انڈیا مناسب رہے گا۔ وہ پرتگالی زبان بڑی روانی سے بولتا اور سمجھتا تھا۔ گوا کے کسی بھی علاقے میں جا کر رہتا تو سب اسے گوا کا باشندہ سمجھتے رہتے۔ ویسے بھی وہ چہرے سے امریکی دکھائی نہیں دیتا تھا۔

جب وہ نیویارک سے ممبئی کرشمہ سے ملنے آیا تھا۔ تب عارضی میک اپ میں تھا۔ اس نے عارضی میک اپ سے نجات حاصل کرلی۔ سرکاری ادارے میں جا کر نئے نام اور نئی تصویروں کے مطابق شناختی کاغذات تیار کرائے پھر نیا

پاسپورٹ بھی تیار کرایا۔ یہ سب کچھ کرنے میں کئی دن لگ جاتے ہیں۔ بڑی بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے۔ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک دن میں سب کچھ حاصل کر لیا۔

پھر وہ گوا کے ایک ساحلی علاقے باگا میں آ گیا۔ وہاں ساری زندگی گزارنے کا ارادہ نہیں تھا۔ وہ محفوظ اور روپوش رہ کر اپنے حالات کا تجزیہ کرنا چاہتا تھا۔ یہ سمجھنا چاہتا تھا کہ کس دشمن نے اس کے چار ساتھیوں کو ٹریپ کیا ہے؟ کیا دشمن اس کی تاک میں بھی ہے؟ کیا وہ جانتا ہے کہ وہ انڈیا میں گوا کے علاقے میں ہے؟

بیکر بہت محتاط تھا۔ اس نے طے کر لیا تھا کہ خوا مخواہ خیال خوانی نہیں کرے گا۔ کسی کو حیران ہونے اور شبہ کرنے کا موقع نہیں دے گا۔ تنہائی میں بیٹھ کر خیال خوانی کے ذریعے ٹیلی پیتھی کی دنیا کے بدلتے ہوئے حالات معلوم کرتا رہے گا۔

باگا کے علاقے میں ایک دریا بھی ہے' جو سمندر میں آ کر گرتا ہے۔ اس دریا کے کنارے خوب صورت کاٹج بنے ہوئے ہیں۔ ہر کاٹج کے پاس ہریالی ہوتی ہے۔ رنگ برنگے پھول کھلے رہتے ہیں۔ کاٹج کے سامنے بیٹھ کر ساحل کا دل فریب نظارہ کیا جا سکتا ہے۔ ساحل پر رنگا رنگ کشتیاں ہوتی ہیں۔ بادبانی کشتیوں کا نظارہ خوب ہوتا ہے۔ جس طرح برف پر پھسلنے کے لیے آئس اسکیٹنگ کی جاتی ہے۔ اسی طرح جوان لڑکیاں اور مرد تیز رفتار موٹر بوٹ کے پیچھے واٹر اسکیٹنگ کرتے ہیں اور کم سے کم لباس میں نہانے والیوں کے نظارے تو بس دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

وہ ایک کاٹج کے سامنے بیٹھا ساحل کی طرف دیکھ رہا تھا مگر وہاں کی چہل پہل اور رنگینیوں کی طرف دھیان نہیں تھا۔ وہ سوچ میں گم تھا۔ اپنے موجودہ حالت پر غور کر رہا تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ خوب سمجھتے تھے کہ تنہا نہیں رہنا چاہیے۔ دو چار قابل اعتماد دوستوں کے ساتھ رہا جائے تو سب ہی برے وقت میں ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ وہ آندرے سائن اور باقی دو ساتھیوں کے کام آنا چاہتا تھا مگر یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ انہیں کس نے ٹریپ کیا ہے؟

آندرے اور سائن نے تھری جے کو شکست دے کر امریکا میں کامیابی حاصل کی تھی۔ بیکر یہی سوچ رہا تھا کہ تھری جے نے جوابی کارروائی کی اگر تھری جے کا پتا چل جائے تو وہ اپنے ساتھیوں تک پہنچ سکے گا۔ انہوں نے اس کے ساتھیوں کو کہیں پاتال میں بھی چھپایا ہوگا تو وہ کسی بھی طرح ان کے دماغوں تک پہنچ جائے گا۔

کہاوت ہے کہ شیطان کو یاد کرو تو وہ حاضر ہو جاتا ہے۔

تھری جے شیطان تو نہیں تھے مگر اس علاقے میں پہنچنے والے تھے۔ جے کانفو اور جے فلو شیوانی سے پیچھا چھڑا کے استنبول کی طرف جا رہے تھے۔ وہ استنبول پہنچ کر میک اپ کرنا چاہتے تھے تاکہ شیوانی کی خطرناک آنکھوں کی حرارت سے محفوظ رہ سکیں لیکن طیارے میں سفر کرتے شیوانی کی آنکھوں کی حرارت ان کی پیشانیوں تک پہنچ اور بے اختیار بڑبڑانے لگے تھے کہ وہ اسے دھوکا استنبول جا رہے ہیں۔ جہاز میں فون کی سہولت نہیں وہ فون کے ذریعے اس سے سچ بول دیتے لیکن ابو ظہبی پہنچ کر طیارے سے اتر گئے۔

انہوں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اگلے سفر کو منسوخ پھر دہلی شیوانی کے پاس جانے کا ٹکٹ لینا چاہتے تھے وہاں سے ایک طیارہ ممبئی جا رہا تھا۔ وہ اسی طیارے میں گئے۔ جب وہ طیارہ وہاں سے روانہ ہوا تو جے سامو کے پاس آ کر خیالات پڑھے پھر حیرانی سے کہا "تم دونوں اس چڑیل کی آنکھوں کے غلام بن گئے ہو۔ واپس جا رہے ہو۔ میں ایک مصیبت میں پھنس گیا تھا۔ تم گھٹنے ٹیکنے کے لیے دور ہو گیا تھا۔ ان تین گھنٹوں میں تم ہارنے جا رہے ہو۔ کیا اب بھی اس کی حرارت کر رہے ہو؟"

وہ دونوں ایک گھنٹے پہلے شیوانی کے زیر اثر آئے اب اس کی آنکھوں کی حرارت اور اثر نہیں رہا تھا۔ نے کہا "یار سامو! تم تو سمجھتے ہو' اس کی شیطانی آنکھیں بے بس کر دیتی ہیں۔ ہم اپنے اختیار میں نہیں ہمارے اندر ہوتے تب بھی اس بلا سے نجات نہیں تھے۔"

"ہاں' یہ تو میں سمجھ رہا ہوں۔ اس بلا سے محفوظ بس ایک ہی راستہ ہے۔ تم دونوں کو میری طرح اپ میں رہنا ہوگا۔"

یہ جے سامو کا ذاتی تجربہ تھا۔ شیوانی نے ٹریپ کرنا چاہا تھا لیکن وہ ماسک میک اپ میں تھا۔ طلسمی آنکھوں کی حرارت ماسک کے آرپار اس کی پہنچنے میں ناکام رہی تھی۔ جے کانفو اور جے فلو نے ہی پہلے ماسک میک اپ کا سامان خریدا پھر ایک کمرا لے کر انہوں نے اپنے چہروں کو تبدیل کیا۔ ہو گیا کہ اب وہ بلا ہزاروں میل دور سے یا بالکل بھی اپنی آنکھوں کی حرارت ان کی پیشانیوں تک سکے گی۔

جے سامو نے کہا "تھینکس گاڈ! ہم تینوں بدترین غلامی کے عذاب سے نجات پا چکے ہیں۔ اب دانشمندی یہ ہوگی کہ ہم پہلے کی طرح روپوش رہ کر سکون سے زندگی گزارتے رہیں اور عورتوں سے ہمیشہ دور رہا کریں۔"

جے کانفو نے کہا "میں تم دونوں کو عورتوں سے دور رہنے کی تاکید کیا کرتا تھا مگر عورت ایک ایسی بیماری ہے' جو زندگی میں ایک بار مرد کو ضرور لگتی ہے۔ میں تم دونوں کو نصیحتیں کرتے کرتے خود شیوانی کے چکر میں پھنس گیا تھا۔"

"بہرحال ہم تینوں نے بڑا ہی عبرتناک سبق سیکھا ہے۔ اس سبق کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ آئندہ ہم سانس لینا بھول جائیں گے' یہ سبق نہیں بھولیں گے۔"

"آئندہ کے لیے لائحہ عمل تیار کرو۔ کہاں رہیں گے اور کیا کریں گے؟"

"آئندہ کے لیے سوچ سمجھ کر منصوبے بنائیں گے۔ فی الحال ہم ممبئی سے دور کسی علاقے میں رہیں گے۔"

"ہم یہاں کے شہروں اور دوسرے علاقوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ ٹیلی فون ڈائریکٹری دیکھی جائے۔ کسی ٹورسٹ بیورو سے فون کے ذریعے یہاں کے خوب صورت تفریحی مقامات کے بارے میں معلوم ہو سکے گا۔"

انہوں نے معلومات حاصل کیں۔ پتا چلا کہ گوا میں جنوب مغرب میں کئی ساحلی علاقے بڑی دلچسپ تفریحات کے لیے مشہور ہیں۔ ٹورسٹ بیورو کی ایک کوچ ان علاقوں کی طرف غیر ملکی سیاحوں کو لے جا رہی تھی۔ وہ دونوں اس کوچ میں بیٹھ کر گابا کے ساحلی علاقے میں پہنچ گئے' جہاں پہلے سے بائٹ بیکر پہنچا ہوا تھا۔

○☆○

وہ طیارہ ہانگ کانگ کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ شیوانی اپنے دو سراغ رسانوں کے ساتھ سفر کر رہی تھی۔ وہیں ایک پچھلی قطار میں ماریہ بھی موجود تھی۔ احمد زبیری نے دہلی کے ایک پولیس افسر کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا اور ماریہ کو بتا دیا تھا کہ شیوانی بھی اسی طیارے میں ہے۔

زبیری نہ بھی بتاتا تو ماریہ اسے اور اس کے دو سراغ رسانوں کو پہچانتی تھی لیکن شیوانی اب ماریہ کے بدلے ہوئے چہرے کو نہیں پہچان سکتی تھی۔ اسے دہلی میں تلاش کرتے کرتے تھک ہار کر ہانگ کانگ جا رہی تھی۔

وہ جے کانفو اور جے فلو کو بھی تلاش نہیں کر سکی تھی۔ پہلی بار اپنی آنکھوں کی حرارت ان دونوں تک پہنچائی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ دونوں اس کی آنکھوں کے زیر اثر آ گئے

ہیں۔ معمول بن کر اس سے رابطہ کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ رابطہ کرنے کی سہولتوں سے محروم ہیں۔

شیوانی نے سوچا۔ چند گھنٹوں کے بعد پھر انہیں اپنے زیر اثر لائے گی۔ اس وقت تک وہ رابطہ کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ چار گھنٹے کے بعد وہ طیارے میں سفر کر رہی تھی۔ تب اس نے باری باری جے کانفو اور جے فلو کا تصور کیا۔ ان کی پیشانیوں کو گھور کر دیکھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ دونوں اس کے موبائل فون پر اس سے رابطہ کریں گے اور یہ سچ اگل دیں گے کہ اسے دھوکا دے کر وہ کس ملک میں گئے ہیں اور جہاں بھی گئے ہیں۔ اب اس کی غلامی کے لیے واپس آنا چاہتے ہیں۔

وہ انتظار کرنے لگی۔ اس کی خوش فہمی ختم ہونے لگی۔ وہ رابطہ نہیں کر رہے تھے۔ طلسمی آنکھوں والی مالکن کو گھاس نہیں ڈال رہے تھے وہ حیرانی سے سوچنے لگی "کیا بات ہے؟ وہ رابطہ نہیں کر رہے ہیں۔ کیا دونوں مر چکے ہیں؟"

ایسے وقت جے سامو نے اس کے ایک سراغ رساں کے دماغ میں آ کر اسے دیکھا پھر کہا "ہائے شیوانی! تمہارے ہاتھوں سے دونوں طوطے اڑ گئے ہیں۔"

شیوانی نے اپنے ماتحت سراغ رساں کو غصے سے دیکھا پھر پوچھا "کیا دماغ چل گیا ہے؟ مجھ سے کس انداز میں بول رہے ہو؟"

"میں جے سامو بول رہا ہوں۔ تمہارے ماتحت کی صرف زبان ہل رہی ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "میرا ماتحت یوگا کا ماہر ہے۔ تم اس کے اندر کیسے آ گئے؟"

"تم جتنی مضبوط ٹیم بنا رہی ہو۔ وہ ٹیم اتنی ہی کھوکھلی ہوتی جا رہی ہے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے تم سے فون پر رابطہ کرتے تھے۔ یہ ظاہر کرتے تھے کہ تم میں سے کسی کے دماغ میں نہیں پہنچ سکیں گے لیکن انہوں نے درپردہ تمہارے دونوں سراغ رسانوں کو اپنا معمول اور محکوم بنا لیا۔ میں ایسے وقت تمہارے اس ماتحت کے دماغ میں آیا تھا' جب وہ امریکی موجود تھا۔ تب سے میں اس امریکی کا لب و لہجہ اپنا کر ان دو ماتحتوں کے اندر آتا جاتا رہتا ہوں۔"

"او گاڈ! یہ کیا ہو رہا ہے؟ پہلے ماریہ نے دھوکا دیا۔ اب تم دونوں سراغ رساں میرے لیے قابل اعتماد نہیں رہے ہو۔"

"شیوانی! تم عام آدمیوں کو اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنا معمول بنانے کی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتی ہو۔ بڑی

خطرناک ہو۔ تمہارے اندر زہر بھرا ہوا ہے۔ کسی کو بھی منہ لگاؤ گی، دانتوں سے کاٹو گی تو وہ مرجائے گا۔ اتنی زبردست ہونے کے باوجود امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہیں بے وقوف بنا رہے ہیں اور ہم تھری جے تمہاری مٹھی میں آتے آتے پھسل گئے ہیں۔ تم ہمیشہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مات کھاؤ گی۔"

"ایک بار دھوکا کھا چکی ہوں۔ اب نہیں کھاؤں گی۔ جس مشن پر جا رہی ہوں، وہاں سے لوٹوں گی تو تم تھری جے کو خاک میں ملا کر رکھ دوں گی۔"

"تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ چین سے زندہ واپس آسکو گی۔ تم نے ہمارے ساتھ جو کچھ کیا، اس کی جوابی کارروائی ہماری طرف سے شروع ہو رہی ہے۔ یہ مشن تمہارے لیے آگ کا دریا ہوگا۔ ہم ہر قدم پر انگارے بچھاتے رہیں گے۔"

شیوانی نے سوچتی ہوئی نظروں سے اپنے ماتحت کو دیکھ کر کہا "اگر تمہارا چیلنج ختم ہو چکا ہے تو جاؤ یہاں سے مگر نہیں یہاں مجھے تمہاری موجودگی اور غیر موجودگی کا پتا نہیں چلے گا۔ تم میرے ہی ماتحتوں کے ذریعے مجھ پر نظر رکھو گے میں یہاں سے جاتی ہوں۔"

وہ اپنا سا مختصر سا دستی سامان لے کر وہاں سے اٹھ گئی۔ آگے پیچھے نظریں دوڑائیں۔ پچھلی قطاروں میں چند سیٹیں خالی تھیں۔ وہ وہاں سے چلتی ہوئی پیچھے ایک قطار کے پاس آئی اور ایک سیٹ پر بیٹھ گئی۔

وہ ماریہ کے پاس آکر بیٹھ گئی تھی۔ ماریہ اس وقت زبیری سے پیار بھری باتیں کر رہی تھی۔ شیوانی کو اپنے پاس دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ کہنے لگی "زبیری! کباب میں ہڈی آگئی ہے۔ شیوانی ٹھیک میرے ساتھ والی سیٹ پر آگئی ہے۔"

زبیری نے کہا "آنے دو۔ دشمن جتنا قریب رہتا ہے، اتنی اس کی غلطیاں نظروں میں آتی رہتی ہیں۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

"یہ بھی تو سوچو کہ اس نے مجھے پہچان لیا ہوگا۔ مجھ پر شبہ کر رہی ہوگی۔"

"شبہ کرنے کے باوجود تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکے گی۔ ذرا دیکھو تو کیا ہوتا ہے؟"

شیوانی نے ماریہ کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ وہ اپنے بگڑتے ہوئے حالات پر غور کر رہی تھی۔ اس کی پوری ٹیم کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔ اس کے اپنے ماتحت سراغ رساں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے آلہ کار بن گئے تھے۔ وہ اچانک ہی بالکل تنہا ہو گئی تھی۔

موجودہ حالات کا تقاضا تھا کہ وہ موجودہ مشن کو ملتوی کردے۔ چین نہ جائے۔ اسکاٹ لینڈ واپس جا کر نئے سرے سے ایک نئی ٹیم بنائے۔ عقل یہی کہہ رہی تھی۔

لیکن وہ بڑی ضدی اور ارادے کی پکی تھی۔ آگے قدم بڑھا کر پیچھے ہٹنا نہیں جانتی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا "واپس نہیں جاؤں گی۔ ہانگ کانگ میں بھی اسکاٹ لینڈ یارڈ کے چند سراغ رساں ہیں، وہ انہیں اپنی نئی ٹیم میں شامل کرے گی۔"

اس نے قسم کھائی کہ آئندہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر بھروسا نہیں کرے گی۔ ان سے کیا ہوا معاہدہ ختم کرے گی۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں نے امریکا سے لاکھوں ڈالرز حاصل کرنے کے لیے یہ معاہدہ کیا تھا۔ پیشگی رقم بھی وصول کر چکے تھے۔ دوہری چالیں چل رہے تھے۔ معاہدے کے مطابق شیوانی ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ چرا کر چین میں مشین کو تیار ہونے سے روکنا چاہتی تھی پھر... چرایا ہوا نقشہ امریکی حکام کو دینا چاہتی تھی۔ اس کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی اسکاٹ لینڈ یارڈ میں بھی لانا چاہتی تھی۔ اب اس نے طے کرلیا کہ یہ کام صرف اپنے لیے کرے گی۔

طیارے کے اندر شراب کی ٹرالی گردش کر رہی تھی۔ ٹرالی ان کے پاس بھی آئی۔ ماریہ نے کہا "نو تھینک یو۔ میں نہیں پیتی۔ میرے لیے کافی لے آؤ۔"

شیوانی نے ڈالرز نکال کر ہوسٹس کو دیے پھر پوری ایک بوتل اٹھا کر بولی "یہ ایک بوتل کم پڑے گی تو دوسری لوں گی۔ ایک گلاس دو۔"

ہوسٹس نے اسے حیرانی سے دیکھا پھر اس کے سامنے ایک خالی گلاس رکھ کر آگے چلی گئی۔ وہ بوتل کھول کر گلاس بھرنے لگی۔ ماریہ نے کہا "زبیری! اسے دیکھ رہے ہو؟ کیا اس کا دماغ چل گیا ہے؟ پوری بوتل پیے گی تو مرجائے گی۔"

"تم بھول رہی ہو کہ یہ زہریلی ہے۔ شراب اس کے ہوش نہیں اڑائے گی۔"

"جب نشہ نہیں ہوگا تو کیوں پی رہی ہے؟ کیا لوگوں کو دکھا رہی ہے؟"

"نہیں، یہ خوامخواہ خود کو نمایاں کرنے والی عورتوں میں سے نہیں ہے۔"

شیوانی نے بیگ میں سے ایک ڈبیا نکالی۔ اس ڈبیا پر پوائزن (زہر) لکھا ہوا تھا۔ اس نے ڈبیا کھول کر اس میں سے ایک ٹیبلٹ نکالی پھر اسے بھرے ہوئے گلاس میں ڈال کر ڈبیا کو بیگ میں رکھ دیا۔ ماریہ نے کہا "او گاڈ! یہ زہریلی ہے۔"

زبیری نے کہا "میں ایک اندازے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ زہریلی شراب کے ذریعے اپنے اندر کے زہر میں اضافہ کرے گی تو اسے کچھ سرور حاصل ہوگا۔ یہ کچھ پریشان ہے۔ پریشانی بھلانے کے لیے ایسا کر رہی ہے۔"

وہ بولی "تم نے درست کہا تھا۔ دشمن قریب ہو تو اس کی الٹی سیدھی حرکتیں دکھائی دیتی رہتی ہیں۔ کیا اسے نشہ ہوگا تو تم اس کے دماغ میں جا کر خیالات پڑھ سکو گے؟"

"میں یہی سوچ رہا ہوں۔ شاید اس کے چور خیالات پڑھنے کا موقع مل سکے گا۔"

زبیری ماریہ کے ذریعے اسے دیکھنے لگا۔ اس نے ایک ایک گھونٹ پیتے ہوئے گلاس خالی کیا پھر دوسرا گلاس بھرتے ہوئے ماریہ کو دیکھا۔ ماریہ نے کہا "آس پاس کے لوگ تمہیں حیرانی سے دیکھ رہے ہیں۔ میں ان سب سے زیادہ حیران ہوں کیونکہ انہوں نے تمہیں شراب میں زہر ملاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔"

شیوانی نے پوچھا "کیا تم سمجھ رہی ہو، میں یہ زہر پی کر حرام موت مرجاؤں گی؟"

"میں سمجھتی ہوں، خودکشی کرنے والے جان بوجھ کر زہر پیتے ہیں۔ ایم آئی رائٹ؟"

"رانگ۔ میں مرنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی ہے۔"

ماریہ نے کہا "میں نے سنا ہے، جو نشے کی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں، وہ خود کو سانپوں سے ڈسواتے ہیں۔ تب انہیں کچھ نشہ ہوتا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟"

وہ تائید میں سر ہلا کر بولی "ہیر یو آر۔ زہر پینے سے مجھے سرور حاصل ہوتا ہے۔"

اس نے دوسرا گلاس خالی کیا۔ تیسرا گلاس بھرتے ہوئے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

"ماریہ۔" وہ بے اختیار بول پڑی۔ زبیری نے چونک کر کہا "تمہیں کیا ہوا ہے؟ اصل نام بتا رہی ہو؟"

شیوانی نے اسے چونک کر دیکھا "مجھے ایک ماریہ کی تلاش ہے۔ تم وہ نہیں ہو پھر بھی جاننا چاہتی ہوں کہ کون ہو؟ کیا کرتی ہو؟ کہاں جا رہی ہو؟ کیا تنہا ہو؟"

یہ کہتے ہی وہ ماریہ کی پیشانی کو گھورنے لگی۔ زبیری نے حاضر دماغی سے کام لیا۔ وہ زبیری کی مرضی کے مطابق بولنے لگی "میرا اصل نام مورینا ہے۔ میری ممی اور ڈیڈ مجھے ماریہ کہتے ہیں۔ میرا محبوب بھی یہی کہتا ہے۔ اب میں سب کو یہی نام بتاتی ہوں۔ ہانگ کانگ اپنے محبوب سے ملنے جا رہی ہوں اور گھر سے بھاگ کر جا رہی ہوں۔ کیونکہ میرے ماں باپ میری مرضی سے مجھے شادی کرنے کی اجازت نہیں دے رہے تھے مگر مجھے کیا ہوا ہے؟ میں اپنا راز تمہیں کیوں بتا رہی ہوں؟"

وہ مسکرا کر بولی "میرے سامنے کوئی اپنا راز نہیں چھپاتا۔ میں زہر پیتی ہوں۔ میری آنکھوں میں زہریلی کشش ہے۔ تم اسی کشش کے تحت بول رہی ہو۔"

زبیری نے شیوانی کو خوش فہمی میں مبتلا کر دیا۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ ماریہ اس کی زہریلی آنکھوں کے زیر اثر آکر بول رہی ہے۔ جبکہ وہ ماسک میک اپ میں تھی اور شیوانی کی آنکھوں کی حرارت ماسک کے آر پار نہیں پہنچ رہی تھی۔

اس نے ٹھہر ٹھہر کر پیتے ہوئے پوری بوتل خالی کر دی۔ دوسری بوتل پینے کا وقت نہیں رہا تھا۔ طیارہ ہانگ کانگ ائرپورٹ کے رن وے پر اترنے والا تھا۔ مسافروں سے درخواست کی جا رہی تھی کہ وہ سیٹ بیلٹ باندھ لیں اور جہاز سے اترتے وقت اپنا دستی سامان ساتھ لے جانا نہ بھولیں۔ ایسے وقت زبیری اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

وہ بڑے سرور میں تھی۔ اس پر ہلکا نشہ طاری تھا۔ زبیری اس کے خیالات کو پڑھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کے اندر پہنچنے کے باوجود اس لیے کوشش کر رہا تھا کہ وہ اس کی کسی ایک سوچ کو پکڑ نہیں پا رہا تھا۔ ایک سوچ یا فقرہ پورا ہونے سے پہلے دوسری سوچ حاوی ہو جاتی تھی پھر اس سے پہلے کہ وہ دوسری سوچ کو پوری طرح پڑھتا، تیسری سوچ مسلط ہو جاتی تھی۔ اس طرح دماغ میں مختلف خیالات گڈمڈ ہو رہے تھے۔ اس سے پہلے جے کافو، آندرے اور سائمن نے بھی اس کے چور خیالات پڑھنے کی کوششیں کی تھیں اور ناکام رہے تھے۔

پھر شیوانی کی ہنسی سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "جے سامو

! اتنے اونچے نہ اڑو۔ ابھی طفلِ مکتب ہو۔ یہ شیوانی کا فولادی دماغ ہے جاؤ یہاں سے۔"

زبیری کو اطمینان ہوا۔ وہ اپنے دماغ میں آنے والے کو جے ساموسمجھ رہی تھی۔ وہ طیارے سے اتر کر امیگریشن کاؤنٹر پر آئے۔ شیوانی نے اس کاؤنٹر سے گزر کر باہر آتے ہوئے اپنے ماتحت سراغ رسانوں سے کہا "میں بری طرح ناکام ہو رہی ہوں۔ ان حالات میں چین نہیں جاؤں گی۔ واپس اسکاٹ لینڈ ہیڈ آفس جاکر نئے سرے سے ایک ٹیم بناؤں گی۔ تم دونوں یہاں چھٹیاں مناؤ پھر جب چاہو' واپس چلے جاؤ۔ میں کچھ دونوں کے لیے جاپان جا رہی ہوں۔"

اس نے دونوں ماتحتوں سے پیچھا چھڑالیا۔ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک ہوٹل میں آئی۔ وہاں ایک کمرا لے کر' اس کمرے میں پہنچتے ہی اس نے فون کے ذریعے اسکاٹ لینڈیارڈ کے ڈی جی سے رابطہ کیا پھر کہا "دشمنوں نے مجھے زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ ماریہ' جے کافو اور جے فلو میری گرفت سے نکل چکے ہیں۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے دوست بن کر دشمنی کی ہے۔ میرے دونوں ماتحت سراغ رسانوں کے اندر گھس کر اپنا معمول بنالیا ہے۔"

ڈی جی نے کہا "یہ تو بہت برا ہوا۔ اب ہم امریکی کام کے لیے کام نہیں کریں گے۔ ان پر کبھی بھروسا نہیں کریں گے۔ تمہارا وقت ضائع ہوا ہے واپس آجاؤ۔"

"میں میدان مارنے نکلتی ہوں۔ میدان ہارنے نہیں۔ آپ امریکی اکابرین کو کھری کھری سنائیں اور کہہ دیں کہ میں واپس آگئی ہوں۔ ان کا کام نہیں کروں گی۔ یہ راز نہ کھلے کہ میں ایک نئی ٹیم بنا کر چین جا رہی ہوں۔"

"شیوانی! تمہارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والے نہیں رہے۔ تم ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کے مقابلے میں چین نہ جاؤ۔ تم ہمارے لیے بہت قیمتی ہو۔"

"اب میں اسکاٹ لینڈیارڈ کے لیے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ حاصل کروں گی۔ آپ میری فکر نہ کریں۔ مجھے اپنے ادارے کے ان سراغ رسانوں کے کنٹیکٹ نمبر دیں۔ جو یہاں ہانگ کانگ میں ہیں۔ میں ابھی ان سے رابطہ کروں گی۔"

ڈی جی نے اسے کئی فون نمبر بتائے۔ وہ اخبار کے ایک صفحے پر ان نمبروں کو نوٹ کرنے لگی۔ ایسے وقت اس کی نظریں اخبار کی ایک سرخی پر جم گئیں۔ جلی حرفوں میں لکھا ہوا تھا "مشہور و معروف سائنس داں جیمس ہارورڈ کی موت پھر نئی زندگی۔"

جیمس ہارورڈ کی ایک بڑی سی تصویر شائع ہوئی تھی۔ تصویر کے ساتھ خبر شائع ہوئی تھی کہ پچھلی شام کو جیمس ہارورڈ کی موت واقع ہوئی تھی۔ دو ڈاکٹروں نے اس کی موت کی تصدیق کی تھی۔ اس کی تجہیز و تکفین کے انتظامات کیے جا رہے تھے۔ ایسے وقت وہ لاش اٹھ کر بیٹھ گئی۔ مردہ زندہ ہوگیا۔ ڈاکٹرز کی رپورٹ کے مطابق جیمس ہارورڈ نئی زندگی حاصل کرنے کے بعد پہلے کی طرح صحت مند اور نارمل ہے۔

جیمس ہارورڈ کی وجہ شہرت ایک آلہ سماعت ہے۔ جس کے ذریعے وہ ہزاروں میل دور دنیا کے آخری سرے تک بولنے والے کی گفتگو یوں سن لیتا ہے' جیسے فون کے ذریعے آواز سن رہا ہو۔

اس نے آلہ سماعت تیار کرنے کے بعد اسے اپنے ایک کان سے آپریشن کے ذریعے مستقل طور پر منسلک کرایا ہے۔ وہ آلہ آئندہ آپریشن کے بغیر اس کے کان سے الگ نہیں ہو سکے گا۔ بین الاقوامی سائنس دانوں کی ایسوسی ایشن کی طرف سے اس پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ اسے اس غیر معمولی آلہ سماعت کا فارمولا دوسرے سائنس دانوں کو بھی بتانا چاہیے۔ ٹیلی فون کی طرح اس آلے کو بھی عام کرنا چاہیے۔

یہ خبر ایسی تھی کہ شیوانی کے دماغ میں جیمس ہارورڈ گونجنے لگا۔ اس کے اندر چیخ چیخ کر بولنے لگا۔ میں تمہاری ضرورت ہوں۔ تم سے ٹیلی پیتھی جاننے والے چھن گئے کوئی بات نہیں ایک چیز گم ہوتی ہے تو دوسری مل جاتی ہے۔ میں تمہیں مل گیا ہوں۔ تمہارے دشمن دنیا کے جس حصے میں رہیں گے۔ میں ان کی باتیں تمہیں سناؤں گا۔ ان کے خفیہ منصوبے بتاؤں گا۔ تمہارے خلاف ہونے والی سازشوں کا علم تمہیں پہلے سے ہو جایا کرے گا۔ تم ان سازشوں کا توڑ کرو گی۔ دشمنوں کو منہ توڑ جواب دو گی۔"

شیوانی کے اندر زبردست ہلچل پیدا ہوگئی تھی۔ وہ ایک غیر معمولی قوت سماعت رکھنے والے شخص کو اپنا معمول بنا سکتی تھی۔ اس نے کنٹیکٹ نمبر کے مطابق ایک سراغ رساں سے رابطہ کیا "میں ہوں شیوانی اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل آف اسکاٹ لینڈیارڈ۔ مائی کوڈ نیم از شی کوبرا فار فو (FOF)"

"یس میڈم شی کوبرا فار فو! (دشمنوں کے لیے ناگن) ہمیں آپ کے آنے کی اطلاع مل چکی ہے۔ حکم کریں۔"

"مجھے دو ذہین' حاضر دماغ اور نہایت تجربے کار سراغ رسانوں کی ضرورت ہے۔"

"مل جائیں گے۔ آپ اڈریس بتائیں' وہ آپ کی ...ت میں حاضر ہو جائیں گے۔"

"میں بہت رازداری سے کام کروں گی۔ ان دو ماتحتوں ...ر رہا کروں گی۔ کبھی ان کے سامنے نہیں آؤں گی۔ تم ...نوں کی تصویریں لے کر آؤ۔ میرا موبائل نمبر نوٹ کرو ...نہیں بتا دو۔ ان سے فون کے ذریعے رابطہ رہا کرے ...ا۔"

وہ اپنا موبائل نمبر بتانے لگی۔ اس نے نوٹ کر کے کہا ...ابھی آ رہا ہوں۔"

"جسٹ اے منٹ۔ کیا تم نے آج کے اخبار میں جیمس ...ہارورڈ کے بارے میں پڑھا ہے۔"

"یس میڈم! ہم اسے اغوا کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ ...ہمارے بہت کام آئے گا۔"

"شاباش! میں یہی چاہتی ہوں۔ اسے اغوا نہ کرو۔ میرا ...سامنا کرا دو۔ میں اسے اپنا غلام بنالوں گی۔"

"اس نے دوبارہ زندگی حاصل کرنے کے بعد خود کو اپنے ...میں قید کرلیا ہے۔ کسی سے ملاقات نہیں کرتا ہے۔ آپ ...سامنا کرانے کے لیے اسے اغوا کرنا ہی ہوگا۔"

"میں ہنگامہ نہیں چاہتی۔ خاموشی سے کام کرنا چاہتی ...ہے۔ کیا تم میرا موبائل نمبر اس کے پاس پہنچا سکتے ہو؟ یا اس ...کا نمبر دے سکتے ہو؟"

اس نے جیمس ہارورڈ کا پرسنل فون نمبر بتایا۔ وہ بولی ...تھوڑی دیر بعد تم سے رابطہ کروں گی۔ میں دو سراغ ...رساں چاہتی ہوں۔ ان میں سے ایک تم ہوگے۔"

اس نے رابطہ ختم کیا۔ اخبار اٹھا کر اسے سامنے لا کر ...ہارورڈ کی تصویر کو توجہ سے دیکھتے دیکھتے اس کی پیشانی کو ...ورنے لگی۔

نارنگ اپنے بیڈ روم میں جیمس ہارورڈ کی منگیتر کے ...وقت گزار رہا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ...ہا تھا' اس کی منگیتر صرف اس کی دولت کی خاطر اس ...کرنا چاہتی تھی۔ ورنہ وہ کسی وکی نام کے جوان سے ...تی تھی۔ نارنگ نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے اپنے ...میں بلایا تھا۔ اب کہہ رہا تھا۔ تم مجھے دھوکا دے کر ...خوش کرنا چاہتی تھیں مگر پچھلی رات سے مجھے خوش ...ہو۔ میں تمہاری بے وفائی کی سزا دے چکا ہوں۔ اب ...کرا کر اپنے عاشق کے پاس جاؤ۔"

...اس نے محسوس کیا کہ اس کی پیشانی گرم ہو رہی ...ہے۔ چونک کر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پریشان ہو کر بولا "یہ کیا ...ہے؟ یہ اچانک میری پیشانی گرم کیوں ہو رہی ہے۔ جبکہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہیں۔ میں۔۔ میں۔۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ میں اپنے اندر کی تمام باتیں بولنے لگوں۔ بولوں گا تو حرارت ختم ہو جائے گی۔"

موبائل سے بزر کی آواز ابھرنے لگی۔ وہ فون کی طرف دیکھ کر بولا "میں نے اسے بند کیا تھا۔ کس نے آن کیا ہے؟"

اس کی منگیتر نے کہا "میں نے کیا ہے۔ یہ میری ہی کال ہوگی۔"

وہ غصے سے بولا "سور کی بچی! فون بند کردے۔ باہر جا کر کسی یار سے باتیں کر۔ میرا فون ہو تو کہہ دینا۔ میں سو رہا ہوں۔"

اس نے فون کا بٹن دبا کر اسے کان سے لگایا اور وہاں سے جاتی ہوئی بولی "ہیلو۔ کون ہے؟"

دوسری طرف سے شیوانی نے کہا "جیمس ہارورڈ سے کہو۔ وہ مجھ سے باتیں کرے گا تو پیشانی ٹھنڈی ہوگی۔ ورنہ وہ آگ پورے جسم میں پھیل جائے گی۔"

وہ پلٹ کر نارنگ سے بولی "ایک عورت کہہ رہی ہے اس سے باتیں کرو گے تو پیشانی ٹھنڈی ہو جائے گی۔ ورنہ پورے بدن میں آگ پھیل جائے گی۔"

نارنگ نے چونک کر فون کی طرف دیکھا۔ حیرانی سے سوچا "کسی کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میری پیشانی جل رہی ہے؟"

وہ آگے نہ سوچ سکا۔ محسوس کرنے لگا' پورا سر اور پورا چہرہ جلنے لگا ہے۔۔۔۔۔ وہ گھبرا کر۔۔۔ فون لے کر کان سے لگاتے ہوئے بولا "تم کون ہو؟"

"میں ایک بخار ہوں۔ اس بخار سے نجات پانے کا ایک ہی علاج ہے۔ سچ بولنا شروع کردو۔ تم مر چکے تھے' زندہ کیسے ہوگئے؟ کون ہو تم؟"

"میں ایک خطرناک جادو جاننے والے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے نارنگ کی آتما ہوں۔ جیمس ہارورڈ کے جسم میں سما کر نارنگ کو نئی زندگی دے چکی ہوں۔ اس طرح جیمس ہارورڈ کو بھی دوبارہ زندگی مل چکی ہے۔"

"تم ناقابلِ یقین باتیں کہہ رہے ہو لیکن سچ کہہ رہے ہو کیونکہ میرے پیدا کیے ہوئے بخار میں مبتلا ہونے والے ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ تمہارا سچ سن کر میں خوش ہو رہی ہوں۔ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو نا؟"

"ہاں جانتا ہوں۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا کے سب ہی لوگ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔"

"تم ابھی تنہا نہیں ہو۔ تمہارے آس پاس جو لوگ

ہیں۔ انہیں رخصت کردو۔"
نارنگ نے اس منگیتر بننے والی کو حقارت سے دیکھ کر کہا "یہاں کیوں کھڑی ہے؟ چل بھاگ یہاں سے۔ کسی سے میرے بارے میں کچھ بولے گی تو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"
وہ سہم کر وہاں سے چلی گئی۔ اس نے فون پر کہا "وہ جاچکی ہے۔ میں تنہا ہوں۔"
"تم میری بات مان رہے ہو۔ یہ محسوس کررہے ہو کہ حرارت کم ہورہی ہے۔"
"ہاں کم ہورہی ہے مگر ہے' پلیز مجھے بتاؤ کہ کیا مجھ پر جادو کررہی ہو؟"
"میں جادو نہیں جانتی۔ یہ میری ایک غیر معمولی صلاحیت ہے۔ میرا ایک موبائل نمبر یاد رکھو۔ جب بھی بخاد میں مبتلا رہو۔ میرے فون نمبر پر بچ بولتے رہو۔ ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد تمہارے پاس ایک شخص آئے گا۔ وہ جو حکم دیتا رہے گا تم بے چوں وچرا اس پر عمل کرتے رہو گے۔"
نارنگ نے کہا "میں تمہارے شخص کا ہر حکم مانتا رہوں گا۔"
شیوانی نے اپنا موبائل نمبر بتا کر فون بند کیا پھر اپنے سراغ رساں سے رابطہ کرنے کے بعد کہا "میں نے جیمس ہارورڈ کو ٹریپ کیا ہے۔ تم ہمارے ایک ہپناٹائز کرنے والے کو اس کے بنگلے میں بھیج دو۔ اسے کہو کہ وہ اسے ہپناٹائز کرکے میرا معمول اور محکوم بنادے۔ بہتر یہ ہوگا کہ تنویمی عمل کے وقت تم بھی وہاں موجود رہو۔"
یہ تمام معاملات طے کرنے کے بعد وہ ہوٹل سے نکل کر ایک بہت بڑے شاپنگ سینٹر میں گئی۔ وہاں سے میک اپ کا ضروری سامان لے کر واپس ہوٹل کے کمرے میں آئی پھر آئینے کے سامنے بیٹھ کر اپنے چہرے کو تبدیل کرنے لگی۔

○☆○

وہ جانتی تھی کہ چین کے احکام اور وہاں کے تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے اس بات سے باخبر ہیں کہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی اے ڈی جی شیوانی ایک اہم مشن پر چین کے شہر بیجنگ پہنچنے والی ہے اس لیے چین پہنچنے سے پہلے ہی اس کے خلاف ایسے اقدامات کیے گئے تھے کہ اس کی ٹیم ٹوٹ گئی تھی اور وہ بالکل تنہا رہ گئی تھی۔
اب وہ اپنا چہرہ اپنی شناخت چھپا رہی تھی۔ چہرہ بدل کر' سر سے پاؤں تک حلیہ بدل کر چین جانے والی تھی۔ وہاں جانے سے پہلے کچھ ضروری انتظامات کیے تھے۔ وہ چاہتی تھی' آئندہ اس کی اپنی ٹیم کے سراغ رساں اور غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا نارنگ بھی اسے نہ پہچانیں۔ وہ چین پہنچنے کے بعد بھی ان سے چھپ کر رہے اور ان سے اپنا کام کراتی رہے۔
اس نے میک اپ کے بعد خود کو ایک نئے رنگ میں دیکھا۔ وہ خود کو نہیں پہچان رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا آئینے کے اندر جیسے کوئی دوسری حسینہ اپنا جلوہ دکھا رہی ہے۔ ایسے وقت فون کا بزر سنائی دیا۔ وہ اسے آن کرکے بولی "ہیلو۔"
دوسری طرف سے پورس نے کہا "ہیلو میڈم! میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا لیزی گارڈ ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ کو میری ضرورت ہے۔"
وہ ناگواری سے بولی "یو نان سینس! تمہاری حکومت سے ہم نے معاہدہ ختم کردیا ہے۔ مجھے تمہارے جیسے دھوکے باز ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر بھروسا نہیں ہے۔"
"میڈم! جس ٹیلی پیتھی جاننے والے نے آپ کے ساتھ کو دھوکا دیا تھا۔ اسے سخت سزائیں دی گئی ہیں۔ میں ایسی غلطی نہیں کروں گا۔"
"سوری' اب میں تم لوگوں کے لیے کام نہیں کرتی ہوں۔"
"ذرا سوچیے' آپ کی ذہانت اور حکمت عملی سے میری ٹیلی پیتھی سے کام نہ لیا گیا تو وہ چاؤں میاؤں چین والے ہپناٹائز کرنے والے ٹرانسفارمر مشین بنالیں گے۔"
"میرا نام شیوانی ہے۔ میں انہیں مشین بنانے اور ٹیلی پیتھی سیکھنے نہیں دوں گی۔"
"میں آپ کی اسی مستقل مزاجی کا عاشق ہوں۔ تمہیں اپنے دل کے اندر کی بات بتا رہا ہوں۔ ایک بار میں دیکھا تھا۔ تب سے تم پر عاشق ہوگیا ہوں۔"
"کیا بکواس کررہے ہو؟"
"سچے عاشق کو بکواس نہیں دیوانہ کہتے ہیں۔ مجھے اپنا دیوانہ کہو۔"
"پتا نہیں تم نے کب دیکھا تھا اور آج دیوانے ہو۔ فراڈ کررہے ہو۔"
"میں نے تین دن پہلے دیکھا تھا۔ تمہارا پتا فون نمبر نہیں جانتا تھا۔ آج سرکاری طور پر کہا گیا مجھے دھوکا دینے والے کو معطل کیا جارہا ہے۔ لہٰذا فون رابطہ کرنا چاہیے۔ انہوں نے مجھے تمہارا یہ ... ہے۔"
"میں کہہ چکی ہوں۔ معاہدہ ختم ہوچکا ہے۔ ... بحال کرو۔"
"سرکاری معاہدہ ختم کردو۔ محبت کا معاہدہ کرو۔ میں تمہاری خاطر امریکا چھوڑ کر یہاں آیا ہوں۔ مجھ سے محبت کرو تو ان کی وفاداری نہیں تمہاری وفاداری کروں گا۔"
وہ ذرا چپ ہوئی پھر سوچ کر بولی "میرے وفادار رہو گے؟"
"مجھے آزما سکتی ہو۔ میں تمہاری خاطر ہمیشہ کے لیے امریکا کو چھوڑ دوں گا۔"
وہ سوچنے لگی۔ اگر وہ دیوانہ ہو کر میرے سامنے آئے گا تو آنکھوں سے سحرزدہ ہوجائے گا۔ اس کے علاوہ اس پر تنویمی عمل کراؤں گی۔ وہ میرا غلام بن جائے گا۔ اس کے بعد جب تک اس کی پیشانی جلتی رہے گی' وہ مجھ سے نہ کبھی جھوٹ بول سکے گا۔ نہ کسی موقع پر دھوکا دے سکے گا۔ اسے ضرور ٹریپ کرنا چاہیے۔
وہ بولی "ہیلو' میں سوچ رہی ہوں' وقت تو ضائع ہوگا مگر تمہیں آزماؤں گی۔"
پورس نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "تھینک یو۔ گدھے کو چارہ ڈالا جاتا ہے مگر تم گھاس ڈال رہی ہو۔ اس کا مطلب ہے مجھے گدھا نہیں سمجھ رہی ہو۔ گھوڑا سمجھ کر سوار ہوگی۔ میں خوش نصیب ہوں۔ دوسرے شوہروں کی طرح گھوڑا بننے والا ہوں۔ مجھ سے شادی کروگی۔ جلدی سے بولو' کب کروگی؟"
"پہلے ہماری خفیہ ملاقات ہوگی اور معاملات طے ہوں گے۔"
"ہائے خفیہ ملاقات! پیار میں دنیا والوں سے چھپ کر ملنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے۔"
"میں آج شام کو ہانگ کانگ نائٹ کلب کے بار میں ٹھیک آٹھ بجے ملوں گی مگر تم مجھے پہچان نہیں سکو گے۔ میں ... ہوں۔"
"کوئی بات نہیں میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے ابھی اس نائٹ کلب کے بار کی ایک میز ریزرو کراؤں گا۔ اس میز پر میرا ... کارڈ لکھا ہوگا۔"
وہ ... انداز میں بولی "او کے' آج کی رات زندگی بھر ... "
... نے مسکراتے ہوئے فون بند کردیا پھر خیال خوانی ... سے بولا "پاپا! میں ہانگ کانگ میں ہوں۔ کسی ... آپ کے پاس پہنچنے والا ہوں۔"
... نے خوش ہو کر کہا "ویلکم مائی سن۔ میں تمہارا انتظار کررہا ہوں۔"
"جناب عبداللہ واسطی کی ہدایت ہے کہ شیوانی کو نقصان نہ پہنچایا جائے۔ میں آج رات اس کی خیروعافیت کے لیے اس سے ملاقات کرنے والا ہوں۔"
"تم کسی کی چال میں کبھی نہیں پھنستے ہو پھر بھی اس خطرناک عورت سے ہوشیار رہنا۔"
"آپ کی یہ ہدایت یاد رکھوں گا۔"
"ماریہ' احمد زبیری سے ملنے آرہی ہے۔ وہیں ہانگ کانگ میں ہے۔ میں تمہیں زبیری کے پاس پہنچا رہا ہوں۔ اس سے ماریہ کا پتا معلوم کرو۔ اس کی حفاظت لازمی ہے۔"
میں نے زبیری کے دماغ میں پہنچ کر کہا "زبیری! میں ہوں فرہاد۔"
وہ بولا "ایوننگ سر! آپ نے مجھے یاد کیا ہے۔ ضرور کوئی خاص بات ہوگی۔"
"میں پورس کو تمہارے پاس پہنچانے آیا ہوں۔ اس سے باتیں کرو۔"
پورس نے کہا "ہائے زبیری!"
زبیری نے خوش ہو کر کہا "ہائے برادر! پہلی بار ہمارا رابطہ ہورہا ہے۔"
"انشاء اللہ روبرو ملاقات بھی ہوگی۔ پاپا نے کہا ہے' ماریہ ہانگ کانگ میں ہے۔ مجھے اس کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اس کا پتا اور فون نمبر بتاؤ۔"
"آپ کے پاپا بہت گریٹ ہیں۔ میرے پیار کو تحفظ دے رہے ہیں۔"
یہ کہہ کر زبیری خیال خوانی کے ذریعے ماریہ کے پاس پہنچ گیا پھر بولا "ہائے ماریہ! میں آیا ہوں مگر اکیلا نہیں ہوں۔ برادر پورس میرے ساتھ ہیں۔"
"او گاڈ! کیا وہی پورس جو مسٹر فرہاد کے صاحب زادے ہیں؟"
"ہاں' وہی برادر پورس ہانگ کانگ میں ہیں۔ ان سے باتیں کرو۔"
وہ بولی "ہائے برادر! یہ سن کر خوشی ہورہی ہے کہ آپ اسی شہر میں ہیں۔"
پورس نے کہا "تم زبیری کی امانت ہو۔ پاپا نے مجھے تمہارا باڈی گارڈ بنایا ہے۔"
وہ ہنستی ہوئی بولی "شرمندہ نہ کریں۔ زبیری کی طرح میں بھی آپ کے پاپا کی اور بابا صاحب کے ادارے کی خدمت گار ہوں۔ یہاں خدمت کرنے آئی ہوں۔"

"ہم سب بابا صاحب کے ادارے کے خدمت گار ہیں۔ چلو میں تمہارا باڈی گارڈ نہیں' محافظ بھائی تو ہوں۔"

وہ خوشی سے کھل کر بولی "او۔ اڑ مائی پلیزر آئی ایم لکی بائی بینگ یور سسٹر۔" (یہ میری لیے خوشی کا مقام ہے۔ میں آپ کی بہن بن کر خوش نصیب ہو گئی ہوں)

زبیری نے کہا "تھینکس برادر! بہن بھائی کے درمیان میرا کوئی کام نہیں ہے۔ یہ ماریہ ابھی ہواؤں میں اڑتی رہے گی۔ میں جا رہا ہوں۔ گڈ بائی۔"

وہ چلا گیا۔ ماریہ نے کہا "برادر! میں اپنا پتا اور فون نمبر بتا رہی ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تمہارے دماغ میں پہنچ کر معلوم کر لیا تھا۔"

"او گاڈ! میں ٹیلی پیتھی کی جادوگری بھول گئی تھی۔ آپ آ رہے ہیں؟"

"ابھی آ رہا ہوں۔ ہم ہانگ کانگ کی سیر کریں گے اور خوب باتیں کریں گے۔"

ماریہ خوشی سے کھلی ہوئی تھی۔ یہ اس کے لیے بہت بڑی بات تھی کہ میرے ایک بیٹے نے اسے بہن کہہ کر میری فیملی کی ایک ممبر بنالیا ہے۔ اسے آدھے گھنٹے بعد اپنے اپارٹمنٹ کے سامنے کار کا ہارن سنائی دیا پھر اپنے اندر پورس کی آواز سنائی دی "ماریہ! چلی آؤ۔ میں آیا ہوں۔"

وہ کھڑکیاں بند کر کے دروازے کو لاک کرنے کے بعد باہر آئی۔ سڑک کے کنارے تین کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ پورس کو چہرے سے نہیں پہچانتی تھی۔ پورس اسے اپنی شناخت بتانا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی ایک قریبی کار کے پچھلے دروازے سے ایک شخص باہر آیا۔ اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا۔ اس نے ماریہ سے کہا "میری جیب میں ریوالور ہے اور تم نشانے پر ہو۔ چپ چاپ کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھو۔ ورنہ گولی مار کر چلا جاؤں گا۔"

پورس نے اس کے دماغ میں کہا "ماریہ! ایسا اچانک ہو رہا ہے۔ میں سب سے آگے والی وہائٹ ٹویوٹا میں ہوں۔ تم خود کو خوف زدہ ظاہر کرتے ہوئے اس کے حکم کی تعمیل کرو۔"

ماریہ سہم کر اس کی جیب کو دیکھ رہی تھی۔ جیب کے اندر ریوالور جیسی چیز تھی۔ وہ سہمے ہوئے انداز میں بولی "میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ تم کون ہو؟"

وہ ڈانٹ کر بولا "کوئی سوال نہ کرو۔ فوراً کار میں بیٹھ جاؤ۔ کم آن!"

وہ کار کی پچھلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ پورس نے کہا "میں تمہارے پاس نہیں رہوں گا۔ مجھے مخاطب نہ کرنا۔ تمہارے پاس ہی دشمنوں کے اندر رہوں گا۔"

وہ کار وہاں سے آگے بڑھی۔ پورس اس کے پیچھے لگا۔ معلوم ہوا وہ اسکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوس تھے۔ ان کے ہیڈ کوارٹر سے اطلاع ملی تھی کہ ماریہ 'شیوانی کی ٹیم سے' ہو گئی ہے۔ دہلی میں کئی گھنٹوں تک تلاش کرنے کے باوجود نظر نہیں آ رہی ہے۔

یہ اندازہ لگایا جا رہا تھا کہ اس کا محبوب احمد زبیری ٹیلی پیتھی کے ذریعے تحفظ دے رہا ہے۔ وہ بھیس بدل کر اس کے پاس جانے کے لیے ہانگ کانگ یا تائیوان جائے گی۔ جگہ جگہ کے سراغ رسانوں کو الرٹ کر دیا گیا تھا۔ ان سب کو ماریہ کی مخصوص شناخت بتائی گئی تھی۔ بھیس بدلنے کے باوجود اسے مخصوص شناخت کے ذریعے پہچانا جا سکتا تھا۔

پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے جاسوس نے جیب سے ریوالور نکال کر کہا "ماریہ! ہم اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ٹریننگ سنٹر میں تھے۔ تم مجھ سے ایک سال جونیئر تھیں۔ مجھے بھول گئیں لیکن میں نے تمہیں نہیں بھلایا ہے۔"

وہ بولی "تم غلطی کر رہے ہو۔ میں ماریہ نہیں ہوں۔ کیا ایسی تھی؟"

"ایسی نہیں تھی۔ جب چہرے سے میک اپ اتارا جائے گا تو اندر سے ماریہ نکل آئے گی۔ پورے یقین سے سوچو۔ میک اپ کے باوجود کیسے پہچانی گئی ہو؟"

وہ سوچنے لگی "طیارے میں شیوانی جیسی چالاک عورت مجھے نہ پہچان سکی۔ کیا یہ جاسوس میرے بائیں ہاتھ کی وجہ سے پہچان رہا ہے؟"

پورس نے کہا "تم نے طیارے میں شیوانی کے سامنے بایاں ہاتھ استعمال نہیں کیا ہوگا اور تمہاری گردن کا نشان پیچھے چھپی رہی ہوگی۔"

وہ چونک کر بولی "برادر! میری گردن پر ایک زخم کا نشان ہے لیکن اس نشان کو میں نے میک اپ کے ذریعے سے چھپایا ہے۔"

"تم نے ہانگ کانگ ایئرپورٹ کے امیگریشن کاؤنٹر پر بائیں ہاتھ سے دستخط کیے تھے۔ جاسوس نے دور سے شبہ کیا تھا کہ تم بائیں ہاتھ سے کام کرنے والی لگتی ہو۔ وہ تمہارا ماسک اتار کر گردن کے زخم کا نشان دیکھے گا تو تصدیق ہو جائے گی۔"

"برادر! کیا اس جاسوس نے شیوانی کو میرے متعلق اطلاع دی ہے؟"

"ابھی نہیں۔ پہلے یہ تصدیق کرنا چاہتا ہے۔ ویسے میں اسے شیوانی تک خبر پہنچانے نہیں دوں گا۔ وہ دو جاسوس ہیں۔ میں تنہا نمٹ سکتا ہوں مگر بڑا ہنگامہ ہوگا۔ بڑی خاموشی سے دونوں کو خاموش کرنا ہوگا۔"

اس نے زبیری کو ماریہ کے دماغ میں بلا کر کہا "میں تنہا ان دونوں سے فائٹ کروں گا۔ انہیں گولی ماروں گا تو شیوانی تک خبر پہنچے گی کہ وہ دونوں ٹیلی پیتھی کا شکار ہونے کے بعد مارے گئے ہیں۔"

"آپ درست کہہ رہے ہیں۔ وہ ماریہ پر شبہ کرے گی۔"

"تم ایک جاسوس کے دماغ پر قبضہ جماؤ۔ میں دوسرے پر حاوی رہوں گا اور ماریہ! جیسے ہی یہ کار رکے' تم میری کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر آ جانا۔"

اس پلاننگ کے ساتھ ہی کار رک گئی۔ ماریہ نے کار سے اتر کر پیچھے ایک وائٹ ٹویوٹا کو دیکھا پھر دوڑتی ہوئی آ کر اس کی اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ساتھ والی سیٹ پر پورس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا "کار اسٹارٹ کرو اور ڈرائیو کرتی جاؤ۔ جب تک میں نہ بولوں۔ خاموش رہنا۔"

اس نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی پھر تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی ایک سمت جانے لگی۔ دونوں جاسوس اپنی کار میں آگے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک نے اگلی سیٹ سے کہا "زبیری! پیچھے کیوں ہو؟ آگے آؤ۔"

دوسرا جاسوس اگلی سیٹ پر آ گیا۔ کار آگے چل پڑی۔ زبیری نے اپنے آلہ کار کو ڈھیل دی۔ اس نے چونک کر آگے پیچھے دیکھا پھر حیرت سے پوچھا "ماریہ کہاں ہے؟ میں پچھلی سیٹ پر تھا۔ آگے کیسے آ گیا؟"

"مجھ سے کیا پوچھ رہے ہو؟ تم ماریہ کے ساتھ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔"

"ہاں مگر گاڑی تو روکو۔ کچھ سمجھنے دو کہ وہ کیسے غائب ہو گئی ہے؟"

"گدھے ہو۔ سیدھی سی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ شبہ ہے اسے ٹیلی پیتھی لے گئی ہے۔"

"ہاں سمجھ گیا۔ گاڑی روکو۔ واپس موڑو۔ وہ دور نہیں گئی ہوگی۔ ہم اسے پکڑ لیں گے۔ ارے تم رفتار کیوں بڑھاتے جا رہے ہو۔ یہ ساحلی علاقہ ہے۔ کیا سمندر میں ڈوبنا چاہتے ہو؟ فار گاڈ سیک رفتار کم کرو۔"

پورس نے مزید رفتار بڑھاتے ہوئے کہا "زبیری! تم ماریہ کے پاس جاؤ۔ میں ان دونوں کو آخری اسٹیشن تک پہنچا کر آ رہا ہوں۔"

پورس نے رفتار کم کرتے ہوئے کہا "سمجھا کرو' گاڑی میں نہیں چلا رہا ہوں۔"

وہ حیرانی اور پریشانی سے بولا "سمجھ گیا۔ ایسا ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہو رہا ہے۔"

چھوٹے بحری جہازوں اور لانچوں کے لیے کئی برتھ سمندر میں دور تک چلے گئے تھے۔ ایسے برتھ پر جہازوں سے سامان اتارا جاتا تھا۔ پورس نسبتاً ایک خالی برتھ کی طرف کار کو موڑ کر پھر رفتار بڑھانے لگا۔ دوسرا جاسوس چیختے ہوئے کہنے لگا "نہیں۔ آگے سمندر ہے۔ گاڑی روکو۔ مجھے اترنے دو۔ میں ڈوبنا نہیں چاہتا۔"

اس کے چیختے چیختے کار برتھ کے آخری سرے سے آگے نکل گئی۔ اس کے نیچے برتھ کا فرش نہیں رہا۔ وہ فضا میں دور تک اڑتی ہوئی سمندر کے پانی میں اتر گئی۔ پانی بہت گہرا تھا۔ وہ گہرائی میں اترتی گئی۔ پورس نے ان دونوں کو کار کا دروازہ کھولنے اور باہر نکلنے کا موقع نہیں دیا۔ وہ کار ان کے لیے تابوت بن گئی۔

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر بولا "ماریہ! کیا ہو رہا ہے؟ زبیری سے باتیں ہو رہی ہیں؟"

زبیری نے کہا "ہم یہاں کار روک کر دشمنوں کی کار کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ اب اطمینان ہے۔ شیوانی پہلے کی طرح ماریہ کو اس موجودہ میک اپ میں نہیں پہچان سکے گی۔"

پورس نے کہا "ماریہ کو شیوانی کا سامنا نہیں کرنا چاہیے۔ ورنہ اس کا بایاں ہاتھ چغلی کھاتا رہے گا۔"

ماریہ نے پوچھا "کیا ٹیلی پیتھی کے ذریعے میری عادت بدلی جا سکتی ہے؟"

"یہ ممکن نہیں ہے۔ پیدائشی عادت ہے۔ ہاں اگر کبھی شیوانی سے اچانک سامنا ہو جائے تو ہم خیال خوانی کے ذریعے تمہیں بائیں ہاتھ سے کام کرنے سے روکتے رہیں گے۔ ایسا عارضی طور پر ہو سکتا ہے۔ تمہیں محتاط رہنا چاہیے۔"

"میں نے ایئرپورٹ سے شیوانی کا پیچھا کرنا چاہا تھا۔ یہاں اس کی قیام گاہ دیکھنا چاہتی تھی مگر وہ ٹریفک کے ہجوم میں کہیں گم ہو گئی۔"

زبیری نے پوچھا "برادر! کیا آپ شیوانی کا پتا جانتے ہیں؟"

"جان جاؤں گا۔ میں امریکا کا ایک باغی ٹیلی پیتھی جاننے

والا بن کر آج رات اس سے ملاقات کرنے والا ہوں۔ یعنی ٹھیک دو گھنٹے بعد۔"

ماریہ نے پوچھا "کیا آپ نے ماسک میک اپ کیا ہے؟ یہ بہت ضروری ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ اس کی آنکھوں کی طلسمی حرارت میری پیشانی تک نہیں پہنچے گی۔"

زبیریٔ نے کہا "ماریہ! برادر کی معلومات ہم سے بہت زیادہ ہیں۔ تم ان کی فکر نہ کرو اور اب میں تمہاری فکر نہیں کروں گا۔ میں جا رہا ہوں۔"

"زبیری! برادر دو گھنٹے بعد شیوانی سے ملنے جائیں گے۔ میں تنہا رہ جاؤں گی۔ اپنے اپارٹمنٹ میں تمہارا انتظار کروں گی۔ آؤ گے نا؟"

وہ آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ ماریہ نے پوچھا "آپ کافی پینا چاہیں گے؟"

"ہاں۔ کسی سی ویو ریستوران میں چلو۔ سمندر کا نظارہ کرتے ہوئے کافی پئیں گے۔"

وہ ڈرائیو کرتی ہوئی بولی "میں نے ٹیلی پیتھی کے بارے میں بہت کچھ پڑھا تھا اور سنا تھا۔ اب آنکھوں سے اس علم کے کمالات دیکھ رہی ہوں۔ میرا خیال ہے۔ یہ دنیا کا سب سے حیرت انگیز علم ہے اور سب سے خطرناک ہتھیار ہے۔"

"یہ علم بے وقوفوں کے پاس ہو تو خطرناک ہے۔ دانشمندوں کے پاس ہو تو انسانیت کی بہتری اور سلامتی کا ایک مستحکم ذریعہ ہے۔"

"میرا دل بہت چاہتا ہے کہ میں بھی یہ علم حاصل کروں۔ کیا یہ ممکن ہے؟"

"پہلے ممکن نہیں تھا۔ اب آسان ہو رہا ہے۔ چین میں ٹرانسفارمر مشین تیار ہو گی تو تمہیں اس کے ذریعے سکھایا جائے گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی "سچ؟ کیا آپ کے پاپا یہ چاہیں گے۔ کیا حکومت چین کو اعتراض نہیں ہو گا؟"

"کسی کو اعتراض نہیں ہو گا۔ جو ہمارے اپنے ہیں، ہم انہیں یہ علم ضرور سکھاتے ہیں۔"

"برادر! آپ رحمت کا فرشتہ ہیں۔"

"تم باصلاحیت ہو۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی تربیت یافتہ ہو۔ تمہیں ہمارے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے خیال خوانی کا ہنر آئے گا۔ تم ہماری طرح بن کر رہو گی۔"

"سو مینی تھینکس برادر! میں اپنی توقعات سے زیادہ خوش نصیب ہوں۔"

اس نے ایک ساحلی ریستوران کے سامنے کار روک دی۔ پورس کے ساتھ اس ریستوران کے گارڈن میں آ کر بیٹھ گئی پھر کافی کا آرڈر دینے لگی۔ پورس نے اپنے ایک سراغ رساں کے دماغ میں پہنچ کر کہا "ہانگ کانگ نائٹ کلب میں ابھی جاؤ۔ وہاں کے بار میں ایک چھوٹی میز ریزرو کراؤ اور اس مخصوص میز پر لیزی گارڈ کی نیم پلیٹ رکھوا دو پھر مجھے ریزرویشن کے بارے میں بتاؤ۔"

ماریہ نے پوچھا "آپ کیا سوچ رہے ہیں؟"

"شیوانی سے ملاقات کے لیے ہانگ کانگ نائٹ کلب کی ایک میز ریزرو کرا رہا ہوں۔"

"فنٹاسٹک، بیٹھے بیٹھے سارا کام ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہو جاتا ہے۔ کمال ہے۔"

ویٹر نے کافی کی ٹرے لا کر رکھی۔ ماریہ نے پوچھا "کریم کافی پئیں گے؟"

"جیسی چاہو، پلا دو۔ مجھے سب ہی پسند ہے۔ ادھر سمندر میں بوٹنگ اور واٹرا سکیٹنگ ہو رہی ہے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ میں اسکیٹنگ سکھائی گئی ہو گی؟"

ماریہ نے سمندر کی طرف دیکھا پھر کافی بناتی ہوئی بولی "میں نے آئس اسکیٹنگ اور واٹرا سکیٹنگ دونوں میں سب سے زیادہ مارکس حاصل کیے تھے۔ مارشل آرٹ میں بلیک بیلٹ حاصل کر چکی ہوں۔ مجھے جمہوریہ چین سے نکال دیا گیا تھا۔ اگر میں اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتی تو مجھے بھی شیوانی کی طرح اعلیٰ عہدہ مل جاتا۔"

وہ پیالی اٹھا کر کافی کی چسکی لے کر بولا "زبیری نے تمہاری زندگی کا رخ بدل دیا ہے۔ تم کیسا محسوس کر رہی ہو؟"

"محبت صرف زندگی ہی نہیں، قسمت بھی بدل دیتی ہے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ایک نئی دنیا میں آ گئی ہوں۔ یہ دنیا میری سوچ سے زیادہ خوب صورت ہے۔"

پورس نے کہا "تم بہت اچھی ہو۔ میں جدوجہد سے بھرپور زندگی گزار رہا ہوں۔ ہمیشہ دشمنوں سے ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے۔ ایک مدت کے بعد تمہاری جیسی بہن کے ساتھ بیٹھ کر گزارتے ہوئے ایک پاکیزہ تفریح کا لطف حاصل کر رہا ہوں۔"

"آپ سے زیادہ میں لطف حاصل کر رہی ہوں کیونکہ میں بھائی بہن جیسے رشتوں سے محروم رہی ہوں۔ مجھے آپ جیسا باکمال محافظ بھائی ملا ہے۔ آپ میری مسرتوں کو، میرے احساسات کو اور جذبات کو بہت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو فیملی لائف گزارنے کے مو...

شاذ و نادر ہی ملتے ہیں اور جب ملتے ہیں تو پورس کی طرح ایک بہن کی محبت سے سحر زدہ ہو جاتے ہیں۔ اس نے ماریہ کے ساتھ بہت اچھا وقت گزارنے کے بعد اسے اس کے اپارٹمنٹ میں پہنچا دیا پھر ہانگ کانگ نائٹ کلب کے بار میں پہنچا تو آٹھ بجنے ہی والے تھے۔

اس کلب میں بڑے بڑے بزنس مین اپنی گرل فرینڈز کے ساتھ آیا کرتے تھے۔ جن کی گرل فرینڈز نہیں ہوتی تھیں۔ انہیں اس کلب سے اعلیٰ درجے کی گرل فرینڈز مل جایا کرتی تھیں۔ پورس وہاں تنہا پہنچا تو منیجر نے کہا "اگر آپ تنہا ہیں تو گرین روم میں جائیں۔ وہاں کئی ممالک کا حسن نظر آئے گا۔ آپ کسی کو بھی نائٹ پارٹنر کے لیے حاصل کر سکتے ہیں۔"

پورس نے کہا "اعلیٰ درجے کے ہوٹلوں اور کلبوں میں کئی ممالک کا حسن ہوتا ہے۔ ان حسیناؤں کے اندر کئی ممالک کی بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ میری ایک فرینڈ ابھی یہاں آنے والی ہے۔"

وہ کلب کے بار میں آیا۔ اس شراب خانے میں بڑی رونق تھی۔ ایک تو وہاں نشہ تھا۔ اس پر نشہ لانے والی حسینائیں تھیں۔ ایک طرف ڈانس فلور تھا۔ پینے والے ترنگ میں آ کر اس فلور میں جاتے تھے اور وہاں لڑکیوں کے ساتھ رقص کرتے تھے۔ ایک میز پر لیزی گارڈ کی نیم پلیٹ رکھی ہوئی تھی۔ پورس اس میز پر آ گیا۔

آٹھ بج چکے تھے۔ اسے انتظار نہیں کرنا پڑا۔ شیوانی اپنے حسن و شباب کو نمایاں کرنے والے لباس میں قیامت ڈھاتی ہوئی آ گئی۔ کتنے ہی لوگ اپنی حسین ساتھیوں سے نظریں چرا کر اسے دیکھنے لگے تھے۔ وہ میز کے پاس آ کر نیم پلیٹ رکھ کر بولی "ویل، تم ہی لیزی گارڈ ہو؟ میں ہوں شیوانی۔"

پورس نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "ویلکم۔ تم اندازہ کر سکتی ہو کہ تم سے مل کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے مگر یہ نہیں سمجھ سکتیں کہ تمہارا خوب صورت وجود تمام کر دل کی دھڑکنیں شور مچانے لگی ہیں۔ کیا میری دھڑکنوں کو سنو گی؟"

وہ مسکرا کر بیٹھتی ہوئی بولی "بہت بولتے ہو۔ میں نے سوچا تھا، تم عام لوگوں کی طرح ہو گے مگر دوسروں سے مختلف اور خوب رو ہو۔ ڈیٹنگ پر سنگلٹی ہے۔ میرا خیال ہے، تم لڑکیاں مرتی ہوں گی۔ ایم آئی رائٹ؟"

وہ بولا "پہلی ملاقات میں مرد اپنی گرل فرینڈ کے حسن کی تعریفیں کرتا ہے لیکن تم میری تعریفیں کر رہی ہو۔ یہ یقین ہو رہا ہے کہ محبت کا جواب محبت سے دو گی۔"

"میں قیافہ شناس ہوں تمہیں دیکھ کر سمجھ گئی ہوں، بہت بڑے فلرٹ کرنے والے ہو۔"

"کمال ہے۔ میری تعریفیں کیے جا رہی ہو۔ کیا خطرے کی گھنٹی بجا رہی ہو؟"

ایک ویٹرس ان کے پاس آئی۔ شیوانی نے کہا "کوئی سی بلیک لیبل لے آؤ۔"

ویٹرس چلی گئی۔ پورس نے حیرانی ظاہر کی "تم اسکاٹ لینڈ یارڈ ایک ذمے دار آفیسر ہو۔ یہاں بیٹھ کر پیو گی؟"

وہ میز پر جھک گئی۔ اسے گھور کر دیکھتی ہوئی بولی "تمہیں بھی پلاؤں گی۔"

پورس سمجھ گیا کہ وہ اپنی آنکھوں کا سحر طاری کر رہی ہے۔ وہ پریشانی ظاہر کرتے ہوئے بولا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ میری پیشانی گرم ہو رہی ہے۔"

وہ اپنی پیشانی کو چھونے لگا۔ شیوانی نے کہا "اپنے اندر کی تمام سچی باتیں اگلتے رہو۔ ورنہ پیشانی آگ کی طرح جلنے لگے گی۔ اس جلن سے مر سکتے ہو۔"

وہ سحر زدہ سا ہو کر بولنے لگا "میں لیزی گارڈ نہیں ہوں۔ میں آندرے ہوں۔"

وہ بولی "اچھا وہی آندرے جو ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں مجھ سے معاملات طے کرتا رہا تھا۔ تم مجھ سے جھوٹ کیوں بول رہے تھے؟"

"میں نے سوچا، تم نے آندرے کے ذریعے یعنی میرے ذریعے ہونے والے امریکی معاہدے کو ختم کر دیا ہے۔ تمہیں مجھ پر بھروسا نہیں رہا ہے۔ یہ سوچ کر میں لیزی گارڈ کے نام سے دوستی کرنے یہاں آیا ہوں۔"

"تم نے میرے دو سراغ رسانوں کو ٹریپ کیا تھا۔ ان کے دماغوں میں رہ کر میری پلاننگ معلوم کرتے رہتے تھے۔ میں نے ان سراغ رسانوں کو اپنی ٹیم سے نکال دیا۔ ایک نئی ٹیم بنا رہی ہوں۔ ایسے وقت پھر مجھے دھوکا دینے آئے ہو۔"

"میں اس بار دھوکا دینے نہیں آیا ہوں۔ تم نے معاہدہ منسوخ کیا۔ امریکی اکابرین مجھے اس کی سزا دینے والے تھے۔ میں وہاں سے فرار ہو کر یہاں آیا ہوں۔ میں نے سوچا، تم بہت زبردست ہو۔ میں کسی نہ کسی طرح تمہاری ٹیم میں شامل ہو جاؤں گا۔"

"میری آنکھوں کی زد میں آنے والے مجھ سے جھوٹ نہیں بولتے۔ میں تمہارا یقین کر رہی ہوں۔ تم جھوٹ نہیں

بول رہے ہو۔ اب اس سوال کا جواب دو کہ میری ٹیم میں کیوں شامل ہونا چاہتے ہو؟"

"تم پر دل آگیا ہے۔ میں تمہارے قریب رہ کر تمہیں دماغی کمزوری میں مبتلا کر کے تمہیں اپنی معمولہ بنانا چاہتا تھا پھر شادی کرنا چاہتا تھا۔"

"تم پکے بدمعاش ہو۔ شادی کرنا اچھی بات ہے مگر تم شادی جیسا اچھا کام بھی بدمعاشی سے کرنا چاہتے ہو۔ میں تمہارا دماغ درست کروں گی۔"

"تم جو بھی کرو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ شادی کروں گا تو تم سے ہی کروں گا۔ ورنہ تمہیں بھی کسی سے شادی کرنے نہیں دوں گا۔ ہم دونوں کنوارے رہ کر بے شرمی کیے بغیر سیدھے جنت میں جائیں گے۔"

وہ جھینپ کر بولی "بے شرمی؟ کیسی بے شرمی؟ یہ سچ بولنے کا کون سا انداز ہے؟ ویسے میں نے غلط اندازہ لگایا تھا۔ تم فلرٹ نہیں ہو مگر تمہاری زبان سے سچ جاننا چاہتی ہوں۔ کیا مجھ سے پہلے کوئی تمہاری زندگی میں آئی ہے۔"

ویٹرس شراب سے بھری ہوئی بوتل، شیشے کے جام، آئس کیوب اور پی تس وغیرہ لا کر میز پر رکھ رہی تھی۔ شیوانی نے پورس کو جواب دینے سے روک دیا۔ جب ویٹرس چلی گئی تو بولی "اب جواب دو۔"

"میری زندگی میں ایک عورت آئی تھی بلکہ میں اس کی زندگی میں آیا تھا۔"

"پھر تو میں تمہیں صرف غلام بنا کر رکھوں گی۔ تم بھروسے کے قابل نہیں ہو۔"

"تمہیں ناراض نہیں ہونا چاہیے۔ میں سچ بول رہا ہوں۔ دنیا کے ہر مرد کی زندگی میں دو عورتیں ضرور آتی ہیں۔ تمہاری زندگی میں بھی دو مرد آئیں گے۔"

"یہ کیا بکواس ہے؟ میری آنکھوں کے سامنے ہر زبان سچ بولتی ہے پھر تم جھوٹی بکواس کیسے کر رہے ہو؟ ہر مرد کی زندگی میں دو عورتیں نہیں آتی ہیں۔"

"آتی ہیں۔ پہلے ماں آتی ہے یا ہم ماں کی زندگی میں آتے ہیں پھر دوسری عورت بیوی بن کر آتی ہے۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی "بے شک میرے سامنے کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ سچ کہہ رہے ہو۔"

"اور عورت کی زندگی میں دو مرد آتے ہیں۔ ایک باپ، دوسرا شوہر۔"

"تم بہت دلچسپ ہو۔ تم نے پینے کا موڈ بنا دیا ہے۔ چلو دو جام بناؤ۔"

"میں تمہارے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میں شراب نہیں پیتا ہوں۔"

"آج پیو گے۔ ابھی پیشانی ٹھنڈی ہو رہی ہے۔ انکار کرو گے تو جلن شروع ہو گی۔"

وہ بے بسی ظاہر کرتے ہوئے بوتل کھول کر دو جام بنانے لگا۔ شیوانی نے اپنے پرس میں سے ایک ڈبیا نکالی پھر اس میں سے ایک ٹیبلٹ نکال کر اپنے بھرے ہوئے گلاس میں ڈال دی۔ پورس نے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے کہا "اس ڈبیا کے لیبل پر زہر لکھا ہوا ہے۔ تم؟ تم زہر پی رہی ہو؟"

"میری فکر نہ کرو۔ میں زندہ رہوں گی۔ میں جب تک زہر نہ پیوں، مجھے سرور نہیں آتا۔ تم کام کی بات سنو۔ میں یہاں کچھ دیر پیتی رہوں گی باتیں کرتی رہوں گی پھر تمہیں ایک جگہ لے جاؤں گی۔"

"مجھے پتا ہے۔"

"میں نے ابھی بتایا نہیں ہے۔ میرے بولنے سے پہلے خود ہی کیسے جان گئے ہو؟"

"اس میں جاننے کی کیا بات ہے تم ایک جگہ لے جانا چاہتی ہو۔ یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھ میں آجاتی ہے کہ مرد اور عورت پینے کے بعد ایک جگہ جاتے ہیں۔"

"صاف صاف کہو، وہ کون سی جگہ ہے؟"

وہ شرماتے ہوئے بولا "کیوں منہ سے کہوں، ہم پینے کے بعد گٹر میں جائیں گے۔"

"مجھے نشہ نہیں ہو گا اور اس شہر میں تمام گٹروں پر ڈھکن رہتا ہے۔"

"میں اس گٹر کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ مجھے تو نشہ ہو گا۔ سمجھا کرو، مرد نشے میں کہاں جا کر گرتا ہے۔"

شیوانی نے اسے گھور کر دیکھا پھر کہا "تم میری باتوں کو کبھی دو باپ، کبھی دو ماؤں کی طرف لے جاتے ہو۔ کبھی میری بات کو گٹر میں گرا دیتے ہو۔ میں نادان نہیں ہوں تمہاری بات کا مطلب سمجھ رہی ہوں۔ اب فضول باتیں نہ کرنا۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ... کہ پتا نہیں کیا کہہ رہی تھی؟"

"گٹر کے بارے میں کہہ رہی تھیں کہ..."

"شٹ اپ! یہ بات تم کہہ رہے تھے۔ میں کہہ رہی تھی تمہیں ایک جگہ لے جاؤں گی۔"

"میں نہیں جاؤں گا۔ مجھے شرم آئے گی۔"

"ارے تم پھر وہی بول رہے ہو۔ میں یہ بھری ہوئی بوتل تمہارے سر پر توڑ دوں گی۔ جہاں میں لے جاؤں گی وہاں تم پر تنویمی عمل کیا جائے گا۔"

وہ گھبرا کر بولا "مجھے ہپناٹائز کیا جائے گا؟ او گاڈ! میں سمجھ گیا۔"

"کیا سمجھ گئے؟"

"شادی کے بعد مرد، عورت کا مرید بن جاتا ہے۔ تم تنویمی عمل کے ذریعے شادی سے پہلے اپنا مرید بناؤ گی۔ یہ بے شرمی کی بات ہے۔ اس سے اچھا ہے شادی کر لو۔ مرد تنویمی عمل کے بغیر دوسری صبح زن مرید بن جاتا ہے۔"

اسے غصہ آ رہا تھا مگر وہ اچانک ہنسنے لگی۔ کہنے لگی "تم کیا چیز ہو؟ ویسے جو بھی ہو، خدا کی قسم لاجواب ہو۔ تمہارے ساتھ وقت اچھا گزرتا ہو گا۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔"

وہ ایک بھرا ہوا جام پی چکی تھی۔ دوسرا جام بھرنے کے بعد پی رہی تھی۔ پورس نے پہلے ہی جام کے صرف دو گھونٹ پیے تھے۔ یہ ظاہر کر رہا تھا کہ وہ مدہوش ہونے کے خیال سے نالاں ہو رہا ہے۔

شیوانی نے تیسرا جام بھرتے ہوئے کہا "کوئی بات نہیں، ٹھہر کر پیتے رہو۔ نشہ ہو گا تو میں سنبھال کر یہاں سے لے جاؤں گی۔"

"نشہ کرنے والے ایسے گرتے ہیں کہ سنبھالنے سے بھی نہ سنبھلتے۔ زیادہ نشہ کرنے والوں کو تو کوئی اٹھا ہی نہیں سکتا۔"

"کیوں نہیں اٹھا سکتا؟"

"کیونکہ وہ قبر میں گرتے ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولی "تم باتوں کو خوب گھما، پھرا کر بولنے کے عادی ہو۔"

"تم زہریلی شراب پی رہی ہو۔ ورنہ میں کام کی باتیں کرنے والا تھا۔"

"تم دیکھ رہے ہو۔ نہ مجھے موت آئی ہے۔ نہ نشہ ہوا ہے۔ بس ہلکا سا سرور ہے۔ کام کی باتیں کرو۔"

"تم بہت بڑے مشن پر جا رہی ہو۔ تمہارے تمام دشمن ٹیلی پیتھی جانتے ہیں میرے آنے سے پہلے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے ساتھ نہیں تھا۔ تم اتنے زبردست ہتھیار کے بغیر کیا سوچ کر وہاں جا رہی تھیں۔"

"دنیا کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں نہیں آ سکتا۔ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اس کے برعکس میں بڑے بڑے دشمنوں کو ہلاک کر سکتی ہوں۔"

وہ انجان بن کر بولا "تمہارے پاس زہر کی ایک ڈبیا ہے۔ تم دشمنوں کو مارو گی۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "تم میرے ساتھ رہا کرو گی۔ اس لیے جان لو کہ میں زہریلی ہوں۔ کسی کے بھی جسم کے کسی حصے میں اپنے دانت پیوست کروں گی تو وہ میرے زہر سے تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔"

"او گاڈ! تم خود کو زہریلی ناگن کہہ رہی ہو۔ مجھے یقین کرنا چاہیے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ زہریلی شراب تم پر اثر نہیں کر رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے تم سے دور رہنا چاہیے۔ قریب رہوں گا تو کسی وقت بھی تمہارا دانت میرے جسم سے لگ سکتا ہے۔"

"میں تمہاری دشمن نہیں ہوں۔"

"دوستی سے بھی تمہیں گلے نہیں لگا سکوں گا۔ مجھے معاف کرو۔ میں جا رہا ہوں۔"

وہ اٹھ کر جانے لگا۔ شیوانی مسکرانے لگی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ اسے نہ روکنے والی اپنی آنکھوں کا سحر طاری کرے گی۔ وہ جاتے جاتے بار کے دروازے پر رک گیا۔ اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے پلٹ کر دیکھنے لگا۔ وہ دور بیٹھی گھوم کر اسے دیکھ رہی تھی۔ مسکرا رہی تھی۔

پورس پریشانی ظاہر کرتا ہوا واپس آ کر اس کے سامنے میز کی دوسری طرف بیٹھ گیا۔ وہ طنزیہ انداز میں بولی "کیا ہوا؟ تم مجھ سے دور جا رہے تھے؟"

اس نے بے بسی سے کہا "پتا نہیں کیا بات ہے؟ میں آگے جا رہا تھا اور میرا دل پیچھے تمہاری طرف کھنچا جا رہا تھا۔ پیشانی بھی جل رہی تھی۔ اب جلن نہیں ہے۔"

"تم مجھ سے ہزاروں میل دور رہ کر بھی میرے پاس آنے کے لیے تڑپتے رہو گے۔ جب بھی میں تمہارا تصور کروں گی، تمہاری پیشانی جلنے لگے گی۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھ پر تنویمی عمل کرنے سے پہلے ہی تم نے مجھے اپنا غلام بنا لیا ہے؟"

"تمہیں اپنا اسیر بنا لیا ہے۔ تم دنیا میں جہاں بھی رہو گے، میری آنکھوں کے زیر اثر رہو گے۔ تم پر تنویمی عمل اس لیے کرانا چاہتی ہوں کہ تمہاری مریدی میں اور پختگی آئے گی۔ مجھے بار بار اپنی آنکھوں سے کام نہیں لینا پڑے گا۔"

"شیوانی! میں تمہاری محبت میں دیوانہ ہو کر تم سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر تم محبوبہ نہ بن سکیں تو دوست بھی نہ بن سکیں۔ دشمن کی طرح مجھے غلام بنا رہی ہو۔ کیا میں تمہاری دوستی اور محبت کے قابل نہیں ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے بولی "تم میرے زیر اثر آ چکے ہو۔ اس لیے تم سے دل کی بات نہیں چھپاؤں گی۔ میں نے سوچا تھا، کبھی شادی نہیں کروں گی۔ اگر کسی نے مجھے متاثر کیا تو پہلے

اسے اپنا معمول بناؤں گی پھر جیون ساتھی بناؤں گی۔ آج زندگی میں پہلی بار تمہیں دیکھتے ہی دل ہار گئی ہوں۔“

پورس نے جھک کر اس کا ہاتھ تھام کر کہا ”تو پھر پیار کرو۔ دشمنی نہ کرو۔“

”مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں دشمنی سے نہیں، محبت سے تم پر تنویمی عمل کرانے والی ہوں۔ دشمنی میں تو میں نے دوسرے کو ہپناٹائز کرایا ہے۔“

”دوسرے کو؟ وہ دوسرا کون ہے؟“

”وہ بھی تمہاری طرح ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ کالا جادو بھی جانتا ہے بہت خطرناک ہے۔ اپنی آتما شکتی سے کسی کے بھی جسم میں داخل ہوجاتا ہے۔“

پورس فوراً ہی سمجھ گیا۔ دو آتما شکتی والے معروف تھے۔ ایک نارنگ تھا اور دوسرا بھیا۔ ابھی تین دن پہلے پورس ممبئی میں کرشمہ کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ تب اس نے بہت عرصے بعد نارنگ کی آواز سنی تھی۔ نارنگ ایک شخص کو آلہ کار بنا کر بیکر برائٹ کو ٹریپ کرنے آیا تھا مگر ناکام رہا تھا۔ بیکر برائٹ فرار ہوگیا تھا اور کرشمہ ماری گئی تھی۔

پورس نے شیوانی کے سامنے حیرانی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا ”کیا ایسا ٹیلی پیتھی جاننے والا بھی ہے جو اپنا جسم چھوڑنے کے بعد دوسرے کے جسم میں داخل ہوجاتا ہے؟ یہ تو ناقابلِ یقین بات ہے۔“

”میں بھی یقین نہ کرتی لیکن وہ میری آنکھوں کے زیر اثر تھا۔ اس کی پیشانی جل رہی تھی۔ ان حالات میں وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ جو سچ ہے، وہی بول رہا تھا۔ میں اسے دشمن سمجھتی ہوں کیونکہ وہ کسی وقت بھی مجھ سے دشمنی کرسکتا ہے۔ اس لیے میں نے اس پر تنویمی عمل کرایا ہے اب وہ ہمیشہ میرا معمول بن کر رہے گا۔“

”اس ٹیلی پیتھی جاننے والے اور کالا جادو جاننے والے کا نام کیا ہے؟“

”نارنگ۔ میں نے اس کم بخت کے اندر سے سارا ڈھکا چھپا سچ باہر نکلوایا ہے۔ وہ بہت ہی خود غرض اور مکار ہے لیکن مجھ سے کبھی مکاری نہیں کرسکے گا۔ میں تمہیں دشمن اور مکار نہیں سمجھ رہی ہوں مگر میں اس عادت سے مجبور ہوں کہ کسی بھی مرد سے کم تر نہیں رہنا چاہتی۔ تم سے برتر رہنے کے لیے تم پر تنویمی عمل کراؤں گی۔ اس کے بعد دشمنی نہیں کروں گی۔ بڑی محبت سے تمہاری لائف پارٹنر بنوں گی۔“

بوتل خالی ہوچکی تھی۔ وہ آخری گلاس پی رہی تھی۔

اس نے موبائل فون کے ذریعے ایک ماتحت سے کہا ”کار کلب کے سامنے لے آؤ۔ میں دس منٹ میں ایک جوان کے ساتھ باہر آرہی ہوں۔“

اس نے گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا پھر ایک ہی سانس میں غٹاغٹ پورا گلاس پی گئی۔ مسکرا کر بولی ”دیکھو میں نے پوری بوتل خالی کی ہے مگر نشے میں نہیں ہوں۔ بس ذرا سرور میں ہوں۔ تمہیں دیکھ کر خوش ہو رہی ہوں۔ میرے ذہن میں جیسا آئیڈیل تھا، تم ویسے ہی ہو۔“

پورس پچھلے دنوں گوا کے ساحلی علاقے میں شراب آتش بھری ہوئی بوتلیں پی گیا تھا پھر بھی اسے نشہ نہیں ہوا تھا۔ وہ سرور میں بھی نہیں آیا تھا اس کے برعکس شیوانی ایک ہی بوتل میں مست ہو رہی تھی۔ پورس نے سمجھ لیا کہ وہ ایک معمولی سانپ کی طرح زہریلی ہے۔ جب بھی وہ اپنے زہر سے متعارف کرائے گا تو اس کے ہوش اڑ جائیں گے۔

اس نے بل ادا کیا پھر شیوانی کے ساتھ کلب سے باہر آگیا۔ شیوانی کے ماتحت نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ پورس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اس کا ماتحت کار ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے اس ہوٹل کی طرف جانے لگا جہاں شیوانی کا قیام تھا۔

پورس کو ہپناٹائز کرنے کے انتظامات ہوٹل کے ایک کمرے میں کیے گئے تھے۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ سے تعلق رکھنے والا ایک عامل وہاں موجود تھا۔ اس نے تقریباً تین دن پہلے نارنگ کو ہپناٹائز کرکے اسے شیوانی کا معمول بنا دیا تھا۔

پورس اور شیوانی وہاں پہنچے۔ شیوانی نے عامل سے پورس کا تعارف کرایا۔ عامل نے کہا ”آپ ایزی ہوجائیں۔ بیڈ پر چاروں شانے چت ہوکر لیٹ جائیں۔ ذہن کو پرسکون رکھیں اور جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیں۔ اس طرح ہپناٹائز کرنے میں دشواری نہیں ہوگی۔“

وہ بیڈ پر لیٹتے ہوئے بولا ”مجھے ایزی ہونے میں پانچ منٹ لگیں گے۔ اس کے بعد آپ مجھ پر عمل کریں۔“

اس نے آنکھیں بند کیں پھر خیال خوانی کے ذریعے آمنہ کے پاس پہنچ کر بولا ”ماما! مجھے ہپناٹائز کیا جارہا ہے۔ ہم پر روحانی عمل کیا گیا ہے۔ نہ کوئی ہمارے خفیہ خیالات پڑھ سکتا ہے اور نہ ہی ہم پر تنویمی عمل کرسکتا ہے پھر بھی آپ مجھے تحفظ دیں۔ میرے دماغ میں رہ کر دیکھیں کیا کسی کے عمل کا اثر مجھ پر ہو رہا ہے؟“

”میرے بیٹے! تم پر کسی کے عمل کا اثر نہیں ہوگا۔ تم فکر نہ کرو، ویسے میں تمہارے پاس رہوں گی۔“

پورس نے دماغی طور پر حاضر ہوکر آنکھیں کھول دیں۔ مسکرا کر شیوانی کو دیکھا پھر کہا ”ہائے سوئٹی! میں دل و دماغ سے تمہارا مرید بننے کے لیے تیار ہوں۔“

وہ عامل بیڈ کے پاس آیا پھر پورس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ اسے ہپناٹائز کرنے لگا۔

○☆○

گوا کے ساحلی علاقے میں بڑی چہل پہل تھی۔ وہاں تفریح کے لیے ملکی اور غیر ملکی سیاحوں اور دولت مندوں کی آمد و رفت رہا کرتی تھی۔ جوان عورتیں اور مرد سمندر کی منہ زور لہروں سے ہنستے کھیلتے رہتے تھے۔ بادبانی کشتیوں میں بیٹھ کر نیچے گہرے سمندر کی سطح پر اسکیٹنگ کرتے رہتے تھے۔

بیکر برائٹ بھی بادبانی کشتی میں بیٹھ کر دور سمندر میں تفریح کے لیے جانا چاہتا تھا۔ ایسی کشتیوں کے برتھ کے دلال گھومتے رہتے تھے۔ ایک دلال نے کہا ”بابو صاحب! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہر کشتی میں ایک مرد کے ساتھ ایک عورت ہوتی ہے۔ یہ بادبانی کشتی سمندر کی پرسکون سطح پر بڑی نزاکت سے آہستہ آہستہ چلتی ہے۔ آہستہ آہستہ رومانس ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ جذبے بھڑکتے ہیں۔ یہ سب کچھ کسی حسینہ کے بغیر نہیں ہوتا اور آپ کسی حسینہ کے بغیر تنہا سیر کرنا چاہتے ہیں۔“

بیکر نے کہا ”میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے میں تنہا سمندر میں جانا چاہتا ہوں۔“

”آپ کی گرل فرینڈ نہیں ہے تو ہوجائے گی۔ یہاں کی کئی لڑکیاں ابھی خود ہی آپ کے پاس آئیں گی۔ آپ کو بھی سمندر میں لے جاسکیں گے۔“

”سوری۔ میں کبھی کسی اجنبی لڑکی سے دوستی نہیں کرتا۔ یہ میرے مزاج کے خلاف ہے۔“

وہ دلال وہاں سے پلٹ کر جانے لگا۔ یہ بات فطرت کے خلاف ہے کہ حسین لڑکیوں سے دوستی نہیں کرتا تھا۔ عورت ہر مرد کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیکر بھی ایسے حسین ماحول میں حسین ساتھی چاہتا تھا مگر تجربات ڈراتے تھے کہ عورت کے ذریعے ہی اکثر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی شامت آتی ہے۔

کوئی دو دن پہلے کرشمہ جیسی حسین ساتھی ملی تھی مگر اچانک ہی خلاف توقع نارنگ یہ دعویٰ کرتا ہوا پہنچ گیا تھا کہ کرشمہ اس کی بیٹی ہے اور وہ بیکر کو اپنا معمول اور داماد بنائے گا۔ بیکر کی تقدیر اچھی تھی۔ وہاں سے بچ نکلا تھا۔ وہ آئندہ پھنسنا نہیں چاہتا تھا۔ پہلے اپنے ساتھیوں کو دشمنوں سے نجات دلا کر پھر سے ایک مضبوط ٹیم بنانا چاہتا تھا۔ اس کے بعد کسی حسینہ سے عارضی دوستی کرکے کھلونے کی طرح پھینک دینا چاہتا تھا۔

اسے شبہ تھا کہ تھری جے نے اس کے ساتھیوں کو قیدی بنایا ہے۔ وہ تھری جے کہاں رہتے ہیں؟ ان کا کوئی پتا ٹھکانا نہیں تھا۔ وہ کسی سے رابطہ نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے ان کا سراغ لگانا، تقریباً ناممکن تھا۔

اس نے امریکی فوج کے ایک افسر کے خیالات پڑھے تھے۔ تب اسے پتا چلا کہ ٹرانسفارمر مشین جہاں چھپا کر رکھی گئی تھی۔ اب وہاں نہیں ہے۔ کسی نے چرالی ہے۔ اس مشین کے پرزے پرزے کھول کرلے گیا ہے۔

یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ کون ایسا کرسکتا ہے؟ اگر تھری جے نے آندرے اور سائرن وغیرہ کو ٹریپ کرکے دوبارہ امریکی اکابرین اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر قبضہ جمایا ہے تو وہ ٹرانسفارمر مشین وہاں سے نہیں چرائیں گے کیونکہ وہ مشین خود تھری جے نے وہاں بنوائی تھی۔

اس طرح یہ سمجھ میں آیا کہ تھری جے نے امریکا میں دوبارہ اقتدار حاصل نہیں کیا ہے۔ اس نے ہمارے اور بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں سوچا کہ ہمیں اس ٹرانسفارمر مشین سے اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دلچسپی نہیں ہے۔ ہم امریکی اکابرین کو ٹریپ نہیں کریں گے اور اس کے ساتھی آندرے اور سائرن وغیرہ کو بھی قیدی نہیں بنائیں گے۔

وہ ایک طرح سے درست سوچ رہا تھا۔ ہم کسی دشمن پر غالب آتے تھے تو اسے عارضی طور پر سزا دیتے تھے اور اپنا پابند بنا کر رکھتے تھے پھر اسے آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ آندرے اور اس کے تین ساتھیوں کو اور امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہم نے عارضی طور پر اپنا معمول بنایا تھا۔ ہم نے فیصلہ کیا تھا کہ جب چین میں ٹرانسفارمر مشین تیار ہوجائے گی اور دشمن ناکام ہوجائیں گے تو آندرے اور دوسرے تمام امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آزاد کردیا جائے گا۔

جے کافو اور جے فلو نے وہاں کے ایک مہنگے ہوٹل میں کمرا لیا۔ ہوٹل کے کاؤنٹر کے پاس کئی حسینائیں گھومتی پھرتی رہتی تھیں اور شکار پھانستی رہتی تھیں۔ انہوں نے ان دونوں کو بھی بار بار سگنلز دیے۔ بڑی بے باکی سے قریب آکر براہ راست آفر بھی دی لیکن وہ ان سے کترا کر اپنے کمرے میں آ گئے۔ جے کافو نے بیڈ پر لیٹتے ہوئے کہا "یار! اس دنیا میں کوئی جگہ عورت سے خالی نہیں ہے۔"

جے فلو نے کہا "ہمارا دل بھی اس کی طلب سے خالی نہیں رہتا۔ انڈین بیوٹی میں بڑی کشش ہوتی ہے مگر ہم دور ہی دور سے دیکھ کر صبر کر رہے ہیں۔"

"ہم صبر کریں گے۔ برداشت کریں گے۔ جب کوئی بہت زیادہ متاثر کرے گی تو اس سے شام کو ملیں گے۔ صبح بھول جائیں گے۔"

"ظاہر ہے۔ ہم ہمیشہ پرہیز نہیں کر سکتے۔ گاڈ نے ہم مردوں کو بہت طاقت ور بنایا ہے مگر ہم مرد جب بھی کمزور پڑتے ہیں تو عورت ہی کے سامنے چت ہوتے ہیں۔"

جے کافو نے بیزاری سے کہا "کیا مصیبت ہے' ہم عورت ہی کی باتیں کیے جا رہے ہیں۔ ہمیں اپنے مستقبل کے لیے پلاننگ کرنی چاہیے۔ ہم ہمیشہ انڈیا میں نہیں رہیں گے۔"

"پتا نہیں جے سامو کہاں مصروف ہو گیا ہے۔ وہ آئے گا تو پلاننگ کی جائے گی۔"

"مجھے شیوانی کا خیال آتا ہے تو غصہ آنے لگتا ہے۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیں تلاش کرتے رہتے تھے۔ کوئی ہمارے سائے تک بھی نہ پہنچ سکا مگر اس عورت نے مجھے زیر کر لیا تھا۔ میں اس سے ضرور انتقام لوں گا۔"

"انتقام لینے کی ضد میں شیوانی کے علاوہ اور نہ جانے کتنے دشمنوں سے ٹکراؤ گے۔ ہم پہلے کی طرح روپوش اور ناقابل شکست بن کر نہیں رہ سکیں گے۔"

"ہم حکمت عملی سے کام لیں گے اور خود کو کبھی ظاہر نہیں کریں گے۔"

"تمہارے ارادے کیا ہیں؟ اتنا تو سمجھ رہا ہوں' تم شیوانی کا پیچھا نہیں چھوڑو گے۔"

"ہاں۔ میں اسے چین کی سرحد میں داخل نہیں ہونے دوں گا۔ خود کو ظاہر کیے بغیر اس کے مشن میں رکاوٹیں پیدا کرتا رہوں گا۔ شی از اے بچ۔"

جے فلو نے ہنستے ہوئے کہا "اس نے مجھے بھی ٹریپ کیا تھا۔ مجھے بھی غصہ آتا ہے مگر میں ہنس کر اپنے دماغ کو پر سکون رکھتا ہوں۔ تم ہمیں سمجھایا کرتے تھے کہ دشمنوں کے خلاف محاذ آرائی کرتے وقت دماغ کو ٹھنڈا رکھنا چاہیے۔"

"دماغ گرم ہو تو نصیحتیں کرنے والا خود ہی پر سکون رہنا بھول جاتا ہے۔ تم درست کہتے ہو۔ میں ابھی غصے میں رہ کر شیوانی کے بارے میں کچھ نہیں سوچوں گا۔"

"میں ٹھنڈے دماغ سے سوچ رہا ہوں۔ وہ ابھی ہانگ کانگ میں ہوگی۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ اب وہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بغیر کیا کر رہی ہے؟"

وہ خیال خوانی کے لیے شیوانی کے ایک ماتحت سراغ رساں کے اندر پہنچا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ شیوانی نے اسے اور دوسرے ماتحت کو چھٹی دے دی ہے۔ ان دونوں سراغ رسانوں کو ہانگ کانگ میں کچھ وقت گزار کر اسکاٹ لینڈ جانے کا حکم دیا ہے۔ انہیں یہ نہیں بتایا کہ وہ تنہا وہاں رہ کر کیا کرنے والی ہے؟

اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر جے کافو سے کہا "ہم شیوانی کے صرف دو سراغ رسانوں کے دماغوں میں جا کر اس کی مصروفیات کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے تھے۔ اب نہیں کر سکتے۔ اس نے دونوں کو اپنی ٹیم سے نکال دیا ہے۔"

"جب ہم بھی نکل آئے۔ ان دونوں کو بھی نکال دیا گیا ہے تو پھر ٹیم کہاں رہی۔"

"وہ ہانگ کانگ میں اکیلی ہے۔ یونہی تو وہاں نہیں ہے۔ کچھ کر رہی ہوگی۔"

"ایک نئی ٹیم بنا رہی ہوگی مگر اسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کہاں ملیں گے۔"

"چین میں جن سے ٹکرانے جا رہی ہے' وہ سب ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ وہ ہمارے بغیر جائے گی تو زندہ واپس نہیں آئے گی۔ حرام موت ماری جائے گی۔"

"یار! وہ ایسی نادان نہیں ہے۔ خود کسی سے کم نہیں ہے۔ شیطانی آنکھوں سے کسی کو بھی غلام بنا لیتی ہے۔ زہریلی ناگن ہے۔ بڑی زبردست تیاریوں کے ساتھ چین جائے گی۔ ہمیں کسی طرح کسی کو بھی آلہ کار بنا کر اس کے متعلق ہم معلوم کرنا چاہیے۔"

ایسے وقت جے سامو نے آ کر کہا "ہائے گائز! کیا ہو رہا ہے؟"

جے کافو نے کہا "یہاں کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ ہم بور ہو رہے ہیں۔ تم کہاں تھے؟"

"ہم نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے کئی بڑے افسران کو دیوتا

کتابیات پبلی کیشنز

کار بنایا ہے۔ میں ان کے ذریعے معلوم کرنے کی کوششیں کررہا تھا کہ شیوانی ہانگ کانگ میں کیا کررہی ہے؟"

"ہم بھی ان کے دماغوں میں جاکر معلوم کرچکے ہیں۔ شیوانی بڑی رازداری سے کام کررہی ہے۔ اپنے ہیڈ کوارٹر والوں سے موجودہ مشن کے سلسلے میں رابطہ نہیں کررہی ہے۔ ان دو سراغ رسانوں کی چھٹی کردی ہے۔ جو ہمارے آلہ کار تھے۔"

جے سامو نے کہا "تم دونوں میں سے کسی ایک کی ہم شکل ڈمی بنائی جائے اسے ہانگ کانگ بھیجا جائے۔ ہم شیوانی کا موبائل فون نمبر جانتے ہیں۔ جے فلو یہاں سے فون کے ذریعے شیوانی سے کہے گا کہ وہ ماسک میک اپ میں تھا۔ اس لیے اس کی آنکھوں کے سحر کو بھول گیا تھا۔ اب اس نے بخار میں مبتلا ہونے کے باعث ماسک چہرے سے اتار دیا ہے اور اس کی آنکھوں کے زیر اثر رہ کر اس کے پاس آنا چاہتا ہے۔"

جے کافو نے کہا "پھر وہ مجھے اپنے پاس بلائے گی مگر میں ماسک نہیں اتاروں گا۔"

"تم اس کے پاس نہیں جاؤ گے۔ تمہاری ڈمی جائے گی۔"

"اور جب شیوانی اس ڈمی کو گھور کر دیکھے گی تو وہ سچ اگلنے لگے گی کہ وہ جے کافو نہیں بلکہ اس کی ڈمی ہے۔ یار کیا بکواس آئیڈیا ہے۔"

"بکواس نہ کہو۔ ہم ڈمی کو سچ بولنے نہیں دیں گے۔ اس کے دماغ میں رہ کر تم بولتے رہو گے۔ وہ یقین کرتی رہے گی۔"

جے فلو نے کہا "اس آئیڈیا میں جان ہے۔ واقعی کافو! تم ڈمی کے اندر رہ کر شیوانی کو دھوکا دیتے رہو گے۔ ہم تینوں باری باری ڈمی کے اندر رہا کریں گے۔ جب ڈمی کی پیشانی گرم ہوگی۔ ہم سمجھ لیں گے کہ شیوانی اس سے کچھ اگلوانا چاہتی ہے۔ ہم پھر ڈمی کی زبان سے اس کے یقین کے مطابق سچ بولتے رہیں گے۔"

جے کافو نے قائل ہو کر کہا "میرے قد اور جسامت کے مطابق کسی شخص کو ٹریپ کرکے ہپناٹائز کیا جائے۔ اسے معمول بنانے کے بعد میرا ہم شکل بنایا جائے۔ اس کے ذہن میں یہ نقش کردیا جائے کہ وہی ٹیلی پیتھی جاننے والا جے کافو ہے۔"

جے کافو نے کہا "رات ہونے والی ہے۔ ہم ذرا تفریح کے لیے باہر جائیں گے اور جے کافو کے قد اور جسامت والا کوئی نظر آئے گا تو اسے ٹریپ کریں گے۔"

جے کافو نے کہا "کوئی ضروری نہیں ہے کہ میرے جیسا ہو۔ تمہارے جیسا بھی ہوگا تو اسے تمہاری ڈمی بنایا جائے گا۔ تم بھی شیوانی کے معمول رہ چکے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی اپنی ڈمی' شیوانی کے پاس بھیجے گا۔"

جے سامو نے کہا "میں جارہا ہوں۔ تم دونوں تفریح کرتے رہو گے۔ میں وقفے وقفے سے آکر تمہاری خیریت معلوم کرتا رہوں گا۔ اوکے گڈ نائٹ۔"

وہ چلا گیا۔ جے کافو اور جے فلو نے غسل کیا۔ بہترین لباس پہنا پھر ہوٹل کے کمرے سے باہر آئے۔ باہر رات جوان تھی۔ ہر طرف روشنیوں اور رنگ برنگے ملبوسات میں ادائیں دکھانے والی حسیناؤں نے رات کو جوان ہی نہیں رنگین بھی بنا دیا تھا۔ وہاں مرد شراب ضرور پیتے تھے۔ جوا ضرور کھیلتے تھے۔ عورتیں ہر عمر کی تھیں۔ کچھ محبوبائیں تھیں۔ کچھ داشتائیں تھیں اور کچھ بکاؤ مال تھیں۔

وہ دونوں فی الحال عورتوں سے کترا رہے تھے۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرح شراب نہیں پیتے تھے۔ ان کے لیے تفریح کی ایک ہی جگہ تھی اور وہ جگہ تھی کیسینو۔ وہاں ایک بہت بڑا کیسینو تھا' جہاں طرح طرح کا جوا کھیلا جاتا تھا۔ جن کے دل شراب و شباب سے بھر جاتے تھے یا جو تھرکی جے کی طرح ایسی چیزوں سے پرہیز کرتے تھے' وہ جوا کھیلتے ہوئے راتیں گزارتے تھے۔

وہ دونوں اس کیسینو میں آئے۔ وہاں سیکنڈ فلور سے لے کر ٹاپ فلور تک ہر قسم کا جوا ہوتا تھا اور وہاں بھی نیچے سے اوپر تک ہر عمر کی اور ہر نسل کی حسینائیں کسی نہ کسی دل والے کے ساتھ نظر آرہی تھیں۔ وہ اس فلور میں آئے جہاں تاش کے پتے کھیلے جاتے تھے۔ وہ دو لاکھ روپے کے ٹوکن لینے کے لیے کاؤنٹر پر آئے۔ اس فلور کے انچارج نے کہا "آپ لاکھوں روپے سے کھیل شروع کرنے جارہے ہیں۔ کھیل کے دوران میں آپ کی دل جوئی کے لیے دو خوب صورت لڑکیاں آپ کے ساتھ رہیں گی۔ کھیلنے کے لیے کا موڈ بناتی رہیں گی۔"

جے کافو نے کہا "سوری' ہمیں کسی حسین پارٹنر کی ضرورت نہیں ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ یہ لڑکیاں ہمارے کیسینو کی طرف سے پیش کی جارہی ہیں۔"

جے فلو نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "یار کافو! ہم اور حسیناؤں کے ساتھ تنہائی میں وقت نہیں گزاریں

رازو نیاز کی باتیں کریں گے۔ صرف کھیلتے وقت وہ ساتھ رہیں گی۔ ہمارا موڈ بنا رہے گا۔"

جے کافو راضی ہوگیا۔ اس کا دل بھی یہی کہتا تھا' کسی حسینہ سے رازو نیاز نہ سہی' اس کا ساتھ تو رہے گا۔ عورت ذرا دور رہے' تب بھی آنچ دیتی ہے۔

وہ دونوں ایک بڑے کمرے میں آئے۔ وہاں کئی حسینائیں تھیں۔ انہوں نے اچھی طرح دیکھ بھال کر دو لڑکیوں کو پسند کیا پھر ان کے ساتھ گیمبلنگ ہال میں آئے۔ وہاں دور دور تک کھیلنے والوں کے لیے میزیں بچھی ہوئی تھیں۔ کھیلنے والے زیادہ تھے۔ کوئی میز خالی نظر نہیں آرہی تھی۔

وہ ایک میز کے پاس سے گزرتے ہوئے رک گئے۔ ایک شخص جھنجلا رہا تھا "آج میری قسمت خراب ہے۔ بس میں اور ہارنے کے لیے نہیں کھیلوں گا۔"

ان کی ایک حسین ساتھی نے کہا "یہ میز خالی ہو رہی ہے یہاں کھیل سکتے ہیں۔"

اس میز پر تین جواری تھے۔ ان میں سے دو مایوس ہو کر اٹھ گئے۔ ایک بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر سے تمام ٹوکن سمیٹ کر اپنے بیگ میں ڈال رہا تھا۔ اس کے پاس بھی ایک حسینہ بیٹھی ہوئی تھی۔ حالانکہ وہ بھی عورتوں سے کتراتا تھا اور شراب نہیں پیتا تھا کیونکہ یوگا کا ماہر اور ٹیلی پیتھی جاننے والا بیکر رائٹ تھا۔

وہ دونوں میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ جے فلو نے بیکر سے کہا "معلوم ہوتا ہے' تمہاری قسمت کا ستارہ چمک رہا ہے۔ یہ کھلاڑی بری طرح ہار کر گئے ہیں۔"

بیکر نے کہا "شاید تم یقین نہ کرو۔ وہ جیت کر گئے ہیں۔ وہ دونوں جیت رہے تھے اور جیتے ہوئے ٹوکن کاؤنٹر پر بھیجتے جارہے تھے۔ اتنا تو سمجھ میں آگیا کہ وہ کیسینو کے مالکان کے خاص کھلاڑی ہیں۔ میں... ڈھائی لاکھ کے ٹوکن لے کر کھیل رہا تھا۔ اب میرے پاس تیس ہزار کے ٹوکن رہ گئے ہیں۔ اس حساب سے وہ میرے ایک لاکھ بیس ہزار جیت کر گئے ہیں۔"

جے فلو نے کہا "ہمیں تم سے ہمدردی ہے۔ اب تمہیں نہیں کھیلنا چاہیے۔"

"کیوں نہیں کھیلنا چاہیے؟ ابھی تو میری جیت شروع ہونے والی تھی۔ میری تقدیر بدل رہی تھی۔ ایسے میں وہ اٹھ کر چلے گئے۔ کیا تم دونوں کھیلو گے؟"

بیکر کے ساتھ بیٹھی ہوئی لڑکی نے کہا "میرا یہ نائٹ پارٹنر یوں نہیں چھوڑے گا۔ کیوں پارٹنر؟ کھیلنے کے لیے اور ٹوکن لو گے؟"

بیکر نے ان دونوں سے پوچھا "کیا خیال ہے؟ مجھ سے کھیلو گے؟"

جے کافو کے ساتھ بیٹھی ہوئی حسینہ نے کہا "ہمارے نائٹ پارٹنرز دو لاکھ کے ٹوکن لے کر آئے ہیں۔ صبح تک کھیلتے رہیں گے کیوں پارٹنرز؟"

جے کافو نے کہا "تم کھیلنے کو کہہ رہی ہو تو کون کافر انکار کرے گا۔ ہم کھیلیں گے۔"

بیکر نے اپنے بیگ سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اپنی ساتھی حسینہ کو دیتے ہوئے کہا "کاؤنٹر پر جاؤ اور ایک لاکھ روپے کے ٹوکن لے آؤ۔"

۔ رقم لے کر چلی گئی۔ بیکر نے تاش کی گڈی پھینٹتے ہوئے پوچھا "کیا تم دونوں ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

ان دونوں نے چونک کر بیکر کو دیکھا۔ وہ بولا "میرا مطلب ہے' کیا تم ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟ میں نے سنا ہے' یہ علم جاننے والے دماغ میں گھس کر معلوم کرلیتے ہیں کہ ہمارے پاس تاش کے کون سے پتے ہیں۔"

جے کافو نے کہا "ٹیلی پیتھی کے بارے میں ہماری معلومات محدود ہیں۔"

بیکر نے کہا "مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں ٹیلی پیتھی جانتے تھے۔"

"کون دونوں؟"

"وہی جو ابھی مجھ سے جیت کر گئے ہیں۔ جب میرے پاس بڑے پتے آتے تھے تو وہ اپنے پتے ڈراپ کردیتے تھے۔ جیسے انہیں معلوم ہوگیا ہو کہ میں جیتنے والا ہوں لیکن وہ میرے دماغ میں کیسے گھس آتے تھے؟ میں تو یوگا کا ماہر ہوں۔"

جے فلو نے کہا "ہم نے اسکول اور کالج کے زمانے میں ٹیلی پیتھی کی کتابیں پڑھی تھیں۔ آج اتنے عرصے کے بعد تم سے ٹیلی پیتھی کا ذکر سن رہے ہیں یقین نہیں آرہا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے دماغ میں گھس جاتا ہے۔"

ان تینوں نے ایک ایک ہزار کے ٹوکن میز پر رکھے۔ جے فلو نے پتے کاٹے۔ بیکر پتے بانٹتے ہوئے بولا "وہ دونوں ٹیلی پیتھی جانتے ہوں' یا نہ جانتے ہوں مگر اچھی خاصی رقم جیت کر گئے ہیں۔"

بیکر نے واقعی ان پہلے دو جواریوں کو دو لاکھ بیس ہزار جیت کر جانے کا موقع دیا تھا لیکن دوسری صبح ان کے دماغوں پر قبضہ جما کر اپنی رقم کے ساتھ ان کے لاکھوں روپے بھی

وصول کرنے والا تھا۔
ابھی وہ تینوں نہیں جانتے تھے کہ کس کے پاس کون سے پتے آئے ہیں۔ وہ ابتدا میں ہزاروں روپے کی بلائنڈ چال چلتے جارہے تھے۔ بیکر کی پارٹنر ایک لاکھ روپے کے ٹوکن لے آئی تھی۔ اس کے پاس بیٹھ کر کھیل دیکھ رہی تھی۔ وہ تینوں دس دس ہزار روپے کی اندھی چالیں چلتے رہے۔ جب میز پر مجموعی رقم تیس ہزار ہوگئی تو بیکر کی حسین پارٹنر نے اس کے پتے اٹھا کر اسے دیتے ہوئے کہا "تم کافی ہار چکے ہو اور اندھی چالیں نہ چلو۔"
بیکر کے پاس ایک غلام' ایک دہلا' اور ایک نہلا آیا تھا۔
جے کافو اور جے فلو نے اس کی حسین پارٹنر کے اندر پہنچ کر معلوم کرلیا کہ بیکر کے پاس جیتنے والے پتے" آئے ہیں۔ جے فلو نے خیال خوانی کے ذریعے کہا "یار! کافو! اس کے پاس بڑے پتے آئے ہیں؟ ہمیں بھی اپنے پتے دیکھنے چاہئیں۔"
جے کافو نے کہا "اسے شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ پہلے اپنے پتے دیکھو پھر چال چلو۔"
جے فلو نے اپنے پتے دیکھے۔ بیکر کے مقابلے میں اس کے پتے کمزور تھے پھر بھی اس نے ایک چال چلی۔ پانچ ہزار کے ٹوکن آگے بڑھائے۔ بیکر اس کے پاس بیٹھی ہوئی حسینہ کے دماغ سے معلوم کرچکا تھا کہ اس کے پتے کمزور ہیں پھر بھی پانچ ہزار کی چال چل کر دھوکا دینا چاہتا ہے کہ اس کے پاس تگڑے پتے آئے ہیں۔
جے کافو نے اپنے پتے دیکھے پھر ان پتوں کو گڈی میں ملا کر کہا "میں ڈراپ کررہا ہوں۔"
بیکر اس کے پاس بیٹھی ہوئی حسینہ کے بھی دماغ سے اس کے کمزور پتے معلوم کرچکا تھا۔ جے فلو نے ڈبل رقم کے ٹوکن بڑھا کر کہا "شو!"
بیکر نے اپنے پتے دکھائے اور وہ تمام رقم جیت لی پھر دوسری بازی شروع ہوئی پھر تیسری بازی اور چوتھی اور پانچویں بازی' ان تینوں میں سے جس کے پاس کمزور پتے آتے تھے' وہ اپنا کھیل روک دیتا تھا۔ اس طرح بیکر کو ان پر شبہ ہوا اور ان دونوں کو بیکر پر شبہ ہوا کہ بیکر کو ان کے بڑے پتوں کا علم کیسے ہوجاتا ہے پھر بھی وہ کھیلتے رہے اور ایک دوسرے کو آزماتے رہے۔ تقریباً دس بازیاں کھیلنے کے بعد جے کافو نے بیکر سے کہا "تعجب ہے۔ جب بھی میرے پاس بڑے پتے آتے ہیں۔ تم دونوں کھیل آگے نہیں بڑھاتے ہو۔ پتے ڈراپ کردیتے ہو۔"
بیکر نے کہا "یہی میرے ساتھ ہورہا ہے۔ میرے پاس بڑے پتے آتے ہیں تو تم دونوں چال آگے نہیں بڑھاتے۔ پتے واپس رکھ دیتے ہو۔"
جے فلو نے بھی یہی شکایت کی پھر کہا "ہم تینوں ٹیلی پیتھی نہیں جانتے ہیں پھر ہم تینوں یوگا جانتے ہیں۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے دماغوں میں نہ آسکتا ہے' نہ کبھی آئے گا پھر یہ کیا ہورہا ہے؟"
وہ ایک دوسرے کے سامنے معصوم بن رہے تھے اور اپنی خیال خوانی کی صلاحیتوں کو چھپا رہے تھے۔ جے کافو اور جے فلو سوچ رہے تھے کہ بیکر ان کے پتے کیسے دیکھ لیتا ہے؟ بیکر سوچ رہا تھا۔ ان دونوں کو اس کے پتوں کی خبر کیسے ہوجاتی ہے؟
پھر بیکر نے میز پر ہاتھ مار کر کہا "میں سمجھ گیا۔"
دونوں نے چونک کر پوچھا "کیا؟"
وہ بولا "ان پہلے دو کھلاڑیوں کی موجودگی میں بھی یہی ہورہا تھا۔ اب میں یقین سے کہتا ہوں' نہ وہ ٹیلی پیتھی جانتے تھے۔ نہ ہم میں سے کوئی جانتا ہے۔ جو جانتا ہے' وہ ہم سے چھپا ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ بیٹھی ہوئی لڑکیوں کے اندر پہنچ کر ہمیں اپنے طور پر کبھی جیتنے دیتا ہے۔ کبھی ہارنے پر مجبور کرتا ہے۔"
وہ سب اپنی حسین پارٹنرز کو شبہ کرتے ہوئے دیکھنے لگے۔ ان لڑکیوں نے پریشان ہو کر کہا "ہم پر شبہ نہ کرو۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔"
جے کافو نے کہا "تم تینوں کو معلوم بھی نہیں ہوسکتا۔ تمہارے اندر کوئی آکر چھپا رہے گا تو تمہیں پتا نہیں چلے گا۔ یہ بات دل کو لگ رہی ہے' کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے ساتھ تماشے کررہا ہے۔"
جے فلو نے پوچھا "صرف ہم تینوں کے ساتھ ایسا کیوں کررہا ہے؟ اس نے ان پہلے دو جواریوں کے ساتھ ایسی حرکتیں کیوں نہیں کیں؟"
بیکر نے کہا "ان کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔ وہ بھی ہارتے رہے تھے۔ کبھی جیت رہے تھے۔ آخری تین بڑی بازیاں جیت کر چلے گئے۔ شاید ہم میں سے بھی صبح تک کوئی جیت جاسکتا ہے۔ مگر ہم نے کھیل روک دیا ہے۔"
"سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی کی بھی ہار یا جیت سے اس ٹیلی پیتھی جاننے والا کیا فائدہ حاصل کررہا ہے؟"
بیکر نے کہا "ایک اور بات سمجھ میں آتی ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے کا تعلق اس کیسینو کے مالکان سے ہے۔ وہ ہم سے جیت کر گئے ہیں۔ ان کی جیتی ہوئی رقم مالکان تک پہنچ گئی ہوگی اور ہم میں سے جو جیتے گا۔ اسے بھی ٹریپ کر کے اس کی جیتی ہوئی رقم کو بھی انہی مالکان تک پہنچایا جائے گا۔"
بیکر یہ کہتے ہی غصے میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا پھر بولا "میں ابھی ٹاپ فلور پر جاکر ان مالکان کا گریبان پکڑوں گا۔"
وہ تیزی سے چلتا ہوا' گیمبلنگ ہال سے باہر جاتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ جے کافو اور جے فلو بھی اٹھ گئے۔ انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے سے کہا "خطرہ ہے۔ فوراً نکل چلو۔"
انہوں نے ان لڑکیوں کو پانچ پانچ ہزار دے کر رخصت کیا۔ کاؤنٹر پر تمام ٹوکن دے کر کیش وصول کیا پھر لفٹ کے ذریعے نیچے جانے لگے۔ بیکر نے ان سے جھوٹ کہا تھا کہ پہلے دو کھلاڑی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ذریعے جیت کر گئے ہیں لیکن بعد کے دو کھلاڑیوں سے کھیلتے وقت وہ حیران رہ گیا تھا۔ اس بار ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موجودگی کا یقین ہورہا تھا اور اس کی موجودگی سے خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ اس لیے وہ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس کیسینو سے باہر آکر ایک طرف جاتے ہوئے یہ سمجھنے کی کوشش کررہا تھا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کا تعاقب کررہا ہے یا نہیں؟
بیکر نے اس کیسینو میں جے کافو اور جے فلو کے اندر جانے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ ان کے ساتھ بیٹھی ہوئی لڑکیوں کے ذریعے ان کے پتے معلوم ہورہے تھے۔ جب اسے واقعی کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موجودگی کا یقین ہوا اور ان دونوں پر بھی شبہ ہوا۔ تب بھی اس نے سوچا کہ وہ اگر ٹیلی پیتھی جانتے ہیں تو یوگا کے بھی ماہر ہوں گے۔ وہ سانس روک لیں گے پھر انہیں معلوم ہوجائے گا کہ سامنے بیٹھا ہوا کھلاڑی خیال خوانی کررہا ہے۔
اسی طرح جے کافو اور جے فلو کو شبہ ہوا تھا مگر انہیں معلوم ہوچکا تھا کہ بیکر یوگا کا ماہر ہے۔ اس کے دماغ میں جانا چاہیں گے تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ سامنے بیٹھے ہوئے دو کھلاڑیوں میں سے کوئی ایک ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس کیسینو سے دور جانے کے بعد جے فلو نے کہا "ہم جھجکتے ہوئے اتنی دور آگئے ہیں۔ ہمارے ساتھ کھیلنے والا وہ جواری نہیں دکھائی دے رہا ہے۔"
"وہ بڑی مکاری سے بہانہ کر کے ہماری نظروں سے اوجھل ہوگیا ہے۔"
"جس طرح ہم اس پر شبہ کررہے ہیں۔ اسی طرح وہ ہم پر خیال خوانی کا شبہ کررہا ہوگا۔ کہیں چھپ کر ہمارے بارے میں شبہات کی تصدیق کررہا ہوگا۔"
جے کافو نے کہا "ہم عجیب الجھن میں پڑگئے ہیں۔ دو باتیں الجھا رہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا روپوش رہ کر ہمیں ٹریپ کرنے کی کوششیں کررہا ہے اور اس سے پہلے ہمیں الجھا رہا ہے۔"
"وہ ہمیں الجھا چکا ہے۔ اب کہیں سے چھپ کر گولی مارے گا۔ ہمیں زخمی کرے گا پھر ہمارے دماغوں پر مسلط ہوجائے گا۔ دانش مندی یہ ہے کہ جتنی جلدی ہوسکے' ہم اس کے علاقے سے دور کہیں چلے جائیں۔"
وہ تیزی سے چلتے ہوئے ہوٹل کے کمرے میں آئے۔ وہاں سے اپنا پاسپورٹ اور ضروری کاغذات لے جانا چاہتے تھے۔ اس وقت فون کی گھنٹی نے انہیں چونکا دیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کو پریشان ہو کر دیکھا۔ جے فلو نے پوچھا "کس کا فون ہوگا؟ یہاں ہمیں کوئی جانتا نہیں ہے۔"
جے کافو نے فون کی طرف جاتے ہوئے کہا "ہوٹل والوں کا فون ہوسکتا ہے۔"
اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا "ہیلو؟ کون؟"
دوسری طرف سے بیکر نے کہا "ہیلو۔ ایک مشورہ ہے۔ خود کو ظاہر کردو۔ ورنہ دور سے زخمی کروں گا اور دونوں کے دماغوں کو اپنے شکنجے میں لے لوں گا۔"
"او۔ یہ تم ہو؟ کیسینو کے کھلاڑی۔ ہمارا شبہ درست نکلا۔ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ ہم بھی تمہیں مشورہ دے رہے ہیں۔ اپنے دماغ کا دروازہ کھول دو۔ ورنہ ہم دروازہ توڑ کر اندر آنا چاہتے ہیں۔"
"تو پھر آؤ۔ ہم گوا کے رنگین اور سنگین علاقے میں شکار کھیلیں گے۔ دیکھتے ہیں' شکار کون ہوتا ہے۔ شکاری کون کہلاتا ہے۔"
جے کافو نے ایک شکاری کی طرح تن کر ریسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔

کچرا گھر
کتابیات پبلی کیشنز
پوسٹ بکس 23- رمضان چیمبرز، فلور پالا سٹریٹ آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی 74200

پارس نے اسے خوب نچایا تھا۔ وہ زخمی اور کمزور ہونے کے باوجود ناچتی رہی تھی ایسی حالت میں اسے چکرا کر گرنا ہی تھا لیکن چکرانے کی وجہ صرف کمزوری نہیں تھی۔ کمزوری کی وجہ شکستِ فاش تھی۔ پارس نے اس کی جیتی ہوئی بازی پلٹ کر اسے بری طرح جکڑ لیا تھا۔

چکرا کر گرنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ پارس نے اس کی ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کی تمام تیاریوں کو خاک میں ملا دیا تھا۔ جیکی ہنٹر اور بوبی اسمتھ کے سروں سے کیلیں نکال کر ان کے دماغوں میں گھس گیا تھا۔ جیکی ہنٹر کو اس کی قید سے رہائی دلا کر اسے اس کی بیٹی ڈائنا کے پاس بھیج دیا تھا اور بوبی کی زندگی تمام کردی تھی۔

ان حالات میں وہ پھر بے ہوش ہوگئی تھی۔ اس بار بے ہوشی مختصر تھی جب وہ ہوش میں آنے لگی تو پارس نے اس کے ذہن پر مسلّط ہو کر اسے ہپناٹائز کیا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی کہ جب وہ دماغی توانائی حاصل کرے گی اور یوگا کے ذریعے اپنے دماغ کا راستہ بند کرے گی۔ تب اپنے مقفل دماغ میں پارس کو آنے دے گی اور اس کی سوچ کی لہروں کو کبھی محسوس نہیں کرے گی۔

وہ اسے اچھی طرح جکڑنے کے بعد ہوٹل کے اس کمرے میں آیا جہاں ڈائنا کا قیام تھا۔ وہ ایک طویل انتظار کے بعد اپنے باپ جیکی ہنٹر سے مل کر بہت خوش ہو رہی تھی۔ وہ باپ بیٹی کسی بھی پہلی فلائٹ سے امریکا جانا چاہتے تھے۔ پارس نے دروازے پر دستک دی پھر خیال خوانی کے ذریعے کہا "میں پارس ہوں۔ دروازہ کھولو۔"

جیکی نے دروازہ کھول کر اس سے مصافحہ کیا۔ اسے اندر بلاتے ہوئے ڈائنا سے کہا "بیٹی یہی مسٹر پارس ہیں۔ انہوں نے مجھے الپا کی قید سے رہائی دلائی ہے۔ مسٹر پارس! ہم آپ کا احسان کبھی نہیں بھولیں گے۔ ہو سکے تو ہمیں اسرائیل سے فوراً باہر نکالیں۔"

ڈائنا نے کہا "مسٹر پارس! الپا ایسی چڑیل ہے کہ اس سے نجات حاصل کرنا ممکن نہیں تھا مگر آپ نے اسے ممکن کر دکھایا ہے۔ آپ آخری احسان کریں۔ اس جہنم سے نکل بھاگنے میں ہماری مدد کریں۔"

"الپا کا خوف دل سے نکال دو۔ وہ اسپتال میں ہے۔ زندہ ہے مگر مردوں سے بدتر ہے۔ خود کو الپا کی حیثیت سے ظاہر نہیں کر رہی ہے۔ دنیا والوں سے اپنی اصلیت چھپا رہی ہے۔"

ڈائنا نے کہا "وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے پھر میرے ڈیڈی کو ٹریپ کرلے گی۔"

"نہیں کرے گی۔ وہ خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں رہی ہے۔ ابھی بے ضرر ہے۔"

جیکی نے کہا "کسی دن بھی دماغی توانائی بحال ہو سکتی ہے۔ وہ سب سے پہلے میرے دماغ میں پہنچے گی۔ اس سے پہلے ہمیں یہ ملک چھوڑ دینا چاہیے۔"

"تم کہیں بھی جاؤ گے وہ تمہارے دماغ میں پہنچے گی۔ اس سے بچنے کی یہی ایک تدبیر ہے کہ تم باپ بیٹی کے دماغوں کو مقفل کردیا جائے۔"

"کیا ہمیں ہپناٹائز کرنا چاہتے ہو؟ اپنا معمول بنانا چاہتے ہو؟"

"ہمیں نہ ٹرانسفارمر مشین تیار کرانا ہے اور نہ تمہیں معمول بنانے کا شوق ہے۔ میں تمہارے اور تمہاری بیٹی کے تحفظ کے لیے یہ مشورہ دے رہا ہوں۔"

"میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ ہم مشورہ نہیں مانیں گے تب بھی ہمیں ہپناٹائز کیا جائے گا۔ مجھ جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو آسانی سے چھوڑا نہیں جائے گا۔"

پارس نے کہا "سیدھی سی بات ہے۔ میں نہیں چاہوں گا کہ تمہارا دماغ اسی طرح کھلا رہے اور کوئی بھی دشمن تم پر مسلّط ہو کر تم سے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ بنوا لے۔"

ڈائنا پریشان ہو کر بولی "اس کا مطلب ہے ہمیں رہائی نہیں ملی ہے۔"

پارس نے اس کے قریب آکر کہا "تمہیں جوان ہوتے ہی بوبی کی طرف سے محبت کا فریب ملا۔ ایک لڑکی اپنی پہلی ناکام محبت کا صدمہ کبھی بھلا نہیں پاتی۔ میں محبوب نہیں ہوں 'بھائی' ہوں۔ تمہیں بھائی سے دھوکا نہیں ملے گا۔ میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ جب اپنے باپ کے ساتھ اپنے وطن امریکا پہنچ جاؤ گی تو میری سچائی کا یقین آجائے گا۔ ہاؤ آ یو، مسٹر جیکی! گڈ بائی اینڈ گڈ لک۔"

وہ وہاں سے چلا آیا۔ اپنے سراغ رسانوں کو سمجھا دیا کہ باپ بیٹی کے دماغوں کو لاک کرنے کے بعد انہیں وہاں سے امریکا پہنچا دیا جائے۔ الپا کے خفیہ محل نما بنگلے سے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ اور ایسی دستاویزات ملی تھیں۔ جن میں مملکت اسرائیل کے اہم راز چھپے ہوئے تھے۔

پارس نے انہیں پڑھنے کے بعد مشین کے نقشے کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں بھیج دیا۔ ایک دستاویز میں فلسطینی مسلمانوں کو سختی سے پابند بنائے رکھنے کے سلسلے میں مسلمانوں کے خفیہ منصوبے کی تفصیلات درج تھیں۔

چھوٹے بڑے رہنماؤں کی سختی سے نگرانی کرنے انہیں زیادہ سے زیادہ رشوتیں دینے اور مراعات دے کر خریدنے کے احکامات پر عمل کیا جارہا تھا۔ یہودی سراغ رسانوں کی رپورٹ کے مطابق صرف دو چار رہنما ایسے تھے جو خریدے نہیں جاسکتے تھے۔ وہ صرف مسلمانوں کے حقوق کے لیے جہاد کرتے رہتے تھے۔ انہیں کسی نہ کسی الزام میں گرفتار کیا جاتا تھا مگر مجاہدین کی جوابی کارروائیوں کے باعث امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوتا تھا۔ مسلمانوں کے علاوہ یہودیوں کی بھی جان و مال کو نقصان پہنچتا تھا۔ اس لیے گرفتار شدہ رہنماؤں کو رہا کردیا جاتا تھا لیکن ان کی تحریک کو کچلنے کی سازشیں جاری رہتی تھیں۔

جو رہنما حکومت کی بلیک لسٹ میں تھے ان میں جواد بن مستقیم کا بھی نام تھا۔ اسے اب تک گرفتار نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اس نے حکومت اسرائیل کے خلاف باقاعدہ تحریک نہیں چلائی تھی۔ اس کے بارے میں یہ رپورٹ درج کی گئی تھی کہ مسلمانوں کی ہی نہیں عیسائیوں اور یہودیوں کی بھی اچھی خاصی تعداد جواد بن مستقیم کی شخصیت سے متاثر ہے۔ لوگ اس کے اتنے عقیدت مند ہیں۔ اتنے وفادار ہیں کہ اس کے ایک اشارے پر حکومت کے خلاف بغاوت کرسکتے ہیں۔ اسے سیاست سے دلچسپی نہیں تھی وہ صرف فلسطینی مسلمانوں کے جائز حقوق کی باتیں کیا کرتا تھا۔ ایسی باتیں کرنے سے حکومت کے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگتی تھی۔

اسرائیلی اکابرین نے الپا سے ایک بار کہا تھا کہ وہ جواد کے اندر کی بات معلوم کرے۔ وہ ایک پیر مرشد کی طرح اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کی تعداد بڑھا رہا ہے یا درپردہ حکومت کے خلاف باغیوں کی فوج بنا رہا ہے؟

الپا اپنے ملک میں ایسے کسی مسلمان کو برداشت نہیں کرتی تھی جو فلسطینی عوام میں مقبولیت حاصل کرلے اور رفتہ رفتہ کسی خاص علاقے کا بے تاج بادشاہ بن جائے۔ وہ جواد کو ٹریپ کرنا چاہتی تھی لیکن ایسے ہی وقت ٹرانسفارمر مشین کی اہمیت نے اس کی تمام توجہ اپنی طرف مبذول کرلی۔ وہ مشین کا نقشہ حاصل کرنے، جیکی ہنٹر کو اغوا کرنے، پھر پارس سے دشمنی کے نتیجے میں اسپتال پہنچ گئی۔

یوں جواد اس کی خیال خوانی کے شر سے محفوظ رہا۔ گذشتہ باب میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ جواد نے دس برس تک ایک بزرگ کی خدمت کی تھی۔ بزرگ نے اپنی وفات سے پہلے اسے دعائیں دی تھیں کہ وہ عام انسانوں کی طرح مصائب سے گزرے گا لیکن خوش قسمتی سے تحفظ حاصل ہوتا رہے گا۔

بزرگ کی پیش گوئی کے مطابق یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ الپا اس کے لیے مصیبت بننے سے پہلے خود مصائب میں گرفتار ہوگئی تھی۔

بزرگ نے اسے ایک انگوٹھی پہنائی تھی۔ جس کی یہ خاصیت تھی کہ وہ جس کو چھو لیتی تھی وہ جواد کی شخصیت سے متاثر ہوجاتا تھا اس کی ایمان پرور باتوں سے قائل ہو کر جھوٹ اور فریب سے باز رہتا تھا۔

اس کے پاس آنے والے اس سے مصافحہ کرتے تھے۔ مصافحہ کرتے وقت انگوٹھی انہیں چھو لیتی تھی۔ اس طرح اس کے چاہنے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی تھی۔

یہ محض انگوٹھی کی کرامات نہیں تھیں۔ اس کی وہ خصوصیات بھی تھیں جو ایک سچے مومن میں ہوتی ہیں۔ وہ بزرگ کے سائے میں رہ کر بچپن سے عبادت گزار تھا۔ کسی کو دکھ نہیں پہنچاتا تھا۔ دوسروں کے برے وقتوں میں کام آتا رہتا تھا۔ بیماروں کی تیمارداری کرتا تھا۔ اس طرح وہ ہر دل عزیز بنا گیا تھا۔

بھیما کی شامت آئی تھی۔ اس نے جواد کی میت کے پاس حسین عورتیں دیکھی تھیں۔ سیاہ لباس میں سوگوار حسیناؤں کی دلکشی ایسی تھی کہ اس کا دل کھنچا چلا گیا اور وہ سیدھا جواد کے جسم میں داخل ہوگیا تھا۔

جواد کے اندر پہنچنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ وہ خوب رو جوان کوئی جادو نہیں جانتا ہے لیکن اس کی انگوٹھی کرشمے دکھاتی ہے۔ ان میں سے ایک کرشمہ یہ تھا کہ بھیما کی بد روح انگوٹھی کے زیر اثر آگئی تھی۔ جواد جب تک طبعی موت نہ مرتا تب تک وہ آتما اس کے جسم سے نہیں نکل سکتی تھی۔

بھیما کو یقین نہیں تھا کہ وہ جواد کے اندر قید ہوگیا ہے ابھی وہ سوچ کر مطمئن تھا کہ اسے رہائی نہ ملی تو وہ جواد کو خودکشی پر مجبور کرکے اس کے جسم سے نکل جائے گا۔

اس نے ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم میں پہنچنے کے کئی تجربات کیے تھے۔ جس کے جسم میں پہنچتا تھا اس کے دل و دماغ کو پوری طرح اپنے قابو میں کرلیتا تھا۔ جواد کے اندر آکر پہلی بار اسے بے بسی کا احساس ہوا۔ روح انسان کو زندہ اور طبعی عمر تک قائم رکھنے کے لیے ہوتی ہے۔ بھیما کی آتما بھی طبعی عمر تک اسے نئی زندگی دے رہی تھی۔

روح کی توانائی سے دل و دماغ کو توانائی حاصل ہوتی ہے۔ روح کی ناپاکی سے انسان آلودہ ہوتا ہے لیکن دل میں

ایمان ہو' دماغ میں خوف خدا ہو تو روح کی ناپاکی زائل ہونے لگتی ہے۔ بھیما نے محسوس کیا کہ اس کے ارادے کمزور ہورہے ہیں۔ اس نے پہلی بار جواد کو مسجد اقصیٰ جانے اور عبادت کرنے سے روکا تو روک نہ سکا۔ جواد کا شوقِ عبادت اس پر حاوی ہوگیا۔

جواد سے صرف مرد ہی نہیں' عورتیں بھی ملاقات کرتی تھیں۔ ان میں حسین دوشیزائیں بھی ہوتی تھیں۔ بھیما جس حسینہ کو دیکھتا تھا اس کی طرف مائل ہوجاتا تھا۔ جواد کسی بھی حسینہ سے مل کر اخلاقاً ہنستا بولتا تھا لیکن ان سے غلط رشتہ قائم کرنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچتا تھا۔

بھیما نے جھنجلا کر کہا "پارسائی کی حد ہوتی ہے۔ کیا یہ جوانی یونہی گزار دو گے؟"

جواد نے کہا "جتنی کنواریاں مجھ سے ملتی ہیں' وہ ایک نہ ایک دن کسی سے بیاہی جائیں گی۔ انہیں کسی کی شریک حیات بننا ہے۔ یوں سمجھو' وہ کسی نہ کسی کی امانت ہیں۔ میرا ایمان کہتا ہے کہ مجھے دوسروں کی امانت میں خیانت نہیں کرنا چاہیے۔"

دراصل جواد ایک فلسطینی دوشیزہ حدیقہ کو چاہتا تھا۔ اس سے اکثر ملتا رہتا تھا۔ حدیقہ اسے دل و جان سے چاہتی تھی۔ اس کے والدین بھی چاہتے تھے کہ وہ دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہوجائیں۔

وہ راضی ہوگیا تھا۔ نکاح کی تاریخ مقرر ہونے والی تھی لیکن نہ ہوسکی۔ اس کی عارضی موت واقع ہوگئی تھی۔

پھر اسے ایک نئی زندگی ملی۔ اس کی موت پر ماتم کرنے والی حدیقہ کو بھی جیسے نئی زندگی مل گئی۔ اس نے کہا "جواد! ...جو زندگی ملی ہے' اسے غنیمت جانو۔ مجھے اپنے نکاح میں لے آؤ مجھے انتظار نہ کراؤ۔"

"حدیقہ! تم سمجھ سکتی ہو کہ میں تمہیں دل و جان سے چاہتا ہوں۔ تم سے دور نہیں رہنا چاہتا لیکن ابھی نکاح کے لیے حالات موافق نہیں ہیں۔"

"کیوں موافق نہیں ہیں۔ تم راضی ہو۔ میں راضی ہوں پھر کیا بات ہے؟"

"بات ایسی ہے کہ بتائی نہیں جاسکتی۔ بتاؤں گا تو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔"

"ایسی کیا بات ہے؟ ایسا کون سا معاملہ ہے' جسے مجھ سے چھپا رہے ہو؟"

"میں تم سے کبھی کوئی بات نہیں چھپاتا۔ بس اتنا سمجھ لو کہ نئی زندگی مل تو گئی ہے مگر روح کچھ آلودہ ہے۔ میں تمہیں آلودہ نہیں کرنا چاہتا۔ تمہیں ہاتھ لگانے سے پہلے روح کو مصفّا ... نا بہت ضروری ہے۔"

اس کی بات حدیقہ کی سمجھ میں نہیں آئی لیکن وہ دیکھتی آئی تھی کہ جواد دوسروں سے زیادہ روحانیت کے بارے جانتا ہے۔ وہ روحانی علوم حاصل کرتا رہتا ہے۔ اس کی آنکھیں دلوں میں اتر جاتی ہیں۔ اس کی باتیں ذہنوں کو متاثر کرتی ہیں۔ وہ جسے چھولیتا ہے' اسے اپنا بنالیتا ہے۔ اس کے باوجود وہ بدکار نہیں ہے۔

حدیقہ نے اس سے بحث نہیں کی۔ کسی ہرجائی سے بحث کی جاتی ہے۔ وہ تو اس کا' صرف اسی کا تھا۔ اس لیے خاموش رہی لیکن بھیما نے کہا "یہ کیا کررہے ہو؟ اتنی حسین لڑکی ہماری آغوش میں آنا چاہتی ہے اور تم ٹال رہے ہو؟"

"تم چاہتے ہو' ہماری آغوش میں آئے۔ میں چاہتا ہوں صرف میری شریکِ حیات بن کر آئے۔ تم میرے اور حدیقہ کے درمیان آگئے ہو۔"

"میں تو ہمیشہ تمہارے اندر رہوں گا۔ تم آخر کب تک حدیقہ سے شادی نہیں کرو گے؟"

"روح کو جسم کے ساتھ اور جسم کو روح کے ساتھ مکمل مطابقت رکھنی چاہیے۔ پہلے میری روح جیسی تھی' ویسی ہی تمہاری آتما پاک و مصفّا ہوجائے گی تمہاری ناپاکی یکسر نابود ہوجائے گی تو بھیما بھی اپنے کفر سمیت نابود ہوجائے گا۔ تمہاری آتما مکمل روحانی تقاضوں کے مطابق میری ہوگی۔"

"ہرگز نہیں۔ تم مجھے نابود نہیں کرسکو گے۔ میں اپنی آتما شکتی سے کسی دوسرے جسم میں نئی زندگی حاصل کروں گا۔ تم پہلے کی طرح ایک لاش بن جاؤ گے۔"

"تم دوسروں کو مارنے اور خود کو زندہ رکھنے کے ... تماشوں کو بھول جاؤ۔ کاتبِ تقدیر نے میری موت کا جو وقت مقرر کیا ہے اس سے پہلے مجھے موت نہیں آئے گی اور نہ ہی تم مجھے مار سکو گے۔ کوشش کرکے دیکھ لو۔"

"مجھے چیلنج کررہے ہو تو سنو۔ میں تمہیں خودکشی کے لیے مجبور کرسکتا ہوں لیکن میں تمہاری حدیقہ کے دماغ میں جما کر اس کے ذریعے تمہیں گولی ماروں گا۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر حدیقہ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ دوسرے لفظوں میں جواد اپنی محبوبہ کے اندر ... وہ اپنے بیڈ روم میں لباس تبدیل کرنے والی تھی۔ جواد ... اس کے دماغ سے جانا چاہا۔ بھیما نے کہا "نہیں اسے ... تبدیل کرنے دو۔ ہم قیامت جگانے والے حسن و ... کا نظارہ کریں گے۔"

"بکواس مت کرو۔ میں اپنی حدیقہ کو نکاح سے پہلے اس ... نہیں دیکھوں گا۔"

"تم ٹیلی پیتھی کے شکنجے میں ہو۔ تم وہی کرو گے جو میں ... چاہتا ہوں۔"

وہ حدیقہ کے دماغ سے واپس نہیں آنا چاہتا تھا۔ وہ ... دوسرا لباس پہننے کے لیے پہلا لباس اتارنے والی تھی۔ جواد ... اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر انگوٹھی کو اپنی پیشانی سے لگایا۔ گویا ... خیال خوانی کرنے والے دماغ سے لگایا۔ یک لخت وہ خیال ... خوانی بھول گیا۔ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔

بھیما نے حیرانی سے پوچھا "تم میری مرضی کے بغیر واپس ... آگئے؟"

"مجھ سے نہ پوچھو۔ اپنے تمام حربے استعمال کرتے ... رہو۔ عقل آتی رہے گی۔"

"ہاں! یاد آیا۔ تم نے انگوٹھی کو پیشانی سے لگایا تھا۔ یہ ... انگوٹھی آئندہ بھی مجھے خیال خوانی سے روکتی رہے گی۔ میں ... کہتا ہوں۔ اسے اتار کر پھینک دو۔"

"نیک ارادوں سے خیال خوانی کی جائے گی تو یہ انگوٹھی ... نہیں روکے گی۔ بدنیتی کے باعث یہ ٹیلی پیتھی کو کمزور بنادے ... گی اور میری زندگی میں اسے میری انگلی سے کوئی نہیں اتار ... سکے گا۔ تم یہ کوشش بھی کرکے دیکھ لو۔"

اب بھیما کی سمجھ میں آیا کہ اس کی ٹیلی پیتھی اور اس کا ... جادو' بدقسمتی سے روحانیت کے مقابل آگیا ہے۔ اب ... ایک ہی راستہ ہے کہ جواد کو موت کے گھاٹ اتارا جائے ... کسی دوسرے جسم میں پہنچ کر آزادی حاصل کی جائے۔

... یہ بھی سمجھ میں آگیا کہ جب تک وہ کرشمے دکھانے والی ... انگوٹھی اس کی انگلی میں ہے' وہ اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہ ... قابو میں لاسکے گا اور نہ ہی اسے خودکشی کرنے پر مجبور ... کرسکے گا۔

... کسی دوسرے کے دماغ میں جا کر اسے آلہ کار بنا کر بھی ... نہیں کراسکتا تھا کیونکہ وہ کسی کے دماغ میں پہنچتا تو ... وہاں پہنچتا۔ وہ جواد کے اندر رہ کر اس سے چھپ کر ... نہیں کرسکتا تھا۔

... تب اس نے تسلیم کیا کہ وہ ایک فولادی جسم میں قید ہو ... اپنے طور پر جواد کی موت کا سامان نہیں کرسکے گا۔ اس کی طبعی موت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ وہ پچیس برس تک پچاس برس تک نہ جانے کب تک زندہ رہے گا؟ وہ کہہ چکا تھا کہ حدیقہ سے شادی کرنے سے پہلے اس کی آتما کی تمام آلودگی ختم کردے گا۔ اس طرح بھیما کا نام و نشان مٹا دے گا۔ وہ جواد ہے۔ ایک مصفّا روح کے ساتھ جواد ہی رہے گا۔

بھیما کی آتما جھنجلا گئی۔ اس نے کہا "میں بھیما ہوں۔ برسوں تک قیدی بن کر نہیں رہوں گا۔ تمہارے اندر زلزلہ پیدا کروں گا۔ تمہارا جسم تمہارا دماغ کمزور ہوجائے گا پھر میں تمہارے کمزور جسم کی دیواروں سے باہر نکل جاؤں گا۔"

نماز کا وقت ہوچکا تھا۔ وہ وضو کرکے نماز کی نیت کرنے سے پہلے بولا "مجھے دھمکی نہ دو۔ تمہارے دل میں جتنی حسرتیں ہیں' پوری کرتے رہو۔"

وہ نماز پڑھنے لگا۔ بھیما نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کرنا چاہا مگر نہ کرسکا۔ اس کا ذہن عبادت میں گم ہوچکا تھا۔ جس دماغ میں زلزلہ پیدا کرنا چاہتا تھا۔ وہ دماغ اس کے قابو میں نہیں آرہا تھا۔

اس نے سوچا' شاید نماز ڈھال بن گئی ہے۔ اسے بچا رہی ہے۔ اسے انتظار کرنا چاہیے۔ وہ نماز کے بعد رات کا کھانا کھانے لگا تو اس نے پھر کوشش کی۔ جواد کو ایک ذرا بے چینی کا احساس ہوا۔ اس نے پوچھا "یہ کیا ہورہا ہے؟ کیوں خوامخواہ پریشان کررہے ہو؟"

"میں چالیس دنوں تک تپسیا کرنا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے تپسیا نہیں کرنے دو گے تو میں پریشان کرتا رہوں گا۔ تمہیں سکون سے نہیں رہنے دوں گا۔"

"تم اپنے دھرم کے مطابق تپسیا نہیں کرو گے۔ بلکہ دھرم کے خلاف کالے عمل کے لیے ایسا کرنا چاہتے ہو اور میں کبھی ایسا نہیں کرنے دوں گا۔"

وہ پھر جواد کے جسم میں اور اس کے دل و دماغ میں ہلچل پیدا کرنے لگا۔ جواد جائے نماز بچھا کر دو زانو بیٹھ گیا۔ بھیما نے خوش ہوکر کہا "اب قابو میں آئے۔ میں تپسیا کے لیے تمہیں اسی طرح بٹھائے رکھوں گا مگر یوں دو زانوں ہوکر نہ بیٹھو۔ میں تپسیا کرنے کے لیے پلتھی مار کر بیٹھتا ہوں۔"

وہ دو زانو بیٹھا رہا۔ وہ کلام پاک کا حافظ تھا۔ بلند آواز سے تلاوت کرنے لگا۔ بھیما اس کی زبان سے آتما شکتی کے لیے منتر پڑھنا چاہتا تھا لیکن اسے تلاوت کرنے سے روک نہیں پا رہا تھا۔ جس زبان پر پاک آیتیں رواں دواں تھیں۔ اس سے منتر پڑھنے میں ناکام ہورہا تھا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا' کیا کرے؟ اب تک جس

کے اندر بھی گیا تھا' اس پر حاوی رہا تھا۔ وہ کسی کے بھی جسم میں جانے کے بعد اس کے اندر سے نکلنے کی شکتی رکھتا تھا۔ اب بھی وہ شکتی تھی لیکن اس کرشماتی انگوٹھی کے زیر اثر وہ شکتی کمزور پڑ گئی تھی۔

وہ جواد کو مجبور نہیں کر سکتا تھا کہ اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال دے۔ بھگوان سے پرارتھنا کرنے لگا کہ کوئی ایسا حادثہ پیش آئے کہ جواد کے دونوں ہاتھ کٹ کر علیحدہ ہو جائیں پھر وہ انگوٹھی کبھی نہیں پہن سکے گا۔ اِدھر ہاتھ کٹ کر انگوٹھی سمیت جسم سے الگ ہو گا۔ اُدھر وہ اس کے جسم کے قید خانے سے ہمیشہ کے لیے رہائی حاصل کر لے گا۔

افسوس ان غنچوں پہ جو بن کھلے مرجھا گئے

○☆○

تیج پال اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں بیزون' جوزف وہسکی' مائیک مورو' بڈی رابرٹ اور بیزون کی بیوی مونو ریٹا کے ساتھ یوں خاموش تھا۔ جیسے اس ٹیلی پیتھی کی دنیا سے ان سب کا وجود مٹ گیا ہو۔

اس کے ساتھی پوچھتے تھے "تیج پال! ہم کب تک روپوش رہیں گے۔"

تیج پال انہیں سمجھاتا تھا۔ "روپوشی ایسی نہیں ہے کہ ہم کسی چار دیواری میں قید ہیں اور دشمنوں سے منہ چھپا رہے ہیں۔ ہم سب جہاں چاہتے ہیں' جاتے ہیں۔ گھومتے پھرتے ہیں اور عیش کرتے ہیں۔ کوئی دشمن ہمارے چہروں سے ہمیں پہچان نہیں پاتا ہے۔ تمہاری پہچان ٹیلی پیتھی ہے۔ سرِ عام ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرو گے تو دشمنوں کی نظروں میں آ جاؤ گے۔"

بیزون نے کہا "ہم سب تمہیں اپنا رہنما مانتے ہیں۔ واقعی ایک بار خیال خوانی کا مظاہرہ کرنے کے باعث مجھے ٹریپ کر لیا گیا تھا۔ یہ تو بابا صاحب کے ادارے والوں کا دستور رہا ہے کہ وہ اپنے کسی بھی مخالف کو زیادہ دنوں تک اپنا معمول اور غلام نہیں بناتے ہیں۔"

"بے شک' انہوں نے تمہیں آزاد کر دیا اور تم پھر ہماری ٹیم میں شامل ہو گئے ہو لیکن ہم تمہیں دوبارہ اپنانے کے باوجود اپنا پتا ٹھکانا اور موجودہ نام' موجودہ شناخت نہیں بتاتے ہیں۔"

مائیک مورو نے کہا "یہ شبہ رہتا ہے کہ بابا صاحب کے ادارے سے آزادی ملنے کے باوجود ان کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر یا تمہاری بیوی مونو ریٹا کے اندر چھپا رہتا ہو گا۔ تم قابلِ اعتماد نہیں رہے ہو۔"

جب بھی بیزون سے گفتگو کرنی ہوتی تو وہ سب کے دماغ میں آ کر ایک دوسرے سے بولتے تھے۔ پیتھی نہیں جانتا تھا۔ لہٰذا خیال خوانی کے وقت اونچی آواز میں باتیں کی جاتی تھیں۔ اس طرح بیزون سے ہونے والی گفتگو کا علم ہوتا تھا۔

بیزون سے پہلے جیسی بھرپور دوستی تھی مگر یہ فرق تھا کہ جب کوئی رازداری کی باتیں ہوتی تھیں تو سب کو اپنے دماغ میں آنے دیتا تھا۔ ایسے وقت خفیہ میٹنگ میں بلایا نہیں جاتا تھا۔ اس طرح ایک میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا جا رہا تھا کہ وہ حکومت فرانس کے کام کریں گے۔ چین میں ٹرانسفارمر مشین تیار نہیں دیں گے اور وہاں سے مشین کا نقشہ چرا کر لائیں گے۔

تیج پال نے کہا "دوستو! ہم حکومت فرانس سے معاہدہ کر رہے ہیں کہ ہم ایک بڑی طاقت سے منسلک گے۔ ہم فرانس کے سراغ رسانوں کو آلہ کار بنا چین بھیجیں گے۔ خود نہیں جائیں گے۔ کوئی مصیبت تو وہ پھنسیں گے۔ تم سب خیال خوانی کرنے والے محفوظ رہو گے۔"

بڈی رابرٹ نے کہا "اچھا آئیڈیا ہے۔ وہاں تمام مسلمان خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ انہیں نہیں ہو سکے گا کہ ہم نے ان کے خلاف محاذ بنا رکھا ہمارے آلہ کاروں کو بھی ہماری اصلیت معلوم نہیں

تیج پال نے کہا "تم سب کی یہ کوشش ہونی چاہیے کسی طرح بھی ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ حاصل ہو جائے ضروری نہیں کہ ہم وہاں مشین کی تیاری میں رکاوٹ کریں۔ وہ مشین تیار کرتے ہیں اور چینی ٹیلی پیتھی والے پیدا کرتے ہیں تو کرتے رہیں۔ دنیا کے دوسرے میں بھی خیال خوانی کرنے والے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ صرف مشین کا نقشہ حاصل کرنا ہے۔"

جوزف وہسکی نے کہا "ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے بے حساب دولت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس دولت ٹرانسفارمر مشین تیار کر سکتے ہیں ٹیلی پیتھی جاننے والوں اپنی ایک فوج تیار کر سکتے ہیں۔ جس طرح فرہاد مختار ہے اور الپا خود مختار ہے۔ اسی طرح ہمیں خود مختار ہونا چاہیے۔"

فرانس کی طرف سے پریس کے کئی رپورٹرز سیاح چین جا رہے تھے۔ تیج پال کے ساتھی ان کرکے انہیں اپنا معمول اور محکوم بنانے لگے۔

اور سیاح دراصل جاسوس تھے۔

تیج پال اور اس کے ساتھیوں نے مختلف ملکوں میں اختیار کی تھی اور اپنی اپنی بہتری کے لیے ایک کو اپنا پتا ٹھکانا نہیں بتاتے تھے وہ تمام ٹیلی پیتھی والے صبح سے رات گئے تک تیج پال کے دماغ میں آ کر خیریت بھی معلوم کرتے تھے اور اس سے ضروری بھی حاصل کرتے رہتے تھے۔

وہ اس کی ہدایات کے مطابق امریکن ٹیلی پیتھی جاننے کی مصروفیات معلوم کرتے تھے۔ اسرائیلی اکابرین کے الپا کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ معلومات حاصل رہتی تھیں۔

جب سے الپا نے مشین کا نقشہ چرایا تھا اور مشین کے جیکی ہنٹر کو اغوا کیا تھا۔ تب سے تیج پال نے مائیک ہدایت دی تھی کہ وہ ہمیشہ اسرائیلی حکام اور آرمی کے افسران کے دماغوں میں جاتا رہے۔ ان کے اندر جاتے سے کبھی نہ کبھی' کسی نہ کسی دن مشین کے سلسلے میں کچھ ضرور معلوم ہو گا۔

ان دنوں الپا بڑی رازداری سے کام کر رہی تھی۔ اکابرین اور فوجی افسران بھی نہیں جانتے تھے کہ الپا مشین کی تیاری کے سلسلے میں کیا کر رہی ہے۔ اتنا ہی تھے کہ امریکی حکام'.... اسرائیلی حکام کو مشین کا نقشہ اور جیکی ہنٹر کو اغوا کرنے کا الزام دے رہے ہیں۔ الپا رازداری کے باعث اور زیادہ تجسس پیدا ہو رہا تھا۔ تیج اپنے ساتھیوں کو سمجھاتا رہتا تھا' مایوس نہیں ہونا ہے۔ ٹرانسفارمر مشین کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے۔ الپا اس کو زیادہ عرصے تک چھپا نہیں سکے گی۔

پھر یہی ہوا۔ الپا زبردست کامیابیاں حاصل کرتے کرتے ناکام ہو گئی۔ تیج پال کے ساتھیوں کو پہلے یہ معلوم نہ الپا زخموں سے چور ہو کر اسپتال میں پڑی ہے۔ وہ پیتھی جاننے والے اسرائیلی اکابرین اور فوجی کے دماغوں میں جا کر اتنا سمجھ رہے تھے کہ الپا نے خاموشی اختیار کر لی ہے۔ وہ اپنے اکابرین سے چوبیس میں ایک بار رابطہ ضرور کیا کرتی تھی لیکن پچھلے گھنٹوں سے یوں خاموش ہے؟ جیسے گم ہو گئی ہو' یا مصیبت میں پھنس گئی ہو۔ اس کی طویل خاموشی کے اکابرین پریشان تھے۔

تیج پال کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی یہی سوچ کوئی گڑبڑ ہے۔ الپا اتنی غیر ذمے دار نہیں ہے کہ اسرائیل کے اہم امور کو نظر انداز کر کے یوں کہیں روپوش ہو جائے۔ وہ روپوش رہ کر بھی خیال خوانی کے ذریعے اہم معاملات سے نمٹتی رہتی تھی مگر اب ایسا نہیں کر رہی تھی۔ اس کی کسی مجبوری کا صاف پتا چل رہا تھا لیکن وہ مجبوری کیا تھی؟

آخر ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے ایک آرمی افسر کے دماغ میں آ کر معلوم کیا کہ پچھلے دن الپا نے فون کے ذریعے اس سے رابطہ کیا اور اسے اپنا رازدار بنا کر یہ راز کی بات بتائی تھی کہ وہ ایک حادثے میں بری طرح زخمی ہو گئی ہے۔ اسپتال میں ایک عام مریضہ کی حیثیت سے ہے۔ کسی کو اپنی اصلیت نہیں بتانا چاہتی ہے۔ اپنے اکابرین کے سامنے بھی ایسی حالت میں آنا نہیں چاہتی ہے۔ اس نے افسر سے کہا تھا کہ وہ اس کے وفادار بن کر رہنے والے بوبی کو گرفتار کر لے یا گولی مار دے۔ اس کی پرائیویٹ رہائش گاہ میں سخت پہرہ لگا دے تاکہ وہاں کوئی داخل نہ ہو سکے۔

یہ بڑی اہم معلومات تھیں۔ دشمنوں کی گرفت میں نہ آنے والی الپا اب ان کے قابو میں آ سکتی تھی۔ تیج پال کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس آرمی افسر کے دماغ میں پہنچ گئے۔ اسے جبراً اسپتال لے آئے۔ الپا اپنے کمرے میں گہری نیند سو رہی تھی۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ پچھلے چار گھنٹوں سے سو رہی ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی موجودہ آواز اور لہجہ سن کر اس کے دماغ میں پہنچنا چاہتے تھے۔ ڈاکٹر نے ان کی مرضی کے مطابق اسے جگایا پھر کہا "دوا اور کھانے کا وقت ہو چکا ہے۔ پلیز کچھ کھا لیں پھر دوائیں دی جائیں گی۔"

وہ جماہی لے کر بولی "مجھے بھوک نہیں ہے میں ابھی سونا چاہتی ہوں۔"

تیج پال کے ساتھیوں نے اس کی آواز اور لہجے کو سنا پھر بڑی آسانی سے کسی رکاوٹ کے بغیر اس کے اندر پہنچ گئے۔ اب وہ کھاتی پیتی رہے یا جاگتی سوتی رہے' اس سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اب وہ ہر حال میں اس کے خیالات پڑھ سکتے تھے اور وہ پڑھنے لگے اور تیج پال کو اس کے اندر کی اہم باتیں بتانے لگے۔

ان سب کی خوشیوں کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ الپا کے دماغ پر چھا جانے کا مطلب یہ تھا کہ وہ پورے اسرائیل کے حکمران بن رہے تھے۔ انہیں یہ اہم بات معلوم ہوئی کہ پارس اس کی قید میں تھا لیکن آزاد ہو چکا ہے۔ اس نے رہائی حاصل کرتے ہی الپا کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ اس کی رہائش گاہ سے اہم دستاویزات کے علاوہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ لے

گیا ہے۔ مشین کے ماہر مکینک جیکی ہنٹر کو اس کی قید سے رہائی دلا کر اسے امریکا واپس جانے کا موقع دے رہا ہے اور اس کے دست راست بوبی کو آرمی افسر کے ذریعے ہلاک کر چکا ہے۔

تیج پال نے کہا "دوستو! ہم نے بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ ہماری طرح کامیاب ہونے والے اس وقت یہی کریں گے کہ الپا کو ہپناٹائز کر کے اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنائیں گے تاکہ اسرائیل پر حکومت کر سکیں۔"

ایک ساتھی مائیک مورو نے کہا "ہاں ایسا تو کرنا ہی چاہیے۔"

تیج پال نے کہا "ایسا تو پارس نے بھی کیا ہوگا۔ اس کی اور الپا کی پرانی دوستی بھی ہے اور دشمنی بھی ہے۔ اس نے اسے معمولہ اور کنیز ضرور بنایا ہوگا۔"

بڈی رابرٹ نے کہا "پارس اسے ہپناٹائز کرتا تو اس کے دماغ کو لاک کر دیتا لیکن اس کا دماغ لاکڈ نہیں ہے۔ ہم الپا کے خیالات پڑھ رہے ہیں۔"

"بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے کسی کو اپنا غلام نہیں بناتے۔ صرف اس کے دماغ میں جانے آنے کا چور راستہ بنا کر اسے آزاد چھوڑ دیتے ہیں پارس نے بھی اسے ہپناٹائز کر کے اس کے اندر چور راستہ بنا کر اسے آزادی دی ہوگی۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ پارس نے ایسی کوئی چال چلی ہوگی۔ الپا کے دماغ میں ضرور گیا ہوگا اور آئندہ اس کے متعلق بہت کچھ معلوم کرنے کا چور راستہ بنایا ہوگا۔"

"دانش مندی یہ ہے کہ پارس کو الپا کے دماغ میں ہماری موجودگی کا پتا نہ چلے۔ ہمارے لیے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ سب سے اہم ہے اسے حاصل کرنا ہے۔"

"وہ نقشہ پارس اس کی رہائش گاہ سے لے گیا ہے۔"

جوزف وہسکی نے کہا "میں نے الپا کے چور خیالات سے معلوم کیا ہے۔ مشین کا ایک نقشہ واشنگٹن میں ہے۔ ایک بینک کے لاکر میں بوبی نے وہ نقشہ رکھا ہے۔ ہم وقت ضائع کیے بغیر وہاں سے نقشہ حاصل کر سکتے ہیں۔"

انہوں نے الپا کے خیالات پڑھ کر بوبی کے بینک اکاؤنٹ اور لاکر کے سلسلے میں مکمل معلومات حاصل کیں۔ تیج پال نے کہا "الپا کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ فوراً واشنگٹن میں کسی اہم افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے بینک لے جاؤ۔ ایسے وقت تم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس افسر کے ذریعے بینک منیجر وغیرہ کے دماغوں پر بھی مسلط رہنا ہے۔ اس طرح تم بہ آسانی لاکر سے وہ نقشہ نکال لاؤ گے۔"

بڈی رابرٹ نے کہا "ہم ایک دوسرے کو یہ [illegible] ہیں کہ ہم کس ملک اور کس شہر میں ہیں لیکن نقشے کی [illegible] کے پیش نظر کہہ رہا ہوں کہ میں اس وقت واشنگٹن [illegible] ہوں۔ جس آلہ کار کو ہم ٹریپ کر کے لاکر سے نقشہ [illegible] گے، میں اس آلہ کار سے بینک کے باہر ہی وہ نقشہ [illegible] کرلوں گا۔"

تیج پال نے خوش ہو کر کہا "اس طرح فوراً ہی وہ [illegible] ہمارے ہاتھ آ جائے گا۔ جاؤ فوراً یہ کام کرو۔"

وہ سب واشنگٹن کے ایک آرمی افسر کے دماغ میں [illegible] گئے۔ جیسی پلاننگ کی گئی تھی اس کے مطابق کامیابی [illegible] تھی۔ تیج پال بڑی بے چینی سے اس نقشے کا انتظار کر رہا [illegible] مائیک مورو، بڈی رابرٹ اور جوزف وہسکی نے پہلے [illegible] کے ایک اعلیٰ افسر کو اپنا آلہ کار بنایا۔ وہ ان کی مرضی کے مطابق بینک پہنچ گیا۔ اپنا شناختی کارڈ منیجر کو دکھا کر بولا "[illegible] کی طرف سے بوبی اسمتھ کے اکاؤنٹ اور لاکر کی چیکنگ [illegible] آرڈرز ہیں۔ کم آن لاکر کھولو۔"

منیجر نے کہا "سر! لاکر دو چابیوں سے کھلتا ہے۔ [illegible] چابی مسٹر بوبی کے پاس ہے۔"

"بوبی اسمتھ مر چکا ہے۔ اس کے گھر سے یہ دوسری [illegible] حاصل کی گئی ہے۔"

اعلیٰ افسر نے وہ دوسری چابی دکھائی۔ منیجر لاکر [illegible] کے سلسلے میں تحریری اجازت نامہ دیکھنا چاہتا تھا۔ [illegible] وہسکی منیجر کے دماغ پر قبضہ جما کر اعلیٰ افسر کے ساتھ [illegible] میں آیا۔ وہاں اس نے بوبی کے لاکر کو کھول کر دیکھا۔ [illegible] میں بوبی سے تعلق رکھنے والی دستاویزات تھیں۔ [illegible] نے ایک تہ کیے ہوئے کاغذ کو کھول کر دیکھا۔ وہ ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ تھا افسر نے اسے دوبارہ تہ کیا اور جیب [illegible] لیا۔ لاکر میں ایک مائیکرو فلم تھی۔ اس نے وہ فلم [illegible] جیب میں رکھ لی۔ نقشہ لے کر بینک سے باہر آیا۔ باہر [illegible] پاتھ کے کنارے بڈی رابرٹ اپنی کار کی اسٹیئرنگ [illegible] بیٹھا ہوا تھا۔

وہ اپنی کار میں خاموش بیٹھا اس اعلیٰ افسر [illegible] کنٹرول کر رہا تھا۔ اعلیٰ افسر نے اس کی مرضی [illegible] کے پاس آ کر اسے نقشہ اور مائیکرو فلم دی۔ اس [illegible] چیزیں لے کر اپنے پاس رکھیں پھر کار اسٹارٹ [illegible] بڑھا دی۔ کار اسٹارٹ کرنے اور ڈرائیو [illegible] دماغ رہنا لازمی تھا۔ ایسے وقت وہ افسر کے دماغ [illegible] تھا۔ اب وہ افسر اپنا سر تھام کر سوچ رہا تھا کہ وہ بینک کے سامنے ایک فٹ پاتھ پر کیسے آ گیا ہے؟ وہ غائب دماغ کیسے ہو گیا تھا؟

اسی وقت منیجر دوڑتا ہوا بینک سے باہر آیا پھر اعلیٰ افسر سے بولا "سر! آپ نے لاکر کھولنے کا تحریری اجازت نامہ مجھے نہیں دیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے حیرانی سے پوچھا "کون سا لاکر؟ میں کسی کا لاکر کھولنے کے لیے تحریری اجازت نامہ کیوں دوں گا؟"

"سر! ابھی آپ بینک کے اندر آئے تھے۔ آپ نے بوبی اسمتھ کا لاکر کھلوایا تھا۔"

"بکواس مت کرو۔ میں کسی کا لاکر کیوں کھلواؤں گا؟ میں بینک کے اندر نہیں گیا تھا۔"

"بینک کا اسٹاف گواہ ہے۔ آپ نے لاکر کھلوایا تھا۔ آپ کے پاس لاکر کی چابی ہے۔"

اس کی مٹھی میں ابھی تک وہ چابی تھی۔ اس نے حیرانی سے چابی کو دیکھا پھر منیجر کے ساتھ آ کر فون کے ذریعے کہا "لیزی گارڈ یا کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو فوراً میرے پاس بھیجو۔ بہت اہم معاملہ ہے۔"

پھر یہ بات تمام امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں اور تمام اکابرین کو معلوم ہوئی کہ آرمی کے ایک اعلیٰ افسر کو غائب دماغ بنا کر بوبی اسمتھ کے بینک لاکر سے کچھ نکالا گیا ہے اور یہ کام ایک سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے کیا ہے۔

یہ قیاس آرائیاں ہونے لگیں کہ ایسا کن لوگوں نے کیا ہے؟ بابا صاحب کے ادارے کے سراغ رسانوں نے پورس سے کہا "واشنگٹن میں بوبی اسمتھ کا بینک اکاؤنٹ اور لاکر ہے۔ چند ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس لاکر سے اہم چیزیں چرائی ہیں۔ امریکی اکابرین اور ٹیلی پیتھی جاننے والے سمجھ نہیں پا رہے ہیں کہ لاکر سے کیا چرایا گیا ہے؟ اور کن لوگوں نے ایسا کیا ہے؟"

پورس نے کہا "بوبی اسمتھ کا تعلق اسرائیل اور الپا سے ہے میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

اس نے پارس کو مخاطب کیا "ہیلو! اسرائیل میں خوب [illegible] رہے ہو؟"

پارس نے کہا "یار! بڑے دنوں کے بعد تنہا رہنے کی [illegible] ملی مگر مصروفیات کے باعث عیش و عشرت کے لیے [illegible] نہیں مل رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں، تمہارے ساتھ بھی [illegible] رہا ہوگا۔ میں ٹھیک سمجھ رہا ہوں نا؟"

"[illegible] کیچڑ میں کنول کھلتے ہیں۔ مصروفیات کی دلدل میں پھول کھلانا مشکل نہیں ہے۔ میں ہانگ کانگ میں ہوں۔ اسکاٹ لینڈ یارڈ کی اسسٹنٹ ڈائریکٹر جنرل شیوانی مجھ پر قربان ہو رہی ہے۔ اس نے مجھے ہپناٹائز کرنے کے بعد مجھے اپنا تابع محبوب بنا لیا ہے اور میں بن چکا ہوں۔"

"ہاں عورت کو اپنی غلامی کا یقین دلاؤ تو وہ تن من دھن سے قربان ہوتی رہتی ہے۔ بائی دا وے تم نے کیسے یاد کیا؟"

"الپا کے ایک ساتھی بوبی اسمتھ کے بارے میں جانتے ہو؟"

"بوبی اس کا دست راست تھا جو مر چکا ہے۔"

"واشنگٹن میں اس کا بینک اکاؤنٹ اور لاکر ہے۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا یا جاننے والے اس لاکر سے کچھ چرا کر لے گئے ہیں۔"

"او آئی سی۔ میں نے الپا کے چور خیالات سے معلوم کیا تھا۔ بوبی کے بینک لاکر میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ تھا۔ میں کسی وقت اسے وہاں سے نکال لینا چاہتا تھا۔ تم کہہ رہے ہو، دوسروں نے وہ نقشہ چرا لیا ہے۔"

"وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے کون ہو سکتے ہیں؟"

"جو بھی ہیں۔ ان کی ایک ٹیم ہے۔ آندرے کی ٹیلی پیتھی جاننے والی ٹیم کو تم نے ٹھنڈا کر دیا ہے۔ اب ایک ٹیم تھری جے کی ہے۔ دوسری ٹیم تیج پال کی ہے۔"

"تھری جے شیوانی کے پیچھے پڑے ہیں۔ ایک تیج پال رہ گیا ہے۔ وہی اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ ایکشن میں ہے۔ ممی! (سونیا) نے اس کے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے بیزون کو ٹریپ کیا تھا۔ اس کے دماغ میں جاتے رہنے کے لیے راستہ بنایا تھا۔"

پارس نے سونیا کو مخاطب کیا۔ اسے بتایا کہ بوبی اسمتھ کے بینک لاکر سے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ چرایا گیا ہے اور چوری کا شبہ تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں پر ہے۔

وہ سونیا کے ساتھ بیزون کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ وہ اس چوری کے سلسلے میں کچھ نہیں جانتا ہے۔ سونیا نے اسے اخبار پڑھنے پر مجبور کیا۔ اس میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ پچھلے روز بوبی اسمتھ کے بینک لاکر سے پراسرار طور پر کوئی اہم چیز چرائی گئی ہے۔ بوبی اسمتھ مارا گیا ہے۔ اس کا تعلق اسرائیلی انٹیلی جنس سے تھا۔ چوری کی جانے والی چیز کا تعلق اسرائیلی خفیہ ایجنسی سے ہوگا۔ چوروں کا سراغ لگانے کے لیے امریکی انٹیلی جنس والے سرگرم عمل ہیں۔

بیزون یہ خبر پڑھ کر سوچنے لگا "کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا

ہی بینک کے لاکر سے چوری کر سکتا ہے۔"
سونیا نے اس کی سوچ میں کہا "شاید تیج پال نے چوری کرائی ہو۔"
"نہیں وہ ایسا کرتا تو مجھے ضرور بتاتا۔ میرے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی بھی ضرور بتاتے۔ یہ کسی دوسرے کا کام ہے۔"
سونیا نے اس کے دماغ سے واپس آکر پارس سے کہا "بیزون بے خبر ہے۔ تیج پال بہت ہی ذہین اور چال باز ہے۔ وہ بیزون کو اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اور اپنے اہم معاملات سے بے خبر رکھتا ہے۔ جانتے ہو کیوں؟"
"میں سمجھ گیا مما! آپ نے بیزون کو ٹریپ کیا تھا۔ تیج پال کو شبہ ہے کہ ہم اسے آزاد چھوڑ دینے کے بعد بھی چوری چھپے اس کے دماغ میں پہنچتے ہیں۔ اگر وہ بیزون کو بینک لاکر سے چوری کرنے والی مہم میں شامل کرتے تو یہ بات ہمیں معلوم ہو جاتی۔"
"ویسے یہ ہمارا شبہ ہے۔ ہو سکتا ہے۔ تیج پال نے ایسا نہ کیا ہو۔"
"جس نے بھی کیا ہے، ہم اس کی کھوپڑی میں ضرور پہنچیں گے۔"
"بیٹے! پہنچنے میں کتنی دیر لگتی ہے۔ آؤ ابھی چلتے ہیں۔"
پارس اپنی ماں کے ساتھ پھر بیزون کے اندر پہنچ گیا پھر حیرانی سے بولا "مما! یہ کیا؟ آپ پھر اس کے پاس کیوں آئی ہیں؟"
"بیٹے! یہ تو ہم جانتے ہیں کہ تیج پال اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں نے اسے کھوٹا سکہ بنا دیا ہے۔ چلو، اب اس کھوٹے سکے کو طیش دلائیں۔"
بیزون اپنی بیوی مونوریٹا سے رومانس کے موڈ میں تھا۔ وہ سونیا کی مرضی کے مطابق بولا "ایکسکیوز می مونو! ایک ضروری خیال خوانی کر رہا ہوں۔ پلیز انتظار کرو۔"
وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا تیج پال کے پاس پہنچ کر بولا "واہ! تیج پال واہ! تم دوست بن کر خوب الو بنا رہے ہو۔ تم سمجھتے تھے، مجھے تمہاری دوغلی حرکتوں کا پتا نہیں چلے گا۔"
تیج پال نے حیرانی ظاہر کی "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"
بیزون نے کہا "بڈی رابرٹ واشنگٹن میں ہے۔ وہاں کے بینک لاکر سے جو کچھ چرایا گیا، وہ ابھی تک بڈی رابرٹ کے پاس ہے۔ میں نے اس کی ایک محبوبہ کے دماغ میں گھس کر یہ راز معلوم کیا ہے۔ تم انکار نہیں کر سکتے کہ تم نے اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں نے مجھے اس معاملے سے دور رکھا ہے۔"
تیج پال نے پریشان ہو کر کہا "تم اس کی محبوبہ تک کیسے پہنچ گئے؟ دیکھو، ہمیں غلط نہ سمجھو۔ ہمیں شبہ تھا کہ سونیا تمہارے دماغ میں آتی ہوگی۔ اسی لیے ہم نے اس اہم معاملے کو تم سے چھپایا تھا۔"
سونیا نے پارس سے کہا "کیوں بیٹے! ایک کھوٹے سکے سے کیسا کام لیا ہے؟"
"مما! آپ کا جواب نہیں ہے۔ ہم تو بوڑھے ہونے تک آپ سے کچھ نہ کچھ سیکھتے رہیں گے۔"
وہ دونوں بیزون کے دماغ سے نکل آئے تھے۔ وہ ایک دم سے چونک کر بولا "تیج پال! میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟"
تیج پال کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ بینک لاکر سے نقدی کی چوری کا بھید کھل چکا ہے۔

○☆○

ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں دوستوں اور دشمنوں کے دماغوں میں گھس کر ان کے اندر چھپی ہوئی سازشوں کو معلوم کر لیتے ہیں۔
اور ٹیلی پیتھی جاننے والے بہت بدنصیب ہوتے ہیں دوسروں کی چھپی ہوئی باتیں معلوم کرنے والے خود ساری زندگی اپنے مخالفوں سے چھپ کر رہتے ہیں۔ یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کسی نے انہیں دیکھ لیا چہرے سے پہچان لیا یا ان کے خیال خوانی کرنے کے دوران میں انہیں تاڑ لیا تو پھر ان کی خیر نہیں ہے۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ضرور ٹریپ کرتا ہے۔ کہیں سے چھپ کر گولی چلا کر زخمی کرتا ہے یا اعصابی کمزوری کی دوا کے ذریعے ذہنی اور جسمانی طور پر کمزور بنا دیتا ہے اس طرح اسے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے کے دماغ میں پہنچنے کا موقع مل جاتا ہے۔
بیکر برائٹ کے ساتھیوں آندرے وغیرہ کو پورس ٹیلی... ٹریپ کیا تھا صرف بیکر برائٹ گرفت میں نہیں آیا تھا وہ ... سے فرار ہو کر گوا کے ایک علاقے گابا میں آکر چھپا ہوا ... اس کا خیال تھا کہ کوئی دشمن ادھر نہیں آئے گا لیکن ... جنگل شامت کہیں بھی آجاتی ہے اسی علاقے میں ... جے فلو پہنچے ہوئے تھے وہ بھی دشمنوں سے چھپنے اور ... کے لیے وہاں آگئے تھے۔
آدمی بڑی خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ موت ... قریب نہیں آئے گی اور وہ تینوں بھی ایک دوسرے ... بن کر وہاں پہنچے ہوئے تھے ایک بہت بڑے ...

...کا آمنا سامنا ہوا تھا تاش کھیلنے کے دوران میں انہیں پتا ...کہ ان کے درمیان کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہے ...کی وجہ وہ کبھی بازی جیت رہے ہیں تو کبھی ہار رہے ہیں۔ ...کے دماغوں میں خطرے کی گھنٹی بجتے ہی وہ تینوں کسی نہ ...بہانے کیسینو سے باہر نکل گئے باہر وہ انسانوں کی بھیڑ میں ...بھی چھپ سکتے تھے۔
وہ تینوں یہ سمجھ گئے تھے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ...میں چھپا ہوا ہے اور خیال خوانی کے ذریعے انہیں دیکھ رہا ...وہ جہاں بھی چھپنے جائیں گے اس کی نظروں سے بچ نہیں ...گے۔
وہ بڑی الجھن میں تھے یہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ ان ...ساتھ تاش کھیلنے والا بیکر برائٹ ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور بیکر ...ٹ نہیں جانتا تھا کہ اس کے مخالف کھلاڑی ہی دراصل ...پیتھی جاننے والے جے کافو اور جے فلو ہیں۔
تاش کھیلنے کے دوران میں وہ ایک دوسرے سے باتیں ...تے رہے تھے لیکن انہوں نے ایک دوسرے کے دماغوں ...جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ یہ خیال تھا کہ وہ یوگا کے ...ہوں گے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی یہ سمجھ ...گے کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا سامنے ہی موجود ہے۔
کیسینو سے باہر نکل آنے کے بعد بیکر برائٹ نے اپنے ...کے مطابق جے کافو اور جے فلو کے دماغوں میں پہنچنا چاہا ...معلوم ہو گیا کہ وہ تینوں ہی خیال خوانی کرنے والے کئی ...نوں سے ایک دوسرے کے قریب رہ کر دھوکا کھا رہے ...

جب ایک دوسرے کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ تینوں ...دوسرے کے لیے چیلنج بن گئے اب گوا کے اس علاقے ...یا تو بیکر برائٹ کو سلامت رہنا تھا یا پھر ان دونوں کو اپنی ...تی کی خاطر بیکر برائٹ کو نشانہ بنانا تھا کسی بھی طرح اس کا ...تمام کرنا تھا ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان اسی طرح ...زندگی اور موت کی جنگ جاری رہتی ہے۔
...ایسے وقت ان کا تیسرا ساتھی جے سامو موجود نہیں تھا ...سے دور یورپ کے ایک شہر میں تھا اس نے اپنے ...ساتھیوں کے دماغوں میں آکر ان کے خیالات پڑھے پھر کہا ..."دونوں پھر کسی نئی مصیبت میں پڑ رہے ہو۔ ابھی تو ...سے پیچھا چھوٹا تھا۔"
...جے کافو نے کہا "ہمیں کیا معلوم تھا کہ گوا کے اس ...کوئی اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود ہوگا۔ وہ ...فکر نہ کرو ہم اس سے نمٹ لیں گے۔"

"تم دو ہو اور وہ تنہا ہے۔ بے شک اس سے نمٹ سکتے ہو لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک تنہا شخص دو چار پر بھاری پڑ جاتا ہے اگر ایسا ہوا تو میں اتنی دور رہ کر تم لوگوں کے لیے کچھ نہیں کر سکوں گا۔"
"تم چاہتے ہو ہم اس سے کترا کر یہاں سے دور چلے جائیں لیکن وہ بھی سہما ہوا ہوگا خود نقصان اٹھانے سے پہلے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ ان حالات میں اس سے نمٹنا ہی ہوگا۔"
"جب ایسے حالات پیدا ہوں گے تو دیکھا جائے گا۔ فی الحال کسی بھی طرح اس علاقے سے بلکہ اس ملک سے دور چلے جاؤ۔"
ان تھری جے کی طرح بیکر برائٹ بھی اسی کوشش میں تھا کہ کسی طرح اس آفت زدہ علاقے سے بھاگ جائے موجودہ حالات میں وہ علاقہ ان تینوں کے لیے آفت زدہ ہو گیا تھا۔
وہاں سے کہیں بھی جانے کے لیے ایک تو دریائی یا سمندری راستہ تھا یا پھر ہائی وے کے ذریعے کسی بڑے شہر پہنچ کر وہ ہوائی جہاز کے ذریعے کہیں جا سکتے تھے۔ وہ تینوں اپنے اپنے طور پر سوچنے لگے کہ ان کے دشمن کس راستے سے جائیں گے ایک سیدھی سی بات سمجھ میں آرہی تھی کہ کوئی بھی فرار ہونے والا عجلت میں آسان راستے کا انتخاب کرے گا اور کسی شہر کے ہوائی اڈے تک پہنچنا نسبتاً آسان تھا سمندری راستہ مشکل تھا اور اس راستے سے کئی گھنٹے بعد ممبئی پہنچا جا سکتا تھا۔
جے کافو اور جے فلو نے ایک بڑی سی اسپیڈ بوٹ کرائے پر حاصل کی ایک بڑی اسپیڈ بوٹ میں دوسرے کئی مسافر بھی ہوتے ہیں۔ یہ مقدر کا کھیل تھا کہ اس بوٹ میں بیکر برائٹ بھی پہنچ گیا تھا اس نے بھی یہی خیال قائم کیا تھا کہ اس کے دشمن سمندر کا دشوار گزار راستہ اختیار نہیں کریں گے۔
ان تینوں نے فرار ہونے کے دوران میں اپنے چہروں پر تبدیلیاں کی تھیں ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے خود کو کسی حد تک ناقابلِ شناخت بنا لیا تھا۔ بوٹ میں مسافر کم تھے انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پہلی نظر میں کسی کو کسی پر شبہ نہیں ہوا انہوں نے کیسینو میں ایک دوسرے کو توجہ سے نہیں دیکھا تھا اور اب تو ان کے چہرے بدل گئے تھے اس لیے وہ فی الوقت ایک دوسرے کو نہیں پہچان رہے تھے۔
جے سامو خیال خوانی کے ذریعے ان سے رابطہ رکھتا تھا اس نے کہا "تھینکس گاڈ! ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن سے کسی ٹکراؤ کے بغیر نکل آئے ہو جب دو مخالفین لڑتے ہیں

تو دو میں سے ایک ضرور مارا جاتا ہے لہٰذا لڑائی سے پرہیز کرنا ہی دانش مندی ہے۔"

جے کافو نے کہا "اس بوٹ میں ہمارے علاوہ تین عورتیں اور پانچ مرد ہیں۔ ہمیں احتیاط سے ان کے خیالات کو پڑھنا چاہیے ہم کیسینو میں دھوکا کھا گئے تھے یہاں نہیں کھانا چاہیے۔"

جے سامو نے کہا "ان مسافروں میں کوئی یوگا کا ماہر ہوگا ضروری نہیں ہے کہ وہ یوگا کا ماہر ٹیلی پیتھی جانتا ہو وہ سانس روکے گا تو ہم اس اندیشے میں مبتلا رہیں گے کہ وہی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن ہے۔"

جے کافو نے کہا "اگر یہاں کوئی یوگا کا ماہر ہوگا تو ہم اندیشوں میں مبتلا رہنے کے بجائے کسی طرح اس کے دماغ میں پہنچنے کا راستہ بنائیں گے۔"

جے کافو نے کہا "کافو ٹھیک کہتا ہے ہمیں اس بوٹ میں دھوکا نہیں کھانا چاہیے اپنا شبہ دور کرنا چاہیے۔"

جے سامو نے کہا "اچھی بات ہے میں ابھی تمہارے پاس ہوں۔ یہاں ایک ایک کے دماغ کو ٹٹول کر دیکھو ہم تین ہیں ایک تنہا دشمن سے نمٹ لیں گے۔"

یہ فیصلہ کرتے ہی وہ دونوں ایک ایک مسافر کو کسی نہ کسی بہانے مخاطب کرنے لگے ان سے گفتگو کرتے ہوئے ان کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لینے لگے۔ بیکر برائٹ کو مخاطب کرنے اور اس سے گفتگو کرنے کا مطلب یہی تھا کہ ایسے وقت بیکر برائٹ بھی ان کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے رہا تھا۔ ان تھری جے نے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ جواباً اس نے بھی ان کے دماغوں میں پہنچنا چاہا تو ان دونوں نے بھی اپنی سانسیں روک لیں۔

یہ عجیب تماشا ہوگیا۔ وہ تینوں چھپنے والے ایک دوسرے کے سامنے اچانک ہی بے نقاب ہوگئے ایسا ان کی توقع کے خلاف ہوا تھا وہ تینوں ہی دنگ رہ گئے چند لمحوں تک ان کے ذہن خالی رہے وہ نہ سمجھ سکے کہ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے پھر یکبارگی تینوں کو خطرے کا احساس ہوا۔ تینوں نے ہی بڑی پھرتی سے اپنے اپنے ریوالور نکالے اور ایک دوسرے کے نشانے پر آگئے۔

بیکر برائٹ نے کہا "تم دو ہو میں اکیلا مگر ایک ریوالور سے دو گولیاں نکلنے میں دیر نہیں لگے گی میں مرتے مرتے بھی تم دونوں کو لے مروں گا۔ بولو کیا اس سمندری سفر کو ہمارا آخری سفر ہونا چاہیے۔"

جے سامو نے کہا "یارو! برے پھنس گئے۔ اس میں شبہ نہیں کہ تم دونوں اسے مار ڈالو گے لیکن وہ بھی تم دونوں کو ساتھ لے ڈوبے گا۔"

ان تینوں کے ریوالور ایک دوسرے پر اٹھے ہوئے تھے اگر ایک فائر کرتا تو ساتھ ہی دو فائر بھی ہوتے ان میں سے کوئی سلامت نہ رہتا اس وقت ایک ہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ اکثر ہتھیار ہوتے ہوئے بھی انہیں استعمال نہیں کیا جاسکتا۔ ٹیلی پیتھی کا خطرناک ہتھیار بھی ان کی ضمانت نہیں دے سکتا نہ طاقت نہ ہتھیار نہ ہی غیر معمولی صلاحیتیں کام آتی ہیں۔ ایسے وقت صرف وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

ان سب کے دماغوں میں اب ایک ہی بات تھی کہ سمجھوتا کرو ورنہ حرام موت مرجاؤ گے۔ جے کافو نے پوچھا "تم کون ہو؟"

بیکر برائٹ نے کہا "یہی سوال میں کرتا ہوں تم دونوں کون ہو؟"

جے فلو نے کہا "پہلے ہم نے سوال کیا ہے پہلے تم جواب دو پھر تمہیں بھی جواب ملے گا۔"

"میں ایک امریکی ہوں اپنے دشمنوں سے جان بچانے کے لیے یہاں چھپنے آیا تھا اور شاید تم دونوں بھی چھپنے آئے تھے مگر تقدیر ہمیں بے نقاب کر رہی ہے۔ اب اپنے بارے میں بولو۔"

"ہم بھی امریکی ہیں۔ ٹیلی پیتھی کا علم کبھی کبھی عذاب بن جاتا ہے اور یقیناً ہم تینوں اس عذاب میں مبتلا ہیں۔"

"ہم تینوں ایک دوسرے کو اپنے نام نہیں بتا رہے ہیں اگر ہم نے ایک دوسرے سے کچھ چھپانے کی کوشش کی تو تینوں کو نقصان پہنچے گا بہتر ہے پہلے ہم اپنے اپنے ریوالور خالی کردیں۔"

ان تینوں نے اپنے اپنے ریوالور کو دیکھا جب تک انسانوں کے درمیان بارود رہتا ہے تب تک ان کے انسان ہونے پر شبہ رہتا ہے وہ کسی وقت بھی درندے بن سکتے ہیں بیکر برائٹ نے پوچھا پہلے کون ریوالور خالی کرے گا؟

"ہم تینوں ایک ساتھ اپنے اپنے ریوالور کے چیمبر سے گولیاں نکالیں گے میں ایک سے گنتا ہوں تین کہتے ہی اپنے ریوالور کے سیفٹی کیچ کو لاک کریں گے اس طرح سے کوئی اندیشہ نہیں رہے گا۔"

جے فلو نے ایک سے گننا شروع کیا اس کے تین کہتے ہی تینوں نے ایک ساتھ سیفٹی کیچ کو لاک کردیا پھر وہ ایک ایک گولی نکال کر سمندر میں پھینکتے گئے اس طرح تینوں کے ریوالور خالی ہوگئے پھر انہوں نے اپنے اپنے ریوالور لباس کے اندر رکھ لیے۔

جے کافو نے کہا "اب ہم ایک دوسرے سے خوف زدہ نہیں رہیں گے ہمارے پاس ہتھیار ہے مگر اسے استعمال کرنے میں دیر لگے گی ہم تینوں یہاں سے بھاگ کر نہیں جاسکتے ہمارے چاروں طرف سمندر ہی سمندر ہے۔"

جے فلو نے کہا "ان حالات میں ہم سب اپنی بہتری کے لیے سمجھوتا کرسکتے ہیں۔"

بیکر برائٹ نے کہا "میں اب بھی مطمئن نہیں ہوں تمہارے سامان میں کوئی خطرناک ہتھیار چھپا ہوگا۔ کسی لمحے بھی موقع پاکر وہ ہتھیار میرے خلاف استعمال کرسکتے ہو۔"

جے فلو نے کہا "ہمارے پاس اور کوئی ہتھیار نہیں ہے تمہارے سامان کی تلاشی لے سکتے ہو۔"

وہ آسانی سے کسی پر بھروسا نہیں کرسکتے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کے سامان کی تلاشی لی پھر یہ اطمینان ہوگیا کہ اب وہ تینوں نہتے ہیں صرف خالی ریوالور ان کے لباس کے اندر رہ گئے ہیں۔

بیکر برائٹ نے کہا "پہلے میں پوچھ رہا ہوں کوئی سوال کیے بغیر جواب دو تمہارے نام کیا ہیں؟ اور تم کتنے ساتھی ہو۔"

جے کافو اور جے فلو نے ایک دوسرے کو دیکھا وہ اپنی اصلیت نہیں بتانا چاہتے تھے۔ بیکر برائٹ نے کہا "جھوٹ بولنے سے پہلے سوچ لو میں بھی جھوٹ بول سکتا ہوں اور جب ہمارا جھوٹ کھلے گا تو ہم پھر ایک دوسرے کے بدترین دشمن بن جائیں گے۔"

جے کافو نے کہا "ہم تم سے کچھ نہیں چھپائیں گے میرا نام آندرے ہے میرے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی ہیں میرے اس ساتھی کا نام سائن ہے۔"

بیکر برائٹ نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔ جے فلو نے پوچھا "کیوں ہنس رہے ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "سچ نہیں بولو گے ایسے لطیفے سناؤ گے تو ہنسی آتی رہے گی۔"

"تمہیں یقین نہیں آرہا ہے جب کہ ہم سچ بول رہے ہیں۔"

بیکر برائٹ نے کہا "پھر تو میں بھی تمہاری طرح سچ بول رہا ہوں میرا نام فرہاد علی تیمور ہے۔"

جے فلو نے ناگواری سے کہا "نان سینس کیا بکواس ہے ہم نے فرہاد علی تیمور کے قد اور جسامت کو ویڈیوز میں دیکھا ہے تم بھیس بدل سکتے ہو مگر فرہاد کے قد کو نہیں بدل سکتے۔"

"تم بھی ہزار بھیس بدل سکتے ہو مگر آندرے نہیں بن سکتے اور نہ ہی تمہارا یہ ساتھی سائن بن سکتا ہے کیونکہ آندرے اور سائن ایک ہفتہ پہلے میری گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔"

جھوٹ کھلنے پر وہ دونوں ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے پھر جے فلو نے پوچھا "تم نے انہیں کیوں ہلاک کیا ہے۔ تم کون ہو؟"

"یہ سوال پہلے میں نے کیا ہے کہ تم دونوں کون ہو۔ لہٰذا پہلے میرے سوال کا جواب دو۔"

"اب ہم سچ بولیں گے کیا تم بھی اپنے بارے میں سچ بتاؤ گے۔"

"ہاں آخری بار پوچھ رہا ہوں اس بار سچ نہیں بولو گے تو ہمارے درمیان کوئی سمجھوتا نہیں رہے گا۔"

وہ دونوں سوچ میں پڑ گئے۔ جے سامو نے ان سے کہا "اپنی حقیقت نہ بتاؤ یہ تو یقینی بات ہے کہ کسی بھی مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے پر کوئی بھروسا نہیں کرتا یہ اپنے بارے میں سچ بھی بولے گا تو ہمیں یقین نہیں آئے گا۔ ممبئی پہنچنے تک اس سے محتاط رہو وہاں پہنچتے ہی اپنا راستہ الگ کرلو۔"

جے کافو نے بیکر برائٹ سے کہا "نہ تمہیں ہم پر یقین آئے گا نہ ہم تم پر بھروسا کریں گے۔ بہتر ہے کہ صرف اپنی اپنی سلامتی کے لیے سمجھوتا کیا جائے۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں ہم ایک دوسرے پر اعتماد نہ کریں ممبئی پہنچنے تک ایک دوسرے کو نقصان نہ پہنچائیں پھر ہم مختلف فلائٹس سے مختلف ملکوں کی طرف روانہ ہوجائیں۔"

جے فلو نے کہا "ہمیں منظور ہے۔ ہم اس بوٹ میں ایک ہی جگہ بیٹھے رہیں گے ایک دوسرے سے دور نہیں جائیں گے دور جانے سے اندیشہ رہے گا کہ ہم میں سے کوئی اپنا ریوالور لوڈ کر رہا ہے۔"

وہ تینوں راضی ہوگئے۔ ممبئی ابھی بہت دور تھا۔ پتا نہیں وہاں پہنچنے تک تقدیر کیا گل کھلانے والی ہے؟ حالات کس طرح بدلنے والے تھے؟ اگلے پل کیا ہونے والا ہے یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔

وہ تینوں ایک جگہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جے سامو نے کہا "کیا مصیبت ہے۔ ہم شیوانی کے خلاف محاذ بنانے والے تھے مگر یہ اجنبی دشمن ہم پر مسلط ہوگیا ہے۔"

جے کافو نے کہا "ہم اس اجنبی سے محتاط رہیں گے اور

شیوانی کے خلاف پلاننگ کرتے رہیں گے۔"

"تم دونوں میں سے کسی ایک کو حاضر دماغ رہ کر اس اجنبی کی نگرانی کرنا چاہیے۔"

جے فلو نے کہا "میں اس کی نگرانی کر رہا ہوں تم جے کافو سے باتیں کرو ہم شیوانی کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔"

جے سامو نے کہا "ہمیں اتنا معلوم ہے کہ شیوانی ہانگ کانگ میں ہے۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ کریں گے وہ ہم میں سے کسی سے بات کرے گی تو اپنی غیر معمولی صلاحیت کے مطابق اپنی آنکھوں کی حرارت ہماری پیشانی تک پہنچائے گی۔"

جے کافو نے کہا "ہم ماسک میک اَپ میں ہیں۔ یہ میک اَپ اتاریں گے تب اس کی آنکھوں کی حرارت ہماری پیشانی تک پہنچے گی۔"

"جے کافو! تم اپنی ایک ڈمی بناؤ کسی پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا آلہ کار بناؤ گے۔ ہم شیوانی کا موبائل فون نمبر جانتے ہیں تمہارا آلہ کار جے کافو کی حیثیت سے موبائل پر بولے گا۔ تم ماسک میک اپ میں رہو گے۔ اس کی آنکھوں کی حرارت تمہارے آلہ کار کی پیشانی تک پہنچے گی وہ اس حرارت کے زیر اثر سچ بولنا چاہے گا۔ تم اس کے دماغ پر مسلط رہو گے اسے بولنے نہیں دو گے اس کی زبان سے اپنی پلاننگ کے مطابق بولو گے۔"

"میں سمجھ گیا میں اپنی پلاننگ کے مطابق شیوانی سے کہوں گا کہ میرے چہرے پر کسی طرح کا انفیکشن ہے ایسی حالت میں ماسک میک اپ کرنے کے قابل نہیں رہا میرے ساتھی جے فلو اور جے سامو نے میرا ساتھ چھوڑ دیا انہیں اندیشہ ہے کہ شیوانی میرے ذریعے انہیں بھی ٹریپ کرے گی۔"

"ممبئی پہنچ کر پہلے یہ دیکھا جائے کہ یہ اجنبی دشمن کسی فلائٹ سے کہیں جا رہا ہے یا نہیں جب وہ انڈیا چھوڑ کر چلا جائے تو ہمیں اطمینان ہو جائے گا۔ تم خیال خوانی کے ذریعے ہانگ کانگ میں کسی ایسے شخص کو ٹریپ کرو گے جو تمہارے قد اور جسامت کا ہو اس کے بعد ہم شیوانی سے رابطہ کریں گے۔"

ان کی پلاننگ اچھی تھی وہ اس پر عمل کر کے شیوانی تک پہنچ سکتے تھے مگر ابھی وہ سمندر میں تھے پتا نہیں ممبئی پہنچنے تک کیا ہونے والا تھا۔

○☆○

بھیما دن رات اسی کوشش میں تھا کہ کسی بھی طرح جواد بن مستقیم کو اپنے زیر اثر لے آئے۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے مجبور کر سکتا تھا۔ پریشان کر سکتا تھا لیکن وہ تو صرف ایک آتما تھا اس آتما کے اندر ٹیلی پیتھی کی جو صلاحیت تھی وہ ایک دماغ کی محتاج تھی اور دماغ جواد کے پاس تھا۔ وہ کالا جادو بھی کر سکتا تھا لیکن اس کے لیے بھی دماغ ضروری ہوتا ہے۔ پہلے وہ جس کے جسم میں بھی جاتا تھا۔ اس کے دماغ پر بھی چھا جاتا تھا۔ اس بار جواد اس پر مسلط ہو گیا تھا۔

بھیما سمجھ رہا تھا کہ جواد نے صرف ایک پراسرار انگوٹھی کے ذریعے اسے مجبور اور بے بس بنایا ہے جب تک وہ انگوٹھی اس کی انگلی میں رہے گی تب تک اس کے خلاف نہ ٹیلی پیتھی کام آئے گی اور نہ ہی کالا جادو۔

مشکل یہ تھی کہ وہ ایک لمحے کے لیے بھی اس انگوٹھی کو اپنی انگلی سے الگ نہیں کرتا تھا۔ رات کو سوتے وقت اور ٹوائلٹ جاتے وقت بھی انگوٹھی اس کی انگلی میں رہا کرتی تھی۔ اس نے جواد سے کہا "میں اتنے دنوں میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ تم یہ انگوٹھی کبھی نہیں اتارو گے اور تم بھی یہ اچھی طرح سمجھ گئے ہو کہ انگوٹھی اتارتے ہی میں تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دوں گا اور تمہیں اپنا معمول بنا لوں گا۔"

جواد نے کہا "میرے پاس صرف انگوٹھی کی ہی نہیں دین اور ایمان کی بھی طاقت ہے۔ میرے بزرگ نے نصیحت کی تھی کہ میں اسے مرتے دم تک پہنا رہوں اس لیے میں ان کی نصیحت پر عمل کر رہا ہوں۔"

"تمہیں اپنے دین اور ایمان پر بھروسا ہے تو صرف چند سیکنڈ کے لیے یہ انگوٹھی اتار دو اور اپنے ایمان کی طاقت کو آزماؤ۔"

"ہمارے ایمان کو اللہ تعالیٰ آزماتا ہے۔ شیطان آزما نہیں گمراہ کرتا ہے۔ لہٰذا تم آزمانے کی بات نہ کرو۔ تم مجھے جوش دلاؤ گے تو میں ہوش کھو کر اس انگوٹھی کو اپنی انگلی سے الگ نہیں کروں گا میرے بزرگ نے یقیناً کسی مصلحت سے مجھے نصیحت کی تھی۔"

"اب میں انگوٹھی کے سلسلے میں بحث نہیں کروں گا۔ وقت کا انتظار کروں گا۔ کبھی نہ کبھی ایسا کوئی وقت ضرور آتا ہے جب آدمی اپنے اصولوں کے خلاف اور اپنی فطرت کے خلاف وہ کام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جو وہ کبھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔"

"درست کہتے ہو ہر انسان کی زندگی میں ایسا وقت آتا ہے۔ مجبوری پیش آتی ہے۔ تم میری کسی مجبوری کا انتظار کرتے رہو۔"

بھیما نے بے بسی سے پوچھا "کیا ہمارے درمیان کوئی سمجھوتا نہیں ہو سکتا؟"

"تم کیسا سمجھوتا کرنا چاہتے ہو؟"

"ہمارے درمیان دوستی ہونی چاہیے میں چاہتا ہوں تمہارے کام آتا رہوں اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہیں فائدہ پہنچاتا رہوں اس طرح تم بھی میرے کام آتے رہو۔"

"میں کس طرح تمہارے کام آ سکتا ہوں؟"

"جس طرح میں تمہاری ہر بات مانتا ہوں۔ اسی طرح تم بھی میری بات مانتے رہو۔"

"تم اپنی کون سی بات منوانا چاہتے ہو؟"

"میں چالیس دنوں تک تپسیا کرنا چاہتا ہوں۔ تم میری تپسیا کے دوران میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کرو۔"

"نہیں کروں گا۔ میری طرح تمہیں بھی عبادت کرنے کا حق ہے۔ اگر تم تپسیا کے دوران میں اپنے بھگوان سے لو لگائے رکھو گے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

بھیما اپنی چالیس دن کی تپسیا کے سلسلے میں جواد سے جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ اگر جھوٹ بولتا تو تپسیا کے وقت اس کا جھوٹ کھل جاتا وہ اس سے کچھ چھپا نہیں سکتا تھا کیونکہ اسی کے اندر رہ کر اسے تپسیا کرنا تھی۔

اس نے کہا "میں جیسی بھی تپسیا کروں گا۔ وہ ہم دونوں کی بھلائی کے لیے ہو گی ہماری آتما شکتی مکمل ہو گی اور ہمارا کالا جادو پوری قوت سے کسی پر بھی اثر کرے گا۔"

"مجھے افسوس ہے۔ میرے دین میں کالا جادو سیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ میں تمہارا یہ کالا علم نہیں سیکھوں گا۔"

"تم نہ سیکھو۔ مجھے سیکھنے دو۔"

"تم میرے اندر رہ کر اپنے جس علم میں اضافہ کرو گے۔ وہ مجھے بھی حاصل ہوتا رہے گا۔ اس لیے میں تمہیں اپنے اندر ایک بھی کالا منتر پڑھنے کی اجازت نہیں دوں گا۔"

"یہ تو ظلم ہے۔ کیا تمہارے دین میں اس بات کی اجازت ہے کہ میرا حق مجھ سے چھینو۔"

"اجازت نہیں ہے لیکن یہ تاکید ہے کہ کفر سے بچو شیطانی عمل سے باز آؤ اور دوسروں کو باز رکھو اور میں تمہارے کالے جنتر منتر سے تمہیں باز رکھوں گا۔"

بھیما پریشان ہو کر سوچنے لگا آخر کس طرح جواد کو اپنی بات سے قائل کرے پھر اس نے کہا "کالا جادو تمہارے دین کے خلاف ہے مگر ٹیلی پیتھی سے تمہیں کوئی اختلاف نہیں ہے تم مجھے اپنے طور پر خیال خوانی کرنے دیا کرو۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں مگر ایک شرط ہے تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی کو نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے تمام علوم سے انسانوں کو فائدہ پہنچنا چاہیے۔"

"میں دوستوں کو فائدہ پہنچاؤں گا اور دشمنوں کو نقصان اور ایسا سب ہی کرتے ہیں۔"

"بے شک اگر کوئی دشمنی سے باز نہ آئے تو اس سے محفوظ رہنے کے لیے کسی حد تک اسے سزا دی جا سکتی ہے کہ وہ آئندہ دشمنی سے توبہ کرے ویسے تمہارا دشمن کون ہے؟"

"تم اسرائیلی باشندے ہو۔ تم نے الپا کے بارے میں بہت کچھ سنا ہو گا۔ ایک عرصے سے میری اور اس کی دشمنی چل رہی ہے۔"

"میں نے کئی بار الپا کو دور سے دیکھا ہے وہ تمہاری طرح ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ میں اس کا دشمن نہیں ہوں لیکن وہ مسلمانوں کی دشمن ہے۔ میں اسے دشمنی سے باز رکھنے کے لیے کچھ نہیں کر سکتا صرف خدا سے دعا مانگتا رہتا ہوں۔"

"الپا جیسی عورت کی دشمنی سے محفوظ رہنے کے لیے صرف دعا کی نہیں دوا کی بھی ضرورت ہے تم میری ٹیلی پیتھی کو دوا اور...... ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کر سکتے ہو۔"

جواد تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر بولا "لوہا لوہے کو کاٹتا ہے۔ تمہاری ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کی ٹیلی پیتھی کا توڑ کیا جاسکتا ہے۔ یہ ایک اچھا عمل ہوگا۔ الپا مسلمانوں سے اچھا سلوک کرنے پر مجبور ہوجائے گی۔"

بھیما نے خوش ہوکر کہا "شکر ہے اتنے دنوں کے بعد ہم ایک بات پر متفق ہوئے ہیں۔ میں ابھی الپا کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

وہ الپا کی آواز کو اور لب ولہجے کو یاد کرنے لگا۔ ایک طویل عرصے تک اس سے رابطہ منقطع رہا تھا۔ ان دنوں الپا اپنا لب ولہجہ بدل کر بھیما سے گفتگو کیا کرتی تھی۔ بھیما نے اسی لب ولہجے کو یاد کرکے خیال خوانی کی پرواز کی تو اس کے دماغ تک نہ پہنچ سکا۔ جواد نے پوچھا کیا ہوا "کیا تمہاری ٹیلی پیتھی کی صلاحیت کم ہوگئی ہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ الپا نے اپنا لب ولہجہ بدل لیا ہے۔ اس کے بارے میں اہم معلومات حاصل کرنی ہوں گی۔"

جواد نے کہا "میں یروشلم میں بہت مقبول ہوں۔ میری شہرت اسرائیلی اکابرین تک پہنچی ہوئی ہے۔ تمہیں دشواری ہوگی تو میں کسی بھی بہانے ان اکابرین سے ملاقات کرسکتا ہوں۔ بلکہ الپا سے بھی ملاقات کرسکتا ہوں پھر تم میرے ذریعے اس کی موجودہ آواز اور لہجے کو سن سکوگے۔"

"مجھے وہ چار اکابرین کے لب ولہجے یاد ہیں ابھی میں ان کے ذریعے سراغ لگا رہا ہوں۔ ناکامی ہوگی تو تمہارا تعاون حاصل کروں گا۔"

اس نے ایک آرمی افسر کا تصور کیا اس کے لب ولہجے کو یاد کیا پھر دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ الپا ایک حادثے میں بری طرح زخمی ہوگئی تھی وہ آج کل حیفہ کے ایک ملٹری اسپتال میں ہے۔ اس اسپتال میں اتنی رازداری سے زیر علاج ہے کہ دوسرے اکابرین بھی اس کے موجودہ حالات سے بے خبر ہیں۔

الپا نے صرف اس آرمی افسر کو اپنے زخمی ہونے کی اطلاع دی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے زخمی ہونے اور کمزور ہونے کی خبر پھیلے۔ اندیشہ تھا کہ دشمنوں تک بات پہنچے گی تو وہ پلک جھپکتے ہی اس کے کمزور دماغ میں پہنچ جائیں گے اور اسے اپنا محکوم بنالیں گے۔

بھیما نے آرمی افسر کے یہ خیالات پڑھتے ہی جواد سے کہا "ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ناقابلِ شکست کہلانے والی الپا کمزور ہوگئی ہے ایک اسپتال میں بے یارومددگار پڑی ہوئی ہے۔ ایک آرمی افسر کے سوا کسی سے مدد حاصل نہیں کررہی ہے۔ ہم آسانی سے اس کے دماغ میں پہنچ سکتے ہیں۔"

"ایسی بات ہے تو دیر نہ کرو۔ فوراً اس کے دماغ میں پہنچو۔"

"پہلے میں اس کے نئے لب ولہجے کو سنوں گا پھر اس کے دماغ پر قبضہ جما سکوں گا۔"

بھیما نے اس آرمی افسر کے پاس پہنچ کر اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے الپا کے پاس اسپتال جانے پر مجبور کیا۔ وہ افسر فوجی جیپ میں بیٹھ کر ادھر جانے لگا۔ بھیما نے کہا "الپا نے مجھے غلام بنالیا تھا۔ میری بڑی توہین کی تھی۔ اب میں اسے اپنی کنیز اور داشتہ بنا کر رکھوں گا۔"

"ایک گناہ گار کی طرح اسے داشتہ بنانے کی بات نہ کرو اس نے تمہارے خلاف جو کیا تھا صرف اس کی سزا دو گے۔"

"جب وہ مجھے غلام بنا سکتی ہے تو کیا میں اسے داشتہ نہیں بنا سکتا۔"

"یہ نہ بھولو کہ جسم میرا ہے۔ تم ایسی حرکت کروگے تو گویا وہ میری داشتہ بنے گی۔ میں نہیں چاہوں گا کہ تمہاری ایسی کسی حرکت سے میں گناہ گار بن جاؤں۔"

"کیا مصیبت ہے۔ ہم الپا کے معاملے میں متفق ہوئے ہیں۔ پلیز اس معاملے میں اختلاف نہ کرو۔"

"جب بھی کوئی غیر اخلاقی اور غیر انسانی بات ہوگی تو میں اس کی مخالفت کروں گا۔ اس وقت تم میری مخالفت کروگے تو میں تمہیں بھی خیال خوانی سے روک دوں گا۔"

بھیما بڑی مجبوری سے بولا "تمہارے پاس یہ انگوٹھی ہوتی تو تمہارے اچھے بھی مجھے خیال خوانی سے روک نہ پاتے میں مجبور ہوں۔ ٹھیک ہے میں اسے داشتہ نہیں بناؤں گا۔ وہ افسر اسپتال پہنچ رہا ہے۔ ہمیں اس پر توجہ دینا چاہیے۔"

وہ افسر اسپیشل وارڈ کے اس کمرے میں پہنچ گیا۔ جہاں الپا بیڈ پر بیٹھی پھل کھا رہی تھی اور دودھ پی رہی تھی۔ وہ جلد سے جلد جسمانی اور دماغی توانائی حاصل کرنے کے لیے دوائیں اور اچھی غذائیں استعمال کرتی رہتی تھی۔ اس افسر نے کمرے میں پہنچ کر اسے سیلوٹ کیا پھر پوچھا "میڈم کیسی ہیں؟"

وہ بولی "زخم بھر رہے ہیں۔ اس حد تک توانائی حاصل ہوچکی ہے کہ میں بستر سے اٹھ کر کمرے میں چلنے پھرنے لگی ہوں۔"

"یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔"

جھے اس وقت خوشی حاصل ہوگی۔ جب میں اچھی ی پھرنے اور جوگنگ کرنے لگوں گی۔ جوگنگ کرنے ش کرنے سے جو دماغی توانائی حاصل ہوگی اس کے پھر سے خیال خوانی کرنے لگوں گی۔"

یا اس افسر کے ذریعے الپا کی آواز سنتے ہی بڑی یما اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ وہ افسر سے کہہ رہی ہرے رازدار بن کر مجھ سے بھرپور تعاون کرتے رہے ں توانائی حاصل کرنے کے بعد میں تمہیں مالا مال ں۔ تمہاری ہر خواہش پوری کردوں گی۔ تمہاری وجہ ے تمام دشمن اب تک مجھ سے بے خبر ہیں۔"

ی افسر نے کہا "میڈم آپ کو پارس کی طرف سے ۔ وہ آپ کے دماغ میں آسکتا تھا۔"

ں آسکتا تھا۔ مجھے اپنی معمولہ بنا سکتا تھا لیکن اس نہیں کیا ہے۔"

یما نے آرمی افسر کی زبان سے سوال کیا "کیا آپ کو ہے کہ اس نے آپ پر تنویمی عمل نہیں کیا ہوگا؟"

ں پورا یقین ہے۔ اب سے پہلے بھی ایسا ہوچکا ہے۔ بڑی نے تمام مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ی تھی کہ مجھے پیناٹائز نہ کیا جائے۔"

یا یہ بات تسلیم کررہا تھا اگر پارس اسے پیناٹائز کرتا تو دماغ کو لاک کردیتا جبکہ اس کے دماغ کا دروازہ کھلا ور وہ بڑی آسانی سے اس کے اندر پہنچا ہوا تھا۔

یما نے الپا کی بات سن کر ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ الپا نے ہو کر کہا "مجھے اپنے اندر کسی کی ہنسی سنائی دے رہی

یما نے کہا "میری ہنسی نہیں پہچان رہی ہو۔ آواز گی ہم میں تم میں بھی ایک چاہ تھی تمہیں یاد ہو کہ نہ

حیرانی سے بولی "بھیما تم! تمہیں میری اس حالت کا ہو؟ نہیں تم بھیما نہیں ہو، تم پارس ہو۔ بھیما کی آواز ریشان کررہے ہو۔"

ہنستے ہوئے بولا "مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے ٹائز نہیں کرتے ہیں۔ ابھی میں تم پر تنویمی عمل ہرے بھیما ہونے کا یقین ہوجائے گا۔"

ریشان ہوکر آرمی افسر سے بولی "ایک دشمن میرے گھس آیا ہے۔ مجھے بچاؤ۔ ڈاکٹر کو بلاؤ وہ مجھے بے ہوشی کا انجکشن لگائے گا پھر میرے بے ہوش ہونے کے باعث بھیما مجھ پر تنویمی عمل نہیں کرسکے گا۔"

آرمی افسر نے کہا "میں ابھی ڈاکٹر کو بلا کر لاتا ہوں۔"

وہ پلٹ کر جانا چاہتا تھا مگر اچانک ہی چیخ مار کر فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ بھیما نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا تھا۔ جواد نے کہا "اس افسر کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ تم اسے کیوں تکلیف پہنچا رہے ہو میں آئندہ ایسا نہیں کرنے دوں گا۔"

بھیما نے کہا "پلیز سمجھنے کی کوشش کرو اگر میں اسے نہیں روکوں گا تو وہ ڈاکٹر کو بلا کر لائے گا اسے بے ہوش کیا جائے گا پھر میں اس پر تنویمی عمل نہیں کرسکوں گا۔ وہ ایسے ہی ہتھکنڈوں سے اپنے بچاؤ کی تدابیر کرتی رہے گی۔ یہ کامیابی حاصل کرنے کا سنہری موقع ہے۔ پلیز ابھی کسی بات پر اعتراض نہ کرو۔"

پھر اس نے الپا کے دماغ پر قبضہ جما کر آرمی افسر سے کہا "چلو اٹھو اپنی وردی درست کرو اور خاموشی سے ہیڈ کوارٹر چلے جاؤ۔ کسی ڈاکٹر سے کچھ نہ کہو۔"

وہ بے چارہ اٹھ کر خاموشی سے چلا گیا۔ الپا پریشان ہورہی تھی۔ اسے اپنے بچاؤ کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے سرہانے رکھے ہوئے موبائل فون کو دیکھا پھر سوچا فون کے ذریعے ڈاکٹر کو بلایا جائے لیکن بھیما نے اسے لیٹنے پر مجبور کردیا۔ وہ بے بسی سے بولی "مجھے یقین ہوگیا ہے کہ تم بھیما ہو اگر پارس ہوتے تو ایسا سلوک نہ کرتے۔"

"زیادہ نہ بولو آنکھیں بند کرو۔ میں تمہیں ٹیلی پیتھی کی لوری سنا رہا ہوں سوجاؤ۔"

وہ سونا نہیں چاہتی تھی۔ آنکھیں کھلی رکھنا چاہتی تھی لیکن وہ اس کے دماغ پر مسلط ہوگیا تھا۔ اس کی آنکھیں آپ ہی آپ بند ہونے لگیں وہ نہ چاہنے کے باوجود گہری نیند میں ڈوبنے لگی۔

وہ بڑے اطمینان سے بڑے یقین کے ساتھ اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔ الپا اس کے زیر اثر آگئی تھی اس کی معمولہ بنتی جارہی تھی۔ بھیما نے اپنے عمل کا اختتام کرتے ہوئے کہا "آئندہ تم میری محکوم رہوگی اور میرے احکامات کی تعمیل کرتی رہوگی۔ اب تم آرام سے سوجاؤ۔"

اسے سوجانا چاہیے تھا مگر اس نے آنکھیں کھول کر کہا "یہ تم اتنی دیر سے میرے دماغ میں کیا بکواس کررہے تھے؟"

بھیما نے بوکھلا کر پوچھا "کیا اتنی دیر سے تم میرے زیرِ اثر نہیں تھیں؟ میں نے ہپناٹائز کرنے میں کوئی غلطی کی ہے۔ کوئی بات نہیں، میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ اب پوری توجہ سے ہپناٹائز کروں گا۔"

"کبھی تیرے باپ نے بھی کسی کو ہپناٹائز کیا ہے؟"

وہ غصے سے بولا "بکواس مت کرو۔ ابھی تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کروں گا۔ تم چیخیں مارتی ہوئی بیڈ سے نیچے گر کر تڑپتی نظر آؤ گی۔ میں حکم دیتا ہوں آنکھیں بند کرو۔"

"کیا سچ مچ آنکھیں بند کروں؟"

"ارے تو کیا میں مذاق کر رہا ہوں۔"

"میرے آنکھیں بند کرتے ہی بھاگ تو نہیں جاؤ گے۔"

اس نے آنکھیں بند کیں اس کے ساتھ ہی سانس بھی روک لی۔ بھیما کی سوچ کی لہریں اس کے اندر سے نکل گئیں۔ وہ جواد سمیت دماغی طور پر یروشلم میں حاضر ہو گیا۔

جواد نے پوچھا "یہ کیا ہوا؟"

بھیما نے پریشانی سے کہا "کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے ابھی اس کے اندر رہ کر معلوم کیا تھا اس کے زخم بھر رہے ہیں لیکن وہ جسمانی اور دماغی طور پر اب تک کمزور ہے۔ زیادہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہے۔ خیال خوانی کرنا تو دور کی بات ہے۔ وہ چند سیکنڈ کے لیے سانس روکنے کے قابل بھی نہیں ہے۔"

جواد نے کہا "لیکن ابھی اس نے سانس روک لی تھی۔ جس کے نتیجے میں ہم اس کے دماغ سے نکل آئے ہیں۔ میرا خیال ہے تم نے اس کے خیالات پڑھنے میں غلطی کی ہے۔ وہ اتنی کمزور نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ وہ سانس روک سکتی ہے اور وہ اس کا ثبوت دے چکی ہے۔"

"میں مانتا ہوں میں نے اس کے خیالات پڑھنے میں غلطی کی ہے۔ وہ دماغی طور پر کمزور نہیں ہے۔"

"اگر وہ کمزور نہیں ہے تو تم اتنی دیر تک اس کے دماغ میں کیسے رہے اور بڑے یقین سے تنویمی عمل کرتے رہے۔ اس وقت اس نے سانس نہیں روکی تھی۔"

"وہ ہمیں الو بنا رہی تھی۔"

"ہمیں نہ کہو۔ تمہیں الو بنا رہی تھی۔ خوامخواہ میں تمہارے ساتھ لگا رہا۔"

"ایسا تو ہوگا تم میرے ساتھ لگے رہو گے اور میں تمہارے ساتھ لگا رہوں گا۔ ہم اس طرح جڑ گئے ہیں کہ موت کے بعد ہی الگ ہو سکتے ہیں۔"

"صرف اپنی بات کرو۔ تم ٹیلی پیتھی کے معاملے میں کمزور ہو غلط خیال خوانی کرتے ہو غلط خیالات پڑھتے ہو۔"

"ایک بار غلطی ہو گئی۔ دوسری بار نہیں ہوگی۔ اسے دماغی طور پر کمزور بنائیں گے پھر اس کے اندر پہنچ کر اسے ہپناٹائز کریں گے۔"

"تم تنویمی عمل کرنا نہیں جانتے ہو۔ بڑی دیر تک کرنے کے باوجود اسے زیرِ اثر نہ لا سکے۔ اس کے دماغ کو کمزور بنانے سے پہلے تمہیں اچھی طرح تنویمی عمل سیکھنا چاہیے۔"

"فضول باتیں نہ کرو میں کالے جادو میں، ٹیلی پیتھی اور تنویمی عمل کرنے میں استادوں کا استاد ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ہمیں۔۔۔ نہیں ہمیں نہیں۔۔۔ مجھے الو بنا رہی تھی۔"

"مجھے پتا ہے۔ الپا بہت ہی چالاک اور بہت ہی مکار ہے۔ ایسی مکار عورت کو تم دماغی کمزوری میں مبتلا نہیں کر سکو گے۔"

"ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ وہ زخمی ہے۔ اسپتال میں ہے۔ ہم حیفہ جائیں گے۔ اس سے پہلے کہ اسپتال سے اس کی چھٹی ہو اور وہ کہیں روپوش ہو جائے۔ ہم اسپتال میں کسی کو آلۂ کار بنا کر اسے دماغی کمزوری کی دوا کھلا دیں گے۔"

"ہوں وہاں جانا ہی ہوگا۔ وہ تمہارے قابو میں آئے گی تو میں اس سے ملاقات کروں گا۔ مجھ سے ملتے ہی وہ مجھ سے متاثر ہو جائے گی۔ میری کسی بات سے انکار نہیں کرے گی۔ میری مرضی کے مطابق تمہیں عمل کرنے کی بھی اجازت دے دے گی۔"

"اوہو جواد! میں تو بھول ہی گیا تھا کہ تمہاری انگوٹھی سے وہ زیر ہو سکتی ہے۔ اگر تم اسے اپنی انگوٹھی پہنا دو گے تو وہ تمہاری محکوم بن جائے گی۔"

"اسے اپنی انگوٹھی پہنانے کے لیے مجھے اپنی انگلی سے انگوٹھی اتارنی پڑے گی۔ یوں تمہاری زندگی کی آخری خواہش پوری ہو جائے گی۔ کیا تم اپنی طرح مجھے بھی مارنا چاہتے ہو۔"

"میری نیت پر شبہ نہ کرو۔ میں تو الپا کو شکنجے میں لانے کے لیے ایسا کہہ رہا ہوں۔"

"وہ ہمارے شکنجے میں آ جائے گی۔ میں وہاں جاؤں گا اس سے مصافحہ کروں گا۔ بس اتنا ہی کافی ہوگا۔"

وہ حیفہ جانے کی تیاری کرنے لگا۔ اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی اس نے کہا "آ جاؤ۔"

دروازہ کھلا اس کی محبوبہ اس کی جانِ حیات حدیقہ نے آ کر پوچھا "تم کہاں گم رہتے ہو۔ کتنے دن گزر جاتے ہیں۔ صورت بھی نہیں دکھاتے ہو۔ کیا مجھ سے بیزار ہو گئے ہو؟"

وہ اس کے قریب آ کر بولا "تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔ میں تم سے بیزار نہیں ہو سکتا۔"

"یہ بیزاری نہیں تو اور کیا ہے۔ پہلے میرے قریب آتے ہی مجھے بازوؤں میں سمیٹ لیتے تھے۔ دل کی دھڑکنوں کو سنا دیتے تھے۔"

بھیما نے اس کے اندر کہا "وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ تم ایک مجسمے کی طرح سیدھے کھڑے ہو۔ یار ہاتھ بڑھاؤ ہلچل پیدا کرو۔"

"بکواس مت کرو۔ حدیقہ میری محبت بھی ہے اور عزت بھی۔ تمہارے جیسے شیطان کی موجودگی میں اسے ہاتھ لگاؤں گا تو گویا تم بھی ہاتھ لگاؤ گے۔"

"ایسا تو ہوگا۔ مرتے دم تک تم مجھے الگ نہیں کر سکو گے۔ حدیقہ سے تمہاری شادی میری شادی ہوگی۔ تمہاری سہاگ رات میری سہاگ رات ہوگی۔"

"یہی ایک ایسا مسئلہ ہے کہ میں حدیقہ کو ہاتھ نہیں لگا رہا ہوں۔"

"کب تک نہیں لگاؤ گے؟ کیا شادی نہیں کرو گے اسے اور تم دیکھتے دیکھتے بوڑھے ہو جاؤ گے؟"

"ایسا نہیں ہوگا ابھی میں نے تمہیں اپنے اندر مجبور اور بے بس کر دیا ہے تم جنتر منتر جادو ٹونا کرنے کے قابل نہیں ہو۔ میرے اندر رہ کر کوئی غلط کام کرنے کی صلاحیت تم میں نہیں رہی ہے۔ میں رفتہ رفتہ تمہاری تمام شیطانی عادتوں کو ختم کر دوں گا۔ اس کے بعد تمہاری آتما مصفا اور پاک ہو جائے گی۔ جس طرح ایمان والوں کی روح پاک ہوتی ہے۔ اس طرح میں تمہاری روح کی پاکیزگی کے ساتھ حدیقہ کو اپنی شریکِ حیات بناؤں گا۔"

جواد حدیقہ کے سامنے خاموش کھڑا ہوا بھیما سے سوچ کے ذریعے بول رہا تھا۔ حدیقہ نے حیرانی سے پوچھا "تم چپ چاپ کیوں پتھر کا مجسمہ بن گئے ہو مجھے ہاتھ لگانا گوارا نہیں ہے تو نہ سہی مگر پیار کے دو بول تو بول سکتے ہو۔"

"حدیقہ میں ایسے حالات سے گزر رہا ہوں جن کی وضاحت نہیں کر سکتا۔ کچھ عرصے تک ایسا مجبور رہوں گا کہ تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکوں گا۔ یوں سمجھ لو کہ میں تمہارے لیے ایک عمل میں مصروف ہوں۔ وہ عمل جب مکمل ہوگا تو میں ایک دن بھی ضائع کیے بغیر تمہیں اپنے نکاح میں لاؤں گا۔ تم شریکِ حیات بن کر ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی۔ تمہاری تمام شکایتیں دور ہو جائیں گی کیا تم مجھ پر بھروسا کرو گی؟"

اس نے کہا "یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم ہرجائی نہیں ہو اور جو ہرجائی نہیں ہوتا۔ وہ تمام عمر کسی ایک سے ہی محبت کرتا ہے۔ مجھے تم پر اندھا اعتماد ہے۔ تم میرے اور صرف میرے ہو۔"

"اس اعتماد کو قائم رکھو اور یہاں سے چلی جاؤ جب میرا عمل پورا ہو جائے گا تو میں خود تمہارے پاس آؤں گا۔"

وہ خاموشی سے سر جھکا کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کمرے سے باہر گئی اور اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ جواد اسے دل و جان سے چاہتا تھا۔ اسے دن رات اپنے قریب رکھنے کی آرزو تھی مگر بڑی مجبوری تھی۔ ان دو محبت کرنے والوں کے درمیان ایک تیسرا نامحرم موجود رہتا تھا۔ اس نامحرم کو نیک اعمال سے محرم بنانا رہ گیا تھا۔

بھیما نے کہا "میں نے تمہارے جیسا فرشتہ نہیں دیکھا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مرد عورتوں کی اس حد تک عزت کرتے ہیں۔ جیسے تم حدیقہ کی عزت کر رہے ہو۔ میں اس سلسلے میں تم سے کیا کہوں جب سے تمہارے اندر آیا ہوں تم نے مجھے کسی ایک حسینہ کی طرف بھی جھکنے نہیں دیا ہے۔ مجھے غصہ آ رہا ہے چلو اپنا سفری بیگ اٹھاؤ اور نکلو یہاں سے۔"

وہ اپنا سفری بیگ اٹھا کر حیفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

ادھر حیفہ کے اسپتال میں الپا بستر پر لیٹی ہوئی تھی اور یہ سوچ سوچ کر حیران ہو رہی تھی کہ وہ ابھی تک جسمانی اور دماغی طور پر کمزور ہے۔ ایسی کمزوری کے باوجود اس نے سانس کیسے روک لی تھی۔ بھیما کے تنویمی عمل کو کیسے ناکام بنا دیا تھا یا بھیما کا عمل خود کسی وجہ سے ناکام ہو گیا تھا۔ یہ تمام باتیں اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھیں۔

وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کمزور ہے یا اس کی توانائیاں بحال ہو چکی ہیں۔ وہ خود کو آزمانے کے لیے بستر سے اتر کر کھڑی ہو گئی پھر آہستہ آہستہ چلنے لگی۔ اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگی لیکن ایک منٹ کے اندر ہی تھک گئی۔ بستر کے سرے پر آ کر بیٹھ گئی پھر ہانپتے ہوئی بولی "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں تو بہت کمزور ہوں میں نے سانس کیسے روک لی تھی؟"

وہ سر اٹھا کر خلا میں تکتی ہوئی بولی "پارس یہ تم ہو۔ تم دشمنی بھی کر رہے ہو اور میری حفاظت بھی کر رہے ہو۔ اب تم مجھ سے کبھی محبت نہیں کرو گے لیکن نفرت بھی نہیں کر رہے ہو۔ میں دنیا کی بدترین عورت ہوں۔ تم ہر برے وقت میں میری مدد کرتے رہے ہو۔ میں تمہاری جان لینے کی کوششیں کرتی رہی۔ میں تم سے التجا کرتی ہوں۔ مجھ سے بات کرو۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہتی ہوں کہ تم میرے

اندر موجود ہو۔ پارس پلیز ایک بار اور آخری بار مجھے معاف کردو۔"

وہ چپ ہوگئی انتظار کرنے لگی لیکن اسے اپنے اندر پارس کی آواز سنائی نہیں دی۔ ایسا پہلے بھی ہوچکا تھا پارس خاموشی سے اس کے اندر رہ کر اس کے کام آتا رہتا تھا۔ اس وقت الپا نے یہی سوچا کہ شاید وہ نفرت سے نہیں بول رہا ہے یا پھر ابھی موجود نہیں ہے۔

وہ بولی "کوئی بات نہیں۔ تم مجھ سے نہ بولو۔ مجھ سے نفرت ظاہر کرتے رہو لیکن اب مجھے پورا یقین ہوچکا ہے کہ تم مجھے کسی بھی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کی معمولہ بننے نہیں دو گے۔ میں دوسروں سے برتر رہتی ہوں۔ تم مجھے کم تر نہیں ہونے دو گے۔"

وہ سوچتے سوچتے بستر پر لیٹ گئی۔ تھکی ہوئی تھی۔ لیٹتے ہی نیند آگئی۔ جواد وہاں شام تک پہنچ گیا اس نے کاؤنٹر پر آکر کہا "یہاں روم نمبر ۲۰۲ میں ایک مریضہ ہے ایک حادثے میں زخمی ہوگئی تھی۔ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

کاؤنٹر گرل نے کہا "سوری کسی کو اس مریضہ سے ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔"

"لیکن میں ویزیٹنگ آورز میں آیا ہوں۔"

وہ انکار میں کچھ کہنا چاہتی تھی۔ اس سے پہلے ہی جواد نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ بولتے بولتے رک گئی۔ جواد کو ایسے دیکھنے لگی جیسے اس کی شخصیت سے متاثر ہورہی ہو۔ جواد نے کہا "پلیز تم میرے ساتھ چلو گی تو کوئی پہرے دار مجھے نہیں روکے گا۔"

وہ بڑی لگاوٹ سے بولی "تمہارے ساتھ ضرور چلوں گی۔"

پھر اس نے پلٹ کر دوسری لڑکی سے کہا "جولی! ذرا دیر کے لیے میری سیٹ پر آجاؤ۔ میں ابھی آرہی ہوں۔"

وہ کاؤنٹر کے پیچھے سے گھوم کر اس کے پاس آگئی۔ اس کے بازو سے لگ کر بولی "کم آن میں تمہیں اس کمرے میں پہنچاؤں گی۔"

وہ اس سے ایسے لگ کر چلنے لگی۔ جیسے چلتے چلتے اس سے چپک جانا چاہتی ہو۔ بھیما نے کہا "آہا تمہارے اندر سمانے کے بعد پہلی بار بہار آئی ہے۔"

جواد نے کہا "ابھی خزاں آجائے گی۔ میں مجبوراً اس کے ساتھ چل رہا ہوں۔"

اسپتال کے جس کوریڈور میں الپا کا کمرا تھا۔ وہاں مسلح فوجی جوان پہرا دے رہے تھے۔ وہاں کسی غیر ضروری شخص کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ ایک فوجی افسر نے کاؤنٹر گرل سے پوچھا "یہ کون ہے؟"

وہ بولی "انہیں ڈاکٹر بنجامن نے وزٹ کے لیے بھیجا ہے۔"

فوجی افسر نے اسے کمرے کے اندر جانے کی اجازت دے دی۔ جواد نے کاؤنٹر گرل سے کہا "تم جاؤ۔ میں ابھی کاؤنٹر پر آؤں گا۔"

وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ جواد دروازہ کھول کر اندر آیا۔ الپا بیڈ پر سو رہی تھی وہ دروازہ بند کرکے آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ الپا نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا کسی اجنبی کو اپنے کمرے میں دیکھ کر اسے غصہ آنا چاہیے تھا لیکن انگوٹھی اپنا اثر دکھا رہی تھی۔ اس نے متاثر ہوکر بڑے نرم لہجے میں پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے کہا "میرا نام جواد بن مستقیم ہے۔ میں تم سے بہت پہلے ہی ملاقات کرنا چاہتا تھا مگر آج مجھے فرصت ملی ہے۔"

الپا نے کہا "ہاں میں نے تمہارا نام سنا ہے۔ تم یروشلم میں بہت مشہور ہو۔ لاکھوں افراد تمہارے عقیدت مند ہیں۔ کیا تم ان پر جادو کرتے ہو؟"

"کسی کا دل جیتنے کے لیے جادو کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اچھے کردار اور میٹھے بول سے دل جیتے جاتے ہیں۔"

"تم بہت اچھے ہو۔ بیٹھو باتیں کرو۔"

وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ بھیما نے اس کے اندر کہا "کیا کرتے ہو۔ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھو وہ تم پر فدا ہورہی ہے۔"

"بھیما! ابھی میں تمہاری زندگی میں بہار لایا تھا پھر خزاں لے آیا۔ اب الپا کے پاس بیٹھوں گا تو تمہارا بھلا نہیں ہوگا۔"

"کیوں دل توڑنے کی بات کرتے ہو۔ تم نہیں جانتے ... میں الپا کو اپنی لائف پارٹنر بنانا چاہتا تھا لیکن اس نے حقارت سے مجھے ٹھکرا دیا تھا۔ اب اس سے انتقام لینے کا موقع مل رہا ہے۔"

"عورت سے انتقام لینا مردانگی نہیں ہے۔ میں نے پہلے کہہ چکا ہوں کوئی غلط کام کرنے نہیں دوں گا۔ ... صرف اپنے کام پر دھیان دو۔ اس کے دماغ میں جاؤ۔"

"وہ میری موجودگی سے بھڑک جائے گی۔ شاید پھر ... روک لے گی۔"

"وہ تمہاری مخالفت نہیں کرے گی۔ میں اسے تمہاری طرف مائل کروں گا۔ تم جاؤ اور وقت ضائع کیے بغیر ... معمول بناؤ۔"

بھیما خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا الپا کے اندر آکر بولا "ہیلو میں پھر آگیا۔ کیا پھر سانس روک لوگی؟"

اس نے بھیما کی بات سنتے ہی سانس روکنے کی کوشش کی ...ناکام رہی یہ سمجھ گئی کہ پارس ابھی اس کے اندر موجود نہیں ہے۔ وہ ہوتا تو بھیما کو فوراً بھگا دیتا۔

جواد اور بھیما لازم و ملزوم تھے۔ لہٰذا بھیما کے ساتھ جواد بھی الپا کے اندر موجود تھا۔ بھیما نے خوش ہوکر کہا "یہ سانس روکنے میں ناکام ہورہی ہے اب میں اس پر کامیابی سے عمل کرسکتا ہوں۔"

الپا نے کہا "نہیں میں تمہیں عمل کرنے نہیں دوں گی۔ تمہارے زیر اثر نہیں آؤں گی۔"

بھیما نے قہقہہ لگایا پھر اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمالیا۔ اسی وقت پارس وہاں پہنچ گیا۔ الپا نے اچانک دماغی توانائی محسوس کی۔ اس وقت بھیما کہہ رہا تھا اب بستر پر لیٹ جاؤ اور آنکھیں بند کرلو۔"

الپا نے کہا "ارے کتے! تو بار بار بھونکنے کیوں آجاتا ہے؟"

بھیما پھر بوکھلا گیا۔ جواد نے تعجب سے کہا "ابھی تو یہ کمزور تھی پھر اسے دماغی توانائی کیسے حاصل ہورہی ہے؟"

بھیما نے کہا "میری ٹیلی پیتھی کام نہیں آرہی ہے۔ اب تم ہی اسے زیر اثر لاسکتے ہو۔"

جواد کرسی سے اٹھ کر الپا کے قریب آیا۔ وہ بولی "تمہارے لاکھوں عقیدت مند ہیں اب میں سمجھ رہی ہوں کہ تم جادوگر ہو۔ مجھے سحرزدہ کررہے ہو۔"

"میں مسلمان ہوں۔ میرے دین میں جادو سیکھنے اور جادو کرنے کی ممانعت ہے۔ خدا گواہ ہے کہ میں جادو نہیں کررہا ہوں۔ فلسطینی مسلمانوں کی بہتری کے لیے تمہیں اپنی طرف مائل کررہا ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے جواد نے اپنا ہاتھ الپا کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ بڑی اپنائیت سے اسے دیکھتی ہوئی بولی "تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں چاہتا ہوں۔ تم آرام سے لیٹ جاؤ۔ آنکھیں بند کرلو اور کسی حیل و حجت کے بغیر بھیما کو ہپناٹائز کرنے دو۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ بھیما کو تم سے دشمنی کرنے کا موقع نہیں دوں گا۔"

جواد اپنی شخصیت سے متاثر ہونے والوں سے کوئی بات منوانے کے لیے بس ایک بار کہتا تھا پھر وہ متاثر ہونے والے اس سے بحث نہیں کرتے تھے۔ فوراً اس کی بات مان لیتے تھے۔ الپا نے بھی بحث نہیں کی۔ فوراً اس کی بات مان لی۔ بستر پر لیٹ گئی۔ بھیما تنویمی عمل کرنے لگا۔

پارس حیرانی سے جواد کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس نے الپا پر کوئی عمل نہیں کیا۔ کچھ پڑھ کر اس پر نہیں پھونکا۔ اس نے جبراً اپنی بات اس سے نہیں منوائی۔ اس کے باوجود الپا خود ہی تنویمی عمل کے لیے راضی ہوگئی۔

وہ الپا کے اندر رہ کر اس کے احساسات کو سمجھ رہا تھا۔ یہ بات سمجھ میں آئی کہ الپا اس کی شخصیت سے متاثر ہورہی ہے۔ صرف وہی نہیں یروشلم کے لاکھوں افراد اس سے متاثر ہیں اور اس کے عقیدت مند ہیں۔

بھیما تنویمی عمل کرنے میں مصروف تھا۔ ایسے وقت اس کا دماغ پارس کے اختیار میں تھا۔ وہ پارس کی مرضی کے مطابق بھیما کو یہ تاثر دے رہی تھی کہ وہ اس کے عمل کے زیر اثر آرہی ہے اور اس کی معمولہ بن رہی ہے۔

بھیما نے اپنے عمل کے اختتام پر اسے حکم دیا کہ وہ اپنی تنویمی نیند پوری کرلے اور دو گھنٹے تک آرام سے سوتی رہے۔ یہ حکم دے کر وہ اس کے دماغ سے نکل آیا۔ جواد نے کہا "اب ہمارا یہاں رہنا ضروری نہیں ہے۔ ہم دو گھنٹے حیفہ میں گزاریں گے۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوجائے گی تو تم اس کے دماغ میں جاکر اپنے تنویمی عمل کے کامیاب ہونے کا یقین کرو گے ایسا نہ ہو کہ پہلے کی طرح تم پھر ناکام رہو۔"

وہ دو گھنٹے کے بعد الپا کے دماغ میں آنے والا تھا۔ ادھر پارس اس کے اندر موجود تھا لیکن اپنی موجودگی ظاہر نہیں کررہا تھا۔ اس وقت بھی اس نے الپا کو مخاطب نہیں کیا بلکہ اس کی سوچ میں کہا "یہ مجھے کیا ہوا ہے؟ میں جواد بن مستقیم سے متاثر کیوں ہورہی ہوں؟"

الپا نے جواباً سوچا "میں خود حیران ہوں۔ پتا نہیں جواد میں کیا بات ہے۔ اس میں نامعلوم سی کشش ہے۔ اس نے میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر جو بات کہی میں نے اسے مان لیا۔ میں حیران ہوں کہ سحرزدہ کیسے ہوگئی۔"

ابھی یہ بات نہ الپا سمجھ سکتی تھی اور نہ پارس کو معلوم ہوسکتی تھی کہ اس کی انگلی میں ایک انگوٹھی ہے۔ وہ انگوٹھی جسے چھولیتی ہے اسے جواد کا مطیع اور فرماں بردار بنا دیتی ہے۔

الپا یہ باتیں سوچتے سوچتے چونک گئی پھر بولی پارس "ابھی تم میرے اندر ہو۔ بھیما مجھے ہپناٹائز کررہا تھا۔ اگر ابھی تم نہ ہوتے تو میں اس کی معمولہ اور تابع بن چکی ہوتی۔ تم نے ایک بار صبح بھی مجھے اس کے تنویمی عمل سے بچایا تھا۔ بولو پارس کب تک مجھ سے ناراض رہو گے۔"

وہ خاموش ہوکر اس کے جواب کا انتظار کرنے لگی لیکن وہ ایسے خاموش رہا جیسے واقعی موجود نہ ہو۔ اس کی مسلسل

خاموشی سے کوئی بھی یقین کرسکتا تھا کہ وہ موجود نہیں ہے لیکن الپا کبھی یقین نہیں کرسکتی تھی۔ اس نے دل کی گہرائیوں سے کہا "اتنی بڑی دنیا میں صرف تم ہو جو ہزار دشمنی کے باوجود مجھے ہزاروں بار آفات سے بچاتے رہو گے یہ میرا یقین ہی نہیں میرا ایمان ہے۔"

اسے جواب نہیں مل رہا تھا مگر وہ کہہ رہی تھی "اب میں مرتے دم تک تمہاری دشمنی سے بھرپور محبت اور فخر کرتی رہوں گی۔ کسی بھی مصیبت میں اپنے خدا سے پہلے تمہیں پکارتی رہوں گی۔"

وہ بول رہی تھی اور پارس' جواد کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ جواد نے خدا کو حاضر و ناظر جان کر الپا سے کہا تھا کہ بھیا کے تنویمی عمل سے الپا کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ وہ فلسطینی مسلمانوں کی بہتری کے لیے اسے معمول بنا رہا ہے۔

یہی بات پارس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ جواد ایک سچا اور دین دار شخص ہے۔ اس کے برعکس بھیا انتہائی گھٹیا خود غرض اور مکار ہے پھر یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی کیسے بن گئے ہیں؟

پارس ابھی ان دونوں کا گٹھ جوڑ نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اس نے سوچا فرصت ملتے ہی جواد کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرے گا۔ اس نے اپنے ایک سراغ رساں کو مخاطب کرکے کہا "ڈیڑھ گھنٹے بعد الپا کے دماغ میں آؤ پھر اس کے اندر وقفے وقفے سے آتے جاتے رہو۔ اسپتال میں کوئی بھی اس کے قریب آئے یا اس کے دماغ میں آئے تو فوراً مجھے اطلاع دو میں ابھی دوسری جگہ مصروف ہوں۔"

وہ بابا صاحب کے ادارے کے اس سراغ رساں کو یہ ذمے داری سونپ کر الپا کے دماغ سے چلا گیا۔

○☆○

نارنگ کا ذکر ہوچکا ہے وہ اپنی آتما شکتی کے ذریعے جیمس ہارورڈ کا جسم حاصل کرچکا تھا۔ جیمس ہارورڈ ایک سائنس دان تھا۔ اس نے ایک ایسا آلۂ سماعت ایجاد کیا تھا جس کے ذریعے وہ اپنے کسی مطلوبہ شخص کی گفتگو ہزاروں میل دور سے بھی سن سکتا تھا۔ جیسے ایک ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہونے والی آواز دنیا کے آخری سرے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح جیمس ہارورڈ اپنے آلہ سماعت کے ذریعے دنیا کے آخری سرے سے بھی اپنی مطلوبہ آواز سن لیتا تھا۔

اس نے اس آلہ سماعت کو آپریشن کے ذریعے اپنے ایک کان سے منسلک کرایا تھا۔ نارنگ کو اس کے جسم کے ساتھ وہ غیر معمولی آلہ سماعت بھی مل گیا تھا جو آپریشن کے بغیر جیمس ہارورڈ کے کان سے الگ نہیں ہوسکتا تھا۔

یوں دیکھا جائے تو نارنگ نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی ایک تو پہلے ہی ٹیلی پیتھی کی غیر معمولی صلاحیت تھی دوسرا یہ کہ غیر معمولی سماعت بھی مل گئی تھی اس کے دشمن دنیا کے کسی بھی حصے میں ہوتے تو وہ ان کی باتوں سے اور سازشوں سے آگاہ ہوسکتا تھا لیکن جیسا کہ دیکھا گیا تھا۔ نارنگ بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد ٹھوکریں کھاتا رہتا تھا۔ اس بار بھی اس نے زبردست ٹھوکر کھائی۔

وہ شیوانی کی نظروں میں آگیا۔ شیوانی نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغ رسانوں کے ذریعے نارنگ تک رسائی حاصل کی اپنے ایک ہپناٹائز کرنے والے کے ذریعے اسے اپنا معمول اور محکوم بنالیا۔

شیوانی چین جانے اور وہاں ٹرانس فارمر مشین کی تیاریوں میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور مشین کا نقشہ حاصل کرنے کے لیے ایک مضبوط ٹیم بنا کر لندن سے روانہ ہوئی تھی۔ اس ٹیم میں ٹیلی پیتھی جاننے والے جے کافو اور جے فلو بھی تھے جو اسے دغا دے گئے تھے۔ وہ ہانگ کانگ پہنچ کر تنہا رہ گئی تھی لیکن وہ ضدی تھی جس بات کا ارادہ کرلیتی تھی۔ اسے پورا کرکے ہی رہتی تھی۔

حوصلے مضبوط ہوں تو قسمت ساتھ دیتی ہے۔ خوش قسمتی سے نارنگ اس کی گرفت میں آگیا پھر پورس ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی حیثیت سے اس کے سامنے آیا۔ اس کی اور شیوانی کی ملاقات ہوئی تو یہ ملاقات باہمی دلچسپی میں بدل گئی۔ شیوانی نے اپنی زندگی میں کبھی کسی کو گھاس نہیں ڈالی لیکن پورس سے متاثر ہوگئی۔

ویسے وہ اندھی محبت کی قائل نہیں تھی۔ جذبات میں بہہ کر کسی مرد کے فریب میں نہیں آنا چاہتی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ نارنگ کی طرح پورس کو بھی ہپناٹائز کرائے گی' اسے اپنا معمول اور محکوم بنائے گی۔ نارنگ تو صرف ایک غلام بنا رہے گا لیکن پورس کو اپنا لائف پارٹنر بنائے گی۔

جب اس نے پورس پر تنویمی عمل کرایا تو وہ راضی خوشی اس کا معمول اور تابع بن گیا۔ شیوانی اب تک اپنے تمام شکاروں کو اسی طرح اپنے قابو میں کرتی رہی تھی۔ اس خوش فہمی میں مبتلا ہوگئی کہ پورس بھی اس کا تابع بن گیا ہے۔

کسی کے زیر اثر آنا اور کسی کا تابع بننا میرے اور میرے بچوں کے مزاج کے خلاف تھا۔ ہم سب پر ایسا روحانی تنویمی عمل کیا گیا تھا جس کے بعد دنیا کا کوئی بھی عامل ہمارے ذہنوں پر اثر انداز نہیں ہوسکتا تھا۔

اسکاٹ لینڈ یارڈ میں کئی ہپناٹائز کرنے والے عامل تھے جو مجرموں کو ہپناٹائز کرتے تھے۔ وہ ان عاملوں کے زیر اثر آکر اپنے جرائم کا اقبال کرتے تھے۔ اس عامل نے شیوانی سے کہا "میں نے اس پر مکمل تنویمی عمل کیا ہے۔ اب یہ تین گھنٹے تک اس کے اثر سے سوتا رہے گا پھر بیدار ہونے کے بعد تمہارا تابع بن جائے گا۔"

شیوانی نے اس عامل کو وہاں سے رخصت کردیا جس ہوٹل میں اس کا قیام تھا' اسی کے ایک کمرے میں پورس پر بھی عمل کرایا گیا تھا۔ اس نے عامل کے جانے کے بعد دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ بیڈ کے قریب آکر پورس کو دیکھنے لگی۔ وہ خوب رو اور قد آور تھا۔ صحت اور جسامت کے لحاظ سے باڈی بلڈر تھا۔ وہ تو پہلی ملاقات میں ہی اس کی اسیر ہوگئی تھی۔

شیوانی ان عورتوں میں سے تھی جو جذبات کو ہوا نہیں دیتیں۔ ایک بھرپور عملی زندگی گزارتی ہیں۔ کبھی کسی کو اپنا آئیڈیل نہیں بناتیں' یہ فیصلہ کرلیتی ہیں کہ تمام عمر تنہا زندگی گزاریں گی۔ شیوانی کا مزاج کچھ ایسا ہی تھا۔ وہ کسی کو خود سے برتر تسلیم نہیں کرتی تھی۔ کبھی کسی مرد سے متاثر نہیں ہوتی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ کبھی شادی نہیں کرے گی۔ شادی کرنے سے مرد خود کو برتر سمجھتا ہے۔ پہلے تو جسم و جان کا مالک بنتا ہے پھر تمام ذاتی معاملات میں مداخلت کرتا رہتا ہے اور وہ اپنے معاملات میں کبھی کسی کی مداخلت برداشت نہیں کرتی تھی۔

لیکن کوئی فطرت کے خلاف زندگی نہیں گزارتا۔ اپنی اصول پسندی اور انکار کے باوجود زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ فطری تقاضوں سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

شیوانی کی زندگی کے اس موڑ پر پورس نے اسے متاثر کیا تھا۔ پہلی نظر میں دل جیت لینے والا کیا ہوتا ہے؟ اس میں کیا خوبیاں ہوتی ہیں؟ وہ کیوں دل و دماغ پر چھا رہا ہے؟ یہ متاثر ہونے والی بھی نہیں جانتی۔ شیوانی کے ساتھ بھی پہلی نظر میں یہی ہوا تھا۔ وہ کچھ سوچے سمجھے بغیر اس کی طرف کھنچتی چلی گئی تھی۔

پہلی ملاقات میں پورس نے اپنی باتوں سے' اپنی زندہ دلی سے اسے یہ سوچنے پر مجبور کردیا کہ وہ اس کے صرف موجودہ مشن کے لیے ہی نہیں' تمام عمر کے لیے لازمی ہوگیا ہے۔ وہ زندگی کی ایسی ضرورت ہے جس سے وہ اب انکار نہیں کرسکے گی۔

مختصر سی ملاقات میں دل بری طرح اس کے لیے مچلنے لگا تھا۔ ایسے وقت اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ وہ اپنے اصول کے خلاف اسے اپنی زندگی میں آنے دے گی لیکن اسے حاکم بننے نہیں دے گی۔ اس کی محکوم نہیں بنے گی۔ یوں بھی وہ نارنگ کی طرح پورس کو بھی ہپناٹائز کرانا چاہتی تھی تاکہ موجودہ مشن میں وہ اس کا تابع بن کر رہے۔ اس نے تمام عمر کے لیے اسے اپنا تابع بنائے رکھنے کا فیصلہ کیا تھا اور اس فیصلے پر عمل کرچکی تھی۔ پورس اس کا معمول اور تابع بن کر اس کے بستر پر گہری نیند سو رہا تھا۔ وہ تھکی ہوئی تھی۔ اس کے پاس آکر آرام سے لیٹ گئی۔

وہ تین گھنٹے بعد بیدار ہونے والا تھا۔ ابھی اسے جگانا مناسب نہیں تھا۔ ایسے میں نہ اسے مخاطب کرسکتی تھی۔ نہ حالِ دل بیان کرسکتی تھی۔ وہ آئندہ اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے سلسلے میں بہت دور تک سوچ رہی تھی۔ اسے چھو رہی تھی' اس کے چہرے پر انگلیاں پھیر رہی تھی اور آپ ہی آپ مسکرا رہی تھی۔ اس نے پورس جیسے جواں مرد کو صرف اپنے مشن کے لیے ہی نہیں اپنی ضروریات اور اپنے جذبات کے لیے بھی جیت لیا تھا۔

اس نے ایک نائٹ کلب میں پورس کے ساتھ بیٹھ کر شراب پی تھی۔ اس شراب میں زہر کے چند قطرے ملائے تھے۔ پورس کو یہ دکھایا تھا کہ وہ کتنی زہریلی ہے۔ جب وہ اس کے ساتھ رنگین و سنگین لمحات گزارے گی تو اس کا زہر پورس کو اس طرح مدہوش کرے گا اور متاثر کرے گا کہ وہ آئندہ اس کی زہریلی صحبت کا عادی ہوجائے گا۔ اس کا زہریلا پن پورس کو نشے کا اس طرح عادی بنائے گا کہ پھر وہ شیوانی کے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ اسے کبھی چھوڑ کر نہیں جائے گا۔

ایک تو شیوانی نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے تابع بنایا تھا پھر یہ یقین تھا کہ اس کی زہریلی محبت اسے غلام بنائے رکھے گی۔ یہ شیوانی کا مزاج تھا جو بھی اس کے لیے ضروری ہوتا تھا' وہ اسے اپنی آنکھوں کی حرارت سے اور اپنے زہریلے پن سے جکڑ لیتی تھی لیکن پورس کو پہلی بار ایک لائف پارٹنر کی حیثیت سے جکڑ رہی تھی۔

رات گزرتی جارہی تھی۔ اس کے بیڈ پر پورس تھا پھر بھی وہ تنہا تھی۔ اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ پہلی بار اسے راتوں میں جگانے والا آیا تھا مگر خود سو رہا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے احساس ہوا کہ وہ اپنے اہم معاملات کو بھول کر جذبات میں بہہ رہی ہے۔ اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیا۔ رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے نارنگ کی آواز سنائی دی "ہیلو! کون ہے؟ رات کے دو بج رہے ہیں' یہ بھی کوئی فون کرنے کا وقت ہے۔ دوسروں کی نیند خراب کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔"

وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا لیکن بولتے بولتے رک گیا۔

اپنی پیشانی پر حرارت محسوس کرنے لگا۔ یہ سمجھ گیا کہ کہیں دور سے شیوانی کی آنکھیں اس کی پیشانی کو گھور رہی ہیں۔ وہ غصہ بھول کر ٹھنڈا پڑ گیا بڑی نرمی سے بولا "سوری میڈم! آپ ہیں؟ میں سمجھا تھا کوئی اتنی رات کو۔۔۔۔"

شیوانی نے بات کاٹ کر کہا "کچھ سمجھے بغیر فون پر بولا نہ کرو۔ فوراً اٹھو لباس تبدیل کرو اور سی ویو ہوٹل کی ویزیٹرز لابی میں چلے آؤ۔ میں وہاں انتظار کر رہی ہوں۔"

اس نے ریسیور رکھ دیا۔ بیڈ سے اتر کر اٹیچی سے ایک لباس نکال کر اسے پہننے لگی۔ کسی کی موجودگی میں وہ لباس تبدیل نہیں کرتی تھی اور کرنا بھی نہیں چاہیے تھا لیکن اسے یقین تھا کہ وہ گہری نیند میں ہے۔ اسے خواب میں دیکھ رہا ہوگا جب کہ وہ روبرو لباس تبدیل کر رہی ہے۔ ادھر وہ مکار جاگ رہا تھا۔ نہ اس نے عامل کے تنویمی عمل کا اثر لیا تھا اور نہ ہی گہری نیند سو رہا تھا صرف آنکھیں بند کیے لیٹا ہوا تھا۔ کبھی کبھی چوری سے آنکھیں کھول کر دیکھتا تھا۔ ایک بار اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو قیامت کا منظر دکھائی دیا۔ اس نے فوراً ہی آنکھیں بند کرلیں۔

آنکھیں بند کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ قیامت کا نظارہ ایک بار نظر میں آجائے تو آنکھ بند کرنے کے باوجود تصور میں ہلچل مچاتا رہتا ہے۔ وہ آنکھیں بند کرنے کے باوجود بھی اسے دیکھتا رہا اور سحرزدہ ہوتا رہا۔

شیوانی لباس بتدیل کرکے اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی پورس نے آنکھیں کھول دیں۔ شیوانی نے فون پر کسی سے کہا تھا کہ وہ سی ویو ہوٹل میں چلا آئے۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس نے نارنگ کو فون کیا تھا یا اپنے کسی سراغ رساں کو؟ ویسے وہ جس سے بھی ملنے گئی تھی، اس کی کوئی اہمیت ہوگی اسی لیے رات کے دو بجے گئی تھی۔

اس نے بھی بستر سے اٹھ کر لباس تبدیل کیا، جوتے پہنے پھر اس کمرے سے نکل آیا۔ شیوانی کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات نہیں پڑھے جاسکتے تھے۔ اگر وہ پڑھ سکتا تو ہوٹل کے کمرے میں بیٹھ کر معلوم کرتا رہتا کہ وہ اتنی رات کو کس سے ملاقات کر رہی ہے اور موجودہ مشن کے سلسلے میں کیا کر رہی ہے؟

سی ویو ہوٹل آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پر تھا۔ پورس نے وہاں پہنچنے تک ڈرائیونگ کرنے کے دوران میں ریڈی میڈ میک اپ کیا۔ چہرے کو کسی حد تک تبدیل کیا۔ کار کے عقب نما آئینے میں خود کو دیکھ کر یقین کیا کہ شیوانی اسے نہیں پہچان سکے گی پھر وہ مطمئن ہوکر سی ویو ہوٹل پہنچ گیا۔

دور ہی سے شیوانی ویزیٹرز لابی میں دکھائی دی۔ وہ ایک انگریز کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ پورس کو یہ معلوم تھا کہ جیمس ہارورڈ ایک بار مرچکا تھا پھر اسے دوسری زندگی ملی تھی کیونکہ نارنگ کی آتما اس میں سما گئی تھی۔ اس وقت شیوانی کے ساتھ جیمس ہارورڈ بیٹھا ہوا تھا۔ یعنی وہاں نارنگ موجود تھا۔

پورس، جیمس ہارورڈ کی تصویر اخبارات میں دیکھ چکا تھا۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ شیوانی اس وقت نارنگ سے باتیں کر رہی ہے۔ وہ ان کے قریب ایک میز پر بیٹھ گیا۔ اپنے لیے کافی کا آرڈر دے کر ان کی طرف کان لگا دیے۔ ان کی دھیمی دھیمی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ان کی باتیں کبھی واضح طور پر سنائی دیتی تھیں۔ کبھی وہ بہت سرگوشی میں بولنے لگتے تھے۔ ویسے وہ ان کی باتیں کسی حد تک سن رہا تھا۔

شیوانی نے نارنگ سے کہا "میں یہاں آتے ہی بہت مصروف ہوگئی ہوں۔ تمہارے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل نہ کرسکی۔ اب تم بتاؤ کہ کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور اب تک ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کیا کرتے رہے؟"

نارنگ اسے اپنی ہسٹری سنانے لگا۔ پورس اس کے ماضی کی تمام باتیں جانتا تھا۔ اسے زیادہ توجہ سے سننے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ شیوانی کو دیکھ رہا تھا۔ شیوانی کے چہرے سے حیرانی ظاہر ہو رہی تھی۔

وہ اس لیے حیران تھی کہ نارنگ کالے جادو کے واقعات سنا رہا تھا۔ وہ کالے جادو کے بارے میں بہت کچھ جانتی تھی لیکن آتما شکتی کے ذریعے ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم میں سما جانے والی بات انوکھی اور ناقابلِ یقین تھی۔ اس نے کہا "مجھے سن کر بھی یقین نہیں آرہا جب کہ میں تمہیں اپنے روبرو دیکھ رہی ہوں۔ جیمس ہارورڈ مرچکا ہے مگر اس وقت میرے سامنے زندہ بیٹھا ہوا ہے۔"

شیوانی کی غیر معمولی صلاحیت جس کی پیشانی کو گرمادیتی تھی۔ وہ بے اختیار سچ بولنے لگتا تھا۔ جیمس ہارورڈ نے بھی ایک نئی زندگی پاکر شیوانی کی آنکھوں کے زیرِ اثر آنے کے بعد سچ کہا تھا کہ اب وہ جیمس ہارورڈ نہیں رہا۔ اب حقیقتاً آتما شکتی جاننے والا نارنگ بن گیا ہے۔ شیوانی نے یہ تمام حقائق اپنی صلاحیتوں سے معلوم کیے تھے۔

وہ بولی "میں جانتی ہوں تم میری آنکھوں کے زیرِ اثر ہو اور میرے معمول بن کر سچ بول رہے ہو۔ تم نے اپنے جیسے آتما شکتی رکھنے والے بھیما کا ذکر کیا ہے۔ وہ بھی میرے کام کا بندہ ہے۔ میں اسے بھی اپنا ماتحت بنانا چاہتی ہوں۔ تم اس سلسلے میں کیا کرسکتے ہو؟"

"جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں، وہ میرا بدترین دشمن ہے۔ ۔۔۔ری یہی کوشش رہتی ہے کہ میں کسی بھی طرح اسے اپنے ۔۔۔ میں لے آؤں۔"

"وہ تمہاری ٹکر کا آدمی ہے۔ وہ بھی تمہیں اپنے شکنجے ۔۔۔لانے کی کوششیں کرتا ہوگا۔"

"ہاں ہم دونوں کے درمیان ایک عرصے سے یہ جنگ ۔۔۔ری ہے۔ ہم ایک دوسرے سے چھپتے رہتے ہیں اور جب ۔۔۔ موقع ملتا ہے۔ ایک دوسرے پر وار ضرور کرتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے اب بھیما تم سے چھپ نہیں سکے گا۔ وہ ۔۔۔ کے جس کونے میں بھی ہو، تم اس کی آواز سن کر اس کا پتا ۔۔۔کانا معلوم کرسکتے ہو۔ میں چاہتی ہوں کہ تم ابھی اس کا ۔۔۔راغ لگاؤ۔"

"میں خود یہی چاہتا ہوں اب تک کئی بار کوشش کرچکا ۔۔۔ لیکن اس کا سراغ نہیں مل رہا۔"

"یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیا تمہارے سننے کی غیر معمولی ۔۔۔یت ختم ہو رہی ہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ میرے کان سے جو حیرت انگیز ۔۔۔ماعت منسلک ہے۔ اس کے ذریعے میں کئی بار ہزاروں ۔۔۔ دور کی مطلوبہ آوازیں سن چکا ہوں لیکن بھیما کا معاملہ ۔۔۔ اور ہے۔"

"وہ معاملہ کیا ہے؟"

"اس نے آتما شکتی کے ذریعے کوئی دوسرا جسم حاصل ۔۔۔ ہے اور جس شخص کے اندر گیا ہے۔ اس کی آواز اور ۔۔۔ لہجے میں بول رہا ہے۔ جب تک وہ اپنی مخصوص آواز ۔۔۔ نہیں بولے گا۔ میں اس کی گفتگو نہیں سن سکوں گا اور نہ ۔۔۔ اس کے بارے میں کچھ معلوم کرسکوں گا۔"

"وہ نیا جسم حاصل کرچکا ہے۔ نیا لب ولہجہ اختیار کرچکا ۔۔۔ اس کا مطلب ہے۔ اب وہ اپنے لب ولہجے میں نہیں ۔۔۔ گا؟"

"بولے گا۔ ہم کسی بھی نئے جسم میں داخل ہوکر اس کی ۔۔۔ میں بولتے ہیں لیکن کبھی کبھی اس نئے جسم والے کو اپنی ۔۔۔ سے مخاطب کرتے ہیں۔ میں جیمس ہارورڈ کے جسم میں ۔۔۔ ہوں۔ جیمس ہارورڈ کا اپنا ذہن ہے۔ زندگی گزارنے کا ۔۔۔ طریقہ کار ہے۔ جب میں اپنے طریقہ کار کے مطابق اس ۔۔۔ کوئی بھی کام کراتا ہوں تو اس سے اپنے لب ولہجے میں ۔۔۔ہوں۔"

"میں سمجھ گئی۔ بھیما جس کے بھی جسم میں ہوگا۔ اس ۔۔۔ لب ولہجے میں بولنے کے علاوہ کبھی کبھی اپنے لہجے میں بھی ۔۔۔ گا۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں، دن رات بھیما کی آواز ۔۔۔ پر توجہ دیتے رہو۔ کبھی نہ کبھی تو وہ اپنی آواز میں بولے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کروں گا۔"

"کروں گا نہیں۔ ابھی کرو۔ یہاں ابھی رات ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں دن ہوگا۔ وہ جاگ رہا ہوگا۔ کسی سے بول رہا ہوگا۔"

"آل رائٹ میڈم! میں ابھی ایک آدھ منٹ تک خاموش رہ کر اس کا سراغ لگا رہا ہوں۔"

نارنگ نے میز پر دونوں ہاتھ رکھے پھر اپنے سر کو جھکا لیا۔ شیوانی بڑے تجسس سے اسے دیکھنے لگی۔ یہ بات اس کے لیے بڑی خوش کن تھی کہ نارنگ کے ذریعے اپنے مطلوبہ اور اہم لوگوں تک پہنچ سکے گی۔ وہ ہزار پردوں میں چھپے رہیں گے، وہ ان کا سراغ لگاتی رہے گی اور بڑی ذہانت سے منصوبے بنا کر انہیں ٹریپ کرسکے گی۔

نارنگ نے خاموشی سے سر جھکا کر اپنی تمام توجہ بھیما کی آواز اور لہجے پر مرکوز کردی۔ جیسے ٹیلی فون کے ذریعے اپنے مطلوبہ شخص سے گفتگو کرنے کے لیے اس کے مخصوص نمبر ڈائل کیے جاتے ہیں، اسی طرح وہ بھیما کی مخصوص آواز کو بار بار گرفت میں لے رہا تھا پھر اچانک ہی اس کی آواز سنائی دی۔ اس نے خوش ہوکر سر اٹھا کر شیوانی کو دیکھا پھر کہا "میں اس کی آواز کیچ کر رہا ہوں۔ آپ ابھی مجھے مخاطب نہیں کریں گی۔"

اس نے پھر سر جھکا لیا پھر وہی آواز سننے لگا "بھیما بڑی پریشانی سے کہہ رہا تھا۔ میں کہاں آکر پھنس گیا۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ تمہارے اس جسم سے کیسے نکل پاؤں گا؟"

نارنگ نے بھیما کے جواب میں ایک اجنبی کی آواز سنی۔ وہ جواد کی آواز تھی اور جواد، نارنگ کے لیے اجنبی تھا۔ اس نے بھیما سے کہا۔

"تم سمجھتے ہو کہ میرے جسم میں آکر قیدی بن گئے ہو اور میں سمجھتا ہوں کہ خدا نے تمہیں راہِ راست پر لانے کے لیے میرے اندر پہنچا دیا ہے۔"

بھیما نے کہا "میں اپنے راستے پر چلتا رہا ہوں اور اپنے ہی راستے پر چلتا رہوں گا۔ تم مسلمان ہو۔ عبادت گزار ہو۔ میرا تم سے نباہ نہیں ہوسکے گا۔"

"جب میرے پاس آگئے ہو۔ تو نباہ کرنا ہی ہوگا۔ نہیں کرنا چاہو گے تو اسی طرح میرے جسم کے پنجرے میں بے بسی سے پھڑپھڑاتے رہو گے۔"

وہ جھنجلا کر بولا "پتا نہیں تم نے یہ کیسی انگوٹھی پہنی ہے۔ اس انگوٹھی کی موجودگی میں میرا کالا جادو کام نہیں آرہا ہے۔ میری آتما شکتی ناکام ہو رہی ہے۔"

میں نے انگوٹھی کے ذریعے اور اپنے دین و ایمان سے تمہیں بے بس بنا دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم کالے جادو کے ذریعے مجھے بے بس کر دیتے۔ جس کے پاس زیادہ طاقت ہوتی ہے۔ وہی کامیاب اور برتر ہوتا ہے۔"

نارنگ نے سر اٹھا کر شیوانی کو دیکھا پھر کہا "میڈم! وہ بھیما ایک مسلمان کے جسم میں سمایا ہوا ہے۔ اس کا نام جواد ہے۔ اس جواد کے پاس ایک غیر معمولی انگوٹھی ہے۔ جس کی وجہ سے بھیما کا کالا جادو ناکام ہو رہا ہے۔ بھیما اس کے جسم سے رہائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس جسم کی قید سے نکل کر کسی دوسرے جسم میں جانا چاہتا ہے لیکن ایسا لگتا ہے جیسے اس مسلمان کے جسم سے اسے کبھی رہائی حاصل نہیں ہوگی۔"

شیوانی نے کہا "بھیما میرے لیے بہت اہم ہے اور اس وقت بری طرح کسی کے شکنجے میں ہے۔ ہم اسے شکنجے سے نکال کر اپنا تابع کر سکتے ہیں۔"

"ہاں ہم اس پر یہ احسان کر سکتے ہیں لیکن اسے نجات دلاتے وقت ہم سے ذرا بھی بھول چوک ہو گئی تو بھیما ہماری گرفت میں بھی نہیں رہے گا۔ وہ بہت ہی خود غرض اور مکار ہے۔ کسی کا ماتحت بن کر رہنا تو دور کی بات ہے۔ وہ کسی کا دوست بھی نہیں بنتا ہے۔"

"میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ایسی چال چلوں گی کہ اس کی مکاری دھری کی دھری رہ جائے گی۔ تم اسے نجات دلانے کے سلسلے میں اپنا طریقہ کار بتاؤ پھر میں فیصلہ کروں گی کہ تمہارا طریقہ کار مناسب ہے یا نہیں۔"

"میں کالا جادو جانتا ہوں۔ ٹیلی پیتھی جانتا ہوں اور اب ہزاروں میل دور سے سننے والی غیر معمولی صلاحیت بھی ہے۔ ان تمام صلاحیتوں سے کام لوں گا۔"

"پہلے اپنے دشمن کی صلاحیتوں کے بارے میں سوچو۔ بھیما کی خاطر اس مسلمان سے نمٹنا ہوگا۔ اس کے پاس ایک ایسی غیر معمولی انگوٹھی ہے کہ بھیما کا کالا جادو اور اس کی ٹیلی پیتھی ناکام ہو رہی ہے۔"

"ہاں، جس سے نمٹنا ہے۔ وہ کمزور نہیں ہے۔ انگوٹھی کے حوالے سے اس کی ایک طاقت کا علم ہوا ہے۔ پتا نہیں وہ اور کیسی قوتوں کا مالک ہوگا۔"

"فی الحال دوست بن کر اس سے رابطہ کرو اور اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرو۔"

"اچھی بات ہے۔ میں ابھی اس سے رابطہ کرتا ہوں۔"

اس نے سر جھکا کر جواد کی آواز اور لہجے کو اپنی گرفت میں لیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا۔ جواد کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی بے چین ہو گیا۔ نارنگ نے کہا "ہیلو مسٹر جواد! میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہوں۔ تم سے کچھ باتیں کرنے آیا ہوں۔"

جواد نے پوچھا "پہلے تو یہ بتاؤ۔ تم کون ہو؟ اپنا مکمل تعارف کراؤ پھر یہ بتاؤ کہ مجھے کیسے جانتے ہو؟"

بھیما خاموشی سے نارنگ کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ جیمز ہارورڈ کے لب و لہجے میں بول رہا تھا اس لیے اسے نارنگ کی حیثیت سے نہ پہچان سکا۔ نارنگ اپنا اصل نام اور کام بتانا نہیں چاہتا تھا۔ اسے کوئی فرضی نام بتانا تھا۔ اس کے ذہن میں بے اختیار پورس کا نام آیا۔ اس نے کہا "میرا نام پورس ہے۔ میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہوں۔"

وہ خود کو پورس کہہ رہا تھا اور پورس اس کے قریب ہی ایک میز پر موجود تھا۔ اس کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے اپنا نام سنا تو فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج کے پاس پہنچ کر بولا "مجھے فوراً بھیما کی آواز کا ٹیپ سناؤ۔"

ایک منٹ کے اندر ہی اسے بھیما کی آواز سنائی گئی۔ وہ آواز سنتے ہی بھیما کے دماغ میں پہنچ گیا۔ بھیما کی آتما جواد کے جسم سے اور دماغ سے منسلک تھی لہٰذا وہ جواد کے دماغ میں پہنچا۔ جواد اور بھیما نے پورس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا کیونکہ وہاں نارنگ پہلے سے موجود تھا اور ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کی موجودگی میں دوسرے کو محسوس نہیں کیا جا سکتا تھا۔

پورس ان کے درمیان پہنچ کر خاموش رہا۔ ان کی باتیں سنتا رہا اور جواد کے خیالات پڑھ کر اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔

اسے پتا چلا کہ اس کا پورا نام جواد بن مستقیم ہے۔ وہ اسرائیل کا عرب باشندہ ہے۔ یروشلم میں رہتا ہے۔ اس کے بارے میں وہ سب کچھ معلوم ہو گیا جس کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے۔ اس نے فوراً ہی پارس کے پاس پہنچ کر کہا "اسرائیل میں ہو اور بھیما یروشلم کے ایک مسلمان جواد کے جسم میں سمایا ہوا ہے۔"

پارس نے کہا "مجھے معلوم ہے۔ بھیما نے اپنا کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی تھی۔ میری وجہ سے ناکام ہو گیا پھر جواد نہ جانے کیوں اسپتال آ کر ملنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے بھی ملنے کا موقع نہیں دیا۔"

"تم جواد کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ کیا وہ بھیما کے اشارے پر چل رہا ہے؟"

"میں نے جواد کے متعلق سنا ہے کہ وہ بہت ہی نیک اور دین دار ہے۔ اس میں کچھ غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ وہ جس سے بھی ملتا ہے۔ اس کا دل جیت لیتا ہے۔"

پورس نے کہا "ابھی میں نے بڑی رازداری سے جواد کے خیالات پڑھے ہیں۔ اس کی انگلی میں ایک ایسی انگوٹھی ہے جو دوسروں کو اس کا معتقد بنا دیتی ہے۔ یہ انگوٹھی اسے ایک بزرگ نے دی تھی۔"

پارس نے پوچھا "تم جواد کے بارے میں یہ باتیں کیسے جانتے ہو؟ کیا تم اس کے چور خیالات پڑھ چکے ہو۔"

"میں ابھی اس کے دماغ میں ہوں۔ وہاں بھیما کے علاوہ نارنگ بھی موجود ہے۔ نارنگ کی موجودہ پوزیشن تمہیں بتاؤں گا ابھی تم میرے ذریعے جواد کے دماغ میں آ جاؤ۔"

پارس بھی وہاں پہنچ گیا۔ اب جواد کے ایک دماغ میں چار ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ پارس، پورس، نارنگ اور بھیما۔ اس وقت بھیما، نارنگ سے کہہ رہا تھا "ہم کیسے یقین کریں کہ تم فرہاد علی تیمور کے بیٹے پورس ہو۔ اگر ہو تو ہمارے بارے میں کیا جانتے ہو؟ اور ہمارے پاس کیوں آئے ہو؟ فرہاد اور اس کے بیٹے بڑے اہم اور پیچیدہ معاملات میں مصروف رہتے ہیں۔"

نارنگ نے کہا "یہ بھی ایک پیچیدہ معاملہ ہے کہ جواد کا دماغ ایک ہے مگر دو آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ یہ دوسری آواز تمہاری ہے۔ یہ بتاؤ تم کون ہو۔"

بھیما نے پوچھا "پہلے تم اپنی حقیقت بتاؤ۔ تم پورس نہیں ہو کوئی اور ہو۔"

جواد نے کہا "میرے اندر جو دوسرا بول رہا ہے، اس کا نام بھیما ہے۔ تم پورس ہو یا کوئی بھی ہو۔ یہ بتاؤ کہ میرے اندر کیوں آئے ہو؟"

نارنگ نے کہا "میں یروشلم کے ایک پولیس افسر کے دماغ میں تھا۔ اس کے خیالات پڑھ کر تمہارے بارے میں معلوم ہوا کہ ایک بار تمہاری موت واقع ہو چکی تھی۔ تمہاری موت کی تصدیق بھی ہو گئی تھی۔ اس کے بعد بھی تم زندہ ہو گئے کیا یہ حیرانی کی بات نہیں ہے؟"

جواد نے کہا "بے شک میری اس نئی ذمے داری کے تئیں سب ہی حیران ہیں۔"

"تم نے ابھی کہا ہے کہ تمہارے اندر دوسری آواز بھیما کی ہے اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے نارنگ اور بھیما کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ دونوں آتما شکتی کے ذریعے ایک جسم سے دوسرے جسم میں سفر کرتے رہتے ہیں۔ میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ تم بھیما کی آتما کے ذریعے یہ دوسری زندگی پا رہے ہو۔"

بھیما نے پریشان ہو کر کہا "نہیں تم پورس نہیں ہو۔ تم نارنگ ہو۔ جواد میرا یقین کرو یہ نارنگ میرا بہت ہی پرانا دشمن ہے۔ یہ مجھے تمہارے جسم سے نکال کر اپنا غلام بنانے آیا ہے۔"

جواد نے کہا "یہ پورس ہو یا نارنگ، دوست ہو یا دشمن، میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا پھر تم کیوں گھبرا رہے ہو۔ تم میرے اندر ہو اور یہاں محفوظ رہو گے۔"

"جواد تم کسی سے نہیں ڈرتے پھر بھی اپنے پاس آنے والوں سے محتاط رہنا چاہیے۔ سانس روکو یہ تمہارے دماغ سے بھاگ جائے گا۔"

جواد نے نارنگ سے کہا "مسٹر پورس تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ میرے اندر بھیما کی آتما ہے۔ اب تم اور کیا چاہتے ہو۔"

"میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کیا اس آتما کے ساتھ تمہارا نباہ ہو رہا ہے؟"

"ابھی تو نہیں ہو رہا مگر ہو جائے گا۔ یہ اب اس وقت تک میرے اندر رہے گا جب تک کہ کاتب تقدیر نے میری زندگی کی حد مقرر کی ہے۔ میں اور بھیما ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ میں اسے اپنے اندر سے جانے کی اجازت دوں گا تو مر جاؤں گا۔ میں کاتب تقدیر کی مرضی کے خلاف ایسا نہیں کروں گا۔"

نارنگ نے کہا "بھیما تم تو بری طرح پھنس گئے ہو۔ یہاں سے کیسے نکلو گے؟ تم چاہو تو میں تمہیں یہاں سے نکال سکتا ہوں۔"

بھیما نے کہا "میں یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں مگر تم پر بھروسا نہیں ہے۔ تم مجھے یہاں سے نکال کر اپنا غلام بنا لو گے۔"

"تم بے وقوف ہو۔ ذرا سوچو تم جواد کو چھوڑ کر کسی دوسرے جسم میں جاؤ گے تو دوسرے دماغ میں مجھے نہیں آنے دو گے۔ یہاں تو جواد کے آگے بے بس ہو، اس لیے مجھے جواد کی فراخ دلی سے اتنی باتیں کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اپنے حالات پر غور کرو اور فیصلہ کرو کہ کیا جواد سے نجات حاصل کرنے کے لیے مجھ پر بھروسا کر سکتے ہو۔"

"میں تم پر بھروسا کروں گا لیکن جواد کے خلاف کچھ نہیں کر سکو گے۔ اس کی انگلی میں ایک غیر معمولی انگوٹھی ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ ابھی باتوں کے دوران میں جواد کے چور خیالات پڑھ چکا ہوں۔ میں اپنی حکمت عملی سے تمہیں نجات دلاؤں گا۔"

"تم اتنے یقین سے کہہ رہے ہو تو میں دیکھوں گا کہ تم مجھے کس طرح اس جسم سے رہائی دلاؤ گے۔"

جواد نے مسکرا کر کہا "اگر تم دونوں کے درمیان سمجھوتا ہو چکا ہے اور معاملات طے ہوگئے ہیں تو اب یہ ملاقات ختم کردو اور یہاں سے جاکر میرے خلاف خیالی کھچڑی پکاتے رہو۔"

یہ کہتے ہی جواد نے سانس روک لی۔ نارنگ کے علاوہ پارس اور پورس بھی اس کے دماغ سے نکل گئے۔ نارنگ دماغی طور پر شیوانی کے سامنے حاضر ہوگیا۔ پورس نے پارس سے کہا "شیوانی نے نارنگ کو اپنا تابع بنایا یہ ابھی اسی کے حکم کے مطابق بھیما کو شیوانی کا معمول بنانے کی کوشش کررہا ہے۔"

پارس نے کہا "اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ جواد اور بھیما مل کر الپا کو ٹریپ کرنے کی کوششیں کیوں کررہے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں لہٰذا جو ایک کرتا ہے' وہی دوسرا بھی کرتا ہے۔ میں یہاں تل ابیب میں ہوں دیکھوں گا کہ وہ الپا کو کیوں ٹریپ کرنا چاہتے ہیں؟"

پارس وہاں سے چلا گیا۔ پورس اپنی میز پر تنہا بیٹھا شیوانی اور نارنگ کی باتیں سننے لگا۔ نارنگ اسے جواد اور بھیما کے بارے میں بتارہا تھا۔ شیوانی نے تمام باتیں سن کر کہا "یہ کام کچھ مشکل نظر آرہا ہے۔ تم بھیما کو اس کے جسم سے کیسے نکال سکو گے؟ جب بھی خیال خوانی کے ذریعے بھیما کے پاس جاؤ گے' اسے وہاں سے نکالنے کی سازش کرو گے تو جواد کو خبر ہوجائے گی۔"

"ہاں کام مشکل ہے مگر ناممکن نہیں ہے۔ میں یروشلم میں کچھ لوگوں کو آلۂ کار بناؤں گا۔ ان کے ذریعے دور ہی سے جواد کو گولی ماروں گا تو پلک جھپکتے ہی بھیما کی آتما آزاد ہوجائے گی۔ اہم مسئلہ یہ ہے کہ بھیما کی آزاد اور بے لگام آتما کو کیسے قابو میں کروں گا؟"

"کیا تم بھیما کے دماغ کو کنٹرول نہیں کرسکو گے؟"

"مجھے یہ معلوم نہیں ہوسکے گا کہ اس کی آتما نے کون سا نیا جسم حاصل کیا ہے۔ جب تک اس نئے جسم کا اس نئے شخص کا پتا نہیں چلے گا' تب تک بھیما کا بھی سراغ نہیں ملے گا۔"

"ہاں' اس نئے شخص کا پتا چلے گا تو میں اسے آنکھوں سے سحرزدہ کرلوں گی۔ جب وہ میرے سحر سے نکل نہیں پائے گا تب تم اس کے دماغ میں گھس کر اسے میرا معمول اور تابع بنا سکو گے۔"

وہ دونوں سر جھکا کر سوچتے رہے۔ بھیما کو ٹریپ کیا جاسکتا تھا لیکن اس مسئلے کا حل سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ بھیما کی آتما بھٹکتی ہوئی جس شخص کے اندر بھی جائے گی۔ اس شخص کا سراغ کیسے ملے گا۔

بعض اوقات ایک سیدھی سی بات بھی ذرا دیر سے سمجھ میں آتی ہے۔ شیوانی نے کہا "شٹ یہ تو آسان سی بات ہے۔ تم تھوڑی دیر پہلے نہیں جانتے تھے کہ بھیما کس کے جسم میں چھپا ہوا ہے۔ تم نے اپنی غیر معمولی سماعت کے ذریعے اسے جواد کے اندر ڈھونڈ نکالا اسی طرح تم اپنے اس آلہ سماعت کے ذریعے آئندہ بھی بھیما کو ڈھونڈ نکالو گے۔"

نارنگ نے کہا "واقعی سامنے کی بات ہے اور ہماری سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ میں یروشلم کے دو چار لوگوں کو اپنا آلہ کار بناتا ہوں۔ جتنی جلدی جواد کا خاتمہ ہوگا' اتنی ہی جلدی ہم بھیما کو عارضی رہائی دلا کر ٹریپ کرسکیں گے۔"

شیوانی نے سوچتی ہوئی نظروں سے نارنگ کو دیکھا پھر کہا "اپنی ایک مضبوط ٹیم بنانے کے لیے بھیما بھی میرے لیے اہم ہے لیکن ابھی ایک آدھ گھنٹے کے لیے اسے بھول جاؤ۔ میں ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں پہلے کچھ اہم معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ یہ معلومات تمہارے ذریعے حاصل ہوں گی۔"

"میں حاضر ہوں۔ حکم دیں مجھے کیا کرنا ہے۔"

"تھوڑی دیر پہلے تم نے اپنی پوری ہسٹری سنائی تھی اور یہ کہا تھا کہ تم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں فرہاد علی تیمور کے ساتھ کچھ عرصہ رہ چکے ہو' اس کی فیملی کے دوسرے افراد سے بھی ملتے رہے ہو۔"

"ہاں ان سب سے میری اچھی واقفیت رہی ہے۔"

"مجھے جو اطلاعات ملی ہیں۔ ان کے مطابق فرہاد اور علی تیمور چین میں ہیں۔ یقیناً ان کی نگرانی میں وہ مشین تیار ہورہی ہوگی۔ تم ابھی فرہاد یا علی تیمور کی آوازیں سنو۔ وہ ضرور کسی نہ کسی سے گفتگو کررہے ہوں گے۔"

"اچھا آئیڈیا ہے۔ میں ان دونوں کی گفتگو سنتا رہوں گا۔ وہ مشین کے سلسلے میں کبھی ایک دوسرے سے اور کبھی متعلقہ افسران سے باتیں کرتے ہوں گے۔ ان کی باتوں سے معلوم ہوجائے گا کہ مشین کی تیاری کس مرحلے پر ہے۔"

"میں یہی چاہتی ہوں۔ ابھی ان کی آوازیں سنو اور مجھے ایک ایک بات بتاتے رہو۔ تمہاری یہ غیر معمولی قوت سماعت میری معلومات کا بہت بڑا ذریعہ بن گئی ہے۔"

نارنگ نے پھر دونوں ہاتھ میز پر رکھے سر کو جھکایا پھر میری آواز اور لہجے کو یاد کرنے لگا۔ اسی وقت پورس نے مجھے مخاطب کیا۔ پاپا یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ نارنگ کو حیرت انگیز

قوت سماعت حاصل ہوگئی ہے' وہ شیوانی کا معمول بن چکا ہے اور اس کے حکم کے مطابق اپنی قوت سماعت کے ذریعے آپ کی اور علی کی باتیں سننے کی کوششیں کررہا ہے۔"

میں نے کہا "شیوانی کی کھوپڑی میں شیطانی دماغ ہے۔ وہ مشین اور نقشے تک پہنچنے کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے آزما رہی ہے۔ میں علی کو اور احمد زبیری وغیرہ کو محتاط رہنے کے لیے کہوں گا۔"

پورس میرے دماغ سے چلا گیا۔ اس وقت میں اور علی دو ماہرین کے ساتھ ایک خفیہ اڈے میں تھے۔ مشین کی تکمیل کا کام دن کو ہوتا تھا لیکن اس رات پرزوں کی اسمبلنگ میں کچھ غلطیاں ہوگئی تھیں۔ انہیں درست کرنے میں پوری رات گزر رہی تھی۔

علی میرے پاس تھا۔ میں اس سے بول سکتا تھا لیکن میں نے خیال خوانی کے ذریعے اسے شیوانی اور نارنگ کے متعلق بتایا اور ہم باپ بیٹے نے یہ طے کیا کہ آئندہ ہم تمام باتیں خیال خوانی کے ذریعے کریں گے۔ ان کے علاوہ جو بھی باتیں کریں گے' وہ نارنگ کے لیے گمراہ کن ہوں گی اور جب دونوں ماہرین سے مشین کے سلسلے میں اہم گفتگو ہوگی تو ہم اپنی آواز اور لہجہ بدل کر بولیں گے اس طرح نارنگ تبدیل شدہ آواز اور لہجے تک نہیں پہنچ پائے گا۔

ادھر نارنگ سر جھکائے میری اور علی کی آوازوں کو کیچ کرنے کی کوشش کررہا تھا پھر اس نے سر اٹھا کر شیوانی کو دیکھا اور کہا "یہ رات کا پچھلا پہر ہے۔ وہ دونوں باپ بیٹے سو رہے ہوں گے۔ میں اتنی دیر سے کوشش کررہا ہوں۔ اگر وہ جاگ رہے ہوتے تو ضرور کچھ نہ کچھ بولتے رہتے۔"

شیوانی نے قائل ہوکر کہا "میرا بھی یہی خیال ہے۔ وہ مشین کے سلسلے میں مصروف رہتے ہیں۔ اسی وقت سو رہے ہوں گے۔ تم کل دن کے کسی وقت ان کی آوازوں کو کیچ کرنا۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی پھر بولی "میں جارہی ہوں۔ کل تم سے رابطہ کروں گی۔ صبح دیر تک نہ سونا' آنکھ کھلتے ہی ان باپ بیٹے تک پہنچنے کی کوششیں کرتے رہنا۔"

پورس بھی اپنی جگہ سے اٹھ گیا پھر تیزی سے چلتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔ اسے شیوانی سے پہلے ہوٹل پہنچ کر تنویمی نیند پوری کرنے کا ڈراما پلے کرنا تھا۔

○☆○

پورس اور شیوانی پچھلی رات کے جاگے ہوئے تھے۔ صبح دس بجے تک گہری نیند سوتے رہے۔ پچھلی رات وہ سی ویو ہوٹل میں نارنگ سے ملنے گئی تھی۔ اس وقت یہ سمجھ رہی تھی کہ پورس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ وہ اگلے تین گھنٹے تک گہری نیند سوتا رہا تھا۔ ابھی وہ پورس کی مکاری کو سمجھ نہیں سکی تھی۔ اس بات سے بے خبر رہی کہ پورس بھی اس کا تعاقب کرتے ہوئے سی ویو ہوٹل پہنچ گیا تھا اور نارنگ سے ہونے والی گفتگو سنتا رہا تھا۔

شیوانی' نارنگ کی غیر معمولی سماعت سے خوب فائدہ اٹھا رہی تھی۔ اس کے ذریعے وہ بھیما اور جواد تک پہنچ گئی تھی پھر علی تیمور اور مجھ تک پہنچنے کی کوششیں کررہی تھی۔ ہماری آواز اور لہجے تک پہنچنا اور ہماری گفتگو سننا نارنگ کے لیے کچھ مشکل نہ تھا۔

دوسری صبح دس بجے فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ شیوانی اور پورس کی آنکھ کھل گئی۔ پورس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے پوچھا "ہیلو کون؟"

نارنگ نے پوچھا "تم کون ہو؟ کیا یہ میڈم شیوانی کا نمبر نہیں ہے؟"

پورس سمجھ گیا کہ وہ نارنگ ہی ہے۔ اس نے کہا "ہاں یہی نمبر ہے۔ لو بات کرو۔"

اس نے شیوانی کو ریسیور دیتے ہوئے انجان بن کر کہا "پتا نہیں کون ہے۔ تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔"

شیوانی نے ریسیور کان سے لگا کر نارنگ کی آواز سنی پھر کہا "اوہ تم ہو۔ میں نے تم سے کہا تھا صبح اٹھتے ہی فرہاد کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لو۔"

میڈم میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ میں نے فرہاد اور علی تیمور کی آوازوں کو گرفت میں لیا ہے اور ان کی کچھ گفتگو سنتا رہا ہوں۔"

شیوانی نے خوش ہوکر کہا "اوہ ونڈرفل! تمہارا آلہ سماعت تو کمال کررہا ہے۔ جلدی بتاؤ وہ باپ بیٹے کیا باتیں کررہے تھے؟ کیا مشین کے بارے میں گفتگو ہورہی تھی؟"

"ہاں فرہاد چینی فوج کے کسی اعلیٰ افسر سے کہہ رہا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین کل تک مکمل ہوجائے گی۔ اسے کل ہی آزمایا جائے گا اور آزمائشی طور پر کسی چینی افسر کو اس مشین سے گزار کر اسے ٹیلی پیتھی سکھائی جائے گی۔"

"اوہ گاڈ وہ مشین تیار کرچکے ہیں اور میں اب تک ہانگ کانگ میں ہوں۔ ہمیں اس سلسلے میں کچھ کرنا ہوگا۔ تمہارے علاوہ میرا ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی ہے جس کا نام آندرے ہے۔ یہ ابھی فون پر تمہاری آواز سنے گا پھر تم اسے اپنے دماغ میں آنے دو گے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم دونوں خیال خوانی کے ذریعے چین کے اعلیٰ افسران کو اپنا آلہ کار بناؤ۔"

پورس نے شیوانی کو اپنا نام آندرے بتایا تھا۔ شیوانی نے اسے ریسیور دیا۔ پورس نے اسے کان سے لگا کر کہا "ہیلو ... مسٹر! شیوانی نے تمہارا ذکر کیا تھا۔ تم جیمس ہارورڈ ہو۔ میرا ... نام آندرے ہے۔ آئندہ ہم ایک دوسرے سے تعاون کریں گے۔"

نارنگ نے کہا "میں میڈم کا خادم ہوں۔ ان کے حکم ... کے مطابق تم سے تعاون کرتا رہوں گا۔ ابھی یہ سمجھ میں ... نہیں آرہا ہے کہ ہم چینی فوج کے افسران کے دماغوں میں ... کیسے پہنچیں گے۔ ان کی آوازوں کو اور لہجوں کو سننا ضروری ... ہے۔"

پورس نے کہا "یہ کوئی پرابلم نہیں ہے۔ چین سے شائع ... ہونے والے اخبارات اور رسائل یہاں دستیاب ہیں۔ ان ... میں چینی لیڈروں کی تصویریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ہم ان ... تصویروں کی آنکھ میں جھانک کر ان کے اندر پہنچ سکتے ہیں پھر ... ان کے ذریعے چینی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے ... دماغوں تک رسائی حاصل کرسکتے ہیں۔"

نارنگ نے کہا "یہ طریقے تو میں بھی جانتا ہوں۔"

"ایسے طریقے جانتے ہو مگر بھول جاتے ہو۔ بہرحال میں ... نے یاد دلایا ہے۔ میڈم کا حکم ہے۔ فوراً چین کے اہم متعلقہ ... افراد کو آلہ کار بناؤ۔ میں بھی یہی کررہا ہوں۔"

پورس نے ریسیور شیوانی کو دیا۔ اس نے نارنگ کو حکم ... دیا کہ وہ فوراً پورس کی ہدایت پر عمل کرے پھر اس نے ریسیور ... رکھ دیا اور پورس سے کہا "جاؤ غسل کرو پھر فریش ہوکر خیال ... خوانی کے ذریعے چین میں مصروف رہو۔"

وہ باتھ روم میں چلا گیا۔ شیوانی کے اندر یہ ہلچل پیدا ... ہوئی کہ ٹرانسفارمر مشین کل تک مکمل ہوجائے گی اور اسے ... پہلی بار آزمایا جائے گا۔ فرہاد وغیرہ تجربہ کار ماہر ہیں۔ انہیں ... کامیابی ضرور ہوگی اور وہ اب تک ہانگ کانگ میں بیٹھی ہوئی ... ہے۔

ایسے وقت میں پورس اور نارنگ اس کے دو اہم بازو ... تھے۔ وہی دونوں اس مشین کے مکمل ہونے سے پہلے اسے ... تباہ کرسکتے تھے اور اس مشین کا نقشہ حاصل کرسکتے تھے۔

اس نے بے چینی سے باتھ روم کے دروازے کی طرف ... دیکھا۔ پورس غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر آگیا تھا اور لباس ... پہن رہا تھا۔ وہ بے چینی سے بولی "کیوں دیر کررہے ہو۔ پورا ... لباس پہننا ضروری نہیں ہے۔ فوراً خیال خوانی کرو۔ کسی ... بڑے آرمی افسر کو آلہ کار بناؤ جو تمہیں ابھی مشین اور نقشے ... تک پہنچادے۔"

وہ اس کے پاس آکر بولا "میں کبھی وقت ضائع نہیں ... کرتا۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ غسل کرتے ... وقت دو متعلقہ افسران تک پہنچ چکا ہوں۔"

وہ خوش ہوگئی مگر بے یقینی سے بولی "تم نے کسی چینی افسر کی آواز نہیں سنی کسی کی تصویر نہیں دیکھی پھر کیسے پہنچ گئے۔"

میں ابھی باتھ روم میں ریڈیو لے گیا تھا۔ بیجنگ ریڈیو اسٹیشن سے چینی لیڈر کی تقریر شروع ہورہی تھی۔ میں اس کی آواز سنتے ہی اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اپنی مختصر تقریر کے بعد ایک آرمی افسر سے بات کررہا تھا۔ میں اس افسر کے بھی اندر پہنچ گیا۔ ایک کے بعد دوسرا۔ دوسرے کے بعد تیسرا میری ٹیلی پیتھی کے نشانے پر آتا رہا۔ وہ میری مرضی کے مطابق آرمی افسران سے فون پر رابطے کرتے رہے۔ اس طرح میں ایسے دو افسران تک پہنچ گیا جن کا تعلق اس خفیہ اڈے سے ہے۔ جہاں وہ مشین کل تک مکمل ہونے والی ہے۔"

وہ خوشی سے اچھل کر قریب آئی اور اس سے لپٹ کر بولی "تم میری توقع سے زیادہ تیز رفتار ہو۔ کیا تم نے ان دو افسران کے خیالات پڑھے ہیں۔ پلیز میری بے چینی کو سمجھو۔ مجھے فوراً بتاؤ۔"

"ابھی میں ان کے خیالات پڑھ رہا ہوں۔ تم باتھ روم جاؤ فریش ہوکر آؤ۔ تب تک میں بہت کچھ معلوم کرکے تمہیں بتاؤں گا۔"

وہ اٹیچی سے اپنا ایک لباس نکال کر باتھ روم میں چلی گئی۔ پورس نے ایک صوفے پر بیٹھ کر مجھے مخاطب کیا۔ "ہیلو پاپا' نارنگ نے شیوانی کو رپورٹ دی ہے کہ اس نے آپ کی اور علی کی گفتگو سنی ہے۔"

میں نے کہا "ہاں بیٹا' ہم نے خود اسے اپنی گفتگو سنائی ہے اور آئندہ بھی سناتے رہیں گے۔"

پورس نے مسکرا کر کہا "میں سمجھ گیا۔ آپ نارنگ کو سبز باغ دکھا رہے ہیں۔ وہ بہت خوش ہورہا ہے۔ کیا واقعی کل تک مشین مکمل ہوجائے گی۔"

"ہم کامیاب ہورہے ہیں۔ کل وہ مکمل ہوجائے گی۔ اسے آزمایا جائے گا۔ اس کے ذریعے ایک چینی افسر کو ٹیلی پیتھی سکھائی جائے گی۔ اس آزمائش میں کامیابی ہوگی تو پورے چین میں جشن منایا جائے گا۔"

پورس نے کہا "شیوانی کی طرح دوسرے دشمن بھی اس مشین کو تباہ کرنے اور نقشہ حاصل کرنے کی کوششوں میں ہوں گے۔ کیا آپ اس مشین کے خفیہ اڈے کی حفاظتی تدابیر سے مطمئن ہیں؟"

"میں مطمئن ہوں اور دشمنوں کو بھی اطمینان دلا رہا ہوں کہ ان میں سے جو چاہے اس خفیہ اڈے تک پہنچ سکتا ہے۔ نقشہ حاصل کرسکتا ہے اور اس اڈے کو مشین سمیت تباہ کرسکتا ہے۔"

"آپ مجھے بتائیں کہ دشمنوں کو کس خفیہ اڈے تک پہنچا رہے ہیں۔"

"بیجنگ سے دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر سام نامی ایک علاقہ ہے۔ اس علاقے میں دس مربع میل کے اندر کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اسی ممنوعہ علاقے میں مشین کا وہ خفیہ اڈا ہے۔"

شیوانی باتھ روم سے آگئی۔ پورس دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ اس نے پوچھا "کچھ معوم کررہے ہو؟"

"بہت کچھ معلوم کررہا ہوں۔ تھوڑی دیر اور خیال خوانی کروں گا۔ اس وقت تک تم نارنگ سے معلومات حاصل کرو۔"

"ٹھیک ہے، تم خیال خوانی کے ذریعے نارنگ سے کہو کہ مجھ سے رابطہ کرے۔"

پورس نے نارنگ سے کہا تو وہ فون کے ذریعے شیوانی سے باتیں کرنے لگا اور خوشی سے چہک کر کہنے لگا "میں نے فرہاد اور علی کی گفتگو سے معلوم کیا ہے کہ وہ خفیہ اڈا بیجنگ سے دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اب ہم ایک ٹھوس پلاننگ کے مطابق اپنے آلہ کاروں کو اس اڈے میں پہنچائیں گے۔ وہ ممنوعہ علاقہ ہے۔ اگر ہمارے آلہ کار وہاں تک پہنچ نہیں پائیں گے تو اس اڈے کو تباہ ضرور کردیں گے۔"

شیوانی نے کہا "پھر تو اس اڈے کے ساتھ نقشہ بھی جل کر راکھ ہوجائے گا۔ میں ہر حال میں وہ نقشہ حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"میڈم میں اپنے طور پر کوششیں کررہا ہوں۔ اس خفیہ اڈے کا سراغ بھی لگا چکا ہوں۔ آپ کا وہ آندرے کچھ نہیں کررہا۔ آپ اس سے بھی معلوم کریں کہ اس ممنوعہ علاقے سے نقشہ کس طرح حاصل کیا جائے گا۔"

"آندرے بھی بہت کچھ کررہا ہے۔ وہ مشین سے تعلق رکھنے والے دو اعلیٰ افسران تک پہنچ چکا ہے۔ تم اس کی بات نہ کرو۔ وہاں زیادہ سے زیادہ آلہ کار بناؤ۔ کل اس مشین کی تکمیل سے پہلے اس اڈے کو کسی بھی طرح تباہ کرنا ہے اور نقشہ بھی حاصل کرنا ہے۔ ہر آدھے گھنٹے بعد مجھ سے رابطہ کرتے رہو۔"

وہ ریسیور رکھ کر پورس سے بولی "نارنگ بھی میری توقع کے مطابق کام کررہا ہے۔ اس نے خفیہ اڈے کا سراغ لگایا ہے۔"

"میں نے بھی لگایا ہے۔ جن افسران تک پہنچا ہوا ہوں۔ ان کے خیالات سے پتا چلتا ہے کہ وہ خفیہ اڈا بیجنگ سے دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ کیا نارنگ نے بھی یہی معلوم کیا ہے۔"

"بالکل یہی۔ دونوں کی معلومات ایک ہیں۔ تم دونوں صحیح ٹارگٹ تک پہنچ گئے ہو۔ تم اب یہ بتاؤ کہ اس اڈے کو تباہ کرنے سے پہلے کس طرح نقشہ حاصل کیا جاسکتا ہے؟"

"یہ ایک مسئلہ ہے۔ ہم اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اس اڈے کو باہر سے بھی تباہ کرسکتے ہیں۔ ہمارے آلہ کار اندر نہیں جاسکیں گے۔ وہ نقشہ وہاں ہوگا۔ سمجھ میں نہیں آتا اسے کس طرح حاصل کیا جائے۔"

"میں تدبیر سوچ رہی ہوں۔ تم بھی سوچتے رہو۔ ابھی ہمارے پاس چوبیس گھنٹے ہیں۔ اتنی دیر میں ہم نقشہ حاصل کرنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیں گے۔"

وہ سوچنے لگے۔ اٹھتے بیٹھتے۔ کھاتے پیتے طرح طرح کے منصوبے بنانے لگے۔ نارنگ بار بار خیال خوانی کے ذریعے اپنے آلہ کاروں تک پہنچ رہا تھا اور آلہ سماعت کے ذریعے میری اور علی کی باتیں بھی سنتا رہتا تھا۔ پورس بھی شیوانی کو یقین دلا رہا تھا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے بہت مصروف ہے اور اس کی توقع کے مطابق بہت کچھ کرنے والا ہے۔"

وہ دن گزر گیا۔ رات بھی گزر گئی۔ دوسرے دن پورس نے شیوانی سے کہا "میں نے ایسی معلومات حاصل کی ہیں کہ تم خوشی سے اچھل پڑوگی۔ وہ نقشہ تمہیں مل سکتا ہے۔"

"وہ خوش ہوکر پورس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولا "تم محبت کے حوالے سے اور میرے مشن کے حوالے سے میرے آئیڈیل ہو۔ جو ناممکن ہے اسے ممکن بنارہے ہو۔ نقشہ کیسے حاصل ہوگا؟"

"میں آرمی کے ایک ایسے اعلیٰ افسر کے دماغ تک پہنچ گیا ہوں جو مشین کے سلسلے میں کچھ اہم راز جانتا ہے۔ ان میں سے ایک اہم راز یہ ہے کہ مشین کے نقشے کی ایک ڈپلیکیٹ ہے۔ وہ ڈپلیکیٹ آرمی ہیڈ کوارٹر کے ریکارڈ روم میں رکھی ہوئی ہے۔"

شیوانی نے پوچھا "کیا تم خیال خوانی کے ذریعے اس ریکارڈ روم تک پہنچ سکو گے؟"

"آدمی کوشش کرے تو پاتال تک اور سمندر کی تہہ تک پہنچ کر واپس آجاتا ہے۔ میں اپنے آلہ کاروں کے ذریعے وہ نقشہ ریکارڈ روم سے نکال لاؤں گا۔"

"اس کے لیے کتنا وقت لگے گا؟"

"کہا نہیں جاسکتا کہ کتنے دن لگیں گے۔ اس نقشے کے لیے کسی ٹھوس پلاننگ پر عمل کرنا ہوگا۔"

"ٹھیک ہے، وہ نقشہ ہم بعد میں بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

آج وہ مشین مکمل ہورہی ہے۔ پہلے اسے اس خفیہ اڈے کے ساتھ تباہ کردو۔"

شیوانی کی طرح دوسرے دشمن بھی بڑی کامیاب چالیں چل رہے تھے۔ اس اڈے تک اگرچہ کسی کو جانے کی اجازت نہیں تھی لیکن ہر دوسرے تیسرے دن ایک فوجی گاڑی وہاں آیا کرتی تھی۔ مشین کے سلسلے میں وہاں مصروف رہنے والوں کو راشن اور ضرورت کی دوسری چیزیں پہنچایا کرتی تھی۔ گاڑی میں آنے والا افسر قابلِ اعتماد تھا۔ وہ خود اپنے ہاتھوں سے سامان اندر پہنچایا کرتا تھا۔ دشمنوں نے بڑی چال بازی سے اس اعلیٰ افسر کو اپنا تابع اور آلہ کار بنالیا تھا۔

وہ گاڑی دن کے گیارہ بجے اس اڈے پر پہنچتی، ان کے لیے جتنا ضروری سامان لایا جاتا تھا۔ اس میں دو زبردست قوت کے ٹائم بموں کا اضافہ ہوگیا تھا۔ وہ گاڑی وہاں گیارہ بجے پہنچی تھی۔ ساڑھے گیارہ بجے یکے بعد دیگرے دو زبردست دھماکے ہوئے۔ کئی میل کے رقبے تک آگ کے شعلے پھیل گئے۔ وہ شعلے آسمانوں سے باتیں کرنے لگے۔ وہاں کی ایک ایک چیز ریزہ ریزہ ہوکر فضا میں بکھرتی چلی گئی۔

نارنگ نے ٹیلی فون پر شیوانی سے کہا "میڈم ہمارے کچھ کرنے سے پہلے دوسرے دشمنوں نے اس اڈے کو مشین سمیت تباہ کردیا ہے۔"

پورس نے بھی کہا "مجھے بھی خیال خوانی کے ذریعے یہی معلوم ہورہا ہے۔ وہاں کے اعلیٰ افسران ایسی زبردست تباہی کے باعث حیران و پریشان ہیں۔"

شیوانی نے ریڈیو کو اور ٹی وی کو آن کیا اور کہا "اس اڈے اور مشین کو کسی نے بھی تباہ کیا ہو، اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا ہمارا مقصد پورا ہوچکا ہے۔"

ریڈیو اور ٹی وی سے خبریں نشر ہورہی تھیں۔ بیجنگ ریڈیو بتارہا تھا کہ بڑی محنتوں سے جو ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی تھی، اسے نامعلوم دشمنوں نے تباہ کردیا ہے۔ ایک مشین کی خاطر انہوں نے کئی میل تک تباہی پھیلادی ہے۔

ان خبروں سے ٹرانسفارمر مشین کی تباہی کا یقین ہوگیا۔ شیوانی خوشی سے دوڑتے ہوئے آئی پھر پورس سے لپٹ کر اس کے ساتھ بستر پر گرتے ہوئے بولی۔ "آج میں بہت خوش ہوں۔ آج ہم جشن منائیں گے۔"

اس رات پورے چین میں آتش بازی کا مظاہرہ ہورہا تھا۔ وہاں کے لوگ خوشی سے رقص کررہے تھے۔ دوپہر کو مشین کی تباہی کی مایوس کن خبریں نشر کی گئی تھیں لیکن شام کو یہ خوش خبری سنائی گئی تھی کہ ٹرانسفارمر مشین مکمل ہوچکی تھی۔ اسے آزمایا گیا ہے۔ ایک آرمی افسر کو ٹیلی پیتھی سکھائی گئی ہے۔ اب چین میں بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔

یہ بابا صاحب کے ادارے کا کمال تھا۔ اس ادارے نے کسی سفارتی تعلق کے بغیر چین جیسے بڑے ملک سے دوستانہ معاہدہ کیا تھا۔ بڑے بڑے ممالک اور سپر پاور سے مخالفت مول لی تھی اور ان تمام مخالفین کی جان لیوا دشمنی کے باوجود اپنے معاہدے کے مطابق وعدہ پورا کیا تھا۔

چین کے اعلیٰ احکام نے کہا "ٹرانسفارمر مشین جیسی نایاب چیز کوئی کسی کو نہیں دیتا۔ مسلمانوں نے ہمیں دی ہے۔ اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔ ہم بھی وعدہ کرتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے کے ساتھ ہر اچھے اور برے حالات میں دوستی نبھاتے رہیں گے۔

چین کے چھوٹے بڑے شہروں اور ہر چھوٹے بڑے علاقے میں خوب جشن منایا جارہا تھا۔ ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے اور اخبارات کے ضمیمے شائع کرکے چین کے ایک ایک باشندے تک یہ خوش خبری پہنچائی گئی تھی کہ ان کے ملک میں ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی ہے۔

دنیا کے بڑے بڑے ممالک ایٹم بم بنا کر اور خلا میں راکٹ چھوڑ کر خوشیاں مناتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ سپر پاور بن رہے ہیں لیکن وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایٹم بم سے زیادہ طاقت ور ہتھیار ٹیلی پیتھی ہے۔ جس ملک میں ٹرانسفارمر مشین ہوگی اور ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے وہ ملک بلاشبہ سپر پاورز کی فہرست میں آئے گا۔

چین میں یہ مشین تیار ہوچکی تھی۔ اب اس کے ذریعے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہونے والے تھے۔ اس لحاظ سے چین سپر پاور بن گیا تھا۔ یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں تھی۔ اس کامیابی پر جتنی خوشیاں منائی جاتیں وہ کم ہوتیں اسی لیے چین کا ایک ایک بوڑھا ہر ہر بچہ دل کھول کر خوشیاں منا رہا تھا۔

سب سے پہلے آرمی انٹیلی جنس کے ایک افسر کو اس مشین سے گزارہ گیا تھا۔ یہ پہلا تجربہ کامیاب رہا تھا۔ اس افسر نے خیال خوانی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس کے بعد دوسرے باصلاحیت چینی نوجوانوں کو اس مشین سے گزارہ گیا۔ چینی اکابرین بہت خوش تھے۔ بات بات پر میرا اور جناب عبداللہ واسطی کا شکریہ ادا کررہے تھے۔

میں نے کہا "ہمارے چند ساتھیوں کو بھی اس مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائی جائے۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا "ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے لوگ ٹیلی پیتھی سیکھ کر یہاں مستقل رہائش اختیار

کریں۔"

دوسرے اعلیٰ عہدے دار نے کہا "آپ کے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے ملک میں مصروف ہیں ان کی فرض شناسی کے باعث دشمن ہماری مشین کو تباہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "آپ اور آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اتنی رازداری سے کام کررہے ہیں کہ آج تک کوئی دشمن اس خفیہ اڈے کا سراغ نہیں لگا سکا جہاں وہ مشین موجود ہے۔"

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا "آپ دشمن کی بات کررہے ہیں۔ ہم تو محبِ وطن چینی ہیں ہم بھی نہیں جانتے کہ وہ خفیہ اڈا اور وہ مشین کہاں ہے؟"

بے شک میں نے علی تیمور نے اور جناب عبداللہ واسطی نے نہایت رازداری سے کام لیا تھا۔ چین کی بحری، بری اور فضائی افواج کے صرف تین اعلیٰ افسران کو اس سلسلے میں رازدار بنایا تھا اور رازدار بنانے سے پہلے جناب عبداللہ واسطی نے ان کے دماغوں پر روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تنویمی عمل کیا تھا۔ ان تینوں کے دماغ اس طرح مقفل ہوگئے تھے کہ کوئی دشمن انہیں ٹریپ نہیں کرسکتا تھا۔

ہماری دنیا کا کوئی معاملہ ہمیشہ راز میں نہیں رہتا اور اب تو سیٹلائٹ کے ذریعے جاسوسی کی جاتی ہے۔ اس مشین اور خفیہ اڈے کا راز بھی کسی دن کھل سکتا تھا۔ لہٰذا پہلے سے احتیاطی تدابیر کی گئیں تھیں۔ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اور خفیہ الیکٹرانک آلات کے ذریعے ایسے انتظامات کیے گئے تھے کہ اس خفیہ اڈے کے اطراف دس مربع میل تک ایک سوئی بھی زمین پر گرتی تو ہمیں خبر ہوجاتی کہ دشمن اس ٹرانسفارمر مشین تک پہنچنے کی حماقت کررہے ہیں۔ حماقت اس لیے کہ وہاں چھپ کر جانے والوں کے لیے قدم قدم پر موت کا سامان کیا گیا تھا۔

پہلے تو یہ خبر پھیلائی گئی تھی کہ اس خفیہ اڈے کو مشین سمیت تباہ کردیا گیا ہے۔ دشمن اپنی کامیابی پر نازاں تھے اور یقین سے کہہ رہے تھے جب بھی چین میں وہ مشین تیار کرنے کی کوشش کی جائے گی تو ان کی کوششوں کو اسی طرح ناکام بنا دیا جائے گا۔ چین کے لوگ اس مشین کا خواب دیکھتے ہی رہیں گے انہیں خواب کی تعبیر نہیں ملے گی۔

لیکن اسی شام کو تعبیر مل گئی۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے اچانک یہ خبر ساری دنیا میں گونجتی چلی گئی کہ ٹرانسفارمر مشین مکمل ہوچکی ہے۔ اسے آزمایا گیا ہے، ایک آرمی افسر کو ٹیلی پیتھی سکھائی جاچکی گئی ہے۔ یہ خبر بڑے ممالک کے اکابرین پر بجلی بن کر گری۔ انہیں یقین نہیں آرہا تھا۔ وہ ٹی وی کے ذریعے چینی عوام کو خوشیاں مناتے دیکھ رہے تھے۔ چین کے اعلیٰ حکام اور آرمی افسران ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے ساری دنیا سے کہہ رہے تھے "پہلے ہمیں سپرپاور تسلیم نہیں کیا جاتا تھا۔ اب تسلیم کرنا پڑے گا۔ پہلے ہمارے پاس ایٹم بم تھے اب ٹیلی پیتھی کا ہتھیار ہے۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کریں گے۔"

ایک اعلیٰ حاکم وارننگ دے رہا تھا "ہمارے ملک میں جو مخالفین تخریب کاری کے لیے چھپے ہوئے ہیں۔ ہم ان مخالفین سے تعلق رکھنے والے ممالک کو متنبہ کررہے ہیں کہ وہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اپنے سیکرٹ ایجنٹس اور تخریب کاروں کو واپس بلالیں ورنہ یہاں ان کی لاشیں بھی نہیں ملیں گی۔"

بارہ گھنٹے کے بعد چین کی طرف سے ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کیا گیا۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے امریکا کے ایک اعلیٰ عہدے دار کو خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا "ہیلو مسٹر ونسنن! پہلے تو میں چینی زبان بول رہا ہوں تاکہ تمہیں یقین ہوجائے کہ ہم چینی باشندے بھی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔"

اس اعلیٰ عہدے دار نے بے یقینی سے پوچھا "کیا واقعی تم واقعی چینی باشندے ہو؟ فرہاد اور اس کے بیٹے بھی چینی زبان بولتے ہیں۔"

"میں یقین دلانا ضروری نہیں سمجھتا۔ جب تمہارے ملک کے جاسوس اگلے بارہ گھنٹے کے بعد یہاں گرفتار ہوں گے اور مارے جائیں گے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا تو یقین ہوتا رہے گا کہ ہمارے بھی میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار ہورہی ہے۔"

تمام بڑے ممالک تشویش میں مبتلا ہوگئے تھے۔ فرانس کے اعلیٰ حکام نے برطانیہ اور امریکا کے اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا اور کہا "کچھ دیر پہلے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے دو اعلیٰ عہدے داروں کے دماغوں میں آئے تھے۔ وہ انگریزی کے علاوہ چینی زبان بھی بول رہے تھے۔"

برطانیہ کے ایک حاکم نے کہا "ایک چینی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے بھی دماغ میں آیا تھا۔ وارننگ دے رہا تھا کہ چین میں ہمارے دو جاسوس چھپے ہوئے ہیں۔ وہ حرام موت مارے جائیں گے۔"

ایک امریکی حاکم نے کہا "ہمارے دماغوں میں بھی ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ وہ ہم سب کے پاس آکر اپنے چینی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی دہشت پیدا کررہے ہیں۔"

ایک نے کہا "ہمیں ماننا ہی پڑے گا کہ وہاں وہ مشین

مکمل ہوچکی ہے اور چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہو رہے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "بابا صاحب کے ادارے نے ہم سے بدترین دشمنی کی ہے۔ تمہارے امریکا میں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ آخر کیا کرتے رہے۔ اس ادارے سے فرہاد ایک ٹیم کے ساتھ چین گیا اسے اور اس کی ٹیم کو کوئی روک نہ سکا۔"

"ہم روکنے کی حتی الامکان کوششیں کرتے رہے مگر وہ بہت چالباز اور مکار ہے۔"

برطانیہ اور فرانس کے حکام نے کہا "تمہارے پاس ٹرانسفارمر مشین ہے۔ تم نے امریکا میں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا کیے لیکن اس مشین سے کبھی ہمارے لوگوں کو ٹیلی پیتھی نہیں سکھائی اگر آج ہمارے ملکوں میں بھی خیال خوانی کرنے والے موجود ہوتے تو ہم تینوں ممالک متحد ہو کر بابا صاحب کے ادارے سے فرہاد کی ٹیم کو چین تک جانے کا موقع نہ دیتے اب بھی خود غرضی سے باز آؤ اور ہمیں بھی اپنی ٹرانسفارمر مشین سے فائدہ اٹھانے دو۔"

فرانس کے حاکم نے کہا "وہ چینی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کررہے ہیں۔ ہم امریکا، فرانس اور برطانیہ کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک متحدہ فوج تیار کریں گے۔ ہمیں جلد سے جلد ان کے خلاف ایک مضبوط محاذ بنانا ہوگا۔"

امریکی حاکم نے کہا "بے شک ہمارا اتحاد بہت ضروری ہوگیا ہے لیکن میں بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ اب ہمارے پاس ٹرانسفارمر مشین نہیں رہی ہے۔"

"خوامخواہ جھوٹ نہ بولو۔ صاف لفظوں میں کہہ دو کہ ہمارے لوگوں کو ٹیلی پیتھی سیکھنے نہیں دو گے۔"

برطانیہ کے حاکم نے کہا "بڑے افسوس کی بات ہے۔ تم اپنی خود غرضی کے باعث چین کے مقابلے میں ہمارے جیسے دوستوں کو کمزور بنائے رکھنا چاہتے ہو۔"

"تم لوگوں کو میری بات کا یقین نہیں ہوگا مگر یہ سچ ہے۔ کسی نے ہماری لاعلمی میں اس ٹرانسفارمر مشین کو غائب کردیا ہے۔"

"کیا اس مشین کو سخت پہرے میں نہیں رکھا گیا تھا؟ کیا وہ اتنی چھوٹی ہے کہ دشمن اسے اپنی جیب میں رکھ کر چلا گیا اور تمہارے پہرے داروں کو خبر بھی نہ ہوئی۔"

امریکی حاکم نے کہا "مجھے طعنے نہ دو۔ وہ ایک نہیں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے۔ ان سب نے پہرے داروں کو غائب دماغ بنایا ہوگا پھر اس مشین کا ایک ایک پرزہ کھول کر لے گئے ہوں گے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بابا صاحب کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ایسا کیا ہے۔ تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے چین میں تیار ہونے والی مشین کو تباہ نہ کرسکے۔ انہوں نے تمہاری مشین کو تباہ کردیا یا چرا کر لے گئے۔"

"بے شک انہوں نے کیا ہے مگر تم لوگوں کو یقین نہیں آئے گا۔"

فرانس کے حاکم نے کہا "اگر وہ ٹرانسفارمر مشین آج تمہارے پاس ہوتی تو کیا تم ہمارے لوگوں کو ٹیلی پیتھی سیکھنے کا موقع دیتے؟"

"بے شک۔ میں کہہ چکا ہوں موجودہ حالات میں چین کے خلاف ہمارا اتحاد بہت ضروری ہے۔"

برطانیہ کے حاکم نے کہا "یہ اتحاد اب بھی ہوسکتا ہے۔ ہم اپنے تینوں ملکوں میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنا سکتے ہیں۔"

"میں کہہ رہا ہوں۔ مشین نہیں ہے اور تم فوج بنانے کی بات کررہے ہو۔"

"مشین نہیں ہے مگر مشین کا نقشہ تمہارے خفیہ ریکارڈ روم میں ہے۔ ہم تینوں ممالک مل کر جلد سے جلد ایک نئی مشین تیار کرسکتے ہیں۔"

امریکی حاکم نے کہا "میں ابھی دوسرے تمام اکابرین سے اس سلسلے میں بات کروں گا اور انہیں مشین تیار کرنے کے معاملے میں آپ دونوں ممالک سے تعاون کرنے پر آمادہ کروں گا۔"

"بہتر ہے یہ فیصلہ آج ہی کرو۔ دیر ہوگی تو ہمارے پاس پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں رہے گا۔"

وہ تینوں ممالک ایک نئے اتحاد کے سلسلے میں مصروف ہوگئے۔ چین کی طرف سے وارننگ دی گئی تھی کہ وہ اپنے سیکرٹ ایجنٹس اور تخریب کاروں کو چوبیس گھنٹوں کے اندر بلالیں۔ ایسی وارننگ تمام ممالک ایک دوسرے کو دیتے ہی رہتے ہیں اس کے باوجود غیر ملکی جاسوس اور تخریب کار دنیا کے ہر ملک میں موجود رہتے ہیں۔ چین کی اس دھمکی کو سنجیدگی سے نہیں لیا گیا۔

چوبیس گھنٹوں کے بعد انٹرنیٹ کے ذریعے تمام بڑے ممالک کو اطلاع دی گئی کہ ان کے سیکرٹ ایجنٹس کو ٹی وی کے ذریعے پیش کیا جارہا ہے۔ ان بڑے ممالک میں روس اور جاپان بھی شامل تھے۔ سب سے پہلے ٹی وی اسکرین پر برطانیہ کے ایک سفارتی افسر کو پیش کیا گیا جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ پچھلے دو برس سے چین میں رہائش پذیر تھا۔

اس افسر نے ٹی وی اسکرین پر کہا "میں پچھلے دو برسوں

سے یہاں برطانوی سفارت خانے میں بطور افسر متعین ہوں لیکن در پردہ جمہوریہ چین کے خلاف جاسوسی کرتا رہا ہوں۔ میرا طریقہ کار ایسا تھا کہ چین کے سراغ رسانوں نے کبھی مجھ پر شبہ نہیں کیا لیکن اب یہ چینی میرے دماغ میں پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے میرے خیالات پڑھ کر میرے اور دو دوسرے ساتھی سراغ رسانوں کے کوڈ ورڈز معلوم کیے ہیں۔ ہماری خفیہ دستاویزات ان کے ہاتھ لگ گئی ہیں ان کے پیش نظر میں اپنے جرم سے انکار نہیں کرسکوں گا۔"

وہ افسر ایک کھلی جگہ فائرنگ اسکواڈ کے سامنے کھڑا ہوا بیان دے رہا تھا۔ ایک چینی افسر اس کے تمام خفیہ دستاویزات کو اسکرین پر دکھا رہا تھا۔

پھر اس افسر نے کہا "اس برطانوی افسر کو سزائے موت دی جارہی ہے اور اس کے بیوی بچوں کو واپس لندن بھیجا جارہا ہے۔"

امریکا' روس' برطانیہ' فرانس اور جاپان کے تمام اکابرین نے اور دنیا والوں نے دیکھا اس سفارتی افسر کو گولی ماردی گئی۔ اس کے جو سراغ رساں ساتھی گرفتار ہوئے تھے انہیں بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

پھر ایک چینی افسر نے کہا "آج اس ٹی وی چینل سے مجرموں کو سزائے موت دینے کا سلسلہ جاری رہے گا اور ہم ان کے خلاف ٹھوس دستاویزی ثبوت پیش کرتے رہیں گے۔ انصاف کے تقاضے پورے کرتے رہیں گے تاکہ ہمیں یہ الزام نہ دیا جائے کہ ہم نے دوستانہ سفارتی تعلقات کی نفی کی ہے۔"

پھر کئی امریکی' فرانسیسی اور روسی سیاحوں اور اخبارات کے صحافیوں کو اسکرین پر پیش کیا گیا۔ وہ سب سیاحت اور صحافت کی آڑ میں چین کے خلاف سرگرم عمل تھے ان سب کی موت کا تماشا اسکرین پر دکھایا نہیں گیا صرف یہ کہا گیا کہ ان کی لاشیں مردہ خانوں میں رکھی رہیں گی۔ ان سے تعلق رکھنے والے ممالک یہ لاشیں لے جاسکتے ہیں۔

چینی حکام نے جو وارننگ دی تھی اس پر عمل کررہے تھے۔ ان کا یہ عمل ان تمام ممالک کو سوچنے پر مجبور کررہا تھا کہ وہ سب متحد نہیں ہوں گے اور اپنے اپنے ملک میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار نہیں کریں گے تو چین ان کے لیے ہمیشہ درد سر بنا رہے گا اور ان پر برتری حاصل کرتا رہے گا۔

یہ بڑے ممالک کے لیے ایک لمحہ فکریہ تھا۔

○☆○

شیوانی کو بھی پہلے یہ خوش خبری ملی تھی کہ چین میں اس خفیہ اڈے کو مشین سمیت تباہ کردیا گیا ہے لیکن وہ خوشی دیرپا نہیں تھی۔ اسی شام اس نے یہ دل توڑنے والی خبر کی کہ مشین مکمل ہوگئی ہے۔ وہ جھنجلا کر پورس سے بولی "یہ کیا ہوگیا؟ تم اور نارنگ کہہ رہے تھے کہ وہ خفیہ اڈا تباہ ہوچکا ہے۔"

پورس نے کہا "بے شک ہم نے خیال خوانی کے ذریعے یہی معلوم کیا ہے اور یہ جھوٹ نہیں ہے۔"

"اگر یہ سچ ہے تو وہ مشین تباہ کیوں نہیں ہوئی؟"

"ہوسکتا ہے وہ مشین اس تباہ ہونے والے خفیہ اڈے میں نہ رہی ہو۔ انہوں نے بڑی چال بازی دکھائی ہم دھوکا کھا گئے ہیں۔"

"میں کچھ نہیں جانتی مجھے وہ مشین کا نقشہ چاہیے۔ تم نے کہا تھا کہ اسے آرمی ہیڈ کوارٹر کے ریکارڈ روم میں رکھا ہوا ہے۔"

"ہاں میں ان کے انچارج کے خیالات پڑھ کر یہی معلوم کیا ہے لیکن ایک بار خیالات پڑھ کر ہم دھوکا کھا چکے ہیں وہ مشین کہیں تھی اور وہ خفیہ اڈا کہیں تھا۔ اسی طرح وہ نقشہ بھی ریکارڈ روم میں نہ ہو وہاں کے انچارج کو اور دوسرے افسران کو یہ بتایا گیا ہو کہ نقشہ وہاں ہے۔ تاکہ مخالف خیال خوانی کرنے والے وہاں بھی دھوکا کھا جائیں۔"

"کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر جگہ دھوکا کھایا جائے۔ تم اس ریکارڈ روم کے سیف تک پہنچو۔ وقت برباد نہ کرو۔"

"تم جتنا آسان سمجھتی ہو۔ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ اس ریکارڈ روم میں چھ بڑے افسران ہیں ان سب کو باری باری ہپناٹائز کرنا ہوگا اور یہ ایک دن کا کام نہیں ہے۔ جلد بازی میں کام بگڑے گا تو دوسرے افسران کو شبہ ہوگا پھر بنا ہوا کام بھی بگڑ جائے گا۔"

"وہ اس کی باتوں سے قائل ہو کر بولی تم ابھی کیا کرنے والے ہو؟"

"ابھی وہ سب جشن منا رہے ہیں ایک دوسرے سے رابطہ کررہے ہیں۔ ایسے وقت میں کسی ایک کو ٹریپ کروں گا اسے اپنا معمول اور تابع بنا تا رہوں گا تو دوسرا کوئی بھی افسر اس سے رابطہ کرے گا پھر اسے غائب دماغ پائے گا۔ میں اپنی پہلی کوشش میں ہی ناکام ہوجاؤں گا۔ ذرا صبر کرو۔ آج انہیں خوشیاں منانے دو میں کل سے کام شروع کروں گا۔"

شیوانی نے کہا "ٹھیک ہے۔ میں ایک ناکامی کے بعد دوسری بار ناکام نہیں ہونا چاہتی۔ تم درست کہہ رہے ہو۔ ہمیں صبر اور سہولت سے کام کرنا چاہیے۔ چلو کہیں آؤٹنگ کے لیے چلیں۔"

وہ دونوں ہوٹل سے باہر آئے پھر ایک رینٹڈ کار میں ...ر تفریحی مقامات کی طرف جانے لگے۔ شیوانی نے ...ل فون کے ذریعے نارنگ کو مخاطب کرکے کہا "تم ...بار مشین کے سلسلے میں ناکام رہے ہو۔ بڑے دعوے ...ے تھے کہ خفیہ اڈے کا سراغ لگا چکے ہو لیکن فرہاد ...یں خوش فہمی میں مبتلا کرتا رہا تھا اور تم اُلّو بنتے رہے ...۔"

"مجھے افسوس ہے میں فرہاد سے پہلے بھی فریب کھا چکا ...مگر اسے سمجھ نہ سکا۔ آئندہ وہ مجھے دھوکا نہیں دے سکے ...۔"

"اب پھر ڈینگیں نہ مارو۔ مشین تو تیار ہوچکی ہے اب تم ...ساتیر مارو گے۔"

"میں معلوم کروں گا کہ اس مشین کو کہاں چھپایا گیا ...ہے۔"

"ٹھیک ہے اپنے طور پر معلوم کرتے رہو لیکن اب بھیما ...طرف توجہ دو۔ وہ ٹیلی پیتھی اور کالا جادو جاننے والا میرے ...ضروری ہے۔"

وہ غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والوں کو ٹریپ کررہی ...۔ اپنی ایک مضبوط ٹیم بنانا چاہتی تھی۔ پہلے اس نے ...رنگ کو ٹریپ کیا۔ اس کے پاس تین صلاحیتیں تھیں۔ کالا ...ٹیلی پیتھی اور غیر معمولی قوت سماعت' پورس ٹیلی پیتھی ...جانتا تھا۔ اس کے بہت کام آسکتا تھا پھر یہ کہ اس کا دل ...اس کی طرف مائل ہوگیا تھا۔ ان دونوں کو ٹریپ کرنے اور ...تابع بنانے کے بعد اب وہ بھیما کو پھانسنا چاہتی تھی۔

نارنگ یہ معلوم کرچکا تھا کہ بھیما یروشلم میں ہے اور ...بن مستقیم کے جسم میں سمایا ہوا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ...تا کہ اس بار بھیما جواد کے جسم میں جاکر قید ہوگیا ہے۔ ...کے پاس ایک ایسی انگوٹھی ہے۔ جو بھیما کو اس کے اندر ...بنائے ہوئے ہے۔ بھیما کو وہاں سے رہائی دلانا بظاہر ...نہیں تھا لیکن نارنگ نے ایک سیدھی سادی سی تدبیر ...تھی کہ یروشلم میں دو چار کام کے آدمیوں کو اپنا آلۂ کار ...گا۔ ان کے ذریعے جواد کو زخمی کرے گا یا ہلاک کروے ...اس طرح بھیما کی آتما کو اس کے جسم سے رہائی مل جائے ...۔

نارنگ نے ٹی وی آن کیا اور اسرائیل سے نشر ہونے ...پروگرام دیکھنے لگا۔ ایک ٹاک پروگرام میں دو چار افراد ...موضوع پر گفتگو کررہے تھے۔ نارنگ ان کی گفتگو سنتے ...ایک شخص کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے ...وہ شخص یروشلم کا میئر تھا۔ اس وقت اپنے گھر میں بیوی بچوں کے ساتھ موجود تھا اور ٹی' وی پر اپنا ریکارڈ کیا ہوا پروگرام دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ آئندہ الیکشن میں وہ میئر کے عہدے کے لیے انتخاب لڑے گا تو اس بار جواد بن مستقیم اس کے مقابلے پر ہوگا۔

وہ جواد کی شہرت اور مقبولیت کو خوب سمجھ رہا تھا۔ لاکھوں افراد اس کے عقیدت مند تھے۔ الیکشن سے پہلے ہی کہا جارہا تھا کہ جواد نمایاں کامیابی حاصل کرے گا اور اپنے حریفوں کو بری طرح شکست دے گا۔ یہودی لابی کے سیاست دان ایک مسلمان کی کامیابی نہیں چاہتے تھے۔ وہ سب جواد کو سیاسی محاذ پر کمزور اور کم تر بنانے کی کوششیں کررہے تھے۔ اپنی کوششوں کے باوجود سمجھ رہے تھے کہ آئندہ جواد کو وہاں کا میئر بننے سے روک نہیں پائیں گے۔

اس وقت موجودہ میئر کی نظریں ٹی' وی پر تھیں لیکن اس کا ذہن جواد کے خلاف سوچ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بار بار یہی بات آرہی تھی کہ جواد یروشلم میں نہیں رہے گا یا اس دنیا میں نہیں رہے گا تب ہی وہ آئندہ بھی میئر کا عہدہ حاصل کرسکے گا۔

گویا اس کے دماغ میں یہ سازش پک رہی تھی کہ جواد کو اس دنیا میں نہیں رہنا چاہیے اور یہی نارنگ چاہتا تھا۔ اب بھی وہ میئر کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ اس لیے اس کے وفادار اور خدمت گار بے شمار تھے۔ ان وفاداروں میں سیاسی غنڈے بھی تھے۔ نارنگ نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے ابھی ان غنڈوں سے کام لینا چاہیے۔ الیکشن سے بہت پہلے جواد کو قتل کیا جائے گا تو کسی کو میئر کی سیاسی سازش کا شبہ نہیں ہوگا۔"

اس نے موبائل کے ذریعے ایک غنڈے سے رابطہ کیا پھر کہا "ہیلو میں بنجامن فرینک بول رہا ہوں۔ تم نے کہا تھا اپنے ہتھکنڈوں سے جواد کو الیکشن میں حصہ نہیں لینے دو گے اس سلسلے میں کیا کررہے ہو؟"

اس غنڈے نے دوسری طرف سے کہا "میں جواد بن مستقیم سے ملاقات کرنے گیا تھا۔ اس نے بڑی محبت سے مجھے اپنے ڈرائنگ روم میں بلایا اور خوش آمدید کرتے ہوئے مجھ سے مصافحہ کیا۔"

میئر بنجامن فرینک نے ناگواری سے کہا "تم اپنی ملاقات کا حال اتنی تفصیل سے بیان نہ کرو کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات کیا کروں وہ تو اتنا اچھا اور نیک انسان ہے کہ اسے ہلاک کرنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔"

"بکواس مت کرو۔ میں نے سنا تھا کہ جو اس سے ملاقات کرکے اس سے دو گھڑی باتیں کرلیتا ہے۔ اس کا

گرویدہ ہو جاتا ہے۔ کیا تم بھی اس کے پاس جا کر اُلّو بن گئے ہو؟"

"پہلے اُلّو تھا۔ اب آدمی بن گیا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اسے ہلاک نہیں کروں گا۔ آج تک بھاری معاوضے لے کر کسی وجہ کے بغیر کسی کو بھی قتل کرتا رہا ہوں مگر جواد کو نہیں کروں گا۔"

ان کی گفتگو کے دوران میں نارنگ اس غنڈے کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ اس کے خیالات سے معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے بھی جب جواد سے مصافحہ کیا تھا تو اس کی انگوٹھی نے اسے سحر زدہ کیا تھا۔ وہ اس کا عقیدت مند ہو گیا تھا۔ اب اسے کسی طرح کا بھی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔

نارنگ نے سوچا۔ وہ انگوٹھی بڑی مشکلات پیدا کر رہی ہے۔ جو بھی اسے قتل کرنے جائے گا اس انگوٹھی کے زیر اثر آجائے گا۔ بہتر یہ ہوگا کہ جسے بھی آلۂ کار بنایا جائے۔ اسے جواد سے دور رکھا جائے اور اس کے ذریعے دور ہی سے جواد کو گولی مار کر اسے ختم کر دیا جائے۔

جو غنڈا جواد کا عقیدت مند ہو گیا تھا اس کا نام کریس ڈگلس تھا۔ نارنگ نے ڈگلس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ اس پر مسلط ہو کر اس کی سوچ میں بولا "قتل کرنا میرا پیشہ ہے۔ اس بار مجھے لاکھوں ڈالرز ملیں گے۔ اگر جواد ایک فرشتہ ہے تو ہوا کرے۔ میں نے میئر سے وعدہ کیا ہے میں وعدہ پورا کروں گا اور اس سے رقم وصول کروں گا۔"

ڈگلس فون پر گفتگو کرتے کرتے خاموش ہو گیا تھا۔ میئر بنجامن فرینک پوچھ رہا تھا "تم خاموش کیوں ہو اگر میرا کام کرنے سے انکار کر رہے ہو تو میری ایڈوانس میں دی ہوئی رقم واپس کرو۔"

ڈگلس نے نارنگ کی مرضی کے مطابق کہا "میں تمہارا کام کروں گا۔ ابھی جا رہا ہوں آپ کے راستے کا کانٹا ہٹا کر خوش خبری سناؤں گا۔"

ڈگلس نے ریسیور رکھ دیا۔ میز کی دراز کو کھول کر ایک شاٹ گن نکالی اس کے میگزین کو چیک کیا پھر اپنی رہائش گاہ سے باہر آکر اپنی موٹر سائیکل پر بیٹھ کر روانہ ہو گیا۔

میئر بنجامن فرینک نے سوچا۔ وہ اسے ہلاک کرنے گیا ہے ایسے وقت مجھے جواد سے ملاقات کرنے کے لیے جانا چاہیے۔ میں جواد کے قریب رہوں گا اور ایسے وقت کہیں سے گولی چلے گی تو کوئی مجھ پر شبہ نہیں کرے گا۔

وہ یہی سوچتا ہوا اپنی رہائش گاہ باہر آیا پھر اپنی کار میں بیٹھ کر جواد کے عالی شان بنگلے میں پہنچ گیا۔ جواد وسیع و عریض لان میں کئی معزز لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ ان میں پولیس کا ایک اعلیٰ افسر بھی تھا۔

شہر کے میئر کو آتے دیکھ کر سب ہی اس کے استقبال کے لیے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرنے لگے۔ جواد نے بھی آگے بڑھ کر کہا "مسٹر فرینک! آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔ یہ میرے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔"

دونوں نے آگے بڑھ کر ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔ مصافحہ کرتے ہی جیسے میئر کی عاقبت روشن ہو گئی۔ وہ متاثر ہو کر جواد کو بڑی اپنائیت اور محبت سے دیکھنے لگا۔ کہنے لگا "میں نے اخبارات میں آپ کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہے۔ آپ کی بڑی شہرت ہے یہاں آپ کے لاکھوں عقیدت مند ہیں۔ آج سے میں بھی آپ کا عقیدت مند ہو گیا ہوں۔"

جواد نے کہا "آپ تشریف رکھیں۔ مجھے بھی آپ سے مل کر مسرت حاصل ہو رہی ہے۔ آپ نے یہاں آنے کی زحمت کی مجھے بلاتے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔"

میئر بنجامن فرینک اندر ہی اندر بے چینی سی محسوس کر رہا تھا۔ ایک خیال یہ پیدا ہوتا تھا کہ کیونکہ جواد سے متاثر ہو رہا ہے پھر دوسرا خیال غالب آتا تھا کہ انسانوں کی دنیا میں کوئی فرشتہ آجائے تو سب ہی اس سے متاثر ہوتے ہیں' سب ہی اس کی قدر کرتے ہیں۔ میں بھی اس کی قدر کر رہا ہوں تو کیا برا کر رہا ہوں؟

جواد نے پوچھا "فرمائیے' میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

وہ بڑے ادب سے بولا "خدمت تو مجھے کرنا چاہیے۔ میں سوچ رہا ہوں۔ اس بار الیکشن میں آپ کے مقابلے پر نہیں آؤں گا۔ آپ جیسے فرشتہ صفت انسان کو بلا مقابلہ اس شہر کا میئر بننا چاہیے۔"

وہاں بیٹھے ہوئے ایک معزز شخص نے کہا "مسٹر فرینک آپ فراخدلی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ بے شک مسٹر جواد کو اس شہر کا میئر بننا چاہیے۔"

نارنگ اس قاتل ڈگلس کے دماغ پر مسلط تھا۔ وہ موٹر سائیکل ڈرائیو کرتا ہوا جواد کے سامنے والے بنگلے میں آیا۔ اس بنگلے کی چھت پر چڑھ گیا اس نے ہیلمٹ پہنا ہوا تھا۔ اس ہیلمٹ کے باعث چہرہ چھپا ہوا تھا۔ اس نے چھت کے سرے پر آکر دیکھا سامنے والے بنگلے کے لان میں جواد معزز افراد کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ والی کرسی پر میئر موجود تھا۔ اس نے حیرانی سے سوچا "میئر یہاں کیوں آگیا ہے؟ چلو اچھا ہے یہ اپنی آنکھوں سے دیکھے گا کہ میں نے جواد کو گولی ماری ہے۔"

...نے شاٹ گن کے ذریعے دور بیٹھے ہوئے جواد کا ... ایسے وقت باتیں کرتے کرتے جواد کی نظر اس ... اس نے چونک کر ڈگلس کو دیکھا جو اس کا نشانہ ... تھا۔ ٹریگر دبا کر گولی چلانے ہی والا تھا۔ جواد نے اس ... ہاتھ اٹھا کر کہا "رک جاؤ!"

...اس سے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ ڈگلس ٹریگر کو دبا چکا ... نے جواد کا نشانہ لیا تھا اور اس کا نشانہ کبھی چوکتا ... لیکن ایسے ہی وقت جواد نے ہاتھ اٹھا کر اسے رک ... کے لیے کہا تھا۔ اس طرح جواد اور شاٹ گن کے ... وہ انگوٹھی آگئی تھی اور اس انگوٹھی کی طرف گولی ... سکتی تھی۔ لہٰذا نشانہ ذرا سا بہک گیا۔ وہ گولی سیدھی ...ن فرینک کے سینے میں آکر پیوست ہو گئی۔ وہاں سب ... چونک کر اور سہم کر کھڑے ہو گئے۔ جہاں سے ... کی آواز سنائی دی تھی ادھر دیکھنے لگے۔

...ارنگ نے ڈگلس کے خیال سے معلوم کیا کہ گولی جواد کو ... میئر کو لگی ہے۔ اس نے ڈگلس کے ذریعے دوسرا فائر کیا ... فائر کیا۔ گولیاں ادھر سے ادھر جا رہی تھیں۔ کسی نہ ... لگ رہی تھیں لیکن جواد محفوظ تھا۔ نارنگ نے جھنجلا ...س سے کہا "کتے! کیا ایک نشانہ بھی صحیح نہیں لے ... میں کہتا ہوں اپنے باپ کو گولی مار۔"

...گلس نے بوکھلا کر کہا "میرا باپ تو پہلے ہی مر چکا ہے۔ ... اندر کون بول رہا ہے؟"

...ن خالی ہو چکی تھی۔ مزید فائرنگ کے لیے دوسرا ... نہیں تھا۔ ڈگلس وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ نارنگ اپنی ... طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگا "بڑی مشکل ہے۔ اس ... کی موجودگی میں اسے ہلاک نہیں کیا جا سکے گا۔"

...س نے شیوانی کے موبائل پر رابطہ کیا پھر اس سے کہا ... جواد کے پاس ایک طلسمی انگوٹھی ہے۔ اس کی وجہ ... تدبیریں ناکام ہو رہی ہیں۔"

...یوانی نے پوچھا "تم اب تک کیا کر رہے تھے؟"

...ارنگ نے اپنی کوشش کی تفصیلات شیوانی کو بتائیں تو ... نے بیزاری سے کہا "تم سے کوئی کام نہیں ہوگا۔ ... پاس غیر معمولی صلاحیتیں ہیں مگر عقل نہیں ہے۔"

...ب میں عقل سے کام لے رہا ہوں۔ میڈم میرے ... ایک بہت اچھا آئیڈیا ہے۔"

...یوانی فون پر بول رہی تھی اور پورس کار ڈرائیو کر رہا ... دونوں تفریح کے لیے نکلے ہوئے تھے۔ پورس نے ... نارنگ بڑی لمبی رپورٹ پیش کر رہا ہے۔ کیا کامیاب ...

شیوانی نے جل کر کہا "وہ تو بالکل گدھا ہے۔ جواد جیسے ایک شخص کو ہلاک کرنے میں ناکام ہو رہا ہے۔ اب کوئی نیا آئیڈیا پیش کرنا چاہتا ہے۔"

پھر وہ فون پر بولی "کیا ہے وہ نیا آئیڈیا۔"

"میڈم! آپ نے اسرائیل کی ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کا نام سنا ہوگا۔ وہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ناقابل شکست کہلاتی ہے اور برسوں سے اسرائیل پر حکمرانی کرتی آرہی ہے۔"

"میں اسے جانتی ہوں۔ میں نے اسکاٹ لینڈ یارڈ میں اس کا ریکارڈ پڑھا ہے۔ آگے بولو کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"میں الپا کا تعاون حاصل کروں گا۔ وہ بھیما کی دشمن ہے۔ بھیما اسی ملک میں ہے وہ میرا ساتھ ضرور دے گی۔"

"بکواس مت کرو۔ الپا بہت مکار ہے۔ وہ اپنی مکاری سے بھیما کی آتما کو کسی نہ کسی طرح رہائی دلائے گی لیکن اسے اپنے مقصد کے لیے ٹریپ کر کے اپنا تابع بنا لے گی اور ہم دیکھتے رہ جائیں گے۔"

"وہ بھیما کو ٹریپ نہیں کر سکے گی میرے پاس ایک اور آئیڈیا ہے۔"

"TO HELL WITH YOUR IDEAS

(جہنم میں گیا تمہارا آئیڈیا) تم الپا سے رابطہ نہیں کرو گے اسے اپنی آواز بھی نہیں سناؤ گے۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ تمہیں مجھ سے چھین کر لے جائے۔"

"پھر میں کیا کروں؟ ٹھیک ہے میں کوئی دوسرا آئیڈیا سوچتا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ کروں گا۔"

شیوانی نے موبائل بند کر دیا پھر کہا "یہ نارنگ تو بالکل ہی گوبر ہے۔ اس کے ذریعے میں دور تک پہنچ سکتی ہوں مگر کچھ حاصل نہیں کر سکتی۔"

پورس نے کہا "اسے اپنی عقل سے کام نہ کرنے دو۔ قدم قدم پر اسے گائیڈ کرتی رہو گی تو اس سے کچھ فائدہ حاصل ہوتا رہے گا۔"

"اب اس کی باتیں چھوڑو۔ ہم تفریح کے لیے نکلے ہیں۔ میں فریش رہنا چاہتی ہوں۔"

پورس نے سمندر کے کنارے ایک ہوٹل کے سامنے گاڑی روک دی۔ اس ہوٹل کے گراؤنڈ فلور پر ڈائننگ ہال اور شراب خانہ تھا۔ وہاں بڑے پیمانے پر جوا کھیلا جاتا تھا۔ ایک رات میں لاکھوں ڈالرز ادھر سے ادھر ہو جاتے تھے۔ اس کے فرسٹ اور سیکنڈ فلور پر ایسے کمرے بنے ہوئے تھے کہ ہر کمرے سے دور تک سمندر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔

شیوانی نے وہاں رات بھر کے لیے ایک کمرا حاصل کیا۔ شراب اور کباب کا آرڈر دیا پھر وہ دونوں اس کمرے میں

آگئے۔ کمرا مہنگا تھا اس کی سجاوٹ بھی مہنگی تھی۔ پورس نے تمام کھڑکیوں کے پردے ہٹا دیے۔ ائر کنڈیشنر بند کردیا۔ سمندر کی تازہ ہوا آرہی تھی۔ ہوٹل کا ملازم ایک ٹرالی میں شراب کی بوتل اور شیشے کے نازک جام لے آیا۔ پینے کے ساتھ کھانے کے لیے گرما گرم کباب بھی تھے۔ تازہ پھل اور خشک میوے بھی تھے۔ شیوانی نے بوتل کھولی دو جام بنائے پھر اپنی عادت کے مطابق اپنے پرس میں سے زہر کی چھوٹی شیشی نکالی۔ اپنے بھرے ہوئے جام میں اس شیشی سے دو قطرے ٹپکائے پھر اسے بند کرکے اپنے پرس میں رکھ لیا۔

پورس نے کہا "تم بہت خطرناک ہو۔ تم نے اس سے پہلے بھی میرے سامنے زہریلی شراب پی تھی۔ آج بھی پی رہی ہو ایسا کیوں کرتی ہو۔"

"میں مست ہوجاتی ہوں۔ تم نے دیکھا ہے کہ مجھے نشہ نہیں ہوتا ہے بس سرور طاری ہوجاتا ہے۔ دنیا میں ایسا کوئی نشہ نہیں ہے۔ ایسا کوئی زہر نہیں ہے جو مجھے مدہوش کرے۔"

"ایسا نشہ ہے۔ میرے پیار کا نشہ' جب میرا پیار تمہیں ملے گا۔ تو تم یہ تمام نشہ بھول جاؤگی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "یہ کتابی باتیں ہیں۔ میں نے بھی پڑھا ہے کہ محبت کا نشہ کبھی نہیں اترتا۔ زندگی مین کبھی کوئی پیار کرنے والا آتا ہے اور ہمیشہ سحرزدہ کرتا رہتا ہے۔"

پورس اس کے پاس آکر بیٹھ گیا پھر اسے اپنی طرف کھینچ کر اپنے بازوؤں میں قید کرتے ہوئے بولا "تم نے کتابیں پڑھی ہیں کتابوں سے باہر کسی مرد کو نہیں دیکھا۔"

وہ بولی "میرے اتنے قریب آنے سے پہلے اچھی طرح سوچ لو۔ آج تک میں نے کسی کو اپنے قریب اس لیے نہیں آنے دیا کہ کوئی میرے زہریلے پیار کو برداشت نہیں کرسکے گا۔ اگر تمہاری زبان میرے لعاب دہن کو ذرا سا بھی چھولے گی تو میرا زہر تمہارے اندر پہنچ جائے گا۔ تم ابھی تڑپ تڑپ کر یہیں ٹھنڈے پڑجاؤ گے۔"

"میں تمہارا دیوانہ ہوں اور دیوانے موت سے نہیں ڈرتے۔"

اس نے اسے کھینچ کر اپنے بازوؤں میں بھرلیا۔ اس کے چہرے پر جھک گیا۔ وہ بولی "رک جاؤ۔ تم میرے بہت کام آنے والے ہو۔ میں تمہیں مارنا نہیں چاہتی۔ مجھے چھوڑو اور۔۔۔"

وہ آگے نہ کہہ سکی پورس نے چپ کی مہر لگادی۔ کمرے میں گہری خاموشی چھاگئی۔ کھڑکی سے باہر سمندر کی لہریں شور مچا رہی تھیں۔ موج در موج بپھر رہی تھیں۔ کبھی ڈوب رہی تھیں۔ کبھی ابھر رہی تھیں۔ شرارتیں کررہی تھیں اور انسانی جذبات کی عکاسی کررہی تھیں۔

پیار کے لمحات میں وقت کیسے گزرتا ہے پتا نہیں چلتا اور شیوانی کو تو پتا ہی نہ چلا کیونکہ وہ گہری مدہوشی میں ڈوب گئی تھی۔ جب ہوش میں آتی تب پتا چلتا کہ پورس کس قدر زہریلا ہے۔

اس کے زہر نے وہ کام کیا جو زہریلی شراب نہیں کرسکتی تھی۔ وہ مدہوشی کے باعث جسمانی اور ذہنی طور پر کمزور ہوگئی تھی۔ پورس اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

جاپان کے سومو پہلوان گوشت کا پہاڑ ہوتے ہیں۔ اتنے وزنی ہوتے ہیں کہ کوئی عورت ان کے مقابلے پر آئے تو ان کے نیچے دب کر ٹماٹر کی طرح پچک جائے گی۔

شیوانی کبھی کسی مرد سے متاثر نہیں ہوتی ہے۔ کسی کو اپنے سے برتر نہیں سمجھتی تھی۔ وہ اب تک اپنی زندگی میں آنے والوں کو کمتر بناتی آئی تھی لیکن تقدیر اسے پورس کے مقابلے پر لے آئی تھی۔ اسے یہ خوش فہمی تھی کہ وہ اسے اپنا تابع بنا چکی ہے۔

لیکن اب بند آنکھوں کے پیچھے وہ خم ٹھونک کر اس کے مقابلے پر آئی تو پتا چلا پورس ایک سومو پہلوان ہے۔ وہ اس کے مقابلے پر آکر چاروں شانے چت ہوگئی ہے۔

عام حالات میں جو ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں پہنچتا تھا۔ اس کے خیالات پڑھنے میں ناکام رہتا تھا۔ کیونکہ اس کی تمام زہریلی سوچیں آپس میں گڈمڈ ہوتی رہتی تھیں۔ اب پورس کے زہر نے اس کی زہریلی سوچوں کو شانت کردیا تھا۔ اس کا ذہن پرسکون تھا اور وہ بند آنکھوں کے پیچھے ایک سومو پہلوان کو دیکھ رہی تھی۔

پورس نے اس کے اندر کہا "ہائے جانم! دیکھا تم نے مرد کا نشہ کیسا ہوتا ہے؟ اب تم مجھے اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکوگی اور نہ ہی اپنے الجھے ہوئے خیالات چھپا سکوگی۔"

شیوانی کے دماغ میں اس کی باتیں گونج رہی تھیں لیکن وہ سمجھ نہیں پارہی تھی۔ مدہوشی کی حالت میں اسے خود اپنا ہوش نہیں تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد بھی سمجھ نہ پاتی کہ پورس نے اسے پچھاڑ دیا ہے۔

پورس اس کی دماغی حالت کو سمجھ رہا تھا۔ وہ اس قابل تھی کہ اسے ہپناٹائز کیا جاتا اس نے شیوانی کے دل کو تو جیت لیا تھا۔ تنویمی عمل کے ذریعے جلد سے جلد دماغ کو بھی جیت لینا چاہتا تھا لیکن ابھی یہ ممکن نہیں تھا۔

اس نے بستر سے اٹھ کر اس کے بدن کو ایک چادر سے ڈھانپ دیا۔ باتھ روم میں جاکر غسل کرتے ہوئے سوچنے لگا اب شیوانی کو جمہوریہ چین سے دشمنی کرنے سے باز رکھ سکے گا۔ میرا زہر اس پر غالب آگیا ہے۔ تنویمی عمل کے ذریعے وہ فرماں بردار بن کر رہے گی۔ وہ رفتہ رفتہ ہم سب سے محبت کرنے لگے گی۔ شاید اسی لیے جناب عبداللہ واسطی نے ہدایت کی تھی کہ شیوانی کو کبھی نقصان نہ پہنچایا جائے۔

وہ غسل سے فارغ ہو کر کمرے میں آیا۔ شیوانی بستر پر بڑی بے ترتیبی سے بکھری گہری نیند میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس نے فون کے پاس آکر ریسیور اٹھایا نمبر ڈائل کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا "ہیلو نارنگ میں شیوانی کا دست راست آندرے بول رہا ہوں۔"

وہ طنزیہ انداز میں بولا "تم تو دست راست سے بھی کچھ زیادہ ہو میڈم کے ساتھ دن بھی گزارتے ہو اور۔۔۔ اور رات بھی۔"

"میں نے یہی پوچھنے کے لیے فون کیا ہے۔ کیا تم بھی رات گزارنا چاہتے ہو۔"

"ہم۔۔۔ میں میڈم کے ساتھ؟ کیوں مذاق کررہے ہو۔ وہ تو شاید میری صورت نہیں دیکھنا چاہتی ہیں۔ آج انہوں نے مجھے بہت ڈانٹا ہے۔ میری بہت انسلٹ کی ہے۔"

"ہاں جب وہ فون پر تمہیں جوتے مار رہی تھی۔ تب میں وہاں موجود تھا۔ مجھے یہ سوچ کر شرم آرہی تھی کہ تمہارے جیسا مرد ایک عورت سے گالیاں سن رہا تھا۔"

"تم میرے زخموں پر نمک چھڑک رہے ہو۔"

"میں تمہارے زخموں پر مرہم رکھنا چاہتا ہوں۔ تمہیں شیوانی کے تنویمی عمل سے نجات دلانا چاہتا ہوں۔"

"تم کیسے نجات دلاؤ گے تم خود ہی اس کے تابع بنے ہوئے ہو۔"

"اگر میں اس کا فرماں بردار ہوتا تو ابھی فون پر اس کے خلاف نہ بولتا۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں اس سے نجات حاصل کرچکا ہوں۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ تم نے کیسے نجات حاصل کی ہے؟"

"مجھے خوش قسمتی سے موقع مل گیا۔ آخر دن رات ساتھ رہتا ہوں موقع ملتے ہی اسے دبوچ لیا ہے۔ اب یہ میرے سامنے بے ہوش پڑی ہوئی ہے۔"

"مجھے یقین نہیں آرہا ایسا ہوسکتا ہے۔ تمہیں موقع مل سکتا ہے مگر میں کیسے یقین کروں؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ یہاں آؤ اپنی آنکھوں سے شیوانی کو بے ہوش اور بے یارومددگار دیکھو اور یقین کرلو۔"

"تم میڈم کے ساتھ کہاں ہو۔"

"میں سی سائڈ ہوٹل کے روم نمبر ۲۰۷ میں ہوں۔ کیا ابھی آرہے ہو؟ دیر کروگے تو شیوانی ہوش میں آجائے گی۔"

"دیر نہیں ہوگی میں ابھی آرہا ہوں۔"

نارنگ نے فون کو بند کیا۔ فوراً ہی لباس تبدیل کیا ایک ریوالور کے چیمبر کو چیک کیا۔ وہ پوری طرح لوڈ تھا۔ وہ اپنی رہائش گاہ سے نکل کر باہر آیا پھر کار میں بیٹھ کر اس ہوٹل کی طرف جاتے ہوئے سوچنے لگا "جب آندرے موقع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے تو میں بھی یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دوں گا۔ وہاں پہنچ کر حالات کا جائزہ لوں گا۔ آندرے میرے نشانے پر آئے گا تو کوئی لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اسے گولی ماردوں گا۔"

تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسے حالات میں دوسروں کو نقصان پہنچانے اور خود فائدہ اٹھانے کی باتیں سوچتے ہیں۔ وہ بھی یہی سوچتا ہوا ہوٹل کے احاطے میں پہنچ گیا۔ کار سے اتر کر ہوٹل کے اندر آیا۔ کاؤنٹر گرل سے بولا "روم نمبر ۲۰۷ میں میرا دوست اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ ہے۔ انہیں اطلاع دو میں ملنا چاہتا ہوں۔"

کاؤنٹر گرل نے فون کے ذریعے روم نمبر ۲۰۷ سے رابطہ کیا۔ ادھر سے پورس کی آواز سنائی دی۔ کاؤنٹر گرل نے کہا "ایک صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں ان سے بات کریں۔"

اس نے ریسیور نارنگ کو دیا۔ وہ ریسیور کو کان سے لگا کر بولا "ہیلو! آندرے میں ہوں جیمس ہارورڈ۔"

پورس نے کہا "میں انتظار کررہا ہوں۔ چلے آؤ۔"

وہ کاؤنٹر گرل کو ریسیور دے کر وہاں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا فرسٹ فلور پر آیا۔ ایسے وقت وہ غیر معمولی قوت سماعت کے ذریعے پورس اور شیوانی کی طرف توجہ دے رہا تھا۔ اس نے شیوانی کی آواز بڑی دیر سے نہیں سنی تھی اس طرح اس کی بے ہوشی کا یقین ہورہا تھا۔ ابھی پورس کی بھی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ یہ بات سمجھ میں آرہی تھی کہ اس کمرے میں کوئی تیسرا نہیں ہے۔ شیوانی بے ہوش پڑی ہوئی ہے جب وہ دستک دے گا تو پورس دروازہ کھولنے آئے گا۔

اس نے سوچا "بس یہی موقع ہے۔ دروازہ کھلتے ہی

سامنا ہوتے ہی اسے گولی مار دوں گا۔ پہلے راستے کا کانٹا ہٹاؤں گا پھر شیوانی تو بے ہوش ہے۔ اسے آسانی سے شکنجے میں لے لوں گا۔"

وہ روم نمبر ۲۰ کے دروازے پر آیا پھر اپنے لباس کے اندر سے ریوالور نکال کر دروازے پر دستک دی۔ دستک کے جواب میں کسی نے دروازہ نہیں کھولا۔

اس نے سوچا "مجھے دستک نہیں دینا چاہیے یہ کال بیل کس لیے ہے؟"

اس نے کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ اندر بجنے والی گھنٹی کی آواز باہر سنائی دی۔ اس نے انتظار کیا مگر پورس دروازہ کھولنے نہیں آیا اس بار اس نے دستک دینے کے لیے دروازے پر ذرا زور سے ہاتھ مارا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ کھلے ہوئے دروازے سے دور ایک بیڈ پر شیوانی گہری نیند میں نظر آرہی تھی۔

وہ محتاط انداز میں اندر آیا۔ دبے قدموں آگے بڑھتے ہی دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ اسے پورس نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے اونچی آواز میں کہا "آندرے کیا بات ہے؟ مجھے یہاں بلا کر کیوں چھپے ہوئے ہو؟ مجھے شبہ تھا کہ تم ایسی کوئی حرکت کرو گے کہاں ہو تم؟"

اسے پورس کی آواز سنائی دی "کبھی پیچھے بھی دیکھا کرو۔"

وہ ایک دم سے چونک کر پلٹ گیا۔ پلٹتے ہی منہ پر ایسا زبردست گھونسا پڑا کہ آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور گر گیا وہ کالا جادو اور ٹیلی پیتھی جانتا تھا اور غیر معمولی قوت سماعت رکھتا تھا لیکن فائٹر نہیں تھا۔ دشمنوں سے دو دو ہاتھ کرنا نہیں جانتا تھا وہ ایک ہی گھونسے میں چکرا کر گر پڑا۔

پورس نے فرش پر سے ریوالور اٹھاتے ہوئے کہا "چلو اٹھو۔"

وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا "یہ اچھی بات نہیں ہے میں تمہیں دوست سمجھ کر ملنے آیا ہوں اور تم میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو۔"

پورس نے کہا "مجھے دوست سمجھ کر ریوالور تحفے میں دینے آئے ہو۔ ہمیں کبھی ہتھیار کی ضرورت نہیں پڑتی۔"

اس نے ریوالور کو نارنگ کے قدموں میں پھینک دیا۔ اس نے حسرت سے ریوالور کو دیکھا اس وقت یہ شدید خواہش تھی کہ فوراً ریوالور اٹھا کر پورس کو گولی مار دے۔

پورس نے اس کے دماغ میں آنا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ پریشان ہو کر کہا "میں تمہیں اپنے اندر نہیں آنے دوں گا۔"

"میں سمجھ رہا تھا ایک ہی گھونسے میں تمہارے دماغ کا دروازہ کھل جائے گا مگر نہیں کھل رہا تھا۔ سوری اب مجھے تالا توڑنا ہو گا۔"

پورس نے اس کے منہ پر دوسرا گھونسا رسید کیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا ذرا دور جا کر فرش پر گر پڑا پہلے ہی گھونسے میں ناک سے اور باچھوں سے لہو رسنے لگا تھا۔ دوسرے گھونسے میں دو دانت ٹوٹ کر باہر آگئے۔

پورس نے اس کے اندر کہا "سوری میں نے دماغ کا تالا توڑا تمہارے دانت بھی ٹوٹ گئے۔ آرام سے یہیں فرش پر لیٹے رہو۔ تمہیں تکلیف ہو رہی ہے یہیں آرام کرو آنکھیں بند کر کے اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دو۔"

وہ گھبرا کر بولا "نہیں میں تمہیں ہپناٹائز کرنے نہیں دوں گا۔"

"مجھے کچھ نہ کرنے دو مگر اچھے بچے کی طرح چپ چاپ سو جاؤ۔"

وہ جانتا تھا کہ سوئے گا تو اپنی آزادی کھوئے گا۔ شیوانی کی قید سے نکل کر اس کا قیدی بن جائے گا۔ وہ نہیں سوئے گا۔ اس آندرے کو اپنے اوپر مسلط نہیں ہونے دے گا۔

وہ سوچ رہا تھا اور غیر شعوری طور پر زیر اثر آتا جارہا تھا۔ آنکھیں بند ہوتی جارہی تھیں۔ اس طرح وہ رفتہ رفتہ گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔ اس کے بعد وہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔

○☆○

بیکر برائٹ اور تھری جے بوٹ میں تھے ان کے علاوہ اور چھ مسافر تھے۔ جن میں دو عورتیں اور چار مرد تھے۔ وہ بوٹ وسیع و عریض سمندر میں ایک تنکے کی طرح بہتی جارہی تھی۔ حدِ نظر تک پانی ہی پانی تھا۔ زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی نظر نہیں آرہا تھا۔ ساحلی علاقے اتنی دور تھے کہ پرندے بھی اڑتے ہوئے دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ اوپر صرف آسمان تھا۔ نیچے صرف پانی تھا۔ ایسی جگہ ایک دشمن دوسرے دشمن کو نقصان پہنچا کر وہاں سے فرار نہیں ہو سکتا تھا۔

بیکر برائٹ، جے کافو اور جے فلو نے ایک دوسرے کو جانی نقصان پہنچانے کی کوششیں کی تھیں لیکن وہ ایک دوسرے کے قابو میں نہیں آئے تھے۔ ان تینوں کے پاس ریوالور بھی تھے اور ٹیلی پیتھی کے ہتھیار بھی تھے۔ بعض حالات میں کوئی بھی ہتھیار کام نہیں آتا۔ حالات سے سمجھوتا کر کے کسی سنہری موقع کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔

انہوں نے یہی کہا تھا "ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کے

...ئے اپنے اپنے ریوالور خالی کردیے تھے اور یہ طے کیا تھا ...اس بوٹ میں امن و امان سے رہیں گے اور ممبئی پہنچ کر ...ک دوسرے سے دور ہو جائیں گے۔ بوٹ کے دوسرے ...زان کے اس فیصلے سے مطمئن ہو گئے تھے۔

بوٹ کے پائلٹ نے کہا "تم تینوں سمجھ دار ہو یہاں ...یاں چلاتے تو دوسرے مسافروں کو نقصان پہنچتا پھر تم ...ہا ایک دوسرے سے کم نہیں ہو فائرنگ کے نتیجے میں تینوں ...ارے جاتے۔"

بیکر برائٹ ایک سیٹ پر آکر بیٹھ گیا تھا۔ جے کافو اور جے ...اس کے پیچھے دوسری جگہ جا کر بیٹھنا چاہتے تھے۔ بیکر نے ...جگہ سے اٹھ کر کہا "سنو میرے پیچھے جا کر نہ بیٹھو۔ پیچھے ...ہ کسی وقت بھی حملہ کر سکتے ہو۔"

جے کافو نے کہا "بکواس مت کرو۔ ہمارے درمیان ...ہوتا ہو چکا ہے۔"

"تم بکواس مت کرو۔ سمجھوتے کے بعد بھی دھوکا دیا ...سکتا ہے۔ ہم ممبئی پہنچنے تک ایک دوسرے کے سامنے ...بے رہیں گے۔"

بیکر وہاں سے اٹھا اور ان کے سامنے ایک سیٹ پر آکر ...ہ گیا۔ وہ دونوں اسے غرا کر دیکھنے لگے۔ انہوں نے اپنی اپنی ...امتی کے لیے سمجھوتا کیا تھا مگر کسی پر اعتماد نہیں کیا تھا۔ ...تینوں کے ذہنوں میں یہ بات تھی کہ بمبئی پہنچنے تک ...ہلک کسی طرف سے دھوکا ہو سکتا ہے۔ ان میں سے کوئی ...موقع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ وہ تینوں اپنی اپنی جگہ ...ت سوچ رہے تھے۔

ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی کسی پر بھروسا نہیں کرتے یا ...گلے کی جان لے لیتے ہیں یا اسے زخمی کر کے اپنا غلام ...بناتے ہیں۔ جے ساموا پنے دونوں ساتھیوں کے اندر موجود ...وہ تینوں سوچ رہے تھے کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ان ...غلام بن سکتا ہے۔ کسی طرح اسے زخمی کیا جا سکتا ہے۔

بیکر برائٹ سوچ رہا تھا "یہ دو نہیں ہیں۔ کوئی تیسرا بھی ...کے پاس آتا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ...ناجے ہیں یہ مجھے غلام بنانے کے لیے کسی طرح کی بھی ...رکات سے باز نہیں آئیں گے۔"

جے فلو نے ناگواری سے کہا "اے! ہمیں اس طرح ...ر کر کیوں دیکھ رہے ہو؟"

"میں تم دونوں کو پہچان رہا ہوں ایک تیسرا ٹیلی پیتھی ...نے والا تمہارے اندر موجود ہے۔ بولو ہے یا نہیں؟"

"ہاں ہے ہمارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی ہیں۔"

"تم صرف تین ہو کوئی چوتھا نہیں ہے۔"

"کوئی چوتھا نہیں ہے تو کیا فرق پڑتا ہے؟"

"تو پھر مانتے ہو کہ تم صرف تین ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ میں نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تم تھری جے ہو۔"

وہ دونوں ہنسنے لگے پھر ایک نے کہا "تم ہمارے متعلق جو بھی رائے قائم کرتے رہو۔ ہم نے تمہارے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا ہے کہ تم کون ہو؟"

دو عورتیں بیکر برائٹ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں ان میں سے ایک نے کہا "تم تینوں آپس میں باتیں نہ کرو۔ خوا مخواہ بات بڑھے گی تو اس چھوٹی سی بوٹ کا امن و امان ختم ہو جائے گا۔"

جے فلو نے اس عورت کی بات سن کر جے کافو سے خیال خوانی کے ذریعے کہا "میں اس عورت کے دماغ میں رہوں گا یہ ہمارے دشمن کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے پاس کوئی چھوٹا بڑا چاقو بھی ہے۔"

جے کافو نے کہا "کوشش کرو۔ ہمیں کسی طرح بھی اسے زخمی کرنا ہے۔ میں پائلٹ کے دماغ میں ہوں اس کے ذریعے اس شخص کے دماغ میں پہنچوں گا جو ہمارے دشمن کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے۔"

جے ساموا نے کہا "پیچھے سے کیا ہوا حملہ ضرور کامیاب ہوتا ہے۔ میں بھی کوشش کر رہا ہوں اس کم بخت کی تقدیر اچھی ہے ابھی تک ہمیں کوئی موقع نہیں مل رہا ہے۔"

دو چار دشمن آمنے سامنے ہوں تو سازشوں سے باز نہیں آتے۔ بیکر برائٹ بھی موقع کی تاک میں تھا۔ جے کافو اور جے فلو کے قریب ایک جوان خوب صورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ بیکر اس کے اندر پہنچا ہوا تھا اس کا نام امیلی تھا۔ وہ عیسائی تھی۔ اورنج کلر کے اسکرٹ اور بلاؤز میں اپنے عمر کی بہاریں دکھا رہی تھیں۔ وہ اکثر فضائی راستے سے یا بحری راستے سے گوا سے ممبئی اور ممبئی سے گوا جاتی آتی رہتی تھی اس کا ایک چھوٹا سا گینگ تھا۔ اس گینگ کے افراد ہیرے اور ڈرگس ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے تھے۔ کسی انڈر ورلڈ کے لیے کام کرتے تھے اور خوب مال کماتے تھے۔

اس وقت امیلی کے ہینڈ بیگ میں دو کروڑ کے ہیرے

تھے۔ وہ گوا کے کسٹمز والوں کو بے وقوف بنا کر ہیرے لے آئی تھی۔ اب فکر مند تھی کہ ممبئی کے کسٹمز والوں سے کس طرح بچ کر نکلے گی۔ اگرچہ انڈر ورلڈ والوں کے ہاتھ بہت لمبے تھے۔ وہ شاید ہی کبھی قانون کی گرفت میں آتے تھے۔ اتفاقاً کبھی کسی کی شامت آجاتی تھی۔ اعلیٰ کی شامت بھی آسکتی تھی وہ یہی سوچ کر پریشان ہو رہی تھی۔

بیکر نے اس کی سوچ میں کہا "میں ٹیلی پیتھی کے بارے میں کیا جانتی ہوں؟ اگر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں آجائے تو میں کیا کروں گی؟"

اعلیٰ نے اپنی سوچ میں کہا "میں خوشی سے پاگل ہوجاؤں گی۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مدد سے ممبئی کے کسٹمز والوں کو غائب دماغ بنا کر آسانی سے ہیرے لے جاؤں گی مجھے دو کروڑ کے ہیروں کے عوض کمیشن کے طور پر پانچ لاکھ روپے ملیں گے۔"

اسے پہلے کبھی اتنی بڑی رقم نہیں ملی تھی۔ ہمیشہ خطرات سے کھیلنے کے بعد پچاس ساٹھ ہزار مل جایا کرتے تھے۔ وہ خوب دولت کمانا چاہتی تھی۔ اس بار یکمشت پانچ لاکھ روپے ملنے والے تھے۔ وہ خوشی کے مارے اپنے ساتھیوں سے الگ ہو کر تنہا سمندری راستے سے ہیرے اسمگل کر رہی تھی۔

بیکر نے اس کی سوچ میں کہا "میری مدد کے لیے کوئی میرے دماغ میں آئے گا تو میں حیرت کا اور مسرت کا اظہار نہیں کروں گی۔ ایسا کرنے سے آس پاس کے لوگوں کو شبہ ہوگا۔ وہ پوچھیں گے کہ میں اچانک پاگلوں کی طرح کیوں خوش ہو رہی ہوں؟"

اعلیٰ نے سوچا "نہیں میں اپنے چہرے سے خوشی ظاہر نہیں کروں گی۔ بڑی رازداری سے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے مدد مانگوں گی۔"

تب بیکر نے اس کے دماغ میں کہا "ہیلو اعلیٰ! انسان جو سوچتا ہے وہ نہیں ہوتا مگر تم جو سوچ رہی تھیں وہ ہو رہا ہے۔"

اعلیٰ نے ایک ہاتھ سے اپنے سر کو تھام لیا تھا۔ بڑی حیرانی سے ایک اجنبی کی آواز سن رہی تھی۔ بیکر نے کہا "تمہارے چہرے سے حیرانی ظاہر ہو رہی ہے اپنا ہاتھ سر سے ہٹاؤ۔ ایسی حرکتوں سے لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں گے۔"

اعلیٰ نے فوراً اپنا ہاتھ سر سے ہٹا لیا۔ کوشش کرنے لگی کہ چہرے سے حیرانی ظاہر نہ ہو۔ بیکر نے کہا "شاباش بالکل نارمل اور پرسکون رہو۔ جیسے کوئی غیر متوقع حالات پیش نہ آرہے ہوں۔"

وہ بولی "میں۔۔۔ میں نارمل ہوں مگر مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ ابھی میں نے ایسی خواہش کی تھی جو کبھی پوری نہیں ہوسکتی تھی ایسی خواہش ایک مذاق سے زیادہ اور کچھ نہیں ہوتی۔۔۔ مگر۔ مگر۔۔۔"

"مگر یہ مذاق نہیں ہے اور تمہاری یہ خواہش پوری ہو رہی ہے۔ میں تمہارے اندر بول رہا ہوں۔ تمہیں یقین دلانے کے لیے تمہارے اندر کی بات بتا سکتا ہوں۔"

"ہاں کچھ ایسی باتیں بتاؤ کہ مجھے یقین ہوجائے۔"

"تمہارے ہینڈ بیگ میں بیش قیمت ہیرے ہیں۔ تم ان ہیروں کو صرافہ بازار کے سیٹھ گردھاری لال کے پاس پہنچاؤ گی یہ دو کروڑ کے ہیرے ہیں۔ گردھاری لال تمہیں پانچ لاکھ روپے دے گا۔ کچھ اور پوچھو۔ کچھ اور بتاؤں! میں ممبئی کے کسٹمز والوں کو غائب دماغ بنا دوں گا تم بڑی بے باکی سے یہ ہیرے لے جاسکو گی۔"

وہ خوش ہو کر بولی "او گاڈ! سو مینی تھینکس میں جو چاہتی تھی تم وہی میرے لیے کرنا چاہتے ہو۔ میں کیا بتاؤں میں اپنی خوشیوں کو کس طرح اپنے اندر دبا رہی ہوں۔ میرا تو جی چاہتا ہے کہ خوشی سے اٹھ کر ناچنے لگوں۔"

"اس طرح ناچتے ناچتے جیل پہنچ جاؤ گی۔ دانش مندی یہی ہے کہ خوش ہونا بھول جاؤ گہری سنجیدگی اختیار کرو۔"

"میں یہی کوشش کر رہی ہوں۔ تم میرے اندر رہ کر میری حالت کو سمجھ رہے ہوگے۔"

"تم اسی طرح میری ہدایات پر عمل کرتی رہو گی تو میں ممبئی تک تمہارے ساتھ رہوں گا۔ تمہارے کام آتا رہوں گا۔"

"میں تمہارے ایک ایک حکم کی تعمیل کرتی رہوں گی یہ بتاؤ تم میرے اندر کیسے پہنچ گئے؟ کیا مجھے پہلے سے جانتے ہو؟"

"میں نے آج ہی تمہیں دیکھا ہے اور اس بوٹ میں دیکھ رہا ہوں۔ تم بہت خوب صورت ہو تمہیں آئیڈیل بولی کہنا چاہیے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں اپنی مسرتوں کو کیسے چھپاؤں۔ تم میرے اتنے قریب ہو اسی بوٹ میں ہو مجھے دیکھ رہے ہو۔ میرے حسن کی تعریف کر رہے ہو۔ میرے جیسی خوش نصیب لڑکی کوئی نہیں ہوگی۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا میرا مددگار بھی ہے اور شاید مجھے پسند بھی کر رہا ہے۔"

"ہاں پسند کر رہا ہوں تمہیں چاہتا ہوں۔ دوستی کرو گی؟"

"اِٹس مائی پلیژر۔ میں یہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ

[رہی] ہوں۔ اب مجھ سے خوشیاں برداشت نہیں ہوں گی۔"

وہ فوراً ہی اٹھ کر تیزی سے چلتی ہوئی ایک ٹائلٹ میں [چلی] گئی۔ اندر جاتے ہی دروازے کو بند کر کے دونوں ہاتھوں [سے] اپنے منہ کو دبا کر مارے خوشی کے ہنسنے لگی اور ہنسی کو [روکنے] لگی۔ ایک ہی دن میں ایک ہی وقت میں اسے وہ سب [م]ل رہا تھا۔ جس کی تمنا ہر جوان لڑکی کو ہوتی ہے۔

دوسری طرف جے فلو اس عورت کے دماغ میں پہنچا ہوا [تھا]۔ جو بیکر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی وہ اعلیٰ کی طرح ایک [کم س]ن دوشیزہ تو نہیں تھی لیکن ایک بھرپور جوان عورت تھی۔ [کس]ی کو پھانسنا ہو تو پہلے اس کی ضرورتوں کو سمجھا جاتا ہے پھر [اس] کی ضرورتیں پوری کرتے رہو تو پھر وہ دل و جان سے قربان [ہوت]ی رہتی ہے۔ جے فلو نے اس عورت کے خیالات پڑھے [تو پتا] چلا کہ وہ بڑی سی ٹوکری میں بڑی بڑی سکھائی ہوئی مچھلیاں [لی]ے جا رہی ہے۔

ساحلی علاقوں کے ماہی گیر مچھلیاں پکڑ کر مہاجنوں کو [ف]روخت کر دیتے تھے جو مچھلیاں بچ جاتی تھیں۔ انہیں اچھی [طر]ح نمک مسالہ لگا کر دھوپ میں سکھاتے تھے۔ ایسی مچھلیاں [س]وکھ جانے کے بعد کبھی خراب نہیں ہوتیں مہینوں تک [ک]ھانے کے قابل رہتی ہیں۔ بڑے بڑے شہروں میں ایسی [مچ]ھلیوں کے اچھے دام مل جاتے ہیں۔

وہ عورت جو سوکھی مچھلیاں لے جا رہی تھی۔ اس کا نام [کم]لا بائی تھا۔ وہ مچھلیوں کے پیٹ کے اندر چرس بھر کر لے [جا ر]ہی تھی۔ وہ پانچ سو روپے کی مچھلیاں تھیں لیکن وہ ممبئی [جا]کر پندرہ ہزار روپے کمانے والی تھی۔

کملا بائی کے ساتھ بھی یہی مسئلہ تھا۔ وہ بھی ممبئی کے [کسٹ]مز والوں سے خوف زدہ تھی۔ دل ہی دل میں بھگوان سے [پر]ارتھنا کر رہی تھی کہ کسٹمز والوں سے بچ کر نکل جائے گی اور [پند]رہ ہزار کما لے گی تو مندر میں پانچ سو روپے کا چڑھاوا [چڑ]ھائے گی۔

جے فلو نے بھی وہی طریقہ استعمال کیا جو بیکر نے اعلیٰ [کے] ساتھ کیا تھا۔ اس نے پہلے کملا بائی کو اس کی ہی سوچ کے [ذ]ریعے اس بات پر آمادہ کیا کہ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس [کی] مدد کے لیے اس کے اندر آئے گا تو وہ اچانک حیرت اور [مس]رتوں کا اظہار نہیں کرے۔۔۔ گی ورنہ بھید کھل جائے گا کہ [وہ چ]رس اسمگل کر رہی ہے اور کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس [کی م]دد کر رہا ہے۔

جے فلو کو جب یقین ہوگیا کہ کملا بائی کوئی کام نہیں [بگا]ڑے گی تو اس نے خود کو اس کے اندر ظاہر کیا اسے یقین دلایا کہ وہ اپنی تمام مچھلیوں کو کسٹمز والوں کے سامنے سے لے جائے گی اور اسے کوئی نہیں روکے گا۔ وہ خوش ہو کر بولی "بابو صاحب! تم کون ہو؟ میرے کو کیسے جانتے ہو۔"

جے فلو نے کہا "یہ نہ پوچھو کہ میں کون ہوں اور تمہیں کیسے جانتا ہوں۔ میں تمہارا کام کروں گا۔ تم میرا کام کرو گی۔ بولو منظور ہے؟"

"میرے کو سر سے پاؤں تک منظور ہے۔ تمہارا جو بھی کام ہوگا میں کروں گی۔ میرے کو کام بتاؤ۔"

"جس بڑے ٹوکرے میں تم نے مچھلیاں رکھی ہیں۔ اس میں مچھلیاں کاٹنے کے لیے ایک بڑا سا چاقو بھی رکھا ہوا ہے۔ تم اس چاقو سے میرے ایک دشمن کو زخمی کرو گی۔"

وہ گھبرا کر بولی "ہائے رام! میں زندہ مچھلیوں کو مارتی ہوں مگر کبھی کسی آدمی کو نہیں مارا۔ مجھ سے یہ کام نہیں ہوسکے گا۔"

"تم میرے دشمن کو جان سے نہیں مارو گی۔ صرف زخمی کرو گی۔"

"میں پکڑی جاؤں گی یہ لوگ میرے کو پولیس کے حوالے کردیں گے۔ بابو صاحب! کوئی دوسرا کام بولو؟"

"بس یہی ایک کام ہے اور یہ کام تم خود نہیں کرو گی۔ میں تم سے کراؤں گا۔ تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا کہ پلک جھپکتے ہی کیا کر چکی ہو۔"

"بابو صاحب! تمہارا وہ دشمن کون ہے؟"

"میرا دشمن تمہاری ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہے۔ خبردار! اسے چونک کر نہ دیکھنا وہ ہوشیار ہوجائے گا۔"

"میں اسے نہیں دیکھ رہی وہوں مگر گوا سے یہاں تک اچھی طرح دیکھ چکی ہوں یہ ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے دو آدمیوں سے لڑ رہا تھا اور وہ دونوں بھی اس سے لڑ رہے تھے۔"

پھر وہ ایک دم سے چونک کر بولی "ہائے رام کیا تم وہی دشمن ہو۔ میرے اندر بھی ہو اور سامنے بھی بیٹھے [ہو]"

"تمہارا نہیں اس کم بخت کا دشمن ہوں ا[سے] توجہ سے نہ دیکھو اسے شبہ ہو رہا ہے۔"

"میں تمہیں نہیں دیکھوں گی مگر مجھے اچھی طر[ح بتاؤ] کہ تم مجھے کس طرح پولیس والوں سے بچاؤ گے۔ میں [غریب] عورت ہوں میرا ہزاروں روپے کا مال پولیس والوں کے [ہاتھ] لگ جائے گا۔"

جے فلو اسے سمجھانے لگا۔ دوسری طرف بیکر اعلیٰ کو سمجھا رہا تھا کہ باتھ روم سے نکل کر اسے کیا کرنا چاہیے۔

اعملی نے اپنے لباس کے اندر سے ایک چھوٹے سائز کا پستول نکالتے ہوئے کہا "میں ابھی تمہارا کام کروں گی۔ مجھے تم پر بھروسا ہے۔ تم مجھے پولیس کے ہاتھ لگنے نہیں دو گے۔"

وہ ٹائلٹ کا دروازہ کھول کر باہر آئی۔ بیکر نے اسے سمجھا دیا تھا کہ وہ دونوں بلیو شرٹس اور بلیک پینٹ میں ملبوس ہیں اور یہ وہی دونوں ہیں۔ جن کے پاس اعملی بیٹھی ہوئی تھی۔

اعملی نے ٹائلٹ سے باہر نکلتے ہی پہلے جے کانو کا نشانہ لیا اور گولی چلا دی پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر دوسری گولی جے فلو کے بازو پر ماری اس کا نشانہ بڑا پکا تھا۔ اس نے بیکر کی ہدایت کے مطابق ان دونوں کو صرف زخمی کیا تھا۔

وہ دونوں گولی کھاتے ہی چیخ پڑے۔ دوسری طرف بیکر کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ کملا بائی نے چاقو سے اچانک حملہ کیا تھا۔ اس کے حملہ کرتے ہی بیکر نے ایک ذرا پہلو بدلا تھا۔ جس کے نتیجے میں چاقو سے گہرا زخم نہیں لگا۔ ہلکی سی خراش آئی تھی۔ اس کے باوجود وہ گھبراہٹ کے مارے چیخ پڑا تھا۔

دوسری طرف کملا بائی گھبرا کر اس سے دور ہو گئی۔ بوٹ کے تمام مسافر حیرانی اور پریشانی سے ان دو عورتوں کو دیکھنے لگے۔ وہ سب پستول سے خوف زدہ تھے یہ ڈر تھا کہ جو بولے گا۔ اعملی اسے گولی مار دے گی۔

بیکر نے اس کے اندر کہا "اعملی بالکل گونگی بن جاؤ۔ تم نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو زخمی کیا ہے۔ تیسرا خیال خوانی کرنے والا ان کے اندر موجود ہے۔ وہ تمہاری آواز سنے گا تو تمہارے اندر آکر نقصان پہنچائے گا۔"

بیکر نے کملا بائی سے کہا "تم مجھ سے نہ ڈرو میں جانتا ہوں۔ تم نے اپنی مرضی سے مجھ پر چاقو نہیں چلایا تھا اور میں تمام مسافروں سے کہتا ہوں کہ وہ خوف زدہ نہ ہوں۔ اعملی اپنے پستول سے کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔ کوئی اعملی سے کچھ نہ بولے۔"

"وہ تیزی سے چلتا ہوا اعملی کے پاس آیا پھر اس سے ہے۔" کر بولا "جے سامو! میں نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ تم اعملی جے ہو مگر اب ون جے رہ گئے ہو۔ اب یہ دونوں حیرانی سے رحم و کرم پر ہیں۔ میں تمہاری کوئی چال کامیاب "تمہا ہیں دوں گا۔ میں نے اعملی سے پستول لے لیا ہے۔ ہٹائے مجھ سے نہیں چھین سکو گے۔ اب میں تمہارے دو تھیوں کے اندر جا رہا ہوں مجھے روک سکتے ہو تو روک لو۔"

وہ جے کانو کے اندر آکر بولا "ہیلو کانو! بہت خوش فہمی تھی کہ تم تین ہو اور میں تنہا ہوں۔ تم نے مجھے زخمی کرنے کے لیے کملا بائی کو استعمال کیا مگر مجھے ہلکی سی خراش آئی۔ تم دیکھ رہے ہو، میں خیال خوانی کے قابل ہوں اور تم دونوں بے؟" ناکارہ ہو چکے ہو۔"

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولا "تم قسمت کے دھنی ہو۔ کملا بائی ایک ذرا سا چوک گئی اور تم جیت گئے۔"

اس کے اندر جے سامو کی آواز سنائی دی "مگر میری کوشش ہو گی کہ اپنے دونوں ساتھیوں کو ہارنے نہ دوں۔"

"تم کوششیں کرتے رہو گے اور ناکام ہوتے رہو گے۔"

"اور تم پریشان ہوتے رہو گے۔ میں تمہیں سکون سے نہیں رہنے دوں گا۔ ایسی چال چلوں گا کہ ممبئی پہنچ کر تمہارے ہوش اڑ جائیں گے۔"

"مات کھانے والے دشمن اسی طرح دھمکیاں دیتے ہیں۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔"

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ اسے دھمکی نہ سمجھو۔ میدان تمہارے ہاتھ ہے۔ انتقامی کارروائی کرنے کے سلسلے میں جلدی نہ کرو۔ میں نے پائلٹ سے معلوم کیا ہے یہ بوٹ ایک گھنٹے بعد ممبئی پہنچے گی تم کم از کم آدھے گھنٹے تک موجودہ حالت پر ہر پہلو سے غور کرو اور سوچو کہ میں کس راستے سے تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں۔"

"تم ہی بتا دو کس راستے سے نقصان پہنچا سکتے ہو۔"

"کئی راستے ہیں۔ ابھی تمہیں عقل سکھانے کے لیے صرف ایک راستہ بتا رہا ہوں۔ جب تم کسٹمز والوں اور پولیس والوں کے درمیان سے گزرو گے تو میں ان میں سے کسی کے بھی دماغ پر قبضہ جما کر اس کی گن سے تمہیں زخمی کر دوں گا اور بھی ہتھکنڈے ہیں تم کہاں کہاں سے بچو گے۔"

بیکر سوچ میں پڑ گیا۔ جے سامو اپنے دونوں ساتھیوں کو تحفظ دینے کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ کسی کے بھی ذریعے اسے گولی مار سکتا تھا۔ اس نے کہا "بے شک تم میرے لیے دشواریاں پیدا کر سکتے ہو۔ لہٰذا میں بھی اپنے طور پر احتیاطی تدبیر کر رہا ہوں۔"

اس نے اعملی سے کہا "میری ہدایت پر سختی سے عمل کرتی رہو گونگی بنی رہو۔ جان بھی چلی جائے تو منہ سے آواز نہ نکالنا۔ تیسرا خبیث تمہارے دماغ میں گھس آئے گا۔"

وہ اعملی کے دماغ میں بول رہا تھا۔ اسے سمجھا رہا تھا کہ وہ صرف سوچ کے ذریعے اس سے گفتگو کر سکے گی۔

وہ بولی "تم میرے آئیڈیل ہو۔ میں تمہارے ساتھ رہنے کے لیے تمہاری ہدایات پر عمل کرتی رہوں گی۔ کیا تم اس تیسرے دشمن کو بھی اسی طرح شکست نہیں دے سکو

"میں پوری کوشش کر رہا ہوں۔ میری کامیابی کا انحصار تمہارے گونگے بن کر رہنے پر ہے۔"

"تم میری ضد اور قوت ارادی کو ابھی نہیں جانتے ہو جو بات کہہ دیتی ہوں اس پر مرتے دم تک قائم رہتی ہوں۔ تم یقین کرو جب تک تم اجازت نہیں دو گے میں منہ سے ایک آواز نہیں نکالوں گی۔"

"میری ایک اہم بات یاد رکھو۔ ہو سکتا ہے ممبئی پہنچ کر دشمن مجھے نقصان پہنچائے۔ ایسا وقت آتے ہی تم مجھ سے ذرا اپنا پستول لے کر ان دونوں کو گولی مار دینا جو ابھی زخمی پڑے ہیں۔"

اعملی کو یہ باتیں سمجھا کر وہ پھر جے کانو کے دماغ میں آیا پھر اس سے بولا "کیا جے سامو موجود ہے؟"

جے کانو نے بولا "یہاں نہیں ہے۔ شاید جے فلو کے پاس ہو گا۔"

بیکر نے جے فلو کے اندر آکر پوچھا "کیا جے سامو موجود ہے؟"

جے سامو نے کہا "ہاں میں موجود ہوں۔ کیا تم نے غور کیا ہے کہ دشمنی کتنی مہنگی پڑے گی۔"

"دشمنی دونوں کو مہنگی پڑ رہی ہے آئندہ اس سے بھی زیادہ مہنگی پڑے گی۔ تم نے دھمکی دی تھی کہ ممبئی پہنچتے ہی تم کسی کے بھی ذریعے مجھے ہلاک کر سکتے ہو۔"

"کیا میں نہیں کر سکتا؟"

"شیطان کچھ بھی کر سکتا ہے۔ میں نے احتیاطی تدبیر کی ہے۔ تم کسی کے ذریعے جیسے ہی گولی چلاؤ گے اسی لمحے اعملی تمہارے دونوں ساتھیوں کو گولی مار دے گی۔ میں مرتے مرتے بھی ان دونوں کو لے مروں گا۔ اب تمہارے غور کرنے کا وقت آیا ہے۔"

پھر وہی حالات پیدا ہو گئے تھے۔ جے کانو اور جے فلو کے ناکارہ ہونے کے باوجود جے سامو کی وجہ سے ان کا پلڑا بھاری تھا۔ وہ بیکر کو کسی وقت بھی کسی کے ذریعے بھی ہلاک کر سکتا تھا۔

اور بیکر نے اپنے بچاؤ کی تدبیر کی تھی۔ جے سامو کو اس فکر میں مبتلا کر دیا تھا کہ اسے گولی ماری گئی تو اس کے دونوں ساتھی بھی زندہ نہیں بچیں گے۔

جب مخالفین کے درمیان ایسے حالات پیدا ہو جاتے تھے تو سمجھوتے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں رہ جاتا۔ سب اپنی اپنی جان بچانے کے لیے مجبوراً سمجھوتا کرتے ہیں۔

ٹیلی پیتھی کے سلسلے کی پہلی کتاب

ٹیلی پیتھی
اور
مستقبل بینی

ٹیلی پیتھی کے ذریعے مستقبل بینی کیسے کی جا سکتی ہے؟
ٹیلی پیتھی کے بارے میں مفصل معلومات
ماہیت اس کے فوائد و نقصانات
اس کی مشقیں
اور بہت کچھ!

قیمت 25 روپے — ڈاک خرچ 23 روپے

کتاب کی قیمت مع ڈاک خرچ بذریعہ پیشگی منی آرڈر ارسال کریں

خط و کتابت کا پتہ
مکتبہ نفسیات

kitabiat@hotmail.com
kitabiat1970@yahoo.com

بیکر اور تھری جے پھریبی کرنے والے تھے اور پھرنئے سمجھوتے کی آڑ میں ایک دوسرے کا سکون برباد کرنے والے تھے۔ ابھی یہ اندازہ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ کھلے سمندر میں ان کی دشمنی کا اونٹ کس کروٹ بیٹھنے والا ہے۔

○☆○

تیج پال کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ حاصل کرنے میں کامیاب رہے تھے۔ وہ نقشہ واشنگٹن کے ایک بینک کے لاکر سے حاصل کیا گیا تھا۔ ان کا ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی بڈی رابرٹ واشنگٹن میں رہتا تھا۔ اب وہ نقشہ اسی کے پاس تھا۔

اگرچہ تیج پال ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا لیکن وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی ذہانت اور حاضر دماغی کے معترف تھے اسے اپنا گائیڈ یا استاد تسلیم کرتے تھے۔ اس کے مشورے کے بغیر کوئی اہم قدم نہیں اٹھاتے تھے۔

بڈی رابرٹ نے نقشہ حاصل کرنے کے بعد تیج پال کے دماغ میں آکر پوچھا "اس نقشے کو کس طرح تمہارے پاس پہنچایا جائے؟ کیا تم اپنا موجودہ پتا ٹھکانا بتاؤ گے؟"

تیج پال کے دماغ میں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی بھی موجود تھے۔ اس نے کہا "ہم سب ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم میں سے کوئی کسی کو یہ نہیں بتاتا کہ وہ کس ملک اور کس شہر میں ہے۔"

بڈی رابرٹ نے کہا "میں نے بھی اب تک اپنے بارے میں بہت کچھ چھپایا تھا لیکن نقشہ حاصل کرنے کی خاطر تم سب پر یہ ظاہر کردیا کہ میں یہاں واشنگٹن میں رہتا ہوں۔"

اس کے ایک ساتھی مائیک مورو نے کہا "نقشے کی خاطر تیج پال کو بھی اپنا پتا ٹھکانا بتانا چاہیے۔ بڈی وہاں پہنچ کر وہ نقشہ اس کے حوالے کرے گا۔"

دوسرے ساتھی جوزف وسکی نے کہا "ہم تیج پال پر اندھا اعتماد کرتے ہیں۔ اس اہم نقشے کو تیج پال کے پاس ہی رکھنا چاہیے۔"

تیج پال نے کہا "بات صرف اتنی سی نہیں ہے کہ اس نقشے کو میرے پاس رہنا چاہیے۔ اس کے آگے بھی کئی اہم مسائل ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہمیں اس نقشے کے مطابق جلد سے جلد ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کرنی چاہیے۔ اس سلسلے میں ہمیں سب سے پہلے ایک خفیہ اڈا بنانا ہوگا۔"

ایک نے پوچھا "وہ خفیہ اڈا کہاں ہوگا؟"

"ظاہر ہے کسی ایسی جگہ ہوگا جہاں کوئی نہ پہنچ سکے لیکن مشین کی تیاری کے دوران میں ہم سب کو وہاں جاتے آتے رہنا ہوگا۔ وہ مشین ہم سب کی نگرانی میں تیار ہوگی۔"

"تو کیا ہمیں اس اڈے میں رہنا ہوگا؟"

تیج پال نے کہا "کوئی ضروری نہیں ہے کہ تم سب اس خفیہ اڈے میں جسمانی طور پر حاضر رہا کرو۔ تم سب اپنا ایک ایک آلۂ کار بناؤ گے تنویمی عمل کے ذریعے ان آلۂ کاروں کے برین واشن کرو گے اس طرح وہ سب اپنے آپ کو بھول کر اس خفیہ اڈے میں دن رات مصروف رہا کریں گے۔ وہ تمام آلۂ کار ماہر مکینک بھی ہوں گے۔"

وہ انہیں بہترین طریقہ کار بتا رہا تھا اس کے تمام ساتھی توجہ سے سن رہے تھے۔ اس نے کہا "تم سب ہمیشہ کی طرح رازداری سے اپنی اپنی جگہ رہو گے اور اپنے گھر بیٹھے بیٹھے اپنے آلہ کاروں کے ذریعے مشین تیار کراتے رہو گے۔"

جوزف وسکی نے کہا "یہ بہترین طریقہ کار ہے۔ ہم سب محفوظ رہیں گے اور ہم سے دور کسی خفیہ اڈے میں وہ مشین تیار ہوتی رہے گی اور ہم تیاری کے سلسلے میں تیج پال کو دن رات رپورٹ دیتے رہیں گے۔"

بڈی رابرٹ نے کہا "ہم سب اس فیصلے سے متفق ہیں۔ اب یہ بتاؤ کہ یہ نقشہ کہاں پہنچایا جائے گا؟"

تیج پال نے کہا "میں آج سے دو دن بعد لندن جاؤں گا۔ جانے سے پہلے بڈی کو اطلاع دوں گا۔ بڈی وہاں آئے گا اور وہ نقشہ مجھے دے دے گا۔ کیا یہ مناسب رہے گا؟"

سب نے تائید کی۔ بڈی نے کہا "یہ میرے لیے بھی بہتر ہوگا۔ اب میں امریکا سے نکلنا چاہتا ہوں۔ یورپ یا افریقہ میں کہیں جاکر رہوں گا۔"

ان کے درمیان یہ تمام معاملات طے پاگئے۔ اس کے مطابق وہ نقشہ کم از کم چار یا پانچ دنوں تک بڈی رابرٹ کے پاس رہنے والا تھا۔ تیج پال نے کہا "میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم سب ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے جگہ بدل بدل کر جہاں بھی رہتے ہو۔ محتاط رہتے ہو پھر بھی میں بڈی رابرٹ کو اور زیادہ محتاط رہنے کا مشورہ دے رہا ہوں۔ جب تک وہ نقشہ میرے ہاتھوں میں نہ آئے تب تک بڈی کو گوشہ نشین رہنا چاہیے کسی بھی اہم یا معمولی شخص سے ملاقات نہیں کرنا چاہیے۔ خاص طور پر آئندہ پانچ چھ دنوں تک کسی کو گرل فرینڈ نہیں بنانا چاہیے۔"

بڈی نے قسم کھا کر یقین دلایا کہ اس کی کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے اور یہ درست تھا۔ ان دنوں اس کی کوئی گرل فرینڈ نہیں تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وقت گزارنے کے لیے کسی سے دوستی کرے گا۔ کسی کلب یا تفریح گاہ میں تنہا جاتے وقت

یوں لگتا تھا جیسے وہ ٹیلی پیتھی کی دولت حاصل کرنے کے کنگال ہے اور اس دنیا کے حسین نظاروں سے محروم

وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے کسی بھی حسینہ کو پلک جھپکتے ہی طرف مائل کرسکتا تھا لیکن ایسے ہی وقت نقشے کو سنبھال رکھنے کی ذمے داری عائد ہوگئی تھی۔ اس نے سوچا پہلے پہنچ کر وہ نقشہ تیج پال کے حوالے کرلے گا پھر اسی شہر میں حسینہ سے دل لگائے گا۔

جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ اس مشین کے نقشے کے ے میں اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی بیزون کو خبر رکھا گیا تھا۔ تیج پال اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے لے ساتھیوں کو شبہ تھا کہ سونیا اس کے دماغ میں آتی جاتی ہے کیونکہ بہت عرصہ پہلے سونیا نے اسے ٹریپ کیا تھا پھر بابا صاحب کے ادارے کے دستور کے مطابق اسے چھوڑ دیا تھا لیکن تیج پال اور اس کے ساتھی سمجھ رہے کہ سونیا' بیزون کے ذریعے ان سب کا سراغ لگائے گی۔

وہ درست سمجھ رہے تھے۔ سونیا نے سراغ لگانے کی ش کی تھی۔ بیزون کے خیالات سے پتا چلا کہ تیج پال اور کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے مختلف ملکوں اور شہروں رہتے ہیں اور کسی کو اپنا پتا ٹھکانا نہیں بتاتے ہیں۔

پھر پارس اور سونیا کو یہ معلوم کرنا تھا کہ واشنگٹن کے بینک کے لاکر سے کیا چرایا گیا ہے؟ اور کس نے چوری کی ہے؟

بیزون کے خیالات سے یہ پتا چلا تھا کہ وہ بڈی رابرٹ موجودہ رہائش گاہ کو جانتا ہے اور وہ اس طرح کے بیزون واشنگٹن میں تھا۔ اس نے ایک گولف کلب میں بڈی کو تھا۔ ان دنوں بڈی کے ساتھ اس کی ایک گرل فرینڈ گرل فرینڈ تو آنی جانی چیز ہوتی ہے وہ جاچکی تھی۔ نی بڈی تنہا تھا۔

لیکن سونیا نے بیزون کے دماغ پر قبضہ جماکر اس کے میں یہ باتیں نقش کردیں کہ بڈی کی ایک محبوبہ ہے۔ اس ذریعے پتا چلا ہے کہ بڈی نے بینک کے لاکر سے کچھ چرایا اس چوری میں تیج پال کی پوری ٹیم شامل ہے مگر اس ٹیم بیزون کو خارج کردیا گیا ہے۔

بیزون نے تیج پال کے دماغ میں پہنچ کر کہا "میں برسوں لوگوں کا قابلِ اعتماد ساتھی ہوں لیکن تم لوگوں نے اس چوری کے معاملے سے مجھے بے خبر رکھا ہے۔"

تیج پال نے بات بنائی اس نے کہا "تم اب بھی ہمارے قابل اعتماد ساتھی ہو۔ ہمیں غلط نہ سمجھو ہمارے ساتھیوں نے کسی بھی بینک کے لاکر سے کوئی چیز نہیں چرائی ہے۔"

بیزون نے کہا "ایک جھوٹ اور فریب کو چھپانے کے لیے دوسرا جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ بڈی رابرٹ کی ایک گرل فرینڈ ہے۔ میں نے اس کے دماغ میں گھس کر یہ سب معلوم کیا ہے۔"

اس بات پر تیج پال چپ رہا اگر ایسے وقت کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی موجود ہوتا تو اس کے ذریعے یہ معلوم ہوجاتا کہ بیزون جھوٹ کہہ رہا ہے۔ بڈی رابرٹ کی کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔

پھر تیج پال اور اس کے ساتھیوں کے سوا یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ بینک کے لاکر سے کیا چرایا گیا ہے۔ صرف سونیا اور پارس کو بوبی اسمتھ کے حوالے سے معلوم ہوا تھا کہ مشین کا نقشہ چرالیا گیا ہے۔

جب بیزون نے نقشہ چرانے کی بات کہی تو تیج پال کو یقین کرنا پڑا کہ بڈی رابرٹ کا تعلق ضرور کسی لڑکی سے ہے اور بیزون نے اس لڑکی کے دماغ میں گھس کر یہ بھید معلوم کیا ہے۔

تیج پال نے کہا "بیزون! جب تمہیں یہ معلوم ہو ہی چکا ہے تو میں یہ صاف طور پر کہہ دینا چاہتا ہوں کہ جب سے سونیا نے تمہیں ٹریپ کیا ہے تب سے ہم تمام ساتھیوں کا اعتماد تم پر سے اٹھ گیا ہے۔ تم اب بھی ہمارے بہترین ساتھی ہو لیکن دشمنوں سے اپنے اہم راز چھپانے کے لیے تم سے بھی بہت کچھ چھپانا پڑتا ہے۔"

"تو پھر مجھے خوش کرنے کے لیے بہترین ساتھی نہ کہو کیونکہ جب میں رازدار ساتھی نہ رہا تو بہترین ساتھی کیسے کہلا سکتا ہوں۔"

"تمہیں ہم سے بدظن نہیں ہونا چاہیے۔ تم بہت جلد پھر سے ہمارے رازدار ساتھی بن جاؤ گے۔"

"وہ کیسے؟"

"ہم جلد ہی تمہیں ہپناٹائز کریں گے تمہارا برین واش کریں گے تمہارے دماغ سے سونیا کے تنویمی عمل کو مٹائیں گے۔"

"بہت خوب ایک تو اب تک مجھے بہترین دوست کہتے رہے اور مجھے اُلو بناتے رہے۔ اب میں اتنا اُلو بھی نہیں ہوں کہ کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اپنا برین واش کرنے کی اجازت دوں اور اس کا معمول بن جاؤں۔"

"بیزون ہمیں سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم تمہارے دماغ کو

لاک کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد سونیا پھر تمہارے دماغ میں نہیں آسکے گی۔"

"نہ سونیا میرے دماغ میں آتی ہے نہ اب تمہارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آئے گا۔ جب بھی کوئی آئے گا میں کچھ کہے سنے بغیر اسے بھگا دوں گا۔ یہ ہماری آخری ملاقات تھی۔ اب مجھ سے دوستی کی توقع نہ رکھنا۔"

بیزون چلا گیا۔ تیج پال پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ اس کے ساتھیوں میں سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کم ہو رہا تھا۔ جب مائیک مورو، جوزف دسکی اور بڈی رابرٹ اپنے مقررہ وقت کے مطابق تیج پال کے دماغ میں آئے تو اس نے بڈی رابرٹ سے کہا "تمہاری ایک غلطی کے باعث بیزون ہم سے بدظن ہو گیا ہے۔"

اس نے تمام ساتھیوں سے بیزون کے بارے میں بتایا۔ اس کی باتیں سن کر بڈی رابرٹ نے کہا "بیزون نے تم سے جھوٹ کہا ہے۔ میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے اور جب کوئی ہے ہی نہیں تو وہ کس کے دماغ میں گیا تھا؟"

"مگر اس کا کہنا ہے کہ نقشے کا راز اسے تمہاری گرل فرینڈ سے معلوم ہوا ہے۔"

"وہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔"

"تو پھر اسے کیسے معلوم ہوا کہ ہم نے مشین کا نقشہ چرایا ہے؟"

"تم میری بات کا یقین کرو میری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے۔"

"اگر تم سچ کہہ رہے ہو اور واقعی تمہاری کوئی گرل فرینڈ نہیں ہے تو پھر یقیناً یہ سونیا کی چالبازی تھی اس نے بیزون کے ذریعے مجھ سے یہ اگلوا لیا ہے کہ بینک لاکر سے مشین کا نقشہ چرایا گیا ہے۔"

بڈی نے کہا "یہ نقشہ میرے پاس ہے اور میرے لیے مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ سونیا، بیزون کے ذریعے یہ معلوم کر چکی ہے کہ میں واشنگٹن میں ہوں۔ وہ مجھے ٹریپ کرنے کے لیے جال بچھائے گی۔"

تیج پال نے کہا "تم ابھی اس نقشے کی فوٹو اسٹیٹ کاپی کراؤ ایک کاپی کو اپنے بینک لاکر میں رکھو اور دوسری کاپی کے ساتھ آج ہی واشنگٹن سے کہیں دور چلے جاؤ۔"

بڈی رابرٹ اس کی ہدایات پر عمل کرنے لگا۔ اس نے نقشے کی ایک کاپی کو وہیں ایک بینک کے لاکر میں رکھا پھر اپنا مختصر سا سامان ایک سفری بیگ میں رکھ کر پرائیویٹ فلائنگ کمپنی کے دفتر میں آیا۔ وہاں سے ایک طیارہ نیویارک جانے والا تھا۔ ایک شہر سے دوسرے شہر جانے والی فلائٹس میں باآسانی سیٹ مل جایا کرتی تھی۔ اسے بھی ایک سیٹ مل گئی۔ وہ نیویارک آگیا۔

ابھی اس نے یہ طے نہیں کیا تھا کہ آئندہ کس ملک اور کس شہر میں مستقل رہائش اختیار کرے گا۔ اسے دو چار دنوں میں وہاں سے لندن جانا تھا اور اس نقشے کو تیج پال کے حوالے کرنا تھا۔ اس کے بعد ہی وہ اپنی مستقل رہائش کے لیے کوئی فیصلہ کرنے والا تھا۔

اگرچہ سونیا نے بیزون کے دماغ پر قبضہ جما کر بینک لاکر سے چوری ہونے والے نقشے کے بارے میں.... معلوم کیا تھا۔ ایسی معلومات کے دوران بیزون پر یہ بھید کھلا تھا کہ تیج پال اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی اسے ناقابلِ اعتماد سمجھتے ہیں۔ سونیا اپنا کام کر کے جا چکی تھی اس کے بعد بیزون اپنے طور پر یہ سوچتا رہا تھا کہ یہ اس کی اپنی حکمتِ عملی ہے۔ اس نے خود اپنے طور پر تیج پال کو دھوکا دے کر اتنی بڑی بات معلوم کی ہے کہ وہ اسے اپنا نہیں سمجھتا تھا وہ کبھی اسے اپنا نہیں سمجھتے رہے۔

اس بے اعتباری کے باعث اس کا دل ٹوٹ گیا۔ اس نے اپنے تمام ساتھیوں سے بدظن ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ وہ ان لوگوں کے مقابلے میں اپنی ایک الگ حیثیت منوائے گا۔ انہوں نے اپنی ٹیم سے الگ رکھا تھا اور وہ بھی ان میں پھوٹ ڈالے گا۔ جو نقشہ انہوں نے چرایا ہے اسے بڈی رابرٹ سے حاصل کرے گا۔

بڈی کی طرح وہ بھی واشنگٹن میں تھا۔ سونیا نے جو چال چلی اس سے بیزون بے خبر تھا اور اس چال کے نتیجے میں اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بڈی رابرٹ بھی اسی شہر میں ہے۔ اس شہر میں وہ کہاں ہے؟ کس بھیس میں ہے؟ اس کا موجودہ نام کیا ہے؟ یہ تمام معلومات حاصل کرنا مشکل تھا مگر ناممکن نہیں تھا۔

وہ جانتا تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے تمام ساتھی کس وقت تیج پال کے دماغ میں جمع ہو کر موجودہ مسائل پر ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہتے ہیں۔ بیزون نے سوچا ایسے وقت وہ تیج پال کے اندر جائے گا تو کوئی اس کی موجودگی کو محسوس نہیں کر سکے گا۔ وہ خاموشی سے ان کی باتیں سنتا رہے گا اور ان کے ارادوں اور منصوبوں کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرتا رہے گا۔ بڈی رابرٹ کے بارے میں بھی کوئی ایسی بات معلوم ہو سکتی تھی جو اس کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتی۔ یہ بات اسے معلوم نہ ہو سکی کہ بڈی واشنگٹن سے جا چکا

اس نے نیویارک پہنچ کر ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں نی رہائش اختیار کی تھی۔ فی الحال اس کی کوئی مصروفیت تھی۔ وہ دن بھر ہوٹل کے کمرے میں پڑا رہا پھر شام کو کے لیے نکل گیا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے جس وقت چاہو انتہا دولت حاصل ہو جاتی ہے اور جب دولت ہو تو ب اور شباب کے لیے دل مچلنے لگتا ہے لیکن ٹیلی پیتھی نے والوں کی یہ مجبوری ہوا کرتی ہے کہ وہ شراب نہیں پی کیونکہ نشے کی حالت میں وہ سانس روکنے کے قابل نہ تے تو کوئی بھی دشمن ان کے دماغ میں آجاتا۔ اپنی حفاظت سلامتی کی خاطر سب ہی شراب سے دور رہتے تھے۔

اسی طرح ٹیلی پیتھی کی دنیا میں حسین عورتیں خطرناک جاتی تھیں اگر وہ کسی حسینہ سے دوستی کرتے تو کوئی بھی اس گرل فرینڈ کو آلۂ کار بنا کر اسے نقصان پہنچا سکتا بڈی رابرٹ بھی مجبور تھا نہ پی سکتا تھا نہ زلفوں کی ؤں میں جی سکتا تھا۔

اس کی تفریح یہی تھی کہ وہ فلمیں دیکھ لیتا کسی تھیٹر میں جاتا تھا یا کسی کلب میں جا کر جوا کھیل لیتا۔ وقت تو کسی ح گزارنا ہی تھا۔ لہٰذا وہ ایک کلب میں آیا۔ وہاں اس نے ت کا کھانا کھایا کھانے کے دوران میں سوچتا رہا اور آس دیکھتا رہا۔ وہاں کی ہر میز پر مردوں کے ساتھ عورتیں بھی ۔ وہ سب ہی دولت مند تھے اور دولت کا مقصد ہی یہ ہے کہ زندگی کے ہر لمحے کو خوب صورتی کے ساتھ گزارہ ئے۔

اسے اپنی تنہائی کا شدت سے احساس ہوا۔ اس نے اس شہر میں دو یا تین دن گزارنے ہیں۔ اگر وہ یہ وقت گرل فرینڈ کے ساتھ گزارے گا تو کوئی ضروری نہیں ہے کوئی دشمن اسے ٹریپ کرنے آجائے گا۔

وہ ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگا۔ اپنے آپ سے کہنے لگا مجھے چہرے سے نہیں پہچان سکے گا۔ میرا موجودہ نام ہے.... میں سرِعام خیال خوانی نہیں کرتا ہوں۔ کسی کو شبہ نہیں ہوگا۔ مجھے اس طرح ڈرتے ڈرتے نہیں جینا ہیے۔"

وہ کھانے کے بعد وہاں سے اٹھ گیا۔ اس ڈائننگ ہال سب جوڑے جوڑے تھے یا پھر فیملی ممبرز تھے۔ وہ ڈائننگ سے نکل کر وہاں کے قمار خانے میں آگیا۔ وہاں طرح طرح جوا کھیلا جا رہا تھا۔ مردوں کے علاوہ حسین عورتیں بھی یہ وہ کسی میز پر بیٹھ کر رمی کھیلنا چاہتا تھا۔ ایسے وقت اس ظر ایک حسینہ پر پڑی۔ وہ بھی تنہا تھی۔ پتے کھیلنے کے لیے ایک میز کی کرسی پر بیٹھ رہی تھی۔ وہ اس میز کے پاس آکر بولا "کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔"

وہ بولی "آف کورس کیا تم پتے کھیلنا پسند کرو گے؟"

"ہاں میں کھیلنے کے ارادے سے ہی آیا ہوں۔" انہوں نے ایک ویٹر کو بلایا پھر اپنا اپنا کریڈٹ کارڈ ویٹر کو دے کر کہا کہ وہ دس دس ہزار ڈالرز کے ٹوکن اور پلیئنگ کارڈز لے آئے۔

ویٹر چلا گیا۔ اس نے کہا "میرا نام جیری رابرٹ ہے۔"

"مجھے ریکا کہتے ہیں۔ میرا شوہر بہت دولت مند تھا۔ ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا۔ دنیا میں میرا کوئی نہیں ہے۔ تنہائی مجھے ستاتی ہے تو میں تفریح کے لیے ایسی جگہ چلی آتی ہوں۔"

"مجھے سن کر افسوس ہو رہا ہے۔ بھری جوانی میں بیوہ ہو گئی ہو۔ میں بھی دنیا میں تنہا ہوں۔ میرا باپ بہت دولت مند تھا۔ میرے لیے اتنی دولت چھوڑ گیا ہے کہ دن رات خرچ کرتا ہوں پھر بھی دولت کم نہیں ہوتی۔"

وہ مسکرا کر بولی "آج کم ہو جائے گی۔ تین پتے کھیلو گے تو میں تمہارے کریڈٹ کارڈ کی تمام رقم جیت کر لے جاؤں گی۔"

"بے شک تم ایسا کر سکو گی۔ میں تمہیں خوش کرنے اور تمہیں جیتنے کے لیے ہارتا رہوں گا۔"

"جب بے انتہا دولت ہو تو ہارنے میں بھی بڑا مزہ آتا ہے۔"

ویٹر ان کی مطلوبہ چیزیں لے آیا۔ ریکا نے پوچھا "کون سا ڈرنک لو گے؟"

اس نے سیلڈ تاش کی گڈی کو کھولتے ہوئے کہا "میں صرف سافٹ ڈرنک لوں گا۔"

وہ حیرانی سے بولی "تم بیئر یا وہسکی نہیں پیو گے۔"

"نہیں میں کبھی نہیں پیتا میرے لیے اورنج جوس کافی ہے۔"

ریکا نے اپنے لیے ایک بلیک لیبل وہسکی کا آرڈر دیا پھر وہ کھیلنے لگے۔ پینے لگے۔ ایک دوسرے سے ہارنے اور جیتنے لگے۔ جب وہ آدھی رات کو وہاں سے اٹھے تو ریکا بڑے سرور میں تھی۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہنستی بولتی اور گنگناتی ہوئی اس کلب سے باہر آئی۔ ایک شخص نے قریب آکر کہا "ہائے ریکا! اس ہیرو کو لفٹ دے رہی ہو۔ کیا میں اس سے کسی طرح کم ہوں۔"

وہ بولی "یُو شٹ اپ! ہمارا راستہ چھوڑ دو۔"

"نہیں آج میں فیصلہ کرکے آیا ہوں۔ تم میرے ساتھ جاؤگی۔ اپنے اس ہیرو کی چھٹی کرو۔"

بڑی رابرٹ نے کہا "مسٹر! جب یہ تمہارے ساتھ راضی نہیں ہے تو زبردستی نہ کرو سامنے سے ہٹ جاؤ۔"

ایسا کہتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ سے ہلکا سا دھکا دیا لیکن خیال خوانی کے ذریعے زور کا دھکا مارا۔ وہ پیچھے کی طرف لڑکھڑاتا ہوا ایک تار سے ٹکرایا پھر وہاں سے زمین پر گر پڑا۔ بڑی رابرٹ ریکا کا ہاتھ پکڑ کر اپنی کار کی طرف جانے لگا۔ ایسے وقت وہ اس مخالف کے دماغ میں تھا اور اسے نہ دیکھتے ہوئے بھی دیکھ رہا تھا۔ وہ زمین سے اٹھ کر جھنجلاتا ہوا اس پر حملہ کرنے آرہا تھا۔ جیسے ہی اس نے قریب آکر اس پر چھلانگ لگائی وہ ریکا کے ساتھ ایک طرف ہٹ گیا۔ چھلانگ لگانے والا منہ کے بل زمین پر گرا۔

ریکا نے حیرانی سے کہا "آج اسے کیا ہوگیا ہے۔ دو بار زمین پر گر چکا ہے تم نے تو اسے ہلکا سا دھکا دیا تھا۔"

"شاید اس نے زیادہ پی لی ہے اپنے ہوش میں نہیں ہے۔"

بڑی رابرٹ اپنے رقیب سے زیادہ الجھنا نہیں چاہتا تھا اور نہ ہی خیال خوانی کا مظاہرہ کرکے دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ ریکا کے ساتھ کار میں آکر بیٹھ گیا۔ کار اسٹارٹ کرکے اسے پارکنگ ایریا سے نکالتے وقت دماغی طور پر حاضر رہنا لازمی تھا۔

اپنے رقیب کی طرف سے اطمینان تھا کیونکہ دوسری بار زمین پر گرنے سے اسے سخت چوٹیں آئی تھیں۔ وہ کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ بڑی رابرٹ کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس کے قریب سے گزرنے لگا۔ ایسے ہی وقت اس نے اپنے لباس سے ریوالور نکال کر گولی چلا دی۔ کار چل رہی تھی نشانہ ذرا چوک گیا۔ گولی اس کے بازو میں لگی۔ وہ اسٹیئرنگ کو سنبھال نہ سکا۔ گاڑی بھٹک کر ادھر سے ادھر گئی پھر ایک دیوار سے ٹکرا کر رک گئی۔

اس نے اپنے زخمی بازو کو تھام کر کہا "ریکا! گولی میرے بازو میں پیوست ہوگئی ہے۔ پلیز مجھے کسی قریبی اسپتال میں پہنچاؤ۔"

ریکا دروازہ کھول کر دوسری طرف سے گھومتی ہوئی اسٹیئرنگ سیٹ کی طرف آئی۔ کئی لوگ دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے تھے اور حادثے کی وجہ پوچھ رہے تھے۔ ایک نے کہا "کسی نے اس پر گولی چلائی ہے۔"

ریکا نے کہا "پلیز ہم سے کوئی سوال نہ کریں۔ اسے اسپتال پہنچانا بہت ضروری ہے۔"

وہ کار ڈرائیو کرتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔ جسم میں گولی پیوست رہے تو تکلیف ناقابل برداشت ہوجاتی ہے۔ بڑی کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اسے کس اسپتال میں پہنچایا گیا ہے۔ وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہوگیا تھا۔

یہی ہوتا ہے ہر ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ساتھ یہی ہوتا ہے جو شراب اور شباب سے دامن نہیں بچاتا۔ اسے شراب پی لیتی ہے یا عورت چبا جاتی ہے۔ اگرچہ ریکا نے اس سے کوئی دشمنی نہیں کی تھی لیکن یہ توازل سے دیکھنے میں آیا ہے کہ عورت جانے انجانے میں فساد پیدا کرتی ہے۔

اسے بروقت طبی امداد ملی آپریشن کے ذریعے بازو سے گولی نکال دی گئی۔ تکلیف کم ہوگئی مگر ہوش میں آنے کے بعد پریشانی بڑھ گئی۔ یہ خوف طاری ہونے لگا کہ وہ جسمانی اور دماغی طور پر کمزور ہوچکا ہے۔ کوئی بھی اس کے دماغ میں آسکتا ہے۔ وہ سانس روکنے کے قابل نہیں رہا ہے۔ کوئی بھی اسے ہپناٹائز کرکے اسے اپنا معمول بنا سکتا ہے۔

ابھی کوئی اس کی حالتِ زار سے واقف نہیں تھا۔ اب اس کے دل میں ایک ہی خواہش تھی کہ کسی دشمن کے پہنچنے سے پہلے اس کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ساتھی اس کے دماغ میں آجائے اور اس کے دماغ کو لاک کردے۔

وہ تمام ساتھی ایک دوسرے کو اپنا پتا ٹھکانا نہیں بتاتے تھے اور نہ ہی اپنے پاس فون رکھتے تھے۔ فون کی کبھی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے تیج پال کے دماغ میں پہنچ کر ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے۔

پہلی بار زخمی ہونے کے بعد شدت سے یہ احساس ہورہا تھا کہ انہیں کم از کم ایک ٹیلی فون اپنے پاس رکھنا چاہیے۔ خیال خوانی کے ذریعے رابطے میں ایسی رکاوٹیں بھی پیدا ہوسکتی ہیں۔

ریکا نے اتنی مہربانی کی تھی کہ اسے اسپتال پہنچا دیا تھا پھر پلٹ کر نہیں آئی تھی۔ وہ کوئی اس کا سگا نہیں تھا۔ راستہ چلتے جو دوستی ہوتی ہے وہ راستے ہی میں ختم ہوجاتی ہے۔

اسے دوسرے دن اپنے مقررہ وقت پر تیج پال کے دماغ میں پہنچنا چاہیے تھا لیکن وہ خیال خوانی کی پرواز نہیں کرسکا۔ اس کے دوسرے ساتھی مائیک مورو اور جوزف وسکی نے تیج پال سے کہا "ہم اتنی دیر سے گفتگو کر رہے ہیں اور بڑی رابرٹ اب تک نہیں آیا۔"

تیج پال نے کہا "ابھی میں یہی کہنے والا تھا۔ معلوم کرو وہ

کیوں نہیں آیا ہے۔"

وہ دونوں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے۔ بڑی کے اندر پہنچ گئے یہ معلوم ہوگیا کہ وہ زخمی ہے اور دماغ اس حد تک کمزور ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا ہے۔

انہوں نے تیج پال کے پاس آکر بڑی کے حالات بتائے۔ وہ سب ہی تشویش میں مبتلا ہوگئے۔ تیج پال نے کہا "ابھی جو واقعہ اس کے ساتھ ہوچکا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اتفاقاً ریکا سے اس کی ملاقات ہوئی پھر اتفاقاً ریکا کے دوسرے عاشق نے رقابت کا اظہار کیا اور گولی چلا کر اسے زخمی کردیا۔ بظاہر یہ ایک عام سا واقعہ ہے۔ ایک حسین عورت کی خاطر جھگڑے ہوتے ہیں لیکن میرا دل نہیں مانتا۔ اس واقعے کے پیچھے کسی دشمن کا ہاتھ ہوسکتا ہے۔"

مائیک مورو نے کہا "دشمن کو کیا پتا کہ وہ بڑی رابرٹ ہے ہم نے بڑی کے خیالات پڑھے ہیں۔ وہ نیویارک میں ہے اس نے ریکا کے سوا کسی بھی عورت یا مرد سے گفتگو نہیں کی ہے۔"

جوزف وسکی نے کہا "میں نے بھی توجہ سے اس کے خیالات پڑھے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس نے کہیں بھی ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ نہیں کیا ہے۔ کسی کو بھی شک و شبے میں مبتلا نہیں کیا ہے۔"

بڑی بہت محتاط تھا۔ کوئی دشمن اس کی تاک میں نہیں تھا۔ جب کسی کو معلوم ہوتا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ تب ہی کوئی اس پر حملہ کرتا ہے۔ بڑی کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ عداوت سے نہیں بلکہ رقابت سے ہوا۔

تیج پال نے کہا "ہمیں کسی بھی پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ ایسے وقت بیزون کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے وہ ہم سے بدظن ہوگیا ہے ہماری دوستی سے مایوس ہوکر ایسی کوئی انتقامی کارروائی کرسکتا ہے۔"

"لیکن اسے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ بڑی نیویارک میں ہے کسی گرل فرینڈ کے ساتھ وقت گزار رہا ہے لہٰذا ایسے وقت اس پر حملہ کرنا چاہیے؟"

"معلومات حاصل کرنے کے کئی ذرائع ہوتے ہیں۔ کوئی ذریعہ نہ ہو تو کبھی اتفاقاً ایک دشمن دوسرے دشمن تک پہنچ جاتا ہے۔ سونیا نے بھی بیزون کو اتفاقاً ٹریپ کیا تھا۔"

"بے شک اتفاقاً بہت کچھ ہوجاتا ہے۔ میں پھر بڑی کے دماغ میں جارہا ہوں۔ وہاں خاموش رہ کر کسی دشمن کی موجودگی کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔"

"تم دونوں اس کے دماغ میں باری باری جاتے رہو۔ وہ اسپتال میں ہے وہاں آدھی رات ہورہی ہے صبح تک خاموشی سے اس کے دماغ کو ٹٹولتے رہو۔ صبح تک یقین ہوجائے کہ اس کے اندر کوئی دشمن نہیں ہے اور کوئی اسے تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول اور محکوم نہیں بنا رہا ہے تو پھر تم اسے ہپناٹائز کرو اور اس کے دماغ کو لاک کردو۔"

وہ تیج پال کے مشورے کے مطابق باری باری بڑی کے اندر پہنچتے رہے اور یقین کرتے رہے کہ ان کے سوا کوئی اس کے دماغ میں نہیں ہے۔

جب کہ بیزون موجود تھا اور اس کی موجودگی اتفاقاً نہیں تھی۔ وہ تو بڑی خاموشی سے تیج پال کے دماغ میں جاتا آتا رہتا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کی گفتگو سنتا رہتا تھا۔ اس نے اپنی خاموش حکمت عملی سے معلوم کیا تھا کہ فی الوقت بڑی کن حالات سے گزر رہا ہے۔

مائیک مورو اور جوزف وسکی صبح تک خاموشی سے پہرہ دیتے رہے۔ وہ بھی خاموشی سے وہاں چھپا رہا۔

مائیک مورو نے صبح تیج پال کے پاس آکر کہا "ہم پوری طرح مطمئن ہیں۔ بڑی کے زخمی ہونے کی خبر کسی بھی دشمن تک نہیں پہنچی ہے۔ ہمیں جلد سے جلد بڑی کے دماغ کو لاک کردینا چاہیے۔"

تیج پال نے کہا "ہمیں اس کی سلامتی کے لیے یہی کرنا چاہیے اب ہم مطمئن ہوچکے ہیں۔ لہٰذا ابھی جاؤ اور اپنے ساتھی کو تحفظ دو۔"

وہ دونوں بڑی کے پاس گئے۔ بیزون بھی ان کی آمدورفت کے مطابق کبھی ان کے ساتھ چوری چوری تیج پال کے اندر پہنچتا تھا اور کبھی بڑی کے پاس آجاتا تھا اس بار وہ بڑی کے اندر مستقل چھپا رہا۔ جوزف وسکی اسے ہپناٹائز کر رہا تھا اور مائیک مورو احتیاطاً وہاں موجود تھا اس کے باوجود وہ دونوں بیزون کی موجودگی کو نہ سمجھ سکے اور اسے ہپناٹائز کرتے رہے۔

انہوں نے تنویمی عمل مکمل کرلیا پھر اسے گہری تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس دوران میں بیزون چپ چاپ بڑی کے لاشعور میں موجود رہ کر اسے معمول بننے سے منحرف کرتا رہا۔ جب انہوں نے اپنے اطمینان کے مطابق اسے معمول بنا کر اس کے دماغ کو لاک کردیا تب بھی وہ اس کے اندر موجود رہا۔

دماغ کو لاک کرنے کے بعد صرف اسے ہپناٹائز کرنے والا ہی اس کے اندر جاسکتا تھا ایسے میں باقی ٹیلی پیتھی جاننے

والوں کے لیے راستے بند ہوجاتے ہیں لیکن بیزون کے لیے راستہ کھلا رہا کیونکہ جوزف وسکی نے اس کے دماغ کو لاک رکھنے کے لیے جو لب ولہجہ اس کے دماغ میں نقش کیا تھا۔ بیزون اسی لب ولہجے کے سہارے اس کے اندر موجود رہا آئندہ بھی وہ جب چاہتا اس کے دماغ میں خاموشی سے پہنچ سکتا تھا ایسے وقت بڈی کبھی اسے اپنے اندر محسوس نہ کرتا۔

بیزون کسی وقت بھی اسے اپنی مرضی کے مطابق معمول بنا سکتا تھا لیکن وہ صبر کرنے اور انتظار کرنے لگا کیونکہ وہ اسپتال میں تھا۔ مائیک مورو اور جوزف وسکی اس کی مزاج پرسی کے لیے آتے جاتے رہتے تھے۔ ایسے میں وہ بڈی کو ہپناٹائز نہیں کرسکتا تھا۔

اسے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ بڈی نے ٹرانسفارمر مشین کے نقشے کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی کرائی ہے۔ دو کاپی اس نے واشنگٹن کے بینک لاکر میں رکھی ہے۔ اس کی دوسری کاپی اس کے پاس سفری بیگ میں رکھی ہوئی ہے۔ وہ دودنوں کے بعد لندن جاکر اس نقشے کو تیج پال کے حوالے کرنے والا تھا لیکن بدقسمتی سے زخمی ہوکر اسپتال پہنچا ہوا تھا۔

بیزون نے سوچا کہ فوراً نیویارک پہنچے اور اس کے سفری بیگ سے وہ نقشہ حاصل کرلے پھر اس نے سوچا "مجھے خوب سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیے میں وہ نقشہ بڑی آسانی سے حاصل کرلوں گا لیکن مائیک مورو اور جوزف وسکی کو اس نقشے کی چوری کا علم ہوجائے گا۔ وہ سب محتاط ہوجائیں گے پھر میں بڈی کو ہپناٹائز نہیں کرسکوں گا۔"

وہ بڑے صبر اور سنجیدگی سے سوچنے لگا "اس نقشے سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ بڈی کو اپنا معمول بنایا جائے۔ اس کے ذریعے وہ آئندہ بہت کچھ کرسکے گا۔ وہ اسپتال سے ڈسچارج ہونے کے بعد تیج پال سے ملاقات کرنے لندن جائے گا۔ ایسے وقت تیج پال میری نظروں میں آئے گا تو میں اسے بھی ٹریپ کرسکوں گا۔"

صبر، سنجیدگی، ذہانت اور پوری توجہ سے منصوبے بنائے جائیں تو ان منصوبوں کے تمام پہلو پوری طرح واضح ہوتے رہتے ہیں۔

اس نے جو منصوبہ بنایا اس کے مطابق وہ واشنگٹن کے بینک لاکر سے کسی وقت بھی اس نقشے کی کاپی حاصل کرسکتا تھا۔

دوسرے دن بڈی اسپتال سے اپنے ہوٹل کے کمرے میں آگیا۔ گولی کا زخم ابھی بھرا نہیں تھا۔ جسمانی اور دماغی کمزوری باقی تھی۔ ابھی وہ خیال خوانی کے قابل نہیں تھا۔ اس کے دونوں ساتھی اس کے پاس آیا کرتے تھے۔ اس کی خیریت معلوم کرنے کے علاوہ یہ اطمینان حاصل کرتے رہتے تھے کہ بڈی دماغی کمزوری کے باوجود محفوظ ہے۔ انہوں نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ اب کوئی دشمن اس کے اندر نہیں آسکے گا۔

وہ بڈی کے لیے ہوٹل کے کمرے میں کھانے پینے اور علاج کرانے کی سہولتیں فراہم کررہے تھے تاکہ وہ جلد سے جلد توانائی حاصل کرسکے۔ جب وہ رات کو آرام سے گہری نیند سوتا تھا تو ایسے وقت وہ اس کے دماغ میں نہیں آتے تھے ایک تو وہ مطمئن ہوگئے تھے پھر یہ کہ ان کے لیے بھی آرام کرنا اور نیند پوری کرنا ضروری تھا۔ ایسے ہی وقت بیزون نے بڈی کو ہپناٹائز کیا اس کے دماغ میں یہ بات نقش کردی کہ وہ بدستور جوزف وسکی کا معمول بنا رہے گا لیکن جب وہ اس کے دماغ میں ایک مخصوص کوڈ ورڈ دہرائے گا تو وہ جوزف وسکی، مائیک مورو اور تیج پال سے یک سر بدظن ہوجائے گا اور صرف بیزون کا معمول بن کر اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہے گا۔

اس نے بڑے انتظار کے بعد بڑی کامیابی سے بڈی کو اس طرح اپنا معمول بنالیا کہ وہ دوسری طرف جوزف وسکی کا بھی فرماں بردار بن کر رہا ایسا فرماں بردار جو بیزون کے ایک اشارے پر کسی وقت بھی جوزف وسکی کی غلامی سے انکار کرسکتا تھا۔

ادھر تیج پال نے بڈی کو مشورہ دیا تھا کہ وہ ابھی ایک آدھ ہفتے تک اسی آرام دہ ہوٹل میں قیام کرے۔ جب پوری طرح جسمانی اور دماغی توانائی حاصل ہوجائے گی تب اسے بتایا جائے گا کہ وہ آئندہ کب اور کہاں تیج پال سے ملاقات کرے گا اور مشین کا نقشہ اس کے حوالے کرے گا۔

تیج پال نے بہت سوچ سمجھ کر بڈی سے ملاقات کرنے کا پروگرام تبدیل کیا تھا وہ بہت شکی تھا۔ اپنے سائے پر بھی بھروسا نہیں کرتا تھا۔ اسے اب بھی شبہ تھا کہ کوئی دشمن بڈی کے دماغ میں ہوسکتا ہے۔

مائیک مورو اور جوزف وسکی اس سے کہتے تھے کہ وہ خوامخواہ شبہ کررہا ہے۔ انہوں نے بڈی کو بڑے یقین کے ساتھ ہپناٹائز کیا ہے اور اس کے دماغ کو لاک کیا ہے اور وہ کئی دنوں سے دن رات اس کے دماغ میں جاکر معلوم کرتے رہتے ہیں۔ بڈی دشمنوں سے پوری طرح محفوظ ہے۔

تیج پال نے کہا "بڈی کا زخم بھر رہا ہے۔ وہ ایک ہفتے میں اچھی خاصی توانائی حاصل کرلے گا اس سے کہو کہ وہ ٹھیک ایک ہفتے بعد اس سے لندن میں ملاقات کرکے مشین کا نقشہ حاصل کرے گا۔"

ملاقات کا دن مقرر ہوگیا۔ بیزون بڑی آسانی سے اپنے معمول بڈی کے دماغ میں رہ کر یہ ساری معلومات حاصل کررہا تھا۔ فی الحال ایک ہفتے تک بڈی کے ساتھ لگے رہنا ضروری نہیں تھا۔ وہ واشنگٹن میں تھا۔ اس بینک کے اہم عہدے داروں کو ٹریپ کرنے لگا جس کے لاکر میں وہ نقشہ رکھا ہوا تھا۔ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے کسی خفیہ خزانے تک یا اپنی کسی اہم مطلوبہ چیز تک پہنچنا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا۔ مختلف ہتھکنڈوں سے ناممکن کو ممکن بنالیا جاتا ہے۔ اس نے بھی بڑی چالبازی سے وہ نقشہ لاکر سے حاصل کرلیا۔

وہ دو بڑے اہم مرحلے طے کرچکا تھا۔ ایک تو اس نے بڈی رابرٹ کو اس کے ساتھیوں کی ناک کے نیچے اپنا معمول اور فرماں بردار بنالیا تھا اور وہ اس کی اس بڑی کامیابی سے بے خبر تھے۔ اس نے مشین کا نقشہ حاصل کرکے دوسرا اہم مرحلہ طے کیا تھا۔ اس نقشے کی چوری کا علم تیج پال اور اس کے ساتھیوں کو نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ بڈی فی الحال واشنگٹن آنے والا نہیں تھا۔ جب وہ آتا بینک جاتا اور لاکر کھولتا تب اسے چوری کا علم ہوتا اور ابھی ایسا ہونے والا نہیں تھا۔

ایک ہفتہ گزر گیا۔ مائیک مورو نے بڈی کے پاس آکر کہا "تم بڑی حد تک توانائی حاصل کرچکے ہو۔ اب خیال خوانی کی پرواز کرو۔ تیج پال کے دماغ میں آؤ۔ ہم سب وہاں اہم مسئلے پر گفتگو کریں گے۔"

اسے جسمانی اور دماغی توانائی حاصل ہوچکی تھی۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا تیج پال کے اندر پہنچ گیا پھر بولا "ہیلو تیج پال! میں بہت دنوں کے بعد تم سے رابطہ کررہا ہوں۔"

تیج پال نے کہا "دوبارہ صحت مند ہونے پر مبارک باد دے رہا ہوں۔ مجھے اس بات کی زیادہ خوشی ہے کہ تم دماغی کمزوری کے دوران میں محفوظ رہے۔ کسی دشمن کو بھی تمہارے بارے میں کسی طرح کی خبر نہیں ملی۔"

"مجھے بھی اس بات کی خوشی ہے کہ تم سب نے دن رات مجھ پر توجہ دی۔ میری حفاظت کی، میرے دماغ کو لاک کیا، اس عذاب سے گزرنے کے باوجود میں تم لوگوں کی نظروں میں قابلِ اعتماد ہوں۔"

"تم ہمیشہ قابل اعتماد رہو گے۔ اب اس نقشے کو جلد سے جلد میرے حوالے کردو۔ تمہارے بازو کا زخم کیسا ہے۔ کیا تم سفر کرنے کے قابل ہو؟"

"زخم بھر چکا ہے۔ کوئی تکلیف، کوئی پریشانی نہیں ہے۔ تم جس ملک اور جس شہر میں ملاقات کرنا چاہو گے میں وہاں چلا آؤں گا۔"

تیج پال نے کہا "میں پرسوں لندن کے شیرٹن ہوٹل میں پہنچوں گا۔ وہاں چوبیس گھنٹے تک قیام کروں گا۔ وہاں میرا نام کارنیل ڈیوڈ ہوگا۔ تم کس نام سے ملاقات کرنے آؤ گے؟"

"میرا نام راجر ولسن ہوگا۔ میں پرسوں شام چار بجے ہوٹل میں آکر تم سے ملاقات کروں گا۔"

تیج پال نے کہا "ہمیں آج سے لے کر ملاقات کرنے تک پوری طرح محتاط رہنا چاہیے۔ لہٰذا جوزف وسکی دن رات میرے دماغ میں آتا جاتا رہے گا۔ اسی طرح مائیک مورو تمہارے ساتھ رہا کرے گا۔ ہم دونوں میں سے کسی کو خطرہ پیش آئے گا تو باقی تینوں خیال خوانی کرنے والے فوراً احتیاطی تدابیر پر عمل کرسکیں گے۔"

"یہ طریقہ کار بہتر ہے۔ ملاقات کے دوران میں ہم دونوں بڑی حد تک محفوظ اور مطمئن رہیں گے۔"

بیزون اپنی بیوی مونوریٹا کے ساتھ تفریح کررہا تھا۔ اس رات اس نے سوتے وقت بڈی کے دماغ میں آکر اس کے خیالات پڑھے تو اسے پتا چلا کہ وہ دوسرے دن لندن جارہا ہے اور بڑی ہی احتیاطی تدابیر پر عمل کرتے ہوئے تیج پال سے ملاقات کرنے والا ہے۔

وہ سوچنے لگا۔ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے؟ ان کی ملاقات کے دوران وہ بڈی کے دماغ میں موجود رہنے والا تھا اسے آلہ کار بنا کر تیج پال کو زخمی کرکے اسے بھی اپنے زیر اثر لاسکتا تھا۔

لیکن یہ اتنا آسان نہیں تھا۔ تیج پال زخمی ہوتا تو مائیک مورو اور جوزف وسکی اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما کر بیٹھ جاتے۔ کسی بھی دشمن خیال خوانی کرنے والے کو اسے نقصان پہنچانے کا موقع نہ دیتے۔ اس طرح وہ اس تیسرے مرحلے میں ناکام ہوجاتا۔

دانشمندی یہ تھی کہ وہ تیج پال کو ٹریپ نہ کرے اسی طرح خاموشی سے بڈی کے اندر رہ کر ان کے ایک ایک اہم منصوبے کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہے۔ آئندہ یہ معلوم ہوسکے گا کہ وہ نقشہ حاصل کرنے کے بعد ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کے سلسلے میں کیا کررہے ہیں۔

بڈی رابرٹ پروگرام کے مطابق لندن پہنچ گیا۔ شام کو چار بجے شیرٹن ہوٹل میں پہنچ کر اطلاع دی کہ وہ کارنیل ڈیوڈ سے ملاقات کرنے آیا ہے اور اس کا نام راجر ولسن ہے۔

ہوٹل کی کاؤنٹر گرل نے کہا "مسٹر راجر! آپ روم نمبر ۳۰۷ میں تشریف لے جائیں۔ بڈی نے لفٹ کے ذریعے تھرڈ فلور پر پہنچ کر کمرا نمبر ۳۰۷ کے دروازے پر دستک دی۔ تیج پال نے دروازہ کھول کر کہا "مسٹر راجر! کم ان۔"

وہ اندر آیا۔ تیج پال نے دروازے کو بند کرتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا "بڈی کیسے ہو؟ ہم بند کمرے میں ایک دوسرے کو اصل نام سے مخاطب کرسکتے ہیں۔ آؤ بیٹھو کیا پیو گے؟ ٹھنڈا یا گرم؟"

بیزون' بڈی کے اندر موجود تھا اس کے ذریعے تیج پال کو دیکھ رہا تھا۔ اگرچہ وہ بہروپ میں تھا۔ چہرے سے پہچانا نہیں جاسکتا تھا لیکن قد اور جسامت آواز اور لہجہ سب ہی تیج پال کا تھا۔ اس نے بڈی سے پوچھا "تم مجھے بہت غور سے دیکھ رہے ہو؟"

بڈی نے کہا "میں نقشہ تمہارے حوالے کرنے سے پہلے خود کو مطمئن کررہا ہوں۔ میرے دماغ میں مائیک مورو ہے یہ یقین دلا رہا ہے کہ تم تیج پال ہی ہو۔"

"اور میرے دماغ میں جوزف دسکی ہے یہ یقین دلا رہا ہے کہ تم بڈی رابرٹ ہو۔"

بڈی رابرٹ نے اپنے بیگ سے ایک بڑا سا لفافہ نکالا پھر اسے تیج پال کو دیتے ہوئے کہا "یہ مشین کا نقشہ ہے۔ اسے کھول کر دیکھ لو۔"

تیج پال نے اسے لے کر کھولتے ہوئے سینٹر ٹیبل پر بچھایا پھر اسے دیکھنے اور سمجھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا "اس مشین کے نقشے کو ماہرین سمجھ سکتے ہیں۔ اب ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم ایسے تجربے کار مکینک کی خدمات حاصل کریں جو اس نقشے کو پوری طرح سمجھتا ہوں۔"

مائیک مورو اور جوزف دسکی خیال خوانی کے ذریعے ان کے پاس موجود تھے۔ جوزف دسکی نے کہا "ہم جلد سے جلد ایک نہیں کئی ماہرین کو آزمائیں گے۔ فی الحال دانش مندی یہ ہے کہ تم دونوں کو زیادہ دیر ایک جگہ نہیں رہنا چاہیے۔ بہتر ہے فوراً ایک دوسرے سے دور ہو جاؤ۔"

بڈی رابرٹ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "یہی بہتر ہے۔ یہ نقشہ ہم چاروں کی مشترکہ ملکیت ہے۔ میں اسے تمہارے حوالے کرچکا ہوں۔ اپنا فرض ادا کرچکا ہوں۔ مجھے اجازت دو۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر تیج پال سے مصافحہ کیا پھر اس سے رخصت ہو کر کمرے سے باہر آگیا۔ لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچا۔ وہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ائرپورٹ کی طرف جانے لگا۔ اس کے اندر مائیک مورو موجود تھا۔ اس نے پوچھا "کہاں جا رہے ہو؟"

"میں ابھی یہاں سے کسی بھی فلائٹ سے روم' پیرس یا فرینکفرٹ کہیں بھی ایک دن کے لیے جاؤں گا۔ اس طرح تیج پال کو اطمینان ہوگا کہ نقشہ حوالے کرنے کے بعد کسی دشمن نے مجھے ٹریپ نہیں کیا ہے اور نہ ہی تیج پال کو کسی طرح کا خطرہ ہے۔"

وہ ائرپورٹ پہنچ گیا۔ اسے ایک طیارے میں سیٹ مل گئی۔ جب وہ فرینکفرٹ کی طرف روانہ ہوگیا تو مائیک مورو نے تیج پال کے پاس آکر کہا "ہمارا بڈی رابرٹ ہر طرح کے شبے سے بالاتر ہے۔ وہ یہاں سے بہت دور فرینکفرٹ گیا ہے۔ اب ہمیں کسی دشمن سے خطرہ نہیں ہے۔"

تیج پال نے کہا "تم میری ڈی تیج پال کے پاس جاؤ۔ جوزف دسکی اس ڈی کے دماغ میں ہے۔ اس سے بولو کو ڈی کو میری طرف لے آئے۔ میں وہ نقشہ اس سے لے لوں گا۔"

تیج پال آج تک کسی دشمن کے شکنجے میں نہیں آیا تھا۔ اس وقت بھی بڈی رابرٹ کے ذریعے بیزون کے شکنجے میں آسکتا تھا لیکن وہ نادان نہیں تھا۔ اس نے شیرٹن ہوٹل میں اپنی ڈی کو بھیجا تھا۔ جب یہ اطمینان ہوگیا کہ بڈی جرمنی کی طرف گیا ہے۔ تب اسے یقین ہوا کہ وہ خوامخواہ اب تک بڈی جیسے قابل اعتماد ساتھی پر شبہ کرتا رہا۔

تیج پال بہت ذہین بہت چالاک تھا لیکن اس بار بیزون سے دھوکا کھا رہا تھا۔

○☆○

پورس ہوٹل کے اس کمرے میں شیوانی کے ساتھ ایک بیڈ پر گہری نیند سو رہا تھا اور نیچے قالین پر نارنگ چاروں شانے چت ہاتھ پاؤں پھیلائے زوردار خراٹے لے رہا تھا۔ شیوانی اس بات سے بے خبر تھی کہ نارنگ اس کے کمرے میں آکر سو رہا ہے۔ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ اس زہریلی کو پورس کا زہر بری طرح مدہوش کرنے کے بعد گہری نیند سلا رہا ہے۔

شیوانی کو بڑا زعم تھا کہ وہ بہت زہریلی ہے کوئی اس کے زہر کا توڑ نہیں کرسکتا۔ اس نے آج تک کسی کو اپنا آئیڈیل نہیں بنایا تھا اور نہ ہی کسی کو جذباتی انداز میں قریب آنے دیا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ جذباتی لمحات میں اگر اس کا لعاب دہن کسی بدنصیب عاشق کے ہونٹوں کے راستے اس کے اندر پہنچے گا تو وہ انہی لمحات میں تڑپ تڑپ کر دم توڑ دے گا۔

چند گھنٹے پہلے اس نے پورس کو بھی وارننگ دی تھی کہ وہ جذباتی انداز میں اس کے قریب نہ آئے کیونکہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے لیے بہت اہم ہے۔ قریب آنے کے بعد وہ زندہ نہیں رہے گا اور وہ اپنے اہم معاملات کے سلسلے میں اسے زندہ رکھنا چاہتی تھی۔

لیکن اس کی توقع کے خلاف پورس اس کے زہر پر غالب آگیا تھا اور وہ اس کے زہر سے مغلوب ہو کر اس بری طرح مدہوش ہوگئی تھی کہ وہ مدہوشی تقریباً بے ہوشی میں تبدیل ہوگئی تھی۔

پورس نے اسے پچھاڑنے کے بعد نارنگ کو ہوٹل کے اسی کمرے میں بلایا تھا اور جس طرح اسے ٹریپ کیا تھا اس کا ذکر کیا جاچکا ہے۔

اس نے نارنگ پر تنویمی عمل کرنے کے بعد اسے حکم دیا تھا کہ وہ دو گھنٹے تک تنویمی نیند پوری کرے گا پھر بیدار ہونے کے بعد اس کمرے سے چلا جائے گا۔ اس نے اس کے دماغ میں یہ نقش کیا تھا کہ وہ اپنی رہائش گاہ میں پہنچنے کے بعد ایک لمبے سفر کی تیاری کرے گا اور سب سے پہلے ماسک میک اپ کرے گا تاکہ شیوانی کی زہریلی آنکھوں کی حرارت اس کی پیشانی کو نہ چھو سکے۔

شیوانی کی غیر معمولی طلسمی آنکھوں سے محفوظ رہنے کا یہی ایک طریقہ تھا۔ اس کی آنکھوں کی نادیدہ حرارت ماسک کے آر پار ہو کر پیشانی تک نہیں پہنچتی تھی۔ نارنگ دو گھنٹے کے بعد وہاں سے اٹھ کر شیوانی اور پورس کی طرف دیکھے بغیر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اپنی رہائش گاہ میں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے اپنے چہرے پر ماسک میک اپ کیا۔ اپنے موجودہ چہرے کے مطابق ایک نیا پاسپورٹ بنوایا۔ اس کے بعد اسرائیلی سفیر کو ٹریپ کرکے اسرائیل جانے کے لیے ویزا حاصل کیا۔ شام کو روانہ ہونے والی ایک فلائٹ میں اپنے لیے ایک سیٹ ریزرو کرائی پھر اس فلائٹ سے اسرائیل کی طرف روانہ ہوگیا۔

ان مصروفیات میں اس کا تمام دن گزر گیا تھا۔ اسے سونے کی فرصت نہیں ملی تھی۔ سفر کے دوران وہ آرام سے سوتا رہا اور ہوٹل کے کمرے میں سونے والے پورس اور شیوانی بیدار ہوگئے تھے۔ پورس اس سے بہت پہلے بیدار ہوگیا تھا۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر بالکل فریش ہونے کے بعد ناشتا منگوا کر بڑے آرام سے ناشتا کررہا تھا اور چائے پی رہا تھا۔

ایسے وقت شیوانی کو ہوش آنے لگا تھا۔ وہ کمزوری محسوس کررہی تھی۔ آنکھیں کھول کر چھت کو دیکھتی ہوئی سوچ رہی تھی کہ وہ کہاں ہے؟

اسے فوراً ہی یاد نہیں آیا اس نے دائیں بائیں سرہلا کر اس کمرے کو دیکھا۔ پورس پر نظر پڑی تو یاد آیا کہ وہ اس کے ساتھ ہوٹل کے اس کمرے میں ہے اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کب سے سو رہی ہے اور اب کیا وقت ہوا ہے؟

وال کلاک میں دن کا ایک بجا تھا۔ اس نے سوچا ابھی رات کا ایک بجا ہے۔ وہ شاید دو یا تین گھنٹے تک سوتی رہی۔ اس نے آواز دی "آندرے!"

پورس نے اس کی طرف دیکھا پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آکر اس پر جھکتے ہوئے کہا "او مائی سوئٹ ہارٹ! تم نے تو سونے کا ریکارڈ بریک کردیا۔ کل رات دس بجے سے سو رہی ہو اب ذرا گھڑی دیکھو۔"

وہ بڑی حیرانی سے بولی "اوہ گاڈ! رات گزر چکی ہے اور میں سمجھ رہی ہوں کہ ابھی رات کا ایک بجا ہے۔"

"دن کا ایک بجا ہے۔ تم پورے پندرہ گھنٹے تک سوتی رہی ہو۔"

وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھتی ہوئی بولی "میں بہت کمزوری محسوس کررہی ہوں۔ پتا نہیں مجھے کیا ہوگیا ہے؟"

وہ ایسا کہتے کہتے چونک گئی۔ پورس اس کی سانسوں کے بالکل قریب تھا۔ وہ حیرانی سے بولی "تم۔۔۔ تم میرے منع کرنے کے باوجود میرے جسم و جاں میں اتر گئے تھے۔ مجھ پر ایسا نشہ طاری ہوتا رہا کہ میں خود کو بھولتی چلی گئی۔"

ایسا کہتے وقت اسے احساس ہوا کہ اس کے بدن پر صرف ایک چادر ہے۔ اس ایک چادر نے اس کو سب کچھ سمجھا دیا۔ وہ شدید حیرانی سے بولی "مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ تم میرے زہر پر غالب آگئے ہو۔ مجھے بتاؤ تم کیسے زندہ ہو۔ میرے زہر نے تم پر اثر کیوں نہیں کیا؟"

"سیدھی سی بات ہے۔ تم خود سمجھ لو۔"

"سیدھی سی بات یہی سمجھ میں آرہی ہے کہ تم زہریلے ہو مجھ سے زیادہ زہریلے ہو۔ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟"

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے مناسب وقت پر بتائی جاتی ہیں۔ آئندہ تم وسکی میں زہر کے قطرے ٹپکا کر پیو گی تو تمہیں نشہ نہیں ہوگا۔ تم میرے نشے کے لیے مچلتی رہو گی۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تم۔ بہت خطرناک ہو۔ مجھے بڑا سرپرائز دے رہے ہو۔ میں مانتی ہوں مجھ پر پہلے کبھی ایسی بے خودی اور مدہوشی طاری نہیں ہوئی تھی۔ تم نے تو مجھے اسیر کرلیا ہے۔"

پورس نے کہا "تم پھر میری سانسوں کے قریب چلی آئی ہو۔ اتنی جلدی پھر میرا نشہ ملے گا تو اب برداشت نہیں کر سکو گی۔"

"ہاں میں بہت کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ مجھے توانائی حاصل کرنے کے لیے کچھ کرنا ہوگا۔"

"باتھ روم میں جاؤ۔ نہا دھو کر فریش ہو جاؤ۔ میں تازہ پھل اور خشک میوے منگواتا ہوں۔ انہیں کھاتی رہو' دودھ پیتی رہو' طبیعت بحال ہو جائے گی۔"

وہ بستر سے اتر کر باتھ روم میں چلی گئی۔ پورس نے فون کے ذریعے خشک میوے اور تازہ پھلوں کا آرڈر دیا پھر اپنے لیے گرم چائے نکالی اور ایک صوفے پر بیٹھ کر پینے لگا۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے نارنگ کی خبر لی پتا چلا کہ وہ پاسپورٹ حاصل کرنے کے بعد اسرائیل کے لیے ویزا حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ شام کی ایک فلائٹ میں اپنے لیے ایک سیٹ ریزرو کرا چکا ہے۔

پورس مطمئن ہو گیا کہ وہ اس کے احکامات کے مطابق عمل کرتا ہوا کل تک اسرائیل پہنچ جائے گا پھر اس نے شیوانی کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ اسی وقت وہ باتھ روم سے باہر آکر لباس پہن رہی تھی۔ اس نے غسل کرنے کے دوران میں نارنگ کا تصور کیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس کی آنکھوں کی حرارت اس کی پیشانی تک پہنچ رہی ہوگی۔

وہ باتھ روم سے باہر آکر پورس سے بولی "آندرے! میں نے اپنی آنکھوں کے ذریعے ابھی نارنگ کو سگنل دیا ہے وہ ابھی موبائل پر مجھ سے رابطہ کرے گا۔"

وہ بڑے یقین کے ساتھ کہہ رہی تھی اور پھر ایک بار اس کا تصور کرکے اپنی آنکھوں کی حرارت اس کی پیشانی تک پہنچا رہی تھی۔ اس کے بعد دس منٹ گزر گئے پھر پندرہ منٹ گزر گئے۔ وہ حیرانی سے بولی "پتا نہیں کیا بات ہے؟ نارنگ مجھ سے رابطہ نہیں کر رہا ہے۔"

پورس نے انجان بن کر کہا "ہو سکتا ہے کہ وہ کہیں مصروف ہو۔"

میری آنکھوں کی حرارت جس کی پیشانی تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ اپنی تمام اہم مصروفیات کو چھوڑ کر پہلے مجھ سے رابطہ کرتا ہے۔"

"تو پھر وہ بیمار ہوگا یا کہیں ایسی جگہ ہوگا جہاں فون کرنے کی سہولت نہ ہو۔"

"خوامخواہ قیاس آرائیاں کر رہے ہو۔ اس کے دماغ میں جاؤ اور معلوم کرو کہ وہ کم بخت کہاں مر گیا ہے۔"

پورس نے خاموشی سے ایسے سر جھکا لیا۔ جیسے اس کم بخت کے دماغ میں پہنچ رہا ہو جبکہ اس نے خیال خوانی نہیں کی نارنگ کے دماغ میں نہیں گیا۔ سر اٹھا کر شیوانی سے بولا "بڑی حیرانی کی بات ہے نارنگ سانس روک رہا ہے۔ مجھے اپنے دماغ میں آنے سے روک رہا ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "وہ اچانک ایسا کیوں کر رہا ہے؟ میری آنکھوں کی حرارت اسے متاثر نہیں کر رہی ہے میں نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے دماغ میں تمہیں آنے دیا کرے۔"

"شاید وہ دماغی مریض بن گیا ہے۔ کوئی اس کے اندر آئے تو بھونکنے لگتا ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو پھر اس کے پاس جاؤ اور جاتے ہی بولو کہ تم میرے حکم سے آئے ہو۔"

وہ پھر تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔ شیوانی اسے غور سے دیکھنے لگی وہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ پورس کو اس کے دماغ میں جگہ مل رہی ہے یا نہیں۔ اس نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"کچھ ہونے والا ہے۔ اس کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔ وہ پیٹ پکڑ کر تڑپتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ اسے میٹرنٹی ہوم لے چلو کچھ ہونے والا ہے۔"

"یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟ کیا پیٹ میں درد ہونے سے مرد زچہ خانے میں جاتے ہیں؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ اس کے دماغ سے یہی باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔"

"تم غلطی سے کسی عورت کے دماغ میں پہنچ گئے ہو۔ اچھی طرح معلوم کرو وہ کون ہے۔"

وہ پھر ذرا دیر کے لیے خاموش ہوا۔ اس کے بعد بولا "ارے! ہاں دونوں کے ناموں سے مغالطہ ہو گیا۔ مجھے نارنگ کے دماغ میں پہنچنا چاہیے تھا مگر میں نارنگی کے اندر چلا گیا۔ اس عورت کا نام نارنگی ہے۔ کوئی اسے میٹرنٹی ہوم پہنچانے والا نہیں ہے۔ کیا میں اسے پہنچا دوں؟"

"خوامخواہ وقت ضائع نہ کرو۔ نارنگ سے رابطہ کرو۔"

وہ شیوانی کے چہرے کو تکنے لگا۔ وہ بولی "میں تمہاری ہوں۔ میرا چہرہ بھی تمہارا ہے۔ مجھے بعد میں دیکھتے رہنا پہلے کام کرو۔"

"میں کام کر رہا ہوں۔ تمہیں دیکھ رہا ہوں مگر نارنگ کے پاس پہنچ رہا ہوں۔ ابھی اس نے پھر مجھے بھگا دیا ہے۔ تم ذرا خاموش رہو میں پھر اس کے پاس جا کر بولتا ہوں۔"

وہ شیوانی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا "اے الو! خبردار چپ رہنا۔"

وہ غصے سے بولی "مجھے الو کہہ رہے ہو؟"

"میں تمہیں نہیں نارنگ کو کہہ رہا ہوں۔ وہ دماغ میں آنے سے روک رہا ہے۔ میں اسے وارننگ دے رہا ہوں۔"

پھر وہ بولا "میں تمہیں وارننگ دے رہا ہوں۔ میں شیوانی کے حکم سے آیا ہوں۔ اگر تم مجھے اپنے دماغ میں نہیں رہنے دو گے تو شیوانی اپنی آنکھوں کی حرارت سے تمہیں مار ڈالے گی۔"

شیوانی نے کہا "اس سے یہ بھی بولو کہ ابھی مجھ سے فون پر باتیں کرے۔"

وہ ذرا دیر خاموش رہا۔ جیسے نارنگ کی باتیں سن رہا ہو پھر اس نے کہا "اے خبردار! مجھے گالیاں مت دینا۔ کیا کہا؟ شیوانی الو کی پٹھی ہے۔ گدھی ہے اور ۔۔۔ اور کیا ہے۔"

"وہ غصے سے بولی "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ نارنگ کہہ رہا ہے۔ تمہیں گالیاں دے رہا ہے۔"

"وہ گالیاں دینے کے بعد کچھ بول رہا ہوگا۔ تم گالیاں نہ سنو اس کی باتیں سنو۔"

"کیا وہ تمہیں گالیاں دیتا رہے اور میں سنتا رہوں۔ میرا خون کھول رہا ہے۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تم مجھے بہت چاہتے ہو۔ مجھے دی جانے والی گالیاں برداشت نہیں کر رہے ہو مگر مصلحت سے کام لو۔ یہ معلوم کرو کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ کیا اسے کسی نے ٹریپ کیا ہے؟ کیا کسی نے اسے ہم سے چھین لیا ہے۔ وہ اچانک میرے خلاف کیسے ہو گیا۔"

پورس نے شیوانی کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا "تم ذرا خاموش رہو۔ وہاں کچھ عجیب سی بات ہو رہی ہے۔ اس کے سامنے ایک جوان عورت ہے اور وہ اسے شیوانی کہہ رہا ہے۔"

"نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"ہو رہا ہے۔ وہ ایک شیوانی کے پاس ہے اور بڑے پیار سے اس کے زانوں پر سر رکھے لیٹا ہوا ہے۔ وہ شیوانی اسے انگور کھلا رہی ہے مگر انگور کھٹے ہیں۔"

"کھٹے ہو یا میٹھے۔ تم اس شیوانی کے بارے میں معلوم کرو۔"

"میں اسی کے بارے میں معلوم کر رہا ہوں۔ نارنگ کے خیالات کہہ رہے ہیں کہ وہ شیوانی دیکھنے میں بہت حسین اور میٹھی دکھائی دیتی ہے لیکن چکھنے سے کھٹی لگ رہی ہے۔"

شیوانی نے جھنجلا کر کہا "وہ نارنگ کو جیسی بھی لگ رہی ہو مگر وہ چڑیل ہے کون؟"

"وہ سچ مچ چڑیل ہے۔ اس نے نارنگ کو اپنے قابو میں کر لیا ہے۔ جس طرح تمہارے پاس دو آنکھوں کی حرارت ہے اسی طرح اس کی ایک آنکھ میں جادو ہے۔ جیسے ہی وہ ایک آنکھ مارتی ہے مرد پھسل جاتے ہیں۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "پتا نہیں یہ نارنگ کس کے چنگل میں آگیا ہے۔ یہاں ہانگ کانگ میں ایسی کون ہے۔ جو نارنگ کو مجھ سے چھین کر مجھے چیلنج کر رہی ہے۔"

"شاید وہ اس شہر میں نہیں ہے۔ کسی جنگل میں ہے کیونکہ وہ دونوں جنگلیوں کی طرح درخت کے پتوں کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔"

"پتا نہیں وہ مرنے کے لیے کہاں پہنچ گیا ہے۔ تم اتنی دیر سے خیال خوانی کر رہے ہو لیکن یہ معلوم نہیں کر رہے ہو کہ وہ کس جنگل میں پہنچا ہوا ہے؟ وہ شیوانی کون ہے؟ اس نے کس طرح اسے ٹریپ کیا ہے؟"

"میں نے ابھی بتایا ہے وہ اپنی ایک آنکھ سے جادو کرتی ہے۔ وہ بہت زبردست ہے۔"

وہ کہتے کہتے رک گیا۔ شیوانی نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"وہ شیوانی نارنگ کے ذریعے مجھ سے کہہ رہی ہے کہ نارنگ کی طرح میں بھی اس کے پاس چلا آؤں۔ مجھے عیش کرائے گی۔"

وہ بولی "تم اس چڑیل شیوانی سے بات نہ کرو۔"

"اب میں کسی سے بات نہیں کر سکتا۔ نارنگ نے سانس روک لی ہے مجھے پھر بھگا دیا ہے۔"

شیوانی کے لیے تازہ پھل' خشک میوے اور دودھ وہاں رکھے ہوئے تھے۔ وہ انہیں کھانے لگی اور دودھ پینے لگی۔ مایوسی سے کہنے لگی "نارنگ میرے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ اگرچہ وہ بہت ہی بے وقوف تھا مگر میں اس کی غیر معمولی قوتِ سماعت سے فائدہ اٹھا سکتی تھی۔ میں اس کے ذریعے چین میں فرہاد اور اس کے بیٹے کی گفتگو سنتی رہی تھی۔ بڑی اہم معلومات حاصل کرتی رہی تھی پھر اس کے ذریعے ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والا بھیا کا سراغ ملا تھا۔ میں اس بھیا کو بھی ٹریپ کر سکتی تھی بلکہ اب بھی کر سکتی ہوں۔"

"تمہارا ارادہ کیا ہے؟ کیا اب بھیا کے پیچھے پڑ جاؤ گی؟"

"ایک غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا نارنگ میرے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ اب تمہاری ذمے داریاں بڑھ گئی ہیں۔ تم کسی بھی طرح نارنگ کو واپس لاؤ اور بھیا کو ٹریپ۔"

"اور تمہارے منصوبے کے مطابق چین میں فرہاد اور اس کے بیٹے سے ٹکراؤں وہاں سے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ چرا کر لاؤں۔ میں ایک اور تم بیک وقت کتنی ذمے داریوں کا بوجھ مجھ پر ڈال رہی ہو۔"

"یہ سارے معاملات اہم ہیں۔ ان سب سے نمٹنا ہی ہوگا۔"

"مگر یہ فیصلہ کرو کہ کون سا معاملہ اہم ہے پہلے تم کیا چاہتی ہو۔ وہ کھاتی رہی سوچتی رہی پھر بولی "میرے لیے مشین کا نقشہ اہم ہے۔ میں نقشہ حاصل کرنے کے لیے لندن سے یہاں آئی ہوں۔ یہاں سے مجھے چین جانا تھا مگر یہاں بیٹھے ہی بیٹھے تمہاری ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہ نقشہ حاصل کرسکتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے اب میں اس نقشے کی طرف دھیان دے رہا ہوں۔ تم باقی معاملات کو فی الحال بھول جاؤ۔"

"میں کسی بھی معاملے کو نہیں بھول سکتی۔ تم جلد سے جلد نقشہ حاصل کرو۔ اس کے بعد ہم دوسرے معاملات پر توجہ دیں گے۔"

وہ بستر پر نیم دراز ہو کر بولا "ٹھیک ہے۔ میں اس سلسلے میں خیال خوانی کر رہا ہوں۔ تم مجھے مخاطب نہ کرنا۔"

وہ خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آگیا۔ میں نے پوچھا "کیا بات ہے بیٹے؟ کیا شیوانی کو قابو میں کر چکے ہو؟"

"جی ہاں اب وہ کبھی چین کا رخ نہیں کرے گی۔ ہم اس کی ضرورت یہاں پوری کردیں گے۔"

"ہوں۔ سمجھ گیا وہ نقشہ چاہتی ہے۔"

"صرف بچوں کو نہیں بڑوں کو بھی کھلونا دے کر بہلایا جاسکتا ہے۔ اسے بھی کسی دوسری مشین کا نقشہ دے کر بہلایا جاسکتا ہے۔"

"دوسری مشین کا نقشہ کیوں ہم اسے اصل ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ دیں گے۔"

پورس نے حیرانی سے پوچھا "کیا واقعی!"

"ہاں اس نقشے کی اہمیت کو اسی طرح ختم کیا جاسکتا ہے کہ اسے سب ہی دوستوں اور دشمنوں تک پہنچنے کا موقع دیا جائے۔"

میں نے پورس کو تفصیل سے سمجھایا کہ جب سے چین میں یہ مشین تیار ہوئی ہے اور چینی ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوئے ہیں۔ تب سے امریکا، روس اور فرانس جیسے بڑے ممالک متحد ہوگئے ہیں۔ وہ اپنے اتحاد سے ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کر رہے ہیں۔ جس کے ذریعے ان تینوں ممالک میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کی جائے گی۔

دوسری طرف تیج پال نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھیوں کے ذریعے مشین کا نقشہ حاصل کیا تھا۔ تیج پال کا خیال تھا کہ ہم اس کے معاملات سے بے خبر ہیں۔ جبکہ سونیا کو بیزون کے دماغ میں جانے کی سہولتیں حاصل تھیں۔ وہ بیزون کے ذریعے یہ معلوم کرچکی تھی کہ بڈی رابرٹ نے لندن جاکر وہ نقشہ تیج پال کے حوالے کیا ہے۔

ہم چاہتے تو اس نقشے کے سلسلے میں تیج پال اور اس کے ساتھیوں کو کئی طرح سے الجھاتے رہتے لیکن ہم انہیں بھی ڈھیل دے رہے تھے۔ جناب تبریزی اور جناب عبداللہ واسطی کی ہدایات تھیں کہ اب ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں دشمنوں کی مخالفت نہ کی جائے۔ جو مشین تیار کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں تیار کرنے کا موقع دیا جائے۔

اگرچہ یہ ہدایات ناقابل فہم تھیں۔ سوال پیدا ہوتا تھا کہ تمام بڑے ممالک کو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنانے کا موقع کیوں دیا جارہا ہے جب کہ ایسا کرنے سے پہلے ہی ان کے منصوبوں کو خاک میں ملایا جاسکتا تھا۔ اس سلسلے میں دو اہم باتیں تھیں ایک تو یہ کہ ہم نے اور بابا صاحب کے ادارے نے ایک طویل عرصے تک بڑے ممالک سے وقتاً فوقتاً دوستی کی تھی۔ ان پر بھروسا کیا تھا۔ ان سے بھرپور تعاون کیا تھا لیکن بعد میں ان سے دھوکا کھاتے رہے تھے۔

چین بھی ان بڑے ممالک میں سے ایک بڑا ملک ہے۔ ہم نے چین کے اکابرین پر بھی بھروسا کیا ہے لیکن کون جانتا ہے کہ یہ بھروسا کب تک قائم رہے گا۔ جناب تبریزی اور بابا صاحب کے ادارے کے تمام بزرگ ماضی کے تلخ تجربات کو بھلا نہیں سکتے تھے۔ ان کا تجربہ کہہ رہا تھا کہ جو ابھی دوست ہیں۔ وہ کسی وقت بھی دشمنی کی کروٹ بدل سکتے ہیں۔

خدانخواستہ اگر ایسا ہوا اور چین جیسے بہترین دوست سے کسی معاملے میں مخالفت پیدا ہونے لگی تو ایسے وقت کے لیے پہلے سے تیار رہنا چاہیے۔ یہ اندازہ کیا جاسکتا تھا کہ چین میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بہت بڑی فوج تیار ہوسکتی ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم تعداد کے لحاظ سے مٹھی بھر رہ جائیں گے۔ اگر دوسرے ممالک میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوجیں رہیں گی تو ہم اپنی حکمتِ عملی سے ان تمام بڑے ممالک کی فوجوں کو چین کے مقابل پہنچا کر اپنی حفاظت کرسکیں گے۔

چین کے لیے ہماری نیک خواہشات ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی اور ایسی ہی نیک خواہش کے مطابق ہم نے چین کو

ٹرانسفارمر مشین کا تحفہ دیا ہے لیکن آئندہ اپنے تحفظ کے لیے احتیاطی تدابیر بھی لازی ہیں۔

پورس نے میری تمام باتیں سننے کے بعد کہا "بے شک احتیاطی تدابیر لازی ہیں۔ جب سب ہی کو ٹرانسفارمر مشین بنانے کا موقع دیا جارہا ہے تو پھر یہ موقع شیوانی کو بھی دیا جانا چاہیے۔ بیجنگ میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کے چند جاسوس ہیں ان میں سے کچھ گرفتار ہو کر مارے گئے ہیں۔ ان میں جو باقی بچا ہے میں اس کے دماغ پر قبضہ جما کر آپ کے پاس آؤں گا۔ آپ وہ نقشہ اس کے حوالے کریں گے اور اسے بیجنگ سے یہاں ہانگ کانگ پہنچنے کا موقع دیں گے۔ اس طرح وہ نقشہ شیوانی کو مل جائے گا۔"

میں نے کہا "اس جاسوس کو میرے پاس پاس پہنچاؤ۔ میں اس کے پاسپورٹ کے مطابق کل کی کسی فلائٹ میں سیٹ ریزرو کراؤں گا۔ وہ نقشہ اس کے حوالے کروں گا۔ کل شام تک شیوانی خوش ہوجائے گی۔"

پورس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا "شیوانی آج کی رات ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ میں نے ایسے انتظامات کیے ہیں کہ وہاں میرا ایک آلۂ کار آرمی ہیڈ کوارٹر کے ریکارڈ روم سے وہ نقشہ نکال لائے گا۔ میں وہ نقشہ تمہارے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوس کے حوالے کروں گا۔ وہ جاسوس اسے کل شام تک یہاں لے آئے گا۔"

وہ کھاتے کھاتے خوش ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سے لپٹ کر بولی "تم نے تو کمال کردیا جو کام تقریباً ناممکن ہے اسے ممکن بنا رہے ہو۔ مجھے اتنی بڑی کامیابی کا یقین نہیں ہو رہا ہے پھر بھی میں کل شام تک بے چینی سے اپنے جاسوس اور اس نقشے کا انتظار کروں گی۔"

وہ خوش ہو کر اس پر قربان ہونے لگی۔ اس نے مختصری خیال خوانی کی پارس کے پاس پہنچ کر بولا "میں ہوں پورس۔"

پارس نے کہا "میرے پاس آئے ہو ضرور کوئی بات ہے۔"

"ہاں تمہارے پاس ایک مرغا روانہ کیا ہے۔ بھیا کو ٹریپ کرنے کے لیے نارنگ بہت بے چین تھا۔ میں اسے شیوانی سے نجات دلا کر تمہاری طرف بھیج رہا ہوں وہ کل صبح تک یروشلم پہنچنے والا ہے۔"

پارس نے کہا "وہ تو ایسا مرغا ہے جسے پھانسنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ خود ہی اپنی حماقتوں سے پھنستا رہتا ہے۔ میں دیکھوں گا کہ وہ بھیا کو پھانسنے کے لیے یہاں کیا کرے گا۔"

پارس چاہتا تھا کہ اب اسرائیل سے روانہ ہوجائے اسے غلام بنا کر رکھنے کی خواہش کرنے والی الپا خود اس کی معمولہ اور کنیز بن چکی تھی۔ اب وہ الپا سے ہزاروں میل دور جاکر بھی اس کی لگام اپنے ہاتھوں میں رکھ سکتا تھا لیکن ایسے ہی وقت بابا صاحب کے ادارے سے یہ نئی ہدایت موصول ہوئی کہ الپا کو ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کا موقع دیا جائے۔

جیکی ہنٹر اب تک تل ابیب میں موجود تھا۔ پچھلی بار وہاں سے اس کی روانگی کا پورا انتظام ہوچکا تھا لیکن اس کی بیٹی ڈائنا اچانک بیمار ہوگئی تھی۔ اسے اسپتال پہنچانا پڑا تھا۔ اس لیے اس کا سفر ملتوی ہوگیا تھا۔

اب اس جیکی ہنٹر کے ذریعے الپا وہاں اپنی خواہش کے مطابق وہ مشین تیار کرسکتی تھی۔ اسے اسپتال سے چھٹی مل چکی تھی۔ اسرائیل کے بڑے شہروں میں اس کی کئی رہائش گاہیں موجود تھیں۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ بنگلے الپا کی ملکیت ہیں۔ وہ وقت اور حالات کے مطابق بھیس بدل کر کسی نہ کسی بنگلے میں جاکر وقت گزارتی تھی۔

وہ اسپتال سے نکل کر یروشلم کے ایک بنگلے میں جانا چاہتی تھی۔ ایسے ہی وقت پارس نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے اسی شہر میں رہنا چاہیے اور یہاں رہ کر ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کے سلسلے میں پھر کوششیں کرنی چاہئیں۔"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "مشین کیسے تیار کروں گی۔ پارس نے میرے خیالات پڑھ کر معلوم کیا ہوگا کہ کس خفیہ رہائش گاہ میں وہ نقشہ چھپا کر رکھا ہے۔ اس نے وہ نقشہ وہاں سے چرالیا ہوگا اور جیکی ہنٹر کو اپنا غلام بنالیا ہوگا۔"

پارس نے اس کی سوچ میں کہا "ہوسکتا ہے ایسا نہ ہو۔ میری دماغی کمزوری کے باوجود پارس مجھ پر مہربان ہے۔ اس

مشہور مصنفین کی مشہور کتابیں
بزرگان دین کے ایمان افروز واقعات
روشنی کے مینار
قیمت -/150 روپے
ڈاک خرچ -/25 روپے
مصنف: ضیاء تسنیم بلگرامی
کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس 23 کراچی نمبر1

نے بھیما کو میرے دماغ پر قبضہ جمانے کا موقع نہیں دیا۔ وہ مجھ سے سخت ناراض ہے مگر مجھے دل سے چاہتا ہے۔ چھپ چھپ کر میری حفاظت کرتا ہے یہ میرے لیے بڑے فخر کی بات ہے کہ اس نے کسی بھی دشمن کو میرے اندر آنے اور مجھے نقصان پہنچانے کا موقع نہیں دیا۔"

الپا سوچ میں پڑ گئی تھی۔ اسے یقین ہو رہا تھا کہ ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں اسے کامیابی ضرور ملے گی۔

پارس نے پھر اس کی سوچ میں کہا "جب وہ مجھے ہر طرح سے تحفظ فراہم کر رہا ہے مجھے نقصانات سے بچا رہا ہے تو ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں بھی مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ مجھے اپنی اس رہائش گاہ میں جا کر دیکھنا چاہیے کہ نقشہ وہاں موجود ہے کہ نہیں۔"

الپا ان باتوں سے قائل ہو کر اپنی اس رہائش گاہ کی طرف چلی گئی۔ پارس نے اپنے ایک ماتحت سراغ رساں سے کہا "تم نے جیکی ہنٹر کو ہپناٹائز کر کے اسے اپنا معمول بنایا ہے۔ اب اسے پھر اسی بنگلے میں پہنچا دو۔ جہاں الپا نے اسے چھپا کر رکھا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ نقش کر دو کہ وہ اب تک الپا کا معمول ہے کئی دنوں سے اسی بنگلے میں پڑا ہوا ہے اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا کرنا چاہیے؟ اور کہاں جانا چاہیے؟"

اس سراغ رساں نے جیکی ہنٹر کے دماغ میں یہ باتیں نقش کیں پھر اسے اسی بنگلے میں پہنچا دیا۔ اس کے دماغ سے اس کی بیٹی' ڈائنا کی یاد بھلا دی۔ آئندہ وہ ڈائنا کو امریکا واپس بھیجنے والا تھا۔ ادھر الپا نے اپنی خفیہ رہائش گاہ میں پہنچ کر اپنے سیف کو کھول کر دیکھا تو وہ مشین کا نقشہ موجود تھا۔ پہلے وہ نقشہ بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ بعد میں جب یہ فیصلہ ہوا کہ ٹرانسفارمر مشین کے سلسلے میں کسی طرح کی رکاوٹ پیدا نہیں کی جائے گی تو وہ نقشہ پھر الپا کے سیف میں پہنچا دیا گیا تھا۔ الپا نے اس تہ کیے ہوئے کاغذ کو کھول کر دیکھا تو خوش ہو گئی۔ سوچ کے ذریعے بولی "پارس ابھی میں خیال خوانی کے قابل نہیں ہوں۔ تمہارا شکریہ ادا کرنے اور تمہارا احسان ماننے کے لیے تمہارے پاس نہیں آ سکتی۔ میں سمجھتی ہوں کہ تم ابھی میرے اندر موجود ہو لیکن تم نے تو مجھ سے نہ بولنے کی قسم کھالی ہے۔ تم نے کیسا عجیب سا رشتہ مجھ سے قائم رکھا ہے۔ کچھ بولتے نہیں ہو مگر میرے لیے بہت کچھ کرتے ہو۔ مجھ سے نفرت کرتے ہو مگر عجیب طرح سے بے انتہا محبت بھی کرتے ہو۔"

پارس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ سوچنے لگی "نقشہ تو مل گیا ہے مگر مشین کا ماہر مکینک جیکی ہنٹر اس بنگلے میں نہیں ہوگا۔ شاید میرے تنویمی عمل کا اثر بھی ختم ہو گیا ہوگا۔ وہ وہاں سے فرار ہو گیا ہوگا۔"

پارس نے اس کی سوچ میں کہا "میں نے نقشے کے بارے میں بھی یہی سوچا تھا کہ اسے پارس لے گیا ہوگا لیکن نقشہ یہیں مل گیا جہاں میں نے رکھا تھا۔ ہو سکتا ہے جیکی ہنٹر بھی وہیں ہو جہاں میں نے اسے چھوڑا تھا۔"

الپا نے اس بات پر غور کیا پھر موبائل کے ذریعے اس بنگلے کا فون نمبر پنچ کیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد وہ ایک دم سے خوش ہو گئی۔ دوسری طرف فون کے ذریعے جیکی ہنٹر کی آواز سنائی دی "ہیلو! کون ہے؟"

وہ حیرت سے اور مسرت سے بولی "ہیلو جیکی! تم بول رہے ہو؟"

وہ حیرانی سے بولا "اوہ میڈم! آپ کہاں تھیں۔ کئی دنوں سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ نہ آپ میرے دماغ میں آ رہی تھیں اور نہ ہی بوبی اسمتھ مجھ سے ملاقات کرنے یہاں آ رہا تھا۔ میڈم! میں بہت پریشان ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولی "اب تمہیں کسی طرح کی پریشانی نہیں ہوگی۔ میں آ رہی ہوں۔ تمہیں اپنے ساتھ ایک بنگلے میں لے جاؤں گی۔"

اس نے خوشی سے جھومتے ہوئے فون کو بند کیا۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ٹرانسفارمر مشین کی ہاری ہوئی اتنی بڑی بازی جیت لے گی۔ وہ اپنا ضروری سامان پیک کرنے لگی۔ وہ وہاں سے جیکی ہنٹر کے پاس جانے والی تھی پھر اسے لے کر دوسرے خفیہ اڈے میں رہائش اختیار کرنے والی تھی۔

ابھی بہت کچھ ہونے والا تھا۔ کیونکہ میری داستان کا مزاج بدل رہا تھا۔ ٹرانسفارمر مشین کو ہر بڑے ملک میں عام کیا جا رہا تھا۔

پہلے ہم فرداً فرداً ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ اب ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوجیں تیار ہو رہی تھیں۔ امریکا' روس' فرانس اور چین اب ایک دوسرے کے مدِمقابل ہونے والے تھے کیونکہ اب جو بھی خفیہ سیاست ہوتی' خفیہ وارادات' ہوتی' خفیہ سازشیں ہوتیں وہ سب آئندہ نہ دشمنوں سے چھپی رہتیں نہ دوستوں سے۔ اب تو جیسے ہر ملک کا بچہ اور ہر گھر کی عورت ٹیلی پیتھی جاننے والی تھی۔

اگر ایسا ہو جائے تو کیا ہوگا؟

اور ایسا ہوگا یا نہیں یہ تو میں بھی نہیں جانتا تھا۔

جواد بن مستقیم اور بھیما نے الپا کو اپنے قابو میں کرنے کی بہت کوششیں کی تھیں۔ پہلے بھیما نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے دو بار اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے ٹریپ کرنا چاہا تھا لیکن پارس اس کے دماغ میں چھپ کر آتا جاتا رہتا تھا۔ اس نے بھیما کو ناکام بنا دیا۔

اس کی ناکامی کے بعد جواد حیفہ کے اسپتال میں آیا تھا۔ الپا سے ملاقات کی تھی اور ملاقات کے وقت جب اس سے مصافحہ کیا تو الپا بے اختیار اس سے متاثر ہو گئی۔ اسپتال میں اس کی حفاظت کے لیے آرمی کے جوان پہرہ دے رہے تھے۔ کسی کو اس سے ملنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اس نے آرمی افسران سے کہا تھا کہ وہ جواد کو آئندہ بھی اس سے ملنے کی اجازت دے دیا کریں۔

جواد نے بھیما سے کہا "تمہاری ٹیلی پیتھی نے کوئی کام نہیں کیا میں نے اسے متاثر کیا ہے۔ جب وہ اسپتال سے گھر آئے گی تو تم پھر ایک بار اسے ہپناٹائز کرنے کی کوشش کرو گے۔ ایسے وقت میں اس کے قریب رہوں گا تو شاید تم اسے ہپناٹائز کرنے میں کامیاب ہو سکو گے۔"

ان دنوں وہ اسپتال سے فارغ ہوئی تھی۔ جواد وہاں سے یروشلم واپس آ گیا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ فون کے ذریعے الپا سے رابطہ رکھے گا پھر جب اسے معلوم ہوگا کہ وہ گھر آ گئی ہے تب اس سے دوبارہ ملاقات کرنے آئے گا اور بھیما کو موقع دے گا کہ وہ الپا کو ٹریپ کر سکے۔

لیکن پارس نے الپا کے دماغ میں خاموشی سے رہ کر اس پر عمل کیا تھا اور اس کے ذہن سے وہ تاثرات مٹا دیے تھے، جو اس غیر معمولی انگوٹھی کے ذریعے پیدا ہوئے تھے۔ اس وقت پارس اس کی غیر معمولی انگوٹھی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

جب الپا گہری نیند سو رہی تھی۔ تب پارس نے تنویمی عمل کے ذریعے اس سے پوچھا تھا "یہ بتاؤ تم اس سے اچانک متاثر کیوں ہو گئی ہو؟"

وہ معمولہ کی حیثیت سے بولی "پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں نے سنا تھا کہ لوگ اس سے مل کر متاثر ہو جاتے ہیں اور اس کے بڑے عقیدت مند بن جاتے ہیں۔"

"تم اچھی طرح سوچو اور بتاؤ متاثر ہونے کی کوئی وجہ ہوگی۔ اس سے پہلے تو تم نے اسے دیکھا بھی نہیں تھا۔ ایک ہی ملاقات میں اس سے متاثر ہونے کا مطلب یہی ہے کہ اس میں کوئی غیر معمولی صلاحیت ہے۔"

الپا نے کہا "میں نے بعد میں بہت سوچا ہے۔ اس سلسلے میں بہت غور کیا ہے مگر میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

پارس سوچ میں پڑ گیا اگر جواد خوب رو جوان ہے اور پرکشش ہے تو اس سے صرف عورتوں کو متاثر ہونا چاہیے لیکن مرد بھی اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتے تھے۔ اس سے یہی بات سمجھ میں آتی تھی کہ وہ اپنی کسی غیر معمولی صلاحیت کے ذریعے عورتوں اور مردوں کو اپنا عقیدت مند بناتا ہے۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ خود یروشلم جا کر جواد سے ملاقات کرے گا۔

جواد نے حیفہ سے یروشلم آنے کے بعد تیسرے دن الپا سے فون پر رابطہ کیا۔ اس کی خیریت معلوم کی۔ الپا نے کہا "میں خیریت سے ہوں مگر تم کون ہو؟"

جواد نے کہا "تعجب ہے مجھ سے ایک بار ملنے والے میری آواز سے مجھے پہچان لیتے ہیں۔ یاد کرو میں اسپتال میں تم سے ملنے آیا تھا۔"

الپا نے کہا "پلیز پہیلیاں نہ بجھواؤ۔ کام کی بات کرو اور پہلے اپنا تعارف پیش کرو۔"

"میرا نام جواد بن مستقیم ہے۔ میں اسپتال میں تم سے ملاقات کر چکا ہوں کیا اتنی جلدی مجھے بھول گئی ہو۔"

"اچھا اب یاد آیا۔ تم جواد ہو بڑی پرکشش اور باوقار شخصیت کے مالک ہو۔ تم مجھ سے ملاقات کرنے آئے مجھے بڑی خوشی ہوئی میرے لائق کوئی خدمت۔"

"میری دعا ہے کہ تم جلد صحت یاب ہو کر اپنے گھر جاؤ۔ میں وہاں تم سے ملاقات کرنے آؤں گا۔"

"سوری مسٹر جواد! میں اپنے گھر میں کبھی کسی سے ملاقات نہیں کرتی۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہم کسی ریسٹورنٹ یا کلب میں ملاقات کر سکتے ہیں۔"

"اگر مجھے ایک سوال کا صحیح جواب مل جائے گا تو میں ملاقات کروں گی۔"

"کیا کوئی مشکل سوال ہے؟"

"بہت آسان سوال ہے۔ میں تم سے ملتے ہی تم سے بے اختیار متاثر کیوں ہو گئی تھی؟"

"یہ تمہارے اپنے احساسات ہیں۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ میری شخصیت کے کس پہلو نے تمہیں متاثر کیا ہے۔"

"صرف میری بات نہیں ہے۔ میں نے تو سب ہی سے سنا ہے کہ تم سے جو بھی ملتا ہے۔ تم سے محبت کرنے لگتا ہے۔ تمہارا عقیدت مند ہو جاتا ہے۔"

"یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔ اس معبود نے مجھے کوئی ایسی خوبی دی ہے جو دوسروں کو متاثر کر دیتی ہے۔"

"تم میرے سوال کا صحیح جواب نہیں دے رہے ہو۔ محض باتیں بنا رہے ہو۔ مجھے افسوس ہے میں تم سے ملاقات

نہیں کروں گی۔"

"میں باتیں نہیں بنا رہا ہوں۔ یقین نہ ہو تو دوسری بار ملاقات کرو اور خود یہ معلوم کرو کہ دوسری بار بھی تم مجھ سے متاثر ہو رہی ہو یا نہیں؟ اور اگر متاثر ہو رہی ہو تو میرے ذریعے کس طرح کا تاثر تمہارے اندر پیدا ہو رہا ہے۔"

"میں نے بڑی مشکل سے تمہاری پہلی ملاقات کے تاثر کو مٹایا ہے اب میں دوسری بار ملنے کی نادانی نہیں کروں گی۔"

"کوئی بات نہیں میں خود تم سے ملنے اسپتال آجاؤں گا۔"

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اسپتال سے میری چھٹی ہوگئی ہے۔ تم چاہو تو حیفہ کے اسپتال میں جاکر میرا خالی کمرا دیکھ سکتے ہو۔"

الپا نے فون کا رابطہ ختم کردیا۔ وہ اسپتال سے اپنی خفیہ رہائش گاہ میں آکر خوش ہو رہی تھی کیونکہ وہاں اسے ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ مل گیا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی کہ پارس نے اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کے تمام اہم راز معلوم کیے ہوں گے اور اس نقشے کو چرالیا ہوگا لیکن اس کی توقع کے خلاف نقشہ وہیں موجود تھا۔

اس نے اس بنگلے میں فون کیا جہاں جیکی ہنٹر کو چھپاکر رکھا گیا تھا۔ اس کے بارے میں بھی یہ خیال تھا کہ جیکی ہنٹر اس کے تنویمی عمل کے اثر سے نکل کر کہیں فرار ہوگیا ہوگا لیکن اس کی حیرت اور مسرت کی انتہا نہ رہی۔ جب اس نے فون پر جیکی کی آواز سنی اور یہ یقین ہوا کہ مشین کا وہ ماہر مکینک جیکی ہنٹر اب تک اس کے زیر اثر ہے۔

اب وہ مشین کے نقشے اور جیکی ہنٹر کو لے کر اپنے اس فارم ہاؤس میں جانا چاہتی تھی جو یروشلم کے مضافات میں تھا۔ اس فارم ہاؤس میں ایک خوب صورت سا کاٹیج بھی تھا۔ جس کے تہ خانے میں بڑی رازداری سے ٹرانسفارمر مشین تیار کی جاسکتی تھی۔

وہ وہاں سے روانہ ہونے کے لیے اپنا مختصر سا ضروری سامان ایک اٹیچی اور ایک سفری بیگ میں رکھ رہی تھی۔ ایسے وقت جواد نے فون پر اس سے گفتگو کی تھی۔ الپا نے اس سے ملاقات کرنے سے انکار کرکے فون بند کردیا تھا پھر وہ اپنا سامان لے کر وہاں سے جیکی ہنٹر کے بنگلے میں پہنچ گئی۔

جیکی ڈرائنگ روم میں بیٹھا بیئر پی رہا تھا۔ الپا اسے وہاں دیکھ کر خوشی سے لپٹ گئی۔ اسے چوم کر بولی "تھینکس گاڈ! میں بہت لکی ہوں۔ تمہارے جیسا ماہر مکینک میرا وفادار ہے اور نقشہ بھی میرے پاس موجود ہے۔"

"میڈم! میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جاسکتا ہوں۔ میں آپ کے لیے ٹرانسفارمر مشین ضرور تیار کروں گا۔ بائی دا وے بوبی اسمتھ کہاں ہے؟"

وہ نفرت سے بولی "بوبی بہت ہی نمک حرام نکلا۔ میں زخمی ہوکر اسپتال میں پڑی ہوئی تھی۔ ایسے وقت اس نے مجھ سے غداری کی شاید وہ مشین کا نقشہ چراکر تمہیں اپنے مقصد کے لیے یہاں سے لے جاتا لیکن ایک مہربان نے اس کے تمام منصوبوں سمیت اسے نیست و نابود کردیا۔"

ایسا کہتے وقت وہ سوچ رہی تھی "پارس میں تمہارا جتنا بھی احسان مانوں جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔"

اگرچہ پارس نے اس کے دماغ میں رہ کر کبھی اسے مخاطب نہیں کیا تھا۔ کبھی اپنی موجودگی ظاہر نہیں کی تھی۔ اس کے باوجود وہ دل کی گہرائیوں سے یقین کررہی تھی کہ اس کے برے وقت میں صرف پارس نے ہی اسے دشمنوں سے محفوظ رکھا ہے۔

اس نے بھیما کو الپا پر غالب آنے سے باز رکھا تھا اور اسے جواد سے زیادہ دیر متاثر نہیں رہنے دیا تھا۔

پھر اتنا بڑا احسان تو کوئی کرہی نہیں سکتا تھا کہ پارس اسے ٹرانسفارمر مشین بنانے کا موقع فراہم کررہا تھا۔ وہ اتنی بڑی بازی ہار رہی تھی۔ پارس اس کی ہار کو جیت میں بدل رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں بار بار قسمیں کھانے لگی تھی کہ اب پارس اسے قبول کرے یا نہ کرے وہ مرتے دم تک اس کی معمولی کنیز بن کر رہا کرے گی۔

وہ جیکی ہنٹر کے ساتھ اپنے فارم ہاؤس کی طرف روانہ ہوگئی۔ پارس بھی یروشلم آگیا۔ اس نے ایک ہوٹل میں عارضی رہائش کے لیے ایک کمرا لیا وہ جواد سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ اس کی غیر معمولی صلاحیت کا سراغ لگانا چاہتا تھا لیکن اس سے روبرو ملاقات کرنے سے پہلے اسے دور سے دیکھنا اور سمجھنا چاہتا تھا۔

یہ تو وہ جانتا تھا کہ اس کے اندر رہنے والا بھیما ٹیلی پیتھی جانتا ہے پھر جواد بھی یوگا کا ماہر ہوگا۔ وہ اس کے اندر جائے گا تو چھپ کر اس کے خیالات نہیں پڑھ سکے گا۔ جواد اور بھیما اس کی موجودگی کو سمجھ لیں گے۔

پارس وہاں رہ کر جواد کے عزیز و اقارب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے لگا۔ یروشلم میں سب ہی اسے جانتے تھے۔ جس کے سامنے بھی اس کا ذکر کیا جاتا وہ اس کے بارے میں بڑی تفصیل سے بولنے لگتا تھا اور ایسی عقیدت کا اظہار کرتا تھا جیسے اسے جواد بن مستقیم کے قریب رہنے کا شرف حاصل ہوتا رہا ہو۔

پارس نے چند افراد سے گفتگو کرنے کے بعد یہ معلوم کیا کہ جواد ایک فلسطینی دوشیزہ حدیقہ سے محبت کرتا ہے

پارس نے حدیقہ کا پتا اور اس کی مصروفیات معلوم کیں پھر ایک ایسی تقریب میں پہنچ گیا۔ جہاں وہ موجود تھی اور چند خواتین سے گفتگو کررہی تھی۔ وہ اس کی آواز اور لہجہ سن کر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ جواد کے بارے میں دل کی گہرائیوں سے بہت کچھ سوچ رہی تھی اور اس بات سے پریشان تھی کہ جواد اس سے بے انتہا محبت کرنے کے باوجود دور دور کیوں رہتا ہے؟

جواد نے حدیقہ کو سمجھایا تھا کہ ان دونوں کی محبت کے درمیان ایک دیوار ہے جسے وہ نہ سمجھتی ہے نہ وہ سمجھا سکتا ہے۔

جواد نے اسے کھل کر نہیں بتایا تھا کہ اس کے اندر بھیما کی روح سمائی ہوئی ہے اور وہ اس روح کی خباثت کو ختم کرنے کے بعد ہی حدیقہ سے شادی کرے گا اور اس کی قربت حاصل کرے گا۔

حدیقہ کو یقین تھا کہ اس کا محبوب سچا ہے اور اتنی بڑی دنیا میں صرف اسے دل و جان سے چاہتا ہے۔ وہ محبت میں اسے دھوکا نہیں دے گا۔ ایک دن اس سے ضرور شادی کرے گا۔ اس یقین کے باوجود وہ جواد کے دور دور رہنے سے پریشان تھی۔

پارس نے حدیقہ کے اندر اس کی سوچ میں کہا "مجھے مایوس اور پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ جواد نے کسی مصلحت سے یہ دوری قائم کر رکھی ہے۔ مجھے یہ سوچنا چاہیے کہ جواد سے ملنے والے اس سے متاثر کیوں ہوجاتے ہیں؟"

حدیقہ کی سوچ نے کہا "جواد کی شخصیت میں قدرتی کشش ہے۔ جو اسے دیکھتا ہے اس سے ملتا ہے بے اختیار محبت کرنے لگتا ہے۔"

پارس نے اس کی سوچ میں کہا "پھر تو دوسری حسینائیں بھی اس کی محبت میں گرفتار ہوجاتی ہوں گی؟"

"بے شمار عورتیں میرے جواد کو چاہتی ہیں مگر وہ کس نیت سے چاہتی ہیں۔ یہ وہ جانتی ہیں یا ان کا خدا جانتا ہے مگر میں پورے یقین سے سمجھتی ہوں کہ وہ دوسری تمام جوان عورتوں کو بہن سمجھتا ہے۔"

پارس کو اصل بات معلوم نہیں ہورہی تھی۔ جواد اپنے اندر کی باتیں حدیقہ کو بھی نہیں بتاتا تھا۔ اس نے حدیقہ سے نہ بھی اس غیر معمولی انگوٹھی کا ذکر کیا تھا اور نہ ہی کبھی اپنے اندر چھپے ہوئے بھیما کا ذکر اس سے کیا تھا۔

اس نے سوچا یہ راز اسے معلوم نہیں ہوگا۔ مجھے خود جانا ہوگا اور اس سے ملاقات کرنی ہوگی۔ اس نے فون کے ذریعے جواد سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا "مسٹر جواد! اتفاق سے میرا نام بھی جواد ہے۔ میں نے آپ کی بہت تعریفیں سنی ہیں۔ میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔"

جواد نے کہا "تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ میں اس کا ایک ناچیز بندہ ہوں۔ میں صبح نو بجے تک اپنے مکان میں رہتا ہوں پھر عشاء کی نماز تک باہر وقت گزارتا ہوں۔ باجماعت نماز ادا کرنے کے بعد دوسری صبح نو بجے تک گھر میں وقت گزارتا ہوں۔ آپ چاہیں تو میرے گھر آسکتے ہیں یا اپنا پتا بتائیں میں آپ سے ملنے چلا آؤں گا۔"

پارس اس سے تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے ہوٹل کا پتا اسے بتایا۔ وہ ایک گھنٹے کے اندر ہی اس سے ملنے کے لیے اس ہوٹل میں آگیا۔ اس کے دروازے پر دستک دی۔ پارس نے دروازہ کھول کر دیکھا سامنے ایک صحت مند قد آور اور بہت ہی خوب رو جوان کھڑا ہوا تھا۔ وہ پارس کو دیکھ کر بولا "میرا نام جواد بن مستقیم ہے۔ کیا آپ بھی مسٹر جواد ہیں۔"

پارس نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "آپ وقت کے پابند ہیں۔ ملاقات کا جو وقت مقرر تھا۔ آپ ٹھیک اسی وقت پر آئے ہیں۔"

جواد نے بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ ایسے وقت پارس نے محسوس کیا کہ وہ اس سے متاثر ہو رہا ہے۔ اس نے کہا "اندر تشریف لائیں آپ سے مل کر خوشی ہو رہی ہے۔"

جواد اندر آکر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ پارس نے پوچھا "آپ ٹھنڈا پئیں گے یا گرم ویسے آپ نے مجھے گرما دیا ہے۔ میں آپ کے لیے بڑی محبتیں محسوس کررہا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولا "میں محبت کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ سچ بولتا ہوں اور سچ بولنے والوں کی قدر کرتا ہوں۔ آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں۔"

پارس نے بے اختیار کہا "میرا نام پارس علی تیمور ہے۔ میرے والد کا نام فرہاد علی تیمور ہے۔ ہمارا تعلق مشہور زمانہ بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔"

پارس یہ سب کہتے وقت اندر ہی اندر پریشانی سے سوچ رہا تھا کہ وہ جواد کے سامنے خود کو کیوں نہیں چھپا رہا ہے؟ بے اختیار کیوں سچ بول رہا ہے؟ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ وہ اچانک کیوں اس قدر اس سے متاثر ہوگیا ہے؟

جواد اس کا سچ سنتے ہی صوفے سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ خوش ہوکر بولا "آپ مسٹر فرہاد کے صاحب زادے ہیں؟ آپ کو پہلے بتانا چاہیے تھا کہ آپ کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے۔"

وہ دونوں بازو پھیلا کر آگے بڑھا اور پارس کے گلے لگ کر بولا "میں صرف مصافحہ پر اکتفا نہیں کروں گا۔ آپ کے

سینے سے لگ کر فرہاد صاحب کے صاحب زادے کے سینے سے لگنے کا اعزاز حاصل کروں گا۔"

دونوں بڑی گرم جوشی سے بغل گیر ہوئے۔ ایک دوسرے سے محبت اور عقیدت کا اظہار کرتے رہے پھر الگ ہو کر ایک ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔ پارس نے کہا "میرے ذہن میں یہ سوال چبھ رہا ہے کہ میں آپ سے اچانک متاثر کیوں ہو گیا ہوں۔"

وہ بولا "میرے پاس قدرت کا ایک عطیہ ہے۔ لوگ ملتے ہیں اور مجھ سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ دوست ہو یا دشمن سب ہی مجھے چاہنے لگتے ہیں۔"

"میں یہی پوچھ رہا ہوں قدرت کا وہ عطیہ کیا ہے؟ کسی انسان کے پاس کوئی غیر معمولی صلاحیت ہو تو ایسی صلاحیت کو قدرت کا عطیہ کہتے ہیں۔ پلیز بتائیں وہ کیسی صلاحیت ہے؟"

جواد تھوڑی دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا پھر بولا "میں اپنے اندر کی کچھ باتیں کبھی کسی کو نہیں بتاتا۔ میری منگیتر حدیقہ مجھے جان سے زیادہ عزیز ہے۔ میں اس سے بھی کچھ باتیں چھپاتا رہتا ہوں۔"

"میری درخواست ہے کہ مجھ سے نہ چھپائیں۔ آپ کا کوئی سا بھی راز میرے سینے میں ہمیشہ دفن رہے گا۔"

"آپ ایک تو فرہاد صاحب کے صاحب زادے ہیں پھر بابا صاحب کے ادارے سے آپ کا تعلق ہے۔ آپ تمام حضرات بہت ہی باکمال ہیں۔ پاتال میں جا کر اور سمندر کی تہ میں پہنچ کر ناممکن کو ممکن بنا دیتے ہیں۔ آپ لوگوں سے کوئی راز چھپا نہیں رہتا۔ پلیز آپ اپنے طور پر معلوم کریں۔ میرے ایک بزرگ نے مجھے سختی سے منع کیا تھا کہ میں اپنا یہ راز کسی کو نہیں بتاؤں گا۔"

"آپ اپنے بزرگ کی ہدایت پر عمل کر رہے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں آپ سے اصرار نہیں کروں گا۔ یہ بتائیں، آپ کی موجودہ زندگی کیسے گزر رہی ہے؟"

"موجودہ زندگی سے آپ کی کیا مراد ہے؟"

"میں یہ جانتا ہوں کہ آپ کے اندر بھیما کی آتما سمائی ہوئی ہے۔ وہ ایک بد روح ہے۔ اس کے ساتھ آپ کیسے گزارہ کر رہے ہیں؟"

"ایمان سلامت رہے تو کوئی بد روح غالب نہیں آتی۔ میں اس پر غالب رہتا ہوں۔ اس کوشش میں ہوں کہ اس کی تمام بدی کو ختم کردوں۔ وہ اپنے بد ارادوں سے اور کالے جادو سے باز آجائے گا تو میں اسے راہِ راست پر لے آؤں گا۔"

"شیطان کبھی بد ارادوں سے باز نہیں آتا۔ اسے اپنے ایمان اور ذہانت سے کچلنا پڑتا ہے۔ میں بھیما کی شیطانیت کو بہت عرصے سے جانتا ہوں۔ آپ اطمینان رکھیں، میں آپ کو اس کی شیطانیت سے نجات دلاؤں گا۔"

"میں اطمینان سے ایسے اچھے وقت کا انتظار کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسا ہے، اچھا وقت ضرور آئے گا۔ اب مجھے اجازت دیں۔"

"آپ نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ باتوں باتوں میں مجھے بھی یاد نہیں رہا۔ آپ ایسا کریں لنچ میرے ساتھ کریں۔"

"میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد لنچ کرتا ہوں۔ آپ سے درخواست ہے کہ آج رات کا کھانا میرے ساتھ کھائیں۔ مجھے خوشی ہوگی۔"

"میں آپ کی خوشی کی خاطر ضرور آپ کے ساتھ ڈنر کروں گا۔"

جواد نے صوفے سے اٹھ کر رخصتی مصافحہ کیا۔ پارس نے مصافحہ کرتے ہوئے پھر اس میں بے حد کشش محسوس کی پھر کہا "ہاتھ ملاتے ہی آپ کی شخصیت پھر کرنٹ مار رہی ہے۔ پتا نہیں اللہ میاں نے آپ کو کس بجلی گھر میں بنایا ہے۔"

وہ ہنسنے لگا پھر بولا "جاتے جاتے ایک بات یاد آ رہی ہے۔ میں بھیما کے تعاون سے الپا کو ٹریپ کرنا چاہتا تھا مگر ناکام رہا۔ کیا آپ نے ہمیں ناکام بنایا تھا؟"

"جی ہاں! الپا میری مجرم ہے۔ وہ مجھ سے دشمنی کرتی رہی ہے۔ میں اس سے نمٹ رہا ہوں۔ ہم اور آپ کسی دشمن سے انتقام لیتے ہیں تو انتقام لیتے وقت بھی انسانیت اور شرافت کو نہیں بھولتے لیکن بھیما شیطان ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ الپا پر غالب آجائے اسی لیے میں نے اس کے ارادوں میں اسے کامیاب نہیں ہونے دیا۔"

"ٹھیک ہے۔ جب آپ الپا سے نمٹ رہے ہیں تو ہم آپ کے معاملے میں مداخلت نہیں کریں گے۔"

"لیکن بھیما آپ کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر الپا کے پاس پہنچ کر اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اسے میری غیر موجودگی میں ٹریپ کر سکتا ہے۔"

جواد نے مسکرا کر کہا "آپ بھیما کی طرف سے پریشان نہ ہوں۔ میں اسے الپا کے پاس جانے کے لیے خیال خوانی کی اجازت نہیں دوں گا۔"

پارس نے حیرانی سے پوچھا "آپ اسے کیسے روک سکیں گے؟ آتما بڑی پاورفل ہوتی ہے۔ وہ انسانی جسم اور انسانی دماغ پر حاوی رہتی ہے۔ انسانی دماغ روح کے زیر اثر رہتا ہے۔ آپ اسے خیال خوانی سے کیسے روک سکیں گے؟"

"جس طرح اب تک اسے مجبور اور بے بس بناتا آیا ہوں۔ جب سے وہ میرے اندر سمایا ہے، تب سے میری مرضی کے بغیر خیال خوانی نہیں کرتا۔"

"تعجب ہے۔ آج تک ہمیں نارنگ اور بھیما کے بارے میں یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ جس کے بھی جسم میں جا کر گھستے ہیں۔ اس کے دماغ کو اپنے قبضے میں کر لیتے ہیں پھر بھیما آپ کے پاس آ کر کیوں بے بس ہو گیا؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ یہ کاتبِ تقدیر کی مرضی ہے۔ اس نے میری تقدیر میں لکھا ہے کہ میں کسی شیطان کے زیر اثر نہیں رہوں گا بلکہ شیطانی خیالات رکھنے والے میرے زیر اثر رہا کریں گے۔"

"آپ باتیں بنا رہے ہیں۔ مجھے ٹال رہے ہیں مگر میں سمجھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی غیر معمولی صلاحیت دی ہے کہ جس کے ذریعے آپ اپنے روبرو آنے والوں کو بڑی گہرائی سے متاثر کر دیتے ہیں اور بھیما جیسے شیطانوں کو اپنے قابو میں کر لیتے ہیں۔ آپ اپنی یہ غیر معمولی صلاحیت دوسروں سے چھپاتے ہیں۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ اپنے ایک بزرگ کی ہدایات پر عمل کر رہا ہوں۔ اچھا اب مجھے جانے کی اجازت دو۔"

جواد نے پھر ایک بار مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ پارس نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا "معاف کرنا برادر! اب میں کبھی بجلی کے ننگے تار کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔"

وہ ہنستا ہوا وہاں سے چلا آیا۔ ہوٹل سے باہر آتے وقت بھیما نے کہا "پارس بڑی دیر سے میرے خلاف بول رہا تھا۔ مجھے شیطان کہہ رہا تھا اور میں برداشت کر رہا تھا تم نہیں جانتے کہ پارس خود کتنا بڑا شیطان ہے۔"

"مجھے نہ بتاؤ کہ وہ کیا ہے؟ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے افراد منفی خیالات کے حامل نہیں ہوتے۔ میں تم سے پارس کا کیریکٹر سرٹیفکیٹ نہیں مانگ رہا۔"

"یہ ضروری تو نہیں ہے کہ بابا صاحب کے ادارے کا ہر فرد فرشتہ ہو۔"

"میں کب کہتا ہوں کہ اس ادارے میں فرشتے رہتے ہیں۔ وہاں ایسے انسان رہتے ہیں۔ جو دلوں میں خوفِ خدا رکھتے ہیں۔ بے شک ان سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ آخر انسان ہیں لیکن وہ اپنی غلطیوں کی تلافی کرتے ہیں۔ اپنی اصلاح کرتے ہیں۔"

بھیما نے کہا "تمہاری ہدایات کے مطابق میں بھی اپنی اصلاح کروں گا مگر تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ کبھی تم بھی میری بات مان لیا کرو۔"

"تم اپنی کون سی بات منوانا چاہتے ہو؟"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پارس اتفاق سے ہماری نظروں میں آگیا ہے۔ ورنہ یہ لوگ بھیس بدل کر روپوش رہتے ہیں۔ اگر تم مجھے ایک بار خیال خوانی کرنے کی اجازت دو تو پارس کو زخمی کر کے اس کے دماغ میں جاؤں گا۔ گویا تم اس کے دماغ میں جاؤ گے۔ میں اس کے چور خیالات پڑھوں گا تو تمہارے سامنے یہ سچ آئے گا کہ وہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے کے باوجود اندر سے کتنا خود غرض اور مکار ہے۔"

"تم کیوں اتنی تکلیف کرنا چاہتے ہو؟ کسی آلہ کار کے ذریعے اسے زخمی کرو گے زخمی کرنے تک دوڑ بھاگ کرتے رہو گے پھر اس کے خیالات پڑھتے رہو گے۔ پڑھنے لکھنے میں وقت ضائع کرتے رہو گے پھر اس پر تنویمی عمل کرنے کی زحمت کرو گے۔"

"تم مجھے سمجھا رہے ہو یا طعنے دے رہے ہو؟"

"ایک بے وقوف سے اور کیسی باتیں کروں؟ بابا صاحب کے ادارے میں روحانی ٹیلی پیتھی جاننے والے بزرگ ہیں۔ وہ ایک سیکنڈ میں کسی کے بھی اندر پہنچ کر اس کا کچا چٹھا معلوم کر لیتے ہیں۔ پارس ہو یا کوئی اور ہو کسی کے اندر کے منفی خیالات ان سے چھپے نہیں رہتے ہیں۔"

بھیما تھوڑی دیر تک خاموش رہا "تم مجھے میری مرضی سے نہیں رہنے دو گے میں بھی بہت ضدی ہوں۔ تم مجھے اپنے رنگ میں رنگنا چاہتے ہو لیکن میں تم سے بڑا رنگ باز ہوں۔ میں جیسا ہوں ویسا ہی رہوں گا اور میری موجودگی کے باعث تم کبھی اپنی دل نواز حدیقہ کے قریب نہیں جا سکو گے۔ تم مجھے سزا دے رہے ہو میں تمہیں سزا دیتا رہوں گا۔"

"سزا اور جزا اللہ کی طرف سے ہے۔ تم قدرت کی منشا سے میرے اندر آئے ہو۔ دیکھتے رہو کہ آئندہ کیا ہوتا ہے؟ تم کسی چال بازی سے میرا جسم چھوڑ جاؤ گے تو میری موت واقع ہو جائے گی اور اگر میں نے تمہارے شیطانی خیالات کو کچل دیا۔ تو تم میرے نیک خیالات میں ڈھل جاؤ گے۔ میری روح پاکیزہ ہو جائے گی۔"

بھیما اسی طرح اس سے بحث کرتا رہتا تھا۔ اس کے جسم سے رہائی پانے کے لیے مچلتا اور تڑپتا رہتا تھا پھر تھک ہار کر خاموش ہو جاتا تھا۔

ادھر پارس الجھن میں تھا کہ جواد نے کس طرح اپنی شخصیت سے ایک پل میں متاثر کیا۔ جیسا کہ پچھلے باب میں بیان کیا گیا ہے کہ جواد کی غیر معمولی انگوٹھی کے بارے میں بھیما جانتا تھا کہ وہ اسی انگوٹھی کے زیر اثر رہ کر قیدی بنا ہوا ہے۔

پھر نارنگ نے اس کے اندر آ کر اس انگوٹھی کے بارے میں معلوم کیا۔ شیوانی سے بھی اس انگوٹھی کا ذکر کیا ایسے وقت پورس بھی جواد کے دماغ میں تھا۔ اس نے بھی بہت کچھ معلوم کیا تھا لیکن وہ پارس کو جواد اور بھیما کے اندر پہنچانے

کے بعد اس سے انگوٹھی کا ذکر کرنا بھول گیا تھا۔
پارس نے جواد اور بھیما کے متعلق بہت کچھ معلوم کیا تھا لیکن اسے اتنا موقع نہیں ملا یا اس نے زیادہ خیال خوانی مناسب نہیں سمجھی۔ اس لیے انگوٹھی کے سلسلے میں کچھ معلوم نہ کرسکا۔
پارس نے جواد کے جانے کے بعد پورس سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا "تم نے جواد اور بھیما کے درمیان رہ کر بڑی تفصیل سے معلومات حاصل کی ہے۔ مجھے جواد کی پرکشش اور باوقار شخصیت نے الجھا دیا ہے۔"
پورس نے کہا "کیا آج کل گھاس کھاتے ہو؟ حسیناؤں سے الجھنا چھوڑ کر جواد کی شخصیت میں الجھ رہے ہو۔"
"جب سے اسرائیل آیا ہوں۔ تب سے الپا کے سلسلے میں اس قدر مصروف رہا ہوں کہ کسی حسینہ سے ٹکرانے کا موقع ہی نہیں ملا۔"
"اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ تم کسی مرد سے ٹکرا جاؤ۔ کہاں شیشے کا بدن اور کہاں جواد جیسا پتھر۔ تم اس پتھر سے کیوں سر پھوڑ رہے ہو؟"
"ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے جواد سے ملاقات کی ہے۔ ہم کبھی کسی سے متاثر نہیں ہوتے مگر حیران ہوں کہ اس کے روبرو آتے ہی میں اس سے بے حد متاثر ہو گیا۔"
"اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ کیا تم نے اس کے خیالات نہیں پڑھے تھے؟ کیا تم نے یہ معلوم نہیں کیا تھا کہ اس کے دائیں ہاتھ کی ایک انگلی میں ایک غیر معمولی انگوٹھی ہے۔ ایک بزرگ نے اسے یہ انگوٹھی دی تھی۔ جو بھی اس سے مصافحہ کرتا ہے وہ انگوٹھی جسے بھی چھو لیتی ہے اسے جواد کے زیر اثر لے آتی ہے۔"
"اوہ گاڈ! اب میری سمجھ میں آیا۔ وہ جب بھی مجھ سے ہاتھ ملاتا تھا۔ میں اس سے اور زیادہ متاثر ہو جاتا تھا۔"
پورس نے کہا "اس انگوٹھی کا کمال یہ بھی ہے کہ اس کے مخالفین بھی اس کے زیر اثر آجاتے ہیں۔ جیسا کہ اس نے بھیما جیسے سرکش ٹیلی پیتھی جاننے والے اور کالا جادو جاننے والے کو اپنے اندر قیدی بنا کر رکھا ہے۔ وہ انگوٹھی اسے بہت سی بلاؤں سے بچاتی رہتی ہے۔"
"بس۔ بس اب ساری باتیں میری سمجھ میں آگئی ہیں۔ وہ بہت ہی دین دار اور پارسا ہے۔ ہماری بہت عزت کرتا ہے۔ ہمیں کوشش کرنا چاہیے کہ اس کے اندر بھیما کی شیطانیت ختم ہو جائے اور وہ اپنی منگیتر حدیقہ کے ساتھ شادی کر کے ایک خوشگوار ازدواجی زندگی گزارے۔"
"میں تو یہاں شیوانی کے ساتھ مصروف ہوں۔ تم جواد کے قریب ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم اسے بھیما کے شر سے نجات دلا سکو گے۔"
"اچھا تو شیوانی کے ساتھ مصروف ہو؟ بات کہاں تک پہنچی؟"
"شادی تک پہنچ گئی ہے۔"
پارس نے حیرانی سے پوچھا "کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارا رشتہ ثباتہ سے طے ہو گیا ہے۔ وہ بابا صاحب کے ادارے میں تمہاری امانت ہے اور وہاں تربیت حاصل کر رہی ہے۔ کیا واقعی تم شیوانی سے شادی کر چکے ہو۔"
"یہاں ہانگ کانگ میں کورٹ میرج کی ہے اور ایسا جناب عبداللہ واسطی کی ہدایت کے مطابق کیا ہے۔ ہماری کورٹ میرج کے وقت ان بزرگ کے علاوہ پاپا، علی، احمد زبیری، ماریہ، للی اور دلیر آفریدی خیال خوانی کے ذریعے موجود تھے۔"
پارس نے پوچھا "کیا ماریہ، للی اور دلیر آفریدی نے ٹیلی پیتھی سیکھ لی ہے؟ کیا چین میں تیار ہونے والی مشین کے ذریعے انہیں یہ علم سکھایا گیا ہے؟"
"ہاں! وہ سب ہمارے باصلاحیت ساتھی ہیں اور ان کی وفاداری میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ للی اور دلیر آفریدی نے بلند ترین برف پوش پہاڑیوں میں بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ یہ علم حاصل کرنے کے بعد وہ آئندہ بہت کچھ کرسکیں گے۔"
"چلو یہ اچھا ہوا۔ ویسے جب سے شیوانی چین کے خلاف میدانِ عمل میں آئی ہے، تب سے جناب عبداللہ واسطی نے سب ہی کو یہ ہدایت کی تھی کہ کوئی شیوانی کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچائے۔ ہمارے یہ بزرگ جانتے تھے کہ وہ ایک دن ہمارے خاندان کی بہو بنے گی۔ مجھے نئی بھابی کی آواز سناؤ میں مبارک باد دوں گا۔"
"کس رشتے سے مبارک باد دو گے۔ وہ ابھی مجھے پورس کی حیثیت سے نہیں جانتی ہے۔ میں نے اسے اپنا نام آندرے بتایا ہے۔"
"پھر تو آندرے کے نام سے کورٹ میرج ہوئی ہوگی۔ اس طرح یہ شادی تو نہیں ہوئی۔"
"شیوانی میری معمولہ اور تابع ہے۔ میں نے اس کے ذہن میں خود کو پورس کی حیثیت سے نقش کیا ہے۔ کورٹ پیپر پر میرا نام پورس علی ولد فرہاد علی تیمور لکھایا گیا ہے۔ شیوانی نے دستخط کرتے وقت یہ نام پڑھا ہے اور مجھے پورس کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔"
"تو پھر اس کے سامنے آندرے کی حیثیت سے کیوں رہتے ہو؟"
"اس سلسلے میں بھی جناب عبداللہ واسطی نے ہدایت

ی ہے کہ میں ابھی کچھ عرصے تک اس کے ساتھ آندرے کی یثیت سے رہوں۔ اب انہوں نے یہ ہدایت کیوں کی ہے یہ ئندہ کبھی معلوم ہوگا۔ اچھا اب تم جاؤ۔ شیوانی مجھے مخاطب کررہی ہے۔"
پارس اس کے دماغ سے چلا آیا۔

○☆○

بیکر برائٹ اور تھری جے ممبئی جانے والی بوٹ میں تھے۔
وہ بوٹ گہرے سمندر میں اپنی مخصوص رفتار سے جارہی تی۔ بوٹ کے پائلٹ نے کہا تھا کہ وہ آدھے گھنٹے میں ممبئی کے ایک ساحل پر پہنچنے والے ہیں۔
اس بوٹ کے مسافر اپنی اپنی جگہ سہمے سہمے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے وہاں فائرنگ ہو چکی تھی۔ بیکر رائٹ نے ایک عیسائی حسینہ کو اپنا آلہ کار بنایا تھا۔ اس کے ذریعے فائرنگ کر کے جے کافو اور جے فلو کو زخمی کیا تھا اور ان شمنوں کے اندر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔
اس آلہ کار حسینہ کا نام امیلی تھا۔ اس وقت وہ دو کروڑ کے ہیرے اسمگل کر رہی تھی۔ وہ ہیرے اس کے ہینڈ بیگ یں رکھے ہوئے تھے۔ وہ انڈر ورلڈ کے ایک بہت بڑے سمگلر کے لیے کام کرتی تھی۔ اسے ان ہیروں کی اسمگلنگ کے عوض کمیشن کے طور پر پانچ لاکھ روپے ملنے والے تھے۔ گوا کے کسٹمز والوں کو بے وقوف بنا کر ہیرے لے آئی تھی۔ اب ان ہیروں کو ممبئی کے کسٹمز والوں سے بچا کر لے جانے کا مسئلہ تھا۔ یہ مرحلہ بہت مشکل تھا۔ وہ پریشان تھی کہ کس طرح ان ہیروں کو کسٹمز والوں سے بچا کر لے جائے اور پانچ لاکھ روپے حاصل کرے۔
ایسے وقت بیکر برائٹ نے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان ہیروں کو کسٹمز والوں کے درمیان سے نکال کر لے جائے گا۔ اس کے عوض امیلی اس کے احکامات کی تعمیل کرتی رہے گی۔
وہ راضی ہو گئی تھی۔ اس نے بیکر برائٹ کے حکم کے مطابق اپنے پستول سے دو گولیاں چلا کر جے کافو اور جے فلو کو زخمی کردیا تھا۔ یوں بیکر برائٹ وقتی طور پر ان پر غالب آگیا تھا لیکن ان کے تیسرے ساتھی جے سامو نے کہا "اگر تم نے میرے دونوں ساتھیوں کو نقصان پہنچانا چاہا تو ممبئی کے ساحل پر پہنچ کر کسٹمز والوں میں سے کسی بھی افسر کو اپنا آلہ کار بنا کر اس کے ذریعے تم پر گولیاں برساؤں گا۔ اگر ممبئی پہنچنے کے بعد بھی زندہ رہنا چاہتے ہو تو سمجھوتا کرو۔"
بیکر برائٹ نے سوچا۔ دو دشمنوں پر غالب آنے کے بعد تو تیسرا دشمن اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس نے پوچھا
"تم کیا چاہتے ہو؟"
جے سامو نے کہا "تم میرے دونوں ساتھیوں کو ہپناٹائز کر کے انہیں اپنا معمول اور تابع نہیں بناؤ گے۔"
"مجھے منظور ہے میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں اپنی سلامتی چاہتا ہوں۔ میری آلہ کار امیلی گونگی بنی رہے گی۔ تم اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکو گے۔ میں نے امیلی کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ ممبئی میں اگر تم دھوکا دو گے اور کسی آلہ کار کے ذریعے مجھ پر گولی چلاؤ گے تو اسی لمحے میں امیلی تمہارے دونوں ساتھیوں کو شوٹ کردے گی۔"
جے سامو نے کہا "میں اپنے ساتھیوں کی سلامتی چاہتا ہوں۔ اس لیے تم پر گولی چلانے کی نادانی نہیں کروں گا۔"
بیکر برائٹ نے کہا "اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ ممبئی کے ساحل پر پہنچنے کے بعد بھی تمہارے دونوں ساتھی میرے اور امیلی کے بالکل قریب رہیں گے۔ پورٹ سے باہر نکلنے کے بعد میں تمہارے ایک ساتھی کو اپنے ساتھ ٹیکسی میں لے جاؤں گا۔"
"یہ مجھے منظور نہیں ہے۔"
"منظور کرنا ہی ہوگا۔ جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم کسی آلہ کار کے ذریعے میری ٹیکسی کا پیچھا نہیں کر رہے ہو تو میں تمہارے اس ساتھی کو ٹیکسی سے اتار دوں گا۔ اسے رہا کردوں گا۔ تم اس کے دماغ میں موجود رہ کر یہ دیکھ سکو گے کہ میں نے اسے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچایا ہے۔"
بیکر کو اپنی سلامتی کے لیے ایسا کرنا ضروری تھا۔ جے سامو اسے ایسا کرنے سے نہیں روک سکتا تھا اگر روکنا چاہتا تو بیکر ممبئی پہنچنے سے پہلے ہی انہیں گولی مار سکتا تھا۔
ان کے درمیان سمجھوتا ہو گیا۔ وہ ممبئی پہنچ گئے۔ ساحل پر پولیس اور کسٹم والوں کا سخت پہرہ تھا۔ بیکر نے امیلی سے کہا "یہاں میں خیال خوانی میں مصروف رہوں گا۔ تم ان دونوں زخمیوں پر کڑی نظر رکھو گی۔ جیسے ہی کوئی مجھ پر گولی چلائے تم فوراً ہی ان دونوں کو گولی مار دو گی۔"
بیکر برائٹ، امیلی، جے کافو اور جے فلو بوٹ سے اتر کر ساحل پر آئے۔ بیکر نے دشمنوں سے کہا "تم دونوں ہمارے آگے آگے رہو گے۔ کسی بھی بہانے سے اِدھر اُدھر نہیں جاؤ گے۔ جے سامو تمہارے اندر رہے گا کوئی چالاکی دکھائے گا تو تم دونوں حرام موت مارے جاؤ گے۔"
وہ سب اپنے اپنے سفری بیگ اٹھائے ہوئے تھے۔ امیلی کے بیگ میں دو کروڑ کے ہیرے رکھے ہوئے تھے۔ جب وہ کسٹمز والوں کے درمیان سے گزرنے لگے۔ ان میں سے ایک ایک کے بیگ کو کھول کر دیکھا جانے لگا تو بیکر ان چیک کرنے والوں کے دماغوں میں پہنچتا گیا۔ امیلی کا بیگ

کھول کر ایک افسر نے اس کے اندر جھانک کر دیکھا اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ذرا ٹٹولا پھر کہا "ٹھیک ہے۔ تم جاسکتی ہو۔"

وہ چاروں کسٹم کے مرحلے سے گزر گئے۔ اسملی نے خوش ہو کر کہا "بیکر تم نے تو کمال کردیا۔ انہوں نے میرے بیگ کو چیک نہیں کیا۔ اب تو میں تمام عمر تمہارے ساتھ رہوں گی۔ تم سے محبت کرتی رہوں گی اور تمہارے ہر حکم کی تعمیل کرتی رہوں گی۔"

بیکر نے کہا "یہ باتیں بعد میں کرنا۔ ابھی دشمنوں کی طرف توجہ دیتی رہو۔"

وہ چاروں ایک ٹیکسی اسٹینڈ پر آئے۔ بیکر نے جے کافو کے اندر پہنچ کر پوچھا "کیا جے سامو موجود ہے؟"

"ہاں میں موجود ہوں اور تمہاری باتیں سن رہا ہوں۔ یہ ہم دونوں کے لیے اچھا ہے کہ ہم نے اب تک ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ ہم ایسی ہی سلامتی کے ساتھ ایک دوسرے سے رخصت ہوجائیں تو یہ ہم سب کے لیے بہتر ہوگا۔"

بیکر نے کہا "جب مجھے اپنی سلامتی کا یقین ہوجائے گا تو میں تمہارے ان زخمی ساتھیوں سے دور ہوجاؤں گا۔"

"تم ابھی کرنا کیا چاہتے ہو؟"

"میں جے کافو کو اپنے ساتھ لے جارہا ہوں۔ تم اس کے دماغ میں رہ کر دیکھ سکو گے کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا رہا ہوں۔"

"تم جے کافو کو کہاں لے جاؤ گے؟"

"یہ میرے ساتھ ایک ٹیکسی میں جائے گا۔ میں تمہاری طرف سے محتاط رہ کر اس شہر کی سڑکوں پر گھومتا رہوں گا۔ جب یقین ہوجائے گا کہ تم کسی آلہ کار کے ذریعے میرا تعاقب نہیں کررہے ہو تو میں جے کافو کو کسی جگہ ٹیکسی سے اتار دوں گا۔"

"تعاقب کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں تو جے کافو کے دماغ میں تمہاری ٹیکسی کے اندر رہوں گا۔"

"میں یہی چاہتا ہوں کہ تم میری ٹیکسی میں ہی موجود رہو اور باہر کسی آلہ کار کے ذریعے مجھے نقصان نہ پہنچا سکو۔"

اسملی نے ایک ٹیکسی ڈرائیور سے کہا "ہم ممبئی شہر میں گھومتے پھرتے رہیں گے۔ تم اپنا میٹر آن رکھو۔ میٹر کے مطابق جو رقم بنے گی ہم اس سے بھی زیادہ تمہیں دیں گے۔"

وہ بیکر کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جے کافو کو اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنے کو کہا گیا۔ جے فلو ٹیکسی کے باہر کھڑا رہا۔ جے سامو نے اس سے کہا "تم ائرپورٹ پہنچ کر انتظار کرو۔ میں جے کافو کو لے کر وہیں آؤں گا۔"

ٹیکسی وہاں سے چل پڑی۔ بیکر نے جے سامو سے کہا "میں اسی طرح جے کافو کے اندر رہ کر تم سے باتیں کرتا رہوں گا اور تمہاری باتیں سنتا رہوں گا۔ اس طرح مجھے اطمینان رہے گا کہ تم یہاں موجود ہو اور یہاں سے دور رہ کر میرے خلاف سازش نہیں کررہے ہو۔"

جے سامو نے ہنستے ہوئے کہا "ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتے ہیں۔ ہم نے سوچا تھا کہ تمہیں اپنا ساتھی بنالیں گے لیکن تم نے میرے دو ساتھیوں کو زخمی کرکے یہ سمجھا دیا ہے کہ ہمیں تم پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔"

"بھروسا نہ کرنے والی عقل دیر سے آئی ہے۔ جب دو ساتھیوں کو نقصان پہنچ چکا ہے۔ اگر میں موقع سے فائدہ اٹھا کر ایسا نہ کرتا تو تمہارا ساتھی اس بوٹ میں ایک مچھلی والی کے ذریعے مجھے زخمی کردیتا پھر تم تھری جے میرے دماغ میں آکر خوشی سے ناچنے لگتے۔"

اسملی خاموش بیٹھی بار بار پیچھے گھوم کر دیکھ رہی تھی۔ دائیں بائیں بھی نظریں دوڑا رہی تھی اور بیکر سے کہہ رہی تھی "کوئی دشمن آلہ کار تو کیا جے فلو بھی ہمارا تعاقب نہیں کررہا ہے۔"

بیکر نے چند سیکنڈ کے لیے جے فلو کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ائرپورٹ کی طرف جارہا تھا۔ اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر ڈرائیور سے کہا "ٹیکسی روکو۔"

ٹیکسی فٹ پاتھ کے پاس رک گئی۔ بیکر نے جے کافو سے کہا "ٹیکسی سے اتر جاؤ۔ دیکھ لو جے سامو میں تمہارے ساتھی کو مزید کوئی نقصان پہنچائے بغیر چھوڑ رہا ہوں۔ آئندہ تم مجھ سے دشمنی کرنے کی حماقت نہ کرنا۔"

"ہم خیریت اور سلامتی کے ساتھ ایک دوسرے سے رخصت ہورہے ہیں۔ اب تمہیں ہماری طرف سے کوئی اندیشہ نہیں رہنا چاہیے۔"

"اندیشہ تو رہے گا۔ تم ابھی اپنے ساتھیوں کو کسی دوسرے ملک کی طرف روانہ کرو گے اور یہاں اپنے آلہ کار بنا کر مجھے تلاش کرتے رہو گے۔ میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں۔ تمہارے دونوں ساتھی ایسے زخمی ہوئے ہیں کہ تین چار دنوں تک یوگا کی مہارت کا مظاہرہ نہیں کرسکیں گے۔ تم یہاں مجھ سے دشمنی کرو گے تو میں وہاں ان دونوں کو دماغی مریض بنادوں گا۔ اب جاؤ دفع ہوجاؤ۔"

وہ ٹیکسی آگے چل پڑی۔ تھری جے جیسے دشمن پیچھے رہ گئے۔ اسملی نے کہا "تھینکس گاڈ! ان لوگوں سے تمہارا پیچھا چھوٹ گیا ہے۔"

بیکر نے اسملی کے اندر کہا "زبان سے گفتگو نہ کرو۔ میں

چاہتا کہ ڈرائیور ہماری باتیں سنے۔ اب یہ بتاؤ ہمیں ہاں قیام کرنا چاہیے۔"

"میں یہاں ایک اپارٹمنٹ میں رہتی ہوں لیکن پہلے ں سے ملنے جاؤں گی۔ یہ ہیرے اس کے حوالے کروں گی۔ ے ابھی پانچ لاکھ روپے مل جائیں گے۔"

اسے پانچ لاکھ روپے حاصل کرنے کی خوشی تھی۔ بیکر پوچھا "اگر تمہیں آج ہی دو کروڑ روپے مل جائیں تو؟"

"دو کروڑ؟ مجھے دو کروڑ کہاں سے ملیں گے؟"

"یہاں جتنے جیولرز ہیرے خریدتے ہیں۔ ان سے خود ں کا سودا کرو۔ تمہیں دو کروڑ سے زیادہ رقم مل سکتی ے۔"

وہ سہم کر بولی "یہ انڈر ورلڈ والوں سے غداری ہوگی۔ مجھے گولی ماردیں گے۔ وہ ان ہیروں کا سودا کرنے کے لیے ے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"میں تمہاری طرف آنے والی موت کا رخ ان کی ف پھیر دوں گا۔ دولت حاصل کرنے کے لیے خطرات سے بلنا پڑتا ہے۔ اگر بے انتہا دولت مند بنا چاہتی ہو تو جیسا کہتا ں ویسا کرو۔ اگر تمہارے لیے پانچ لاکھ ہی بہت ہیں تو پھر ں کے پاس چلی جاؤ۔"

وہ عاجزی سے بولی "مجھے تم پر بھروسا ہے مگر تم انڈر ورلڈ لوں کی قوت اور وسیع اختیارات کو نہیں جانتے ہو۔ تم تنہا پیتھی کے ذریعے کتنوں سے لڑو گے۔ کتنے دماغوں کو نٹرول کرسکو گے۔ جو تمہاری ٹیلی پیتھی سے محفوظ رہے گا۔ ہیں سے چھپ کر تمہیں گولی ماردے گا۔ تم میرے لیے ت قیمتی ہو۔ میں جیسا سوچتی تھی' خیالوں میں دیکھتی رہتی تم ویسے ہی ہو۔ میں تمہیں مرنے نہیں دوں گی۔"

بیکر نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا "ٹھیک ہی ہو۔ میں دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں۔ مجھے نئے دشمنوں کو نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "تم بہت اچھے ہو۔ تم ٹیلی پیتھی جاننے اپنے طاقت ور ہونے پر غرور کرسکتے ہو' لیکن مغرور نہیں مجھ جیسی عورت کی بات مان رہے ہو۔"

"تم ایک عام عورت نہیں ہو۔ میری دوست ہو۔ میں ارے کام آیا' تم میرے کام آئیں۔ جس طرح تم میری بات نی ہو۔ اسی طرح میں تمہاری بات مان کر نئے دشمن پیدا نے کے خیال سے باز آرہا ہوں۔"

اسملی نے اس ٹیکسی کو ایک عمارت کے سامنے وایا۔ وہ اس عمارت کے ایک اپارٹمنٹ میں رہتی تھی۔ سانے کہا "میں یہاں رہتی ہوں۔ میں باس سے ملنے جاؤں ہ جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گی۔ تب تک تم یہاں آرام کرتے رہو۔"

اس نے عمارت کے اندر آکر اپنے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا پھر کہا "آؤ میں تمہیں کمرے دکھا دوں۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو ابھی کہہ دو' میں نیچے مارکیٹ سے لے آؤں گی۔"

وہ اس سے اپارٹمنٹ کی چابی لے کر بولا "میرے بیگ میں ضرورت کی تمام چیزیں موجود ہیں۔ تم اطمینان سے جاؤ۔"

وہ چلی گئی۔ بیکر نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ اپارٹمنٹ کے مختلف حصوں میں جاکر تمام کھڑکیوں اور دروازوں کو چیک کیا پھر مطمئن ہو کر باتھ روم میں جاکر غسل کرنے لگا۔ غسل کرنے اور لباس تبدیل کرنے اور بیڈ پر آکر لیٹنے تک وہ خالی الذہن رہا' نہ اس نے کسی معاملے میں سوچا اور نہ ہی خیال خوانی کی۔ بیڈ پر آرام سے لیٹنے کے بعد وہ اسملی کے اندر پہنچ گیا۔

اسملی ایک بہت بڑے مندر اور دھرم شالہ کے سامنے پہنچی ہوئی تھی۔ اس نے فون کے ذریعے اپنے باس کو بتایا تھا کہ وہ دو کروڑ کا مال لے کر وہاں پہنچ گئی ہے۔ اس سے کہا گیا تھا کہ وہ تلک رام مندر کی سیڑھیوں کے سامنے پہنچ جائے۔ اس نے وہاں پہنچ کر ٹیکسی والے کو کرایہ دے کر رخصت کردیا تھا۔ اسے موبائل فون پر اگلا حکم ملنے والا تھا۔

انڈر ورلڈ کا کوئی ایک ڈان تھا۔ اس ڈان کے ماتحت ہر ملک میں ایک باس ہوتا تھا۔ ہندوستان میں جو باس تھا اس کا نام تلک رام بھنڈاری تھا۔ اس نے وہاں بہت بڑا مندر اور دھرم شالہ بنایا تھا۔ اس دھرم شالہ میں بے آسرا اور بے گھر عورتوں اور مردوں اور بچوں کو ایک ہفتے تک مفت رہنے اور کھانے کے لیے روٹیاں ملتی تھیں تاکہ وہ وہاں رہ کر آئندہ اپنے روزگار کا انتظام کریں اور آئندہ کسی کی محتاجی کے بغیر زندگی گزاریں۔

وہ انڈر ورلڈ کا باس تلک رام بھنڈاری ثواب کمانے اور نام کمانے کے ایسے بہت سے کام کرتا تھا۔ غریبوں کی سیوا کرنے کے سلسلے میں دور تک نیک نام تھا۔ اس نیک نامی سے فائدہ اٹھا کر مندر کے تہ خانے میں کروڑوں روپے کی اسمگلنگ کا سامان چھپا کر رکھا کرتا تھا۔

اسملی کو فون پر اطلاع ملی کہ وہ مندر کے بائیں طرف والے ریستوران کے مالک کے کمرے میں جائے۔ وہ حکم کے مطابق اس ریستوران کے مالک کے پاس آئی۔ وہ اسے ایک کمرے میں پہنچا کر بولا "اندر سے دروازہ بند کرلو۔" اس نے دروازے کو بند کیا اس کمرے میں رکھا ہوا ایک بڑا سا ٹی وی آن ہوگیا۔

اسکرین پر ایک صحت مند عمر رسیدہ شخص نظر آیا۔ اس کے سر پر بال نہیں تھے۔ روشنی میں وہ کھوپڑی چاند کی طرح چمک رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بھی چمکتی ہوئی اور خوں خوار سی تھیں۔ اس نے کہا "ایملی! اگر تم وہ ہیرے لے آئی ہو تو تم نے بہت بڑا کمال کیا ہے۔ میں وہ ہیرے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

ایملی نے اپنے سفری بیگ سے... ٹوتھ پیسٹ کی ایک بڑی سی ٹیوب نکالی پھر اس کے نچلے حصے کو ایک چھوٹے سے چاقو سے کھولنے لگی۔ اس کے بعد اس نے ٹیوب کو انگلیوں سے دبایا۔ اس ٹیوب کے اوپری حصے سے دانت صاف کرنے والا پیسٹ نکلنے لگا اور نچلے حصے سے چھوٹے چھوٹے چمک دار ہیرے نکل نکل کر میز پر گرنے لگے۔

تلک رام بھنڈاری کی آنکھیں خوشی سے اور چمکنے لگیں۔ اس نے خوش ہو کر کہا "تم بہت چالاک ہو۔ کسٹمز والوں کو الّو بنانا جانتی ہو۔ میں دروازہ کھول رہا ہوں۔ وہ ہیرے لے آؤ۔"

ایملی نے وہ تمام ہیرے سمیٹ کر اپنے اسکارف میں رکھے۔ جہاں وہ کھڑی ہوئی تھی وہاں فرش کا کچھ حصہ ایک طرف سرکنے لگا۔ اس حصے میں پختہ سیڑھیاں نظر آ رہی تھیں۔ ایملی ان سیڑھیوں سے اتر کر ایک تہ خانے میں پہنچ گئی۔ وہاں اچھی خاصی روشنی تھی۔ ائر کنڈیشنر کے باعث گھٹن کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ وہاں چرس' ہیروئن' سونے کے بسکٹس اور ہیرے جواہرات کے پیکٹس اور کارٹن رکھے ہوئے تھے۔ ایک اونچے پلیٹ فارم پر تلک رام بھنڈاری شاہانہ انداز میں ایک شاہانہ ڈیزائن کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے آس پاس اور سامنے چند حواری کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے ایملی کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کر دونوں بازو پھیلا کر کہا "ویل کم مائی ڈیر! تم کسٹمز والوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر دو کروڑ کے ہیرے لے آئی ہو۔ تمہاری جتنی بھی تعریفیں کی جائیں کم ہیں۔"

ایملی نے آگے بڑھ کر اس کے سامنے جھکتے ہوئے اپنے اسکارف میں رکھے ہوئے ہیرے نکال کر اس کے قدموں میں بکھیر دیے۔ وہ قہقہہ لگا کر بولا "دیکھو۔ دیکھو! یہ میری کیسی فرماں بردار ہے۔ اس نے ہیرے میرے ہاتھوں میں نہیں دیے میرے قدموں میں ڈال رہی ہے۔"

اس کا ایک حواری وہ ہیرے قدموں سے اٹھا کر ایک خوب صورت سی صندوقچی میں رکھنے لگا۔ بھنڈاری نے کہا "میں نے کمیشن کے طور پر پانچ لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اس لیے وعدہ کیا تھا کہ یہ پانچ لاکھ کے لیے جان جوکھم میں ڈالے گی۔ میں اس کی ضد اور لالچ کو اچھی طرح سمجھتا ہوں لیکن پانچ لاکھ بہت ہوتے ہیں۔"

ایملی نے اسے چونک کر دیکھا۔ اس کی ایک بات سے سمجھ گئی کہ باس کی نیت بدل گئی ہے۔ بھنڈاری نے کہا "میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔ تمہاری محنت کا صلہ ضرور دوں گا۔ تم تنہا رہتی ہو۔ تمہارا کوئی آگے ہے' نہ پیچھے تمہارے لیے ایک لاکھ روپے کافی ہیں۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "باس! میں نے بڑی محنت کی ہے۔ بہت بڑا رسک لیا ہے پھر میں ہمیشہ تو تنہا نہیں رہوں گی۔ میں شادی کرنے والی ہوں۔ مجھے زیادہ سے زیادہ رقم کی ضرورت ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "مجھے سب پتا ہے۔ تم گوا سے کسی جوان کو پھانس کر لائی ہو۔ وہ اس وقت تمہارے اپارٹمنٹ میں ہے۔ جو میرے لیے کام کرتے ہیں میں ان سے بے خبر نہیں رہتا۔ جب تم اس سے شادی کرو گی تو میں تمہیں پچاس ہزار روپے اور دوں گا۔"

وہ بولی "جرائم کی دنیا میں ایک دوسرے سے زبانی لین دین ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کی زبان پر بھروسا کیا جاتا ہے۔ میں نے بھی آپ پر بھروسا کیا ہے۔ آپ نے زبان دی تھی' مجھے پانچ لاکھ روپے دیں گے۔ پلیز میرا جائز کمیشن مجھے دے دیں۔"

"مجھ سے زیادہ نہ بولو۔ واپس جاؤ۔ ایک ہفتے بعد تمہیں ایک لاکھ روپے ملیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ ایک ہفتے بعد مجھے پانچ لاکھ نہیں ملیں گے تو میں پھر کبھی آپ کے لیے کام نہیں کروں گی۔"

"اچھا تو کام نہ کرنے کی دھمکی دے کر جاؤ گی۔ دھمکی کا مطلب ہے میری مخالفت' یعنی یہاں سے جا کر ایملی جس والوں کو اس تہ خانے کا راز بتاؤ گی۔ گوپی! اسے پکڑ لے۔ اب یہ تہ خانے سے باہر لاش بن کر جائے گی۔"

بیکر خاموشی سے ایملی کے اندر رہ کر یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ ایملی نے اس کی مرضی کے مطابق پوچھا "تمہارا نام گوپی ہے یا گوپا؟"

وہ اس کا بازو پکڑ کر بولا "بکواس مت کر۔"

بیکر نے اس کی آواز سنتے ہی اس کے دماغ کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ وہ چیخ مار کر ایملی کو چھوڑ کر دو قدم پیچھے چلا گیا۔ بھنڈاری نے پوچھا "اے کیوں چیخ رہا ہے؟ اسے کیوں چھوڑ دیا؟"

وہ بولا "باس! یہ کرنٹ مارتی ہے۔"

اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ ایک نے پوچھا "باس! میں اسے پکڑوں؟ مجھے کرنٹ مارنے والی عورت اچھی لگتی ہے۔"

بھنڈاری نے کہا "جا' اسے اٹھا کے لے جا۔ اس کی ایسی کی تیسی کر دے۔"

اس دوسرے حواری نے آ کر اسے پکڑا پھر چیختے ہوئے ایسے جھٹکے کھانے لگا جیسے بجلی کے ننگے تار کو چھو رہا ہو۔ ایملی سمجھ گئی۔ خوشی سے کھل گئی۔ سینہ تان کر بولی "اے بھنڈاری! میں اب تک تجھ سے ڈرتی رہی مگر اب تو مجھ سے ڈرے گا۔ تو میری وفاداری کے بدلے یہاں سے میری لاش باہر بھیجنا چاہتا ہے۔ میں تیرے ٹکڑے کر کے باہر بھیجوں گی۔"

اس کے خاص باڈی گارڈ نے اپنا ریوالور نکالتے ہوئے کہا "تیری اتنی مجال کہ ہمارے باس کو چیلنج کر رہی ہے؟"

باڈی گارڈ ایملی کا نشانہ لینا چاہتا تھا مگر ریوالور کا رخ بھنڈاری کی طرف ہو گیا۔ وہ سہم کر بولا "یہ کیا کر رہا ہے؟ اسے سامنے سے ہٹا۔ نہیں تو گولی چل جائے گی۔"

باڈی گارڈ نے کہا "اگر تیرے آدمیوں نے اب ایملی کو ہاتھ لگایا تو گولی ضرور چلے گی۔ یہ دیکھ لے کہ کون مرے گا؟ نشانے پر تو ہے۔"

وہ پریشان ہو کر اپنے حواریوں سے بولا "اے! ایملی کو کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ دور ہٹو۔ اس سے دور ہو جاؤ۔"

پھر باڈی گارڈ سے بولا "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم تو میرے ایک اشارے پر اپنی جان دینے کے لیے تیار رہتے ہو پھر میری جان کیوں لینا چاہتے ہو؟"

"اس لیے کہ تم وفاداروں کی قدر نہیں کرتے ہو۔ ایملی وہ ہیرے کسی دوسرے کو دے کر پانچ لاکھ تو کیا پچاس لاکھ حاصل کر سکتی تھی مگر اس نے تمہیں دھوکا نہیں دیا۔ تم اسے دھوکا دے رہے ہو۔ اس کا حق بھی چھین رہے ہو۔ اسے سزائے موت بھی دینا چاہتے ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں ایملی کو ابھی پانچ لاکھ دوں گا۔ یہ ریوالور ہٹاؤ۔"

"جو پانچ لاکھ کا سودا ہوا تھا' وہ تمہاری بے ایمانی سے ختم ہو گیا۔ تمہارے پیچھے جو بریف کیس ہے' اسے ایملی کو دے دو۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میرے بریف کیس میں ایک کروڑ دس لاکھ روپے ہیں۔"

باڈی گارڈ نے کہا "ایملی کے لیے یہ رقم بھی کم ہے۔ اس کے لائے ہوئے ہیرے بھی اسے واپس کرو۔"

"نہیں۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا تم ایملی کے عاشق ہو؟ اس کی خاطر مجھ سے نمک حرامی کر رہے ہو؟ میں اتنی بڑی رقم اور ہیرے نہیں دوں گا۔"

باڈی گارڈ نے ریوالور کا رخ نیچے کی طرف کیا پھر گولی چلا دی۔ بھنڈاری کے حلق سے چیخ نکلی۔ گولی اس کے پیر میں لگی تھی۔ وہ لڑکھڑا کر لنگڑاتا ہوا پیچھے جا کر اپنی کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔ ایک ہاتھ اٹھا کر کہنے لگا "دیتا ہوں۔ دے رہا ہوں۔ گولی نہ چلاؤ۔ ہے بھگوان! یہ کیا ہو رہا ہے؟ میرا محافظ مجھے ہی مار ڈالنا چاہتا ہے۔"

اس نے بریف کیس کھول کر اس میں رکھے ہوئے ایک کروڑ دس لاکھ روپوں کو دیکھا پھر تمام ہیروں کو اس میں رکھ کر اسے بند کر کے ایملی سے بولا "یہ لے میری ماں! یہاں سے جا اور اپنے اس باڈی گارڈ کو بھی ساتھ لے جا۔ میرا پیچھا چھوڑ دے۔"

وہ تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ ایملی نے اس سے بریف کیس لے کر کہا "لاتوں کے بھوت لات جوتے کھا کر ہی مانتے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی کہ کمزور بن کر رہنے سے تمہارے جیسے لوگ وفاداری کے باوجود جینے نہیں دیتے۔ میرے پیچھے ایک طاقت نہ ہوتی تو تم مجھے یہاں سے زندہ نہ جانے دیتے۔"

باڈی گارڈ نے کہا "ایملی! یہاں سے جاؤ۔ میں اسے نشانے پر رکھوں گا۔ کوئی تمہارا راستہ نہیں روکے گا۔ فوراً یہاں سے جاؤ۔"

وہ بریف کیس لے کر تیزی سے وہاں سے روانہ ہو گئی۔ باڈی گارڈ نے بیکر کی مرضی کے مطابق کہا "بھنڈاری! میرے حکم کی تعمیل کرو۔ انڈر ورلڈ کے بگ باس سے ابھی فون پر رابطہ کرو۔ میں اس سے بات کروں گا۔"

"تم بہت بڑی حماقت کر رہے ہو۔ تم نے میرے کروڑوں روپے ایملی کو دے دیے۔ تمہیں کیا ملا؟ کیا مجھے نقصان پہنچا کر زندہ یہاں سے ایملی کے پاس جا سکو گے؟"

"کوئی دوسری بات نہ کرو۔ ورنہ دوسرے پیر میں گولی ماروں گا۔ میرے حکم کی تعمیل کرو۔"

وہ ریوالور کے آگے مجبور تھا۔ ایک گولی کھا چکا تھا۔ دوسری نہیں کھانا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے موبائل کو آن کیا پھر مخصوص نمبر پنچ کرنے لگا۔ انڈر ورلڈ کا بگ باس مختلف اوقات میں مختلف ممالک میں رہا کرتا تھا۔ بھنڈاری کئی ممالک کے کوڈ نمبر آزماتا رہا۔ لندن میں رہنے والی پرسنل سیکریٹری نے کہا "یس' باس موجود ہیں۔ ویٹ اے منٹ پلیز۔"

بگ باس کا نام بارٹن ٹوڈ تھا۔ فون پر اس کی آواز سنائی دی "یس مسٹر بھنڈاری! کیا خبر ہے؟ مسز ورتھ اپنے ہیروں کے لیے بہت بے چین ہے۔ کیا ہیرے مل گئے؟"

"وہ مجھے مل گئے تھے پھر مجھ سے چھین لیے گئے۔"

باڈی گارڈ نے اس سے فون چھین کر اپنے کان سے لگایا۔ بائرن تعجب سے کہہ رہا تھا "تم سے چھین لیے گئے؟ تم خود کو مہاراشٹر کا سب سے طاقت ور شخص کہتے ہو اور تم یہ ثابت کرتے آئے ہو پھر یہ تم سے زیادہ شہ زور کون پیدا ہو گیا ہے؟"

"پیدا ہو گئی ہے۔ میں اس کا باڈی گارڈ بول رہا ہوں۔ تمہارا یہ مہاراشٹر کا انڈر ورلڈ باس میرے ریوالور سے زخمی ہو کر ایک چوہے کی طرح پڑا ہوا ہے۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "جو خود کو طاقت ور اور دوسروں سے برتر ثابت کرتا ہے۔ ہم اسے علاقائی باس بنا دیتے ہیں۔ اپنا نام اور اپنی پہچان کراؤ پھر ہم سے ملاقات کرنے آؤ۔ تمہیں انڈیا کا زونل باس بنا دیا جائے گا۔"

بیکر نے باڈی گارڈ کے دماغ کو چند سیکنڈ کے لیے چھوڑا پھر انڈر ورلڈ کے بگ باس بائرن ٹوڈ کے اندر پہنچا۔ اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا "کون ہو تم؟"

"میں وہی ہوں، جس نے بھنڈاری کو زیر کیا ہے۔ میں فون پر بھی ہوں اور تمہارے اندر بھی ہوں۔"

"میری مرضی سے یہاں ہو۔ کسی وقت بھی سانس روک کر بھگا سکتا ہوں۔ تم میرے چور خیالات پڑھنے کی کوشش کرو پھر میرے اندر زلزلہ پیدا کرو۔ اپنی تمام حسرتیں پوری کرو۔ اس کے بعد تم سے باتیں کروں گا۔"

بیکر نے اس کے خیالات پڑھنے کی کوشش کیں۔ اس کے عام سطحی سے خیالات پڑھنے میں آرہے تھے مگر اہم رازوں سے بھرپور چور خیالات کا خانہ بند تھا۔ اس نے کہا "مسٹر بائرن! تم فولادی دماغ کے حامل ہو۔ میری زلزلہ پیدا کرنے کی کوشش بھی فضول ہوگی۔ اتنا بتا دو، صرف یوگا کے ماہر ہو یا ٹیلی پیتھی بھی جانتے ہو؟"

"جانتا ہوں۔ تمہارے اندر آسکتا ہوں مگر تم سانس روک لو گے۔"

"میں ٹیلی پیتھی کی دنیا میں سب ہی خیال خوانی کرنے والوں کو جانتا ہوں لیکن پہلی بار بائرن ٹوڈ جیسا نام سن رہا ہوں۔"

"میرا اصلی نام کچھ اور تھا۔ جب امریکا میں پہلی بار ٹرانسفارمر مشین تیار کی گئی تو کئی جوانوں کو اس مشین سے ٹیلی پیتھی سکھائی گئی۔ ان میں سے ایک میں تھا اور میرا ایک دوست ہاروے تھا۔ میں اور ہاروے اپنے اصل نام اور اپنی اصلی شناخت کو مٹا چکے ہیں۔ اس سے پہلے دور کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے یا تو باغی ہو کر روپوش ہو گئے تھے یا فرہاد اور سونیا کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ ہم دو دوستوں کا شمار بھی ان مردہ لوگوں میں ہو چکا ہے۔ اب تم اپنے بارے میں بتاؤ۔ ہماری طرح اپنی اصلیت چھپا سکتے ہو۔ میرا سوال یہ ہے، کیا ہمارے ساتھ کام کرو گے؟"

"مجھ پر بھروسا کرو گے تو ضرور تمہاری ٹیم میں رہوں گا۔"

"ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کوئی کسی پر بھروسا نہیں کرتا پھر ایک دوسرے پر اعتماد کرنا ضروری نہیں ہے۔ انڈیا بہت بڑا ملک ہے۔ وہاں کے تمام زونل باس تمہارے ماتحت رہیں گے۔ ہم سے دوستی قائم رکھنے کے لیے ہمارا حصہ ایمان داری سے دیتے رہو۔ ہم ہمیشہ تمہارے برے وقت میں کام آتے رہیں گے۔"

"میرا نام بیکر برائٹ ہے۔ ہماری ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک ٹیم تھی۔ اس ٹیم میں میرے چار ساتھی تھے۔ ان چاروں کو کسی نے ٹریپ کیا ہے۔ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ ہمارا وہ مخالف کون ہے؟ میں تنہا ہونے کے بعد ایک مضبوط اور محفوظ پناہ گاہ ڈھونڈ رہا تھا۔ میرا خیال ہے، تم لوگوں کے ساتھ میرا نباہ ہو سکے گا۔"

"تم ہماری طرف ایک قدم بڑھاؤ۔ ہم تمہیں تحفظ دینے کے لیے چار قدم آگے آئیں گے۔ تلک رام بھنڈاری کے تہ خانے میں سات سو کروڑ کا مال ہے۔ اس تمام مال پر قبضہ جماؤ۔ بھنڈاری کو بے دخل کر دیا ختم کر دو۔ انڈر ورلڈ انڈیا تمہارا ہو جائے گا۔"

"اوکے۔ میں ان تمام معاملات سے نمٹ کر تم سے اور ہاروے سے باتیں کروں گا۔ سو فار۔"

بیکر ادھر خیال خوانی میں مصروف رہا۔ ادھر باڈی گارڈ کا دماغ آزاد ہو گیا تھا۔ اس نے چونک کر اپنے باس بھنڈاری کو زخمی حالت میں دیکھا پھر پریشان ہو کر کہا "میں اپنے آپ میں نہیں تھا۔ یہ دیکھ رہا تھا کہ آپ سے دشمنی کر رہا ہوں مگر سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ ایسا کیوں کر رہا ہوں۔ مجھے معاف کر دو باس!"

اس نے اپنا ریوالور اس کے قدموں میں رکھ دیا۔ سر جھکا کر دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا "آپ جو چاہیں، مجھے سزا دے سکتے ہیں۔"

بھنڈاری نے ریوالور اٹھا کر کہا "نمک حرام کتے! مجھ پر گولی چلا کر لنگڑا بنا دیا۔ میری تین کروڑ سے زیادہ کی رقم اہلی کو دے دی، اب معافی مانگ رہا ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے باڈی گارڈ پر فائر کیا گولی اس کے سینے میں پیوست ہوئی وہ فرش پر گر کر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ ایک حواری فرسٹ ایڈ کا سامان لا کر اس کے زخم کی مرہم پٹی کرنے لگا۔ اس نے تمام حواریوں سے کہا "باہر جاؤ اور

ڑیاں نکالو۔ میں ابھی آرہا ہوں۔ اہلی اپنے اپارٹمنٹ ں گئی ہوگی۔ اس کتیا سے اپنی رقم اور ہیرے واپس لے کر ے تڑپا تڑپا کر مارنا ہے۔"

باڈی گارڈ کو ہلاک کرنے اور اپنے زخم کی مرہم پٹی رانے میں آدھا گھنٹا لگا۔ اتنی دیر میں بیکر واپس آگیا۔ اسے ی گارڈ کا دماغ نہیں ملا کیونکہ وہ مر چکا تھا۔ بھنڈاری کے یالات سے پتا چلا کہ وہ حواریوں کے ساتھ اہلی کے رٹمنٹ کی طرف جانا چاہتا ہے۔

وہ بھنڈاری کو چھوڑ کر ان حواریوں کے اندر پہنچا، جن آوازیں تہ خانے میں سن چکا تھا۔ آشرم اور مندر کے یے ایک بڑا گیراج تھا۔ وہ حواری تین گاڑیاں نکال رہے ے۔ بیکر نے انہیں ایک دوسرے پر فائر کرنے کے لیے مجبور یا۔ ان میں سے ایک نے دوسرے پر گولی چلائی پھر تیسرے چلائی۔ دوسرے حواریوں نے بچنے کے لیے اسے مار ڈالا پھر ی طرح ایک دوسرے کو ہلاک کرنے لگے۔ مندر کے پیچھے د، عورتیں، بچے اور بوڑھے دور بھاگ رہے تھے۔ قریبی انے سے پولیس والے مسلح ہو کر چلے آئے۔ اس وقت تک ام حواری بے موت مر چکے تھے۔ صرف ایک رہ گیا تھا۔ پکٹر نے اسے گرفتار کر لیا۔

تلک رام بھنڈاری لنگڑاتا ہوا باہر آیا۔ وہ چلنے کے ل نہیں تھا مگر گاڑی میں بیٹھ کر اہلی تک پہنچنا چاہتا تھا۔ ڑوں روپے کا معاملہ تھا۔ باہر آکر اپنے حواریوں کی یں دور دور تک دیکھیں تو حیرانی سے اس کے دیدے پھیل ۔ انسپکٹر نے دونوں ہاتھ جوڑ کر بھنڈاری کو نمستے کیا پھر کہا ں ان میں تین آدمیوں کو پہچانتا ہوں۔ یہ آپ کے آدمی ہ دو مر چکے ہیں۔ ایک کو ہم نے گرفتار کیا ہے۔ یہ باقی نے والے کون ہیں؟"

بھنڈاری نے کہا "یہ مرنے والے میرے دشمن تھے۔ ان میں سے ایک نے میری اس ٹانگ میں گولی ماری تھی۔ نتے ہو، کیسے ماری تھی؟"

بھنڈاری نے اپنا ریوالور نکال کر کہا "اس طرح ماری تھ۔"

اس نے اپنے دوسرے پیر کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ ئر کی آواز کے ساتھ ہی اس کی چیخ نکل گئی۔ بیکر دماغی ر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔

وہ بھی ایک وقت تھا، جب شیوانی بڑی زبردست ریوں کے ساتھ چین جانے کے لیے روانہ ہوئی تھی۔ اس ٹیم میں اسکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغ رساں تھے، دو ٹیلی ی جاننے والے جے کانو اور جے فلو تھے اور وہ خود غیر ولی صلاحیتیں رکھتی تھیں۔ اس کے عزائم بتا رہے تھے کہ وہ چین میں ٹرانسفارمر مشین تیار نہیں ہونے دے گی اور مشین کا نقشہ وہاں سے چرا لائے گی۔

لیکن ہانگ کانگ پہنچتے پہنچتے احمد زبیری اور پورس نے اسے ٹھنڈا کر دیا۔ پورس نے اسے ایسے الجھایا کہ وہ چین کی طرف جانے کے لیے ایک قدم بھی نہ اٹھا سکی۔ اس کے عشق میں گرفتار ہو گئی۔ وہ زہریلی تھی لیکن اپنے سے زیادہ زہریلے پورس کے زیر اثر آگئی تھی۔ اس کی معمولہ اور فرماں بردار بن گئی تھی اور اب اس کی شریکِ حیات بھی بن چکی تھی۔

اتنا کچھ ہونے کے باوجود وہ پورس کی اصلیت سے واقف نہیں تھی۔ اسے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے آندرے کی حیثیت سے جانتی تھی۔ کورٹ میرج کے وقت وہ پورس کے زیر اثر تھی۔ اس نے پورس کو جیون ساتھی تسلیم کیا تھا۔ رجسٹر میں پورس کے دستخط تھے لیکن وہاں سے واپس آکر ہوٹل میں پہنچ کر وہ پھر اسے آندرے سمجھنے لگی۔

یہ جناب عبداللہ واسطی کی ہدایت تھی کہ اسے ایک مخصوص مدت تک آندرے کی حیثیت سے شیوانی کے ساتھ رہنا ہے۔ اس ہدایت کی وجہ آئندہ سمجھ میں آنے والی تھی۔ شیوانی نے کہا "میں چین جانے کے لیے لندن سے نکلی تھی لیکن اس شہر میں آکر اٹک گئی ہوں۔ میں اپنے مشن میں ناکام ہو رہی ہوں۔ مجھے کچھ حاصل نہیں ہو رہا ہے۔"

"ناشکری نہ کرو۔ میں حاصل ہو گیا ہوں۔ تم دن رات مجھے حاصل کر رہی ہو۔"

وہ اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "تم تو ایک نشہ ہو۔ میں تمہارے نشے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکوں گی لیکن میری دوسری ناکامیوں کو دیکھ رہے ہو۔ چین میں مشین تیار ہو چکی ہے۔ میں اس مشین کی تیاری کو روک نہ سکی اور وہ نقشہ بھی حاصل نہیں ہو رہا ہے۔"

"وہ نقشہ آج رات آٹھ بجے کی فلائٹ سے یہاں آرہا ہے۔"

اس نے خوش ہو کر پوچھا "سچ؟ کیا تم آرمی ہیڈ کوارٹر کے ریکارڈ روم سے اسے حاصل کر چکے ہو؟"

دراصل علی تیمور نے مشین تیار کرنے کے دوران میں اس نقشے کی ایک مائیکرو فلم بنائی تھی۔ اسکاٹ لینڈ کا ایک سراغ رساں چین میں جاسوسی کرتے وقت گرفتار ہو گیا تھا۔ احمد زبیری نے اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ اس کا تعلق اسکاٹ لینڈ یارڈ سے ہے۔ علی تیمور نے احمد زبیری سے کہا "اس جاسوس کو یہاں کی پولیس کے حوالے نہ کرو۔ اس سے میں نمٹ لوں گا۔"

علی نے اس جاسوس کو ہپناٹائز کیا۔ اسے آندرے یعنی

پورس کا معمول بنایا پھر نقشے والی مائیکرو فلم اس کے حوالے کردی۔ اس کے لیے سفر کی سہولتیں فراہم کیں۔ وہ بیجنگ سے روانہ ہوچکا تھا۔ تائیوان سے ہوتا ہوا ہانگ کانگ پہنچنے والا تھا۔

پورس نے شیوانی سے کہا "ہاں۔ میں وہ نقشہ حاصل کرچکا ہوں۔ تمہارے اسکاٹ لینڈ کا ایک جاسوس وہاں چینی انٹیلی جنس والوں کی نظروں میں آگیا تھا۔ میں نے انٹیلی جنس والوں کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے بھٹکا دیا۔ میرے آلہ کار چینی فوج کے ایک افسر نے ریکارڈ روم سے وہ مائیکرو فلم چرائی تھی جس میں مشین کا نقشہ ہے۔ اس آلہ کار نے تمہارے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے جاسوس کو وہ فلم دی ہے۔ وہ بیجنگ سے روانہ ہوچکا ہے۔ آٹھ بجے تک یہاں پہنچ جائے گا۔"

وہ خوش ہوکر اسے چوم رہی تھی اور کہہ رہی تھی "تم نے کمال کردیا۔ ان کے ریکارڈ روم سے اتنی اہم چیز چرالی مگر ہاں' ایسا تو نہیں ہوگا کہ وہ جاسوس ہمیں دھوکا دے یا ہیڈ آفس میں اپنا نام پیش کرے کہ نقشہ اس نے حاصل کیا ہے پھر تو اسے میرا کارنامہ نہیں سمجھا جائے گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میری جان! کوئی شیر کے منہ سے لقمہ نہیں چھین سکتا۔ میں نے اس جاسوس کو ہپناٹائز کیا ہے۔ وہ میرا معمول اور تابع ہے۔"

وہ بات بات پر اسے خوش کررہا تھا اور وہ اس پر قربان ہوتی جارہی تھی "میں تمہیں جتنا بھی پیار دوں' وہ کم ہوگا۔ تم نہ ملتے تو میں بری طرح ناکام ہوکر خالی ہاتھ واپس جاتی۔ اب اسکاٹ لینڈ یارڈ میں پہلے سے زیادہ میرا سربلند رہے گا اور تمہیں تو وہاں ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا۔"

"اسکاٹ لینڈ یارڈ میں جاسوس حسینائیں بھی ہیں۔ وہ مجھے ہاتھوں ہاتھ لیتی رہیں گی تو تمہارے حصے میں کیا آئے گا؟"

وہ ہنستی ہوئی بولی "کوئی دوسری تمہارا زہر برداشت نہیں کرے گی۔ یہ صرف شیوانی ہے شیوانی' جو تمہیں برداشت کرلیتی ہے۔"

پھر وہ کچھ سوچ کر بولی "مجھ سے پہلے بھی تمہاری زندگی میں کوئی آئی ہوگی۔"

"کوئی ایک نہیں' کئی آچکی ہیں۔ کئی جاچکی ہیں۔"

"میں سمجھ گئی۔ اوپر پہنچ چکی ہیں۔"

"نہیں' زندہ ہیں۔"

"جھوٹ بول رہے ہو۔ وہ کیسے زندہ رہ سکتی ہیں؟"

"میں نے اپنے دانت کبھی ان کے بدن سے لگنے نہیں دیے اور ان کی زبان تک لعاب دہن پہنچنے نہیں دیا۔ باقی خاندانی منصوبہ بندی زندہ باد۔"

"اس کا مطلب ہے' تم ہرجائی ہو۔ آئندہ میں تم پر کڑی نظر رکھوں گی۔ او گاڈ! تم کیسی باتوں میں الجھا دیتے ہو؟ میں کام کی باتیں بھول جاتی ہوں۔"

"اب کون سا کام رہ گیا ہے؟ میں تمہارا کام کرچکا ہوں۔ اب تم میرے کام آتی رہو گی۔"

اس نے سختی سے اسے بازوؤں میں جکڑلیا۔ وہ ایک آہ کے ساتھ بولی "کیا کرتے ہو۔ میری سانس رک جائے گی۔ سارا زور مجھ ہی پر آزماتے رہتے ہو۔"

"کیا تم چاہتی ہو' کسی اور پر بھی آزماؤں۔"

"ہش۔ آزما کر دیکھو۔ وہ تمہارے زہر سے بچے گی تو اپنے زہر سے مار ڈالوں گی۔ مائی گڈنس! مجھے میرا کام کرنے دو۔ میں ابھی لباس چینج کررہی ہوں۔ ہم ٹریولنگ ایجنسیوں کے ذریعے کل ہی کسی فلائٹ میں سیٹیں ریزرو کرالیں گے اور لندن جائیں گے۔ سیٹ ملتے ہی میں خوش خبری سناؤں گی کہ نقشہ لے کر آرہی ہوں۔"

وہ پورس کے بازوؤں سے پھسل کر بیڈ سے اتر کر الماری سے لباس نکالنے لگی۔ کہنے لگی "انسان کو ہر مرحلے میں کامیابی نہیں ہوتی۔ کہیں ناکامی کا بھی منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ میں نارنگ کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکی۔ جبکہ میں نے اس پر تنویمی عمل کرایا تھا۔ وہ میرا معمول اور تابع بن چکا تھا۔"

"تنویمی عمل کا اثر ختم ہوچکا ہوگا یا کسی نے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا ہوگا یا اسے زخمی کرکے تنویمی عمل کو ختم کیا ہوگا۔ تنویمی عمل سے نجات حاصل کرنے کے کئی راستے ہیں۔"

"مجھ سے غلطی ہوگئی اگر میں اس کے کان سے وہ غیر معمولی سماعت والا آلہ نکال لیتی تو وہ ہمارے بہت کام آتا۔ میں میلوں دور بیٹھے ہوئے دشمنوں کی باتیں سنتی رہتی۔ ان کی سازشوں کو سمجھتی رہتی۔"

"اب وہ نظر آئے گا تو اسے پکڑلینا۔ چھوڑنا مت۔ اس کا وہ غیر معمولی کان کاٹ کر رکھ لینا۔ ہمارے بچوں کے کام آئے گا ہمارا جو بچہ نافرمان ہوگا۔ ہماری بات نہیں سنے گا۔ اس آلہ سماعت سے سننے لگے گا۔"

"کیوں میری بات کو مذاق میں اڑا رہے ہو؟ کیا باہر جانے کے لیے لباس چینج نہیں کروگے؟"

"تمہیں بننے سنورنے میں پتا نہیں کتنا وقت لگے گا۔ مرد کو تیار ہونے میں دس منٹ لگتے ہیں۔"

"نارنگ کی بات کرو۔ کیا اسے کسی طرح ٹریپ نہیں کرسکو گے؟ پلیز کچھ کرو۔"

"تمہارے لیے آسمان سے تارے توڑ کر لاسکتا ہوں۔ نارنگ جس کھجور میں اٹکا ہوگا۔ اسے توڑ لاؤں گا۔"

"سچ؟ اسے کیسے تلاش کروگے؟ پتا نہیں' وہ کہاں روپوش رہتا ہوگا؟ تم جان سکتے ہو؟"

"کوشش کرسکتا ہوں۔ نارنگ کو اپنے پرانے جانی دشمن بھیا کا پتا ٹھکانا معلوم ہوگیا ہے۔ وہ اس سے انتقام لینے اور اسے غلام بنانے کے لیے یروشلم جاسکتا ہے۔"

"تم درست سوچ رہے ہو۔ وہ ضرور وہاں جائے گا۔ تم اسے وہاں کیسے تلاش کروگے؟"

"یروشلم کے اخبارات میں اشتہار دوں گا۔ اے نارنگ! کہاں ہو۔ واپس گھر آجاؤ۔ تم سے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اگر نہ آسکو تو کسی کوریئر سروس کے ذریعے اپنا کان بھیج دو۔"

"پھر مذاق کررہے ہو۔ پلیز سنجیدگی سے کوئی تدبیر سوچو۔ کیا وہ آلہ سماعت ہمارے لیے ضروری نہیں ہے؟"

"ضروری ہے۔ ہمیں شادی کے بعد کہیں تو ہنی مون کے لیے جانا چاہیے۔ چلو یروشلم چلتے ہیں۔"

"یہ اچھی تدبیر ہے۔ ہم پہلے لندن جائیں گے۔ میں ہیڈ آفس میں وہ نقشہ ڈائریکٹر جنرل کے حوالے کردوں گی۔ مشین کی تیاری کا کام شروع ہوتے ہی ہم اسرائیل چلے جائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ نارنگ کو ٹیلی گرام کریں گے کہ ہمارے آنے تک وہاں بیٹھا رہے۔ خبردار وہاں سے بالکل نہ ہلے۔ ہماری آن کا اور اس کے کان کا مسئلہ ہے۔"

"تم سیدھی طرح نہیں کہہ سکتے کہ ہم لندن میں مشین کی تیاری کا انتظار کریں گے تو نارنگ' بھیا کو ٹریپ کرکے وہاں سے جاچکا ہوگا۔ جب دیکھو مذاق اڑاتے رہتے ہو۔"

وہ بیڈ سے اٹھ کر لباس تبدیل کرتے ہوئے بولا "تم بہت ذہین ہو پھر سوچے سمجھے بغیر مذاق اڑانے والی باتیں کیوں کرتی ہو؟"

وہ مسکرا کر بولی "تمہارے پاس تنہائی میں نادان بن کر رہتی ہوں۔ تم چھیڑتے ہو تو اچھا لگتا ہے۔"

وہ کمرے سے نکل کر ہوٹل سے باہر آگئے۔ ایک ٹریولنگ ایجنسی میں پہنچ کر معلوم کیا۔ دوسرے دن دس بجے کی فلائٹ میں دو سیٹیں مل گئیں اگر نہ ملتیں تو پورس خیال خوانی کے ذریعے کسی دو مسافروں کی سیٹیں کینسل کراکے اپنے اور شیوانی کے نام کرالیتا۔

شیوانی نے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے ڈائریکٹر جنرل کو فون پر کہا "ہیلو میں ہوں شیوانی دی شی کوبرا۔"

ڈائریکٹر جنرل نے کہا "ہیلو شی کوبرا! دو ہفتے گزر چکے ہیں۔ بہت انتظار کرارہی ہو۔ وہاں چین میں ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی ہے۔ کیا تم اس مشن میں ناکام رہوگی؟"

"میرا نام شیوانی ہے اور شیوانی ناکام ہونا نہیں جانتی۔ میں نے چینی آرمی ہیڈ کوارٹر سے مشین کا وہ نقشہ چرالیا ہے۔"

ڈی جی نے خوش ہوکر کہا "کیا کہہ رہی ہو؟ اتنے بڑے ملک کے آرمی ہیڈ کوارٹر سے تم نے نقشہ چرایا ہے؟ یہ تو تم نے ناممکن کو ممکن بنادیا ہے۔"

"ڈی جی! تم میرے پچھلے کارناموں کو بھول رہے ہو۔ میری ریکارڈ فائل دیکھو۔ میں ہمیشہ ناممکن کارنامے انجام دیتی آئی ہوں۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے' میں وہ نقشہ لے کر کل صبح دس بجے کی فلائٹ سے آرہی ہوں۔"

"او ڈارلنگ شیوانی! تم نقشہ لے کر آرہی ہو۔ تمہارے آنے تک تو ہم سب کی نیندیں اڑ جائیں گی۔ ہم تمام اعلیٰ عہدے دار ابھی سے ہیتھرو ائرپورٹ جاکر بیٹھ جائیں گے اور تمہاری آمد تک وہیں بیٹھ کر ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کے انتظامات کرتے رہیں گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "یہ اتنی بڑی خوشی ہے کہ سب کو پاگل کردے گی۔ تم سب پاگل ہوتے رہو۔ میں کل رات کو پہنچ رہی ہوں اور وہاں اکیلی نہیں' اپنے لائف پارٹنر کے ساتھ آرہی ہوں۔ شادی کرچکی ہوں۔"

ڈی جی نے اسے شادی کی مبارک باد دی۔ وہ فون بند کرکے پورس سے بولی "میں بہت خوش ہوں۔ ڈی جی بھی خوشی سے پاگل ہورہا ہے۔ آئی لو یو آندرے! تم نے مجھے ناکام ہونے اور شرمندہ ہونے سے بچالیا ہے۔"

پورس نے کہا "تمہیں اس قدر خوش نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے تمہاری خوشیوں سے ڈر لگ رہا ہے۔"

وہ حیرانی سے بولی "یہ کیا بات ہوئی؟ تمہیں میری خوشیوں سے ڈر کیوں لگ رہا ہے؟"

"وہ جاسوس دو گھنٹے بعد آٹھ بجے کی فلائٹ سے آئے گا۔ اس نقشے کی مائیکرو فلم ابھی تمہارے ہاتھوں میں نہیں آئی ہے۔ اس سے پہلے کوئی ایسی ویسی بات ہوسکتی ہے۔"

وہ گھور کر بولی "ایسی ویسی کیا بات ہوگی؟ تم میرے دل میں اندیشے پیدا کررہے ہو؟"

"میں تمہیں سمجھا رہا ہوں' جہاں بجتی ہے شہنائی' وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں۔ پہلے تمہاری مٹھی میں جے کافو اور جے فلو تھے' وہ اچانک تمہیں دھوکا دے کر فرار ہوگئے۔ نارنگ تمہارے شکنجے میں تھا۔ کیا تم کبھی سوچ سکتی تھیں کہ وہ شکنجے سے نکل جائے گا؟ جو تم سوچتی رہیں' اس کے برعکس ہوتا رہا۔ اب نقشے کے لیے سوچ رہی ہو اور خوش ہورہی ہو۔ میری دعا ہے کہ وہ تمہیں مل جائے۔"

وہ اسے مایوسی سے دیکھتے ہوئے بولی "میں خوشی کے

مارے بھول گئی تھی کہ کبھی کبھی ہماری توقع کے خلاف حالات بدل جاتے ہیں۔ پلیز ابھی اس جاسوس کے اندر جاؤ اور اس کے حالات معلوم کرو۔"

"میں معلوم کرچکا ہوں۔ وہ طیارے میں بخیریت ہے اور ہانگ کانگ کی طرف آرہا ہے۔"

"کیا اس کے پاس مائیکرو فلم ہے؟"

"ہے۔ میں اس کی طرف سے مطمئن ہوں۔ وہ نقشہ لے آئے گا لیکن تمہاری خوشی مجھے گراں گزر رہی ہے کیونکہ تم نادانی کررہی ہو۔ تم نے اپنے ہیڈ کوارٹر تک خبر پہنچا دی کہ نقشہ مل گیا ہے۔ کیا وہ تمہیں مل گیا ہے؟"

"واقعی مجھے نقشہ حاصل کرنے کے بعد ڈی جی کو فون کرنا چاہیے تھا۔"

وہ ائرپورٹ آگئے۔ شیوانی نے ایک جگہ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا "پلیز اس کے دماغ میں رہو۔ اس نقشے کی حفاظت کرتے رہو۔ کسی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ تم یہاں [illegible]ائی طور پر حاضر نہ رہو۔"

پورس نے اس جاسوس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ [illegible]ت سفر کررہا تھا۔ اس کے ساتھ والی سیٹوں پر بوڑھے [illegible]یوی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے خیالات نے بتایا' اس [illegible] سفر کے دوران میں کسی سے بات نہیں کی ہے اور نہ ہی [illegible]سی نے اسے مخاطب کیا ہے۔ کوئی اس میں دلچسپی نہیں لے رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی دشمن اس کے آس پاس نہیں ہے اور وہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی بھی نظروں میں آئے بغیر سلامتی سے چلا آرہا ہے۔ تشویش میں مبتلا ہونے والی کوئی بات نہیں تھی۔

پورس دماغی طور پر حاضر ہو کر ائرپورٹ میں آنے جانے والی عورتوں اور مردوں کو دیکھنے لگا۔ اس نے شیوانی سے بات نہیں کی اگر کرتا تو وہ پھر اس جاسوس کے پاس رہنے کو کہتی۔ وہ رہ رہ کر اسے دیکھ رہی تھی اور مطمئن ہو رہی تھی کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے جاسوس کی نگرانی کررہا ہے۔

اس نے ایک بار پوچھا "تم سامنے والی عورتوں کو دیکھ رہے ہو یا جاسوس کے پاس ہو؟"

پورس نے سنی اَن سنی کردی۔ جواب نہیں دیا۔ اسے یقین ہو گیا کہ وہ خیال خوانی میں مصروف ہے۔

آخر ایک گھنٹے بعد وہ فلائٹ آگئی۔ پورس نے کہا "وہ جاسوس آگیا ہے۔ امیگریشن کاؤنٹر سے گزر رہا ہے۔ لگیج ہال سے سامان لے کر باہر آئے گا۔ اس کے آگے پیچھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔"

وہ اٹھ کر بولی "کم آن۔ ہم لگیج ہال کے سامنے جائیں گے۔ وہیں اس سے مائیکرو فلم حاصل کریں گے۔"

اس نے شیوانی کا ہاتھ کھینچ کر اسے دوبارہ بٹھاتے ہوئے کہا "کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کے اندر جارہا ہوں۔ وہ سیدھا ہمارے پاس آئے گا۔"

وہ بیٹھ گئی لیکن بے چینی سے دور دور تک دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد ہی ایک ادھیڑ عمر کا شخص اس کے سامنے آکر بولا "گڈ نائٹ میڈم! آپ ادھر دیکھ رہی ہیں۔ میں ادھر ہوں۔ یہ لیں۔"

شیوانی نے اسے چونک کر دیکھا۔ اس نے اپنی مٹھی اس کے آگے کی پھر اسے کھولا۔ اس کی ہتھیلی پر ایک مائیکرو فلم رکھی ہوئی تھی۔ شیوانی نے جھپٹنے کے انداز میں اس سے وہ فلم لی۔ خوش ہو کر پورس سے بولی "یہ وہی ہے نا؟ کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے؟"

جاسوس نے کہا "شیوانی! میں اس کے اندر ہوں۔ یہ وہی فلم ہے۔ میں اسے رخصت کررہا ہوں۔"

وہ جاسوس وہاں سے جانے لگا۔ شیوانی اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ پورس نے کہا "میں تمہارے پاس ہوں۔ ادھر پرائے مرد کو دیکھتے ہوئے شرم نہیں آتی؟"

وہ خوشی کے مارے اس سے لپٹ کر بولی "او مائی ڈیر آندرے! آخر یہ نقشہ مل گیا۔"

"اتنی زور سے نہ لپٹا کرو۔ میں چھلکنے لگتا ہوں۔ مجھے واش روم جانا ہوگا۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر باتھ روم کی طرف جانے لگا۔ اس کے سامنے ایک شخص اسی سمت جارہا تھا۔ اس نے اپنے سر سے اور کانوں سے ایک مفلر لپیٹا ہوا تھا۔ سردی کچھ زیادہ نہیں تھی۔ یوں مفلر لپیٹنے کی وجہ صرف یہ ہو سکتی تھی کہ وہ بیمار ہوگا۔

ویسے وہ صحت مند تھا۔ ذرا جھک کر چل رہا تھا مگر بیمار نہیں لگ رہا تھا۔ پورس اس کے پیچھے واش روم میں آیا پھر خیال خوانی کے ذریعے بولا "شیوانی! یہاں ایک صحت مند شخص نے اپنے کانوں سے مفلر لپیٹ رکھا ہے۔ شاید اپنے کان چھپا رہا ہے۔ بوجھو تو کانوں کو کیوں چھپا رہا ہے؟"

وہ بولی "او گاڈ! تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ نارنگ ہے۔ اپنے ایک کان سے منسلک آلہ سماعت کے باعث پہچانا جاسکتا ہے۔ اس لیے مفلر سے کان چھپا رہا ہے۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ واش روم کی طرف جاتے ہوئے بولی "لیکن تم نے تو کہا تھا کہ نارنگ اسرائیل میں بھیا کو ٹریپ کرنے گیا ہے۔"

"میں نے یقین سے نہیں اندازے سے کہا تھا۔ ویسے یہ نارنگ نہ ہو۔ تب بھی میری چھٹی حس مجھے اس کی طرف متوجہ کررہی ہے۔"

"اس سے باتیں کرو پھر اس کے دماغ میں پہنچ جاؤ۔"

"وہ سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکتا ہے پھر ہوشیار ہوجائے گا۔ اپنے بچاؤ کی تدبیر کرے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں واش روم کے دروازے پر آچکی ہوں۔ اس کے باہر آتے ہی اپنی آنکھوں کی حرارت سے اسے سچ اگلنے پر مجبور کروں گی۔"

پورس نے نارنگ کو ہپناٹائز کیا تھا۔ اسے اپنا تابع بنایا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ وہ یروشلم گیا ہوا ہے۔ واش روم میں آنے والے نے ایک ٹائلٹ میں جا کر دروازے کو اندر سے بند کرلیا تھا۔ پورس ایک جگہ کھڑا ہو کر اس کا انتظار کرنے لگا۔ اس میں کوئی بات ایسی تھی' جس نے پورس کو اس کی طرف متوجہ کیا تھا اور اسے شبہ میں مبتلا کیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹائلٹ سے باہر آیا تو اس کا چہرہ کافی حد تک بدل چکا تھا۔ سر کے سفید بال' سیاہ ہو گئے تھے' اس نے ٹائلٹ کے اندر سفید بالوں والی وگ اتار دی تھی۔ مونچھیں اور داڑھی بھی غائب ہو گئی تھی۔ پہلے وہ جھک کر چل رہا تھا۔ اب تن کر چلتا ہوا آئینے کے سامنے جا کر اپنے بدلے ہوئے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہاں کتنے ہی مسافر آرہے تھے۔ جارہے تھے۔ اسے پورس پر شبہ نہیں ہوا کہ وہ اسے تاڑ رہا ہے۔

پورس خیال خوانی کے ذریعے شیوانی کو اس کا موجودہ حلیہ بتا رہا تھا اور کہہ رہا تھا "اب وہ مفلر اس کے پاس نہیں ہے۔ وہ مفلر اور ریڈی میڈ میک اپ کو ٹائلٹ میں پھینک آیا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ اس کے کان سے وہ غیر معمولی آلہ سماعت منسلک نہیں ہے۔ یعنی یہ نارنگ نہیں ہے۔"

وہ بولی "کوئی بھی ہو۔ اس کی اصلیت معلوم کرنی چاہیے۔ ہو سکتا ہے' ہمارے کام کا آدمی نکل آئے۔"

اس نے کہا "حضرت موسیٰ آگ لینے گئے تھے' پیغمبری مل گئی۔ ہم مشین کا نقشہ لینے آئے تھے۔ پتا نہیں یہ کون ملنے والا ہے۔ تیار رہو۔ یہ واش روم سے باہر نکل رہا ہے۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ میں ٹھیک اس کے پیچھے ہوں۔"

وہ دونوں آگے پیچھے واش روم سے باہر آئے۔ سامنے شیوانی کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے کہا "اے مسٹر! جسٹ اے منٹ۔"

اس نے شیوانی کو دیکھا۔ دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ شیوانی کی نظروں میں غیر معمولی حرارت تھی۔ وہ حرارت اس کی پیشانی تک پہنچ رہی تھی لیکن اس اجنبی کو متاثر نہیں کررہی تھیں۔ اس نے پوچھا "یس مس؟ آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہیں؟"

وہ مسکرا کر بولی "یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم اناڑی ہو۔ تمہارے اس ماسک میک اَپ میں خرابی ہے۔"

اس نے پریشان ہو کر شیوانی کو دیکھا۔ پیچھے کھڑے ہوئے پورس نے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ پورس نے اس کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا "بڑے باکمال ہو۔ سانس روک کر اپنے دماغ سے بھگا دیتے ہو۔ ماسک میک اپ کے اوپر اور ایک ریڈی میڈ میک اپ کرتے ہو۔ ضرورت کے مطابق چہرے بدلتے رہتے ہو۔ بہتر ہوگا کہ ہم ایک دوسرے سے متعارف ہو جائیں۔ پہلے اپنا تعارف پیش کرو۔"

وہ اپنا ایک ہاتھ لباس کے اندر لے جانا چاہتا تھا۔ پورس نے کہا "میرا ایک ہاتھ کوٹ کی جیب میں ہے اور پستول کا رخ تمہاری طرف ہے۔ چالاکی دکھانے سے پہلے ہی تمہیں زخمی کرکے تمہاری کھوپڑی میں گھس جاؤں گا۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "کون ہو تم لوگ؟ اتنا تو سمجھ گیا ہوں کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔"

"بس اتنا ہی ٹھیک سمجھے ہو۔ اب ہمیں بھی کچھ [illegible] دو۔"

وہ بولا "ہماری آپس میں دشمنی نہیں ہے۔ میں تم [illegible] کو نقصان نہیں پہنچا رہا ہوں۔ مجھے جانے دو۔"

"ہمارے پاس رینٹڈ کار ہے۔ جہاں جانا چاہو گے پہنچا دیں گے۔ ورنہ انٹیلی جنس والوں کو بلائیں گے۔ اپنے حالات پر غور کرو۔ وہ تمہارے چہرے سے ماسک اتار لیں گے۔ تم خیال خوانی کے ذریعے انہیں گمراہ نہیں کرسکو گے میں تم پر مسلط رہوں گا۔"

اس نے پیچھے سے دھکا دیتے ہوئے اسے آگے بڑھایا۔ وہ ان دونوں کے آگے آگے چلتا ہوا عمارت کے باہر پارکنگ ایریا میں آیا۔ شیوانی کار کا دروازہ کھول کر اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ پورس اجنبی کے ساتھ پچھلی سیٹ پر آگیا۔ وہ کار پارکنگ ایریا سے نکل کر ایک شاہراہ پر دوڑنے لگی۔ پورس نے اس کی جیب سے ریوالور نکال کر اس سے کہا۔

"میری جیب میں پستول نہیں ہے۔ اب تمہارا یہ ریوالور ہے۔ بولو زخمی کرکے تمہارے اندر آؤں یا دماغ کا دروازہ کھولو گے؟"

اس نے سہم کر ریوالور کو دیکھا پھر کہا "میں زخمی ہونا نہیں چاہتا۔ پلیز مجھ سے دوستی کرو۔ مجھے جانے دو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا۔ تم دونوں کے کام آتا رہوں گا۔"

پورس نے اس کا گلا دبوچا تھا۔ اس کا منہ کھل گیا۔ اس نے ریوالور کی نال کو اس کے منہ میں ٹھونس کر کہا "میں تمہارے اندر آرہا ہوں۔ سانس روکو گے تو گولی چلا دوں

گا۔"

اس نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ اس نے سانس نہیں روکی۔ گڑگڑا کر کہا "فار گاڈ سیک۔ میرے دماغ سے چلے جاؤ۔ میرے خیالات نہ پڑھو۔ میں مرنا بھی نہیں چاہتا اور کسی کا غلام بن کر جینا بھی نہیں چاہتا۔۔۔"

پورس نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا اور اسے دبوچ لیا۔ تاکہ زور سے چیخ نہ مارے۔ وہ چند سیکنڈ کی خیال خوانی سے معلوم کرچکا تھا کہ وہ کون ہے؟

اس نے دوسری بار زلزلہ پیدا کیا تو وہ تکلیف برداشت نہ کرسکا۔ بے ہوش ہوگیا۔

ہائے تھری جے کی بد نصیبی! وہ جے سامو تھا۔

○☆○

تمام بڑے ممالک کی خفیہ میٹنگ ہوئی تھی۔ اس میٹنگ میں یہ طے پایا تھا کہ ان سب کو چین کے مقابلے میں متحد ہوکر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنانی چاہیے۔ ان کی معلومات کے مطابق امریکا کے پاس ٹرانسفارمر مشین تھی لیکن امریکی اکابرین نے انہیں یقین دلایا کہ انجانے دشمنوں نے وہ مشین تباہ کردی ہے۔

پھر یہ کہا گیا کہ امریکا کے پاس مشین کا نقشہ ہے۔ وہ تمام ممالک متحد ہوکر ایک نئی مشین تیار کرسکتے ہیں لیکن امریکی اکابرین وہ نقشہ دوسرے ممالک کے سامنے لانا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے کہا "وہ تنہا رازداری سے نئی مشین تیار کررہے ہیں۔ چین کے مقابلے میں ایک زبردست امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کریں گے۔"

دوسرے بڑے ممالک مایوس ہوگئے تھے۔ ایسے وقت الپا نے اپنے اکابرین سے کہا "وہ مشین کے سلسلے میں مایوس نہ ہو۔ وہ جلد ہی انہیں خوش خبری سنانے والی ہے۔"

پھر شیوانی نے اسکاٹ لینڈ یارڈ والوں کو خوش خبری سنائی کہ وہ مشین کا نقشہ لے کر آرہی ہے۔ چین اور امریکا کے مقابلے میں برطانیہ کے پاس بھی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ناقابلِ تسخیر فوج ہوگی۔

اس طرح امریکا، اسرائیل اور برطانیہ تین ممالک میں وہ مشین تیار ہونے والی تھی۔ اس کا ایک اور نقشہ تیج پال کے پاس تھا۔ تیج پال اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی یہ نہیں جانتے تھے کہ ان سے باغی ہونے والے ایک ساتھی بیزون نے بھی نقشے کی ایک نقل اپنے پاس رکھی ہے۔

بیزون بڑی خاموشی سے ٹیلی پیتھی جاننے والے بڈی رابرٹ کے دماغ میں جایا کرتا تھا اور تیج پال کے تمام منصوبے معلوم کرتا رہتا تھا۔ اس کی اس چالبازی سے تیج پال وغیرہ بے خبر تھے۔ انہوں نے پہلے یہ سوچا تھا کہ دنیا کے کسی ویران علاقے میں بڑی رازداری سے مشین تیار کریں گے۔ مشین کے ماہرین کو ہپناٹائز کیا جائے گا۔ انہیں ان کے گھروں سے، ان کے ملکوں سے دور خفیہ اڈے میں اس وقت تک سحرزدہ رکھا جائے گا، جب تک کہ وہ مشین تیار نہیں ہوگی۔

بعد میں یہ منصوبہ کمزور نظر آیا۔ فولادی مشین کے لیے فولاد اور پرزے کسی ویران علاقے میں پہنچانے کے لیے کم از کم ایک ہیلی کاپٹر ضروری تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر جس ملک سے بھی فولادی سامان اٹھا کر ویران علاقے کی طرف جاتا، سیٹلائٹ کے ذریعے اس کا سراغ لگالیا جاتا۔ آج کے دور میں کسی بڑے پروجیکٹ کے سلسلے میں رازداری ممکن نہیں ہے۔

راز کھلنے سے تیج پال اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ساتھی بے نقاب ہوجاتے۔ پتا نہیں سیٹلائٹ کے ذریعے سراغ رسانی کے نتائج کیا ہوسکتے تھے؟ ان روپوش رہنے والوں کے نئے پتے ٹھکانے بھی معلوم ہوسکتے تھے اور وہ لوگ اتنا بڑا خطرہ مول لینا نہیں چاہتے تھے۔

ٹرانسفارمر مشین جیسی غیر معمولی اور خطرناک چیز کسی ملک کی حکومت اور فوج کی نگرانی میں ہی تیار کی جاسکتی تھی۔

تیج پال نے کہا "تم سب ٹیلی پیتھی۔۔۔۔۔۔ جاننے والے روپوش رہ کر کسی ملک کے حکام اور فوجی افسران کو ہپناٹائز کرسکتے ہو۔ انہیں اپنا آلہ کار بنا کر وہ مشین ان کے ملک میں تیار کرسکتے ہو اور اپنے تابع فوجی افسران کے ذریعے اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والی ذاتی فوج تیار کرسکتے ہو۔"

تیج پال کے اس مشورے سے اس کے تمام ساتھی متفق ہوگئے۔ اس نے کہا "روس ماضی میں امریکا کا سب سے بڑا حریف رہا ہے۔ اب وہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہورہا ہے۔ اس کے باوجود دوبارہ سپرپاور بننے کی جدوجہد میں مصروف ہے۔ اگر ہم روس میں یہ مشین تیار کریں گے تو وہاں کے اکابرین ہمیشہ احسان مند رہیں گے۔"

ٹیلی پیتھی جاننے والے مائیک مورو نے کہا "وہ احسان مند کیا رہیں گے؟ ہم انہیں تنویمی عمل کے ذریعے ہمیشہ ہمارے احسان مند بنا کر رکھیں گے۔"

تمام ساتھی ہنسنے لگے۔ جوزف وسکی نے کہا "ہماری دنیا میں کوئی بھروسے کے قابل نہیں ہے۔ روس ہو یا امریکا، چین ہو یا فرانس، ہم کسی پر بھروسا نہیں کریں گے۔ جہاں مشین تیار کریں گے، وہاں کے حکام اور فوجی افسران کو پہلے ہپناٹائز کریں گے پھر ہمیشہ تابع۔۔۔۔ بنا کر رکھیں گے۔ اس طرح وہ ہمیں کبھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔"

تیج پال نے کہا "تم سب ٹی وی پروگرامز دیکھتے رہو۔ روسی حکام اور ان کے آرمی افسران کو خبروں اور سیاسی تبصروں کے پروگراموں میں دیکھ کر ان کی آوازیں سن کر ان کے دماغوں میں جگہ بناتے رہو۔ میرا خیال ہے۔ ہفتے دو ہفتے میں تم تینوں تمام اہم روسی اکابرین کو اپنا تابع کرلوگے۔"

تیج پال یوگا کا ماہر تھا۔ اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو نہیں آنے دیتا تھا۔ صرف اس کے تین ساتھی مائیک مورو، جوزف وسکی اور بڈی رابرٹ اس کے دماغ میں آیا کرتے تھے۔ اس سے اگلے پچھلے منصوبوں کے سلسلے میں باتیں کرتے تھے۔ اس سے مشورے کرتے تھے پھر اس کے مشوروں پر عمل کرتے تھے۔ ایسے وقت بیزون خاموشی سے ان کے درمیان موجود رہتا تھا۔ تیج پال اپنے ساتھیوں کی موجودگی کے باعث بیزون کی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر محسوس نہیں کرپاتا تھا۔ اس طرح ان سب کی لاعلمی میں بیزون ان کے چھوٹے بڑے منصوبوں سے باخبر رہتا تھا۔

بیزون کی بیوی مونو ریٹا کا ذکر ماضی میں ہوچکا ہے۔ وہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو بہت چاہتے تھے اور ہمیشہ ساتھ رہتے تھے۔ جب تیج پال سے دوستی تھی۔ تب اس کے تینوں ساتھی مونو ریٹا کے دماغ میں آکر خوب باتیں کیا کرتے تھے۔ اس کی بہت عزت کیا کرتے تھے بعد میں بیزون نے مونو ریٹا کے دماغ کو لاک کردیا کیونکہ اب وہی دوست دشمن بن کر اس کی بیوی کے ذریعے اس کی دن رات کی مصروفیات سے آگاہ ہوتے رہتے پھر انہیں یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ وہ اب بھی تیج پال کے دماغ میں خاموشی سے جاتا آتا رہتا ہے۔

مونو ریٹا نے کہا "بیزون! ہماری ان سے کتنی گہری دوستی تھی۔ ہم رشتے داروں کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ اب دشمنوں کی طرح ان کے پیچھے پڑگئے ہو۔"

"کیا میں ان سے دشمنی کررہا ہوں؟ تم مجھے الزام دے رہی ہو؟ کیا یہ نہیں جانتی ہو کہ پہلے انہوں نے دشمنی کی ابتدا کی تھی۔ مجھے اپنی ٹیم سے چپ چاپ الگ کردیا۔ یہ ظاہر کرتے رہے کہ مجھے قابل اعتماد دوست سمجھتے ہیں مگر نہیں سمجھتے تھے۔ اپنے اہم راز مجھ سے چھپانے لگے تھے۔"

"ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچو اور سمجھو، وہ درست تھے۔ مادام سونیا نے تمہیں ٹریپ کیا تھا۔ وہ تمہارے دماغ میں جگہ بنا چکی تھیں۔ ایسے میں تم پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا تھا؟ تمہیں راز کی جو بھی بات بتائی جاتی، وہ میڈم کو معلوم ہوجاتی۔ تم لاعلمی میں میڈم کی معلومات کا ذریعہ بن رہے ہو۔"

"میں نہیں مانتا۔ سونیا اب میرے دماغ میں نہیں آتی ہے۔ میں نے اپنے اندر کبھی اسے محسوس نہیں کیا ہے۔ میں اس کے شکنجے میں ہوتا تو وہ مجھ سے غلاموں کی طرح کام لیتی رہتی۔"

"میڈم اور فرہاد کے سیکڑوں، ہزاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت ہیں۔ انہیں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے تمہیں صرف معلومات کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ میڈم تمہارے پاس آتی ہوں گی۔ خاموشی سے معلومات حاصل کرکے چلی جاتی ہوں گی۔ کیا تم یقین سے کہہ سکتے ہو کہ وہ ایسا نہیں کرتی ہوں گی؟"

"کیا تم یقین سے کہہ سکتی ہو کہ وہ ایسا کرتی ہیں؟"

"ہاں یقین سے کہتی ہو۔ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی دوسرے کو اپنا معمول بنا کر یونہی آزاد نہیں چھوڑ دیتا۔ میڈم نے تمہیں کیوں چھوڑ دیا۔ کیا تم فرہاد کی فیملی میں بہت چہیتے بن گئے تھے؟ کیا میڈم جیسی مصروف عورت نے تمہیں معمول بنا کر آزاد چھوڑنے میں اپنا وقت ضائع کیا ہوگا؟"

"تم ہمیشہ تیج پال اور ان تینوں کی حمایت میں کیوں بولتی رہتی ہو؟ کیا وہ تمہارے سگے ہیں؟"

"کیا میڈم تمہاری سگی ہیں؟ تم بھول گئے کہ تیج پال، مائیک مورو، جوزف وسکی اور بڈی رابرٹ سگے رشتے داروں سے بڑھ کر تھے۔ اب بھی ان کی محبت کا ثبوت یہ ہے کہ وہ تمہیں تنہا دیکھ کر تم سے دشمنی نہیں کررہے ہیں۔ وہ چاہتے تو میرے ذریعے تمہیں اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے اپنا معمول اور محکوم بنا سکتے تھے مگر وہ ایسا نہیں کررہے ہیں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "وہ تمہارے ذریعے مجھے کیسے ٹریپ کریں گے۔ میں تمہارے دماغ کو لاک کرچکا ہوں۔"

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ جب تم میرے دماغ کو لاک کررہے تھے تو وہ میرے بھائی جیسے مائیک مورو اور جوزف وسکی میرے اندر موجود تھے۔ وہ میرے دماغ پر قبضہ جما کر تمہیں نقصان پہنچا سکتے تھے۔ میرے ذریعے ان لوگوں کے اندر پہنچ سکتے تھے، جن سے تم کلبوں میں ملتے رہتے ہو۔ وہ ان لوگوں کو آلہ کار بنا کر تمہیں دماغی کمزوری میں مبتلا کرسکتے تھے۔ تمہیں ٹیلی پیتھی سے محروم کرسکتے تھے۔"

"یہ کیا بکواس کررہی ہو؟ کیا تمہارا دماغ لاکڈ نہیں ہے؟ وہ تمہارے اندر آتے ہیں؟"

وہ دونوں میاں بیوی ناشتا کررہے تھے۔ مونو ریٹا نے دو پیالیوں میں چائے بنا کر ایک پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "ہم پچھلے آٹھ برسوں سے ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں۔ کیا تمہیں میری وفاداری پر شبہ ہے؟ کیا میں تمہیں کبھی نقصان پہنچانے والا کام کرسکتی ہوں؟"

"میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ تم بے وفا ہو مگر تم نے اب تک یہ بات کیوں چھپائی کہ مائیک مورو اور جوزف وسکی نے میرے تنویمی عمل کو ناکام بنایا ہے اور وہ تمہارے دماغ میں آتے ہیں؟"

"انہوں نے مجھے کہا تھا کہ تم ان سے لاکھ دشمنی کرو۔ وہ تمہیں کبھی کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ وہ چاہتے

ہیں کہ میں تمہیں سمجھاتی رہوں اور یقین دلاتی رہوں کہ ہم سب پہلے بھی دوست تھے۔ اب بھی ہیں اور ہمیشہ رہیں گے لیکن میں تمہیں سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی ہوں۔"

وہ چائے کا ایک گھونٹ پی کر بولا "مجھے نہ سمجھاؤ تو بہتر ہے۔ تم نہیں جانتی ہو۔ میں تنہا ہوں مگر تیج پال اور ان تینوں پر بھاری پڑ رہا ہوں۔ انہوں نے روس میں ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کا بہت بڑا منصوبہ بنایا ہے اور اس خوش فہمی میں ہیں کہ میں ان کے منصوبے سے بے خبر ہوں۔"

"تیج پال جیسا ذہین شخص کبھی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوتا۔ وہ سب جانتے ہیں کہ تم ان کی اہم میٹنگ کے وقت تیج پال کے اندر چھپے ہوئے تھے۔ اب وہ مجھ سے تشویش ظاہر کررہے ہیں۔ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اس اہم منصوبے کا علم میڈم سونیا کو یا کسی کو بھی نہیں ہونا چاہیے اور تم یہ نہیں مان رہے ہو کہ میڈم تمہارے اندر چوری چھپے آئی ہوں گی۔"

بیزون میز پر جھکتے ہوئے بولا "پتا نہیں کیوں میرا دل گھبرا رہا

مونو ریٹا نے اس کی پیالی کو اٹھا کر دیکھا پھر اسے دور رکھتے ہوئے کہا "تم نے آدھی پیالی پی ہے اور نہ پیو۔ یہ آدھی پیالی میڈم سونیا کو اور کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو تمہارے اندر آنے سے روک دے گی۔"

اس نے چونک کر اپنی وفادار بیوی کو دیکھا۔ وہ بولی "مجھے بے وفا نہ سمجھنا۔ تم اپنے دشمنوں سے بے خبر ہو اور دوستوں کو دشمن سمجھنے کی حماقت کررہے ہو۔ تمہیں سچے دوستوں کی طرف لانے کا یہی ایک راستہ تھا۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بیڈ روم کی طرف جانے لگا۔ کمزوری کے باعث ڈگمگانے لگا۔ مونو ریٹا نے اسے سہارا دینا چاہا۔ وہ اسے دھکا دے کر کمرے میں آگیا۔ بیڈ پر گر کر گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ ایسے وقت پتا چلا کہ وہ دماغی طور سے کتنا کمزور ہوگیا ہے۔ اسے اپنے اندر مائیک مورو کی آواز سنائی دی۔

"سوری بیزون! ہم بہت مجبور ہو کر ایسا کررہے ہیں۔ تمہارا برین واش ہوگا۔ تمہارے دماغ میں نیا لب ولہجہ نقش ہوگا تو پھر میڈم سونیا یا کوئی اور تمہارے اندر نہیں آسکے گا۔ اس کے بعد ہم تمام دوست پہلے کی طرح تم پر اعتماد کرنے لگیں گے۔"

وہ سنتے سنتے کمزوری کی شدت سے سوگیا۔ اس پر نیم بے ہوشی طاری ہوگئی۔

○☆○

وہ رحمان ہے' جسے چاہتا ہے' عزت دیتا ہے۔ وہ قہار ہے' جسے چاہتا ہے' ذلت دیتا ہے!

چوبیس برس پہلے میں نے اپنی اس داستان کا آغاز کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے عزت دے رہا ہے یہ داستان اب تک جاری ہے اور میرے معبود نے چاہا تو یہ میری آخری سانس تک جاری رہے گی۔

میں اپنی داستان کی ابتدا میں کئی برسوں تک اپنے اور سونیا کے سنسنی خیز واقعات بیان کرتا رہا پھر میرے بیٹے جوان ہوگئے۔ وہ جوان جن مشکلات اور آزمائشوں سے گزرتے رہے' ان کا ذکر بھی لازمی تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ قارئین کرام نے پارس' پورس' علی تیمور' فہمی اور ثانی وغیرہ کو بڑی لگن سے اور بڑی محبتوں سے پڑھا ہے۔ میرے بچوں نے اس داستان کو چوبیس برس کی طوالت دی۔ اب یہ پچیسواں سال رواں دواں ہیں۔

یہ کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ابتدائے تہذیب سے انسان نے جب سے قلم سنبھالا ہے۔ تب سے اب تک اتنی طویل داستان نہیں لکھی گئی۔ میری پوری داستان اسلام دشمن ممالک کی منفی سیاست کے خلاف ہے۔ میں تمام مسلم ممالک کے ضمیر کو جھنجوڑنے اور متحد ہو کر رہنے کی باتیں کرتا ہوں۔

بہرحال اس پچیسویں سال کی ابتدا میں ایک خوشگوار تبدیلی کررہا ہوں۔ اب میں اپنی داستان کے پس منظر میں نہیں رہوں گا۔ پیش منظر میں رہوں گا۔ میں اپنی اولاد کو میدانِ عمل میں کندن بنانے کے لیے دور ہی دور سے گائیڈ کرتا رہا تھا۔ ایک طرح سے میں منجمد ہو کر رہ گیا تھا۔ آئندہ میری کوشش ہوگی کہ میں خود میدانِ عمل میں موجود رہوں

اور اپنے حالات سے خود نمٹتا رہوں۔

○☆○

میں ایک بہت بڑے مشن پر چین آیا تھا۔ میرے ساتھ جناب عبداللہ واسطی تھے اور احمد زبیری تھے۔ بعد میں علی تیمور' لیلی اور دلیر آفریدی آگئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اپنے مشن میں کامیاب ہوگئے۔ ہم نے اپنے وعدے کے مطابق چین کو ایک ٹرانسفارمر مشین تیار کرکے دے دی۔

انہوں نے اس کے عوض ہمیں بابا صاحب کا ادارہ وہاں قائم کرنے کے لیے کئی کلو میٹر زمین الاٹ کی تھی۔

جناب عبداللہ واسطی دن رات مصروف رہ کر وہاں مسجد' یونیورسٹی' سائنس اور ٹیکنالوجی' یوگا اور جمنازیم اور سراغ رسانی کے شعبوں کے لیے عمارتیں تعمیر کرا رہے تھے۔ وہاں کے حکام سے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ وہ ادارے کے اندرونی

معاملات میں کبھی مداخلت نہیں کریں گے۔ بابا صاحب کے ادارے کے اعلیٰ عہدے داران کی اجازت کے بغیر کوئی اس ادارے کے احاطے کے اندر قدم نہیں رکھے گا۔ چین کی پولیس اور انٹیلی جنس والے اور آرمی افسران باہر سے اس ادارے کی نگرانی کرسکتے ہیں لیکن اجازت کے بغیر اندر نہیں آسکیں گے۔ وہ اس ادارے کے تقدس کے منافی کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔

ایک طویل عرصے سے ایسی پابندی فرانسیسی حکومت پر بھی تھی۔ حکومت فرانس نے کئی بار جناب فرید واسطی کے ادارے کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی کوششیں کی تھیں لیکن اس ادارے کے روحانیت کے حامل بزرگوں نے اور ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان کی کوششوں کو ناکام بنا دیا تھا۔

جناب عبداللہ واسطی نے فرانس کے بابا صاحب کے ادارے کی پوری ہسٹری کتاب کی صورت میں چینی حکام کو پیش کی تھی تاکہ وہ اس کا مطالعہ کریں اور اس ملک میں قائم ہونے والے ادارے کے اندرونی معاملات میں کبھی مداخلت نہ کریں۔

دیکھا جائے تو ہم بابا صاحب کے ادارے کے نام سے چین میں ایک چھوٹی سی اسلامی ریاست قائم کررہے تھے۔ فرانس اور یورپ کے دوسرے ملکوں کو یہ قلق تھا کہ ان ممالک کے درمیان ایک اسلامی پہاڑ ابھرا ہوا ہے' جسے نہ کاٹا جاسکتا ہے' نہ بم کے دھماکوں سے تباہ کیا جاسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے' کبھی چینی حکام بھی ایسی قلق سے گزریں۔ اس سے پہلے ہی ہم نے ان سے مستحکم تحریری معاہدہ کرلیا تھا۔

موجودہ دور کے مطابق چینی حکام کی نظروں میں ٹرانسفارمر مشین بہت ضروری تھی۔ وہ مشین تیار ہوچکی تھی اور اب وہ اپنی آرمی کے جوانوں اور سراغ رساں کو ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے لیس کررہے تھے۔ اسی مشین کے ذریعے ہم نے لیلی' دلیر آفریدی اور احمد زبیری کی محبوبہ ماریہ کو ٹیلی پیتھی کا علم دیا تھا۔ وہ خیال خوانی کے قابل ہوگئے تھے اور بہت خوش تھے۔

جناب عبداللہ واسطی نے کہا "یہاں بابا صاحب کا ادارہ قائم ہورہا ہے۔ لیلی' ماریہ' دلیر آفریدی اور احمد زبیری کو اس ادارے کی خدمت کے لیے یہاں کی رہائش گاہوں میں مستقل قیام کرنا چاہیے۔ فرہاد اور علی تیمور جاسکتے ہیں یا رہ سکتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی مرضی پر ہے۔"

ہم اس خفیہ اڈے میں نہیں جاتے تھے' جہاں مشین تیار کی گئی تھی۔ ہمارا وہاں کوئی کام نہیں رہا تھا۔ علی دوسرے ہی دن اپنی شریک حیات فہمی سے ملنے کے لیے وہاں سے روانہ ہوگیا۔ مجھے ایک آرمی افسر نے بڑی محبت سے روک لیا۔ وہ اور اس کی بیوی بچے میرے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتے تھے۔ اس آرمی افسر کا نام لیوچن تھا۔ اس نے کہا "ہم فیملی کے ساتھ صبح سے شام تک پکنک منائیں گے۔ رات کو بیجنگ واپس آجائیں گے پھر عورتوں بچوں کو یہاں چھوڑ کر ہانگ کانگ جائیں گے۔"

...انگ برطانیہ کے تسلط سے آزاد ہوچکا تھا اور وہ چین کا [illegible] حصہ تھا۔ لیوچن نے کہا "مجھے کبھی ہانگ کانگ جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وہ شہر بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ اسے زندگی میں ایک بار ضرور دیکھنا چاہیے۔"

میجر لیوچن کی ایک بیوی' ایک جوان بیٹی اور دو بیٹے تھے۔ آرمی کے کئی جوانوں اور افسروں کی طرح لیوچن کو بھی ٹرانسفارمر مشین سے گزارہ گیا تھا۔ اس نے پہلی بار خیال خوانی کرکے خوش ہو کر کہا تھا "مسٹر فرہاد! یہ علم تو ایک زبردست جادو ہے۔ میں نے سب سے پہلے ایک [illegible] افسر کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو وہاں پہنچ کر حیران رہ گیا۔ یقین [illegible] آیا کہ میں اس کے اچھے برے تمام خیالات پڑھ رہا ہوں۔"

میں نے اسے مبارک باد دیتے ہوئے کہا تھا "جتنے لوگوں کے خیالات پڑھتے رہو گے' اتنی ہی حیرانی کم ہوتی جائے گی۔ یہ بنیادی بات معلوم ہوجائے گا کہ انسان جیسا خود کو ظاہر کرتا ہے' ویسا اندر سے نیک اور دیانت دار نہیں ہوتا۔ اپنے اندر بہت سا جھوٹ اور فریب چھپا کر رکھتا ہے۔"

"بے شک۔ یہ علم خدا کا بہترین عطیہ ہے۔ اب کوئی مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکے گا۔ کوئی مجھے فریب نہیں دے سکے گا۔ میں اس کے دماغ میں گھس کر اسے پکڑلوں گا۔"

میں نے مسکرا کر کہا "میں تیس برسوں سے خیال خوانی کررہا ہوں۔ اس کے باوجود دھوکا کھا جاتا ہوں۔ جھوٹے جھوٹ بول کر نکل جاتے ہیں۔ مجھے بعد میں پتا چلتا ہے۔"

"آپ ان کے دماغوں میں جاکر جھوٹ اور فریب کو پکڑتے نہیں ہوں گے۔"

"بعض افراد تنویمی عمل کے ذریعے اپنے چور خیالات کے خانے کو لاک کرا لیتے ہیں۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے ان کے سطحی خیالات کو پڑھتے ہیں مگر چھپے ہوئے چور خیالات کو پڑھنے میں ناکام رہتے ہیں۔"

اس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا "چور خیالات کے خانے کو کھولنے کی تدبیر نہیں کی جاسکتی؟"

"ایک ہی طریقہ ہے کہ اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے یا زخمی کرکے دماغی طور پر کمزور بنادیا جائے۔ اس طرح اس پر کیا ہوا تنویمی عمل زائل ہوجاتا ہے۔"

"مسٹر فرہاد! ہمیں آپ سے بہت کچھ سیکھنا ہوگا۔ ویسے آپ نے یہ سب کچھ کیسے سیکھا ہے؟"

"زندگی میں مشکلات پیش آتی رہیں اور میں تجربات حاصل کرتا رہا۔ جوڑ کا توڑ کرتا رہا اور توڑ کو جوڑتا رہا۔ جو طریقہ میں نے تمہیں بتایا ہے' یہ تو ٹیلی پیتھی کی دنیا میں عام ہوچکا ہے۔"

میں دوسرے دن اس کی فیملی کے ساتھ بیجنگ سے پچاس کلو میٹر دور پکنک کے لیے گیا وہ پکنک اسپاٹ بہت خوب صورت تھا۔ اس کی بیوی' جوان بیٹی اور بیٹے مجھے بہت چاہتے تھے۔ انہوں نے میرے بارے میں بہت کچھ سنا تھا اور آنکھوں سے بھی دیکھ رہے تھے۔ میں نے بابا صاحب کے ادارے سے مشین کا نقشہ یہاں تک لانے کے دوران میں کس طرح علی' للی اور دلیر آفریدی سے کام لیا تھا اور کس طرح بے شمار دشمنوں کو اس سلسلے میں دھوکا دیتا رہا تھا' یہ ساری باتیں آرمی افسران اپنے لوگوں کو سناتے رہتے تھے۔ ان کی عورتوں اور بچوں نے بھی بہت کچھ سنا تھا۔

لیوچن کی بیٹی کم لی صبح سے شام تک میرے ساتھ لگی رہی۔ مجھ سے بہت سارے سوالات کرتی رہی۔ مجھ سے اتنی متاثر تھی کہ اس نے اپنے میجر باپ اور ماں کے سامنے پوچھا "مسٹر فرہاد! مجھ سے شادی کروگے؟"

میں نے ایک قہقہہ لگایا پھر کہا "میرے بیٹے جوان ہیں اور پکے بدمعاش ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی فوراً تمہاری آفر قبول کرلے گا۔ مائی سوئٹ بے بی! اپنی عمر والوں کو ایسی آفر دینی چاہیے۔"

"تمہارے بیٹے جوان ہیں تو کیا ہوا؟ کیا جوان بیٹوں کے باپ شادیاں نہیں کرتے ہیں پھر تم تو جوان ہی لگتے ہو۔ کہیں سے بوڑھے دکھائی نہیں دیتے۔ کیا تمہیں آئینہ دکھاؤں۔"

میجر نے کہا "کم لی! بحث نہ کرو۔ مسٹر فرہاد میرے ہم عمر ہیں۔ انہیں ایک بزرگ کا احترام دو۔"

وہ بولی "ہم جس سے محبت کرتے ہیں' اس کی عزت بھی کرتے ہیں اور احترام بھی۔ میں مسٹر فرہاد سے بڑے احترام کے ساتھ محبت کررہی ہو پھر میری محبت پر کیوں اعتراض کیا جارہا ہے؟"

اس کی ماں نے کہا "مسٹر فرہاد! یہ سرپھری ہے۔ تم اسے نظر انداز کرتے رہو۔"

میں تو بزرگانہ انداز میں اسے نظر انداز کررہا تھا لیکن وہ جیسے کمبل کی طرح لپٹ گئی تھی۔ وہی کہاوت صادق آرہی تھی کہ "میں تو کمبل کو چھوڑ رہا ہوں مگر کمبل مجھے نہیں چھوڑ رہا ہے" وہ پکنک سے واپسی پر بھی گاڑی میں مجھ سے لگی بیٹھی رہی۔ کبھی کبھی دوسروں کی نظریں بچا کر ایسی حرکتیں کرتی رہی کہ سویا ہوا شیطان بھی بیدار ہوجاتا۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے کنٹرول کیا۔ اسے جذباتی چھیڑ چھاڑ سے باز رکھا پھر اس کے گھر پہنچتے ہی ان سے رخصت ہوکر اپنی رہائش گاہ میں جانا چاہا مگر رکنا پڑ گیا۔ آرمی کا ایک افسر چند مسلح جوانوں کے ساتھ وہاں آیا۔ اس نے کہا "ایک بری خبر ہے۔ ہمارے ہیڈ کوارٹر کے ریکارڈ روم سے ایک مائیکرو فلم غائب ہے۔"

میں نے حیرانی سے پوچھا "کون سی مائیکرو فلم؟"

"وہی جس میں ٹرانسفارمر مشین کا نقشہ تھا۔ ریکارڈ روم کے تمام عہدے داروں کو گرفتار کرکے ان سے پوچھا جارہا ہے۔ کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں میں گھس کر ان کے چور خیالات پڑھ رہے ہیں لیکن مائیکرو فلم چرانے والے کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔"

میں نے کہا "کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے چوری کی ہے۔ اس نے ریکارڈ روم کے کسی عہدے دار کو ہپناٹائز کیا ہوگا۔ اس نے سحر زدہ ہوکر وہاں سے فلم چرا کر اپنے عامل کو دی ہوگی۔ بعد میں اس کے دماغ سے اس چوری کو بھلا دیا گیا ہوگا۔ اب اس کے چور خیالات پڑھنے سے کبھی یہ معلوم نہیں ہوسکے گا کہ اس نے چوری کی ہے۔ ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ چوری کرانے والا عامل کون ہے؟"

آرمی افسر نے کہا "ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے آرمی افسروں اور جوانوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ ان ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کسی نے ہمارے اعتماد کو دھوکا دیا ہے اور وہ مائیکرو فلم لے گیا ہے۔"

میجر لیوچن نے کہا "ابھی ایک ہفتے پہلے ٹیلی پیتھی سکھانے کی ابتدا کی گئی تھی۔ بہت سوچ سمجھ کر ایک ایک کی ہسٹری پڑھی گئی تھی۔ پچھلے ایک ماہ سے انہیں کڑی آزمائشوں سے گزارہ گیا۔ جب ان پر مکمل اعتماد ہوگیا' تب انہیں مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائی گئی ہے۔ مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ ہمارے قابلِ اعتماد لوگوں میں سے کسی نے وہ چوری کی ہے۔"

میں نے کہا "میجر! تمہاری فوج کے افسروں اور جوانوں پر الزام آرہا ہے اور یہ تمہیں برا لگ رہا ہے مگر میری بات کو سمجھو۔ تم میں سے کسی نے چوری نہیں کی لیکن کوئی تم سے کسی کو آلہ کار تو بنا سکتا ہے؟"

اس نے تھوڑی دیر سوچا پھر قائل ہوکر کہا "ہاں۔ ایسا ہوسکتا ہے مگر... یہ... کون ہوسکتا ہے؟"

"تمہیں اسی بات پر غور کرنا ہے۔"

"مجرم بہت زبردست ہے۔ آرمی کے افسران تک اس کی پہنچ ہے اور وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

میں نے کہا "ضروری نہیں ہے کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہو۔ ایسے لوگوں کا بھی محاسبہ کرو' جو ہپناٹزم جانتے ہیں۔ مجرم نے تو صرف کسی کو ہپناٹائز کیا ہوگا۔ کسی کو آلہ کار بنایا ہوگا۔ باقی چوری کا کام اس آلہ کار نے کیا ہے۔"

موبائل فون کا بزر سنائی دیا۔ آرمی افسر نے اس کا بٹن دبا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا "ہیلو؟"

دوسری طرف سے آواز سنائی دی "سر! میں کیپٹن بول رہا ہوں۔ ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے والوں میں ہمارا ایک ماہر مکینک یانگ سو بھی تھا۔ وہ پچھلی رات اپنے گھر والوں سے یہ کہہ کر گیا تھا کہ ڈیوٹی پر جارہا ہے جبکہ مشین تیار ہونے کے بعد اسے ڈیوٹی سے فارغ کردیا گیا تھا۔ اسے دو ہفتے کی چھٹی دی گئی تھی۔ وہ گھر والوں سے جھوٹ بول کر گیا ہے اور چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد بھی واپس نہیں آیا ہے۔"

آرمی افسر نے کہا "ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے سراغ رسانوں کو یانگ سو کے دماغ میں جاکر اس کا سراغ لگانا چاہیے۔ کیا ا[illegible] رہا ہے؟"

"جی ہاں۔ پہلے ایک سراغ رساں نے کہا کہ اس کے دماغ تک پہنچنے میں نا[illegible]ام۔ وہ بار بار سانس روک کر بھگا دیتا ہے پھر دوسرے سراغ رسانوں نے بھی اس سے رابطہ کرنا چاہا مگر وہ اپنے اندر آنے نہیں دے رہا ہے۔"

میں اس چینی مکینک یانگ سو کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ خفیہ اڈے میں علی تیمور اور دوسرے ماہرین کے ساتھ کام کرتا رہا تھا۔ وہ تیس برس کا ایک محب وطن جوان تھا۔ اپنی حکومت سے غداری نہیں کرسکتا تھا۔

میں نے آرمی افسر سے کہا "یانگ سو کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ چوری نہیں کرے گا پھر یہ کہ وہ کبھی آرمی ہیڈ کوارٹر نہیں جاتا ہے۔ ہمارے دشمن نے اچھی طرح منظم ہوکر ایسی واردات کی ہے۔ یانگ سو کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ ہم میں سے کوئی اس کے اندر نہیں جاسکے گا۔"

آرمی افسر نے کہا "یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ دشمنوں کو مشین تیار کرنے والے ایک ماہر مکینک کی بھی ضرورت ہے۔ اب وہ مائیکرو فلم کے نقشے کے مطابق یانگ سو سے جبراً مشین تیار کرائیں گے۔"

میں نے کہا "وہ لوگ اس ملک میں مشین تیار کرنے کی حماقت نہیں کریں گے۔ وہ یانگ سو کو اس ملک سے باہر لے گئے ہوں گے۔ مائیکرو فلم بھی باہر جاچکی ہوگی یا اسے چھپا کر لے جانے کی کوشش کی جارہی ہوگی۔"

"ایک اندازے کے مطابق وہ مائیکرو فلم دوپہر کو چرائی گئی ہے۔ یعنی چھ گھنٹے کے اندر کسی وقت چرائی گئی ہے۔ وہ بائی ائر نہیں جائیں گے کیونکہ ائرپورٹ میں ایکسرے مشین کے ذریعے اور دوسرے الیکٹرانک آلات کے ذریعے چیکنگ ہوتی ہے۔ وہ بائی وے سے ملک کے باہر جاسکتے ہیں۔"

"جب سے ہانگ کانگ تک جانے کے لیے راستہ کھلا ہے' اسمگلروں کے لیے بڑی آسانی ہوگئی ہے۔ وہ مائیکرو فلم لے جانے کے لیے یہی آسان ترین راستہ اختیار کریں گے۔"

میجر لیوچن نے کہا "کل صبح ہم بھی ہانگ کانگ جارہے ہیں۔ مسٹر فرہاد! ہم تمام چیک پوسٹوں پر ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے آرمی جوان کی ڈیوٹی لگاتے جائیں گے۔ کیپٹن! ہانگ کانگ اور کمبوڈیا تک جانے والی قومی شاہراہوں کی تمام چیک پوسٹوں کی طرف ٹیلی پیتھی جاننے والے جوانوں کو ہیلی کاپٹرز کے ذریعے روانہ کرو۔ ہم اپنے ملک سے ایک تنکا بھی چرا کر لے جانے نہیں دیں گے۔"

اس کے حکم کی تعمیل ہونے لگی۔ میں نے کہا "میجر! میں اپنے بنگلے میں جارہا ہوں۔ کل صبح ہم یہاں سے ہانگ کانگ کے لیے روانہ ہوں گے۔ ہم نے پہلے ہی وہاں جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ شاید تقدیر میں یہی لکھا ہو کہ وہ مجرم میرے ہی ہاتھوں سے پکڑے جائیں۔"

میں نے میجر سے مصافحہ کیا پھر اس آرمی افسر کے ساتھ اس کی گاڑی میں بیٹھ کر جانے لگا۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے فوجی جوانوں کو ہیڈ کوارٹر کے ہیلی پیڈ پر پہنچنے کا حکم دے رہا تھا۔ ہم اس ہیلی پیڈ تک پہنچے تو تقریباً چالیس جوان مسلح ہوکر وہاں چار قطاروں میں کھڑے ہوئے تھے۔ انہیں قومی شاہراہوں کی مختلف چیک پوسٹوں تک پہنچانے کے لیے چھ ہیلی کاپٹر تیار کھڑے تھے۔

میں نے ان سے کہا "ہماری ایک اہم مائیکرو فلم چرائی گئی ہے۔ تم سب اپنی چیک پوسٹوں میں رہ کر وہاں سے گزرنے والی ہر گاڑی اور ہر مسافروں کو چیک کروگے۔ کوئی اعلیٰ آرمی افسر ہو یا اعلیٰ حاکم ہو۔ اس کے بھی دماغ میں پہنچ کر اس کے لباس وغیرہ کی تلاشی لو۔"

انہیں سراغ رسانی کے مختلف الیکٹرونک آلات دیے جارہے تھے۔ میں نے کہا "مائیکرو فلم کا سائز ایک انچ ہے۔ لہٰذا ٹوتھ پیسٹ' دواؤں کی ٹیوبس اور خواتین کی لپ اسٹک کو پوری توجہ سے چیک کیا جائے۔ کسی پر شبہ ہو کہ تم اس کے چور خیالات نہیں پڑھ پارہے ہو تو انجکشن کے ذریعے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرکے اس کے چور خیالات پڑھو۔ اس سلسلے میں کسی سے رعایت نہ کرو۔"

میں نے انہیں ضروری ہدایات دیں۔ وہ سب ہیلی کاپٹرز میں وہاں سے روانہ ہوگئے۔ میں بڑی دیر تک کئی آرمی افسران سے مشین کے نقشے کے سلسلے میں گفتگو کرتا رہا۔ میں نے یقین دلایا کہ مائیکرو فلم لے جانے والا یہاں سے ہانگ کانگ تک کہیں بھی ہوگا تو مجھ سے بچ کر نہیں جاسکے گا۔ وہ فلم ریکارڈ روم میں واپس آئے گی۔"

میں ان سب سے رخصت ہو کر ہیڈ کوارٹر سے آگیا۔ بنگلے میں پہنچا تو آدھی رات ہو رہی تھی۔ دروازے پر میری چھٹی حس نے کہا "خطرہ ہے۔"

اندر روشنی تھی۔ جبکہ میں نے کسی بھی کمرے کی لائٹ آن نہیں رکھی تھی۔ میں تو صبح سے گیا ہوا تھا۔ دن کو لائٹ جلا کر نہیں جاسکتا تھا۔ میں نے دبے قدموں چلتے ہوئے کھڑکی کے پاس آکر دیکھا۔ وہاں بلائنڈ شیشے لگے ہوئے تھے۔ آر پار دکھائی نہیں دیتا تھا۔ میں نے بنگلے کے پیچھے آکر دیکھا۔ کچن میں بھی روشنی تھی۔ چور ڈاکو دشمن اتنے دلیر نہیں ہوتے کہ گھر میں گھس کر پورے گھر کو روشن رکھیں۔ میں نے کچن کے دروازے کو کھولنا چاہا تو وہ کھل گیا۔ میں نے اندر آکر دیکھا۔ کوئی نہیں تھا۔ کچن سے گزر کر ایک کوریڈور میں آیا تو ہلکی ہلکی سریلی سی گنگناہٹ سنائی دی۔ میں کسی حد تک سمجھ گیا۔ اس کے دماغ میں پہنچا تو اندازہ درست نکلا۔ وہ کم لی تھی۔

میں نے بیڈ روم کے دروازے پر آکر پوچھا "یہ کیا حرکت ہے؟ تم نے یہ دروازے کیسے کھولے؟"

وہ مسکرا کر بولی "آرمی آفیسر کی بیٹی ہوں۔ میں نے سراغ رسانی کی ٹریننگ حاصل کی ہے۔ مشکل سے مشکل تالے اور دلوں کے بند دروازے کھول لیتی ہوں۔ مائی ڈیئر! دل کا دروازہ کھول دو۔"

وہ دونوں بانہیں پھیلا کر میری طرف آنے لگی۔ میں نے فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ وہ پریشان ہو کر میری طرف قدم اٹھانے کی کوشش کرنے لگی پھر بولی "اچھا تو تم میرے دماغ میں ہو۔ یہ کیا حرکت ہے؟ کیا پیار کے لمحات کو اس طرح فریز کیا جاتا ہے؟"

"تم نے پیار کے لمحات کہاں کہاں گزارے ہیں اور کس طرح پارسا بن کر رہتی ہو۔ یہ میں پکنک کے دوران میں ہی تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم کرچکا ہوں۔"

"ظاہر ہے، تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ میرے بارے میں جس قدر جان لو، کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ تم میرے حواس پر چھا گئے ہو۔ میری طلب کو، میری شدت کو سمجھو اور بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لو۔"

"تم نے میری ہسٹری پڑھی ہے۔ میرے مزاج کو اور میرے معیار کو نہیں سمجھا ہے۔ میں جھوٹے برتن میں نہیں کھاتا۔ تمہاری جوانی، تمہارا حسن میرے لیے کھوٹا سکہ ہے۔"

"تم میری انسلٹ کر رہے ہو۔ میرے دماغ سے نکلو۔ مجھے آزاد چھوڑ دو پھر دیکھو تمہیں کیسے دیوانہ بناؤں گی۔"

"مجھے تم پر ترس آرہا ہے۔ میں ابھی تمہارے باپ کو تمہاری ان حرکتوں کے بارے میں بتا سکتا ہوں مگر وہ تمہاری بے راہ روی کو خوب سمجھتا ہے۔ یہ سن کر پریشان ہو جائے گا کہ تم یہاں آئی ہو۔"

میں نے اسے ایک جگہ روک رکھا تھا پھر اس کے دماغ کو ڈھیل دیتے ہوئے بولا "یہاں سے سیدھی گھر جاؤ۔"

وہ ٹیلی پیتھی کی گرفت سے نکلتے ہی پھر دوڑتے ہوئے آکر مجھ سے لپٹ گئی۔ میں نے اس کے دماغ کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ جیسے کسی نے اسے دھکا دیا ہو، وہ مجھ سے الگ ہو کر پیچھے چلی گئی۔ وہ بولی "تم مجھے دھکا دے رہے ہو؟"

میں نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا "دیکھ لو۔ میں نے تمہیں ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ کیونکہ تم اس قابل نہیں ہو۔"

اس نے بے بسی سے کہا "مجھے دھتکار دو۔ بھگا دو مگر ایک بار سینے سے لگا کر خوب پیار دو۔"

"کم لی! میں تمہارے ساتھ وقت ضائع نہیں کروں گا۔ مجھے سونا ہے اور صبح تمہارے باپ کے ساتھ جانا ہے۔"

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ دوڑتی ہوئی، میرے قریب سے گزر کر بیڈ روم کے باہر گئی پھر ڈرائنگ روم سے گزر کر بنگلے کے باہر جانے لگی۔ میں نے وہاں آکر دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ کچن کے دروازے کو بھی اندر سے بند کیا۔ تمام بتیاں بجھا دیں۔ سونے کے لیے بیڈ روم میں آیا تو دروازہ پیٹنے کی آوازیں سنائی دیں۔ میں بیزار ہوگیا وہ پھر پلٹ کر آگئی تھی۔

اس بار میں نے اسے دوڑاتے ہوئے اس کے باپ کے پاس پہنچا دیا۔ میجر نے اسے دیکھ کر حیرانی سے پوچھا "کہاں سے دوڑتی آرہی ہو؟ تم اتنی رات کو کہاں گئی تھیں؟"

وہ ہانپتے ہوئے بولی "فرہاد کے بنگلے میں گئی تھی۔ وہ بہت ذلیل ہے۔ اس نے میرے پیار کی قدر نہیں کی۔ مجھے وہاں سے بھگا دیا۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گی پھر اس کے پاس جاؤں گی۔"

میجر نے ایک زوردار طمانچہ رسید کیا پھر کہا "تم فرہاد کی نظروں میں مجھے گرا رہی ہو۔ چلو اپنے کمرے میں۔"

وہ اسے کھینچتا ہوا ایک کمرے کے پاس آیا پھر اسے دھکا دے کر دروازہ بند کرتے ہوئے بولا "تم یہاں اس وقت تک بند رہوگی۔ جب تک کہ میں فرہاد کے ساتھ یہاں سے چلا نہ جاؤں۔ تم نے مجھے منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا ہے۔"

مجھے اطمینان ہوا کہ وہ ہمارے یہاں سے روانہ ہونے کے بعد ہی کمرے سے نکلے گی۔ میں نے سونے سے پہلے آنکھیں بند کرکے دماغ کو ہدایات دیں کہ میں آسودگی سے سوتا رہوں۔ کم لی جیسی کوئی بلا آئے تو میری آنکھ کھل جائے۔ ورنہ صبح پانچ بجے تک سوتا رہوں گا۔ بہرحال میں سو گیا۔

وہاں کے اعلیٰ حکام اور آرمی افسران نے دو روز پہلے مجھے بڑی شاندار الوداعی پارٹی دی تھی۔

میں جناب عبداللہ واسطی سے بھی ملاقات کرچکا تھا۔ دوسرے دن صبح آٹھ بجے میجر لیوچن کی گاڑی میں روانہ ہوگیا۔ بیجنگ شہر کو خیرباد کہہ دیا۔ میجر نے راستے میں کہا "میں شرمندہ ہوں کہ پچھلی رات میری بیٹی نے تمہیں پریشان کیا تھا۔"

میں نے کہا "کوئی بات نہیں۔ تم خوامخواہ شرمندہ ہو رہے ہو۔ جبکہ میں نے کوئی شکایت نہیں کی ہے۔"

"تم نے شکایت نہیں کی مگر ہمارے بارے میں اچھا تاثر لے کر نہیں جا رہے ہو۔"

"میں تمہارے بارے میں اچھا تاثر لے کر جا رہا ہوں۔ تم میرے خیالات پڑھ کر معلوم کرسکتے ہو۔"

وہ مسکرا کر بولا "میں تمہارے خیالات پڑھوں گا تو تم بھی میرے خیالات پڑھنا چاہو گے۔ میں پڑھنے نہیں دوں گا کیونکہ اور شرمندگی ہوگی۔ بھئی ہم اندر سے تھوڑے بہت شیطان ہوتے ہیں۔ اس بڑھاپے میں بھی تھوڑی مستی کرلیا کرتا ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا۔ آگے تم سمجھدار ہو۔"

میں ہنسنے لگا۔ پہلی چیک پوسٹ پر ہمیں روکا گیا۔ میں نے آرمی کے جوانوں کو سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ کسی اعلیٰ حاکم اور آرمی کے اعلیٰ افسر کو بھی چیکنگ کے بغیر چیک پوسٹ سے آگے نہ جانے دیں۔ وہاں دو ٹیلی پیتھی جاننے والے فوجی جوان تھے۔ وہ ہمارے دماغوں میں آئے تو ہم نے سانس نہیں روکی۔ وہ ہمارے خیالات پڑھنے لگے۔

میں نے مسکرا کر کہا "میجر! تم مجھے اپنے خیالات پڑھنے کی اجازت کبھی نہ دیتے مگر ایک جوان تمہاری ہستی اور مستی کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر رہا ہے۔ آہ! تم کتنے مجبور ہو۔"

وہ بولا "بھئی فرہاد! ہم چینی فوج کے سپاہی ہیں۔ فرائض کی ادائیگی کے لیے جان دے دیتے ہیں۔ یہ جوان تو صرف میرے کھٹے میٹھے راز معلوم کر رہا ہوگا۔"

اس جوان نے اچھی طرح خیالات پڑھ کر کہا "سر! میں نے خیال خوانی کے دوران میں آپ کے ذاتی رازوں کو سطحی طور سے پڑھا ہے۔ انسان اچھائیوں اور برائیوں کا مجموعہ ہے۔ ویسے آپ ایک اچھے انسان ہیں۔"

ان دو جوانوں نے ہمارے خیالات کے ذریعے یہ بھی معلوم کیا تھا کہ ہمارے سامان میں کوئی مائیکرو فلم یا کسی بھی مشین کا نقشہ نہیں ہے۔ انہوں نے ہمیں ایک تحریری اجازت نامہ دیا۔ جس کے مطابق ہم اگلی تمام چیک پوسٹوں سے کسی چیکنگ کے بغیر گزر سکتے تھے۔

ہم پھر اگلی منزلوں کی طرف چل پڑے۔ بہت طویل سفر تھا۔ ہم دوسرے دن شام تک ہانگ کانگ پہنچنے والے تھے۔ میں چین کے مختلف علاقوں کو دیکھنے کے لیے یہ طویل سفر کر رہا تھا۔ میں اور میجر باری باری ڈرائیو کرتے رہے۔ رات کو صرف چھ گھنٹے سونے کے لیے ایک ہوٹل میں قیام کیا پھر صبح چار بجے اٹھ کر آگے چل پڑے۔ میجر ٹھرکی تھا۔ کسی حسین اور جوان عورت سے دوستی کرلی تھی۔ وہ آگے کے شہر یانگ فو تک جانا چاہتی تھی۔ اس نے اپنی گاڑی میں اسے بٹھا لیا۔ اس کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ میں نے پوچھا "یہ کیا حرکت ہے؟"

اس نے التجا آمیز لہجے میں کہا "ایسے ہی وقت دوست کام آتے ہیں۔ پلیز میرے کام آؤ۔ گاڈ پرامس میں بھی تمہارے کام آؤں گا۔ آگے دیکھتے ہوئے ڈرائیو کرتے رہو۔ پیچھے دیکھو گے تو گاڑی کہیں ٹکرا جائے گی۔"

میں ونڈ اسکرین کے پار دیکھتے ہوئے ڈرائیو کرنے لگا۔ جب وہ حسینہ اس کی کار میں آئی تھی۔ تب ہی میں نے آواز سنی تھی۔ اس کے خیالات پڑھے تھے۔ وہ فلرٹ تھی۔ اپنا کام نکالنے کے لیے یعنی یانگ فو شہر تک جانے کے لیے اور میجر سے اچھی خاصی رقم اینٹھنے کے لیے اسے خوش کرنا چاہتی تھی لیکن میں رنگ میں بھنگ ڈالنے لگا۔

پیچھے دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ کبھی کبھی اس کے دماغ میں جا کر واپس آجاتا تھا۔ میجر اس کا ہاتھ تھام کر اس کی ہتھیلی کی پشت کو چومنا چاہتا تھا۔ وہ میری مرضی کے مطابق ہاتھ چھڑا کر بولی "یہ کیا کر رہے ہو؟ تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ پیار کہاں سے اسٹارٹ کیا جاتا ہے؟ ہاتھ سے نہیں پاؤں سے، پہلے میرے پیروں کو بوسے دو۔"

وہ خوشامدانہ انداز میں ہنستے ہوئے بولا "کیسی باتیں کرتی ہو۔ پیار اوپر سے شروع ہوتا ہے، نیچے ختم ہوتا ہے۔ میں آخر میں تمہارے قدموں پر گر پڑوں گا۔ یہ جنٹلمین پرامس ہے۔ چلو نہ ہاتھ، نہ پاؤں، میں تمہاری پیشانی کو چومتا ہوں۔"

"ہرگز نہیں، پیشانی کو بزرگ چومتے ہیں۔ کیا تم میرے بزرگ ہو؟ کیا مجھے بیٹی سمجھتے ہو؟"

"توبہ کرو۔ نہ میں بوڑھا ہوں، نہ تم بچی ہو۔ ہم تو ہم عمر

ہیں۔ ہاں تو پیشانی سے اسٹارٹ لوں؟"
"نہیں پیروں سے۔"
"پلیز، مرد کو جھکانا نہیں چاہیے۔ اسی لیے پیار نیچے سے نہیں اوپر سے شروع ہوتا ہے۔"
وہ بولی "ہمارے خاندان میں نیچے سے شروع ہوتا ہے۔"
"ارے یہ اوپر نیچے کی بحث میں تمہارا شہر آجائے گا۔ میں نے تمہاری صورت دیکھنے کے لیے لفٹ نہیں دی ہے۔"
"ٹھیک ہے۔ میں ایک شرط پر تمہاری بات مان لوں گی۔ جو مانگوں گی، وہ دینا ہوگا۔"
"دوں گا۔ جان بھی دوں گا۔ تمہارا شہر آجائے گا۔ جلدی بولو۔ کیا چاہتی ہو؟"
اس نے کہا "جسے تم نے سب سے چھپا کر رکھا ہے، وہ چیز مجھے دو۔"
"ایسی کیا چیز ہے، جسے میں نے سب سے چھپا کر رکھا ہے؟ میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔"
"ہے۔ تم اسے اپنے رشتے داروں سے، اپنے ساتھیوں سے اور قانون سے چھپا رہے ہو۔"
اس نے ایک دم سے پریشان ہو کر اسے دیکھا۔ میں نے ایک طرف گاڑی روک کر کہا "کچھ خرابی ہو گئی ہے۔ میں ٹھیک کر رہا ہوں۔"
میں نے گاڑی سے نکل کر اس کے بونٹ کو اٹھایا۔ بونٹ کی آڑ میں رہ کر اس حسینہ کے دماغ میں پہنچ گیا۔ میں نے جو کھیل شروع کیا تھا۔ اس کا نتیجہ سامنے آنے والا تھا۔ میجر اس کے بازو کو سختی سے پکڑ کر پوچھ رہا تھا "صاف صاف بولو مگر آہستہ بولو۔ وہ باہر گیا ہے مگر سن سکتا ہے۔"
وہ میری مرضی کے مطابق بولی "میجر! ایسی باتیں صاف لفظوں میں نہیں اشاروں میں کی جاتی ہیں۔ اسے میرے حوالے کر دو۔ میں اسے ہانگ کانگ لے جاؤں گی۔"
"او نو۔ وہ چیز مجھے نہیں دی گئی ہے۔ مجھے صرف اتنا ہی کہا گیا تھا کہ میں فرہاد کو اپنے ساتھ ہانگ کانگ لے کر آؤں۔ وہ چیز انہیں خود بخود مل جائے گی۔"
وہ بولی "اس کا مطلب ہے۔ وہ چیز فرہاد کے سامان میں کہیں چھپائی گئی ہے اور یہ بات تم بھی نہیں جانتے ہو۔"
"مگر تم کون ہو؟ یہ سب کیسے جانتی ہو؟"
"ان کی داشتہ ہوں، جس کے لیے تم کام کر رہے ہو۔ اس سے زیادہ تمہیں کچھ جاننا نہیں چاہیے۔"
وہ گاڑی سے باہر نکل کر ایک طرف تیزی سے جانے لگی۔ میجر اس کے خیالات پڑھ کر اس کے بارے میں حقیقت معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی "میں اس کی داشتہ ہوں مگر وہ شراب کے نشے میں مجھے الٹے سیدھے کاموں میں لگاتا رہتا ہے۔ لعنت ہے اس پر۔ آئندہ میں اس کا کوئی کام نہیں کروں گی۔"
وہ اس کے متعلق تشویش میں مبتلا تھا مگر میں نے اسے کچھ معلوم کرنے کا موقع نہیں دیا۔ اس کے پاس آکر بولا "گاڑی ٹھیک ہو گئی۔ چلنا چاہیے۔ ارے وہ۔ تمہاری وہ کہاں ہے؟"
"وہ چلی گئی۔ بالکل بکواس عورت تھی۔ میں نے اسے بھگا دیا۔"
وہ آگے میرے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ میں نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ اس عورت کے دماغ میں گیا۔ میجر اس کے اندر یہ سوال پیدا کر رہا تھا "میں کون ہوں؟ کہاں سے آئی ہوں؟"
وہ میری مرضی کے مطابق بولی "اے کتے! تو کب تک میرے دماغ میں آتا رہے گا۔ کیا تو سمجھتا ہے، میں تیری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی ہوں۔ اب تو میں سانس روک کر تجھے بھگایا کروں گی۔"
میں نے اسے سانس روکنے پر مجبور کیا۔ اس کے سانس روکتے ہی میجر کی سوچ کی لہریں باہر نکل گئیں۔ وہ میرے پاس دماغی طور پر حاضر ہو کر غصے سے بولا "شٹ!"
میں نے پوچھا "کیا ہوا؟ یہ تم کس پر لعنت بھیج رہے ہو؟ کیا اس عورت پر؟"
وہ بولا "ہاں۔ بڑی بھرپور تھی۔ ہاتھ سے نکل گئی۔ کم بخت نے ہاتھ بھی پکڑنے نہیں دیا۔"
"ابھی تم کہہ رہے تھے کہ بکواس عورت تھی۔ تم نے اسے بھگا دیا۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔"
اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دوسری طرف کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔ وہ اس حسینہ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکا تھا۔ اس کے دماغ میں بھی نہیں جا سکتا تھا۔ پریشانی سے اسی کے بارے میں سوچ رہا ہوگا۔
مجھے پچھلی رات ہی اس پر شبہ ہوا تھا کہ مائیکرو فلم کی چوری میں وہ بھی کسی نہ کسی طور پر شامل ہے۔ میں اس شبے کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔ اس حسینہ کی آمد نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ میں نے اس کے ذریعے اسے باتوں میں الجھا دیا کہ اس کے پاس ایسی چیز ہے، جسے وہ رشتے داروں سے، اپنے ساتھیوں سے اور قانون سے چھپا رہا ہے۔ اس بات نے اسے چونکا دیا۔ وہ رازداری سے یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ وہ چیز اسے نہیں دی گئی ہے۔ وہ اپنی ڈیوٹی کے مطابق مجھے پھانس کر ہانگ کانگ لے جا رہا ہے۔
ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنا، تقریباً ناممکن ہے۔ اگر یہ حاصل ہو جائے اور حاصل کرنے والا غیر معمولی ذہانت کا

حائل نہ ہو تو یہ علم اس کے لیے وبال جان بن جاتا ہے۔ نارنگ اور بھیما وغیرہ کی مثالوں سے سمجھا جاسکتا ہے۔ ایسے لوگ مکاریوں سے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں زندہ رہتے ہیں لیکن مکاریوں کے لیے بھی ذہانت لازمی ہے اور وہ ذہانت کی کمی کے باعث کسی نہ کسی عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔

ذہانت یہ ہے کہ مخالفین کی نفسیاتی کمزوریوں کو سمجھا جائے۔ میں نے میجر لیوچن کی نفسیاتی کمزوری سے فائدہ اٹھایا۔ وہ ایک حسینہ کی قربت سے جذباتی ہو رہا تھا۔ ایسے جذباتی لمحات میں انسان کی عقل گھاس چرنے چلی جاتی ہے۔ میں نے ٹھیک ایسے ہی وقت اچانک مائیکرو فلم کی بات رازدارانہ انداز میں چھیڑی تو اس نے بے اختیار اپنے اندر کی بات اگل دی۔ اس کی ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ میں اس حسینہ کے دماغ میں رہ کر اس کی باتیں سن سکتا ہوں۔

یہ تو معلوم ہو گیا کہ وہ دوست نہیں ہے۔ دوستی کی زنجیر پہنا کر کسی گڑھے میں گرانے لے جارہا ہے۔ میں نے گاڑی کی رفتار تیز کی پھر اچانک بریک لگایا تو وہ ڈیش بورڈ سے ٹکرا گیا۔ میں نے اس کی گردن دبوچ کر پھر اس کے سر کو ڈیش بورڈ سے ٹکرا دیا۔ وہ تکلیف میں مبتلا ہوا لیکن ایک تربیت یافتہ فوجی تھا۔ آسانی سے زیر نہیں ہوسکتا تھا اور فائٹنگ کے وقت میرے تجربات پر حاوی بھی نہیں ہوسکتا تھا۔

میں جانتا تھا' اس کے جوابی حملے کا انداز کیا ہوگا۔ اس کے تجربات ٹریننگ فوجی کی حد تک تھے اور میری زندگی تو دن رات خطرناک دشمنوں سے داؤ پیچ میں گزرتی رہی تھی۔ وہ گاڑی کے محدود میدان جنگ میں جو بھی داؤ آزما رہا تھا' میں اس کا منہ توڑ جواب دے رہا تھا۔ وہ بری طرح زخمی ہو رہا تھا۔ ایسے ہی وقت میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر زلزلے کے جھٹکے دیے تو وہ چیخیں مار کر تڑپتا ہوا گاڑی کے باہر جا کر گر پڑا۔ اس کا دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس میں اتنی سکت نہیں رہی تھی کہ وہ اٹھ کر بیٹھ سکتا۔ وہیں زمین پر پڑا کراہ رہا تھا۔

میں نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا کو مخاطب کیا "ہائے جانم! کیا کر رہی ہو؟"

وہ مسکرا کر بولی "بڈھے کو میری یاد آگئی۔ بولو بڑے میاں! کیسے آنا ہوا؟"

"جب عورتیں بچوں کی مائیں بن جاتی ہیں تو اپنے ڈھلکے ہوئے بدن کا صدمہ کم کرنے کے لیے اپنے شوہروں کو بڑے میاں کہتی ہیں۔"

"ڈھلکا ہوا بدن کہہ رہے ہو۔ اب مجھے دیکھو گے تو دیکھتے ہی رہ جاؤ گے۔ میں آج بھی جمناسٹک کے مقابلوں میں اول رہتی ہوں۔"

"اور میں دشمنوں کو توڑنے پھوڑنے میں روز اول کی طرح آج بھی اول ہوں۔ یہاں ایک بے چارہ ٹوٹ پھوٹ کر زمین پر پڑا ہے۔ میرے پاس آؤ۔ میں تمہیں اس کے اندر پہنچاؤں گا۔"

وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اسے میجر کے دماغ میں پہنچا کر کہا "میں گاڑی ڈرائیو کرتا رہوں گا۔ تم اسے پچھلی سیٹ پر لٹا کر ہپناٹائز کرو اور اسے میرا تابع بنا دو۔"

میجر کی دماغی تکلیف کچھ کم ہو گئی تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سونیا اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے پچھلی سیٹ پر لے گئی۔ وہ وہاں لیٹ گیا۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔

○☆○

الپا ٹرانس فارمر مشین تیار کرنے کے مراحل سے گزر رہی تھی۔ اب اس کے راستے میں مشکلات اور رکاوٹیں نہیں تھیں۔ وہ پورے یقین کے ساتھ دل ہی دل میں کہتی تھی کہ پارس میرا ہے تو ساری دنیا میری ہے۔ دنیا کے تمام بڑے ممالک اور تمام خطرناک تنظیمیں اب ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے سے اسے نہیں روک سکیں گی۔

اس نے پچھلے دنوں پارس سے بدترین دشمنی کی تھی۔ اسے اپنا غلام بنائے رکھنے کے لیے اپنے تمام ذرائع اور تمام صلاحیتیں آزما چکی تھی لیکن نتیجے کے طور پر خود اس کی معمولہ اور کنیز بن گئی تھی۔

اب سے پہلے بھی اس نے ایسی کئی حماقتیں کی تھیں اور ہمیشہ بری طرح ذلیل ہوئی تھی۔ اس بار جو حادثہ اسے پیش آیا تھا۔ اس کے نتیجے میں وہ مر سکتی تھی یا کوئی دشمن اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنا سکتا تھا۔ ایسے وقت پھر پارس نے اس سے ہمدردی کی تھی اس کے دماغ میں رہ کر بھیما جیسے دشمن کو بھگا دیا تھا لیکن اس سے ہمدردی کرنے کے باوجود اس نے کبھی محبت سے یا نفرت سے اسے مخاطب نہیں کیا۔ کبھی یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ چپ چاپ اسے دشمنوں سے تحفظ دے رہا ہے۔

دراصل عورت کے ہاتھوں میں ایک ان دیکھی لاٹھی ہوتی ہے۔ جوان ہوتے ہی وہ یہ لاٹھی ہاتھوں میں لے کر تن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ یہ طے کرلیتی ہے کہ جو مرد اس کی زندگی میں آئے گا' اسے محبت سے لاٹھی کے ذریعے ہانکتی رہے گی اور نفرت سے لاٹھی مارتی رہے گی۔

الپا یہی کر رہی تھی۔ جوانی کی ابتدا سے پارس اس کی زندگی میں آیا تھا۔ تب سے وہ اسے کبھی محبت سے ہانک رہی تھی اور کبھی نفرت سے لاٹھی مار رہی تھی۔ اپنے برے حالات میں اس سے معافیاں مانگتی رہتی تھی اور بہترین

حالات میں اس سے دشمنی کرتی رہتی تھی۔ اب اپنے بدترین حالات میں پورے یقین سے کہہ رہی تھی کہ صرف پارس ہی اس کا مددگار ہے۔ اسے ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں سے کوئی غیبی قوت نہیں بچا رہی ہے۔ جس کے پیچھے وہ لاٹھی دوڑتی ہے' وہی محبوب اسے تحفظ فراہم کر رہا ہے۔

اس نے کئی بار سوچ کے ذریعے پارس کو مخاطب کیا "میں جانتی ہوں تم مجھ سے ناراض ہو۔ اس سے پہلے بھی ناراض رہے تھے لیکن برے وقت میں میرے کام آتے رہے تھے۔ اس بار تو میں نے دشمنی کی انتہا کردی تھی۔ اس کے باوجود تم بڑی خاموشی سے دوستی نباہ رہے ہو۔ اگر مجھ میں ذرا سی بھی انسانیت اور شرافت ہے تو اب میں زندگی کی آخری سانس تک تمہارے سامنے سر جھکاتی رہوں گی۔"

وہ سوچ کے ذریعے بولتی رہتی تھی لیکن اسے جواب نہیں ملتا تھا۔ وہ کہتی تھی "تمہارے پیار کا یہ انداز دنیا سے نرالا ہے۔ مجھ سے اتنی نفرت کرتے ہو کہ مجھ سے بات تک کرنا گوارا نہیں کر رہے ہو اور ایسی خاموش محبت کر رہے ہو کہ دشمنوں سے تحفظ بھی دے رہے ہو اور میرے لیے ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کے راستے بھی ہموار کر رہے ہو۔"

راستے ہموار ہو چکے تھے۔ وہ اپنے فارم ہاؤس کے ایک کاٹیج میں جیکی ہنٹر کے ساتھ رہنے لگی تھی۔ بڑی رازداری سے اس کاٹیج کے تہ خانے میں وہ مشین تیار کر رہی تھی۔ اس نے اس سلسلے میں چار افراد کو ہپناٹائز کیا تھا۔ ان کے دماغوں سے ان کا ماضی اور ان کی شخصیت بھلا دی تھی۔ وہ چاروں اب اپنے متعلق اتنا ہی جانتے تھے کہ وہ الپا کے ملازم ہیں۔ کاٹیج کے پیچھے والے کوارٹرز میں رہتے ہیں اور الپا کے احکامات کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔

وہ کن احکامات کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔ یہ خود نہیں جانتے تھے۔ الپا ان سے کام لیتے وقت انہیں غائب دماغ بنا دیتی تھی۔ ان کے ذہن میں صرف اتنی سی بات رہتی تھی کہ وہ کسی تہ خانے میں جارہے ہیں اور ایک مشین کی تیاری کے سلسلے میں جیکی ہنٹر کی مدد کر رہے ہیں۔

ان مراحل سے گزرنے کے دوران میں الپا کے تمام زخم بھر گئے تھے۔ اس کی دماغی توانائی بحال ہو گئی تھی۔ ایک دن اس نے خیال خوانی کی پرواز کی تو خوشی سے کھل گئی۔ اس نے آزمائش کے طور پر ایسا کیا تھا اور جیکی ہنٹر کے دماغ میں پہنچ گئی تھی وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس پر اب تک تنویمی عمل کا اثر ہے یا نہیں؟

اس کے کیے ہوئے عمل کا اثر بہت پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ پارس نے دوبارہ جیکی کو ہپناٹائز کرکے اسے الپا کا محکوم بنا دیا تھا اور وہ سمجھ رہی تھی کہ اس کے پچھلے عمل کا اثر اب تک باقی ہے۔

بہت دنوں کے بعد الپا کے نصیب جاگے تھے اس کی خیال خوانی کی صلاحیت بحال ہو گئی تھی۔ اس نے جیکی کے خیالات پڑھے تو پتا چلا' وہ کچھ دنوں کے لیے الپا کا معمول نہیں رہا تھا۔ آزاد ہو کر اس کے بنگلے سے چلا گیا تھا۔ اس نے اپنی بیٹی ڈائنا سے ملاقات کی تھی اور بیٹی کے ساتھ امریکا جانے کی تیاری کی تھی پھر اچانک نہ جانے کیسے اس کا ارادہ بدل گیا تھا۔ وہ پھر معمول... بن گیا تھا۔

الپا اس کے یہ خیالات پڑھ کر سمجھ گئی کہ پارس نے دوبارہ جیکی کو اس کا تابع بنایا ہے تاکہ وہ اس کے لیے ٹرانسفارمر مشین بنا سکے۔ اس کے نقطہ نظر سے یہ پارس کی محبت کی انتہا تھی لیکن پارس تو جناب تبریزی کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا۔

یہ عجیب بات تھی کہ الپا یہودی تھی۔ مسلمانوں کی کٹر دشمن تھی پھر بھی اس کی مدد کی جارہی تھی۔ اگرچہ اسے کبھی یہ موقع نہیں ملا تھا کہ وہ خاص طور سے منصوبے بنا کر مسلمانوں کو نقصان پہنچاتی۔ اس کی دشمنی اس حد تک رہی تھی کہ اس نے فلسطین کے مسلمانوں کی بہتری کے لیے کبھی کچھ نہیں کیا اور پارس سے محبت کرنے اور شادی کرنے کے باوجود اس لیے دشمنی کرتی رہی کہ وہ مسلمان ہے اور ہمیشہ اس پر غالب آتا رہتا ہے۔

ان تمام حقائق کے باوجود جناب تبریزی نے ایک بار اس کی مدد ایسے وقت کی جب وہ زچگی کے وقت تکلیف میں مبتلا تھی۔ اس وقت کتنے ہی دشمن اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنانا چاہتے تھے۔ جناب تبریزی کی ہدایت کے مطابق ان تمام دشمنوں کو ناکام بنا کر الپا کو تحفظ فراہم کیا گیا تھا۔

الپا کے موجودہ حالات میں بھی جناب تبریزی کی ہدایت کے مطابق پارس عمل کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ جناب تبریزی کی حکمت عملی ہے۔ آگے چل کر اس کے اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔ وہ اتنا نادان نہیں تھا کہ الپا سے ایک بار دھوکا کھانے کے بعد ایک دیوانے کی طرح پھر اس سے عشق کرنے لگتا۔ اگر وہ اس سے دشمنی نہ کرنے کی قسمیں کھا رہی تھی تو آئندہ کبھی معلوم ہونے والا تھا کہ وہ بری طرح ٹھوکریں کھانے کے بعد سنبھل چکی ہے یا نہیں۔ اگر سنبھل جائے گی تو اسی کے لیے بہتر ہوگا۔

جب اس کی دماغی توانائی بحال ہوئی اور وہ خیال خوانی کرنے لگی تو اس نے پارس کو مخاطب کیا اور کہا "فار گاڈ سیک! سانس نہ روکنا میں الپا ہوں۔"

اس نے خشک لہجے میں پوچھا "کیوں آئی ہو؟"

"بہت دنوں کے بعد میں پھر خیال خوانی کرنے لگی ہوں۔ تمہارا شکریہ ادا کرنے آئی ہوں۔ ویسے میں ساری زندگی شکریہ ادا کرتی رہوں گی تو بھی کم ہوگا۔"

"میں نہیں جانتا کہ کیوں میرا شکریہ ادا کررہی ہو؟ اس طرح میرے پاس آکر لچھے دار باتیں نہ کرو۔ تم نے مجھے ہلاک کرنے یا غلام بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ مجھے موقع ملے گا تو میں تم سے ضرور انتقام لوں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "چاہے دنیا اِدھر کی اُدھر ہوجائے' تم مجھ سے انتقام نہیں لوگے۔ تم میرے سچے عاشق ہو۔ مجھ سے چھپ چھپ کر محبتیں کرتے رہو گے۔ مجھے تحفظ فراہم کرتے رہو گے اور ٹرانسفارمر مشین جیسا غیر معمولی تحفہ دیتے رہو گے۔"

"اگر تم اپنی بات پوری کرچکی ہو تو اب جاؤ۔"

"میری بات ابھی پوری نہیں ہوئی ہے۔ تم مجھے بہت کچھ دے رہے ہو لیکن میں جو چاہتی ہوں کیا وہ مجھے دو گے؟"

"تم کیا چاہتی ہو؟"

"پہلے میں ایک ہی بات جانتی تھی کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔ اب مانتی ہوں کہ لاٹھی مرد کے ہاتھوں میں رہے تو بھینس سیدھی چلتی ہے۔ میرے ہاتھوں میں اب کوئی لاٹھی نہیں ہے۔ میں اسے توڑ کر پھینک چکی ہوں۔ یہ چاہتی ہوں کہ میرے دماغ میں آؤ۔ مجھے ہپناٹائز کرو۔ میں دل کی گہرائیوں سے تمہاری کنیز بنناچاہتی ہوں۔"

"کنیز بنانا گویا عورت کو ذلیل کرنا ہے۔ میں نے تو تمہیں شریک حیات بنا کر عزت دی تھی مگر وہ عزت تمہیں راس نہیں آئی۔ کنیز بننے والی فضول باتیں نہ کرو اور یہاں سے جاؤ۔"

"تم نے مجھے شریک حیات بنایا لیکن مجھے آزادی اور خود مختاری دی۔ اب کنیز بناؤ گے تو میرا دماغ تمہارے شکنجے میں رہے گا اور میں ساری زندگی تمہارے شکنجے میں رہنا چاہتی ہوں۔ پلیز میری بات مان لو۔ میرے پاس آکر مجھ پر تنویمی عمل کرو۔"

"ٹھیک ہے۔ کبھی فرصت ملے گی' تو میں تمہاری یہ خواہش پوری کردوں گا۔"

اس نے سانس روک لی۔ الپا دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ اسے خوشی تھی کہ پارس اسے بہت کچھ دینے کے علاوہ اپنی توجہ بھی دے رہا ہے لیکن یہ مایوسی تھی کہ وہ اپنی محبت ظاہر کررہا ہے اور نہ ہی اس سے گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ خواہ وہ کتنی ہی لاتعلقی ظاہر کرے وہ ایک دن اس سے تعلق قائم کرکے ہی رہے گی۔

اس نے اسرائیلی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا۔ وہ حیرانی سے بولا "میڈم! آپ؟ آپ اتنے دنوں سے کہاں تھیں؟ حکومت کے اعلیٰ عہدے دار اور آرمی کے تمام افسران آپ کے لیے پریشان تھے۔ انٹیلی جنس والے بڑی رازداری سے آپ کو تلاش کررہے تھے۔"

الپا نے کہا "میں جانتی ہوں۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں میرے دشمن بہت ہیں کوئی بھی مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے یا ہلاک کرسکتا ہے۔ ایسے اندیشے آپ لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن میں بخیریت ہوں۔"

اس اعلیٰ افسر نے تمام اسرائیلی اکابرین سے فون پر کہا "میڈم الپا آگئی ہیں آپ سب مشترکہ فون اٹینڈ کریں۔"

ان اکابرین کے پاس ایسے فون تھے' جس پر وہ بیک وقت الپا کی آواز سنتے تھے۔ انہوں نے وہ بٹن آن کیا۔ دوسری طرف سے الپا نے اپنے فون کے ذریعے کہا "مجھے معلوم ہے کہ میری طویل غیر حاضری سے آپ سب پریشان رہے ہیں لیکن میں مجبور تھی۔ بیماری کے باعث خیال خوانی کے قابل نہ تھی۔ اب صحت یاب ہو کر آپ سے مخاطب ہورہی ہوں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "میڈم! آپ بیمار رہیں اور ہم آپ کی خدمت نہ کرسکے۔ کم از کم ایسے وقت ہمیں خدمت کا موقع دینا چاہیے تھا۔ آپ کا کوئی رشتے دار نہیں ہے لیکن ہم سگے رشتے داروں سے بڑھ کر ہیں۔ ہمیں کبھی آزما کر دیکھیں۔"

"میرا کوئی سگا رشتے دار ہوتا تو میں بیماری اور مصیبت کے وقت اسے بھی اپنا پتا ٹھکانا نہ بتاتی۔ میرے نصیب میں یہی لکھا ہے کہ میں ہمیشہ ملک اور قوم کی خدمت کرتی رہوں۔ ان کی مشکلات دور کرتی رہوں لیکن اپنی مشکل میں کسی کو نہ پکاروں۔ کسی کی مدد حاصل نہ کروں۔ ایسا کروں گی تو دشمن میری مدد کرنے والے کے ذریعے میرے دماغ میں پہنچ جائیں گے۔ مجھے معمول بنائیں گے۔ میرے اندر گھس کر ہماری حکومت کے اور فوج کے اہم راز معلوم کرلیں گے۔"

انہوں نے قائل ہو کر کہا "آپ درست کہتی ہیں۔ بے شک آپ تنہا رہ کر اپنی مصیبتیں خود ہی جھیلتی ہیں اور پورے ملک اور قوم کو مصائب سے محفوظ رکھتی ہیں اور ہمارے تحفظ کی خاطر کسی کو ہمارے روبرو نہیں آنے دیتی ہیں۔"

ان سب نے اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر سلیوٹ کرتے ہوئے کہا "ہم سب آپ کو سلام کرتے ہیں۔ ہم آپ کی بیماری کے وقت دوا نہ کرسکے' دعا کرتے ہیں کہ ہمارے سروں پر ہمیشہ آپ کا سایہ رہے۔ آپ کو قیامت تک کی زندگی نصیب ہو۔"

وہ سب دعا مانگ کر بیٹھ گئے۔ الپا نے پوچھا "میری عدم موجودگی میں کیا ہوتا رہا؟"

ایک نے کہا "ویسے کوئی اہم مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ ہم آپ کی طویل خاموشی کے باعث امریکا سے سر اٹھا کر باتیں نہیں کرتے تھے۔ یہ اندیشہ رہتا تھا کہ ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو آپ کی طویل غیر حاضری کا علم ہوجائے گا پھر وہ جبراً ہمارے دماغوں میں گھس کر ہماری خفیہ پالیسیوں کو سمجھ لیں گے۔ ہم طرح طرح کے اندیشوں میں گھرے ہوئے تھے۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "شاید آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ چین میں ٹرانسفارمر مشین تیار ہوچکی ہے۔"

"میں جانتی ہوں۔ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کررہے ہیں۔ تمام بڑے ممالک کے لیے چیلنج بن رہے ہیں۔"

"بڑے ممالک متحد ہو کر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی متحدہ آرمی بنانا چاہتے ہیں مگر امریکا تعاون نہیں کررہا ہے۔"

"وہ ایسے معاملات میں کسی سے تعاون نہیں کرے گا۔ چین کے مقابلے میں اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کرے گا۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا "میڈم! چین اور امریکا میں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار ہوجائے گی۔ ان کے مقابلے میں آپ تنہا ہوں گی۔ کیا وہ آپ کو ٹریپ کرکے ہم پر حکومت نہیں کریں گے۔"

وہ بولی "وہ بڑے ممالک لاکھوں کی تعداد میں ٹی پی آرمی بنا کر ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ کیونکہ ہم بھی ٹی پی یعنی ٹیلی پیتھی جاننے والی فوج جلد ہی تیار کرنے والے ہیں۔"

"کیا واقعی؟ کیا ہمارے تمام یہودی فوجی ٹیلی پیتھی سیکھ سکیں گے؟ مگر کیسے سیکھ پائیں گے؟"

"ظاہر ہے۔ ٹرانسفارمر مشین سے سیکھیں گے۔ آپ سب دل تھام کر یہ خوش خبری سنیں کہ میں یہ مشین اپنے ملک میں بڑی رازداری سے تیار کررہی ہوں۔"

یہ سنتے ہی سب خوشی سے اچھل کر کھڑے ہوگئے۔ ایک حاکم نے پوچھا "آپ تیار کررہی ہیں؟ مگر کہاں؟"

"یہ نہ پوچھو' مشین کہاں تیار ہورہی ہے۔ میں ماہرین کے ساتھ دن رات مصروف رہتی ہوں۔ جلد ہی اپنے فوجی جوانوں اور افسروں کو یہ مشین تحفے کے طور پر دوں گی۔"

وہ سب خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ اس کی تعریفیں کرنے لگے کہ دنیا کے کسی ملک میں ایسی خاتون پیدا ہوئی ہے' نہ پیدا ہوگی۔ الپا تنہا رہ کر بڑے بڑے کارنامے انجام دیتی آئی تھی اور ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کا کارنامہ تو تنہا کوئی عورت کبھی انجام دے نہیں سکتی تھی۔ جبکہ الپا یہ مشین بھی تیار کررہی

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "جب تک مشین تیار نہ ہو اور ہماری ایک ٹی پی آرمی تیار نہ ہوجائے۔ تب تک مشین کی تیاری کو راز میں رکھا جائے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟"

"اسے راز رکھنا ہوتا تو میں آپ لوگوں سے بھی اس کا ذکر نہ کرتی۔ آپ اطمینان رکھیں' کوئی دشمن میرے خفیہ اڈے تک اور اس مشین تک کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔ خدا کے بعد میرا ایک محافظ ہے۔"

ایسا کہتے وقت اس کے ذہن میں پارس تھا۔ وہ مسکرا کر کہہ رہی تھی "اس فولادی محافظ کی موجودگی میں کوئی مجھے ٹیڑھی نظر سے نہیں دیکھ سکے گا۔ آپ اعلان کریں کہ ہم مشین تیار کرچکے ہیں اور اپنے ملک میں ٹی پی فوج تیار کررہے ہیں۔ آپ بڑے ممالک پر اپنی دہشت طاری کریں۔"

وہ بات بات پر خوش ہو کر تالیاں بجا رہے تھے اور یہ تو ان کے لیے بڑی بات تھی کہ وہ تمام بڑے ممالک پر بلکہ تمام دنیا پر اپنی مشین کی اور ٹی پی آرمی کی دہشت طاری کرنے والے تھے۔

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "میڈم! ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ پچھلی رات تارنگ میرے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ کہہ رہا تھا' اس نے مجھے ٹی وی پر دیکھا ہے اور میری تقریر سنی ہے۔ اس طرح میرے اندر پہنچ گیا ہے۔"

وہ بولی "ٹیلی پیتھی جاننے والے مختلف ہتھکنڈوں سے دماغوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہ کیا کہہ رہا تھا؟"

"وہ آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہے۔ بڑی عاجزی سے کہہ رہا تھا کہ آپ کو یہ پیغام دے دوں پھر اس نے ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کرکے کہا' میں اس کی آواز ریکارڈ کروں اور آپ کو سناؤں۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ آپ اس کی آواز اور لہجے کو سن کر اس سے رابطہ کریں۔ میں نے اس کی آواز ریکارڈ کی ہے۔ کیا آپ سننا پسند کریں گی۔"

الپا نے سنانے کے لیے کہا۔ اس اعلیٰ حاکم نے ریکارڈر میں ایک کیسٹ رکھ کر آن کیا۔ الپا نے ٹیلی فون کا رابطہ ختم کردیا۔ اس اعلیٰ حاکم کے دماغ میں پہنچ کر تارنگ کی باتیں سننے لگی وہ کہہ رہا تھا "میڈم! میں تارنگ بول رہا ہوں۔ یہ میری نئی آواز اور نیا لہجہ ہے۔ اس کے ذریعے آپ کسی وقت بھی میرے دماغ میں آسکتی ہیں۔ میں آپ کو خوش آمدید کہہ رہا ہوں۔ میرے پاس آکر آپ کو فائدہ پہنچے گا۔ چند دشمن آپ کے قریب ہیں۔ میں ان کی نشان دہی کروں گا۔"

ٹیپ ریکارڈر خاموش ہوگیا۔ اس کی بات ختم ہوگئی

تھی۔ الپا ... لہٰ "میں آپ لوگوں سے پھر کسی وقت رابطہ کر ... دشمن کے سلسلے میں اعلان کریں اور جشن منائیں"

وہ نارنگ کے ... وہ لب و لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے اندر پہنچ گئی۔ ... نے پوچھا "کون؟"

"میں ہوں ا ... میں نے ابھی تمہارا پیغام سنا ہے۔ تم نے کہا ہے' چند د ... میرے قریب ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟"

"میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ آپ کو ایسی بات بتاؤں گا کہ آپ حیران رہ جائیں گی۔"

"اچھا؟ ایسی کیا بات ہے؟"

"آپ جواد بن مستقیم کو جانتی ہیں؟ وہ یروشلم میں خاصا مقبول ہے۔"

"ہاں۔ میں اسے جانتی ہوں۔"

"آپ شاید یہ نہیں جانتیں کہ وہ ایک بار مرچکا تھا۔ یہ اس کی دوسری زندگی ہے۔"

"یہ کیا بکواس ہے؟"

"کیا آپ بھول گئیں کہ میں اور بھیما آتما شکتی کے ذریعے کسی بھی مردہ جسم میں سما جاتے ہیں؟"

"او۔ ہاں یاد آیا۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جواد مرگیا تھا اور تم اس کے مردہ جسم میں موجود ہو؟"

"میں نہیں' بھیما اس کے اندر رہتا ہے۔ اس کی آتما کے ذریعے جواد نئی زندگی جی رہا ہے۔"

"... ی۔ تم نے بڑی اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ بھیما نے ایک بار مجھے ٹریپ کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ ناکام ہوا تو جواد نے آکر مجھے متاثر کیا تھا۔ میں اس کے زیر اثر آگئی تھی لیکن میرے مقدر نے مجھے بچالیا۔"

اس نے نارنگ کو یہ نہیں بتایا کہ پارس اس کا محافظ ہے۔ وہ پارس کو اپنا مقدر کہہ رہی تھی۔

نارنگ نے کہا "میں ابھی کئی اور اہم معلومات فراہم کرنے والا ہوں۔ کیا آپ جانتی ہیں کہ آپ کیسے جواد کے زیر اثر آگئی تھیں؟"

وہ نہیں جانتی تھی۔ پارس نے اسے بھیما اور جواد سے محفوظ رکھا تھا چونکہ اس سے باتیں نہیں کرتا تھا۔ اس لیے یہ نہیں بتایا تھا کہ بھیما' جواد کے اندر سمایا ہوا ہے اور نہ ہی اس کی غیر معمولی انگوٹھی کا ذکر کیا تھا۔

نارنگ نے کہا "جواد کی انگلی میں ایک جادوئی انگوٹھی ہے۔ اس انگوٹھی سے وہ جس کے بدن کو چھولیتا ہے' وہ اس سے متاثر ہوجاتا ہے۔ کیا اس نے کبھی آپ کو ہاتھ لگایا تھا؟"

اسے یاد آیا کہ جواد نے اسپتال میں آکر اس سے مصافحہ کیا تھا اور اس ہاتھ کی ایک انگلی میں انگوٹھی تھی۔ وہ سوچنے لگی' کیا اس سے مصافحہ کرنے کے بعد ہی وہ اس کے زیر اثر آگئی تھی؟

نارنگ نے پوچھا "آپ خاموش کیوں ہیں؟ کیا سوچ رہی ہیں؟ اس نے آپ کو ہاتھ لگایا تھا؟"

"ہاں۔ یہی سوچ رہی ہوں۔ میں نے اس سے مصافحہ کیا تھا۔ شاید اس کے بعد ہی اس کے زیر اثر آگئی تھی۔"

"آپ کبھی کسی سے روبرو ملاقات نہیں کرتیں۔ جواد خوش نصیب ہے۔ آپ نے اس سے مصافحہ کیا تھا۔ مجھے بھی خوش نصیب بنادیں۔ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ مجھ سے آپ کو نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"میں احمق نہیں ہوں کہ تمہارے جیسے احمق سے روبرو ملاقات کرکے کسی مصیبت کو دعوت دوں۔"

وہ حماقتیں کرتا ہی رہتا تھا اور اپنی بے وقوفی کو سمجھ نہیں پاتا تھا۔ اس وقت بھی الپا اس کے دماغ میں بول رہی تھی۔ اسے چاہیے تھا کہ الپا کے آتے ہی یہ کہہ دیتا کہ وہ دس پندرہ منٹ کے بعد آئے پھر جلدی سے کسی ایسی جگہ چلا آتا' جہاں اس جگہ کی نشان دہی نہیں ہوپاتی۔

لیکن ایک تو ذہانت کی کمی تھی پھر مسلسل ناکامی نے اسے پریشان کردیا تھا۔ پہلے شیوانی نے اسے غلام بنایا تھا۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے بعد وہ بھیما کو ٹریپ کرنے اور اسے جواد کے جسم سے نکالنے کے سلسلے میں ناکام رہا تھا پھر اس کی عقل میں یہ بات آئی کہ وہ جواد اور بھیما کو الپا کے حوالے کردے۔ وہ چالاک عورت ان سے نمٹ لے گی۔ اس کی کوششوں سے بھیما جب بھی جواد کے اندر سے نکل کر کسی دوسرے کے جسم میں سمائے گا' وہ اسے ٹریپ کرلے گا۔ وہ اپنی تدبیر پر عمل کرتے ہوئے کیسی حماقت کررہا تھا' اس کا پتا بعد میں چلنے والا تھا۔

الپا نے یروشلم کے ایک فوجی افسر سے کہا "تم جس حالت میں بھی ہو' فوراً اٹھو اور چند مسلح جوانوں کے ساتھ ہیکل سلیمانی کی طرف جاؤ۔ وہاں بڑے گیٹ کے سامنے ایک قہوہ خانے میں ایک قد آور موٹا اور بھدا پہلوان نما شخص بیٹھا ہوا ہے۔ اسے گرفتار کرلو۔ اس کے سامنے تم سب گونگے بن کر رہو گے یہ میرا حکم ہے۔"

یہ حکم دے کر وہ پھر نارنگ کے پاس آئی۔ اس نے پوچھا "تم کہاں چلی گئی تھیں؟"

"ایک ضروری فون تھا۔ اسے اٹینڈ کررہی تھی اور یہ سوچ رہی تھی۔ تم سے روبرو ملاقات کروں یا نہ کروں مگر دوستی ضرور کرنا چاہیے۔ دوست بن کر ہم ایک دوسرے کے بہت کام آسکتے ہیں۔"

"میں ہمیشہ آپ کے کام آؤں گا۔ ابھی آپ چاہیں تو میرا ایک کام کرسکتی ہیں۔"

"ضرور کروں گی۔ دوستی کا ثبوت دوں گی۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

"بھیما کسی طرح بھی جواد کے جسم سے رہائی چاہتا ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اسے رہائی ملے گی تو میں اسے اپنے شکنجے میں لے سکوں گا۔"

"تم اسے رہائی دلانے میں کیوں ناکام رہے ہو؟"

"جواد کی جادوئی انگوٹھی نے بھیما کو اپنے اندر قیدی بنا رکھا ہے۔ اس انگوٹھی کی موجودگی میں ہماری ٹیلی پیتھی بھی ناکام ہوجاتی ہے۔ آپ اس ملک میں وسیع ذرائع اور اختیارات رکھتی ہیں۔ کسی بھی طرح جواد کی انگوٹھی والا ہاتھ کاٹ ڈالیں تو اس کا تمام جادو ختم ہوجائے گا۔"

الپا باتوں کے دوران اس کے ذریعے آس پاس کے ماحول کو دیکھ رہی تھی۔ پتا چلا وہ آرمی افسر وہاں پہنچ گیا۔ الپا فوراً اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے نارنگ کے پاس لاکر بولی "یہی شخص ہے اسے گرفتار کرلو۔"

اس افسر کے حکم سے ایک فوجی جوان نے اس کی گردن دبوچ لی۔ وہ غصے سے بولا "یہ کیا حرکت ہے؟ میں انڈیا کا ایک معزز شہری ہوں۔ ہمارے سفیر کے سامنے تمہیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔"

دوسرے جوان نے اسے ہتھکڑی پہنادی۔ وہ بولا "الپا! ان سے کہیں' میں آپ کا دوست ہوں۔"

"میں تمہیں ہپناٹائز کرکے اپنا معمول بناسکتی ہوں پھر دوستی کیوں کروں؟"

اس نے آرمی افسر سے کہا "اسے کسی مکان میں قیدی بناکر رکھو۔ پہرے داروں کو بتادو کہ یہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ کسی کے بھی دماغ میں گھس کر فرار کا راستہ بنالے گا۔ لہٰذا اس کے قریب سب ہی گونگے رہا کریں۔"

وہ اسے وہاں سے لے جانے لگے۔ الپا نے اس کے اندر آکر کہا "یہ تمہارے ساتھ برا سلوک نہیں کریں گے۔ تمہیں ایک مکان میں رکھا جائے گا۔ اگر فوجیوں کے دماغوں میں جاؤ گے تو دوسرے فوجی تمہیں گولی ماردیں گے۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ زندہ رہو اور میرے معمول بن کر رہو۔"

"الپا! آپ میری دوستی اور خلوص کو نہیں سمجھ رہی ہیں۔ میں آپ کو فائدہ پہنچانے آیا ہوں اور آپ مجھ سے ایسا سلوک کررہی ہو۔"

"یہ تم نے اچھا کیا۔ مجھے فائدہ پہنچانے آئے ہو۔ بڑے نیک جذبات ہیں۔ معمول بن کر مجھے فائدہ پہنچاتے رہنا۔"

وہ غصے سے بولا "تم اس قابل نہیں ہو کہ میرے دماغ میں آکر گفتگو کرسکو۔ نکل جاؤ ..."

اس نے سانس روک لی۔ ... اپنے کانیج کے بیڈ روم میں حاضر ہوگئی۔ اسے ... ے میں یہ نئی بات معلوم ہوئی تھی کہ وہ جواد کے اندر ... ہوا ہے اور جواد کی غیر معمولی انگوٹھی میں ایسی خصوصیات ... کہ اس انگوٹھی کی موجودگی میں بھیما اور نارنگ کا کالا ... کام آرہا ہے' نہ ٹیلی پیتھی کام آرہی ہے۔ نارنگ اس ... سے بھیما کی رہائی چاہتا تھا۔ الپا نے سوچا "میں کیوں اس کی رہائی چاہوں؟"

نارنگ کی طرح بھیما بھی عقل سے پیدل تھا۔ کالا جادو سیکھتے سیکھتے ان کا ذہن کند ہوگیا تھا۔ الپا کو دونوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے نارنگ کو معمول بنانے کے لیے اپنا قیدی بنایا تھا۔ جواد کے متعلق یہ سنتی آئی تھی کہ وہ نیک' صلح پسند اور عبادت گزار ہے۔ ایسے شخص کے اندر بھیما کی شیطانی آتما تھی۔ مزاج اور فطرت کے اعتبار سے دونوں آگ اور پانی تھے مگر ساتھ گزارہ کررہے تھے۔

اس نے جواد کے اندر پہنچ کر کہا "میں الپا ہوں۔ تم سے ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔ مجھ سے کس موضوع پر گفتگو کرنا چاہتی ہو؟"

"مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ تمہارے اندر بھیما کی آتما سمائی ہوئی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟"

"ہاں۔ تمہاری معلومات درست ہیں۔"

"میں نے یہ بھی سنا ہے کہ تم نے طلسمی انگوٹھی پہن رکھی ہے۔ یہ انگوٹھی تمہیں ہر طرح سے تحفظ فراہم کرتی ہیں۔"

"تمہاری معلومات پر حیران ہوں۔ تمہیں انگوٹھی کے بارے میں کس نے بتایا ہے؟"

"ایک شخص کا نام نارنگ ہے۔ وہ بھیما کی طرح آتما شکتی اور ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس نے مجھے یہ سب کچھ بتایا ہے۔ میں نہیں جانتی کہ وہ تمہارے بارے میں اتنی باتیں کیسے جانتا ہے۔"

بھیما نے کہا "میں جانتا ہوں۔ وہ ایک بار پورس بن کر جواد کے دماغ میں آیا تھا۔ مجھے اس کے جسم سے رہائی دلانا چاہتا تھا۔ ایسے وقت اسے انگوٹھی کی طلسمی قوت کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔"

الپا نے کہا "جواد! تمہارے خلاف سازشیں ہورہی ہیں۔ بھیما کی آتما زیادہ عرصے تک نہیں رہ سکے گی۔ دشمن یہاں تک سوچ رہا ہے کہ تمہارا ہاتھ کاٹ کر اس انگوٹھی کو تمہارے وجود سے الگ کرے گا تو پھر اس انگوٹھی سے تمہیں

تحفظ حاصل نہیں ہوگا۔ بھیما کی آتما تمہارے اندر سے نکل جائے گی۔"

جواد نے کہا "میری زندگی مختصر ہو سکتی ہے۔ ویسے جب تک ہم زندہ رہتے ہیں۔ تب تک کبھی پھولوں پر چلتے ہیں، کبھی کانٹوں پر۔ کبھی دوستوں سے ملتے ہیں۔ کبھی دشمنوں سے ٹکراتے ہیں۔ قدم قدم پر موت ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ہم کاتب تقدیر کی مرضی کے مطابق زندگی گزار کر دنیا سے جاتے ہیں۔"

"تمہارے خیالات اپنے دین کے مطابق ہیں میں تم سے بحث نہیں کروں گی۔ اوکے سوفار۔"

اس نے جواد کے دماغ سے نکل کر پارس کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "اب کیا ہے؟"

"پلیز، اس طرح بیزار ہو کر نہ بولو۔ میں جواد اور بھیما کے بارے میں کچھ بتانے آئی ہوں۔"

وہ ان کے بارے میں بتانے لگی پھر اس نے نارنگ کے متعلق بھی بتایا کہ اسے قیدی بنا کر رکھا ہے۔ اس کے بعد پوچھا "کیا تمہیں جواد سے دلچسپی ہے؟"

"ہاں میں نے جواد سے وعدہ کیا ہے کہ اسے بھیما کے شر سے نجات دلاؤں گا۔ وہ اپنی تمام شیطانیت سے باز آجائے گا اور اس کی آتما جواد کی فطرت کے مطابق مصفا ہو جائے گی۔"

الپا نے حیرانی سے پوچھا "یہ کیسے ممکن ہے۔ شیطان آتما تو شیطان ہی رہے گی۔"

"میں اس ناممکن کو ممکن بنادوں گا۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔

○☆○

میجر لیوچن پچھلی سیٹ پر آرام سے سو رہا تھا۔ سونیا نے اسے دو گھنٹے تک تنویمی نیند سونے کا حکم دیا تھا پھر وہ میرے پاس آکر بولی "یہ نہیں جانتا ہے کہ کس کے لیے کام کر رہا ہے۔ اسے فون پر کہا گیا تھا کہ یہ تمہاری دوستی سے فائدہ اٹھائے اور تمہیں کسی بھی طرح ہانگ کانگ لے آئے۔"

میں نے پوچھا "میجر اسے کسی نام سے مخاطب کرتا ہوگا؟"

"اصل نام سے واقف نہیں ہے۔ اسے مسٹر اَن نون کے فرضی نام سے مخاطب کرتا ہے۔ اسے فون پر حکم دیا گیا تھا۔ اس کا مطلب ہے، وہ حکم دینے والا ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔"

"ہاں اگر ٹیلی پیتھی جانتا تو فون نہ کرتا۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے حکم دیتا۔ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے میجر کو اپنا معمول بنایا ہے۔ وہ اَن نون کو چہرے سے نہیں پہچانتا ہے۔ اس کے لب و لہجے کو پہچان کر احکامات کی تعمیل کرتا ہے۔"

"فرہاد! کسی کو ہپناٹائز کرنے کے لیے کچھ وقت لگتا ہے۔ اس کے لیے تنہائی اور پر سکون ماحول کی ضرورت ہوتی ہے اگر ٹرانسفارمر مشین تیار کرنے کے دوران میں میجر چھٹیاں لے کر کہیں باہر نہیں گیا تھا تو پھر بیجنگ میں اسے ہپناٹائز کیا گیا تھا۔ ہپناٹائز کرنے والا اس کے قریبی ساتھیوں میں سے کوئی ہوگا۔"

"تمہاری یہ قیاس آرائی حقیقت سے قریب ہے۔ میجر آدم بیزار ہے۔ کسی محفل میں یا تقریب میں نہیں جاتا۔ لوگوں سے کتراتا ہے۔ اس کے چند دوست ہیں۔ جن کے ساتھ وہ شام کو آرمی کلب میں وقت گزارتا ہے یا پھر ہیڈ کوارٹر میں اس کے چند ساتھی افسران ہیں۔ یہ معلوم کرنا ہوگا کہ اس کے چند دوستوں اور افسروں میں کون اس کے اتنا قریب ہے کہ اس کے گھر آتا ہو یا یہ اس کے گھر جاتا کیونکہ کسی گھر کی چار دیواری میں ہی اسے ہپناٹائز کیا گیا ہوگا۔"

"کہیں گاڑی روکو۔ خیال خوانی کرو اور جلد ہی اس کے کسی ہپناٹائز کرنے والے ساتھی کا سراغ لگاؤ۔ ہانگ کانگ پہنچنے سے پہلے اس شخص کا پورا جغرافیہ معلوم ہونا چاہیے جو میجر کے ذریعے تمہیں وہاں بلا رہا ہے۔"

میں ایک ویران علاقے سے گزر رہا تھا۔ سڑک کے کنارے گاڑی روک کر بولا "تم میرے ساتھ رہو۔ میں جس کے دماغ میں پہنچوں تم اس کے ذریعے دوسروں کے دماغوں میں پہنچتی رہو۔ اس طرح ہم جلد ہی کچھ معلوم کرلیں گے۔"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے آرمی کے ایک اعلیٰ افسر کو مخاطب کیا۔ اس سے کہا "میں دو تین گھنٹوں میں ہانگ کانگ پہنچنے والا ہوں۔ اس سے پہلے کچھ ضروری معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ضرور۔ تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟"

"جب آپ ٹرانسفارمر مشین تیار کرا رہے تھے تو اس کے تیار ہونے کے دوران میں کتنے آرمی افسران چھٹیوں پر تھے۔ ان میں سے کتنے بیجنگ سے باہر تھے۔ خاص طور پر ان میں سے کتنے ہانگ کانگ میں تھے اور اب بھی ہیں؟"

اس اعلیٰ افسر نے کہا "اچھا میں سمجھ گیا۔ تم مائیکرو فلم چوری کرنے والے تک پہنچنا چاہتے ہو۔"

"آپ جانتے ہیں۔ میری روانگی سے پہلے اس سلسلے کی پہلی کڑی مل گئی تھی۔ اب دوسری کڑی مل گئی۔ میجر لیوچن کو بھی کسی نے آلہ کار بنایا ہے۔ میں نے اسے ہپناٹائز کیا ہے۔

اس سے سوالات کیے ہیں۔ یہ نہیں جانتا ہے کہ کس نے آلہ کار بنایا ہے۔ میجر کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ یہ مجھے دوستی اور محبت سے بہلا کر ہانگ کانگ لے آئے۔"

"ہوں۔ تمہیں وہاں بلانے کا مقصد صاف سمجھ میں آرہا ہے۔ چین میں تمہارا بہت احترام کیا جاتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ مائیکرو فلم تمہارے سامان میں رکھی جائے گی تو احتراماً تمہارا سامان چیک نہیں کیا جائے گا۔ صرف اس فلم کو اسمگل کرنے کے لیے تمہیں ہانگ کانگ لے جایا جا رہا ہے۔"

"یہی بات ہے۔ پلیز آپ میری مطلوبہ معلومات فراہم کریں۔"

"آدھے گھنٹے بعد آؤ۔ میں چھٹیوں پر جانے والے افسران کے بارے میں بتا سکوں گا۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سونیا نے پوچھا "کیا وہ فلم تمہارے سامان میں ہے؟"

"تھی۔ اب نہیں ہے۔ میں وہ فلم آرمی کے تین اعلیٰ افسران کے حوالے کر چکا ہوں۔ جو اصل مجرم ہے، وہ نہیں جانتا ہے کہ میں اس کے اسمگل کرنے کے طریقہ کار کو سمجھ گیا ہوں۔ وہ فلم مجھے مل گئی تھی اور واپس ریکارڈ روم کے سیف میں پہنچ گئی۔ اب اس مجرم تک پہنچنا رہ گیا ہے۔"

"تمہیں وہ فلم کیسے ملی؟ کہاں ملی؟"

"مجرم نے صرف میجر کو ہی نہیں، اس کی جوان بیٹی کم لی کو بھی ہپناٹائز کیا ہے۔ اسے آلہ کار بنایا ہے۔ وہ جوان ہے، حسین ہے اور فلرٹ ہے، جو پسند آجاتا ہے۔ اسے لفٹ دیتی ہے۔ پچھلی رات مجھے خوش کرنے آئی تھی۔ میں نے اسے بھگا دیا تھا۔"

سونیا نے کہا "تم کتنے شریف ہو، مجھے پتا ہے۔ اپنی پارسائی بیان نہ کرو۔ وہ فلم کہاں تھی؟"

"کیا مصیبت ہے۔ میں اپنی عمر کے مطابق محتاط ہو گیا ہوں۔ حسینائیں لفٹ دیتی ہیں۔ تب بھی ان سے کتراتا ہوں مگر تم یقین نہیں کرو گی۔ جب میں قبر میں چلا جاؤں گا۔ تب بھی شک کرو گی۔ میری قبر میں آکر جھانکو گی کہ میں اکیلا ہوں یا دوسری آگئی ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اچھا کام کی بات کرو۔ اس فلم کو تم نے کہاں سے ڈھونڈا تھا؟"

"ڈھونڈنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ صبح اٹھ کر برش کرنے کے لیے ٹوتھ پیسٹ کی ٹیوب کو دبایا تو دیکھا، ٹیوب کا پچھلا حصہ پہلے کی طرح بند نہیں ہے۔ اسے کھول کر دوبارہ بند کیا گیا ہے۔ کم لی اناڑی تھی، اسے پوری فنیشنگ FINISHING کے ساتھ بند نہیں کر پائی تھی۔ میں نے اسے کھولا اور دبایا تو ٹوتھ پیسٹ کے ساتھ وہ مائیکرو فلم باہر آگئی۔"

"ہوں۔ پچھلی رات کم لی وہ مائیکرو فلم تمہارے سامان میں چھپانے آئی تھی۔ میں نے خوامخواہ تمہارے کردار پر شبہ کیا۔ تم تو فرشتہ ہو۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ ایک افسر کے ذریعے دوسرے افسروں کے اندر پہنچتی رہو۔ کسی نہ کسی کے ذریعے اصل مجرم کا سراغ ملے گا۔"

"میں تمہاری طرح عقل مند نہیں ہوں کہ یکے بعد دیگرے درجنوں دماغوں میں بھٹکتی پھروں۔ میں ہمیشہ دشمنوں تک پہنچنے کا شارٹ کٹ راستہ اختیار کرتی ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے، تمہاری کھوپڑی میں کرنٹ پیدا ہو گیا ہے۔ فوراً ہی کچھ کر گزرو گی۔"

"یہ بتاؤ، میجر کی بیٹی جوان اور بہت خوب صورت ہے۔"

"آگئی بے چاری کی شامت۔ ہاں جوان بھی ہے اور حسین بھی بلکہ پر کشش بھی۔"

"تم نے اس کے خیالات پڑھے ہیں۔ اس نے اب تک کتنے عاشقوں کو لفٹ دی ہے؟"

"تین عاشق فیض یاب ہو چکے ہیں۔"

"کسی کو بھی تنہائی میں لفٹ دی جاتی ہے اور کسی کو بھی تنہائی میں ہپناٹائز کیا جاتا ہے۔ اس کی تنہائیوں میں آنے والے ان تین عاشقوں میں سے کسی ایک نے اسے ہپناٹائز کیا ہوگا۔"

میں نے خوش ہو کر کہا "برے وُو! تمہاری ذہانت اور حاضر دماغی کا جواب نہیں ہے۔ اتنی سی بات میری عقل میں نہیں آئی۔"

"عقل ہوتی تو یہ یاد رکھتے کہ نزدیک والوں کو چھوڑ کر دور والوں کے پیچھے نہیں دوڑنا چاہیے۔"

میں نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ میجر کی بیٹی کم لی کے خیالات پڑھے۔ اس کے پچھلے تین عاشقوں کے بارے میں معلوم کیا۔ اس کے خیالات نے بتایا، ان میں سے دو ایسے ہیں، جن کے ساتھ اس نے آدھا گھنٹا یا ایک گھنٹا تنہائی میں گزارہ تھا لیکن تیسرا ایک رات چھپ کر اس کے کمرے میں آیا تھا اور اس نے تمام رات اس کے ساتھ گزاری تھی۔ اسے یاد نہیں تھا، کیسے رات گزر گئی تھی۔ وہ سحر زدہ ہو گئی تھی۔

ہم نے کم لی کو مجبور کیا۔ اس نے فون پر اس تیسرے سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے جواب ملا۔ وہ بیجنگ میں نہیں ہے۔ ہانگ کانگ گیا ہوا ہے۔ کم لی نے ہانگ کانگ کے کوڈ نمبر کے مطابق موبائل پر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے

نائی دی۔ سونیا نے کم لی کی
...ن معلوم ہوا کہ تم ہانگ کانگ
میں ... آ ... ایک رات گزاری پھر یہاں سے
بھاگ گئے۔"

اس تیرے ... کا نام زاؤ زیانگ تھا۔ اس نے کہا
"سوری لی! مجھے ... میں جانا پڑا۔ جاتے وقت تم سے نہ
مل سکا پھر بھی ... رات بہت یاد آتی ہے۔"

سونیا نے بر... باتی انداز میں کہا "وہ رات پھر آسکتی
ہے۔ میں تمہارے پاس آجاؤں؟"

"تم نہیں آسکو... تمہارا باپ چند گھنٹوں میں یہاں
پہنچنے والا ہے۔ میں نے تمہارے خیالات پڑھے تھے۔ پتا چلا'
تمہارے باپ نے پرسوں رات تمہیں کمرے میں بند کردیا
تھا۔"

"ہاں۔ تمہارا ہی کام کرنے فرہاد کے بنگلے میں گئی تھی۔
اس کی یہ سزا ملی... پھر بھی تم نہیں سمجھنا چاہتے کہ میں تمہاری
کیسی دیوانی ہوں... بھی آؤں گی۔ مجھے اپنا پتا بتاؤ۔"

زاؤ زیانگ نے کہا "سچ تو یہ ہے کہ اس رات سے میں
... ہوں۔ مصروفیات کے باعث تم سے
... چلا آیا۔ آنا چاہو تو آجاؤ۔ ہانگ کانگ
... تمہارے باپ سے سامنا نہیں ہوگا۔
اسے ... دینا جانتا ہوں۔"

"... آئی لو یو۔ میں ابھی کسی ڈومیسٹک
... ہوں گی۔"

"میرے پرائیویٹ بنگلے کا نمبر اور پتا نوٹ کرو۔ وہ بنگلا
... نہیں رہے گا۔ میں تمہارے لیے اسے کھلا چھوڑ کر جاؤں
گا۔ اپنی مصروفیات سے فارغ ہوتے ہی تمہارے پاس
آجاؤں گا۔"

اس نے اپنے بنگلے کا پتا اور فون نمبر بتایا۔ سونیا نے
بڑے جذباتی انداز میں محبت کا اظہار کرتے ہوئے کم لی سے
فون کا رابطہ ختم کرا دیا۔ میں نے کہا "تمہیں یاد ہے کہ میں
تمہارا شوہر ہوں؟"

"اس میں یاد کرنے کی کیا بات ہے؟"

"شرم نہیں آتی؟ میرے دماغ میں رہ کر ایک پرائے مرد
سے رات گزارنے کی بات کر رہی تھیں۔ ایسی دیدہ دلیر اور
بے حیا بیوی کسی کی نہیں ہوگی۔"

"زیادہ نہ بولو۔ میں مجرم تک پہنچنے میں تم سے سبقت
لے گئی ہوں۔ اپنی جھینپ مٹانے کے لیے یوں باتیں بنا رہے
ہو۔"

"کامیابی کی خوشی میں زیادہ پھولنا نہیں چاہیے۔ کم لی
کے پاس جاؤ۔ زاؤ زیانگ خیال خوانی کے ذریعے پھر اس کے
اندر آکر اس کے خیالات پڑھ سکتا ہے۔"

وہ فوراً ہی کم لی کے پاس چلی گئی۔ میں نے آرمی کے اعلیٰ
افسر سے پوچھا "کیا چھٹیوں میں جانے والے افسران کی
فہرست تیار ہوگئی؟"

وہ بولا "فہرست کیا ہے۔ صرف دو افسران ہیں۔ ایک تو
ہانگ کانگ گیا تھا مگر واپس آچکا ہے۔ دوسرا وہیں ہے۔ اس
کا نام..."

میں نے بات کاٹ کر کہا "اس کا نام زاؤ زیانگ ہے۔ وہ
اب سے چار دن پہلے وہاں گیا ہے۔"

"تعجب ہے۔ تم نے مجھ سے پہلے کیسے معلوم کرلیا۔
بہرحال ہم سب تمہاری صلاحیتوں کے قائل ہیں۔"

میں نے پوچھا "اور کوئی نئی بات؟ نئی انفارمیشن؟"

اس نے کہا "تم لوگوں کی یہاں آمد سے پہلے یہاں ایک
امریکن انجینئر آیا تھا۔ وہ چار ماہ تک بڑی ذمے داریوں سے
اپنے فرائض انجام دیتا رہا پھر ایک دن جاسوسی کرتا ہوا پکڑا
گیا۔ ہم نے اسے ملک بدر کیا تھا۔ چین میں اس کا داخلہ
ممنوع ہے لیکن ہمارے ایک جاسوس نے اطلاع دی ہے کہ
وہ امریکن انجینئر جان ہارڈی ہانگ کانگ میں ہے۔ زاؤ
زیانگ کی ایک فون کال پکڑی گئی ہے۔ اس نے جان ہارڈی
سے رابطہ کیا تھا۔ اس کی مختصر سی گفتگو سمجھ میں نہیں آئی۔
کیونکہ دونوں کوڈ ورڈز میں بول رہے تھے۔"

میں نے پوچھا "ہانگ کانگ میں جان ہارڈی کا پتا ٹھکانا
معلوم ہے؟"

"فون نمبر ڈی ٹیکٹ کیا گیا ہے۔ ان نمبروں سے اس کی
رہائش گاہ کا پتا جلد ہی معلوم ہوجائے گا۔"

میں نے بعد میں رابطہ کرنے کو کہا پھر دماغی طور پر حاضر
ہو کر گاڑی اسٹارٹ کرکے آگے بڑھا دی۔ سونیا نے کہا "زاؤ
زیانگ دوبارہ کم لی کے دماغ میں آیا تھا۔ اسے کسی طرح کا شبہ
نہیں ہے کیونکہ کم لی ایک ڈومیسٹ فلائٹ سے وہاں جانے
کے لیے تیار ہو رہی ہے۔ زاؤ مطمئن ہے۔"

میں نے کہا "تمہیں بڑا غرور تھا کہ مجرم تک پہنچنے میں مجھ
سے سبقت لے گئی ہو۔ میں یہ پیش گوئی کرتا ہوں کہ اصل
مجرم جان ہارڈی ہے اور زاؤ زیانگ اس کا ٹیلی پیتھی جاننے
والا ماتحت ہے۔"

"چلو خوش ہوجاؤ۔ میں تم سے آگے نہ نکل سکی۔ میں
تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں۔ ہمیشہ ہنستے بولتے رہو۔ دودھو
نہاؤ' پوتوں پھلو۔ تمہارے پیچھے میجر تویکی نیند سے بیدار
ہوچکا ہے۔"

میجر پچھلی سیٹ پر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کار کے باہر گزرتے
ہوئے مناظر کو دیکھ کر بولا "او گاڈ! میں سو گیا تھا۔ میری گھڑی
میں چار بج رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے' دیر تک سوتا رہا
ہوں۔"

"تم پچھلی رات سے اس حسینہ کے چکر میں جاگتے رہو۔
کوئی بات نہیں' نیند پوری ہوگئی۔"

"اس بکواس عورت کی بات نہ کرو۔ پتا نہیں کم بخت
کون تھی؟"

وہ پریشانی سے سوچتا ہوا' اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔
تنویکی عمل سے پہلے میری اس سے فائٹ ہوئی تھی۔ سونیا نے
اس جھگڑے کو اس کے دماغ سے بھلا دیا تھا۔ اس نے کہا
"فرہاد! میں جا رہی ہوں۔ یہاں بھی دماغی طور پر حاضر رہنا
ضروری ہے۔ کتنے ہی کام نمٹانے ہیں۔ جب تم ہانگ کانگ
پہنچو تو مجھے بلالینا۔ ٹھیک ہے؟ جاؤں؟"

"ٹھیک ہے جاؤ۔ اپنے تمام کاموں سے نمٹ کر آؤ۔ پتا
نہیں یہاں میرے ساتھ کتنی دیر مصروف رہنا ہوگا۔"

میں نے گاڑی روک کر خیال خوانی کے ذریعے اسے
بازوؤں میں جکڑلیا پھر اسے چومنے لگا۔ وہ کسمساتی ہوئی بولی
"کیا کر رہے ہو؟ بچے آجائیں گے۔ وہ جوان ہو رہے ہیں۔
میرے چہرے سے اندرونی جذبات کو بھانپ لیں گے۔ کل وہ
آپ کی لاڈلی بیٹی اعلیٰ بی بی پوچھ رہی تھی "ماما! میرے پاپا آپ
کو خیال خوانی کے ذریعے کس کرتے ہیں یا نہیں؟"

میں نے ہنستے ہوئے پوچھا "میرا بیٹا کبریا تمہیں چھیڑتا
ہے یا نہیں؟"

"آپ کا بیٹا ہے۔ آپ کی طرح بدمعاش نکلے گا۔ کہہ
رہا تھا "ماما! آپ آج بھی بیس بائیس برس کی جوان لڑکی
دکھائی دیتی ہیں۔ پاپا کے بڑھاپے کا کیا بنے گا؟"

میں نے کہا "اس بدمعاش سے کہنا' اس کا باپ آج بھی
جوان ہے۔ مقابلے پر آنے والے بڑے بڑے شہ زوروں کو
خاک میں ملا دیتا ہوں۔"

وہ بولی "یہ ابھی بچے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ پہلوان
اپنے مقابل کو اکھاڑے میں پچھاڑ دیتا ہے لیکن بیڈ روم میں
بیوی اسے اوندھے منہ گراتی ہے۔"

وہ ہنستی ہوئی چلی گئی۔ میجر نے اگلی سیٹ پر آکر پوچھا
"گاڑی کیوں روک دی؟"

"تاکہ تم اگلی سیٹ پر آجاؤ۔"

میں نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ بولا "ایک تشویش کی
بات ہے۔ وہ عورت وہ نہیں تھی جو میں سمجھ رہا تھا۔"

میں نے انجان بن کر پوچھا "وہ عورت کیا نہیں تھی؟ تم
کیا سمجھ رہے تھے؟"

"میں بھی اس کے خیالات پڑھنے لگا تو معلوم ہوا' اس
کے دماغ میں کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آیا تھا۔"

میں نے حیرانی سے کہا "نہیں۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ
ٹیلی پیتھی جاننے والا اس سے کیا ... ہا؟"

"اس عورت کے ذریعے ... رہا
تھا۔ میں نے اسی لیے اسے گاڑی ... رہا تھا۔ میں سمجھ
رہا تھا' وہ عورت مجرموں کی آلہ کار ہے۔"

"چلو اچھا کیا۔ ہانگ کانگ میں ا... تیں اور مرد
ملیں گے۔ میں تھک گیا ہوں پلیز اب تم ... "

میں گاڑی روک کر اتر گیا۔ وہ دو... ری طرف سے اتر کر
اسٹیئرنگ سیٹ کی طرف آنے لگا۔ سامنے سے دو گاڑیاں
آرہی تھیں۔ ان میں سے ایک ہمارے سامنے رک گئی۔
دوسری آگے جاکر واپس مڑ کر ہمارے پیچھے آگئی۔ ہمیں آگے
پیچھے سے گھیر لیا گیا۔ ان گاڑیوں سے اترنے والوں کے
ہاتھوں میں شاٹ گن اور رائفلیں تھیں۔ میجر لیوچن نے
ریوالور نکالتے ہوئے مجھ سے کہا "تم اپنی ... ... ایا ہوں۔"

میں نے کہا "میں اور میرے ... میں پہنچ کر لڑائی
... پاس ہتھیار نہیں رکھتے ہیں۔" ... مون ڈالیں گے۔

ان سب نے ہمیں نشانے پر ... کسی کو اپنے

"تمہارے پاس ایک ہی ریوالور ہے ..."

میں نے میجر سے کہا "دشمن عقل ... آیا

سسپنس ڈائجسٹ کا دلچسپ ترین
جسے قارئین آج تک نہیں بھولے
طالوت
3 حصوں میں (مکمل)
کتاب کی قیمت معہ ڈاک خرچ بذریعہ منی آرڈر پیشگی ارسال کریں
پراسرار کہانیوں کے شائقین کے لئے
طنز و مزاح پسند کرنے والوں کے لئے
جاسوسی کہانیوں کے پرستاروں کے لئے
ایک دلچسپ داستان جو آج تک آپ نے نہ پڑھی ہوگی۔
کتابی شکل میں تیار ہے
کتابیات پبلی کیشنز

پھینک دو۔ ہنسی خوشی زندہ رہو گے۔"
اس نے ریوالور کو پھینک دیا۔ دوسرے شخص نے پوچھا "تم میں سے فرہاد کون ہے؟"
میں نے کہا "میں ہوں۔ یہ میجر لیوچن ہے۔"
وہ بولا "ہاں میں ہوں میجر لیوچن۔ تم لوگوں کو ہم سے کیا دشمنی ہے؟"
ایک نے کہا "میجر! تم ہمارے آدمی ہو۔ ہم فرہاد کا سامان چیک کرنا چاہتے ہیں۔"
میجر نے ڈکی کھول کر میرا سفری بیگ ان کے حوالے کیا۔ انہوں نے بیگ کو کھول کر اسے الٹ دیا۔ تمام سامان زمین پر تھا گر گیا۔ ایک نے فوراً ہی ٹوتھ پیسٹ کو اٹھایا پھر اسے کھول ہے دبا کر تمام پیسٹ باہر نکالنے لگا۔ میں نے کہا "یہ کیا اس کی یہ سزا ؟ ... نے آج صبح ہی اسے خریدا ہے۔"
کیسی دیوانی ہو ...
... ں دیا گیا۔ ٹیوب خالی ہو کر چپٹی ہو گئی۔ ... دَ زیانگ ... معلوم ہو 'اب اندر اور کچھ نہیں رہا ہے۔
... پوچھا "مائیکرو فلم کہاں ہے؟"
... رو فلم؟" میں نے حیرانی سے میجر کو دیکھا۔ وہ ... پچپاتے ہوئے بولا "وہ فلم تمہارے سامان میں رکھی گئی تھی۔"

ایک گن مین نے کہا "ہمیں بتایا گیا ہے۔ اسے اس ٹیوب میں رکھا گیا تھا۔"
میں نے کہا "کیا ٹوتھ پیسٹ کے اندر دکان دار رکھے گا۔ میجر میں نے تمہارے سامنے آج صبح اسے خریدا تھا۔ تمہیں یاد ہے؟"
میجر نے کہا "ہاں۔ یہ پیسٹ آج سفر کے دوران میں خریدا گیا ہے۔ فرہاد نے اسے ایک بار استعمال کیا پھر اپنے سامان کے ساتھ اسے ڈکی میں رکھ دیا۔ اس کے بعد اسے کسی نے ہاتھ نہیں لگایا پھر کون اس کے اندر مائیکرو فلم لا کر رکھ سکتا ہے۔"
ایک گن مین نے کہا "میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس گن مین کی زبان سے بول رہا ہوں۔ میجر! تم نہیں جانتے۔ ہم نے تمہاری طرح تمہاری بیٹی کم لی کو بھی ہپناٹائز کر کے اپنا آلہ کار بنایا ہے۔ وہ پرسوں رات فرہاد کے بنگلے میں گئی تھی۔ اس نے ٹوتھ پیسٹ کے اندر اس مائیکرو فلم کو چھپایا تھا۔ اس فلم کو اسی پیسٹ والی ٹیوب میں ہونا چاہیے۔"
میں نے کہا "زاؤ زیانگ بہت زیادہ پراسرار نہ بنو۔ میں تمہیں پہچان رہا ہوں۔"
وہ بولا "کون زاؤ زیانگ؟ میں وہ نہیں ہوں۔ فضول باتیں نہ کرو۔ کام کی بات کرو۔"
میں نے کہا "تم آواز اور لہجہ بدل کر بول رہے ہو مگر لہجہ بدلنے کے سلسلے میں تمہاری ٹریننگ ناقص رہی ہے۔ بولنے کے دوران تمہارا اصل لہجہ جھلک رہا ہے۔ تم میرے تجربات کو نہیں جھٹلا سکو گے۔ اگر تم وہ فلم چاہتے ہو تو اعتراف کرو کہ میں تمہیں پہچاننے میں غلطی نہیں کر رہا ہوں۔"
"ٹھیک ہے۔ میں اعتراف کر رہا ہوں۔ فوراً بتاؤ وہ فلم کہاں ہے؟"
"انسان سے بھول چوک ہوتی ہے۔ میں ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹ اپنے بنگلے میں بھول آیا ہوں۔ اسی لیے آج صبح یہ نیا پیسٹ خریدا تھا۔"
زاؤ زیانگ نے کہا "تم جھوٹ بول رہے ہو۔"
"میرے سچ کی تصدیق کر لو۔ وہ برش اور ٹوتھ پیسٹ اسی بنگلے کے باتھ روم میں پڑا ہو گا۔"
"میں ابھی معلوم کروں گا مگر آرمی والوں نے تمہارے بنگلے کو لاک کیا ہو گا۔ ہمارا کوئی آدمی رات ہی کو چھپ کر اس بنگلے میں جا سکے گا۔ جب تک وہ فلم وہاں سے نہیں ملے گی۔ تم قیدی بن کر رہو گے۔"
"مجھے قیدی کون بنائے گا۔ تم یہاں سے نہ جانے کتنی دور چھپے ہوئے ہو۔ تمہارے ماتحتوں نے ہاتھوں میں کھلونے پکڑ رکھے ہیں کیونکہ جب تک مائیکرو فلم نہیں ملے گی، ہتھیار میرے خلاف استعمال نہیں ہوں گے۔ مجھے گولی نہیں ماری جائے گی۔ اس لیے یہ فی الحال کھلونے ہیں۔"
"اس خوش فہمی میں نہ رہو۔ ہم ابھی تمہیں گولی مار سکتے ہیں۔ تم خیال خوانی کے ذریعے میرے ایک یا دو گن مین کو ہلاک کرو گے۔ اتنی سی دیر میں دوسرے تمہیں گولی مار دیں گے۔"
"تم نے ابھی ٹیلی پیتھی کا پہلا سبق سیکھا ہے۔ آؤ میں دوسرا سبق سکھاتا ہوں۔"
میں نے یہ کہتے ہی اس گن مین کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ دوڑتا ہوا آ کر میرے سامنے ڈھال بن گیا۔ میں نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن دبوچ کر دوسرے ہاتھ سے اس کا ریوالور لیا۔ اس کی کنپٹی پر نال رکھتے ہوئے کہا "خبردار! کسی نے گولی چلائی تو میں اسے مار ڈالوں گا۔"
زاؤ زیانگ نے کہا "اس کی موت سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ تم غلطی کر رہے ہو۔"
"میں تمہاری غلطی درست کر رہا ہوں۔ یہ دیکھو۔"
میں نے دوسرے گن مین کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے پلٹ کر اپنے ساتھیوں پر فائرنگ کی مسلسل فائرنگ سے تین مرے ایک زخمی ہوا۔ پانچویں نے میرا نشانہ لیا مگر اس کا ساتھی میرے شکنجے میں ڈھال بنا ہوا تھا۔ گولی مجھے نہیں اسے لگی۔ اس نے اس پر گولی چلائی، جس نے اپنے ہی ساتھیوں کو ہلاک کیا تھا۔ دونوں نے بیک وقت فائر کیے تھے۔ نتیجے کے طور پر دونوں ایک دوسرے کی فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔ اب صرف دو بچ گئے۔ ایک میرے شکنجے میں تھا۔ دوسرا کچھ فاصلے پر دور کھڑا ہوا تھا۔
میں نے اسے گولی مار کر کہا "زاؤ! میں خالی ہاتھ تھا، زندہ ہوں۔ تمہارے ہتھیار والے مر گئے۔ ٹیلی پیتھی ایک ایسا خطرناک ہتھیار ہے، جسے صحیح طور پر استعمال نہ کرنے والے خود حرام موت مر جاتے ہیں۔ تم اپنی موت کا انتظار کرو اور جان ہارڈی سے کہو، اس نے مجھے نہیں، اپنی شامت کو ہانگ کانگ بلایا ہے۔ میں آ رہا ہوں۔"
یہ کہہ کر میں نے ڈھال بننے والے آخری دشمن کو گولی مار دی۔ ریوالور کو پھینک دیا پھر خالی ہاتھ ہو گیا۔ میں اور سونیا کبھی بوجھ اٹھا کر نہیں گھومتے۔

☸

وہ ذہین ہے جو زندگی کو ذہانت اور حکمت عملی سے سوچ سمجھ کر گزارتا ہے۔ جو زندگی کو کھیل سمجھ کر کھیلتا ہے۔ وہ گویا اپنی زندگی کو کھلونا بنا دیتا ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ اس کھلونے سے دیر تک کھیلتا رہے گا لیکن ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ کوئی مخالف اس کھلونے سے کھیل جاتا ہے۔ اسے توڑ پھوڑ دیتا ہے پھر اپنے ٹوٹے کھلونے کا ماتم کرنے کے لیے وہ زندہ نہیں رہتا۔
جو لوگ زندگی کے عملی میدان میں مجرمانہ ارادوں سے جدوجہد کرتے ہیں، وہ اپنی طبعی عمر سے پہلے ٹوٹ جاتے ہیں اور جو نیک ارادوں سے جدوجہد کرتے ہیں، وہ بھی کسی نہ کسی دن ٹوٹتے ہیں لیکن انسان ہونے کے ناتے انسانیت کی بہتری کے لیے بہت کچھ کر جاتے ہیں۔
میں سپاہیوں کی طرح دشمنوں کی دنیا میں لڑتے لڑتے زندگی گزار رہا ہوں۔ اپنے دشمنوں کو شکست دیتا رہا ہوں۔ کبھی مجھے بھی شکست ہو گی۔ میری زندگی ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائے گی۔ میں دنیا سے چلا جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مرے گا۔ میری جہاد سے بھرپور زندگی کا ایک ایک صفحہ میرے بعد بھی پڑھا جاتا رہے گا۔ ہمارا آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہوتا ہے کہ ہم مرنے کے بعد بھی اپنی دنیا میں زندہ رہیں۔
ہانگ کانگ پہنچنے سے پہلے ہی وہ آٹھ مسلح افراد مجھ سے مائیکرو فلم چھیننے کے بعد میری زندگی بھی مجھ سے چھیننے آئے تھے۔ ان کے پاس ریوالور، شاٹ گنیں اور ایسی رائفلیں تھیں جیسے وہ اپنی اور دوسروں کی زندگی کو کھلونا سمجھ کر کھیلتے رہے ہوں۔ ان کا سب سے بڑا کھلاڑی زاؤ زیانگ ان کے دماغوں میں تھا۔ اس نے ان ماتحتوں کو یقین دلایا تھا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والا فرہاد تنہا ہو گا۔ وہ آٹھ مسلح افراد کے اندر بیک وقت نہیں پہنچ سکے گا۔ ایک کے اندر جائے گا تو باقی ساتھی اسے گولی مار دیں گے یا وہ کسی کے ذریعے فرہاد کو زخمی کر کے مائیکرو فلم چھین لے گا۔
کبھی ایک سپاہی درجنوں پر حاوی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ گوریلا فائٹ کی تکنیک کو سمجھتا ہے میں نے پہلے زاؤ زیانگ کی دلچسپی کو سمجھا۔ اس کی دلچسپی مائیکرو فلم میں تھی میں نے اسے یہ کہہ کر الجھا دیا کہ وہ فلم میں بیجنگ میں بھول آیا ہوں۔ اس کا خیال تھا۔ میں کسی ایک کے دماغ میں پہنچ کر لڑائی شروع کروں گا تو باقی سات مجھے گولیوں سے بھون ڈالیں گے۔ اس کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ پہلے میں کسی کو اپنے سامنے ڈھال بناؤں گا پھر جنگ شروع کروں گا۔
جب میں نے یہی کیا تو زاؤ زیانگ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کرے؟ کیونکہ میرے پیچھے گاڑی تھی۔ مجھ پر پیچھے سے

ایک اچھوتی سرگزشت
چھلاوا
بیسویں صدی کی ایک نہایت پراسرار خاتون
صبیحہ بانو کی آپ بیتی
* دولت مند، آزاد خیال، پروقار، خوبصورت اور خطرناک صبیحہ بانو، جنہیں لوگ جانتے ہیں مگر نہیں جانتے!
* جرائم پیشہ افراد انہیں "چھلاوا" کہتے ہیں!
* صبیحہ بانو کی زندگی بہت عجیب اور خطرناک حالات سے گزرتی رہی ہے۔ انہوں نے جب اپنی زندگی کے کچھ حالات قلم بند کیے تو انہیں پڑھ کر ہزاروں لوگ ان سے ملنے اور انہیں جاننے کے متمنی ہو گئے۔ اسی لئے ان کی آپ بیتی کی اشاعت اردو زبان میں ایک ریکارڈ ہے۔
اس کتاب کا آٹھواں ایڈیشن شائع ہو چکا ہے
صفحات 1120 | قیمت 200 روپے | ڈاک خرچ 30 روپے
کتاب کی قیمت بمعہ ڈاک خرچ بذریعہ منی آرڈر پیشگی روانہ کریں
کتابیات پبلی کیشنز
پوسٹ بکس 23 کراچی 74200
فون: 5802552-5895313 فیکس: 5802551
kitabiat1970@yahoo.com

گولی نہیں چلائی جاسکتی تھی۔ آگے ان کا ساتھی میرے لیے ڈھال بنا ہوا تھا۔ اس طرح وہ مجھے ہلاک کرنا تو دور کی بات ہے' زخمی بھی نہ کرسکا۔ اس کے سات مسلح ماتحت مارے گئے۔ آٹھواں گولی کھا کر زمین پر گرا پڑا تھا۔ اس کی جان نہیں نکل رہی تھی۔

میں نے کہا "زاؤ! میں کسی پہلو کو نظرانداز نہیں کرتا۔ یہ سمجھ رہا ہوں کہ تم اس زخمی ماتحت کے اندر ہو۔ مجھے ہلاک یا زخمی کرنے کا ایک آخری چانس لینا چاہتے ہو۔"

وہاں جب تک فائرنگ ہوتی رہی تھی۔ تب تک میجر لیوچن اپنی جان بچانے کے لیے گاڑی کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس نے زمین پر پڑے ہوئے ایک ریوالور کو اٹھا کر کہا "میں زاؤزیانگ بول رہا ہوں۔ تم نے دعویٰ کیا ہے' کسی پہلو کو نظرانداز نہیں کرتے ہو مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ میں نے میجر کو بہت پہلے ہپناٹائز کیا تھا۔ یہ میرا آلہ کار ہے۔ تم نے ذرا بھی حرکت کی تو یہ تمہیں گولی مار دے گا۔"

میں پہلے ہی گن کو دور پھینک چکا تھا۔ میں نے کہا "میں کوئی حرکت نہیں کروں گا۔ پلٹ کر تمہارے آلہ کار میجر کو نہیں دیکھوں گا مگر تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے کیونکہ یہ میں ہی بتا سکتا ہوں کہ مائیکرو فلم کہاں ہے؟"

"سمجھ دار ہو۔ بتا دو۔ نہیں بتاؤ گے تو تمہیں زخمی کرکے تمہاری کھوپڑی میں پہنچوں گا پھر تم سے کچھ پوچھنا نہیں پڑے گا۔ تمہارے خیالات مجھے مائیکرو فلم تک پہنچا دیں گے۔"

میں پلٹا اور میجر کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا "میں حرکت کر رہا ہوں۔ ادھر سے گھوم کر گاڑی کے پیچھے میجر کے پاس آرہا ہوں۔ گولی چلاؤ اور مجھے زخمی کرو۔"

میں اطمینان سے چلتا ہوا میجر لیوچن کے سامنے آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ میں نے کہا "زاؤ! زندگی گزارنے کے لیے جتنی عقل کی ضرورت ہوتی ہے' وہ تمہارے پاس نہیں ہے پھر ٹیلی پیتھی کا علم سنبھالنے کے لیے تو پہاڑ جیسی ذہانت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے کہاں سے لاؤ گے؟"

وہ بولا "تعجب ہے! تم میرے ریوالور کے نشانے پر ہو اور اتنی بڑی بڑی باتیں کر رہے ہو؟"

"تم بھی تو باتیں ہی کر رہے ہو۔ گولی نہیں چلا رہے ہو۔ کیا پریشانی ہے زاؤزیانگ؟"

"آں؟ تم۔۔۔ تم کیا سمجھتے ہو؟ میں تم پر گولی نہیں چلا سکوں گا مگر پہلے وہ مائیکرو فلم۔۔۔"

میں نے بات کاٹ کر کہا "میرے دماغ میں آکر چور خیالات پڑھو گے تو معلوم ہو جائے گا' وہ فلم کہاں ہے؟ ہاں تو پریشانی کیا ہے؟"

وہ اس بار پریشان ہو کر بولا "تم کوئی گڑبڑ کر رہے ہو۔ یہ میجر میرا معمول و فرماں بردار ہے مگر میں اس سے کام نہیں لے پا رہا ہوں۔"

"زاؤ! اپنی عمر کو اور میری عمر کو' اپنے تجربات کو اور میرے تجربات کو سمجھو۔ کس سے ٹکر لینے آئے ہو؟ تم تو ایک بچے کی طرح مجھ سے کھیلنے آئے ہو۔ یہ بات ایک موٹی سی عقل سے بھی سمجھ میں آجاتی ہے کہ تم نے میجر لیوچن کو آلہ کار بنایا ہے۔ اس کے ذریعے مجھے ٹریپ کرکے یہاں بلایا ہے۔ اس آلہ کار کو کبھی میرے خلاف استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا میں نے راستے ہی میں اس میجر کا برین واش کیا تھا اور اسے اپنا معمول اور محکوم بنالیا تھا۔ میرا معمول میری اجازت کے بغیر گولی کیسے چلائے گا اور اگر تم نے کسی طرح اسے مجبور کیا اور اس نے گولی چلائی تب بھی میرا کچھ نہیں بگڑے گا کیونکہ میں نے جو ریوالور پھینکا تھا' میجر نے اسے ہی اٹھایا ہے اور یہ مسلسل فائرنگ کے بعد خالی ہو چکا ہے۔"

اس نے حیرانی سے ریوالور کو دیکھا پھر ٹریگر کو کئی بار دبایا۔ کھٹ کھٹ کی آوازیں آئیں لیکن فائرنگ کا دھماکا نہیں ہوا۔ وہ بولا "مجھے غصہ آنا چاہیے مگر میں دماغ ٹھنڈا رکھتے ہوئے تم سے یہ سیکھ رہا ہوں کہ ہم لمحہ لمحہ موت سے بچتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں۔ اگر برا وقت آنے سے پہلے تمہاری طرح ہر پہلو پر نظر رکھی جائے اور جس طرح تم نے میری لاعلمی میں میجر کو مجھ سے چھین کر اپنا معمول بنایا ہے' اسی طرح میں بھی تمہارے ہانگ کانگ پہنچنے سے پہلے اپنی سلامتی کے لیے ہر پہلو سے تدابیر کروں تو تم مجھے کبھی زیر نہیں کرسکو گے۔"

"بے شک' حملہ کرنے سے پہلے جوابی حملوں سے بچنے کی تدابیر کی جائیں تو جان کو نقصان نہیں پہنچتا لیکن تم جوابی حملے کس پر کرو گے؟ میں تو ہانگ کانگ نہیں آرہا ہوں۔ جہاں اس ٹوتھ پیسٹ کی ٹیوب میں مائیکرو فلم رکھی ہوئی ہے' وہاں جا رہا ہوں۔"

پھر میں نے میجر لیوچن سے کہا "تم پیدل جاؤ یا کسی سے لفٹ لو۔ میں یہ گاڑی واپس لے جا رہا ہوں۔"

وہ بولا "میں بھی تمہارے ساتھ بیجنگ واپس جاؤں گا۔ تمہارا فرماں بردار بن کر رہوں گا۔"

"تم تو میرے معمول ہو مگر اس وقت زاؤ تمہاری زبان سے بول رہا ہے۔ اس کا خیال ہے تم میرے ساتھ جاؤ گے تو وہ تمہارے اندر رہ کر مائیکرو فلم تک پہنچ سکے گا۔ ایسا نہیں ہوگا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔ یہ گاڑی میرے حوالے کرکے ہانگ کانگ جاؤ اور وہاں پہنچنے تک زاؤزیانگ کو اپنے دماغ میں نہ آنے دو اسی لمحے سے سانس روک کر اسے بھگا